الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب مستطاب

پیراہن یوسفی

ترجمہ دفتر سوم

مثنوی مولوی معنوی

از طبع معارف آگاہ

مولوی محمد یوسف علی شاہ چشتی نظامی گلشن آبادی ملک مالوہ

بمطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ حلیۂ طبع پوشید

باہتمام پی۔ بی۔ کپور سپرنٹنڈنٹ

قیمت

فہرست مضامین پیراہن یوسفی دفتر سوم

تمام شد فهرست
دفتر سوم پیراهن یوسفی

بعون و توفیق موفق انس و جان بفضل خلاق زمین و زمان

عجب نسخۂ نادرہ ہے یہ جس سے | سخن کی لطافت ہے کتنی | سارے عالم کو ہے عزیز بکام

پیراہن یوسفی

ترجمہ دفتر سوم

مثنوی معنوی

از طبع زاد افکار مولوی محمد یوسف علی شاہ ولد محمد جلال الدین خاں ملقب بہ مسکین چشتی نظامی گلشن آبادی

در مطبع نامی گرامی منشی نول کشور واقع لکھنؤ طبع شد

[illegible]

دفتر سوم
بسم اللہ الرحمن الرحیم
مقام غنا میں

مثنوی معنوی ترجمہ پیراہن یوسفی

اے ضیاء الحق حسام الدین بیار / این سوم دفتر کہ سنت شد سہ بار
برکشا گنجینۂ اسرار را / در سوم دفتر بہل اعذار را
قوتت از قوت حق میزہد / نز عروقی کز حرارت می جہد
این چراغ شمس کو روشن بود / نز فتیلہ پنبہ و روغن بود
سقف گردون کو چنین دائم بود / نز طناب و استنی قائم بود
قوت جبریل از مطبخ نبود / بود از دیدار خلاق ودود
ہمچنین این قوت ابدال حق / ہم ز حق دان نز طعام و از طبق
جسم شان را ہم ز نور اسرشتہ اند / تا ز روح و از ملک بگذشتہ اند
چونکہ موصوفی باوصاف جلیل / بر تو آتش شد گلستان چون خلیل
گردد آتش بر تو ہم بردو سلام / ای عناصر مر مزاجت را غلام
ہر مزاجی را عناصر مایہ است / وین مزاجت برتر از ہر پایہ است

اے ضیاء الحق حسام الدین یا / لا سوم دفتر کہ ہے سنت سہ بار
کھول تو گنجینۂ اسرار کو / تیسرے دفتر میں چھوڑ اب عذر تو
تیری قوت قوت حق سے بڑھی / نے رگوں سے کہ حرارت سے چلی
یہ چراغ شمس کہ روشن ہوا / تیل و بتی سے نہیں روشن ہوا
آسمان کی چھت کہ وہ دائم ہوئی / نے طناب و ستون سے قائم ہوئی
قوت جبریل کھانے سے نہ تھی / تھی وہ دیدار خدا سے اے اخی
قوت ابدال حق اس طور سے / حق سے تو جان ور نہیں کھانے سے
جسم اسکا نور سے پیدا ہوا / تب ملک اور روح سے وہ بڑھ گیا
جو تو ہو موصوف اوصاف جلیل / ہو گلستان آگ تجھ پر جون خلیل
آگ تجھ پر ہو گئی بردو سلام / ای مزاجون کے ترے عنصر غلام
ہو بھی عنصر تو مزاجون کی وے / ہے مزاج افضل ترا ہر پایے سے

عہ تیرے مزاج کے عنصر غلام ہیں مزاجوں کی عنصر ہو بھی ہے ولیکن مزاج تیرا افضل ہے ہر مرتبہ سے اس عالم بسیط میں یہ تیرا مزاج وصف وحدت کا چکھنے والا ہے آج کے روز اور خلق تنگ میدان فہم کا رکھتی ہے افسوس ہے کہ خلق حلق نہیں رکھتی ہے، اے ضیاء الحق تیری دانائی سے حلوا تیرا سنگ کو حلق دیتا ہے جیسے یا رسول اللہ اور مخلوق حلق نہیں رکھتی ہے مگر تمہارا حلوائے فیضان سنگدلوں کو حلق دیتا ہے کہ غذاء روحی نوش کریں چنانچہ اس حلق کا بیان آگے بھی ہوگا ۱۲

این مراجت در جہانِ منبسط	وصف وحدت را کنون شد ملتقط	اس بسیط عالم میں یہ تیرا مزاج	چھپنے والا وصف وحدت ہے ازان
اے دریغا عرصۂ افہام خلق	سخت تنگ آمد ندارد خلق حلق	تنگ میدان فہم کا رکھتی ہے خلق	حیف کہ رکھتی نہیں ہے خلق حلق
ای ضیاء الحق بحذق رائے تو	حلق بخشد سنگ را حلوائے تو	اے ضیاء الحق تری دانائی سے	تیرا حلوا سنگ کو ہے حلق دے
کوہ طور اندر تجلی حلق یافت	تاکہ مے نوشید و مے برنتافت	(۱) پایا حلق اندر تجلی طور نے	تاکہ مے پی اور نہ اگلی اسنے مے
صار دکا منہ وانشق الجبل	ہل رأیتم من جبل رقص الجبل	صادر کا منہ وانشق الجبل	ہل رأیتم من جبل رقص الجبل
لقمہ بخشی آید از ہر کس بکس	حلق بخشی کار یزدانست و بس	لقمہ دینا جاتا ہے کس کو کس	حلق دینا کام یزدان کا ہے بس
حلق بخشد جسم را و روح را	خلق بخشد بہر ہر عضوے جدا	حلق بخشے جسم کو اور روح کو	خلق بخشے ہے ہر اک اعضا کو وہ
این گہے بخشد کہ اجلالی شود	از دغا و از دغل خالی شود	اس گھڑی بخشے کہ اجلالی ہو تو	اور دغا و مکر سے خالی ہو تو
تانگوئی سرّ سلطان را بکس	تا نریزی قند را پیش مگس	تاکہ نے تو راز سلطانی کہے	تاکہ نے تو مکھیوں کو قند دے
گوش آن کس نوشد اسرار جلال	کو چو سوسن دہ زبان شد و لال	(۲) کان سنتا اسکا ہے سرّ جلال	مثل سوسن دس زبان ہو اور لال
حلق بخشد خاک را لطفِ خدا	تا خورد آب و بروید صد گیا	خلق بخشے خاک کو لطف خدا	تا پیے پانی اگائے سو گیا
باز حیوان را بخشد حلق و لب	تا گیاہش را خورد اندر طلب	پھر وہ حیوانوں کو بخشے حلق و لب	تاکہ کھائیں گھانس وہ اندر طلب
چون گیاہش خورد حیوان گشت زفت	گشت حیوان لقمۂ انسان و رفت	گھانس کھا کر فربہ جو حیوان ہو	پھر وہ حیوان لقمۂ انسان ہو
باز خاک آمد شد اکال بشر	چون جدا شد از بشر روح و بصر	پھر وہ لقمہ خاک کا ہووے بشر	جب جدا انسان سے ہو روح و بصر
ذرہ ہا دیدم دہانشان جملہ باز	گر بگویم خوردشان گردد دراز	ہم نے سب ذرّوں کا دیکھا منہ کھلا	انکے کھانے کا کہوں تو ہو بڑا
برگہا را برگ از انعام او	دایگان را دایہ لطفِ عام او	(۳) برگ کو سامان انعام اسکے سے	دائیوں کی دائی اسکا لطف ہے
رزقہا را رزقہا او مے دہد	زانکہ گندم بے غذائی کے رہد	رزق کل کو رزق وہ ہی دیتا ہے	کیونکہ گندم بے غذا کب اگتا ہے

(۱) پایا الخ یہ شعر طور نے تجلی میں حلق پایا تاکہ شراب معرفت پیے اور نہ اگلی اسنے شراب ۱۲ ترجمہ ٹکڑے ہوا اس تجلی سے پہاڑ کیا دیکھی تم نے رقص جبل سے رقص جبل کا انسان کو انسان لقمہ تو دیا جاتا ہے مگر حلق دینا کام خدا کا ہے بس خلق بخشتا ہے وہ ہر ایک عضو کو اسدم حلق بخشتا ہے کہ تو صاحب جلوہ ہو اور دغا و مکر سے تو خالی ہو شکر تو راز سلطانی تو نہ کہے تاکہ تو حاسدوں کو قند نہ دے یعنے حق تعالی اسدم تجھپر راز کھولے کہ تو صاحب ظرف ہوجاے کہ رازا کو کسی سے نہ کہے آگے خدا کے راز کا بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲ (۲) کان سنتا الخ یہ شعر کان اس عارف کا سرّ جلال سنے کہ مثل سوسن دس زبان رکھے اور گونگا ہووے خلق بخشے خاک کو لطف خدا تا پانی پیئے اور سو گیاہ پیدا کرے پھر حیوانوں کو حلق و لب بخشے تاکھائے وہ گھانس اندر طلب کے گھانس کھاکر جو حیوان فربہ ہووے پھر وہ حیوان لقمہ انسان کا ہووے پھر وہ انسان لقمہ خاک کا ہووے جبکہ روح و بصر انسان سے جدا ہووے یعنے روح و بصر لقمہ ہووے خاک کی کہ وہ لطیف ہے جن نے سب ذروں کا منہ کھلا دیکھا ہے اگر میں انکے کھانے کا حال کہوں تو قصہ طویل ہو جائے باقی حال آگے فافہم ۱۲ (۳) برگ کو الخ یہ شعر برگ کو اسکے انعام سے سامان حاصل ہے اور دائیوں کی دائی اسکا لطف ہے رزق کل کو رزق وہ ہی دیتا ہے کیونکہ گندم بغیر غذا کب اگتا ہے اس سخن کی شرح بے انتہا ہے میں نے ان ٹکڑوں سے ایک ٹکڑا کہا ہے سب جہان کو تو آکل و ماکول جان اور باقیوں کو مقبل و مقبول جان یعنے کل اشیائے جہان آکل و ماکول ہیں بسبب جنسیت کے مگر مومنوں کو مقبل و مقبول جان کہ یہ اولیاء اللہ ذات حق میں فنا ہوتے ہیں نہ عناصر میں کہ جنس حق ہیں یہ جہان اور اہل اس جہان کو فنا ہے اور اس جہان کو بقا ہے یہ جہان اور عاشق اسکے کھانے والے ہیں اور اہل اس جہان کے ہمیشہ قائم رہنے والے ہیں باقی حال آگے ہوگا فافہم

نیست شرح این سخن را منتہے ۔ پارۂ گفتم بدان زان پارہ ہا
جملہ عالم آکل و ماکول دان ۔ باقیان را مقبل و مقبول دان
این جہان و ساکنانش منتشر ۔ وان جہان و ساکنانش مستمر
این جہان و عاشقانش منقطع ۔ اہل آن عالم مخلّد مجتمع
پس کریم آنست کہ خود را می دہد ۔ آب حیوانے کہ ماند تا ابد
باقیات الصالحات آمد کریم ۔ رستہ از صد آفت و اخطار و بیم
گر ہزاراند یک تن بیش نیست ۔ چون خیالات عدد اندیش نیست
آکل و ماکول را حلق ست و نائے ۔ غالب و مغلوب را عقل ست و رائے
حلق بخشید او عصائے عدل را ۔ خورد او چندان عصا و حبل را
اندرو افزون نشد آن جملہ اکل ۔ زانکہ حیوانے نبودش اکل و شکل
پس یقین را چون عصا ہم حلق داد ۔ تا بخورد او ہر خیالاتے کہ زاد
پس معانی را چو اعیان حلقہاست ۔ رازق حلق و معانی ہم خداست
پس زماہی تا بمہ از خلق نیست ۔ کہ بجذب مایہ او را حلق نیست
حلق جان از فکر تن خالی شود ۔ آنگہے روزیش اجلالی شود
حلق عقل و دل چو خالی شد ز فکر ۔ یافت او بے ہضم معدہ رزق بکر
شرط تبدیل مزاج آمد بدان ۔ کز مزاج بد بود مرگ بدان
چون مزاج آدمی گل خوار شد ۔ زرد و بد رنگ و سقیم و خوار شد
چون مزاج زشت او تبدیل یافت ۔ رفت زشتی و رخش چون شمع تافت

اس سخن کی شرح ہے بے انتہا ۔ مین نے اُن پاروں سے اک پارہ کہا
سب جہان کو آکل و ماکول جان ۔ باقیون کو مقبل و مقبول جان
اس جہان اور اُس کے ساکن کو فنا ۔ دو جہان اور وان کے ساکن کو بقا
یہ جہان اور عاشق اُسکے منقطع ۔ اہل اُس عالم کے دائم مجتمع
ہے کریم اب وہ کہ دیوے آپ کو ۔ آب حیوان تاکہ دائم رہوے وہ
باقیات الصالحات آیا کریم ۔ کہ نہیں آفات اسکو اور بیم
گر ہزاروں ہین تو سب اک جسم ہے ۔ چون خیالات عدد اندیش نے
آکل و ماکول کو ہے حلق و نائے ۔ غالب و مغلوب کو ہے عقل و رائے
اُسنے بخشا حلق عصائے عدل کو ۔ کھایا بس اُسنے عصا و حبل کو
وہ خورش اُسمین نہ کچھ زیادہ ہوئی ۔ کیونکہ خورش حیوانکی استادہ نہ تھی
پس یقین کو جون عصا حق نے دیا ۔ حلق تا کھائے خیالونکو سدا
حلق معنی کے ہیں جون اعیان لا ۔ رازق اُس حلق معانی کا ہوا
مہ سے ماہی تک نہ کوئی خلق ہے ۔ کہ بجذب مایہ سے با حلق ہے
فکر تن سے خالی ہووے حلق جان ۔ روزی اجلالی ہو اُسکی ہر زمان
حلق عقل و دل کا خالی فکر سے ۔ جو ہوا تو پایا رزق بکر سے
اسکو تبدیل مزاج اب شرط ہے ۔ کہ مزاج بد ہلاکت کو رکھے
جو مزاج آدمی گل خوار ہو ۔ زرد و بد رنگ اور بس بیمار ہو
بد مزاج اُسکا تبدل جو ہوا ۔ مٹ گئی زشتی شمع سا رُخ بنا

سلہ ہے کریم الخ ۱۲ شعر پس وہ کریم کہ جو آب کو دیوے آب حیوان تاکہ ہمیشہ وہ رہے کیونکہ باقیات الصالحات کریم آیا ہے یعنے نیک چیزین آدمی سے باقی رہتی ہین کہ نہ انکو آفت ہے نہ خوف ہے یعنے اولیاء اللہ ہمیشہ باقی رہنے والے ہین پس وہ کریم ہین اور غنا انہین کو حاصل ہے اور سب فانی ہیں اور محتاج ہیں آگے اسکے حلق کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ گر ہزاروں الخ ۱۲ شعر اگرچہ اولیاء ہزاروں ہین سب ایک جسم ہیں مانند خیالات عدد اندیش نہیں ہیں پس آکل و ماکول کو حلق و نائے ہے اور غالب و مغلوب کو عقل و رائے ہے آگے اسکی مثال ہے اُسنے حلق بخشا عصائے عدل کو کہ اُسنے کھایا عصا و رسن سحر کو وہ خورش اسمین کچھ زیادہ نہیں ہوئی کیونکہ اسکو خورش حیوان کی نہ تھی اسی طرح حق مانند عصا کے یقین کو حلق دیتا ہے کہ خیالون کو وہ ہمیشہ کھائے معنے کے حق ہیں مانند اعیان کے اور رزق اس حلق معنی کا خدا ہے مہ سے ماہی تک کوئی خلق نہین ہے کہ جذب مایہ سے با حلق نہیں ہے حلق جان کا فکر تن سے خالی ہووے تو اسوقت اُسکے روزے اجلالی ہو حلق عقل و دل کا فکر معاش سے جو خالی ہوا تو رزق پاک پایا ولیکن اُسکو اب تبدیل مزاج شرط ہے کہ مزاج بد ہلاکت کو رکھتا ہے آگے مثال ہے جو مزاج آدمی کا گلخوار ہو تو جلد بد رنگ اور بیمار ہو جبکہ مزاج بد اُسکا تبدیل ہوا زشت روئی دفع ہوئی اور رُخ مانند شمع کے تابان ہوا یعنے جان کہ جب افکار سے خالی ہووے اور مزاج اُسکا بدل جائے تو غذا روحی پائے اور اسرار الٰہی سے غنا حاصل ہوئے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔

دایہ کو طفل شیر آموز را تا بنعمت خوش کند بدتوز را
گر ببندد راہ یک پستان براو برکشاید راہ صد بستان براو
زانکہ پستان شد حجاب آن ضعیف از ہزاران نعمت خوان و رغیف
پس حیات ماست موقوف فطام اندک اندک جہد کن تم الکلام
چون جنین بد آدمی خون بد غذا از نجس مومن بدو پاکے غذا
چون جنین بد آدمی خونخوار بود بود او را بود از خون تار و پود
از فطام خون غذایش شیر شد وز فطام شیر لقمہ گیر شد
وز فطام لقمہ لقمانے شود طالب مطلوب پنہانی شود
گر جنین را کس بگفتے در رحم ہست بیرون عالمی بس منتظم
یک زمین خرمی با عرض و طول اندرو بس نعمت و بسیار اکول
کوہہا و بحرہا و دشتہا بوستانہا باغہا و کشتہا
آسمان بس بلند و پرضیا آفتاب و ماہتاب و صد سہا
از شمال و از جنوب و از دبور باغہا دارد عروسیہا و سور
در صفت ناید عجایبہاے آن تو درین ظلمت چہ در امتحان
خون خوری در چار میخ تنگنا در میان حبس و انجاس و عنا
او بحکم حال خود منکر بدے زین رسالت معرض و کافر شدے
کاین محالست و فریب است و غرور زانکہ وہم کور ازین معنی ست دور

دایہ کہ وہ طفل شیر آموز کے بے مزے منہ کو وہ خو نعمت کی دے
اسپہ گر رہ باندھے اک پستان کی کھولے سو رہ اسپہ وہ بستان کی
کہ ہوئی پستان حجاب اُس طفل پے سیکڑوں نعمت و خوان و نان سے
زندگی اپنی ہے ترک شیر پر تھوڑی تھوڑی کوشش اب تو ہیں کر
پیٹ میں بچہ تھا خون اُسکی غذا مومن اُسکو اب نجس ہے جانتا
جو تھا بچہ آدمی خونخوار تھا خون سے ہستی تھی اُسکی اور غذا
ترک خون سے شیر تھا اُسکی غذا شیر چھوڑا لقمہ وہ کھانے لگا
جو کہ لقمہ چھوڑا لقمانے ہوا طالب مطلوب پنہانے ہوا
رحم میں بچہ کو کہتا گر کوئی باہر اس سے اک جہان ہے اور بھی
اک زمین خوش ہے چوڑی اور بڑی اُسکے اندر نعمتیں بیحد بھری
کوہ ہیں اور بحر ہیں اور دشت ہیں باغ ہیں بستان ہیں اور کشت ہیں
آسمان ہے بس بلند و پرضیا چاند و سورج اور ستاروں سے بھرا
اور جنوبی اور شمالی باد سے باغ و بستان اور خوشی شادی رکھے
وصف عجائب کا ہو اُسکے کب بیان کر نہ اس ظلمت میں اسکا امتحان
خون کھائے تو شکنجہ تنگ میں اور زندان نجس پر رنگ میں
حسب حال اپنے کے منکر ہوتا وہ اس رسالت سے ہی کافر ہوتا وہ
کہ محال اور ہے فریب اور ہے غرور کیونکہ وہم اندھے کا ہے معنی سے دور

سلہ دایہ الخ ہ شعر کہ طفل شیر آموز کے لئے مزہ منہ نعمت کی کا دے اگر اُسپر راہ پستان بند کرے تو سو راہ بوستان کی اُسپر کھولے کیونکہ پستان حجاب اُس طفل پر ہوئی ہے سیکڑوں نعمت و خوان و نان سے پس ہماری زندگی ہے چھوڑنے شیر غذائے دُنیوی پر اب تو آہستہ تھوڑی کوشش کر آگے مثال ہے جبکہ بچہ پیٹ میں تھا تو خون کھاتا تھا اب مومن اُس خون کو نجس جانتے ہیں جب آدمی بچہ تھا خون کھاتا تھا اُسکی ہستی خون سے تھی اور غذا خون چھوڑنے سے شیر اُسکی غذا تھی شیر چھوڑا تو وہ لقمہ کھانے لگا جبکہ لقمہ چھوڑا تو لقمانی یعنے صاحب اسرار ہوا اور طالب مطلوب پنہانی کا ہوا یعنے ترک غذائے دُنیوی سے غذائے روحی کہ مشاہدہ جمال الٰہی ہے اور اسرار کھلنے سے غذا حاصل ہوئی آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲-۱۲
سلہ۲ رحم میں الخ ہ شعر اگر کوئی رحم میں بچہ کو کہے کہ اس رحم سے باہر ایک جہان اور ہے اور ایک زمین خوش خرم اور نرم ہے اور اُسکے اندر نعمتیں بیحد بھری ہیں کوہ اور دریا اور باغ ہیں اور بستان اور کشت ہیں آسمان بلند اور پُر ضیا مہر و ماہ و ستاروں سے بھرا ہے اور جنوبی و شمالی ہواسے باغ بستان اور خوشی و شادی رکھتا ہے اس جہان کے وصف عجائب کا کب بیان ہو تو اس ظلمتکدہ میں امتحان مت کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-
سلہ۳ خون الخ ہ شعر تو خون کھائے شکنجہ تنگ میں اور زندان نجس پُر رنج میں اپنے حسب حال وہ سُن کر منکر ہوتا ہے اور اس رسالت سے ہے کہ وہ کافر ہوتا یہ کہ محال ہے اور فریب ہے اور غرور ہے کیونکہ اندھے کا وہم معنی سے دور ہے اور ایک نے جنس سے نیکی نہیں دیکھی ہووے تو کب اور اگر نیکی نام سے سُنے اسی طرح جہان خلق عام کو ابدال اُس جہان سے نشان دیتے ہیں کہ یہ کیا جہان ایک تنگ و تاریک ہے ایک اور جہان اس سے باہر ہے بود رنگ ہے پس کسی نے ان اہل دُنیا سے نہیں سُنا جو کہ طمع آئی انکو حجاب ہوا۔ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-۱۲-

جنس چیزے چون ندید ادراک او ‖ نشنود ادراک منکرناک او
همچنانکه خلق عام اندر جهان ‖ زانجهان ابدال میگویند شان
کاین جهان چاهیست بس تاریک و تنگ ‖ هست بیرون عالمی بے بو و رنگ
هیچ در گوش کسی زیشان نرفت ‖ کاین طمع آمد حجاب ژرف و زفت
گوش را بندد طمع از استماع ‖ چشم را بندد غرض از اطلاع
همچنانکه آن جنین را طمع خون ‖ کان غذای اوست در اوطان دون
از حدیث این جهان محجوب کرد ‖ خون تن را بر دلش محبوب کرد
زین همه انواع نعمت ماند فرد ‖ غیر خون او می نداند چاشت خورد
بر تو هم طمع خوشی این جهان ‖ شد حجاب آن خوشی جاودان
طمع ذوق این حیات پر غرور ‖ از حیات راستینت کرد کور
بس طمع کورت کند نیکو بدان ‖ بر تو پوشاند یقین رایگان
حق ترا باطل نماید از طمع ‖ در تو صد کوری فزاید از طمع
از طمع بیزار شو چون راستان ‖ تا نهی پا بر سر آن آستان
کاندران در چون درائی وارهی ‖ از غم و شادی قدم بیرون نهی
چشم جانت روشن و حق بین شود ‖ بے ظلام کفر نور دین شود
پند پیران را پذیرا کن بجان ‖ تا رهی از خوف مانی در امان
بشنو اکنون قصهٔ تمثیل آن ‖ تا بیابی در حقیقت نور جان

جنس سے دیکھی نہو ادراک نے[سلہ] ‖ اُس کے سُنے ادراک منکر ناک اُسے
ایسی خلق عام کو اندر جہان ‖ کہتے ابدال اُس جہان سے ہیں نشان
کہ جہان ہی اک کنواں تاریک و تنگ ‖ اک جہان باہر ہی اور بے بو و رنگ
پس کسی نے بھی نہ ان میں سے سُنا ‖ جو طمع آئی حجاب اُنکو ہوا
کان کو کردے طمع سننے سے بند[سلہ] ‖ دیکھنے سے آنکھ کو کرتی ہی بند
جیسے اُس بچہ کو طمع خون ہی ‖ کہ غذا اُسکی وطن میں وہی ہی
رکھا محجوب اس جہان کی بات سے ‖ خون تن دل پہ کیا محبوب ہے
اس لیے نعمت سے وہ تنہا رہا ‖ نے سوائے خون اُسے کھانا ملا
اس جہان کی تجھ پہ بس طمع خوشی ‖ اس خوشی جاوید کی پردہ ہوئی
طمع ذوق اس حیات خام نے[سلہ] ‖ کردیا اندھا حیات پختہ سے
کردے اندھا طمع تجھکو خوب جان ‖ اور یقین تیرا چھپا دے بیگمان
حق تجھے باطل دکھے بس طمع سے ‖ تجھ مین اندھاپن بڑھے بس طمع
طمع سے بیزار ہو جون راستان ‖ تا تری ہو زیر پا وہ آستان
آئے اُس در کے جو اندر وہ چھٹے ‖ شادی و غم سے قدم باہر رکھے
چشم و جان روشن ہو تیری بالیقین ‖ بے سیاہی کفر کے ہو نور دین
پند پیرون کی تو جان سے کر قبول[سلہ] ‖ تاکہ چھوٹے خوف سے نے ہو ملول
قصہ تمثیل کا اسکے سن بیان ‖ تا حقیقت مین تو پائے نور جان

سلہ جنس سے الخ یہ شعر یعنے جیسے بچہ کو شکم مین اس جہان دُنیا مین خبر نہین اُسی طرح اہل دُنیا کو اس جہان کی خوبی سے خبر نہین اور بسبب طمع دُنیا کے اولیاء اللہ کے کہنے کو نہین سُنا چنانچہ اس طمع کا حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ کان الخ یہ شعر طمع کان کو سننے سے بند کردے آنکھ کو غرض دیکھنے سے بند کردے جیسے اُس بچے کو طمع خون نے محجوب کیا کہ غذا اُسکی وطن میں وہی تھی محجوب رکھا اس جہان کی بات سے اور خون تن کو محبوب دل پر رکھا ہے اس لیے وہ نعمت سے تنہا رہا ہے نہ سوائے خون کے اُسے کھانا ملا ہے اسیطرح اس جہان کی طمع و خوشی پردہ ہوئی ہے اُس جہان کی خوشی جاوید سے یعنے جیسے بچہ کو شکم مین خواہش غذائے خون حجاب ہوئی اسی طرح دُنیا کی طمع و خواہشات حجاب اُس جہان کی کیفیات کی ہوئی باقی اسکا حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ طمع ذوق الخ یہ شعر طمع ذوق اس حیات پختہ سے خوب جانلے کہ طمع تجھکو اندھا کردے اور یقین تیرا بیشک پنہان کردے تجھکو حق باطل معلوم ہو اس طمع سے اور تجھ مین اندھاپن بڑھے اس طمع سے پس تو طمع سے بیزار ہو مانند سچون کے تاکہ تیرے زیر پا ہووے وہ آستان کہ اس درگے اندر جو آوے چھٹے اور شادی اور غم سے قدم باہر رکھے تیری چشم جان روشن ہووے بالیقین اور بغیر سیاہی کفر کے نور دین ہووے پند پیرون کی تو جان سے قبول کر تاکہ تو خوف سے چھوٹے اور نہ ملول ہووے ایک قصہ اسکی مثال کا تو سن تاکہ حقیقت مین تو نور جان پائے یعنے اس طمع خام سے تو بیزار ہو تاکہ اس درگاہ مین تجھکو رسائی ہو پس نصیحت ترک طمع پیرون کی تو قبول کر تاکہ نور جان تجھکو حاصل ہو چنانچہ چل بچون کی حکایت اسکی مثال مین فرماتے مین فافہم ۱۲

سلہ قصہ دوم پند پیران ترک طمع مین ۱۲

قصہ دانائیکہ در بیابان بہ بعضے مردمان رسید و وصیت کرد کہ پیل بچگان مخورید

قصہ اُس دانا کا کہ بیابان مین بعضے مردم سے ملا اور وصیت کی کہ پیل کے بچونکو مت کھانا

آن شنیدی تو کہ در ہندوستان　　دید دانائے گروہے دوستان
گرسنہ ماندہ شدہ بے برگ و عور　　می رسیدند از سفر وز راہ دور
مہر دانائیش جوشید و بگفت　　خوش سلامی شان و چون گل بر شگفت
گفت دانم کز تجوع وز خلا　　جمع آمد رنجتان زین کربلا
لیک اللہ اللہ اے قوم جلیل　　تا نباشد خوردتان فرزند پیل
پیل ہست این سو کہ اکنون میروید　　پند من از جان و از دل بشنوید
پیل بچگانند اندر راہ تان　　صید ایشان ہست بس دلخواہ تان
بس نحیف اند و لطیف اند و سمین　　لیک مادرشان بود اندر کمین
از پے فرزند صد فرسنگ راہ　　می بگردد در حنین و آہ آہ
دود و آتش آید از خرطوم او　　الحذر از کودک مرحوم او
اولیا اطفال حق اند اے پسر　　غائبی و حاضری بس باخبر
غائبی مندیش از نقصان شان　　کو کشد کین از برائے جان شان
گفت اطفال من اند این اولیا　　در غریبی فرد از کار و کیا
از برائے امتحان خوار و یتیم　　لیک اندر سر منم یار و ندیم

وہ[1] سنا ہو تو نے ہندوستان مین　　دیکھی دانا نے کہ کچھ احباب مین
بھوکے ننگے اور نہ کچھ سامان کہین　　اور سفر سے دور کے وہ آئے ہین
مہر دانائی کو جوش اسکی ہوا　　مثل گل کھل کر سلام انکو کیا
بولا مینے تمکو جانا بھوک سے　　رنج و غم اس کربلا مین سبکو ہے
لیکن اللہ اللہ ای قوم جلیل　　تا نہ ہرگز کھانا تم فرزند پیل
پیل[2] ادھر ہے جسطرف جاتے ہو تم　　پند جان سے بس سنو میری کہ تم
ہین تمھاری راہ مین بچے پیل کے　　تم شکار انکا ہو اچھا جانتے
بس نحیف ہین و لطیف و فربہ ہین　　لیکن انکی مان ہے انکی گھات مین
واسطے بچون کے سو فرسنگ راہ　　گھومتی ہے نالہ کرتی اور آہ
اسکے نکلے سونڈ سے آگ و دھوان　　بچہ مرحوم اسکے سے ہو الامان
اولیا[3] اطفال حق ہین اے پسر　　ہین حضور و غائبی مین باخبر
غائبی مین انکا نقصان مت کرے　　کینہ وہ انکی رکھے جان کیلیے
بولا میرے طفل ہین یہ اولیا　　ہین غریبی مین امیری سے سوا
امتحاناً ہین وہ بس خوار و یتیم　　پر ہون مین اسرار مین انکا ندیم

[1] وہ سنا ہوا الخ ہ شعر وہ تو نے سنا ہوگا کہ ہندوستان مین ایک دانا نے دیکھے کچھ احباب ہین بھوکے ننگے اور کچھ سامان نہین رکھتے ہین اور دور کے سفر سے آئے ہین اسکی دانائی کی محبت کو جوش ہوا مانند گل کے کھل کر سلام انکو کیا کہ مینے جانا بھوک سے رنج و غم تمکو اس کربلا مین ہے مگر اللہ اللہ اے قوم جلیل تم ہرگز پیل کے بچون کو نہ کھانا باقی حل آگے ہے فافہم ۱۲ [2] پیل ہ شعر ادھر ہے جہان تم جاتے ہو تم میری پند کو جان سے سنو تمھاری راہ مین بچے پیل کے ہین اور تم شکار انکا اچھا جانتے ہو پس نحیف لطیف ہین لیکن انکی مان گھات مین رہتی ہے بچون کے واسطے سو کوس کی راہ وہ گھومتی ہے اور اسکی سونڈ سے آگ و دھوان نکلتا ہے اسکے بچہ مرحوم سے اللہ بچائے مینے دانا سے مراد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و بچہ پیل سے مراد اولیاء اللہ و مادر پیل بچہ سے مراد حق تعالی ہے کہ خلق از راہ غیبت کے انکا گوشت کھاتی ہے چنانچہ انکے حقائق آگے ہین فافہم ۱۲ [3] اولیا اطفال الخ ہ شعر اولیاء اللہ اطفال خدا کے ہین اور حضور و غائب باخبر ہین تو غائبی مین انکا نقصان مت کر کہ حق تعالی انکی جان کے واسطے کینہ رکھتا ہے کہا حق نے کہ یہ اولیا میرے اطفال ہین اور غریبی مین امیری سے سوا ہین امتحاناً وہ خوار و یتیم ہین ولیکن میں اسرار مین انکا ندیم ہون عصمتین میری سب کی پشتی پر ہین گویا تحقیق دو اجزا میرے ہین ہان یہ گدڑی پوش سب میرے ہین یہ سیکڑون ہین ولیکن سب ایک ہی رہتے ہین یعنے کل اولیاء ایک لفظ واحد ہین آگے اسکی مثال ہے ورنہ موسیٰ عصائے پر ہیز سے کب کرتے فرعون کو زیر و زبر باقی مثال آگے ہے فافہم ۱۲-

پشت دار جملہ عصمتہاے من — گویا ہستند خود اجزاے من
ہان وہان این دلق پوشان من اند — صد ہزار اندر ہزار و یک تن اند
ورنہ کے کردے بیک چوب ہنر — موسیٰ فرعون را زیر و زبر
ورنہ کے کردے بیک نفرین بد — نوح شرق و غرب را غرقاب خود
بر نکندی یک دعای لوط راد — جملہ شہرستان شان را بیمراد
گشت شہرستان چون فردوس شان — دجلہ آب سیہ رو بین نشان
سوے شام ست این نشان و این خبر — در رہ قدسش ببینی بر گذر
صد ہزاران اولیاے حق پرست — خود بہر قرنی سیاستہا بدست
گر بگویم این بیان افزون شود — خود جگر چہ بود کہ خارا خون شود
خون شود کہہا و باز آن بفسرد — تو نبینی خون شدن کوری و رد
طرفہ کور دوربین و تیز چشم — لیک از اشتر نبیند غیر پشم
مو بمو بیند ز صرفہ حرص انس — رقص بے مقصود دارد ہمچو خرس
مو بمو بیند ز حرص خود بشر — رقص او خالی ز خیر و پر ز شر
رقص آنجا کن کہ خود را بشکنی — پنبہ را اندر ریش شہوت بر کنی
رقص جولان بر سر میدان کنند — رقص اندر خون خود مردان کنند
چون رہند از دست خود دستی زنند — چون جہند از نقص خود رقصے کنند
مطربان شان از درون دف میزنند — بحرہا در شور شان کف میزنند

عصمتین میری ہین سب کی پشتی پے — گویا وہ تحقیق ہین اجزا مرے
ہان یہ گدڑی پوش جو میرے تبئین — سیکڑون ہیں پر یہ اک تن ہتے ہین
ورنہ موسےٰ باعصائے پُرہنر — کرتا کب فرعون کو زیر و زبر
ورنہ[1] نوح اک بددعا سے کرتا کب — شرق و مغرب کو غرق آب سب
کھودتی کب لوط کی اک بددعا — اُسکے سب شہرون کو از سر تا بپا
شہر جلکے اُسکے جون فردوس تھے — دجلۂ آب سیہ دیکھ آب سے
شام مین تو اُسکو جا کر دیکھ لے — راہ مین بیت المقدس کے وہ ہے
سیکڑون ہین اولیاے حق پرست — ہر قرن مین ہین سیاستہا بدست
گر کرون انکا بیان ہووے فزون — یہ جگر کیا کوہ بھی ہوجاے خون
کوہ خون ہوجاے اور پھر جمے — تجکو کوری سے نخون ہوتا ملے
طرفہ[2] اندھا دوربین اور تیز چشم — پر نہ دیکھے اونٹ سے وہ غیر پشم
حرص کو چلے سے دیکھے مو بمو — رقص بے حاصل کرے جون ریچھ تو
مو بمو حرص اپنی دیکھے ہے بشر — رقص خالی خیر سے اور پر بشر
رقص کروان پر کہ توڑے خود کو تو — ریش شہوت سے نکالے روئی تو
رقص جولان کرتے ہین میدان مین — رقص اپنے خون مین کرتے مرد ہین
ہین[3] بجاتے تالیان خودی سے چھٹین — رقص کرتے ہین کہ نقصان سے بچین
ہین بجاتے مطرب اندر انکے دف — انکی شورش سے ہین لاتے بحر کف

[1] ورنہ الخ، شعر ورنہ نوح عم ایک بددعا سے کب کرتے سب شرق و مغرب کو آب تو لوط علیہ السلام کی ایک بددعا کب کھودتی اُسکے سب شہرون کو سر تا پا اُسکے سب شہر مانند فردوس کے تھے اب اُس سے دجلۂ آب سیاہ دیکھ لے کہ وہ راہ مین بیت المقدس کے ہے سیکڑون اولیاء حق پرست ہین ہر ایک قرن مین سیاست کرنیوالے اگر مین انکا بیان کرون طول ہوجائے یہ جگر کیا اگر کوہ بھی ہو خون ہوجائے کوہ خون ہوجائے اور وہ جمے تجکو اندھے پن سے خون ہونا نہ دکھائی دے یعنے مثل انبیاء عم کے اولیاء اللہ ہر قرن مین ہین انکا حال بیان کرون تو قصہ طویل ہوجائے اور جگر سننے والون کا بلکہ کوہ بھی خون ہوجائے مگر تجکو انکا حال بسبب کور باطنی کے نہ دکھائی دے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔ [2] طرفہ اندھا الخ یعنی اہل دنیا طرفہ اندھا ہے کہ دوربین و تیز چشم ہے ولیکن نہین دیکھتا ہے اونٹ سے سواے پشم کے حرص کو حیلے سے مو بمو دیکھتا ہے اور رقص بے حاصل کرتا ہے تو مانند ریچھ کے حرص اپنی دیکھتا ہے مو بمو رقص خالی خیر سے ہے اور پر شر سے ہے رقص وہان پر کر کہ توڑے تو خود کو اور ریش شہوت سے نکالے روئی کو مردان خدا رقص و جولان میدان مین کرتے ہین اور رقص کرتے خون مین مرد ہین تالیان بجاتے ہین کہ خودی سے چھٹین اور رقص کرتے ہین کہ نقصان سے بچین یعنے اہل دنیا عجب اندھے ہین کہ اپنی حرص کو دیکھ کر رقص کرتے ہین اور خوش ہوتے ہین اور اولیاء اللہ اپنی جان دیتے ہین تب رقص کرتے ہین اور خودی کو چھوڑتے ہین اور نقصان سے بچتے ہین آگے بیان اولیاء اللہ کا ہے فافہم ۱۲۔ [3] ہین بجاتے الخ یعنی شعر انکے اندر مطرب دف بجاتے ہین اور انکی شورش پر دریا کف لاتے ہین تو دیکھتا نہین کہ پتے شاخ سے تال دیتے اور صبا سے ناچتے ہین تو نہین دیکھتا ہے ولیکن انکے کان کیواسطے برگ شاخون پر تالیان بجاتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

تو نه بینی برگها باشاخها | کف زنان رقصان ز تحریک صبا
تو نه بینی لیک بہر گوش شان | برگها باشاخها ہم کف زنان
تو نه بینی برگها را کف زدن | گوش دل باید نه این گوش بدن
گوش سر بر بند از ہزل و دروغ | تا به بینی شہر جان را با فروغ
این دہان بر بند از ہزل ای عمو | جز حدیث روے او چیزے مگو
سر کشد گوش محمد در سخن | کش بگوید در نبی حق ہو اذن
سر بسر گوش ست و چشم ست آن نبی | رحمت حق مرضع ست و ما صبی
این سخن پایان ندارد باز ران | سوئے اہل پیل و بر آغاز ران

تو نہیں دیکھے ہر پتے شاخ سے | تال دیتے اور ہوا سے ناچتے
تو نہ دیکھے لیکن اُنکے بہر کان | برگ شاخون پر بجاتے تالیان
تو نہ دیکھے ہے بجاتے تالیان | کان دل کے چاہئیں نے تن کے کان
کان تن کے بند کر تو جھوٹ سے | تاکہ دیکھے شہر جان پُر نور ہے
منہ کو اپنے جھوٹ سے کر بند تو | اُسکے منہ کے مت سوا کر گفتگو
کان احمد کا سنے سر سخن | اُسکو آیت مین ہے حق ہو اذن
گوش و دیدہ ہے نبی سر تا قدم | رحمت حق دائی ہے بچے ہین ہم
بات یہ بے انتہا ہے پھر چلو | سوئے اہل پیل اور آغاز کو

بقیہ قصہ معترضان پیل بچگان

ہر دہان را پیل بوئی مے کند | گرد معدہ ہر بشر بر مے تند
تا کجا یابد کباب پور خویش | تا نماید انتقام و زور خویش
گوشتہاے بندگان حق خوری | غیبت ایشان کنی کیفر بری
ہین کہ بویائے دہان تان خالق ست | کے برد جان غیر آن کو صادق ست
واے آن افسوسئے کش بوے گیر | باشد اندر گور با منکر نکیر
نے دہان دزدیدن امکان ز آنمیان | نے دوان خوش کردن از دارو دہان
آب و روغن نیست مر روپوش را | راہ حیلت نیست عقل و ہوش را

باقی قصہ اعتراض کرنیوالوں بچہ پیل کا

ہر دہان کو سونگھتا بس پیل ہے | گرد معدہ ہر بشر کے ہے پھرے
اپنے بچون کا جہان پائے کباب | تاکہ بدلا اُس سے لے دیگر عذاب
بندگان حق کا کھائے گوشت جو | غیبت اُنکی کرکے بدلا پائے وہ
منہ تمہارے سونگھے جو خالق ہے وہ | کب بچے جان اُس سے صادق ہے جو وہ
آہ ہے افسوس اُسکی بُو کو لے | گور مین ہمراہ نکیر منکر کے وہ
منہ چرا سکتا نہین کچھ اُس سے وہ | اور نہ بو کھو سکتا منہ سے دے دوا
تیل پانی ہے نہیں روپوش کو | راہ حیلہ ہے نہ عقل و ہوش کو

سله تو نہین الخ، شعر تو نہین دیکھتا ہے کہ تالیان بجاتے ہین دل کے کان کان تن کے تو بند کر جھوٹ سے تاکہ دیکھے شہر جان کو پُر نور ہے منہ کو اپنے جھوٹ سے بند کر اور اُسکے منہ کے سوا مت گفتگو کر کان احمد صلعم کا سنتا ہے سخن کہ اُسکو حق آیت مین کہتا ہے ہو اذن یعنے وہ کان حق کا ہے نبی کا کان چشم و گوش ہین سر سے پا تک حق کی رحمت دائی ہے اور ہم اطفال ہین بات بے انتہا ہے پھر جا طرف پیل اور آغاز قصہ کے یعنے تو کان و زبان کو جھوٹ سننے جھوٹ کہنے سے بند کر کہ راز باطن منکشف ہو جیسے جناب رسول اللہ صلعم از سر تا پا گوش و چشم حق تھے پس رحمت کی دائی ہے اور ہم اُسکے بچے ہین کہ وہ ہماری پرورش کرتی ہے آگے قصہ پیل بچون کا ہے فافہم ۱۲ سله ہر دہان کو الخ، شعر ہر ایک دہن کو پیل سونگھتا ہے اور گرد معدہ ہر بشر کے پھرتا ہے جان اپنے بچون کا کباب پائے تو اُس سے بدلے و عذاب دے آگے اسکے حقائق ہین- بندگان حق کا جو گوشت کھائے اُنکی غیبت کرکے وہ بدلا پائے منہ تمہارے سونگھے جو کہ وہ خالق ہے کب اس سے جان بچے ولیکن جو صادق ہے یعنے جو کوئی اولیاء اللہ کا غیبت کرکے گوشت کھائیگا خداوند عالم اُسکو ہلاک کریگا الا صادقین کو ابدالآباد زندہ رکھیگا کہ المومن لایموت اُنکی شان مین آیا ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سله آہ ہے الخ، شعر اُسپر افسوس ہے اُسکی بو کو لے گور مین ہمراہ منکر نکیر دن کے وہ اُس سے کچھ منہ چرا سکتا نہین اور نہ بو کھو سکتا ہے وہ اپنے منہ سے پردہ پوشی کو تیل پانی نہین ملتا ہے اور نہ راہ حیلہ ہے عقل و ہوش کو گرز آہنا خوب سا کوٹے سر سے پانون تک ہر ایک بدخواہ نے گرز عزرائیل کا اژدہا دیکھا اگر شکل چوب و آہن کی نظر نہین آتے اور کبھی کبھی شکل بھی نظر آئے اور اُس رنجور کو اُس سے خبر ہووے وہ رنجور کہے اے میرے یارو کون میرے سر پہ تیغ مارتا ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲-

چند کوبد زخمہاے گرزشان	بر سر ہر ژاژ خا و ہرزہ زمان	گرز اُنکا خوب سا کوٹا کرے	سر کو پانون تک ہر اک بدخواہ کے
گرز عزرائیل را بنگر اثر	گر نہ بینی چوب آہن در صور	گرز عزرائیل کا تو دیکھ اثر	شکل چوب آہنی تمے گر نظر
ہم بصورت می نماید گہ گہے	زان ہمان رنجور باشد آگہی	گاہے گاہے شکل بھی آئے نظر	اُس سے اُس رنجور کو ہووے خبر
گوید آن رنجور کای یار حرم	چیست این شمشیر بر فرق سرم	وہ کہے رنجور اے یارو مرے	کون سر پارے میرے تیغ ہے
چون نمی بیند کس از یاران او	در جواب آیند یاران کاے عمو	نہ کسی کو ملتے ہین وہ اُسکے یار[1]	اُس سے کہتے ہین کہ اندھے میرے یار
تا نمی بینیم باشد این خیال	چہ خیالست اینکہ ہست این انتقال	نہ ہمین معلوم ہو تیرا خیال	ہے خیال اب کیا کہ یہ ہے انتقال
چہ خیالست اینکہ این چرخ نگون	از نہیب آن خیالی شد کنون	ہے خیال اب کیا کہ چرخ اُلٹا ہوا	اُسکے ڈر سے تو خیالی ہو گیا
گرزہا و تیغہا محسوس شد	پیش بیمار و سرش منکوس شد	گرز اور تیغ آگے اُس بیمار کے	ہو گئے محسوس و سر معکوس ہے
او ہمی بیند کہ آن از بہر اوست	چشم دشمن بستہ زان و چشم دوست	وہ یہی دیکھے کہ وہ اُسکے لئے	چشم دشمن دوست کو نہ وہ دکھے
حرص دنیا رفت چشمش تیز شد	چشم او روشن کہ چون خونریز شد	حرص دور اور چشم تیز اُسکی ہوئی[2]	چشم روشن وہ جو خونریزی کری
مرغ بے ہنگام شد آن چشم او	از نتیجہ کبر او و خشم او	مرغ بے ہنگام چشم اُسکی ہوئی	ہے نتیجہ کبر کا اُس کے یہی
سر بریدن واجب آمد مرغ را	کو بغیر وقت جنباند درا	کاٹنا سر واجب آیا مرغ کا	کہ بجایا تو وہ جرس بے وقت تھا
ہر زمان نزعیست جزو جانت را	بنگر اندر نزع جان ایمانت را	نزع ہر دم تیرے جزو جان کو	نزع جان مین دیکھ تو ایمان کو
عمر تو مانند ہمیان زرست	روز و شب مانند دینار اشمرست	عمر تیری زر کی ہمیانی سے ہے	راتدن دینار کی گنتی سے ہے
مے شمارد مید ہد زر بے وقوف	تا کہ خالی گردد و آید خسوف	گنتا اور دیتا ہے زر کو اس لیے	تا کہ خالی ہو کثافت سے بھرے
گر زکہ بستانی و ننہی بجاے	اندر آید کوہ زان دادن زپاے	کوہ سے لے نے عوض اُسکے رکھے	کوہ اس دینے سے آخر کو گرے
پس بنہ برجای ہر دم را عوض	تا ز واسجد واقترب یابی غرض	پس تو رکھ ہر دم کی جا پر اک عوض[3]	تا کہ واسجد واقترب سے لے غرض

[1] نہ کسی کو الخ یہ شعر اُسکے یار نہ کسی کو دکھائی دیتے ہین اور اُس سے کہتے ہین کہ اے اندھے میرے یار یہ تیرا خیال ہمین نہین دکھائی دیتا ہے۔ اب یہ خیال کیا یہ انتقال ہے اب خیال کیا ہے کہ چرخ اُلٹ گیا اُسکے ڈر سے تو خیالی ہو گیا پس گرز و تیغ آگے اُس بیمار کے محسوس ہو گئی اور سر معکوس ہے وہ بھی دیکھے کہ گرز و تیغ اُسکے لئے ہے اور چشم دشمن دوست کو نہین وہ بھی دیکھتا ہے یعنے ہنگام جان کنی کے اہل غیبت پر جو عذابات جانب حق سے نازل ہون وہ اُن عذابون کو دیکھین دلرزان و ترسان ہووین اور یار اُن کے کہین کہ یہ تکلیف جان کنی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔ [2] حرص دور الخ، شعر حرص دور اور چشم تیز روشن ہوئی جو خونریزی کری اُسکی چشم مرغ بے ہنگام ہوئی یہ نتیجہ اُسکے کبر کا ہے سر کاٹنا مرغ کا واجب آیا کہ وہ جرس بے وقت بجاتا ہے تیرے جزو جان کو نزع ہر دم اور جان کی نزع مین تو ایمان کو دیکھ یعنے وقت جان کنی کے جب حرص و خواہش گئی تو چشم روشن ہوئی اور معنے منکشف ہوئے پس وہ چشم مرغ بے ہنگام ہے اُسکا سر کاٹنا چاہیے کہ کچھ کار آمد نہین آگے اُسکی مثال ہے عمر تیری مانند ہمیانی پُر زر کے ہے کہ رات دن دینار کے مانند گنتی کرتا ہے تو دینار عمر کو گنتا اور دیتا اس لئے ہے کہ تا خالی وہ ہووے اور کثافت بھرے کوہ سے اگر تو لے اور عوض اُسکے نہ رکھے کوہ آخر کو دینے سے گر پڑے آگے اُسکے حقایق ہین فافہم ۱۲-۱۲-
[3] پس تو رکھ الخ ایک شعر پیش تو ہر اک دم کی جا پر ایک عوض رکھ تا کہ واسجد واقترب سے ایک غرض لے تو کوشش مت کر آجکل کام مین اگر کرتا ہے تو دین کے کام مین کر تو جائیگا آخر کو ناتمام کہ کام تیرے ابتر ہین اور خام ہین و عمارت کرنا گور پر سنگ و چوب سے نہ زینت سے ہے بلکہ صفاے باطن جو ہے تو اپنی گور کو کمو داس خودی کو اُسکی خوبی مین گاڑ دے خاک و مدفن اُسکے غم کا ہو وے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-۱۲-

در تمامی کارها چندین مکوش / جز بکاری که بود در دین بکوش
عاقبت تو رفت خواهی ناتمام / کارهایت ابتر و نانِ تو خام
وین عمارت کردنِ گور و لحد / نی بسنگ است و نچوب و نے لبد
بلکه خود را در صفا گورے کنی / در منی آن کنی دفن این منی
خاک او گردی و مدفون غمش / تا دمت یابد مددها از دمش
گورخانه قبه ها و کنگره / نبود از اصحاب معنی آن سره
بنگر اکنون رنگ اطلس پوش را / هیچ اطلس دست گیرد هوش را
در عذاب منکرست آن جانِ او / کژدم غم در دلِ غمدان او
از برون بر ظاهرش نقش و نگار / وز درون اندیشه هایش زار زار
وان یکی بینی دران دلق کهن / چون نبات اندیشه و شکر سخن

مت[51] کرے کوشش تو اب کل کام مین / کرنا ہی تو کر جو دین کے کام مین
جائیگا آخر کو تو بس ناتمام / کام ابتر تیرے ہین روٹی ہی خام
وہ عمارت کرنا گور و لحد پے / نہ بسنگ و چوب ہی نہ اینٹ سے
ہی صفا مین گور اپنی کھودتے / اور خودی اُسکی خودی مین گاڑتے
خاک مدفون اُسکے غم کا ہوے جب / تا مدد دم کو ترے اس دم سے ہو
مقبرہ[52] گنبد ہے جو کہ قبر پے / ہی نہ اصحابِ معانی کا وہ گھر
دیکھ تو اب زندہ اطلس پوش کو / کچھ بھی اطلس سے ملا ہے ہوش کو
ہی عذاب منکرون مین اُنکی جان / غم کا بچھو غمکدہ مین ہے نہان
ظاہر امین نقش باہر سے رکھے / اور بداندیشی اندر سے رکھے
اور گدڑی پوش مین بس پائے تو / جون نبات اندیشہ شکر و بات کو

رجوع بحکایت مسافران و پیل بچگان ست / رجوع طرف حکایت مسافر و پیل بچون کے

گفت ناصح بشنوید این پند من / تا دل و جان تان نگردد ممتحن
با گیاه و برگها قانع شوید / در شکار پیل بچگان کم روید
من برون کردم ز گردن وام نصح / جز سعادت کے بود انجام نصح
من به تبلیغ رسالت آمدم / تا رهانم من شما را از ندم
هین مبادا که طمع تان ره زند / طمع برگ از بیخهاتان بر کند

بولا[53] ناصح پند میری تم سُنو / امتحانِ جان و دل سے تو چھٹو
گھانس و پتے کھا کے قانع تم رہو / پیل بچون کا شکار اب مت کرو
مینے گردن سے نکالا دام پند / جز سعادت کے نہو انجام پند
آیا تبلیغ رسالت کو ہون مین / تا ندامت سے چھڑاؤن مین تمھین
کہ مبادا طمع ہووے راہزن / طمع سامان کی تمھاری بیخ کن

سله مت کرے الخ ۵ شعر یعنے عمر تیری تو اُسکے عوض نیکیان جمع کر ورنہ بے عوض ہونے کے بہت تمکو نقصان ہوگا پس تو کوشش کرتا ہی تو دین کے کام مین کر اور صفاے باطن مین اپنی خودی کو دفن کر کہ تیرے دم کو یار کے دم سے مدد پہونچے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

سـ۵۲ـه مقبرہ الخ ۵ شعر گنبد وہ مقبرہ جو کہ قبر پر ہے اصحاب معنے کا وہ گھر نہیں ہے تو زندہ اطلس پوش کو دیکھ کچھ بھی اطلس سے اُسکو ہوش ملا ہے منکرون کے عذاب مین اُسکی جان ہے بچھو غم کا غمکدہ مین پوشیدہ ہے ظاہر مین وہ نقش باہر سے رکھتا ہے اور اندر سے وہ بداندیشی رکھتا ہے اور گدڑی پوش مین تو پائے اندیشہ مانند نبات کے اور بات مانند شکر کے یعنے اہل دُنیا ظاہر کو بہتر دکھائی دیتے ہین اور باطن مین بداندیش ہین اور درویش گدڑی پوش ظاہر مین خراب حال معلوم ہوتے ہین ولیکن باطن مین اندیشہ مانند نبات و شکر کے رکھتے ہین آگے حال پیل کے بچون و مسافرون کا بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲

سـ۵۳ـه بولا ناصح الخ ۵ شعر ناصح نے کہا کہ میری پند تم سنو تاکہ امتحان جان و دل سے چھٹو تم گھانس و پتے کھا کر قانع رہو ولیکن شکار پیل بچون کا مت کرو مین نے دام نصیحت گردن سے نکالا کہ انجام نصیحت کا سواے سعادت کے نہووے کیونکہ مین تبلیغ رسالت کو آیا ہون تاکہ مین ندامت سے تمھین چھڑاؤن کہ مبادا طمع راہزن ہووے تمھارے سامان کی بیخ کن ہے یہ کہا اور الوداع کہہ کر چل دیا اُنکو قحط سے بھوک راہ مین سوا ہوئی اُنھون نے راہ مین دیکھا ناگہان پیل بچہ موٹا اور نو پیدا وہان یعنے ناصح اُنکو نصیحت کرکے چل دیا وہ ناصح جناب رسول مقبول صلعم تھے کہ اپنی اُمت کو نصیحت غیبت کرنے سے کرکے تشریف لے گئے کہ مرے ہوئے بھائی مومن کا گوشت غیبت مین مت کھا باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲-

این بگفت و تیر بانے کرد و رفت	گشت قحط و جوع شان در راه زفت	یہ کہا اور الوداع کہہ چل دیا	قحط و بھوک انکی ہوئی رہ میں سوا
ناگہان دیدند سوئے جادۂ	پور فیلے فربہے نوزادۂ	راہ میں دیکھا انھوں نے ناگہان	پیل بچہ موٹا نو پیدا وہان
اندر افتادند چون گرگان مست	پاک خوردند و فرو شستند دست	بھیڑیوں[1] کے مثل دوڑے اُسپہ تو	خوب کھایا اور دھویا ہاتھ کو
آن یکے ہمرہ نخورد و پند داد	کہ حدیث آن فقیرش بود یاد	ایک ہمرہ نے نہ کھایا پند کی	بات اُس درویش کی جو یاد تھی
از کبابش مانع آمد آن سخن	بخت نو بخشد ترا عقل کہن	بات وہ مانع کبابوں کی ہوئی	بخت نو پایا جو کہنہ عقل تھی
پس بخفتیدند و خفتند آن ہمہ	وآن گرسنہ پاسبان آن رمہ	پس وہ لیٹے اور سب وہ سو گئے	وہ جگا بھوکا حفاظت کے لیے
دید پیلے سہمناکے در رسید	اولا آمد سوے حارس دوید	دیکھا اُسنے پیل مست اک آگیا	پہلے وہ در پے حفاظت کا ہوا
بوی میکرد آن دہانش را سہ بار	ہیچ بوئے زو نیامد ناگوار	سونگھا مُنھ اُسکے کو اُسنے تین بار	کوئی بُو اُسکو نہ آئی ناگوار
چند بارے گرد او بر گشت و رفت	مر ورا نازرد آن شہ پیل زفت	گرد پھر چند بار اُس کے گیا	کچھ نہیں شہ پیل نے اُسکو کہا
مر لب ہر خفتۂ را بوئے کرد	بوی مے آمد وراز ان خفتہ مرد	سونگھتا تھا مُنھ ہر اک[2] خفتہ کا وہ	آئی بُو خفتوں سے تھی اُس پیل کو
از کباب پیل زادہ خوردہ بود	بر درانید و بکشتش پیل زود	جو کباب پیل بچہ کھائے تھے	پھاڑا اور مارا اُنھیں بس پیل نے
در زمان او یک بیک را زان گروہ	بر درانید و نبودش زان شکوہ	اس گروہ سے ایک اک کو مارتا	اُس گھڑی کچھ ڈر نہ اُنسے اُسکو تھا
بر ہوا انداخت ہر یک را گزاف	تا ہمی زد بر زمین می شد شگاف	پھینکا ان سب کو ہوا پر خشم سے	اور زمین پر مارتا ٹکڑے ہوئے
اے خورندہ خون خلق از رہ بگرد	تا نیارد خون ایشانت نبرد	راہ سے اب پھر تو اے خونخوار خلق	تا نہ اُسکا خون پکڑے تیرا حلق
مال ایشان خون ایشان دان یقین	زانکہ مال از زور آید در یمین	مال اُنکا اُنکا خون ہے جان لے	کیونکہ حاصل مال ہوتا مکر سے
مادر آن فیل بچہ کین کشد	فیل بچہ خوارہ را کیفر کشد	پیل بچہ کی تو[3] ماں کینہ رکھے	پیل بچہ خوار سے بدلا وہ لے

[1] بھیڑیوں کے الخ، شعر مانند بھیڑیوں کے وہ اُسپر دوڑے خوب کھایا اور دھویا ہاتھ کو تو لیکن ایک ہمراہی نے نہ کھایا اور نصیحت پکڑی جو کہ بات اُس درویش کی یاد تھی وہ بات کبابوں کی مانع ہوئی بخت نو پایا کہ عقل کہنہ تھی پس وہ سب لیٹے اور سو گئے وہ بھوکا جگا حفاظت کے لئے اُسنے دیکھا کہ ایک پیل مست آگیا اول وہ در پے محافظ کا ہوا اُسنے تین بار اُسکے مُنھ کو سونگھا کوئی بُو اُسکو ناگوار نہ آئی چند بار اُسکے گرد پھر کر گیا اور کچھ اُسکو شاہ پیل نے نہ کہا باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

[2] سونگھتا الخ، شعر ہر ایک خفتہ کا مُنھ سونگھتا تھا بو اس پیل کو خفتوں سے آتی تھی جو کباب پیل بچوں کا کھائے تھے اُس پیل نے انھیں مارا اور پھاڑا اُس گروہ سے ایک ایک کو مارتا اور کچھ ڈر اُس دم اُنسے اُسکو نہ تھا پھینکا اُن سب کو اور پُر خشم ہوا اور زمین پر مارا کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوئے آگے اسکے حقائق ہیں راہ سے اب تو پھر اے خون کھانے والے خلق کے تا اُسکا خون تیرا گلو نہ پکڑے اُنکا مال خون اُنکا ہے جان لے کیونکہ مال حاصل مکر سے ہوتا ہے لیعنے اے غیبت کرنے والے مخلوق کی اس غیبت کی راہ سے پھر کہ جو تو غیبت کر کے خون مخلوق کا کھاتا ہے یہ خون اُنکا مال ہے اور مال بغیر مکر کے حاصل نہیں ہوتا ہے اور ہلاکت میں ڈالتا ہے پس مال مکر کا بجز نقصان کے نفع نہیں دیتا ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

[3] پیل بچہ الخ، شعر پیل بچہ کی ماں تو کینہ رکھتی ہے اور پیل بچہ کھانے والے سے وہ بدلا لیتی ہے اے گدا تو پیل بچہ کو کھاتا ہے۔ پیل دشمن ہو کر تیرے مُنھ کو پھوڑے گا پس بونے رسوا کر دیا مکار کو اپنے دشمن کی بُو پیل جانتا ہے آگے اسکے حقائق ہیں جو بُو کہ جنّ کی یمن سے پاتا ہے کیوں نہ بوئے باطل اب مجھ سے وہ لیوے مصطفےٰ جو بُو کو پاتے ہیں دور سے ہماری بُو کس لئے وہ نہ پائیں بو پاتا ہے لیکن چھپاتا ہے ہم سے بوئے نیک و بد چرخ پر جاتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

فیل بچہ میخوری اے پارہ خوار	ہم برآرد خصم فیل از تو دمار	پیل بچہ[۱] اے گدا کھاتا ہے تو	پیل دشمن پھوڑے تیرے مغز کو
بوے رسوا کرد مکر اندیش را	پیل داند بوے خصم خویش را	بُو نے رسوا کر دیا مکار کو	اپنے دشمن کی ہے جانے پیل بو
آنکہ یابد بوے رحمٰن از یمن	چون نیابد بوے باطل را ز من	بوے رحمٰن جو یمن سے پائی ہے	کیون نہ سمجھے بوے باطل وہ بلا
مصطفےٰ چون بوی برد از راہ دور	چون نیابد از دہانِ ما بخور	مصطفےٰ جو بو کو پائے دور سے	بو ہماری کو نہ پائے کس لیے
ہم بیابد لیک پوشاند ز ما	بوے نیک و بد برآید بر سما	پاتا ہے لیکن چھپاتا ہم سے ہے	بوی نیک اور بد ہے جاتی چرخ پے
تو ہمی خسپی و بوے آن حرام	میرسد بر آسمانِ سبز فام	تو تو[۲] بس سوتا ہے وہ بوے حرام	آسمان پر پہونچتی ہے صبح و شام
ہمرہ انفاس زشتت می شود	تا بو گیران گردون میرود	تیرے بد نفسون کے ہمراہ جاتی ہے	چرخ کی بو گیر تک وہ آتی ہے
بوی کبر و بوے حرص و بوے آز	در سخن گفتن بیاید چون پیاز	بوئے کبر اور بوئے حرص اور بوئے آز	بات کرنے مین ہے آتی جون پیاز
گر خوری سوگند من کے خوردہ ام	از پیاز و سیر تقوی کردہ ام	گر قسم کھائے کہ مین کب کھاتا ہون	مین پیاز و سیر سے تقوی رکھون
آن دمِ سوگند غمازی کند	بر دماغ ہمنشینان بر زند	وہ قسم خود تیری غمازی کرے	اور دماغ ہمنشین پر کھول دے
پس دعا ہا رد شود از بوے آن	آن دلِ کژ مے نماید از زبان	بس دعا اس بُو سے ہووے رد یہان	ہو کجی دل کی زبان سے بس عیان
اخسؤا آمد جوابِ آن دعا	چوب رد باشد جزاے ہر دغا	اس دعا کا اخسؤا آوے جواب	ہر دغا کا چوب رد ہووے عذاب
گر حدیثت کژ بود معنیت راست	آن کژئ لفظ مقبول خدا است	بات[۳] ٹیڑھی معنے سیدھا ہو ترا	ہے کجی لفظون کی مقبول خدا
ور بود معنے کژ و لفظت نکو	آنچنان معنے نیرزد یک تسو	معنے ٹیڑھا لفظ سیدھا ہو ترا	وہ نہ لائق ہووے معنے کچھ ذرا

در بیان خطاے محبان کہ بہتر از ثواب بیگانگانست

بیان مین خطا محبون کے کہ بہتر صواب بیگانون سے ہے

آن بلالِ صدق در بانگِ نماز	حی را ہی خواند از روے نیاز	وہ بلالِ[۴] صادق اندر بانگ کے	حیے کو ہے کہتا تھا بس ناز سے

[۱] پیل بچہ الخ ۵ شعر یعنے رسول مقبول صلعم جبکہ بو مین پہچان لین ہماری بو پھر کیون نہین وہ پائین مگر وہ ہم سے چھپاتے ہین اور ہماری بوئے نیک و بد آسمان پر جاتی ہے چنانچہ اسکا حال آگے فرماتے ہین ۱۲ [۲] تو تو بس سوتا ہے الخ ۲ شعر تو سوتا ہے اور یہ بوے حرام آسمان پر صبح و شام پہونچتی ہے تیرے دمون بد کے ساتھ وہ بو جاتی ہے بو گیران آسمان تک آتی ہے بوے کبر اور بوے حرص اور بوے آز بات کرنے مین مانند پیاز کے آتی ہے اگر قسم کھائے کہ مین پیاز کب کھاتا ہون پیاز اور لہسن سے مین تقوی رکھتا ہون وہ قسم تیری غمازی کرے اور دماغ ہمنشین پر کھول دے پس دعا اس بو سے اسدم رد ہووے اور کجی دل کی زبان سے عیان ہووے اس دعا کا اخسؤ یعنے چپ بیٹھے رہو جواب ملے ہر مکر کا جواب رد و عذاب ہووے یعنے تیری بوئے بد ہمراہ دمون بد کے آسمان پر جاتی ہے اور دعا تیری رد بد بو کے سبب ہوتی ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] بات ٹیڑھی الخ ۲ شعر اگر تیری بات ٹیڑھی اور معنے سیدھا ہو وہ کجی لفظون کی مقبول خدا ہے اگر معنے ٹیڑھا اور لفظ تیرا سیدھا ہو لائق نہووے سو معنے کچھ ذرا یعنے اگر الفاظ غلط ہووین اور معنے صحیح ہووے مقبول خدا ہے اور اگر معنے غلط ہوا اور الفاظ صحیح ہو وہ مقبول نہین کیونکہ نیت الفاظ کے معنے اصل ہے پس عارف کو اپنا معنے درست کرنا چاہئے جیسے حضرت بلال رض لفظ غلط و معنے صحیح فرماتے تھے چنانچہ انکا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲ [۴] وہ بلال الخ ۴ شعر وہ بلال رض صادق بانگ نماز مین حی کو از بس ناز سے ہی کہتا تھا لوگون نے حضرت سے کہا کہ یہ صحیح نہین ہے یہ خطا ہے کہ اب شروع دین کا ہے اے نبی اللہ و محبوب خدا ایک موذن کہ فصیح تر ہو بلائیے عیب ہوتا ہے داہل صلاح و دین سخن سے کہنا کہ حی علی الفلاح آگے جواب حضرت رسول مقبول صلعم کا ہے فافہم ۱۲

تا نگفتندی پیمبر نیست راست — این خطا اکنون کہ آغاز بناست
ای نبی و اے رسول کردگار — یک موذن کو بود افصح بیار
عیب باشد اول دین و صلاح — لحن خواندن لفظ حی علی الفلاح
خشم پیغمبر بجوشید و بگفت — یک دو رمزے از عنایات نہفت
کای خسان نزد خدا ہی بلال — بہتر از صد حی حی و قیل و قال
وا مشورانید تا من رازتان — وا نگویم ز آخر و آغازتان
گر نداری تو دم خوش در دعا — رو دعای خواہ ز اخوان صفا

بولے حضرت سی صحیح یہ ہی نہیں — یہ خطا اب ہے کہ ہے آغاز دین
اے نبی اللہ و محبوب خدا — اک موذن جو ہو افصح تر بلا
عیب ہو ہے اول دین و صلاح — لحن سے کہنا کہ حی علی الفلاح
پس[1] خفا ہو کر پیمبر نے کہا — ایک دو رمز خفی کو بر ملا
ای کمینو نزد حق کے ہے بلال — سیکڑون حی سے بہتر ہی جو قال
مت گھنگولو تا تمھارے بھید کو — کہدون ظاہر اول و آخر جو ہو
گر دعا مین پاک دم نے تو رکھے — جا دعا اہل صفا سے چاہ لے

امر کردن حق تعالی بہ موسی علیہ السلام کہ بدہانی خوان مرا کہ بدان دہان گناہ نہ کردہ باشے

حکم کرنا حق تعالی کا موسی علیہ السلام پر کہ اُس منھ سے مجکو پکار کہ جس مُنھ سے تونے گنہ نہ کیا ہو

بہر این فرمود با موسے خدا — وقت حاجت خواستن اندر دعا
کای کلیم اللہ ز من می جو پناہ — با دہانے کہ نکردی تو گناہ
گفت موسی من ندارم آن دہان — گفت ما را از دہان غیر خوان
آنچنان کن کہ دہانہا مر ترا — در شب و در روزہا آرد دعا
از دہان غیر کے کردی گناہ — از دہان غیر بر خواند اے الہ
یا دہان خویشتن را پاک کن — روح خود را پاک و ہم چالاک کن
ذکر حق پاک ست و چون پاکی رسید — رخت بر بندد برون آید پلید

اسلیے[2] حق نے یہ موسیٰ سے کہا — جبکہ حاجت چاہے تو اندر دعا
ای کلیم اللہ مجھسے لے پناہ — ایسے منھ سے نہ کیا جسنے گناہ
بولا موسی وہ نہ منھ حاصل مجھے — بولا مجھسے مانگ منھ سے غیر کے
یا تو کر ایسا کہ مُنھ تیرے لیے — رات دن از بس دعا کرتا رہے
کب کیا منھ غیر سے تونے گناہ — تو دہان غیر سے کہہ اے الٰہ
یا دہن کو اپنے بس تو پاک کر — روح کو یان تیز اور چالاک کر
ذکر[3] حق ہے پاک جب پاکی ملے — بس پلیدی لیکے سامان چل بسے

[1] پس خفا ہو کر الخ ۴ شعر پس پیغمبر صلعم نے خفا ہو کر کہا ایک دو رمز مخفی کو بر ملا ای کمینون نزدیک خدا کے ہے بلال کی سیکڑون قیل وقال سے بہتر ای مت گھنگولو تا کہ تمھارے بھید کو نہ کہدون ظاہر اول و آخر جو کہ ہو اگر تو دعا مین دم پاک نہین رکھے جا دعا اہل صفا سے جا کر لے یعنے ای لوگو تم اس اعتراض مین بحث زیادہ مت کرو ورنہ مین راز اول و آخر کا جو کچھ ہو کہہ دون گا پس دعا مانگنے مین اگر تمھارا دم پاک نہین ہے پاکون سے دعا چاہو کہ مقبول ہو چنانچہ دہن پاک ہونا دعا مین آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ [2] اس لیے الخ ۹ شعر حق نے یہ اس لیے موسیٰ سے کہا جبکہ تو حاجت چاہے دعا مین ای کلیم اللہ مجھ سے تو پناہ لے ایسے منہ سے کہ جسنے گناہ نہ کیا ہو موسے نے کہا کہ وہ منہ مجھے حاصل نہین حق نے کہا کہ ہمکو غیر کے منہ سے تو پکار یا تو ایسا کام کر کہ منہ تیرے لیے رات دن دعا کرتا ہے یعنے تو غیرون کے ساتھ ایسا احسان کر کہ منہ انکا تیرے واسطے دعا کرتا ہے تونے غیر کے منہ سے کب گناہ کیا پس تو دہان غیر سے کہہ ای اللہ یا تو اپنے دہن کو آپ پاک کر اور اپنی جان کو تیز و چالاک کر حقائق اسکے آگے ہین فافہم ۱۲ [3] ذکر حق الخ ۳ شعر ذکر حق تعالی کا پاک ہے جبکہ پاکی ملے پس پلیدی اپنا سامان لیکر چل بسے جان نے کہ اب ضد سے ضد بھاگتی ہے جبکہ روز روشن ہو تو رات بھاگے تا کہ پاک جبکہ دہن سے ظاہر ہووے پلیدی نہ رہے اور نہ دہان رہے یعنے دعا کرنے کے لیے یا تو دہن غیر کا لا کہ اس دہن سے تیرے واسطے گناہ نہین کیا ہے یا تو اپنے دہن کو پاک کر ذکر حق سے کہ پلیدی دہن کی اُس سے دور ہو جیسے اللہ کہنا نیاز مندی سے لبیک کہنا حق تعالے کا ہے چنانچہ اسکا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

سے گریزد ضدہا از ضدہا	شب گریزد چون برافروزد ضیا	بھاگتی ہے ضد سے ضد جان لو	رات بھاگے جبکہ روشن روز ہو
چون برآید نام پاک اندر دہان	نے پلیدی ماند و نے آن دہان	نام پاک آئے دہن میں جب عیان	نے پلیدی ہو نے اسکے وہ دہان

دربیان آنکہ اللہ گفتن نیازمند عین لبیک گفتن حق ست

بیان میں اس بات کے کہ اللہ کہنا نیازمند کا عین لبیک کہنا حق کا ہے

آن یکے اللہ میگفتے شبے	تا کہ شیرین گردد از ذکرش لبے	کہتا[1] اک تھا اللہ اللہ رات کو	میٹھا اُسکے ذکر سے منہ تاکہ ہو
گفت شیطانش خمش اے سخت رو	چند گوئی آخر اے بسیار گو	بولا شیطان اُسکو چپ اے سخت رو	کب تلک تو کہوے اے بسیار گو
این ہمہ اللہ گفتی از عتو	خود یکے اللہ را لبیک کو	سرکشی سے تو نے یہ اللہ کہا	پر نہ لبیک ایک اللہ سے سنا
می نیاید یک جواب از پیش تخت	چند اللہ میزنی اے روے سخت	کچھ جواب اُسکی نہ درگہ سے ملے	کب تلک اللہ کہے تو آپ سے
او شکستہ دل شد و بنہاد سر	دید در خواب او خضر را در خضر	دل[2] شکستہ ہو کے اُسنے سر رکھا	خواب میں دیکھا خضر کو بس کھڑا
گفت ہین از ذکر چون وا ماندۂ	چون پشیمانی از آن کش خواندۂ	بولا تو کیون ذکر سے عاجز ہوا	کیون پشیمانی کو اُسسے بس رکھا
گفت لبیکم نمے آید جواب	زان ہمی ترسم کہ باشم رد باب	بولا نہ لبیک کا آیا جواب	اسلیے ہے خوف کہ ہون رد باب
گفت خضرش کہ خدا گفت این بمن	کہ برو با او بگو اے ممتحن	خضر بولا یہ کہا حق نے سخن	مجھ سے کہہ جا کر کہو اے ممتحن
گفت آن اللہ تو لبیک ماست	این نیاز و سوز و دردت پیک ماست	کہنا وہ اللہ ترا لبیک ہے	یہ نیاز و سوز میرا پیک ہے
نے ترا در کار من آوردہ ام	نے کہ من مشغول ذکرت کردہ ام	میں ہی تجکو کام میں لایا ہون نہیں	اور کیا مشغول تجکو ذکر میں
حیلہ ہا و چارہ جوئی ہاے تو	جذب ما بود و کشاد آن پاے تو	چارہ جوئی اور حیلے سب ترے	جذب میرا ہے نہ تو کوشش تجھے

[1] کہتا اک الخ، شعر ایک شخص اللہ اللہ رات کو کہتا تھا کہ منہ اُسکے ذکر سے میٹھا ہو اُسکو شیطان نے کہا کہ چپ رہ اے سخت رو کب تک کہے گا اے بسیار گو یہ اللہ تو نے سرکشی سے کہا لیکن ایک لبیک اللہ سے نہ سنا کچھ جواب اُسکی درگاہ سے نہیں ملتا ہے کب تلک تو آپ سے اللہ کہے گا باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ [2] دل شکستہ الخ، شعر اُسنے دل شکستہ ہوکر سر رکھا اور خفتہ ہوا خواب میں حضرت خضر عم کو کھڑا دیکھا کہا کہ تو ذکر سے کیون عاجز رہا اور اُس سے کیون پشیمانی کو رکھا کہا کہ جواب لبیک کا نہیں آیا اس لئے خوف ہے کہ رد باب ہون خضر عم نے کہا کہ حق نے یہ بات فرمائی ہے مجھ سے کہ اے ممتحن تو جاکر کہہ کہ تیرا اللہ کہنا وہ ہی لبیک میرا ہے میں ہی تجکو کام میں لایا ہون اور ذکر میں مشغول تجکو کیا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-
[3] چارہ جوئی الخ، شعر چارہ جوئی اور سب تیرے حیلے میرا جذب ہے جو تو نہیں کوشش کرتا ہے عشق سے وہ ڈر تیرا لطف ہمارا ہے اور سب لبیکین تیرے یارب کہنے میں ہیں یعنے ایک یارب جو تو کہتا ہے جملہ لبیک اُسکے ضمن میں ہیں اور جان جاہل کی دعا سے دور ہے کیونکہ یارب کہنا اسکا دستور نہیں پس دہان ولب پر اُسکے قفل ہے تاکہ رنج میں ساتھ حق کے نہ روئے یعنے غافل ایک یارب کہنے سے محروم ہیں کیونکہ اُنکے لب و دہان پر قفل ہیں آگے اسکی مثال ہے فرعون کو ملک و مال از بس دیا تاکہ اُسنے دعوی خدائی کا کیا اور عمر بھر اُسنے درد سر نہ دیکھا تاکہ سوے حق وہ بدگوہر نہ آوے اُس جہان کا تمام ملک اُسکو دیا اور حق نے اُسکے منہ کو رنجیدہ نہ کیا یعنے حق تعالی نے فرعون کو ملک مال جو تیا کا از بس دیا تاکہ وہ غمگین ہوکر نہ روے کہ رحمت میں ہوش میں آئے پس رنج دنیا کا موجب رحمت خدا ہے کہ بندہ بسبب غم دنیا کے روے اور حق عوض اُسکے رحمت کرے پس جو شخص رنج دنیا سے روتا ہے وہ مورد رحمت رہتا ہے آگے اسکا حقائق ہے فافہم ۱۲-

ترس و عشق تو کمند لطف ماست / زیر ہر یارب تو لبیکہاست
جان جاہل زین دعا جز دور نیست / زانکہ یارب گفتنش دستور نیست
بر دہان و بر لبش قفل ست و بند / تا ننالد با خدا وقت گزند
داد مر فرعون را صد ملک و مال / تا بکرد او دعوی عز و جلال
در ہمہ عمرش ندید او درد سر / تا ننالد سوی حق آن بدگہر
داد او را جملہ ملک این جہان / حق ندادش درد و رنج آن دہان
زانکہ درد و رنج و بار آن گران / شد نصیب دوستانش در جہان
درد آمد بہتر از ملک جہان / تا بخوانی تو خدا را در نہان
خواندن بے درد از افسردگیست / خواندن با درد از دل بردگیست
آن کشیدن زیر لب آواز را / یاد کردن مبدء و آغاز را
آن شدہ آواز صافی و حزین / کای خدای مستغاث و ای معین
نالۂ سگ در رہش بے جذبہ نیست / زانکہ ہر راغب اسیر رہزنیست
چون سگ کہفی کہ از مردار رست / بر سر خوان شہنشاہان نشست
تا قیامت میخورد او پیش غار / عارفانہ آب رحمت بے شمار
ای بسا سگ پوست کورا نام نیست / لیک اندر پردہ بی آن جام نیست
جان بدہ از بہر این جام ای پسر / بے جہاد و صبر کے باشد ظفر
صبر کردن بہر این نبود حرج / صبر کن کالصبر مفتاح الفرج
زین کمین بے صبر و حزمی کس نجست / حزم را خود صبر باشد پا و دست
حزم کن از خورد کاین زہرین گیاست / حزم کردن زور و نور انبیاست

عشق و ڈر تیرا ہمارا لطف ہے / ہر جگہ لبیکین ہین یارب مین ترے
جان جاہل کی دعا سے دور ہے / کہنا یارب اُسکا نے دستور ہے
پس دہان و لب پہ اُسکے قفل ہین / تا نہ روئے ساتھ حق کے رنج مین
ملک و مال از بسکہ فرعون کو دیا / تا کیا پس اُسنے دعوائے خدا
عمر بھر اُسنے نہ دیکھا درد سر / تا نہ روئے سوئے حق وہ بدگہر
اِس جہان کا سارا ملک اُسکو دیا / حق نے اُس منھ کو نہ رنجیدہ کیا
اُس [1] دہان کے رنج کا بارِ گران / اپنے یارون کو دیا اندر جہان
بہتر اس ملکِ جہان سے درد ہے / تا کہ پوشیدہ خدا کو تو پڑھے
پڑھنا بے درد اُسکو ہے افسردگی / پڑھنا با درد اُسکو ہے دل بردگی
زیر لب وہ کھینچنا آواز کا / یاد کرنا مبدء و آغاز کا
وہ ہوا آواز صافی اور حزین / کای خدای مستغاث وای معین
اُسکی رہ مین نالہ سگ جذبہ سے ہے / قید رہزن کی ہر اک راغب کو ہے
[2] جو سگِ کہف اک چھٹا مردار سے / پادشاہون کے وہ بیٹھا خوان پر
کھاتا ہے وہ تا قیامت پیش غار / مثل عارف آبِ رحمت بیشمار
ہین بہت سگ پوست اب گمنام ہین / پاتے پردہ مین وے وہ جام ہین
جان دے اُس جام کے تو واسطے / بے جہاد و صبر نصرت کب ملے
صبر کرنے مین نہ ہوسکے ہو حرج / صبر کر کہ صبر مفتاح الفرج
نہ کھلی بے صبر و حزم اُس سے چھٹا / ہاتھ پاؤن صبر ہے خود حزم کا
حزم کر کھانے میں ہے زہر گیا / حزم کرنا بس ہے نور اولیا

سلہ اُس دہن الخ ۔ شعر اس دہن کے رنج کا بوجھا بھاری حق نے اپنے یارون کو اس جہان مین دیا ہے سی ملک جہان سے بہتر درد ہے تاکہ خدا کو پوشیدہ تو یاد کرے بے درد کے خدا کہنا تیرا افسردگی ہے اور با درد اسکو یاد کرنا دل بردگی ہے وہ آواز کھینچنا زیر لب یاد کرنا مبدا و آغاز کا وہ آواز صافی اور حزین کہ اے خدا اے مستغاث و اے معین اسکی راہ مین نالۂ سگ جذبہ سے ہے اور رہزن کی قید مین ہر ایک راغب ہے یعنے درد و آہ کرنا راہ سلوک مین بہتر ہے کہ پوشیدہ ذکر کرے اور یا خدا و یا مستغاث و یا معین تو پکارے بلکہ نالۂ سگ اُسکے جذبہ سے ہے آگے اُسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ جو سگ کہف الخ ۔ شعر جو کہ سگ اصحاب کہف مردار سے چھٹا اور بادشاہون کے بیٹھنا خوان پہ کھاتا ہے وہ آگے غار کے تا قیامت مثال عارفون کے آب رحمت جیسا پیتا ہی یعنے مثل اولیاء اللہ کے غذاے روحی وہ کھاتا ہے آگے حقائق ہین یعنی بہت سگ پوست اب گمنام ہین لیکن پردہ مین وہ جام پاتے ہین یعنے اولیاء اللہ کو دنیا مین بلباس ظلوفی پوشیدہ ہین مگر غذاے روحی پوشیدہ پاتے ہین پس تو اس جام کے واسطے جان دے بے جہاد و صبر کے نصرت نہونا ہے صبر کرنے مین اُسکی حرج کب ہووے پس تو صبر کر کہ صبر کنجی کشادگی کی ہے بغیر صبر و حزم کے اس سے نہ کوئی چھٹا حزم کا صبر خود ہاتھ پاؤن ہے تو حزم کھانے مین کر کہ گیا زہری ہے حزم کرنا نور اولیاء اللہ کا ہے یعنے نصرت اس راہ سلوک مین صبر و حزم و ہوشیاری سے ہے پس تو حزم کر کہ دریا کاران طریقت سے بچے نجات ہو چنانچہ اس حزم کا حال آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

کاه باشد کو بهر بادے جهد ... کوه کے مر باد را وزنے نهد
هر طرف غولے همی خواند ترا ... کاے برادر راه خواهی هین بیا
ره نمایم همرهت باشم رفیق ... من قلاوزم درین راهِ دقیق
نے قلاوزست نے ره داند او ... یوسفا کم رو سوی این گرگ خو
حزم آن باشد که نفریبد ترا ... چرب و نوش و دامهای این سرا
که نه چربے دارد و نه نوش او ... سحر خواند می دمد در گوش او
که بیا مهمان ماے روشنی ... خانهٔ آن تست و تو آن منی
حزم آن باشد که گوئی تخمه ام ... یا سقیم و خستهٔ این زحام ام
یا سرم درد ست و دردِ سر ببر ... یا مرا خواندست آن خالو پسر
زانکه یک نوشت دهد با نیشها ... که بکارد در تو نیشش ریشها
زر اگر پنجاه یا شصتت دهد ... ماهیا او گوشت در شستت دهد
گر دهد خود کی دهد آن پر حیل ... جوز پوسیدست و گفتار و دغل
زغ زغ آن عقل و مغزت را برد ... صد هزاران عقل را یک نشمرد
یار تو خرجین تست و کیسه ات ... گر ترا مینی مجو جز ویسه ات
ویسه معشوق تو هم ذات تست ... وین برونیها همه آفات تست
حزم آن باشد که چون دعوت کنند ... تو نگوئی مست و خواهان من اند

سله کودتی ہے کاہ تو ہر باد سے ... باد کی کب کوہ عزت بس کرے
ہر طرف تجکو بلاتا غول ہے ... کہ برادر راہ اک یہ اولے ہے
رہ بتاؤن اور ہون ساتھی ترا ... ہون نہین اس باریک رہ مین پیشوا
نے وہ رہ جانے نہ وہ ہی پیشوا ... یوسفا اس گرگ خو کی سو نہ جا
اچھے وہ ہین کہ نہ دین تجکو فریب ... شیرین دانے دنیا کے ہی جنین عیب
چرب و شیرین کو نہین وہ کچھ رکھین ... سحر پڑھکے پھوکتے ہین کان مین
کہ تو آ مہمان مرے ای روشنی ... گھر تری ملک اور تو ملک ہی مری
سله اچھا وہ ہی جو کہے بدہضم ہون ... یا جگر خستہ ہون اور پُر زخم ہون
یا مرا سر دُکھتا اچھا سر کو کر ... یا بلاتا مجکو ماموں کا پسر
کیونکہ تجکو نوش دیتا ہی بہ نیش ... کہ کرے وہ نیش اسکا تجھ مین ریش
زر پچاس اور ساٹھ گر دیوے تجھے ... شست مین وہ گوشت ای ماہی رکھے
دیوے گر خود دیوے کب وہ پر حیل ... جوز پوسیدہ ہی باتین پُر دغل
زغ زغ اسکی عقل لیجاوی تری ... عقل صدہا کو نجانے اک ذری
تیری خرجی اور کیسہ یار ہے ... تو ہی رہ مین ڈھونڈھ مت جز دیس کے
ویس اور معشوق تیری ذات ہے ... لیک وہ نزدیک دین آفات ہے
سله حزم وہ ہی جو کوئی دعوت کرے ... تو نہ کہہ ہین مست و خواہان یا مرے

سله کودتی الخ، شعر کاہ کودتی ہے ہر ایک باد سے کوہ باد کی عزت کب کرے یعنے خواہشات سے جنبش اہل دنیا کو دیتے ہین مگر اولیا کہ کوہ کے مانند ہین کب وقر و عزت اسکی جانتے ہین تجکو ہر طرف غول بلاتا ہے کہ ای برادر یہ راہ ہے آؤ حاصل کر یعنے پیران ریاکار کہ غول راہ طریقت ہین تجکو دعوت کرتے ہین کہ راہ تجکو بتاوون اور تیرا رفیق ہون کہ مین اس باریک راہ مین پیشوا ہون تو وہ راہ نہین جانتا ہی ای یوسف اس گرگ خو کی طرف مت جا حزم وہ ہی کہ تجکو وہ فریب نہ دیوین چرب و شیرین دانی دنیا کے جو پُر عیب ہین چرب و شیرین کو وہ نہین رکھتے ہین سحر پڑھکر وہ کان مین پھوکتے ہین اور کہتے ہین کہ اے روشنی والے مہمان میرے تو آ گھر تیری ملک ہی اور تو میری ملک ہی آگے حزم کا بیان ہی فافہم ۱۲ سله اچھا وہ ہی الخ، شعر پس تیرا حزم وہ ہی کہ تو کہے مین بدہضم ہون یا جگر خستہ ہون اور پُر زخم ہون یا میرا سر دکھتا ہی تو اچھا سر کو کر دے یا مجکو ماموں کا پسر بلاتا ہے کیونکہ تجکو نوش دیتا ہے نیش کے ساتھ کہ وہ نیش اسکا تجکو زخمی کرے اگر پچاس یا ساٹھ اشرفی تجکو دیوے ای ماہی وہ شست مین گوشت رکھا ہی یعنے وہ لالچ تجکو دیکر بلا مین پھانستا ہی اگر وہ دیوے خود کب دیوے حیلہ ساز کیونکہ جوز پوسیدہ ہی اسپر دغل کی باتین یعنی بظاہر وہ دیتا ہی و لیکن در اصل دیتا نہین ہے اسکی زغ زغ تیری عقل لیجاتی صدہا عقل کو ایک ذری نجانے تیری خرجی و کیسہ تیرا یار ہے تو ہی راہ مین ہی مت ڈھونڈھ سوائے ویس کے ویس و معشوق تیری ذات ہی و لیکن وہ نزدیک دین کے آفات ہی یعنے تو پیران ریاکار کے فریب مین نہ آ یہی تیرا حزم ہوشیاری ہی کیونکہ وہ نوش مین نیش دیتے ہین یعنے انکی باتین توحید کی بظاہر نوش ہین و لیکن بے معنی ہونے کے سبب سے نیش کا حکم رکھتی ہین تو خود معشوق ہی پس خود کو تو ڈھونڈھ آگے اسکا حال ہی فافہم ۱۲ سله حزم الخ، شعر حزم وہ ہی کہ جو کوئی دعوت کرے تو مت کہہ کہ یہ بہت خواہان میرے ہین انکی دعوت کو تو صفیر مرغ جان کہ صیاد گھات مین پوشیدہ کرتا ہی مرغ مردہ کو آگے رکھتا ہی ظاہر کہ یہ فریاد و فغان کرتا ہی باقی حال صفحہ آئندہ پر ہے۔

دعوت ایشان صفیر مرغ دان	کہ کند صیاد در مکمن نہان	انکی[1] دعوت کو صفیر مرغ جان	گھات مین صیاد جو رکھے نہان
مرغ مردہ پیش بنہادہ کہ این	میکند آواز و فریاد و انین	مرغ مردہ آگے رکھتا ہی عیان	اور بس کرتا ہی فریاد و فغان
مرغ پندارد کہ جنس اوست او	جمع آید بر درشان پوست او	مرغ جانے کہ مری ہی جنس وہ	جمع ہون وہ انکی پھاڑے پوست کو
جز مگر مرغے کہ حزمش داد حق	تا نگردد گیج ازان دانہ ملق	حزم خالق نے دیا جس مرغ کو	قید وہ دھوکے کے دانہ کا نہیں
ہست بے حزمی پشیمانی یقین	حزم را مگذار و محکم کن تو دین	ہی یہ بے حزمی پشیمانی یقین	حزم کو مت چھوڑ محکم کر تو دین
زانکہ بے حزمی شقاوت بر دہد	دین رود از دست و درد سر دہد	کیونکہ بے حزمی شقاوت ہے ثمر	دین جاوے اور ہووے درد سر
بشنو این افسانہ را و شرح این	تا شوی حازم برای حفظ دین	سن یہ قصہ[2] اور شرح اسکی تو	تا کہ حازم ہو تو حفظ دین کو

در تفتیش روستائی شہری را و دعوت کردن او را بلابہ و الحاح

در تفتیش کرنا دہقانی کا شہری کو اور دعوت کرنا اسکی خوشامد و الحاح سے

ای برادر بود اندر ما مضی	شہرئے با روستائی آشنا	ای[3] برادر اگلے ایامون مین تھا	ایک دہقانی کا شہری آشنا
روستائی چون سوی شہر آمدی	خرگہ اندر کوی آن شہری زدی	شہر کو دہقانی آتا جو کہ تھا	گھر پہ وہ شہری کے آکر ٹھہرتا
دو مہ و سہ ماہ مہمانش بدے	بر دکان او و بر خوانش بدے	اسکا مہمان ہتا وہ دو تین ماہ	کھاتا اور دکان پہ رہتا گاہ گاہ
ہر حوائج را کہ بودش آن زمان	راست کردی مرد شہری رایگان	ہوتی[4] جو حاجت اسے تو اس گھڑی	مرد شہری پوری کر دیتا سبھی
رو بشہری کرد و گفت ای خواجہ تو	ہیچ مے نائی سوی دہ فرجہ جو	بولا شہری سے کبھی ای خواجہ تو	کس لیے آتا نہین ہی گانون کو
اللہ اللہ جملہ فرزندان بیار	کین زمان گلشن است و نوبہار	اللہ اللہ بال بچے لا تو یار	ان دنون گلشن ہی اور فصل بہار
یا بتابستان بیا وقت ثمر	تا بہ بندم خدمتت اندر کمر	یا تو لا گرمی مین ہو وقت ثمر	تا تری خدمتین باندھون مین کمر
خیل و فرزندان و قومت را بیار	در دہ تو باش خوش ماہی دو چار	لا تو فرزندونکو اور سب قوم کو	گانون مین دو چار مہ آکر رہو
کہ بہاران خطۂ دہ خوش بود	کشت زار و لالۂ دلکش بود	خوش بہار اندر ہو خطہ گانون کا	کشت سبز اور لالہ زار و پرفضا

سلہ[1] انکی الخ ۷ شعر مرغ جانتا ہے کہ وہ میرے جنس سے جمع ہووین اور وہ انکی پوست کو پھاڑے پس مرغ کو خالق نے حزم دیا وہ دھوکے والے کا مقید نہین ہوتا یقین کر کہ بے حزمی پشیمانی ہی تو حزم کو مت چھوڑ اور دین کو محکم کر کہ بے حزمی سقاوت کا ثمرہ ہی دین جاوے اور درد سر ہووے یہ قصہ اور اسکی مثال تو سن تا کہ حفظ دین کا تو حازم ہووے یعنے پیران ریاکار کی باتین توحید کی مثل صفیر صیاد ہین کہ مرغون کو دھوکا دیکر دام بلا مین پھانستے ہین جیسے دہقانی ایک شہری کو دھوکا دیکر بلا مین پھانستا ہی چنانچہ اسکا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ[2] قصہ سوم حزم ہوشیارے واقعیت مین ۱۲ سلہ[3] ای برادر الخ ۳ شعر اگلے زمانہ مین ایک دہقانی کا شہری آشنا تھا جبکہ دہقانی شہر کو آتا تھا شہری کے گھر ٹھہرتا تھا دو تین ماہ وہ اسکا مہمان رہتا تھا کھاتا اور اسکی دوکان پر گاہ گاہ رہتا تھا باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ[4] ہوتی الخ ۶ شعر جب اسے حاجت ہوتی تو اس گھڑی مرد شہری حاجت روا کر دیتا ایک مرتبہ شہری سے اسنے کہا کہ خواجہ تو کس لیے نہین آتا ہے گانون کو اللہ ای یار تو بال بچے لا ان دنون گلشن ہے اور فصل بہار ہے یا تو گرمی مین لا کہ وقت ثمر کا ہو تا مین تیری خدمت مین کمر باندھون تو فرزندون و سب قوم کو لا اور گانون مین دو چار ماہ آکر رہو خطہ گانون کا خوش بہار مین ہو اور کشت سبز اور لالہ زار اور پرفضا ہو باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲-۱۲

وعدہ دادے خواجہ او را دفع حال / تا در آمد بعد وعدہ ہشت سال
او بہر سالے ہمی گفتے کہ کے / عزم خواہی کرد آمد ماہ دے
او بہانہ ساختے کامسال ما / از فلان خطہ بیاید میہمان
سال دیگر گر توانم وارہید / از مہمات آن طرف خواہم دوید
گفت ہستند آن عیالم منتظر / بہر فرزندان تو اے اہل بر
باز ہر سالے چو لکلک آمدے / تا مقیم قبۂ شہری شدے
خواجہ ہر سالے ز زر و مال خویش / خرج او کردی کشودی بال خویش
آخرین کرت سہ ماہ آن پہلوان / خوان نہادش بامدادان و شبان
از خجالت باز گفت او خواجہ را / چند وعدہ چند بفریبی مرا
گفت خواجہ جسم و جانم وصل جوست / لیک ہر تحویل اندر حکم اوست
آدمی چون کشتی است و بادبان / تا کہ آرد باد را آن باد ران
باز سوگندان بدادش کای کریم / گیر فرزندان بیا بنگر نعیم
دست او بگرفت سہ کرت بجد / کاللہ اللہ رو بیا بنما بجد
بعد دہ سالے بہر سالے چنین / لابہا و وعدہاے شکرین
کودکان خواجہ گفتند اے پدر / ماہ و ابر و سایہ ہم دارد سفر
حقہا بر وی تو ثابت کردہ / رنجہا در کار او بس بردہ
او ہمی خواہد کہ بعضے حق آن / وا گذارد چون شوی تو میہمان
بس وصیت کرد ما را او نہان / کہ کشیدش سوے دہ لابہ کنان
گفت حق است این ولے ای سیبویہ / اتق من شر من احسنت الیہ

ٹالنے[۵۱] کو وعدہ خواجہ نے کیا / تا کہ گذرے آٹھ سال اسکو بھلا
وہ ہر اک سال ایسے کہتا تھا کہ کب / تم چلوگے ماہ پھاگن آیا اب
وہ بہانہ کرتا کہ اس سال مین / میرے یان مہمان کہین سے آئے ہین
پار سال آؤنگا گر فرصت ملی / اپنے کامون سے مجھے بس اے اخی
بولا میری منتظر ہین سب عیال / تیری فرزندون کے ای فرخندہ حال
مثل لکلک آتا وہ ہر سال تھا / اور شہری کے مکان پر ٹھہرتا
خواجہ[۵۲] ہر سال اپنے زر او مال کو / خرچ اسپہ کرتا بس خوشحال ہو
تین مہ آخر دفعہ بس وہ رہا / کھانا کھایا اسکے یان صبح و مسا
پھر خجالت سے کہا اس خواجہ کو / کب تلک دیگا فریب او وعدے تو
بولا خواجہ وصل ڈھونڈھی جسم و جان / پر ہے اسکے اختیار اے مہربان
آدمی کشتی سا ہے اور بادبان / بھیجے تا کب باد کو وہ بادران
پھر اسے قسمین بہت دین اے کریم / لا تو فرزندونکو دیکھ اب وہ نعیم
ہاتھ پکڑا تین باری عہد کو / اللہ اللہ آ تو دکھلا جہد کو
دس[۵۳] برس تک ہر برس وہ باسخا / وعدۂ شیرین و خوش کرتا رہا
بولے فرزندان خواجہ ای پدر / ماہ و ابر و سایہ بھی رکھے سفر
اسپہ تو نے اپنا حق ثابت کیا / کام مین اسکے اٹھائے رنجہا
چاہتا ہے بعضے بعضے حق کو وہ / بس ادا کرنا جو تو مہمان ہو
کہہ گیا ہے ہمکو اب پوشیدہ وہ / کر خوشامد کرکے لاؤ گانون کو
بولا یہ حق ہے ولے بات اسمین یہ / اتق من شر من احسنت الیہ

۵۱ ٹالنے کو الخ، شعر خواجہ نے ٹالنے کو وعدہ کیا کہ اسکو آٹھ برس گذرے وہ ہر ایک سال ایسے ہی کہتا تھا کہ کب تم چلوگے اب ماہ پھاگن آیا وہ بہانہ کرتا کہ اس سال مین میرے یہان کہین سے مہمان آئے ہین پار سال آؤنگا اگر مجھے فرصت ملی اپنے کامون سے دہقانی نے کہا کہ سب عیال میرے منتظر ہین تیرے فرزندون کے مثل لکلک وہ ہر سال آتا تھا اور شہری کے مکان پر ٹھہرتا تھا باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

۵۲ خواجہ الخ، شعر ہر سال اپنے زر و مال کو خواجہ خرچ اسپر کرتا خوشحال ہوکر بس وہ تین ماہ آخر دفعہ کھانا کھایا اسکے یہان صبح و شام پھر خجالت سے اس خواجہ کو کہا کب تک تو فریب اور وعدہ دیگا خواجہ نے کہا کہ وصل ڈھونڈھتا ہے جسم و جان ولیکن اسکے اختیار ہے اے مہربان آگے اسکی مثال ہے آدمی مانند کشتی کے اور بادبان کے ہے اور وہ بادبان کب بھیجے باد کو پھر اسکو بہت قسمین دین کہ اے کریم اپنے فرزدن کو لا اور وہ نعیم اب دیکھ عہد کرکے ہاتھ تین بار پکڑا اللہ اللہ تو آؤ دکھلا کوشش کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۵۳ دس برس الخ، شعر دس برس تک ہر سال وہ سخی وعدہ شیرین و خوش کرتا رہا فرزندان خواجہ نے کہا کہ ای پدر سفر ماہ و ابر سایہ بھی رکھتا ہے تو نے اپنا حق اسپر ثابت کیا اور کام مین اسکے رنج تو نے اٹھائے وہ چاہتا ہے کہ بعضے بعضے حق کو ادا کرنا جب تو مہمان ہو وہ پوشیدہ کہہ گیا ہے کہ خوشامد کرکے تم لاؤ گانون کو کہا یہ سچ ہے ولیکن بات اسمین یہ ہے کہ پرہیز کر وہ شر سے اس کسی کے کہ نیکی کی تو نے طرف اسکے یعنے تو اس شخص سے پرہیز کر کہ نیکی تو نے اسکے ساتھ کی ہے کیونکہ بدلا نیکی کا برائی ہے آگے اسکے مثال ہے فافہم

دوستی تخم دم آخر بود ترسم از وحشت کہ او فاسد شود
صحبتے باشد چو شمشیر قطوع ہمچو دی در بوستان و در زروع
صحبتے باشد چو فصل نوبہار زو عمارتہا و دخل بے شمار
حزم آن باشد کہ ظن بد بری تا گریزی و شوی از بد بری
حزم سوء الظن گفتہ است آن رسول ہر قدم را دام میدان ای فضول
روی صحرا ہست ہموار و فراخ ہر قدم دامیست کم رو او ستاخ
آن بزکوہی دود کو دام کو چون بتازد دامش افتد در گلو
آنکہ میگفتی کہ کو اینک ببین دشت میدیدے ندیدے در کمین
بے کمین و دام صیاد ای عیار دنبہ کی باشد میان کشت زار
آنکہ گستاخ آمدند اندر زمین استخوان و کلہ ہاشان را ببین
چون بگورستان روی ای مرتضے استخوان شان را بپرس از ما مضے
تا بظاہر بینی از مستان گور چون فرو رفتند در چاہ غرور
چشم اگر داری تو کورانہ میا ور نداری چشم دست آر د عصا
آن عصاے حزم و استدلال را چون نداری دیدہ می کن پیشوا
در عصاے حزم و استدلال نیست بے عصاکش در سر ہر رہ مایست
گام زانسان نہ کہ نابینا نہد تا کہ پا از سنگ و از چہ وارہد
لرز لرزان و بترس و احتیاط مے نہد پا تا نیفتد در خیاط

[1] تخم کے آخر تلک ہے دوستی پر یہ دہشت ہے کہ فاسد ہو کبھی
صحبت اک ہے مثل قاطع تیغ کے جیسے پھاگن کھیت اور بستان کے
صحبت اک ہے مثل فصل نوبہار اس سے ہو رونق و آمد بے شمار
حزم وہ ہے کہ رہے تو بدگمان تاکہ تو بھاگے بدی سے ہو امان
حزم سوء الظن ہے فرمودہ رسول ہر قدم کو دام جان اے بو الفضول
صحن صحرا ہے برابر اور بڑا ہر قدم پر دام ہے نادان نہ جا
[2] دام کیا ہے وہ بزکوہی کہے جو کہ دوڑے دام میں جا کر پھنسے
دیکھ لے اب تو کہ کہتا تھا نہیں تھا عیان صحرا نہ تھی دکھتی کمین
بے کمین اور دام صیادوں کے کب کھیت میں ہوتا ہے دنبہ بے سبب
اس زمین پر آئے ہیں گستاخ جو انکی ہڈی کھوپری کو دیکھ تو
جای گورستان میں گر اے مرتضے ہڈیوں سے انکی پوچھ اب ماجرا
تا تجھے ظاہر ہوں مستان گور کس طرح ڈوبے ہیں اندر چاہ غرور
آنکھ گر ہے مثل اندھوں کے نہ آ گر نہیں ہے آنکھ حاصل کر عصا
[3] اس عصاے حزم و استدلال کو پیشوا کر آنکھ جو تجھکو نہو
گر عصاے حزم و استدلال نے بے عصاکش کے تو ہر رہ مت چلے
رکھ قدم جیسے کہ رکھتا کور ہے تاکہ سنگ و چاہ سے پانوں بچے
ڈرتا ڈرتا رکھتا ہے وہ پانوں کو تا خرابی میں نہیں پڑ جاے وہ

[1] تخم کے الخ ۔ شعر تخم آخر تلک ہے دوستی ولیکن دہشت ہے کہ کبھی فاسد نہو جائے صحبت ایک تیغ قاطع کی مانند ہے جیسے ماہ پھاگن کھیتی و بستان کو اثر رکھتا ہے صحبت ایک فصل نوبہار کے مانند ہے کہ اس سے آمدنی و رونق بہت ہے ہوشیاری وہ ہے کہ تو بدگمان رہے تاکہ تو بدی سے بھاگے اور امان ہو حزم سوء الظن یعنے ہوشیاری بدگمانی ہے جناب رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک قدم کو تو دام جان صحن صحرا کا برابر اور بڑا ہے بس ہر قدم پر دام ہے اے نادان تو مت جا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] دام کیا ہے الخ ۔ شعر وہ بزکوہی کہے کہ دام کیا ہے کہاں ہے جبکہ دوڑے دام میں پھنسے اب تو دیکھ لے نہیں کہتا تھا کہ ظاہر صحرا ہے اور کمین نہ دکھائی دیتی تھی بغیر کمین اور دام صیادوں کے کھیت میں کب دنبہ ہوتا ہے بغیر سبب کے آگے اسکے حقائق ہیں اس لئے زمین پر جو گستاخ آئے ہیں انکی کھوپڑی و ہڈی کو دیکھ اگر گورستان میں جائے تو ہڈیوں سے انکی اب ماجرا پوچھ تاکہ تجکو ظاہر دکھائی دیں مستان گور کس طرح ڈوبے ہیں چاہ غرور میں اگر آنکھیں ہیں اندھوں کے مانند نہ آ اور اگر آنکھ نہیں ہے عصا حاصل کر یعنے اہل غرور کی ہڈیاں گورستان میں دیکھ لے کہ انکا انجام کار کیا حال ہوا اگر تو بینا ہے مثل اندھوں کے مت آ اور اگر اندھا ہے عصا یعنے دلیل راہ حاصل کر تا راہ تجکو ملے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ [3] اس عصا الخ ۔ شعر اس عصاے حزم و استدلال کو پیشوا کر اگر آنکھ تجکو نہو اور اگر عصاے حزم و استدلال نہیں ہے تو بے عصاکش کے تو ہر ایک قدم راہ مت چلے تو قدم رکھ جیسے کہ اندھا رکھتا ہے تاکہ چاہ و سنگ سے تیرا پانوں بچے وہ پانوں ڈرتا ڈرتا رکھتا ہے تاکہ خرابی میں نہ پڑ جائے اور تو دھوئیں سے بھاگا اور آتش میں گرا لقمہ ڈھونڈھا اور لقمہ سانپ کا ہوا یعنے اندھوں کے مانند تو ہر ایک راہ مت چل بغیر رہبر کے ورنہ تو تھوڑے رنج سے بڑی آفت میں گرفتار ہوگی چنانچہ انکا قصہ آگے مثال میں فرماتے ہیں فافہم ۱۲۔

اکژدمی جسته در نائیه شده	لقمه جسته لقمهٔ مارے شده	اژدہے میں جا کا آتش میں پڑا	لقمہ ڈھونڈھا سانپ کا لقمہ ہوا

قصهٔ اهل سبا و طاغی کردن نعمت ایشان را و در رسیدن شومی طغیان و کفران و بیان فضیلت شکر و وفا

قصہ اہل سبا کا اور باغی کرنا نعمت کا اُنکو اور پہونچنا شومی نافرمانی و ناشکری کا اور بیان فضیلت شکر و وفا کا

تو نخواندی قصهٔ اهل سبا	یا بخواندی و ندیدی جز صدا	تُنے پڑھا کیا قصۂ اہل سبا	یا پڑھا تو نے نہ دیکھا جز صدا
از صدا آن کوه را آگاه نیست	سوی معنی هوش که را راه نیست	اُس صدا سے کوہ کو نے آگہی	سوی معنے کوہ کو نے رہ ملی
او همی بانگی کند بے گوش و هوش	چون خمش کردی تو او هم شد خموش	دیتا ہے آوازہ وہ بے گوش و ہوش	تا جو ہو خاموش وہ بھی ہو خموش
داد حق اهل سبا را بس فراغ	صد هزاران قصر و ایوان ها و باغ	حق نے دی اہل سبا کو بس فراغ	سیکڑوں قصر و مکان بستان و باغ
شکر آن نگذاشتند آن بدرگان	در وفا کمتر فتادند از سگان	شکر حق کا اُن بخیلوں نے کیا	تھے وہ کتوں سے بھی کمتر باوفا
مر سگے را لقمهٔ نانے ز در	چون رسد بر در همے بندد کمر	سگ کو جس در پر کہ بس روٹی ملے	وہ کمر اُس در پے باندھے جان سے
پاسبان و حارس در مے شود	گرچه بروی جور و سختی مے رود	وہ محافظ پاسبان اُس در کا ہو	گرچہ جور و ظلم اُسپر ہوتا ہو
هم بدان در باشدش باش و قرار	کفر داند کرد غیرے اختیار	وہ اُسی در پے رہے رکھے قرار	کفر جانے غیر کا جو ہووے یار
ور سگے آید غریبے روز و شب	آن سگانش میکنند آندم ادب	گر مسافر کتا آئے روز و شب	اُسکو وہ کتے سزا دیں اور ادب
که برو آنجا که اول منزل است	حق آن نعمت گروگان دل است	جا وہیں پر جو ہے اول تیری جا	دل گرو ہے حق نعمت کا ترا
می گزندش که برو بر جای خویش	حق آن نعمت فرو مگذار بیش	کاٹیں لپیں اُسکو کہ جا تو اپنی جا	پہلا حق نعمت کا بس چھوڑی بھلا
از دل و از اهل دل آب حیات	چند نوشیدی و وا شد چشمهات	اہل دل اور دل ہے خود آب حیات	جو بہت کھایا کھلیں چشم صفات
بس غذای وجد و شکر بیخودی	از در اهل دلان بر جان زدی	بس غذاے وجد شکر بیخودی	تیری جاں نے اہل دل کے در سے لی
باز این در را رها کردی ز حرص	گرد هر دکان همی گردی ز حرص	حرص سے پھر در رہا تو نے کیا	حرص سے تو سب دکانوں پر پھرا

سلہ تُنے پڑھا الخ یہ شعر تو نے قصہ اہل سبا کا نہیں پڑھا ہے یا تو نے پڑھا ہے تو بجز صدا کے نہیں دیکھا ہے اس صدا سے کوہ کو آگہی نہیں کیونکہ معنی کی طرف کوہ کو راہ نہیں ملی وہ آواز دیتا ہے بغیر گوش و ہوش کے جو تو خاموش ہو تو وہ بھی خاموش ہو آگے رجوع بقصہ ہے حق نے اہل سبا کو بہت فراغ دی تھی سیکڑوں قصر و مکان و بستان و باغ سے مگر شکر حق کا اُن بخیلوں نے نہ کیا کہ وہ کتوں سے بھی وفا میں کمتر تھے آگے اسکی مثال ہے مثال کتے کو جس دروازہ پر روٹی ملے وہ جان سے کمر اُس دروازہ پر باندھے باقی مثال آگے ہے فافہم ۱۲ ستہ محافظ الخ یہ شعر وہ کتا محافظ اُس دروازہ کا ہو اگرچہ جور و ظلم اُسپر ہوتا ہو وہ اسی دروازہ پر رہے اور قرار پکڑے وہ غیر کا یار ہونا کفر جانے اگر کتا مسافرت میں آئے اُسکو وہ کتے سزا و ادب دیویں اور کہیں کہ تو وہاں جا جو کہ اول تیری جا ہے کیونکہ دل اس نعمت کا گرو ہے اُسکو کاٹیں کہ جا تو اپنی جا و پہلا حق نعمت کا مت چھوڑ آپنے اور اہل دل سے جو تو نے آب حیات بہت کھایا اور چشم صفات تیری کھلیں پس غذاے وجد و شکر و بیخودی تیری جان نے اہل دل کے دروازہ سے لی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-۱۲-

ستہ حرص سے الخ یہ شعر تو نے یہ دروازہ حرص سے رہا کیا ہے اور حرص سے ہر ایک دکان کے گرد پھرتا ہے منتوی کے چرب ہانڈی کے لئے تو دوڑتا ہے گوشت روٹی کے لیے وہ چیز چرب ہے کہ جو جان کو فربہ کرے اور ناامید کے کام کو اچھا کرے یعنے اہل دل سے وجد و شکر تو نے جان سے حاصل کیا اب بسبب حرص کے دربدر پھرتا ہے بطمع غذاے چرب و شیرین کے پس چرب وہ چیز ہے کہ جو جان کو فربہ کرے اور تیرے کاموں کو بہتر کرے جیسے عیسیٰ عم کے دروازہ پر اہل آفت کو شفا حاصل ہوئی چنانچہ انکا قصہ آگے مثال میں فرماتے ہیں فافہم ۱۲-۱۲-

بر در آن منعمان چرب دیگ	ہی دوی بہر ثرید مرد ریگ	چرب ہانڈی منعمون کے واسطے	دوڑتا ہے گوشت روٹی کے لیے
چرب‌ش آنجا دان کہ جان فربہ شود	کار نا امید آنجا بہ شود	چرب وہ ہے جان کو فربہ کرے	کار نا امید کو اچھا کرے

جمع آمدن اہل آفت ہر صباحی بر صومعۂ حضرت عیسی علیہ السلام جہت طلب شفا بدعای او

جمع ہونا اہل آفت کا ہر صبح دروازہ صومعہ حضرت عیسی علیہ السلام کے واسطے چاہنے شفا و دعا انکی کے

صومعۂ عیسی ست خوان اہل دل	ہان ہان ای مبتلا این در مہل	صومعہ عیسی ہے اہل دل کا خوان [1]	چھوڑ مت ای مبتلا اس کو ہان
جمع گشتندی ز ہر اطراف خلق	از ضریر و شل و لنگ و اہل دلق	جمع ہوتی تھی ہر اک جانب سے خلق	لنگڑے لولے اور مریض و اہل دلق
بر در آن صومعۂ عیسی صباح	تا بدم ایشان رہاند از جناح	صومعہ عیسی کے در پہ صبح دم	تا کہ گناہوں سے چھڑائیں وہ بدم
او چو فارغ گشتی از اوراد خویش	چاشتگہ بیرون شدی آن خوب کیش	ہوتے فارغ جبکہ وہ اوراد سے	آتے تب باہر وہ وقت چاشت کے
جوق جوق مبتلا دیدی نزار	شستہ بر در با امید انتظار	جوق جوق مبتلا کو دیکھتے	منتظر در پر انھیں بیٹھے ہوئے
گفتی ای اصحاب آفت از خدا	حاجت و مقصود جملہ شد روا	کہتے [2] ای اصحاب آفت حق سے اب	ہوں روا بس حاجت و مقصود سب
ہین روان گردید بے رنج و عنا	سوی غفاری و اکرام خدا	جاؤ تم اب یاں سے بے رنج و عنا	جانب غفار و اکرام خدا
جملگان چون اشتران بستہ پای	کہ کشائی زانو ایشان برای	جملہ مثل اونٹ بستہ پاؤں کے	کہ تو کھولے انکے پاؤں رای سے
خوش دوان و شادمانہ سوی خان	از دعای وی شدندی پا دوان	سوی خانہ خوش وہ اور شادان چلے	جو دعا سے انکی وہ چلنے لگے
جملہ بے درد و الم بے رنج و غم	تندرست و شادمان و محترم	سب وہ بے درد و الم بے رنج و غم	تندرست و شادمان و محترم
سوی خانہ خویش گشتندی روان	از دم میمون آن صاحبقران	اپنے اپنے گھر کی جانب وہ گئے	بس دم پاک اس نبی اللہ سے
آزمودی تو بسے آفات خویش (صحت)	یافتی صحت ازان یاران کیش	آزمایا [3] اپنی سب آفات کو	پائی صحت تو نے ان یاروں سے جو
چند آن لنگی تو رہوار شد	چند جانت بے غم و آزار شد	اسقدر لنگی تری جاتی رہی	اسقدر جان تیری بے غم ہو گئی

[1] صومعہ الخ ۵ شعر صومعہ عیسی علیہ السلام کا اہل دل کا خوان ہے ای مبتلا اس در کو تو ہرگز مت چھوڑ ہر ایک جانب سے مخلوق جمع ہوتی تھی لنگڑے لولے اور مریض گدڑی پوش حضرت عیسی علیہ السلام کے دروازہ صومعہ پر صبح کے وقت تاکہ گناہوں سے وہ چھڑائیں از راہ دم کے جبکہ وہ فارغ ہوتے اوراد سے اور باہر آتے وقت چاشت کے جوق جوق مبتلاؤں کو وہ دیکھتے منتظر دروازے پر بیٹھے ہوئے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] کہتے الخ ۶ شعر کہتے کہ ای اصحاب آفت حق کی جانب سے اب روا ہوں حاجت و مقصود سب تمہارے اب یہاں سے بے رنج و تکلیف جاؤ جانب غفار و اکرام خدا کے سب مانند اونٹ پاؤں بستہ کے کہ تو اپنی رائے سے انکے پاؤں کھولے اور وہ اپنے گھر کی طرف خوش و شادان جائیں جب دعا سے انکی وہ چلنے لگے وہ سب درد و الم و بے رنج و غم اور تندرست و شادان و محترم اپنے اپنے گھر کی جانب وہ گئے دم پاک اس نبی اللہ سے آگے انکے حقائق ہیں فافہم ۱۲ [3] آزمایا الخ ۲ شعر تو نے آزمایا اپنی سب آفتوں کو اور تو نے جو صحت پائی ان یاروں سے اسقدر تیری لنگی جاتی رہی اسقدر تیری جان بے غم ہو گئی ای غافل تو رشتہ باندھ پاؤں پر تاکہ گم جائے تو اپنے آپ سے یعنی ای غافل تو نے اولیاء اللہ کو آزمایا کہ تو نے انسے صحت پائی اور لنگڑاپن و غم تیرا دور ہوا اور پھر تو انکو بھول گیا پس تو اپنے پاؤں پر تاگا باندھ کہ تو خود کو نہ بھول جائے باقی حقائق آگے ہیں فافہم ۱۲

اے معلق رشتہ بر پائے بند　　تا از خود ہم گم نگردی اے لوند
ای تو غافل باندھ رشتہ پاؤں پے　　تا نہ گم جائے تو اپنے آپ سے

ناسپاسی و فراموشی تو　　یاد ناورد آن عسل نوشی تو
تیری[۱] ناشکری فراموشی نے جو　　نے کیا بس یاد کھانے شہد کو

لاجرم آن راہ تو بر بستہ شد　　چون دل اہل دل ز تو خستہ شد
اس لیے تجھپر وہ رہ بستہ ہوئی　　تجھسے اہل دل کی جان خستہ ہوئی

زود شان دریاب استغفار کن　　ہمچو ابرے گریہ ہاے زار کن
جلد انکو پاؤ استغفار کر　　ابر کے مانند گریہ زار کر

تا گلستان شان سوے تو بشگفد　　میوہ ہاے پختہ بر خود وا کفد
تیری جانب باغ انکا تا کھلے　　اور میوہ پختہ تیرے پر پھٹے

ہم بران درگاہ از سگ کم مباش　　با سگ کہف ار شدی تو خواجہ تاش
رہ اسی درگہ مین کم[۲] سگ سے نہو　　مثل کلب کہف ہو ای نیک خو

چون سگان ہم مر سگانرا ناصح اند　　کہ دل اندر خانۂ اول بہ بند
جبکہ کتا ناصح کتے کا ہوا　　کہ تو مائل اگلے گھر کا رہ سدا

اندر اول کہ خوردی استخوان　　سخت گیر و حق گذاری کا عیان
اگلے در سے جو کہ کھائین ہڈیان　　چھوڑ مت اور حق گذاری کر عیان

می گزندش کز ادب آنجا رود　　در مقام اولین مفلح شود
کاٹین اسکو تا ادب سے جاے وہ　　اگلی جا پر فائدہ تا پائے وہ

می گزندش کای سگ طاغی برو　　با ولی نعمتت یاغی مشو
کاٹین اسکو کہ ای سگ طاغی نہو　　جا ولی نعمت سے تو باغی نہو

بر ہمان در ہمچو حلقہ بستہ باش　　پاسبان و چابک و برجستہ باش
مثل حلقہ در پر اس در کے رہو　　اسکی ہشیاری نگہبانی کرو

صورت نقض وفاے ما منال　　بیوفائی را مکن بیہودہ فال
مت ہماری اب وفا کو توڑ تو　　بیوفائی کو اے نادان چھوڑ تو

مر سگان را چون وفا آمد شعار　　رو سگانرا ننگ و بدنامی میار
جبکہ کتون کو وفا آے شعار　　جا نہ کر بدنام کتون کو تو یار

بیوفائی چون سگانرا عار بود　　بیوفائی چون روا داری نمود
بیوفائی سے جو کتون کو تھی عار　　بیوفائی تو نے کیون کی اختیار

حق تعالی فخر آورد از وفا　　گفت من اوفی بعہد غیرنا
حق[۳] تعالی نے کیا فخر وفا　　بولا من اوفی بعہد غیرنا

سلہ تیری الخ ۲ شعر تیری ناشکری و فراموشی نے جو یاد نہ کیا کھانے شہد کو اسواسطے وہ راہ تجھپر بستہ ہوئی اور اہل دل کی جان تجھسے خستہ ہوئی تو جلد انکو یاد استغفار کر اور مانند ابر کے گریہ کرتا کہ تیری جانب انکا باغ کھلے اور میوے پختہ تجھپر ظاہر ہوویں یعنے اولیاء اللہ کے فیض کو تیری ناشکری نے یاد نہ کیا اسواسطے وہ راہ فیض رسانی کی تجھپر بند ہوگئی تو جلد انکو پھر حاصل کر اور رو کہ گلشن فیض انکا تیری جانب کھلے اور تجکو ثمر حاصل ہو فافہم ۱۲-

سلہ سگ سے کم الخ ۹ شعر تو سگ سے کم اس درگاہ پر گرد نہو اگر تو خواجہ تاش سگ اصحاب کہف کا ہے جبکہ کتا ناصح کتے کا ہوا کہ تو مائل اگلے گھر کا ہو اگلے دروازے سے جو ہڈیان کھائین اس دروازے کو مت چھوڑ اور اسکا حق ادا کر پس اسکو کاٹین کہ تا وہ ادب سے جاے اگلی جگہ پر تا وہ فائدہ پاے اور کاٹین اسکو کہ ای تو طاغی نہو اور جا اپنے ولی نعمت سے باغی نہو اور حلقہ کے مانند اس در پر رہو اور اسکی ہوشیاری و نگہبانی کرتا رہو ہماری وفا کو اب مت توڑ تو اور بیوفائی کو ای نادان چھوڑ تو آگے اسکے حقائق ہین جبکہ کتون کو وہ شعار ہوتی تو جا اور کتون کو ای یار بدنام نکر جو بیوفائی سے جو کتون کو عار تھی پس تو نے بیوفائی کیون اختیار کی یعنے کتون کو تو اپنے ولی نعمت قدیم کی اسقدر وفاداری کا خیال ہے اور تجھے ای غافل اپنے مرشد رہبر کا کچھ خیال نہین ہے کہ تو نے انکو چھوڑ کر اہل دنیا کا دروازہ پکڑا ہے پس وفاداری مین تو کتے سے بھی کم ہے جا تو مرشد کی وفاداری اختیار کر آگے وفاداری کا حال ہے فافہم ۱۲

سلہ حق تعالی نے الخ ۹ شعر حق تعالی نے فخر وفا کا کیا ہے اور فرمایا ہے قرآن مین ترجمہ کوئی وفا کرنے والا زیادہ عہد اپنے مین خدا سے نہین ساتھ حق کے وفا کرنا بیوفائی ہے کیونکہ حقوق حق کو کوئی سبقت نہین رکھتا ہے نور کے ساتھ نور اور نار کے ساتھ نار اور گل کے ساتھ گل ہو اور خار کی جگہ خار بعد حق کے ماں کا حق ہے کہ جو حق نے تجھ جنین سے اُسے تاوان لینے والا کیا ہے کیونکہ تیری صورت باندھی اُسکے جسم مین اور حمل مین تجکو آرام دیے ہین تو اُسکو جز متصل کے مانند دکھائی دیا اور خدا نے صدہا صنعتین اور تدبیرین کری ہین تب محبت ماں نے تجھپر پائی ہے پس خدا کا باپ ماں سے زیادہ حق ہوا ہے جو کوئی اس حق کو نجانے وہ گدھا ہے اُسنے ماں ہو شیر کو پیدا کیا اور پھر باپ کے ساتھ اُسکا جوڑا کیا یعنے وفاداری کا حق تعالی نے فخر کیا ہے اسلیے ماں کا حق خدا کے حق کے بعد ہے پس انسان کو چاہیے کہ خدا کے ساتھ وفاداری کرے اور جو اُسنے کہا ہے اُسپر چلے اور اچھے کے ساتھ اچھا اور برے کے ساتھ برا ہووے آگے مناجات ہے فافہم ۱۲

بیوفائی دان وفا بارد حق ｜ برحقوق حق ندارد کس سبق
بیوفائی ہے وفا باردِ حق ｜ زحقوق حق پہ رکھے کس سبق

نور را ہم نور شو با نار نار ｜ جای گل گل باش جای خار خار
نور ہو با نور اور با نار نار ｜ جای گل کے گل ہو جائے خار خار

حق مادر بعد از ان شد کان کریم ｜ کرد او را از جنین تو غریم
ماں کا حق ہی بعد اُسکے حق نے جو ｜ تجھ جنین سے کر دیا تاوان جو

صورتی کردت درون جسم او ｜ داد در حملت ترا آرام خو
تیری صورت باندھی اُسکے جسم میں ｜ حمل میں تجھکو دیے آرام ہیں

ہمچو جزو متصل دید او ترا ｜ متصل را کرد تدبیرش جدا
اُسکا جزو متصل سا تو ہوا ｜ متصل کو کر دیا اُسنے جدا

حق ہزاران صنعت و فن ساخت ست ｜ تاکہ مادر بر تو مہر انداخت ست
حق ز صد ہا صنعت اور تدبیر کی ｜ تب محبت ماں نے بس تجھ پر کی

پس حق حق سابق از مادر بود ｜ ہر کہ آن حق را نداند خر بود
بس خدا کا ماں سے پہلے حق ہوا ｜ جو کہ اُس حق کو نجانے ہی گدھا

آنکہ مادر آفرید و ضرع و شیر ｜ با پدر کردش قرین آن خود مگیر
اُسنے ماں اور شیر کو پیدا کیا ｜ باپ کے ساتھ اسکا پھر جوڑا کیا

ای خداوند ای قدیم احسان تو ｜ آنکہ دانم وانکہ نے ہم آن تو
یا الٰہی[۱] یہ ترا احسان ہے ｜ جانا نجانا ترا سب آن ہی

تو بفرمودی کہ حق را یاد کن ｜ زانکہ حق من نمے گردد کہن
تو نے فرمایا کہ حق کو یاد کر ｜ کیونکہ حق میرا نہو وے کہنہ تر

یاد کن لطفے کہ کردم آن صبوح ｜ با شما از حفظ در کشتی نوح
یاد کر وہ لطف جو تجھ پر کیے ｜ نوح کی کشتی میں رکھا امن سے

اصل و اجداد شمارا آن زمان ｜ دادم از طوفان و از موجش امان
باپ و دادا کو ترے طوفان سے ｜ اور موجوں سے رکھا محفوظ ہی

آب آتش خو زمین بگرفتہ بود ｜ موج او مر اوج کہ را مے ربود
آب[۲] آتش خو نے گھیری تھی زمین ｜ موج لیجاتی تھی کہ کو کر یقین

حفظ کردم من نکردم ردتان ｜ در وجود جد جد جدتان
حفظ کی میں نے ڈبایا نے تمہیں ｜ بس وجود جد جد جد میں

چون شدی سر پشت پایت چون زنم ｜ کارگاہ خویش چون ضائع کنم
کیسی ٹھوکر ماروں جو تو سر ہوا ｜ کارگہ کو کیوں کروں اپنی بنا

چون فدای بیوفایان میشوی ｜ از گمان بد بدان سو میروی
بیوفایوں پر فدا ہوتا ہی کیوں ｜ بدگمانی سے اُدھر جاتا ہی کیوں

من ز سہو و بیوفائی ہا بری ｜ سوے من آئی گمان بد بری
بیوفائی سے ہوں دور اور بھول سے ｜ تیرے آنے میں گمان بد تو رکھے

این گمان بد بدانجا بر کہ تو ｜ میشوی در پیش ہمچون خود دو تو
بدگمان بد وہاں لے جا کہ تو ｜ مثل خود ٹیڑھی کری وان پشت تو

بس گرفتی یار و ہمراہان زفت ｜ گر ترا گویم کہ گوئی کان رفت
یار و ہمرہ اپنے تو نے وہ کیے ｜ تجھسے گر پوچھوں کہی تو وہ گئے

یار نیکت رفت بر چرخ برین ｜ یار فسقت ماند در قعر زمین
یار نیک اب تیری گردوں پر گئے ｜ یار بد اندر زمین کے بس رہے

تو بماندے در میانہ ہمچنان ｜ بے مدد چون آتشے از کاروان
تو[۳] تو ویسا ہی رہا بس درمیان ｜ آگ رہجاتی ہی جوں بے کاروان

---

۱ یا الٰہی الخ یہ شعر ای اللہ یہ تیرا احسان ہی دانستہ اور بے دانستہ سب تیری ملک ہی تو نے فرمایا ہی کہ حق کو یاد کر کیونکہ میرا حق کبھی ترک نہیں ہوتا آگے قول حق تعالیٰ کا ہی کہ وہ لطف یاد کر کہ جو تجھپر کیے اور نوح کی کشتی میں تجھکو با امن رکھا تیرے باپ دادا کو طوفان اور موجوں سے محفوظ رکھا ہی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲

۲ آب آتش خوی الخ یہ شعر زمین کو گھیرا آب آتش خوی کہ موج اسکی کوہ کو لیجاتی تھی میں نے حفاظت کی اور تمہیں نہیں ڈبویا باوجود جد کے جد میں اب میں کیسے ٹھوکر ماروں جو تو سر ہوا ہی اور اپنی کارگاہ کو کیونکر تباہ کروں تو کیوں بیوفایوں پر فدا ہوا ہی اور کیوں بدگمانی سے اُدھر جاتا ہی میں بیوفائی اور بھول سے دور ہوں اور تو میرے پاس آنے میں گمان بد رکھے یہ گمان بد وہاں لیجا کہ تو مانند اپنے پشت وہاں ٹیڑھی کری تو نے یار و ہمراہ وہ کیے ہیں کہ اگر تجھ سے پوچھوں تو کہے کہ وہ گئے تیرے یار نیک آسمان پر گئے اور یار بد اندر زمین کے رہے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲-۱۲-

۳ تو الخ اشعر تو تو درمیان میں ویسا ہی ہا جیسے آگ رہجاتی ہی بغیر کاروان کے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲-

دامن او گیر اے مرد دلیر | کہ منزہ باشد از بالا و زیر
نے چو عیسیٰ سوی گردون بر شود | نے چو قارون در زمین اندر رود
با تو باشد در مکان و لامکان | چون بمانی از سرا و از دکان
او بر آرد از کدورتہا صفا | مر جفاہائے ترا گیرد وفا
چون جفا آری فرستد گوشمال | تا ز نقصان واری سوی کمال
چون تو وردے ترک کردی در روش | بر تو قبضے آید از رنج و تپش
آن ادب کردن بود یعنی مکن | ہیچ تحویلے ازان عہد کہن
پیش ازان کاین قبض زنجیری شود | اینکہ دلگیریست پاگیرے شود
رنج معقولت شود محسوس و فاش | تا نگیری این اشارت را بلاش
در معاصی قبضہا دلگیر شد | قبضہا بعد از اجل زنجیر شد
نعط من اعرض ہنا عن ذکرنا | عیشۃ ضنکا و نحشر بالعمیٰ
دزد چون مال کسان را مے برد | قبض و دلتنگی دلش را مے خلد
او ہمی گوید عجب این قبض چیست | قبض آن مظلوم کز شرت گریست
چون بدین قبض التفاتے کم کند | باد اصرار آتشش را دم کند
قبض دل قبض عوان شد لاجرم | گشت محسوس آن معانی زد علم
قبضہا زندان شدست و چارمیخ | قبض بیخ ست برآرد شاخ و بیخ

دامن ایسے کا پکڑ تو اے دلیر[۱] | جو نہ رکھتا ہووے وہ بالا و زیر
مثل عیسیٰ کے بجانب چرخ پر | نہ زمین مین مثل قارون کے گھسے
ہو مکان و لامکان مین تیری ساتھ | چھوڑ دکان تو رہے جو اُسکے ساتھ
وہ کدورت سے تجھے کر دے صفا | اور جفاؤن کو ترے جانے وفا
ہو جفا تو لائے وہ دے گوشمال | تا وہ نقصان سے چھڑا لے دے کمال
جو طریقت مین وظیفہ چھوڑ دے[۲] | قبض تجھپر آئے رنج و تعب سے
وہ ادب کرتا ہے یعنے مت کرے | کوئی حیلہ اُس پرانے عہد سے
پہلے اس سے قبض کہ زنجیر ہو | اب کہ ہے دلگیر پھر پاگیر ہو
رنج معقولی ترا محسوس ہو | تا بلا ئے جانے تو اس راز کو
پس گناہون سے ہوا دلگیر قبض | وقت گذرا تو ہوا زنجیر قبض
نعط من اعرض ہنا عن ذکرنا | عیشۃ ضنکا و نحشر بالعمیٰ
چور جو لیتا کسی کا مال ہے[۳] | قبض دل مین اک خلش اُسکے رکھے
وہ یہ کہتا ہے کہ کیسا قبض ہے | رویا جو مظلوم اُسکا قبض ہے
کم کرے جو التفات اس قبض سے | باد اصرار آگ اُسکی پھونکدے
قبض دل کا قبض بر قندار ہو | ہووے محسوس اب معانی فاش و
قبض زندان ہو گیا او چارمیخ | قبض جڑ ہے لائے پھل او شاخ بیخ

یعنی عیش اُسکا تنگ ہوگا اور حشر اُسکا اندھون مین ۱۲

[۱] دامن الخ ۔ شعر پس تو دامن ایسے کا پکڑ کہ وہ نہ رکھتا ہووے بالا و زیر کوشش جیسے اکہ نہ آسمان پر جاوے اور نہ زمین مین مثل قارون کے گھسے اور مکان و لامکان مین تیرے ساتھ ہو تو چھوڑ دکان دنیا کو جو اُسکے ساتھ رہے وہ تجھ کو کدورت سے صاف کر دے اور جفا کو تیری وفا جانے جب تو جفا لائے وہ گوشمالی دے تاکہ نقصان سے چھڑائے اور کمال دیوے یعنے حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ دیکھ تجکو یعنے تیرے باپ دادا مین ہلاکت سے بچایا اور تو بیوفا یان دنیا پر فدا ہوتا ہے اور بدگمانی سے اُدھر کو جاتا ہے پس تو ایسا یار پکڑ کہ تیرے ہمراہ ہردم رہے اور تجکو صاف کرے کہ وہ مرشد راہ طریقت ہے کہ ہر دم تیرے ساتھ ابد الآباد تک رہے چنانچہ اسکے حقائق آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲
[۲] جو طریقت مین الخ ۔ شعر جو تو طریقت مین وظیفہ کو چھوڑ دے تجھپر قبض آئے رنج و تعب سے وہ ادب کرتا ہے یعنے کوئی حیلہ مت کر اُس پرانے عہد سے یعنے ترک وظیفہ مت کر پہلے اُس سے کہ قبض زنجیر ہووے اب کہ دلگیر ہے وہ پاگیر ہوگا تیرا رنج معقول محسوس ہو کا اسکو بلا جانے پس گناہون سے قبض دلگیر ہو وقت گذرا تو قبض زنجیر ہوا بقول حق تعالیٰ ترجمہ اُس کسی نے کہ روگردانی کی ہمارے ذکر سے عیش اُسکا تنگ ہوگا اور حشر اُسکا اندھون مین ہوگا۔ آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲
[۳] چور الخ ۔ شعر جو چور مال کسی کا لیتا ہے قبض دل مین اُسکے ایک خلش پیدا کرتا ہے پس وہ یہ کہتا ہے کہ یہ کیسا قبض ہے وہ مظلوم جو رویا ہے یہ اُسکا قبض ہے قبض پر جو التفات کم کرے باد اصرار اُس چور کی آگ پھونک دے قبض دل چور کا برقنداز کا ہوا اور وہ معانی ادب محسوس و فاش ہو قبض وہ زندان اور چارمیخ ہو گیا قبض جڑ ہے پھل اور شاخ و بیخ لائے جز پوشیدہ تھی آشکار ہوئی قبض اور بسط دل کو ایک جز شمار کرنا چاہیے جو طریقت مین جو وظیفہ مرشد کا بتایا ہوا بسبب گمراہی کے چھوڑ دے اُس سے قبض پیدا ہووے اول وہ قبض دلگیر ہووے بعدہٗ زنجیر ہو کر پاگیر ہووے پس سالک کو چاہیے کہ وظیفہ مرشد کا بتایا ہوا ہرگز نہ چھوڑے ورنہ آفت قلبی آخر کو آفات دنیوی مین گرفتار کریگی باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔

بیخ پنہان بود ہم شد آشکار | قبض و بسط اندرون بیخی شمار
چونکہ بخیش بد بود زودش بکن | تا نروید زشت خارے در چمن
قبض دیدی چارۂ آن قبض کن | زانکہ سرہا جملہ میروید زبن
بسط دیدی بسط خود را آب دہ | چون بر آید میوہ با اصحاب دہ
باز گرد و قصۂ اہل سبا | باز گو تا باز گویم مرحبا

جڑ تھی پوشیدہ ہوئی پس آشکار | قبض و بسط دل کو اک جڑ کر شمار
جو کہ اسکی جڑ ہے بد تو کھود اسے | تا نہ بد کا نٹا چمن میں اک اگے
قبض دیکھا کر علاج اس قبض کا | کیونکہ سب شاخیں چمن جڑ سے بھلی
بسط دیکھا بسط کو دے آب تو | میوہ جو آئے تو دے اصحاب کو
اب تو پھر اور قصۂ اہل سبا | پھر کہو تا پھر کہوں میں مرحبا

باقی قصۂ اہل سبا

باقی قصہ اہل سبا کا

آن سبا ز اہل صبا بودند خام | کارشان کفران نعمت با کرام
باشد آن کفران نعمت در مثال | کہ کنی با محسن خود تو جدال
کہ نمی باید مرا این نیکوی | من برنجم زین چہ رنجہ میشوی
لطف کن این نیکوی را دور کن | من نخواہم چشم زودم کور کن
پس سبا گفتند باعد بیننا | شیننا خیر لنا خذ زیننا
ما نخواہیم این ایوان و باغ | نے زنان خوب نے امن فراغ
شہرہا نزدیک ہمدیگر بدست | آن بیابان خوش کانجا دد ست
یطلب الانسان فی الصیف الشتا | فاذا جاء الشتا انکر ذا
فہو لا یرضی بحال ابدا | لا بضیق لا بعیش رغدا

(طلب کرتا ہے انسان گرمی میں جاڑا — وہ جگہ اسکو دہم اور اس سے انکار کرتا ہے — پس وہ راضی نہیں ہوتا اور ایک حال کے ہمیشہ — تنگی میں نہ عیش میں بہ رغبت سے ۱۲)

خام از کون سے بھی تھے اہل سبا | انکا بس کفران نعمت کام تھا
وہ ہوئے کفران نعمت در مثل | اگر کرے محسن سے اپنے تو جدل
کہ نہیں یہ نیکی ہم کو چاہیے | اس سے ہم رنجیدہ تو کیوں غم کرے
لطف کر یہ نیکی ہم سے دور کر | چشم کیا ہی ہمکو کر دے بے بصر
پس سبا بولے کہ باعد بیننا | شیننا خیر لنا خذ زیننا
ہم نہیں چہتے ہیں یہ قصر اور باغ | نے زنانہ خوب نے امن و فراغ
شہر یہ نزدیک آپس میں ہیں بد | وہ بیابان خوش جہان ہے دام و دد
یطلب الانسان فی الصیف الشتا | فاذا جاء الشتا انکر ذا
فہو لا یرضی بحال ابدا | لا لضیق لا لعیش رغدا

سلہ جو کہ الخ یہ شعر جو اسکی جڑ بد ہے تو اسکو کھود تا کہ چمن میں خار بد پیدا نہووے تو نے قبض دیکھا علاج اسکا کر کیونکہ سب شاخیں جڑ سے اگتی ہیں اور اگر بسط کو تو آب دے اور جو میوہ پیدا ہو دوستوں کو دے اب تو پھر اور قصہ اہل سبا کا پھر کہو تاکہ میں مرحبا کہوں یعنے جو شے تیرے دل میں بری آئے اسکو دفع کر اگر قبض دیکھے اسکا علاج کر کہ اس سے برائی پیدا ہوگی اور اگر بسط دیکھے حفاظت کر کہ اس سے ثمرہ نیک یار دوست ورنہ آفت میں تو پڑے گا جیسے اہل سبا آخر کار گمراہی کے سبب آفت میں پڑے آگے قصہ اہل سبا کا ہے فافہم ۱۲ سلہ خام الخ یہ شعر لڑکوں سے بھی خام تھے اہل سبا اور کفران نعمت انکا کام تھا وہ کفران نعمت میں ضرب المثل ہوئے کہ تو کرے اپنے محسن سے جنگ و جدل کہ ہمکو یہ نیکی نہیں چاہیے اس سے رنجیدہ ہیں تو غم کیوں کرتا ہے تو لطف کر اور یہ نیکی ہم سے دور کر ہم چشم نہیں چاہتے ہیں ہمکو بے بصر کر پس اہل سبا نے کہا ترجمہ فراخی دور کر ہمارے اور میان سے بدحالی ہمارے اور پر خیر ہے خوشی ہم سے لے لے ہم یہ قصر و باغ نہیں چاہتے ہیں اور زمانہ خوب و نہ امن و فراغ یہ شہر نزدیک آپس میں برے ہیں اور وہ بیابان خوش ہے کہ جہاں دام و دد ہیں ترجمہ پس طلب کرتا ہے انسان گرمی میں سردی کو اور جبکہ سردی آتی ہے اس سے انکار کرتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ فہو لا یرضی الخ یہ شعر ترجمہ پس وہ نہیں راضی ہوتا ہے اور ایک حال کے ہمیشہ نہ تنگی میں نہ عیش فراخ سے ترجمہ قتل ہوتا ہے انسان کس چیز نے کافر کیا اسکو جسوقت پہونچی ہے ہدایت وہ انکار کرتا ہے اس سے اس لیے نفس قابل مارنے کے ہے ترجمہ قتل کرو تم نفس اپنے کو نبی نے فرمایا ہے آگے مثال ہے خار تیز دھارے کو جس پہلو رکھے وہ چبھے اور کب زخم اسکے سے چھٹے پس تو خار نفس میں ترک ہوس کی آگ دے اور ہاتھ مار اندر یار نیک کے یعنے انسان اور ایک حال کے راضی نہیں ہوتا ہے اگر گرمی ہو سردی چاہتا ہے اور اگر سردی ہو انکار کرتا ہے جیسے اہل سبا نے باوجود آسودگی کے افلاس چاہا پس انسان نفس کا مطیع ہے نفس کو قتل کرنا چاہیے اور مطیع مرشد کا رہنا چاہیے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

قتل الانسان ما اکفره	کلمت نال الهدی انکره
تن ز نیسان ست زانشد کشتنی	قتلوا انفسکم گفت آن نبیؐ
خار سه سو ست هر سو کش نهی	در خلد از زخم او تو کے رہی
آتش ترکِ ہوا در خار زن	دست اندر یارِ نیکو کار زن
چون ز حد بردند اصحاب سبا	که بہ پیش ما وبا به از صبا
ناصحان شان در نصیحت آمدند	از فسق و کفر مانع می شدند
قصد خونِ ناصحان میداشتند	تخم فسق و کافری می کاشتند
چون قضا آید شود تنگ این جہان	از قضا حلوا شود رنج دہان
گفت اذا جاء القضا ضاق الفضا	تحجب الابصار اذ جاء القضا
چشم بسته میشود وقت قضا	تا نه بیند چشم کحل چشم را
مکر آن فارس چو انگیزد گرد	آن غبارت زان سوارت دور کرد
سوی فارس رو مرو سوی غبار	ورنه بر تو کوبد آن مکر سوار
گفت حق آنرا که این گرگش بخورد	دید گردِ گرگ چون زاری نکرد
او نمی دانست گردِ گرگ را	با چنین دانش چرا کرد او چرا
گوسفندان بوی گرگِ با گزند	می بدانند و بهر سوی میخزند
مغز حیوانات بوئے شیر را	می بداند ترک می گوید چرا
بوی شیر خشم دیدی بازگرد	با مناجات خدا انباز گرد
وا نگشتند آن گروه از گرد گرگ	گرد محنت بعد گرگ آمد سترگ

قتل الانسان ما اکفره	کلمت نال الهدی انکره
اسلیے ہر نفس قابل کُشتنی	اقتلوا انفسکم بولے نبیؐ
خار تیہ عاری کو جس پہلو رکھے	وہ چبھے کب زخم سے اسکے چھٹے
خار مین ترکِ ہوس کی آگ دے	ہاتھ مار اندر تو یارِ نیک کے
حد سے زیادہ بڑھ گئے اہل سبا	کہ صبا سے ہمکو بہتر ہے وبا
ناصحان کرتے نصیحت انکو تھے	منع کرتے فسق سے اور کفر سے
قصد کرتے ناصحونکے خون کا	تخم فسق و کفر بوتے تھے سدا
جب قضا آئے یہ تنگ آئے جہان	ہر قضا سے حلوا ہیں رنج دہان
کہے اذ جاء القضا ضاق الفضا	تحجب الابصار اذ جاء القضا
آنکھ ہوتی بند ہے وقتِ قضا	تا نہ دیکھے آنکھ سرمہ آنکھ کا
گرد اڑائی مکر نے اسوار کے	گرد مین تو رہ گیا اسوار کے
جا سمت اسوار نے سوے غبار	ورنہ مارے تجکو وہ مکرِ سوار
بولا حق کہ اسکو کھایا گرگ نے	کیون نہ رویا گرد دیکھی گرگ سے
گرگ کی وہ گرد نے تھا جانتا	باوجود عقل کیون ایسا کیا
بکریان بوئے گزندہ گرگ کی	جانتی ہین بھاگتی ہین بھاگتی
مغز حیوانات بوئے شیر کو	جانتا ہے چرنا بھی چھوڑے تو وہ
شیر دشمن کی جو پائے بو تو پھر	با مناجات خدا سجدہ مین گر
نہ پھرے وہ لوگ گرد گرگ سے	گرد کے بعد اسکی محنت سخت ہے

سلہ حد سے الخ شہر اہل سبا حد سے زیادہ بڑھ گئے کہ صبا سے ہکو وبا بہتر ہے ناصح یعنی نبی اللہ انکو نصیحت کرتے تھے اور منع کرتے تھے فسق اور کفر سے ناصح کے خون کا قصد کرتے تھے اور ہمیشہ تخم فسق و کفر کا بوتے تھے جب قضا آئے یہ جہان تنگ ہووے اور قضا سے حلوا تلخ دہن ہووے کہا ترجمہ جسوقت آتی ہے قضا تنگ ہوتا ہے میدان اور چھپ جاتی ہے بینائی جسوقت آتی ہے قضا آنکھ بند ہوتی ہے وقت قضا کے تا آنکھ نہ دیکھے سرمہ آنکھ کا سوار کے مکر نے گرد اڑائی گرد مین تو سوار کے رہ گیا پس تو سوار کی جانب جا نہ غبار کی جانب ورنہ تجکو مارے وہ مکر سوار کا یعنے وہ سوار خدا ہے اور غبار صورت انسان پس تو خدا کی جانب رجوع کر اور صورت مجازی پرست ٹھہر کہ مکروہات الٰہی تجھے ہلاک کرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا حق الخ شروح نے کہا کہ اسکو گرگ نے کھایا کیون نہ رویا جو گرگ سے گرد دیکھی گرگ کی وہ گرد نہین جانتا تھا باوجود عقل کے کیون ایسا کیا یعنے گرگ حق نے اسکو ہلاک کیا وہ اس گرگ کی صورت کو نہین جانتا تھا باوجود عقل آگے اسکی مثال ہے بکریان گرگ گزندہ کی بو جانتی ہین اور ہر طرف بھاگتی ہین مغز حیوانات شیر کی بو کو جانتا ہے چونکہ وہ چرنا چھوڑتا ہے آگے حقائق اسکی ہین شیر دشمن کی بو تو پاوے تو با مناجات گر سجدہ کر وہ لوگ نہین پھرے گرد گرگ سے گرد کے بعد اسکی محنت سخت ہے یعنے صورت پرست لوگ صورت مجازی سے نہ پھرے کہ بعد صورت کے محنت حق کی سخت ہے پس انسان کو چاہیے کہ جلد تر خدا کی جانب رجوع کرے کہ وہ حلال المشکلات ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

بر دریدآن گوسفندان از خشم — که ز چوپان خرد بستند چشم
چند چوپان شان بخواندند نآمدند — خاک غم در چشم چوپان میزدند
که برو ما خود ز تو چوپان تریم — چون تبع گردیم هر یک سروریم
طعمهٔ گرگیم و ملک آن یار نے — هیزم ناریم و آن عار نے
حمیتے بد جاهلیت در دماغ — بانگ شومی بر دمن شان کرد زاغ
بهر مظلومان همی کندند چاه — در چه افتادند و مے گفتند آه
پوستین یوسفان بشکافتند — آنچه میکردند یک یک یافتند
کیست آن یوسف دل حق جوی تو — چون اسیرے بستہ اندر کوئے تو
جبرئیلے را بر استون بستهٔ — پر و بالش را بصد جا خستهٔ
پیش او گوسالهٔ بریان آوری — که کشی او را بکهدان آوری
که بخور اینست ما را لوت پوت — نیست او را جز لقاء الله قوت
زین شکنج و امتحان آن مبتلا — میکند از تو شکایت با خدا
کاے خدا افغان ازین گرگ کهن — گویدش نک وقت آمد صبر کن
داد تو وا خواهم از هر بے خبر — داد که دهد جز خدائے دادگر
او همی گوید که صبرم شد فنا — در فراق روئے تو یا ربنا
احمدم واماندہ در دست یہود — صالحم افتاده در حبس ثمود
اے سعادت بخش جان انبیا — یا بکش یا باز خواهم یا بیا

بکریون کو پھاڑا از رہ خشم کے — جو کہ بھاگین عقل کے چرواہے سے
نے وہ آئین چاہا جو چرواہے نے — خاک غم کی آنکھ مین چرواہے کے
کہ تو جا چرواہے ہم ہین تجھسے نیک — کیون ہون تابع ہم ہین سرور ایک ایک
ہم ہین طعمہ گرگ ملک یار نے — نار کی ہیزم ہین ملک عار نے
جو حمیت جاہلی کی سر مین تھی — بانگ شومی نے سیہ دلی کری
کھودتے مظلوم کی خاطر تھے چاہ — خود گرے وہ چاہ مین کرتے تھے آہ
یوسفون کا پوستین تھے پھاڑتے — جو کہ کرتے تھے وہ پاتے آپ تھے
کون وہ یوسف دل حق جو ترا — مثل قیدی تیرے کوچے مین رہا
اک ستون سے تو نے باندھا جبرئیل — بال و پر توڑے کیا اسکو ذلیل
اسکو گوسالہ بھنا دیتا ہے تو — اور چراگہ پر اسے لاتا ہے تو
کہ ہماری یہ غذا ہے کھا اسے — جز لقای حق نہ اسکا قوت ہی
اس عذاب و رنج سے وہ مبتلا — گلہ کرتا ہے اللہ سے تیرا گلا
اے خدا فریاد ہے اس گرگ سے — وہ کہے کر صبر آیا وقت ہے
داد بے خبرون سے لون تیری ہو شاد — جز خدائے دادگر دے کون داد
وہ کہے کہ صبر میرا بس گیا — اس فراق رہ مین تیرے ربنا
احمد عاجز ان یہودان سے مرا — صالح قیدی ان ثمودون سے مرا
اے سعادت بخش جان انبیا — یا تو مار اور یا بلا اور یا تو آ

سلہ بکریون کو الخ شعر بکریون کو از راہ خشم کے پھاڑا عقل کے چرواہے نے بتایا وہ نہین آئین اور خاک غم کی ڈالی چرواہے کی آنکھ مین کہ تو جا چرواہے ہم تجھسے اچھے ہین کیون تابعدار ہون ہر ایک سرور ہین ہم طعمہ گرگ ہین یار کی ملک نہین ہین نار کی ہیزم ہین عار کی ملک نہین ہین یعنے کفار کہ مثل بکریون کے تھے عقل کے چرواہے سے کہ نبی اللہ ہین رو گرداں ہوئے گرگ حق نے انکو ہلاک کیا جو حمیت جاہلی کی انکے سر مین تھی بانگ شومی نے انکو روسیاہ کیا وہ مظلوم کی راہ مین چاہ کھودتے تھے خود چاہ مین گرے اور آہ کرتے تھے پوستین یوسفون کا پھاڑتے تھے جو کچھ وہ کرتے تھے خود پلتے تھے یعنے وہ کفار جو نبی اللہ کے ساتھ کرتے تھے خود وہ ہی پاتے تھے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ کون وہ یوسف الخ شعر وہ یوسف کون ہے تیرا دل حق جو ہے کہ مثل قیدی کے تیرے کوچہ مین رہا ہے یعنے دل تیرے جسم مین مقید ہے ایک ستون سے تو نے جبرئیل کو باندھا اور بال و پر توڑے اور ذلیل کیا اسکو یعنے دل کہ جبرئیل ہے ستون تن سے تو نے باندھا اور اسکو آسمان پر جانے سے بسبب سیاہ باطنی کے عاجز کر رکھا ہے اسکو تو گوسالہ بھونا دیتا ہے اور چراگاہ پر اسکو لا دیتا ہے کہ یہ ہماری غذا ہے تو اسے کھا اور اسکا قوت سوائے لقائے حق کے نہین ہے اس عذاب و رنج سے وہ مبتلا اللہ سے تیرا گلہ کرتا ہے یعنے دل کو تو عذاب دیتا ہے اور اسکی غذا مشاہدۂ حق ہے اسواسطے دل تیرا گلہ حق سے کرتا ہے یہ اشارہ ہے طرف اس قصہ کے کہ حضرت جبرئیل مع آٹھ فرشتون کے حضرت لوط کے بیان واسطے غارت کرنے قوم کی آئے اور حضرت لوط نے انکے واسطے گوسالہ بریان کیا تھا واسطے کھانے کے وہ کہا آگے ہی فافہم ۱۲ سلہ اے خدا الخ شعر اے خدا اس گرگ نفس سے فریاد ہے حق کہے تو صبر کر وقت آیا ہے تیری داد بے خبرون سے لون تو بجز خدا دادگر کے کون دلوے وہ کہے کہ میرا صبر گیا باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲

با فراقت کافران را تاب نیست — این فراق اندر خور اصحاب نیست
کافران گویند در وقت عذاب — ہر یکے یا لیتنی کنت تراب
حال او اینست کہ خود زان تو نیست — چون بودی تو کسے کآن تو است
حق ہمیگوید کہ آرے اے نزہ — لیک بشنو صبر آور صبر بہ
صبح نزدیکست خامش دم مزن — کاندر آمد وقت بیرون آمدن
ہمی بلاشان میرسد تو کم خروش — من ہمیکوشم پئے تو تو مکوش
کوشش من بہ کہ کوششہاے تو — داروے تلخم بہ از حلواے تو
ہین تحمل کن برو خاموش شو — کمترک جنبان زبان در گوش شو
حیلت و مکر و دغابازیش دان — ہر چہ از یارت جدا اندازد آن
شد ز حد این باز اے یار گرد — روستائی خواجہ را این خانہ برد
قصۂ اہل سبا یک گوشہ نہ — وان بگو کہ خواجہ چون آمد بدہ

[۵۱] تو نے فراق اب تیرا کافر لاسکے — نے فراق اب لائق اصحاب ہے
کافرو نمیں سے کہیں وقت عذاب — ہر کوئی یا لیتنی کنت تراب
حال اسکا یہ کہ وہ ہی غیر سے — بے ترے کیا ہو جو تیری ملک ہے
[۵۲] یہ کہا حق نے کہ سچ ہے پر سنو — صبر بہتر ہے کہ صبر اب تم کرو
صبح نزدیک آئی ہے تم چپ رہو — وقت آنے کا ہے باہر تم سنو
اب بلا آتی ہے انپر چپ ہو — مین کرون کوشش نہ کر کوشش کو تو
میری کوشش خوب یا کوشش تری — تیرے حلوے سے مری دارو بھلی
اب تحمل کر د جا خاموش ہو — مت زبان کو تو ہلا اور گوش کو
مکر و حیلہ اور دغابازی ہے وہ — یار سے تجکو جدا کر دیوے جو
حد سے گذرا اب تو پھر اسے پر دلا — خواجہ کو دہقانی گھر کو لے گیا
رکھ کنارہ قصۂ اہل سبا — کہہ کہ خواجہ گانون کو کیسے گیا

بقیۂ قصۂ رفتن خواجہ بدعوت روستائی بدہ

باقی قصہ جانا خواجہ کا بسبب دعوت دہقانی کے گانونکو

روستائی در تملق شیوہ کرد — تا کہ حزم خواجہ را کالیوہ کرد
از پیام اندر پیام او خیرہ شد — تا زلال حزم خواجہ تیرہ شد
ہم ازینجا کودکانش در پسند — یرتع و نلعب بشادی میزدند
ہمچو یوسف کش ز تقدیر عجب — یرتع و نلعب برد از ظل اب

[۵۳] شیوۂ دہقان نے تملق کا کیا — تا کہ حزم خواجہ حیران ہو گیا
اسکے پیغاموں سے متحیر ہوا — تا زلال حزم تیرہ ہو گیا
پس یہان سے بچے خواجہ کے سبھی — یرتع و نلعب کی کرتے تھے خوشی
مثل یوسف کے انہے تقدیر سے — یرتع و نلعب پدر سے لائی ہے

۵۱ نے فراق الخ ۲ شعر اے رب اس فراق تھا تیری مین آگے اسکے حقائق ہین ان یہودون سے احمد میرا عاجز ہے ان یہودون سے صالح میرا قیدی ہے ان ثمودون کا اے حق سعادت بخش جان انبیا یا تو مارد یا بلاؤ یا تو آنہ فراق تیرا کافر لاسکے نہ فراق رب لائق دوستون کے ہے کافرون میں سے وقت عذاب کے کہین ہر ایک ترجمہ اے کاش ہوتے ہم مٹی حال اسکا یہ ہے کہ وہ خود غیر سے ہے بغیر تیرے کیا حال ہو وہ کہ تیری ملک سے ہے یعنے فراق حق کا دل کو سب بلاؤن سے زیادہ ہے خواہ دل کفار کا ہو یا دل اصحاب کا ہو کیونکہ دل کی غذا دیدار یار ہے جبکہ دل کفارون کا فراق سے غیر سے یہ حال ہے تو دوستونکا تیرے کیا حال ہوگا آگے قول حق ہے فافہم ۱۲ ۵۲ یہ کہا الخ ۲ شعر حق نے کہا کہ سچ ہے و لیکن تم سنو کہ صبر بہتر ہے پس تم صبر کرو کیونکہ صبح نزدیک آئی ہے تم چپ رہو وقت باہر آنے کا تم سنو یعنے صبح قیامت کی نزدیک آئی ہے اب بلا انپر آتی ہے جب ہو مین کوشش کرون تو کوشش نکر میری کوشش خوب ہے یا تیری کوشش تیرے حلوے سے میری دارو بہتر ہے اب تحمل کر تو زبان کو تو مت ہلا اور گوش ہو وہ مکر و حیلہ اور دغابازی وہ ہے جو تجکو یار سے جدا کر دے آگے رجوع بقصہ ہے اب حد سے گذرا تو پھر خواجہ کو دہقانی گھر لے گیا قصۂ اہل سبا سے کنارہ کر اور کہہ خواجہ گانون کیسے شہری کو لیگیا یعنی جو شے تجکو یار سے جدا کردے وہ مکر و حیلہ و دغابازی ہے جیسے خواجہ شہری کو دہقانی نے بلا مین ڈالا آگے قصہ خواجہ کا ہے فافہم ۱۲ ۵۳ شیوہ الخ ۴ شعر دہقانی نے شیوہ تملق کیا تا کہ خواجہ کا حزم حیران ہو گیا اسکے پیغامونسے متحیر ہوا تا آب زلال حزم کا تیرہ ہو گیا پس یہین سے خواجہ کے بچے سب ترجمہ کھیل کود کی خوشی کرتے تھے آگے مثال ہے یوسف کے مانند کہ اسے تقدیر سے ترجمہ کھیل کود نے باپ سے جدا کر دیا ہے یعنے یوسف علم کو بھائیوں نے کھیل کود کے لیے باپ سے لاکر بلا مین ڈالا اسیطرح خواہش کھیل کود نے بچونکی خواجہ کو بلا مین ڈالا آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲

آن نہ بازی بلکہ جانبازیست آن — حیلہ و مکر و دغابازیست آن
وہ نہ بازی بلکہ جانبازی ہے وہ — حیلہ و مکر و دغابازی ہے وہ

ہرچہ از یارت جدا اندازد آن — مشنو آنرا کان زیان آرد زیان
جو کہ تجکو یار سے کردے جدا — مت سن اسکو کہ وہ رکھی ہی جفا

گر بود آن سود صد در صد مگیر — بہر زر مگسل ز گنجور اے فقیر
گر ہو صد ہا فائدہ اسکو نہ لے — لڑ نہ گنجوروں سے زر کیواسطے

ہین شنو کہ چند یزدان زجر کرد — گفت اصحاب نبی را گرم و سرد
یہ سنو کہ جھڑکا بس اللہ نے — سخت اصحاب نبی کو اسلیے

زانکہ بانگ دہل در سال تنگ — جمعہ را کردند باطل بیدرنگ
کہ گرانی مین صدائے ڈھول پہ — تمنے چھوڑا جمعہ بے خوف و خطر

تا نباید دیگران ارزان خرند — زان جلب صرفہ ز ما ایشان برند
تا نہ ارزان دوسرے مول اسکو لین — اس جلب سے فائدہ ہمسے وہ لین

ماند پیغمبر بہ خلوت در نماز — با دو سہ درویش ثابت بر نیاز
پس نبی مسجد مین تنہا رہ گئے — ایک دو درویش پاس انکے تہے

گفت طبل و لہو و بازرگانیے — چونتان ببرید از ربانیے
بولا طبل بازی تجارت نے — تم کو گمراہ کردیا اللہ نے

قد فضضتم نحو قمح ہائما — ثم خلیتم نبیا قائما
قد فضضتم نحو قمح ہائما — ثم خلیتم نبیا قائما

بہر گندم تخم باطل کاشتند — وان رسول حق را بگذاشتند
تخم باطل بویا گندم کے لئے — اور رسول حق کو چھوڑا تمنے ہی

صحبت او خیر من لہو ست و مال — ہین کرا بگذاشتی چشمے بمال
مال و بازی سے ہے صحبت انکی خیر — اسکو چھوڑا مال کی خاطر دلیر

خود نشد حرص شمارا این یقین — کہ منم رزاق خیر الرازقین
نے تمہاری حرص کو آیا یقین — کہ مین ہون رزاق خیر الرازقین

آنکہ گندم را ز خود روزی دہد — کے توکلہاترا ضائع نہد
جو کہ روزی دیتا مین گندم کو ہون — کب توکل کو تری ضائع کرون

از پے گندم جدا گشتی ازان — کہ فرستادست گندم ز آسمان
تم جدا گندم کی خاطر ہو گئے — جسنے گندم بھیجے ہین افلاک سے

دعوت کردن باز بطان را از آب بصحرا — دعوت کرنا باز کا بطون کو پانی سی صحرا مین

باز گوید بط را کز آب خیز — تا ببینی دشتہا را قند ریز
باز نے بط سے کہا پانی سے آ — قند سے تو دیکھ صحرا ہے بھرا

سلہ وہ الخ، شرح وہ بازی نہین بلکہ جانبازی ہی اور حیلہ و مکر و دغابازی ہی جو کہ تجکو یار سے جدا کردے تو اسکو مت سن کہ وہ جفا رکھتی ہی اگر سو فائدے ہون تو اسکو مت لے اور خزانچیون سے زر کیواسطے مت لڑ آگے مثال ہی یہ بات تم سنو کہ اللہ نے جھڑکا سخت اصحابی کو اسواسطے کہ گرانی مین ڈھول کی آواز سنکر تمنے چھوڑا نماز جمعہ کو بے خوف و خطر تا نہ ارزان اسکو دوسرے مول لین اور اس جلب سے وہ فائدہ ہم سے لین پس نبی مسجد مین تنہا رہ گئے آگے قول حق تعالی کا ہی فافہم ۱۲ سلہ بولا الخ، شرح حق تعالی نے کہا کہ طبل بازی تجارت نے تمکو اللہ سے گمراہ کردیا ترجمہ تحقیق متفرق ہوگئے اور گئے تم طرف گندم کے اس حالت مین کہ نبی تھے قائم نماز مین پس تخم باطل بویا گندم کے لیے اور رسول خدا کو تمنے چھوڑا مال کے اور بازی سے انکی صحبت خیر ہی اسکو چھوڑا مال کی خاطر تمنے تمہاری حرص کو یقین آیا کہ مین ہون رزاق ترجمہ بہتر رزق دینے والا جو کہ مین روزی گندم کو دیتا ہون تیرے توکل کو کب ضائع کردون پس تم گندم کی خاطر جدا ہوگئے جسنے گندم بھیجے ہین آسمان سے یعنے جو کہ اصحاب نبی قحط سالی مین گندم لینے کو جمعہ کی نماز مین جناب رسول مقبول صلعم کو تنہا چھوڑ کر گئے اور خداوند عالم نے خفا ہو کر انکو جھڑکا پس اسی طرح اے عارف ہوشے کہ تجکو خدا سے جدا کرے تو اسکی طرف متوجہ نہو جیسے بطون نے باز کی دعوت صحرا مین آپ سے نکل کر نہ کہائی چنانچہ مثال مین اسکی حکایت آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ باز نے الخ، شرح باز نے بط سے کہا کہ تو پانی سے باہر آ اور صحرا کو قند سے بہرا دیکہ بط عاقل نے کہا کہ تو جا اے جانی میرے آب میرے واسطے قلعہ امن کا ہی دیکو شر باز کے ہی تو اے بطو ہی آب سے قلعہ کے باہر مت جاؤ باز کو کہتے ہین کہ تو جا اور پہرت آ اور ہماری نظر سے تو جا تم کو اے شاہ ہم دعوت سے دور ہین کہ دعوت تیری ہم نہین کہاتے کہ تو کافر ہی ہمارا قلعہ قند ہی آب قند تیرا ہم نہین کہاتے تیرا تحفہ اٹھا جگہ جان تمام ہی کہانا کم نہو یعنے لشکر کی علم کم نہو یعنے باز سے مراد نفس اور بط سے مراد روح ہی پس روح دریائے معنی سے نفس کی غذا کی طرح پر کب اس صحرائے دنیا مین آتی ہی کہ قند و شکر و منے مین ہی وہ دنیا مین کہان ہی آگے رجوع بقصہ دہقانی ہی فافہم ۱۲-۱۲-

ابلہ عاقل گویدش کای یار دو | آب ما حصن امن است و سرور
دیو چون بادست ای بطان شتا | ہین کہ بیرون کم روید از حصن آب
باز را گویند رو و باز گرد | از سر ما دست دار ای پائمرد
ما بری از دعوتت دعوت ترا | ما نوشیم ایدم تو کافرا
حصن ما را قند و قندستان ترا | من نخواہم ہدیات بستان ترا
چونکہ جان باشد نیاید قوت کم | چونکہ لشکر ہست کم ناید علم

بط عاقل بولی جا جانی مرے | آب قلعہ امن ہی میرے لیے
دیو شل باز ہے تم اے بطو | اس قلعہ کے آب کے باہر نہو
باز کو کہتی ہین جا اور پھر نہ آ | اور ہماری فکر سے ہاتھ اب اٹھا
ہم بری دعوت سے ہین دعوت تری | ہم نہین کھاتے تو رکھے کافری
قلعہ اپنا قند ہے قند اب ترا | ہم نہین کھاتے ترا تحفہ اٹھا
جبکہ جان ہووے نہ کھانا آئے کم | جبکہ لشکر ہے نہووے کم علم

رجوع بحکایت خواجہ و روستائی | رجوع طرف حکایت خواجہ اور دہقانی کے

خواجہ حازم بسے عذر آورید | پس بہانہ کرد با دیو مرید
گفت ایندم کارہا دارم مہم | گر بیایم آن نگردد منتظم
شاہ کار نازکم فرمودہ است | ز انتظارم شاہ شب غنودہ است
من نیارم ترک امر شاہ کرد | من تانم شد بر شہ روی زرد
ہر صباح و ہر مسا سرہنگ خاص | میرسد از من ہمی جوید مناص
تو روا داری کہ آیم سوی دہ | تا با برو افگند سلطان گرہ
بعد از ان درمان خشمش چون کنم | زندہ خود در زمین گر مدفون کنم
زین نمط صدہا بہانہ باز گفت | حیلہا با حکم حق نفتاد جفت
گر شود ذرات عالم حیلہ پیچ | با قضای آسمان ہیچ اند ہیچ
چون گریزد این زمین از آسمان | چون کند او خویش را از وی نہان

خواجہ حازم نے عذر از بس کیا | اور بہانہ دیو ملعون سے کیا
بولا اسدم کام مجکو ہے بڑا | گر مین جاؤن ہووے ابتر اور برا
شہ نے نازک کام فرمایا مجھے | انتظاری سے نہ سویا وہ مرے
حکم شہ کو ترک کر سکتا نہین | رو برو شہ کے نہوؤن شرمگین
آئے ہی شہ کا سپاہی صبح و شام | مجھسے پوچھے ہی ہوا پورا وہ کام
تو جو چاہی مین جاؤن گاؤن کو | اور ناخوش مجھ سی بس سلطان ہو
بعدہ کیا خشم جو چارہ کرون | زندہ در گور اس سے مین آخر ہون
اسطرح صدہا بہانے بس کیے | حکم حق سے کارگر نے کچھ ہوئے
ذرے عالم کے اگر حیلہ کرین | کیا قضای آسمان سے کر سکین
کیسے بھاگے یہ زمین افلاک سے | اسطرح خود کو وہ پوشیدہ کرے

سلہ خواجہ حازم الخ یہ شعر خواجہ ہوشیار نے عذر از بس کیا اور بہانہ دیو ملعون سے کیا کہا اسدم مجکو کام بڑا ہی اگر مین جاؤن ابتر و تباہ ہووے شاہ نے مجکو کام نازک فرمایا ہی اور وہ میری انتظاری سے سویا نہین ہی یعنے روح خواجہ اور دہقانی نفس سے مراد ہی پس ان دونون کی اس قصہ مین بحث ہی باقی اسکا حال آگے ہی فافہم ۱۲ سلہ حکم شہ کو الخ یہ شعر حکم بادشاہ کو مین ترک نہین کر سکتا تا رو برو بادشاہ کے شرمگین نہوؤن سپاہی شاہ کا صبح و شام آتا ہی اور مجھ سے پوچھتا ہی کہ وہ کام پورا ہوا چاہتا ہی کہ مین گاؤن کو جاؤن اور بادشاہ مجھ سے ناراض ہووے یعنے ای نفس تو چاہتا ہی کہ مین دنیا مین جاؤن اور بادشاہ حقیقی مجھ سے ناخوش ہو بعدہ اس غصہ کا مین کیا علاج کرون اور آخر کار اس سے مین زندہ در گور ہون اسطرح بہانے صدہا کیے حکم حق سے کچھ کارگر نہین ہوئے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ ذرے الخ یہ شعر اگر ذری عالم کے حیلے کرین مگر قضائے آسمان سے کیا کر سکین یہ زمین آسمان سے کیسے بھاگے اور کس صورت سے خود کو پوشیدہ کرے جو شے کہ آسمان سے زمین پر آتی ہی اگر اس زمین پر آگ برسے خورشید سے تو وہ آگ کی آتش کے اپنا سر رکھے اگر اسپر باران بھی طوفان کرے اور اسپر شہر کو ویران بھی کرے وہ صبر کرتی ہی ایوب علم کے مانند کہ مین قیدی ہون جو کچھ یار دے تو بھی ایک جز زمین کا ہے مت پھر اور حکم حق جو تو دیکھے تو مت پوشیدہ ہو ترجمہ جو پیدا کیا ہمنے تکو مٹی سے سنا ہے پس تو خاک ہو اور منہ مت چھپا یعنے جبکہ زمین سبب مقیدی آسمان کے حکم حق سے بھاگ نہین سکتی ہے چونکہ تو بھی جز زمین ہے پس کیون حکم حق سے بھاگتا ہی رضا بقضا رہو اور آگے اللہ کے خود کو خاک کر کہ تیری ترقی ہووے آگے قول حق تعالی کا ہی فافہم ۱۲۔

هرچه آید ز آسمان سوئے زمین	نے مفر دارد نه چاره نے کمین	آسمان سے جو زمین پر آئے ہی	نے علاج اور بھاگنے کی جا ہی
آتش از خورشید می بارد برو	او به پیش آتشش بنهاده رو	اُسپہ برسے آگ جو خورشید سے	آگے اُس آتش کے اپنا سر رکھے
در همی طوفان کند باران برو	شهرها را مے کند ویران برو	اُسپہ طوفان گر گری باران بھی	شہر کو اُسپر کرے ویران بھی
او شده تسلیم او ایوب وار	که اسیرم هرچه می خواهی بیار	صبر وه کرتی ہی بس ایوب وار	کہ مین ہون قیدی تو جو کچھ لائے یار
ای که جزو این زمینے سرکش	چونکه بینی حکم یزدان درمکش	تو بھی اک جزو ہی زمین کا مت پھرے	حکم حق جو دیکھے تو تو مت چھپے
چون خلقنا کم شنیدی من تراب	خاک باشی جست از وی متاب	تو خلقنا کم سُنا ہے من تراب	خاک ہو بس و نکر اندر حجاب
بین که اندر خاک تخمے کاشتم	گرد خاکی و منش افراشتم	(پیدا کیا ہمنے تمکو مٹی سے) [۱] مین نے بویا خاک مین اک تخم کو	کرکے خاکی دی بلندی اُسکو جو
حملهٔ دیگر تو خاکے پیشه گیر	تا کنم بر جمله میرانت امیر	دوسرے حملہ مین خاکے پیشہ کر	تا کرون میرون سے تجکو میر تر
آب از بالا به پستی در شود	زانکه از پستی ببالا میرود	آب بس بالا سے پستی کو پھرے	کیونکہ پستی سے وہ بالا کو اُڑے
گندم از بالا بزیر خاک شد	بعد ازان آن خوشهٔ چالاک شد	گیہون بالا سے گئی جو خاک مین	بعدہ وہ خوشۂ چالاک مین
دانهٔ هر میوه آمد در زمین	بعد ازان سرها بر آورد از زمین	تخم ہر میوہ زمین مین آئے ہی	پھر زمین سے سر کو باہر لائے ہی
اصل نعمتها ز گردون تا بخاک	زیر آمد شد غذائے جان پاک	آسمان سے اصل نعمت تا بخاک	ہو گئی آکر غذائے جان پاک
از تواضع چون ز گردون شد بزیر	گشت جزو آدمی حے دلیر	چرخ سے از رہِ تواضع آئے زیر	جزو انسان کے ہوئے ہو زندہ دلیر
پس صفات آدمی شد آن جماد	برفراز عرش پران گشت شاد	ہو گیا بس وصف مردم وہ جماد	اور اُڑا وہ عرش کے میدان شاد
کز جهان زنده ز اول آمدیم	باز از پستی سوی بالا شدیم	[۲] عالمِ زندہ سے پہلے آئے ہم	جاتے ہین بالا سے پھر پستی کو ہم
جمله اجزا در تحرک در سکون	ناطقان انا الیه راجعون	جملہ اجزاے محرک اور سکون	کہتے ہین انا الیہ راجعون
ذکر تسبیحات اجزاے نهان	غلغلے افگند اندر آسمان	ذکر تسبیحون سے اجزائے نہان	شور ڈالا آسمان کے درمیان
چون قضا آهنگ نیرنجات کرد [۳]	روستائی شهری را مات کرد	جو قضا نے قصد نیرنگی کیا	مات دہقانی نے شہری کو دیا
با هزاران حزم خواجه مات شد	زان سفر در معرض آفات شد	حزم تھا پر مات خواجہ کو ہوا	اُس سفر سے اور آفت مین پڑا

[۳] نیرنجات افسون و نیرنگ اور جادو کے معنی مین ۱۲

[۱] مین نے بویا الخ یہ شعر مین نے خاک مین ایک تخم کو بویا اور خاکی کرکے جو بلندی اُسکو دی دوسرے حملہ مین خاکی پیشہ کر تا تجکو امیرون سے امیر تر کردون آگے اُسکی مثال ہے اب بلندی سے پستی کو پھرے کیونکہ وہ بلندی کو پستی سے اُڑے گندم بالا سے جو خاک مین گرے بعدہ وہ خوشہ چالاک ہین تخم ہر میوہ کا زمین سے آتا ہے پھر زمین سے سر کو باہر لاتا ہے آسمان سے اصل نعمت خاک تک آکر غذاے جان پاک ہو گئی آسمان سے از راہ تواضع کے آئے نیچے اور جزو انسان کے ہو کر زندہ دلیر ہوئے پس وہ جماد وصف مردم ہو گیا اور اُڑا وہ عرش کے میدان خوش یعنے حق نے تخم روح کو وجود خاکی مین بویا کہ پیشہ خاکی اختیار کرے تاکہ سردارون کا سردار ہووے یعنے قرب الٰہی حاصل ہو آب بارش بلندی سے پستی مین آکر پھر بلندی کو اُڑتا ہے آگے قول جماد ہے فافہم ۱۲ [۲] عالم زندہ سے الخ، شعر ہم عالم زندہ سے پہلے آئے ہین اور پھر پستی سے بالا کو ہم جاتے ہین سب اجزاے حرکت کرنے والے اور ساکن کہتے ہین ترجمہ تحقیق ہم طرف اُسکے رجوع ہونیوالے ہین اجزاے ذکر و تسبیحون کے پوشیدہ شور ڈالا درمیان آسمان کے یعنے کل اجزائے جہان ذکر و تسبیح حق کے پوشیدہ کرتے ہین آگے رجوع بقصہ ہی جو قضانے قصد نیرنگی کا کیا دہقانی نے مات شہری کو دیا حزم تھا خواجہ کو ولیکن مات ہوا اُس سفر سے اور آفت مین پڑا اسکو اعتماد اپنے قیام پر تھا اگرچہ وہ تھا آدھا سیل لے گیا یعنے روح باوجود ہوشیاری دھوکا نفس کا کھایا آگے حقائق اسکے ہین فافہم ۱۲—

اعتمادش بر ثبات خویش بود / گرچہ کہ بد نیم سیلش در ربود
چون قضا بیرون کند از چرخ سر / عاقلان گردند جملہ کور و کر
ماہیان افتند از دریا برون / دام گیرد مرغ پران را زبون
تا پری و دیو در شیشہ بود / بلکہ ہاروتے بہ بابل در رود
جز کسے کاندر قضا اندر گریخت / خون او را ہیچ ترییجے نریخت
غیر آنکہ در گریزی در قضا / ہیچ حیلہ ندہدت از وے رہا

اعتماد اسکو قیام اپنے پہ تھا / گرچہ کوہ تھا سیل آ ڈھا لیگیا
جب[1] قضا سر چرخ سی باہر کری / بہرا اندھا جملہ عاقل کو رکھے
مچھلیان باہر پڑین بس بحر سے / مرغ اڑتا دام مین آکر پھنسے
تا پری اور دیو شیشہ مین چھپے / بلکہ ہاروت آکے بابل مین پھنسے
اس سوا کہ بھاگا جو اندر قضا / خون اسکا نے نحوست سے کیا
اس سوا کہ بھاگے تو اندر قضا / کوئی حیلہ تجکو نے کردے رہا

قصہ اصحاب ضروان و حیلہ کردن ایشان تا بے زحمت فقیران باغہا را اقطاف کنند

قصہ اصحاب ضروان اور حیلہ کرنا انکا کہ بغیر محنت کیے درویشون کو بہار باغونکی ندین

قصہ[2] اصحاب ضروان خواندۂ / پس چرا در حیلہ جوئی ماندۂ
حیلہ میکردند کژدم نیش چند / کہ برند از روزی درویش چند
شب ہمہ شب میسگالیدند مکر / روی در رو کردہ چندین عمر و بکر
خفیہ میگفتند سرہا آن بدان / تا نباید کہ خدا در یابد آن
با گل اندائیدہ اسگالیدہ گل / دستکاری میکند پنہان دل
کیف لا یعلم ہواک من خلق / ان فی نجواک صدق ام ملق
کیف یغفل عن ظعین رغدا / من یعاین این مثواہ غدا
اینما قد ہبطا و صعدا / قد تولاہ و احصے عددا
خفیہ مے کردند اسرار از خدا / آن سگان جاہل از جہل و عمیٰ

قصہ[2] اصحاب ضروان جو پڑھا / کس لیے پھر حیلہ جوئی مین پڑا
چند بچھو نیش حیلہ مارتے / چھینون روزی تاکہ کچھ درویش سے
رات بھر کرتے تھے باہم فکر و مکر / اور سرگوشی وہ کرتے عمر و بکر
خفیہ کرتے تھے وہ باتین پرجفا / تا نہ آگہ ہووے احمد کا خدا
تو گل آلودہ و گل اندیش ہی / دستکاری دل سے پنہان تو کری
کیف لا یعلم ہواک من خلق / ان فی نجواک صدق ام ملق
کیف یغفل عن ظعین رغدا / من یعاین این مثواہ غدا
اینما قد ہبطا و صعدا / قد تولاہ و احصے عددا
خفیہ کرتے تھے خدا سے بھید کو / جہل و اندھے پن سے جاہل گئے دو

[1] جب قضا الخ • شعر جب قضا آسمان سے سر باہر کرے سب عاقلونکو بہرا و اندھا کردے مچھلیان باہر دریا سے پڑین اور مرغ اڑتا دام مین آکر پھنسے تا دیو پری شیشہ مین پڑے بلکہ ہاروت آکر بابل مین پھنسے سوا اسکے جو بھاگا اندر قضا کے خون اسکا نحوست نے نکیا اسکے سوا کہ تو بھاگے اندر قضا کے کوئی حیلہ تجکو رہا نکرے یعنے جب قضا آتی ہے عقلمندون کو اندھا و بہرا کردیتی ہے اور جو قضا کے اندر بھاگا نحوست نے خون اسکا نکیا اور جانبر ہوا جیسے اصحاب ضروان کو کوئی تدبیر نہ چلی چنانچہ آگے قصہ اصحاب ضروان کا مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

[2] قصہ الخ • شعر قصہ اصحاب ضروان کا جو تونے پڑھا پھر کس لیے حیلہ جوئی کرتا ہے چند بچھو نیش حیلے کے مارتے کہ روزی چھین لو چند درویش سے رات بھر باہم فکر کی کرتے تھے اور سرگشی کرتے تھے عمر و بکر سے وہ پرجفا خفیہ باتین کرتے تھے احمد صلعم کا خدا آگاہ نہو جاوے آگے اسکی مثال ہے تو گل آلودہ و گل اندیش ہے تو دل سے پنہان دستکاری کرتا ہے ترجمہ کیونکر نجانے خواہش تیری کو جس کسی نے کہ پیدا کیا تجکو تحقیق خفیہ کہنے مین تیرے صدق ہے یا مکر ترجمہ کیونکر غافل ہووے چلنے والے سے کہ صبح کرتا ہے وہ کوئی دیکھے کہ کہاں ہے جگہ اسکی کل ترجمہ جس جگہ وہ چلنے والا تحقیق فرود آئے یا اوپر جاوے تحقیق کام اسکا اوپر اپنے پکڑا ہے اور شمار کیا ہے کرنے کے لائق خدا سے بھید کو خفیہ کرتے تھے وہ جاہل گئے جہل و اندھے پن سے یعنے وہ منافق خفیہ باتین کرتے تھے کہ احمد صلعم کا خدا اسنکر احمد صلعم کو کہدیگا یہ انکا جہل و اندھاپن تھا کیونکہ دل سے بھید دستکاری کا کب پوشیدہ ہو سکتا ہے جیسے دل اس جو عالم صغیرہ مین محیط ہے ایسے ذات حق عالم کبیرہ مین محیط ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲۔

گوش کن اکنون حدیث خواجہ را　　کو سوی دہ چون شد و دید او جزا
گوش را اکنون ز غفلت پاک کن　　استماع ہجر آن غمناک کن
تا چہ دید از بلا او از عنا　　در رہ دہ چون شد از شہر او جدا
آن زکاتے دان کہ غمگین را دہی　　گوش را چون پیش دستانش نہی
بشنوی غمہای رنجوران دل　　فاقۂ جان شریف از آب و گل
خانۂ پر دود دارد پر فنے　　مر در ابکشا ز اصغا روزنے
گوش تو او را چو راہ دم شود　　دود تلخ از خانۂ او کم شود
غمگساری کن تو با ما ای روی　　گر بسوے رب اعلیٰ میروی
این تردد حبس و زندانی بود　　کو نہ بگذارد کہ جان سوے رود
این بدین سو آن بدان سو می کشد　　ہر کسے گوید منم بر راہ رشد
این تردد عقبۂ راہ حق ست　　ای خنک آنرا کہ پایش مطلق ست
بے تردد میرود بر راہ راست　　رہ نمیدانی بجو گامش کجاست
گام آہو را بگیر و رو معاف　　تا رسی از گام آہو تا بناف
زین روش بر اوج انور میروی　　اے برادر گر بر آذر میروی
نی ز دریا ترس نے از موج کف　　چون شنیدی تو خطاب لاتخف
لاتخف دان چونکہ خوفت داد حق　　نان فرستد چون فرستادت طبق
خوف آنکس راست کو را خوف نیست　　غصہ آنکس را کش اینجا طوف نیست

سلہ اب سنو تم بات خواجہ کی ذرا　　گانوؤں کو جو وہ گیا پائی جزا
کان کو غفلت سے اپنے پاک کر　　اور سننا فرقت غمناک کر
گانوؤں کے رستہ مین کیا دیکھی بلا　　جب ہوا وہ شہر سے اپنے جدا
وہ زکات اک جان کہ غمگین کو دے　　داستان اسکی سنی جو کان سے
سن تو اب رنجور دل کے رنج کو　　جان کے فاقہ کو آب گل سے تو
پر دھوئین سے گھر کو رکھے پُر فن اک　　کھول سینے سے تو اسکا روزن اک
سلہ۲ کان تیرا اسکا جو ہو راہ دم　　گھر سے اسکے وہ دھوان ہو تلخ کم
غمگساری کر مری اے راہرو　　رب علیٰ کی طرف جاتا ہے جو
یہ تردد قیدخانہ ایک ہے　　کہ کسی جانب نجانے جان کو دے
کھینچتا ہے یہ ادھر اور وہ ادھر　　کہتا ہر اک ہون مین راہ راست پر
یہ تردد گھاٹی راہ حق مین ہے　　ہے وہ اچھا جو قدم مطلق رکھے
بے تردد راہ سیدھی چلے ہے　　راہ نجانے کھوج اسکا ڈھونڈیے
کھوج نے آہو کا اور جا ہے معاف　　کھوج آہو کی تو پہونچے تا بناف
اس روش سے اوج انور پر چلے　　اے برادر آگ پر تو گر چلے
مت ڈرے کیا کر سکے دریا و آب　　لاتخف کا جو سنا تو نے خطاب
لاتخف ہے وہ جو خوف حق نے دیا　　دیوے روٹی جو طبق تجکو ملا
خوف اسکو ہے کہ خوف اسکا نہین　　غصہ اسکو ہے رجوع اس جا نہین

سلہ اب سنو الخ ۱ شعر اب تم بات خواجہ کی سنو ذرا جو وہ گانونکو گیا سزا پائی اپنے کان کو غفلت سے پاک کر اور فرقت سے پاک کر اور فرقت غمناک کو سن ای بشر کہ اسنے گانوؤن کے رستہ مین کیا بلا دیکھی جبکہ وہ اپنے شہر سے جدا ہوا ۲ ۔ اسکے حقائق یہ ہین تو وہ ایک زکات جان غمگین کو دے جو اسکی داستان کان سے تمنے تو اب سن رنجور دل کے رنج کو کہ جان کو فاقہ آب و گل سے ہے اسکا پر فن دھوئین سے پر رکھے گھر کو تو اسکا ایک روزن سینے سے کھول باقی حال آگے ہے ۱۲ سلہ۲ کان تیرا الخ شعر کان تیرا جو اسکا راہ دم ہوا اسکے گھر سے وہ دھوان تلخ کم ہوا ای راہ رو میری غمگساری کو جو رب علی کیطرف تو جاتا ہے یہ تردد ایک قید خانہ ہے کہ کسی جانب جان کو نجاوے کھینچتا ہے یہ ادھر اور وہ ادھر ہر ایک کہتا ہے کہ مین راہ راست پر ہون یعنے اہل دل کا تو حال سن کہ سیاہی دل کی تیری اسکے دم سے دور ہووے ای رہبر تو میری غمگساری کر اگر جانب حق کے تیری رسائی ہے کہ جان کو کسی طرف نہین جانے دیتا ہے صورت جان کو ادھر اور جان کو ادھر کھینچتی ہے اور ہر ایک کہتی ہے کہ مین راستی پر ہون آگے اس تردد کا حال ہے فافہم ۱۲ سلہ۳ یہ تردد الخ ۲ شعر یہ تردد راہ حق مین گھاٹی ہے وہ بہتر ہے جو قدم مطلق نہ رکھے یعنے جمعیت کے ساتھ راہ سلوک چلے بغیر تردد کے سیدھی راہ جاتا ہے اور اگر راہ نجانے اسکا کھوج ڈھونڈھے آگے اسکی مثال ہے کھوج آہو کا بجا معاف ہے کھوج آہو سے تو پہونچے آہو تک اس روش سے تو اوج انور پر چلے ای برادر اگر تو آگ پر چلے تو مت ڈر کیا کر سکتا ہے دریا و آب لاتخف کا اگر تو نے خطاب سنا ہے یہ تجوف ہے جو خوف حق نے دیا روٹی دیوے جو طبق تجکو ملا اسکو خوف ہے کہ خوف اسکا نہین ہے غصہ اسکو ہے جو رجوع اس جا نہین ہے یعنے جو دنیا مین رجوع بحق تعالیٰ ہے اسکو غصہ ہے اور خوف بھی سب آگے رجوع بقصہ خواجہ ہے فافہم ۱۲

روانہ شدن خواجہ بسوئے دہ بمہمانی

روانہ ہونا خواجہ کا طرف گانو کی واسطے مہمانی کے

خواجہ در کار آمد و تجہیز ساخت
مرغ عزمش سوئے دہ اشتاب ساخت

اہل و فرزندان سفر را ساختند
رخت را بر گاؤ عزم انداختند

شادمانان و شتابان سوئے دہ
کہ برے خوردیم از دہ مژدہ دہ

مقصد ما را چراگاہ خوش ست
یار ما آنجا کریم و دلکش ست

با ہزاران آرزومان خواندہ است
بہر ما غرس کرم بنشاندہ است

ما ذخیرہ در زمستان دراز
از بر دہ سوئے شہر آریم باز

بلکہ باغ ایثار راہ ما کند
در میان جان خودمان جا کند

عجلوا اصحابنا کے ترتجوا
عقل میگفت از درون لا تفرحوا

من رباح اللہ کونوا الحبین
ان ربی لا یحب الفرحین

افرحوا ہونا بما آتاکمو
کل آت مشغل الہاکم

شاد از وے شو مشو از غیر وے
او بہارست و دگرہا ماہ دے

ہر چہ غیر او ست استدراج تست
گرچہ تخت و ملکت ست تاج تست

شاد از غم شو کہ غم دام بقاست
اندرین رہ سوئے پستی ارتقاست

غم یکے گنج ست و رنج تو چو کان
لیک کے در گیرد این در کودکان

کودکان چون نام بازی بشنوند
جملہ با خر گور ہم تگ میشوند

مستعد خواجہ ہوا سامان کیا
مرغ عزم اسکا طرف دہ کے اڑا

اہل و فرزندون نے تیاری کری
عزم کی بس بیل پر خرجی کسی

خوش و خرم گانوں کیجانب چلے
کہ ثمر کھائینگے ہم اس گانوں سے

مقصد اپنے کی چراگاہ خوب ہے
یار اپنا رہتا ہے اس جاے پے

سو تمنا سے بلایا ہم کو ہے
اور رکھی نعمت ہمارے واسطے

بس ذخیرہ موسم سردی میں لے
شہر کو ہم اس سے واپس آئینگے

بلکہ ہمکو باغ وہ بخشش کرے
جان اپنی میں جگہ وہ ہمکو دے

عجلوا اصحابنا کے ترتجوا
کہتی عقل اندر سے تھی لا تفرحوا

من رباح اللہ کونوا الحبین
ان ربی لا یحب الفرحین

افرحوا ہونا بما آتاکمو
کل آت مشغل الہاکمو

خوش ہو اس سے اور نہو تو غیر سے
غیر اسکا تجکو استدراج ہے

وہ بہار اک ہے تو انکے سب غیر دے
گرچہ تجکو تخت و ملک تاج ہے

خوش ہو غم سے غم وہ ہے دام بقا
اندر اس رہ کے ہے پستی ارتقا

غم ہے گنج اور تیرا رنج اک کان ہے
کب اثر اطفال کے اندر کرے

نام بازی کا جو لڑکے سنتے ہیں
دوڑتے سب ساتھ اندھے خر کے ہیں

سله مستعد الخ شعر خواجہ مستعد ہوا اور سامان کیا اور مرغ عزم اسکا گانوں کی طرف اڑا اہل و فرزندان نے تیاری کری اور گاؤ عزم پر خرجی لادی خوش و خرم گانوں کی جانب چلے کہ ہم اس گانوں کے ثمر کھائیں گے اپنے مقصد کی چراگاہ خوب ہے اس جا پر کریم اپنا یار ہے ہمکو سو تمنا سے بلایا ہے اور ہمارے واسطے نعمت رکھتا ہے باقی اسکا حال آگے ہے فافہم ۱۲ سله پس ذخیرہ الخ شعر موسم سردی میں بہت ذخیرہ لیکر شہر کو اس گانوں سے واپس آئینگے بلکہ ہمکو وہ باغ بخشش کریگا اور اپنی جان میں ہمکو جگہ دیگا آگے حقائق ہیں ترجمہ جلدی کرو تم ای دوستو ہمارے کہ بہشت غنی ہیں ہم عقل اندر سے کہتے تھے کہ مت خوشی کرو تم ترجمہ نفع اللہ کے سے ہو تم نفع پانیوالے تحقیق رب ہمارا دوست نہیں رکھتا ہے خوشی کرنیوالوں کو ترجمہ خوش ہو تم اس حال میں کہ آرام و آہستگی رکھو ساتھ اس چیز کے کہ دی ہے خدا تعالیٰ نے تمکو خوش اس سے ہوں اور نہ غیر سے وہ ایک بہار ہے اور خزان ہے اسکا غیر تجکو طلب استدراج ہے اگرچہ تمکو تخت و ملک و تاج ہے یعنے خوشی و آرام تو حق سے چاہ اور ما سوا اللہ سے مت چاہ کہ اس دنیا میں غم و رنج بہر ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سله خوش ہوا الخ شعر غم سے خوش ہو کہ غم دام بقا ہے اندر اس راہ کے پستی بلندی ہے غم ہے گنج اور تیرا رنج کان ہے کب اندر اطفال اثر کرے نام بازی کا جو لڑکے سنتے ہیں اندھے خر کے ساتھ سب دوڑتے ہیں ای اندھے گدھو ادھر کو دام میں اور اسطرف گھاتوں میں خون کے پینے والے ہیں سب تیر اڑ گئے ولیکن کمان آنکھوں سے مردم کے پوشیدہ ہو گئی اور تیر سب اڑے اور بڑھاپے کی جوانی پر پڑا ہے یعنے تو غم دنیا سے خوش ہو کہ راہ سلوک میں پستی بلندی ہے تیر غم کے تو سب اڑ گئے لیکن کمان قد خمیدہ تیرا بھی پوشیدہ ہوا اور پیری نے تیری جوانی کو نیست کر دیا پس تو خدا طلبی کر چنانچہ اسکا حال آگے ہے فافہم ۱۲-

سه بما یعنی اس چیز کی کہ دی ہے خدا تعالیٰ نے ۱۲

سه مطلب یہ کہ ہم لوگ اس گانوں کو بہت خوشی سے جاتے ہیں ۱۲ سه نفع اللہ سے ہم نفع پانیوالے ہیں ۱۲ سه تحقیق رب ہمارا دوست نہیں رکھتا خوشی کرنیوالوں کو ۱۲ سه خوش ہو تم اس حال میں کہ آرام و آہستگی رکھو ۱۲-

ای خران کور آنسو دامهاست	در کمین این سوی خون آشامهاست	اگر گدھو اندھی اُدھر کو دام ہین	اسطرف گھاتو نمین جو خون آشام ہین
تیرها پران شده لیکن کمان	گشت پنهان از دو چشم مردمان	تیر تو سب اُڑ گئے لیکن کمان	ہو گئی آنکھون سے مردم کے نہان
تیرها پران کمان پنهان و غیب	بر جوانی میرسد صد تیر شیب	پس کمان پوشیدہ تیر اب سب اُڑے	تیر پیری کے جوانی پر پڑے
گام در صحرای دل باید نهاد	زانکه در صحرای گل نبود گشاد	دل کے صحرا مین قدم کو تم رکھو	کہ کشادہ گل کے صحرا مین نہو
ایمن آبادست دل ای مردمان	حصن محکم موضع امن و امان	ایمن و آباد دل ہی ای جوان	قلعہ محکم جاے ہی امن و امان
گلشن خرم بکام دوستان	چشمها و گلستان در گلستان	باغ خرم بامراد دوستان	جاری چشمے بوستان در بوستان
عج الی القلب و سر یا ساریه	فیه اشجار و عین جاریه	عج الی القلب و سر یا ساریہ	فیہ اشجار و عین جاریہ
ده مرو ده مرد را احمق کند	عقل را بی نور و بی رونق کند	وہ نجا دہ مرد کو احمق کرے	عقل کو بے نور بے رونق کرے
خواجه پندارد که روزی ده دهد	این نمیداند که روزی ده دهد	خواجہ جانے گانون روزی دی مجھے	یہ نجانے روزی دینے والا دے
قول پیغمبر شنو ای مجتبی	گور عقل آمد وطن در روستا	قول پیغمبر کا اے یارو سنو	عقل اندھی گانون کی رہنے سی ہو
هر که روزی باشد اندر روستا	تا بماهی عقل او ناید بجا	یکدن گانون مین جو کوئی رہی	عقل اک مہ تک بجا اُسکی نہ رہے
تا بماهی احمقی در وی بود	از حشیش ده جز اینها چه درود	ایک مہ تک احمقی اُسمین رہے	گانون مین جز گھانس کیا کھودا کیے
وانکه ماهی باشد اندر روستا	روزگاری باشدش جهل و عما	ایک مہ تک گانون مین جو کہ رہے	بس زمانہ اسکا گذری جہل سے
ده چه باشد شیخ واصل ناشده	دست در تقلید و حجت در زده	گانون کیا ہی شیخ بے پہونچا ہوا	حجت و تقلید کا ہو مبتلا
پیش شهر عقل کلی این حواس	چون خران چشم بسته در خراس	شہر عقل کل کے آگے یہ حواس	چشم بستہ بیل جون کولو کے پاس
این رها کن صورت افسانه گیر	هل تو دردانه و گندم دانه گیر	چھوڑ اُسکو صورت افسانہ لے	چھوڑ دُر دانہ کو گندم دانہ لے
گر بدر ره نیست هین بر می ستان	گر بدان ره نیست این سو بران	گر نہین موتی ملے گندم کو لے	اسطرف جا گر نہ اُس سو جا سکے
ظاهرش گیر ار چه ظاهر کژ بود	عاقبت ظاهر سوی باطن رود	گرچہ ظاہر کج ہو ظاہر اُسکا لے	ظاہر آخر کار باطن تجکو دے

ملہ سیر کرنے والے ... اس میں درخت اور چشمے جاری ہیں۔

ملہ دل کے الخ ۔ شعر ترجمہ دل کے صحرا مین قدم رکھو کیونکہ صحرا مین گل کی قدم کشادہ نہو دل ایمن و آباد ہے قلعہ محکم و جاے امن و امان ہے باغ خرم و بامراد دوستان ہے ترجمہ میل کر طرف دل کے اور سیر کرای سیر کرنے والے اسمین درخت و چشمے جاری ہین تو گانون کو نجا گانون آدمی کو احمق کرتا ہے اور عقل کو بے نور و بے رونق کرتا ہے خواجہ جانے گانون مجکو روزی دے اور یہ نہین جانتا ہی کہ روزی دینے والا روزی دیتا ہے یعنے تم دل کی سیر کرو اور دنیا کی طرف متوجہ نہو کہ موضع دنیا مرد کو احمق کرتی ہے آگے قول حضرت رسول مقبول صلعم کا ہے فافہم ۱۲ ملہ قول پیغمبر کا سن گانون کے رہنے سے عقل اندھی ہو جو کوئی ایکدن گانون مین رہے ایک مہینے تک عقل اُس کی بجا نہ رہے ایک ماہ تک اُسمین احمقی رہے گانون مین سواے گھانس کھودنے کے کیا کرے جو گانون مین رہے اُسکا زمانہ جہل سے گذرے آگے حقائق ہین وہ گانون کیا ہے شیخ ناخدا رسیدہ اور حجت و تقلید کا مبتلا ہے و شہر عقل یعنے مرشد کامل کے آگے یہ حواس ایسے ہین جیسے بیل چشم بستہ کولو کے پاس ہو تو چھوڑ اُسکو صورت انسان کی لے و چھوڑ دُر دانہ اور دانہ گندم کو لے اگر گوہر نہ ملے گندم کو لے اسطرف جا اگر ادھر جا نہ سکے اگرچہ ظاہر کج ہو تو ظاہر کو لے آخر کار ظاہر تجھے باطن کو پہونچا دیگا یعنے پیران ریاکار حکم گانون کا رکھتے ہین اور مرشدان کامل حکم شہر کا رکھتے ہین پس جو شخص پیران ریاکار کے پاس رہا احمق و بے عقل ہوا اور جو کامل کی خدمت مین آیا یہ حواس ظاہر اسکے بیکار رہے اگر معنے تجکو حاصل نہون ظاہر طریقہ مرشدون کا اختیار کر کہ یہ روش ظاہری تجھے معنے کو پہونچا دیگی آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

اول ہر آدمی خود صورتست	بعد ازان جان کو جمال سیرتست	[1]ابتدائے آدمی شکل رجال	بعد اُسکے جان ہے سر جمال
اول ہر میوہ جز صورت کی ست	بعد ازان لذت کہ معنی وی ست	ابتدای میوہ بھی صورت رکھے	بعدہٗ معنے کہ وہ لذت رکھے
اولاً خرگاہ سازند و خرند	ترک را زان پس بمہمان آورند	اولاً تیار خیمہ کرتے ہین	ترک کو بعد اُسکے مہمان لاتے ہین
صورتت خرگاہ وان معنی ست ترک	معنیت ملاح وآن صورت چو فلک	تیری صورت خیمہ ترک اک معنی ہی	معنے ملاح اور صورت کشتی ہے
بہر حق این را رہا کن یک نفس	تا خر خواجہ بجنبانند جرس	ایک دم اُسکو خدارا کر رہا	تا ہلائے گھنٹہ خواجہ کا گدھا

رفتن خواجہ و قومش بسوے دہ — جانا خواجہ و قوم اُسکی کا طرف گانون کے

خواجہ و بچگان جازی ساختند	بر ستوران جانب دہ تاختند	[2]خواجہ اور فرزند سامان بیل پر	گانون کی جانب گئے بس لاد کر
شادمانہ سوے صحرا راندہ اند	سافروا کے تغنموا بر خواندہ اند	سوے صحرا خوش و خرم جاتے تھے	سافروا کے تغنموا کو پڑھتے تھے
کز سفرہا بندہ کیخسرو شود	بے سفرہا ماہ کے خسرو شود	کہ سفر سے بندہ ہووے بادشاہ	بے سفر روشن نہووے قرص ماہ
از سفر بیذق شود فرزین راد	وز سفرہا یافت یوسف صد مراد	اور سفر سے پیادہ بس فرزین بنے	اور سفر سے بادشاہ یوسف ہوے
روز روی از آفتابے سوختند	شب ز اختر راہ مے آموختند	دن کو کرتے گرم منہ خورشید سے	رات کو تارون پہ چلتے راہ تھے
خوب گشتہ پیش ایشان راہ زشت	از نشاط دہ شدہ رہ چون بہشت	[3]آگے اُنکے راہ بد اچھی ہوئی	گانونکی عشرت سے رہ جنت بنی
تلخ از شیرین لبان خوش میشود	خار از گلزار دلکش میشود	تلخ شیرین لب سے بس خوش ہوتا ہے	خار جون گلشن سے دلکش ہوتا ہی
حنظل از معشوق خرما میشود	خانہ از ہمخانہ صحرا مے شود	یا حنظل دے ہو خرما سے سوا	صحرا ہمخانہ سے خانہ ہو دلا
ای بسا از نازنینان خارکش	بر امید گلعذارے ماہ وش	ای بہت نازکبدن اور نازنین	ہین امید گلبدن پر خار چین

سافری کرو تم اور بہت غنیمت پاؤ ۱۲

[1] ابتداے الخ ہ شعر ابتداے آدمی کی صورت انسان ہے بعد اُسکے جان لے کہ سر جمال ہے ابتدا میوے کی بھی صورت رکھتی ہی بعد اُسکے معنے کہ وہ لذت رکھتی ہے اول خیمہ تیار کرتے ہین بعد اُسکے معشوق کو مہمان لاتے ہین آگے حقائق ہین تیری صورت خیمہ و ترک معنی ہی معنے ملاح اور صورت کشتی ہے ایکدم خدا کیواسطے چھوڑتا خواجہ کا گدھا گھنٹہ ہلائے یعنے صورت راستی معنے کو پہونچاتی ہے تو ایکدم خدا کیواسطے اس صورت کو چھوڑ کہ معنے سے آگہی تجکو ہو آگے قصہ خواجہ کا ہے فافہم ۱۲ [2] خواجہ الخ ہ شعر خواجہ اور فرزند اُسکے سامان بیل پر لاد کر گانون کی جانب گئے جانب صحرا کے خوش و خرم جاتے تھے ترجمہ مسافری کرو تم اور بہت غنیمت پاؤ سفر کی برکتین پڑھتے تھے آگے حقائق ہین کہ سفر سے بندہ بادشاہ ہووے بے سفر ماہ روشن نہووے سفر سے پیادہ فرزین بنتا ہے اور سفر سے یوسف علیہ السلام بادشاہ ہوئے آگے رجوع بقصہ ہے دن کو منہ گرم کرتے تھے خورشید سے اور رات کو تارون پر راہ چلتے تھے یعنے سفر کرنے سے مفلس آسودہ ہوتا ہے اور پیادہ فرزین بنتا ہی آگے قصہ کا بیان ہی فافہم ۱۲ [3] آگے الخ ۱۰ شعر آگے اُنکے راہ بد بہتر اور گانون کی عشرت سے راہ جنت بنی آگے مثال ہے شیرین لب سے تلخ خوش ہوتا ہی خار مانند گلشن کے دلکش ہوتا ہے یا حنظل ہے تو خرما سے سوا ہے اور صحرا ہمخانہ سے خانہ ہووے ای بہت نازکبدن اور نازنین آمید گلبدن پر خار چنتے ہین ای بہت حمال ہین پشت تو تا بلاے ماہرویون سے مہ جبین آہنگر اپنا جمال سیاہ کرتے ہین تاکہ رات آئے وروئے ماہ چو بین خواجہ شام تک دکان پر قید ہے کیونکہ آسکے دل مین دلبر جڑ رکھتا ہے خشکی و دریا مین سوداگر پھرتا ہی جو کہ اہلخانہ کی محبت رکھتا ہی ہر کوئی مردہ کو اول لیتا ہی اپنی زندگی کی امید پر تجارکہ چوب کی خواہش کرتا ہی خدمت محبوب کی امید پر یعنے حب دنیا کے واسطے ہر ایک شخص آفات و بلا سر پر لیتا ہی اور درم و دینار مردہ کو اپنی زندگی کیواسطے خریدتا ہی آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲

ای بسا حمال گشته پشت ریش	از برای دلبر و روی خویش	ای بہت حمال ہین پشت دوتا	ماہ رویان کی بلا سے پُرجفا
کردہ آہنگر جمال خود سیاہ	تاکہ شب آید ببوسد روی ماہ	کرتے آہنگر جمال اپنا سیاہ	تاکہ رات آئے وچومے روے ماہ
خواجہ تا شب بر دکان چار میخ	زانکہ سروی در روش کرد ست بیخ	شام تک خواجہ دکان پر قید ہے	کیونکہ دلبر اُسکے دل مین جڑ رکھے
تاجرے دریا و خشکی می رود	آن بمہر خانہ شینی میرود	خشکی و دریا مین سوداگر پھرے	اہل خانہ کی محبت جو رکھے
ہر کرا با مُردہ سودائے بود	بر امید زندہ سیمائی بود	ہر کوئی مُردہ کو لیتا مول ہے	زندگی اپنی دہ لے اُمید پے
آن دگر روے آوردہ بچوب	بر امید خدمت مہ روئے خوب	کرتا خواہش چوب کی نجار ہے	خدمت محبوب کی اُمید پے
بر اُمید زندۂ کن اجتہاد	کو نگردد بعد روزے دو جماد	سعی کر زندہ کی تو اُمید پے	بعد دو دن کے نہ وہ مُردہ بنے
ہین مکن مونس خسی را از خسے	عاریت باشد درو آن مونسے	مت کری ناکس کو تو مونس کبھی	عاریت ہوتی ہے اُسکی مونسی
انس تو با مادر و بابا کجاست	گر بجز حق مونسانت را وفاست	ہی کہاں انس اب تجھے ماں باپ کا	حق سوا مونس کو تیرے کب وفا
انس تو با دایہ و لالا چہ شد	گر کسے شاید بغیر حق عضد	انس لالا دائی کا کیا ہو گیا	قوت بازو کسے ہے حق سوا
انس تو با شیر و با پستان نماند	نفرت تو از دبیرستان نماند	تجکو جب نے شیر و پستان سے رہی	تجکو نفرت نے دبستان سے رہی
آن شعاعی بود بر دیوارشان	جانب خورشید رفت آن نشان	وہ شعاع دیوار پر تھی انکی وان	جانب خورشید پلٹا وہ نشان
بر ہران چیزی کہ افتد آن شعاع	تو بران ہم عاشق آئی ای شجاع	وہ شعاع جس چیز پر بھی آ پڑے	اُسکا تو عاشق ہوا اور شیدا بنے
عشق بر تو ہر چہ آن موجود بود	آن ز وصف حق زر اندود بود	عشق آیا تجکو جس موجود پے	وصف حق کا جون ملمع اُس پہ ہے
چون زری با اصل رفت و مس نماند	از زری خویشتن مفلس بماند	زر گیا جو اصل کو تا بنا گیا	اپنے زر ہونے سے مفلس رہ گیا
طبع سیر آمد طلاق او بخواند	پشت پا زد کو دو دست ازوی فشاند	ہوئی طبیعت سیر ترک اُسکو کیا	لات ماری دست بردار اور ہوا
از زر اندود صفاتش پاکشی	از جہالت قلب را کم گوی خوش	چاہیئے مت اُسکے ملمع وصف کو	جہل سے کھوٹے کو مت اچھا کہو
کان خوشی در قلبہا عاریتی ست	زیر زینت مایۂ بے زینتی ست	اچھا پن کھوٹے کا ہی یہ عارضی	نیچے ہر زینت کے ہی بے زینتی
زر ز روی قلب در کان میرود	سوی آن کان رو تو ہم کان میرود	کھوٹے پن سے زر گیا ہے کان مین	تو بھی جا وہ گر گیا ہے کان مین

سل سعی کر الخ ۳ شعر تو فرزند حق کی امید پر کوشش کر کہ بعد دو دن کے وہ مُردہ نہ بنے اور کبھی ناکس کو اپنا مونس مت کر کہ اسکی مونسی عارضی ہوتی ہی تیرے ماں باپ کا اب انس کہاں ہے حق کے سوا تیرے مونس کو کب وفا ہے یعنے تو حق کی اُمید پر کوشش کر کہ وہ ہمیشہ زندہ ہی اور ناکس سے اُنس مت کر کہ وہ عارضی ہی باقی حال اسکا آگے ہی فافہم ۱۲ سلا انس الخ ۸ شعر اُنس خادم و دائی کا کیا ہو گیا حق کے سوا قوت بازو کسے ہی تجکو شیر و پستان کی محبت نہ رہی وہ شعاع دیوار پر تھی وہ نشان جانب خورشید پلٹا جو کہ وہ شعاع ہر چیز پر پڑے اسکا تو عاشق ہوا اور شیدا بنے جس موجود پر تجکو عشق آیا اُسپر وصف حق کا مانند ملمع کے ہے آگے اسکی مثال ہے زر جو اپنی اصل کو گیا تانبا رہا اپنے زر ہونے سے وہ مفلس رہ گیا طبیعت سیر ہوئی اسکو ترک کیا لات ماری اور دست بردار ہوا باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ سلا چاہیے مت الخ ۵ شعر اُسکے ملمع وصف کو مت چاہ اور جہل سے کھوٹے کو اچھا مت کہہ یہ اچھاپن کھوٹے کا عارضی ہے نیچے ہر زینت کے بے زینتی ہے کھوٹے پر سے زر کان مین گیا ہی تو بھی جا وہ اگر کان بن گیا ہی تو جانا شمس مین ہی دیوار پر سے پس تجکو شمس کی طرف جانا بہتر ہی جبکہ آسمان سے لے تو آب کو جو وفا پر نالہ کو نہین پاتا ہی معدن دنبہ کی ہو وے دام گرگ کب یک جلد وہ گرگ سترگ پہچانے یعنے یہ صورت مجازی کا حسن پرتو خورشید ہی کہ بعد چند روز کے پلٹ کر اپنی اصل کو جاتا ہی یا ایک ملمع زر ہی کہ تانبے پر چڑھا ہی کہ بعد چند روز کے وہ ملمع گیا خالی تانبا رہ گیا پس آسمان سے آب جو پرنالے کے بھروسہ پر مت رہ یعنے معنی حاصل کر و صورت ظاہری چھوڑ دے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲—

نور از دیوار تا خور مے رود — تو بدان خور رو کہ در خور میرود
زین سپس بستان تو آب از آسمان — چون ندیدی تو وفا در ناودان
معدنِ دنبہ نباشد دام گرگ — کی شناسد معدنِ آن گرگِ سترگ
در گمان بُردند بستہ در گرہ — می شتابیدند مغروران بدہ
ہمچنین خندان و رقصان می شدند — سوی آن دولاب چرخی مے زدند
چون ہمیدیدند مرغے می پرید — جانبِ دہ صبر جامہ مے درید
ہر نسیمے کز سوی دہ مے وزید — گوئیا سیحِ بدان مے پر درید
ہر کہ مے آید ز دہ او سوے او — بوسہ میدادند خوش بر روے او
کہ تو روے یارِ ما را دیدۂ — پس تو جان جانِ ما را دیدۂ

نور جاتا شمس میں دیوار سے — جانا سوئے شمس بہتر ہے تجھے
آسمان سے بعد ڈولے آب کو — یا وفا پایا نہ پرنالہ کو جو
معدنِ دنبہ نہو وے دام گرگ — کب جگہ پہچانے وہ گرگِ سترگ
تھا گمان[۵۱] کہ زر گرہ میں ہے بندھا — جاتے تھے مغرورہ گانوں کو بھلا
ایسے ہی جاتے تھے ہنستے کھیلتے — مثلِ دولاب اسطرف چکر میں تھے
جانور اُڑتے ہوئے جو کہ دیکھے — گانوں کی جانب تو بس بے صبر تھے
گانوں کی جانب سے جو چلتی ہوا — اُڑتی تھی روحِ روان اُسجا گویا
گانوں سے آتا جو اُنکے پاس تھا — چومتے خوش ہوکے اُسکے دست و پا
کہ ہمارا یار تو نے دیکھا ہے — جان کی جان کا ہماری دید ہے

قصہ نواختن آن سگ را کہ مقیم کوی لیلےٰ بود

قصہ تعظیم کرنا مجنون کا اُس کُتے کی کہ مقیم گلی لیلیٰ کا تھا

ہمچو مجنون کو کہ سگ را مے نواخت — بوسہ اش میداد و پیشش میگداخت
گرد او میگشت خاضع در طواف — ہمچو حاجی گرد کعبہ بے گزاف
ہم سر و پایش ہمی بوسید و ناف — ہم جلابِ شکرش میداد صاف
بوالفضولی گفت کای مجنونِ خام — اینچہ شیدست اینکہ می آرے مُدام
پوزِ سگ دائم پلیدی مے خورد — مقعدِ خود را بلب مے استرد
عیبہائے سگ بسے او مے شمرد — عیبِ دان از غیبِ دان بوئی نبرد
گفت مجنون تو ہمہ نقشے و تن — اندر آ بنگر تو از چشمانِ من

مثل[۵۲] مجنون کہ وہ سگ کو چومتا — کرتا تعظیم اور خود کو میٹتا
گرد اُسکے عجز سے کرتا طواف — مثلِ حاجی گردِ کعبہ بے گزاف
اُسکے سر اور پانوں کو بھی چومتا — بھی جلاب اُسکو شکر کا دیتا تھا
بولا اک گستاخ کہ مجنون خام — مگر یہ کیا ہے کہ کرتا ہے مدام
سگ کا مُنھ کھاتا پلیدی کو مدام — چاٹتا اپنی ہے مقعد کو مدام
عیب وہ از بسکہ سگ کے کہتا تھا — عیب میں کب غیب بین کو جانتا
بولا[۵۳] مجنون تو تو بالکل جسم ہے — اندر آ تو دیکھ میری آنکھ سے

[۵۱] گمان تھا الخ، شعر گمان تھا کہ زر گرہ میں بندھا ہے اور گانونکو مغرور جاتے تھے ایسے ہی کہتے و ہنستے جاتے تھے اور اسطرف مثل دولاب کے چکر میں تھے جو کہ جانور اڑتے ہوئے دیکھتے گانوں کی جانب تو بہت بیقرار رہتے گانوں کی جانب سے جو ہوا چلتی روح روان گویا اُس جا اُڑتی جو گانوں سے اُنکے پاس آتا تھا خوش ہوکر چومتے تھے اُسکے دست و پا کہ ہمارے یار کو تو نے دیکھا ہماری جان کی جان کا تو نور ہے یعنے منزل مقصود جب نزدیک ہوتی ہے تو اشتیاق شوق سے دل اُسکا اُس طرف کو کھینچتا ہے اور جو اُدھر سے آتا ہے محبوب تر معلوم ہوتا ہے جیسے مجنون کو سگ لیلی فرشتہ معلوم ہوتا تھا چنانچہ اُسکا قصہ مثال میں آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲ [۵۲] مثل مجنون الخ، شعر مثل مجنون کے کہ وہ سگ کو چومتا تھا تعظیم کرتا اور خود کو میٹتا تھا اُسکے گرد عجز سے طواف کرتا مثل حاجی کے گرد کعبہ بے گزاف اُسکے سر اور پانوں بھی چومتا اور جلاب بھی اُسکو شکر کا دیتا تھا ایک گستاخ نے کہا کہ ای مجنون خام یہ کیا کرتا ہے کہ تو ہمیشہ کرتا ہے مُنھ سگ کا ہمیشہ پلیدی کو کھاتا ہے اور مدام اپنی مقعد کو چاٹتا ہے وہ عیب بہت سگ کے کہتا تھا عیب میں کیا غیب بین جانتا ہے یعنے مجنون اُسکے مُنھ پر نظر رکھکر تعظیم سگ کی کرتا تھا اور وہ گستاخ صورت پرست اُس راز سے کب خبردار تھا کیونکہ جو عیب دیکھتا ہے وہ غیب سے محروم رہتا ہے آگے راز سننے کو مجنون بیان کرتا ہے رموز میں فافہم ۱۲ [۵۳] بولا مجنون الخ، شعر مجنون نے کہا تو بالکل جسم ہے اندر آکر دیکھ میری آنکھ سے یہ طلسم حق کا بندھا ہے اور یہ کوچہ لیلی کا محافظ ہے ہوش و ہمت و جان و دل تو اسکا دیکھ کس جا کو اپنا مسکن کیا ہے میرے سعد کا وہ سگ جیا ہے بلکہ وہ میرا ہمدم دوالم ہے اُسکے کوچہ میں جو وہ سگ رہتا ہے اُسکی خاک پا بہتر ہے شیر سے کوچہ میں اُسکے جو وہ سگ رہتا ہے اُسکا ایک بال میں کب شیر کو دون شیر تو اُسکے کتون کے غلام ہیں کہنا ممکن نہیں ہر چیز ہو اور سلام یعنے یار کے کوچہ کا کتا بھی بہتر ہے شیران اہل دنیا سے آگے اسکے حقائق میں فافہم ۱۲

کاین طلسم بستهٔ مولی ست این — پاسبان کوچهٔ لیلی ست این
که طلسم اک یہ بندھا مولیٰ کا ہی — یہ محافظ کوچۂ لیلیٰ کا ہے

همتش بین و دل و جان و شناخت — کو کجا بگزید و مسکن گاه ساخت
ہوش و ہمت جان و دل دیکھ اسکا تو — اپنا مسکن کر لیا کس جاے کو

او سگ فرخ رخ کهف من ست — بلکه او هم درد و هم کهف من ست
وہ سگ فرخ ہی میرے کہف کا — بلکہ ہر درد و الم ہے وہ مرا

آن سگی کو گشت در کویش مقیم — خاک پایش به ز شیران عظیم
اُسکے کوچہ میں وہ سگ جو رہتا ہی — خاک پا بہتر ہی اُسکی شیر سے

آن سگی که باشد اندر کوی او — من بشیران کی دهم یک موی او
اُسکے کوچہ میں وہ سگ رہتا ہی جو — ایک بال اُسکا میں کب دون شیر کو

آنکه شیران مر سگانش را غلام — گفتن امکان نیست خامش والسلام
شیر ہیں جو اُسکے کتون کے غلام — کہنا نے ممکن ہی چپ رہ والسلام

گر ز صورت بگذرید ای دوستان — جنت ست و گلستان در گلستان
تم[1] اگر صورت سے گذرو دوستان — ہی بہشت اندر بوستان در بوستان

صورت خود چون شکستی سوختی — صورت کل را شکست آموختی
توڑی اپنی صورت اور جو خاک کی — کل کی صورت توڑنی بس سیکھ لی

بعد از آن هر صورتی را بشکنی — همچو حیدر باب خیبر بر کنی
بعد اُسکے توڑے ہر صورت کو تو — جون علیؓ توڑے در خیبر کو تو

سغبهٔ صورت شد آن خواجه سلیم — که بده می شد بگفتار سقیم
خواجہ شہری عاشق صورت ہوا — گانوں کو اس بد کے کہنے پر چلا

سوی دام آن تملق شادمان — همچو مرغی سوی دانهٔ امتحان
جانب اس دام تملق کے روان — جیسے مرغ اک سوی دانہ ہو روان

از کرم دانست آن مرغ حریص — دانه را با دام لیکن شد محیص
مرغ حرصی نے کرم سی جانا تھا — دام کے دانہ کو پر اُسمیں پھنسا

از کرم دانست مرغ آن دانه را — غایت حرص ست نی جود و سخا
دانہ[2] وہ بخشش سے جانا مرغ نے — غایت حرص ہی نہ وہ ہی جود سے

مرغ کان در طمع دانه شادمان — سوی آن تزویر پران و دوان
مرغ جو خوش طمع میں دانہ کے تھا — وہ طرف اُس مکر کے دوڑا اُڑا

گر ز شادی خواجه آگاهت کنم — ترسم ای رهرو که بیگاهت کنم
گر خوشی سے خواجہ کی آگہ کرون — دیر ہو تجکو ای سالک ڈرتا ہون

مختصر کردم چو آمد ده پدید — خود نبود آن ده ره دیگر گزید
مختصر کرتا ہون جو گانوں دکھا — خود نہ وہ گانوں تھا اور تھا دوسرا

قرب ماهی ده بده می تاختند — زانکه راه ده نکو نشناختند
ایک[3] مہینہ تک گانوں گانوں وہ پھرا — کیونکہ گانوں کی نہ رہ تھا جانتا

هر که گیرد پیشه بی اوستاد — ریش خندی شد بشهری و بلاد
جو کہ پیشہ لے بغیر اُستاد کے — شہر و دہ میں ہو ہنسی اُس شخص پے

هر که در ره بی قلاوزی بود — مر دو روزه راه صد ساله شود
جو کہ بے رہبر کے جای گانوں کو — راہ دو دن سو برس کی راہ ہو

هر که تازد سوی کعبه بی دلیل — همچو این سرگشتگان گردد ذلیل
جو کوئی کعبہ کو جائے بے دلیل — وہ پریشان کسطرح ہووے ذلیل

[1] تم اگر الخ یعنی شعر ای دوستو تم اگر صورت سے گذرو بہشت اور بوستان اندر بوستان ہی جو توڑے اپنی صورت اور خاک کی کل کی صورت توڑنی سیکھ لی یعنے جسنے اپنی صورت فنا کی اُسنے کل کی صورت فنا کرنی سیکھ لی بعد اُسکے توڑے تو ہر صورت کو تو علیؓ کے مانند در خیبر اکھاڑے آگے رجوع بقصہ ہے خواجہ شہری عاشق صورت کا ہوا اور بدرگ کے کہنے پر گانوں کو چلا آگے اُسکی مثال ہے اُس دم تملق کی جانب روانہ ہو جیسے ایک مرغ طرف دانہ امتحان کے اور مرغ حرصی نے بخشش سے جانا اُس دانہ دام کو لیکن اُسمیں پھنسا یعنے خواجہ صورت پرست ہوا اور اُسکے کہنے پر روانہ گانوں کا ہوا جیسے مرغ دانہ دام میں دیکھ کر جاتا ہی اور خود دام میں پھنستا ہی باقی حال اسکا آگے ہی فافہم ۱۲ [2] دانہ وہ الخ یعنے شعر دانہ مرغ نے بخشش سے جانا نہایت حرص ہی نہ بخشش سے ہی مرغ جو طمع دانہ میں خوش تھا طرف اُس مکر کے دوڑا اور اُڑا آگے رجوع بقصہ ہی اگر خوشی سے خواجہ کی آگاہ کرون تجکو ای سالک دیر ہو میں ڈرتا ہون مختصر کرتا ہون جبکہ گانوں دیکھا تو وہ گانوں نہ تھا دوسرا تھا ایک مہینے تک گانوں گانوں وہ پھرا کیونکہ گانوں کا راہ نہ جانتا تھا آگے حقائق ہیں فافہم ۱۲ [3] جو کہ الخ یعنے شعر جو کہ بغیر اُستاد کے پیشہ کے شہر میں گانوں میں اُس شخص پر ہنسی ہووے جو کہ بغیر رہبر کے گانوں کو جائے دنوں کی راہ سو برس کی راہ ہووے جو کوئی کعبہ کو بغیر دلیل کے جاے ان پریشانوں کی طرح ذلیل ہووے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲-

زان کہ نادر باشد اندر خافقین　　آدمی سر بر زند بے والدین
مال او یابد کہ کسبے مے کند　　نادری باشد کہ بر گنجے زند
مصطفائی کو کہ جسمش جان بود　　تا کہ رحمٰن علم القرآن بود
اہل تن را جملہ علم بالقلم　　واسطہ افراشت در بذل و کرم
ہر حریصے ہست محروم اے پسر　　چون حریصان تگ مرو آہستہ تر
اندرین رہ رنجہا دیدند و تاب　　چون عذاب مرغ خاکی اندر آب
سیر گشتہ از دہ و از روستا　　در شکر ریزی چنان نا اوستا

شش[1] جہت مین ہووے نادر اسلیے　　آدمی پیدا ہو بے مان باپ کے
مال و پائی کہ کسب اک وہ کرے　　ہووی نادر گنج اک کو جو ملے
ہین[2] کہان احمد تن انکا جان تھا　　تا کہ رحمٰن علم القرآن تھا
اہل تن کو جملہ علم بالقلم[3]　　کر دیا ہے واسطہ بذل و کرم
ہی حریص ہر ایک محروم اب سنو　　جون حریصان دوڑے مت آہستہ ہو
رنج اس رہ مین اٹھائے بیحساب　　آب مین جون مرغ خاکی کو عذاب
ہو گئی بس گانون سے سیری اسے　　اور شکر ریزی سے بے استاد کے

رسیدن خواجہ و قومش بسوی دہ و نادیدہ و ناشناخت آوردن روستائی ایشان را

پہونچنا خواجہ و قوم اسکی کا طرف گانون کے اور انجان بن کے لانا دہقانی کا انکو

بعد ماہی چون رسیدند آنطرف　　بینوا ایشان ستوران بی علف
روستائی بین کہ از بد نیتی　　مے کند بعد اللتیا و التی
روئے پنہان میکند زیشان بروز　　تا سوی باغش نہ بکشایند پوز
آنچنان رو کہ ہمہ رزق و شر ست　　از مسلمانان نہان اولیٰ ترست
روہا باشد کہ دیوان چون مگس　　بر سر آن نشستہ باشد چون حرس
چون ببینی روی او در تو فتند　　یا مبین آن یا چو دیدے خوش مخند
در چنان روی خبیث عاصیہ　　گفت یزدان نسفعا بالناصیہ

بعد[4] اک مہ پہونچے وہ اس سمت کو　　بیل کے گھانس اور بے کھانا تھے وہ
دیکھو دہقانی کو بد نیت سے جو　　کرتا ہی بس لیت و لعل اب اپنے وہ
دن مین اُنسے چھپاتا منھ کو ہے　　تا کرین وہ منھ نہ جانب باغ کے
ایسا منھ کہ مکر و شر سے ہو بھرا　　وہ مسلمانون سے پوشیدہ بھلا
بعضے منھ کہ دیو مانند مگس　　اسکے سر پر بیٹھا ہو مثل جرس
اسکا منھ دیکھے جو وہ تجھ پر پڑے　　دیکھ مت گر دیکھے مت خوش ہووے
ایسا منھ گو کہ ہی بد اور عاصیہ　　بولا یزدان نسفعاً بالناصیہ[5]

[1] شش جہت الخ، شعر شش جہت مین اسلیے نادر ہووے جو آدمی پیدا بغیر مان باپ کے ہووے وہ مال پائے کہ ایک کسب کرے و نادر ہووے کہ ایک کو گنج ملے احمد صلعم کہان ہین کہ تن انکا جان تھا ترجمہ تا کہ رحمٰن پڑھاتا ہوا القرآن کا ہووے اہل تن کو جملہ علم لکھا ہوا کر دیا ہی واسطے بذل و کرم کے ہر ایک حریص محروم ہی اب سنو مانند حریصون کے دوڑ مت آہستہ ہو آگے رجوع بقصہ ہے اس راہ مین رنج بیحساب اٹھائے جیسے آب مین مرغ خاکی کو عذاب ہو پس گانون سے سیری ہو گئی اُسے اور شکر ریزی سے بغیر اُستاد کے یعنے ہر ایک بے تدبیر دنیا کے کسب مقصود پاتا ہی اور وجود باجود سرور کائنات صلعم کہان ہی کہ حکم جان کا رکھتا ہی اور بغیر اُستاد کے خدا کے علم پاتا ہی اور دوسرونکو علم کسبی ہے اسواسطے حریص محروم ہین پس تو بے مرشد کے راہ مت چل کہ مقصد حاصل نہوگا آگے رجوع بقصہ ہی فافہم ۱۲ [4] بعد اک الخ، شعر جب ایک ماہ کے وہ اس طرف پہونچے وہ بغیر کھانے کے و بیل بے گھانس کے تھے اب دیکھو دہقانی کو کہ بد طینتی سے جو کرتا ہے لیت و لعل سے وہ اُنسے منھ کو دن میں چھپاتا ہی تا کہ وہ منھ جانب باغ کے نکرین آگے حقائق مین ایسا منھ کہ مکر و شر سے بھرا ہو وہ مسلمانون سے پوشیدہ ہی بہتر بعض منھ ہی کہ دیو مانند مگس کے اسکے سر پر بیٹھا ہو مثل نگہبان کے اسکا منھ جو تو دیکھے تجھ پر پڑے پس تو مت دیکھ تو خوش نہو ایسا منھ گو کہ وہ بد گنہگار ہی حق نے فرمایا ترجمہ پکڑونگا ساتھ پیشانی کے آگے رجوع بقصہ ہی جبکہ پوچھا اور پایا اسکا گھر مثال اپنون کے طرف دروازے کے دوڑے اسکی عورت نے دروازہ بند کیا خواجہ اس کج ادائی سے حیران ہوا ولیکن وہ تشدد کرنے کا وقت نتھا جب کہ چاہ مین گر اتیزی سے کیا فائدہ یعنے ریاکارون کی وہ صورت ہے کہ انکی صحبت سے نفس کو اور ترقی ہوتی ہی خدا انکو فرماتا ہے کہ پکڑونگا مین ساتھ پیشانی کے باقی قصہ آگے ہی فافہم ۱۲

[2] پڑھاتا ہوا القرآن کا ۱۲ [3] علم لکھا ہوا ۱۲

[5] پکڑونگا مین ساتھ پیشانی کے ۱۲

چون بپرسیدند خانه‌اش یافتند | همچو خویشان سخرهٔ در بشتافتند
در فرو بستند اهل خانه‌اش | خواجه شد زین کژروی دیوانه‌وش
لیک هنگام درشتی هم نبود | چون در افتادی بچه تیزی چه سود
بر درش ماندند ایشان پنج روز | شب بسر ما روز خود خورشید سوز
نے ز غفلت بود ماندن نے ز خری | بلکه بود از اضطرار و بے زری
با لئیمان بستهٔ نیکان ز اضطرار | شیر مرداری خورد از جوع زار
او همی دیدش همی گفتش سلام | کہ فلانم من مرا اینست نام
گفت باشد من چه دانم تو کئی | یا پلیدی یا قرین پاکئی
و الّهم روز و شب اندر صنع هو | هیچگونه نیستم پروائے تو
از خودی خود ندارم هم خبر | نیست از هستی سر موئیم اثر
هوش من از غیر حق آگاه نیست | در دل و جانم بجز الله نیست
گفت اینده یا قیامت شد شبیه | تا برادر شد یفر من اخیه
شرح میکردش کہ من آنم کہ تو | لوتها خوردے ز خوان من دو تو
لے فلان روزت خریدم آن متاع | کل سر جاوز الاثنین شاع
نے تو بودی سالها مهمان من | نے رسیدت بیکران احسان من
ستر مهر ما شنیدستند خلق | شرم دارد رو چو نعمت خورد حلق
او همی گفتش چه گوئی ترهات | نے ترا دانم ز نام تو نه جات
پنجمین شب ابر بارانی گرفت | کاسمان از بارشش شد در شگفت
چون رسید آن کارد اندر استخوان | حلقه زد خواجه کہ مهتر را بخوان

جبکہ پوچھا اور پایا اسکا گھر | شکل اپنوں کے وہ دوڑے سوی در
اسکی پس زوجہ نے دربستہ کیا | خواجہ حیران کج ادائی سے ہوا
پر نہ تشدد کا نہیں وہ وقت تھا | چاہ میں جبکہ گرا تیزی سے کیا
در پہ[1] اسکے بس رہے وہ پانچ روز | شب کو سردی دن کو تھا خورشید سوز
نے تھا غفلت و خری سے ٹھہرنا | بلکہ تھا وہ بے زری سے ٹھہرنا
بیقراری ہے ہین بد کے ساتھ نیک | شیر کھاتا بھوک سے مردار ایک
دیکھ اسکو اور کیا اسکو سلام | کہ فلان ہوں اور یہ میرا ہے نام
بولا ہو کیا جانوں میں تو کون ہے | یا پلیدی یا تو پاکی کو رکھے
صنع ہو میں رات دن والہ ہوں میں | کچھ نہیں مجکو تری اب خواہش نہیں
بے[2] خودی اپنی سے مجکو کچھ خبر | نے سر مو اپنی ہستی سے اثر
غیر حق سے ہوش نے آگہ مرا | جان و دل میں ہے نہ میرے جز خدا
بولا یہ دن ہے قیامت سے شبیہ | کہ ہوا بھائی یفر من اخیہ
شرح کرتا کہ میں وہ ہوں جو طعام | کھاتا تھا تو خوان سے میرے مدام
نے فلانے دن خریدا وہ متاع | کل سر جاوز الاثنین شاع
تو نہیں برسوں مرا مہمان تھا | تجھپہ نے میں نے کیا احسان تھا
سر محبت کا مری سنتی تھی خلق | شرم رکھے منہ جو نعمت کھائے حلق
وہ یہی کہتا[3] تھا کیا بکتا ہے تو | مجکو نے جانوں نہ تیرے نام کو
پانچویں شب کو جو بارش نے لیا | ایسی بارش کہ فلک حیران تھا
حد سے گذری جو کہ تکلیف و بلا | در بجایا خواجہ نے دہقان تو آ

سلہ در پہ الخ یعنی اسکے دروازہ پر وہ پانچ روز رہے شب کو سردی دن کو سوز خورشید تھا غفلت اور خری سے ٹھہرتا نہ تھا بلکہ وہ بے زر ہونے سے ٹھہرتا تھا آگے اسکے حقائق ہیں بد دن کے ساتھ نیک بے قراری سے ہیں شیر بھوک سے مردار کھاتا ہے اسکو دیکھا اور سلام کیا کہ میں فلان ہوں اور یہ میرا نام ہے کہا ہووے میں کیا جانوں تو کون ہے پلیدی یا پاکی تو رکھے میں صنعت ہو رات دن والہ ہوں میں اب تیری خواہش نہیں مجکو کچھ نہیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بے خودی الخ یعنی مجکو اپنی خودی سے کچھ خبر نہیں سر مو اپنی ہستی سے اثر نہیں میرا ہوش غیر حق سے آگاہ نہیں میرے جان و دل میں سوا حق کے کوئی نہیں کہا یہ دن قیامت کی مثال ہے کہ بھاگتا ہوا ترجمہ بھاگنے والا بھائی سے شرح کرتا میں وہ ہوں کہ تو طعام کھاتا تھا خوان سے میرے مدام فلان دن وہ نہیں خریدا تھا متاع کل بھید جو تجاوز کرتا ہے تو میرا برسوں مہمان نہ تھا تجھپر بخدا احسان نہیں کیا تھا بھید میری محبت کا خلق سنتی تھی جو حلق نعمت کھائے تو منہ شرم سے رکھے یعنی میں ذات حق میں فنا ہوں مجھے اپنی ہستی سے کچھ خبر نہیں میں تجھے نہیں جانتا باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ وہ یہی الخ یعنی وہ یہی کہتا تھا کہ تو کیا بکتا ہے میں تجھے نہیں جانتا نہ تیرے نام کو پانچویں رات کو جو بارش نے لیا ایسی بارش کہ آسمان حیران تھا جو تکلیف و بلا حد سے گذری خواجہ نے دروازہ بجایا کہ اے دہقان تو آ تو خوشامد سے وہ پاس دروازہ کے آیا اور کہا کہ آخر کیا ہے اے جان پدر کہا میں نے اس حق کو چھوڑا جو کہ میں جانتا تھا پانچ روز میں گھر جا میری جان کو بچا لو کہ اس سردی سے مالک ہوا آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

سلہ بھاگ گئے ۱۲ سلہ کل بھید جو دو آدمیوں سے تجاوز کر گیا وہ فاش ہو جاتا ہے ۱۲

چون بصد الحاح آمد سوے در گفت آخر چیست ای جان پدر
گفت من آن حقها بگذاشتم ترک کردم انچه مے پنداشتم
پنج ساله رنج دید آن پنج روز جان مسکینم درین سرما و سوز
یک جفا از خویش و از یار و تبار در گرانی هست چون سی صد هزار
زانکه دل ننهاد بر جور و جفاش جانش خوگر بود با مهر و وفاش
هر چه بر مردم بلا و شدت ست این یقین دان کز خلاف عادت ست
گفت ای خورشید مهرت را زوال گر تو خونم ریختی کردم حلال
امشبے باران بماه گوشهٔ تا بیابی در قیامت توشهٔ
گفت ای یک گوشه هست آن باغبان هست اینجا گرگ را او پاسبان
در کفش تیر و کمان از بهر گرگ تا زند چون آید آن گرگ سترگ
گر تو آن خدمت کنی جا آن تست ورنه جائے دیگری فرما بجست
گفت صد خدمت کنم تو جای ده وان کمان و تیر در کفم بنه
من نخسپم حارسی رز کنم گر برآرد گرگ سر تیرش زنم
بهر حق مگذارم امشب ای دو دل آب باران بر سر و در زیر گل
گوشه خالی شد و او با عیال رفت آنجا جای تنگ بے مجال
چون ملخ بر همدگر گشته سوار از نهیب سیل اندر کنج غار
شب همه شب جمله گویان کای خدا این سزاے ما سزاے ما سزا
این سزاے آنکه شد یار خسان یا کسے کرد از براے ناکسان

سو خوشامد سے وہ آیا پاس در بولا آخر کیا ہے اے جان پدر
بولا مین نے ترک اُس حق کو کیا وہ بھی چھوڑا جو کہ مین تھا جانتا
پانچ سالہ پانچ دن مین دکھ ہوا جان کو جو کہ سردی مین میری ملا
[۱] اپنے خویشون اور یارون کی جفا بھاری ہے مین ہے وہ لاکھون سے سوا
نے یقین ہکو جفا پر اُسکی تھا جان جی فا سے اُسکی عادی تھی سدا
ہین جو مردم پر بلا و شدتین کر یقین کہ ترک عادت سے وہ ہین
بولا شمس مہر کو تیرے زوال گر گیا خون میرا تجکو ہے حلال
آج شب بارش ہے ہکو دے تو جا تا قیامت مین تو پائے خوش جزا
بولا یان ہے باغبان کا اک مکان کہ وہ اُسمین گرگ کا ہے پاسبان
گرگ کی خاطر لیے تیر و کمان تا کہ مارے گرگ جو آئے وہان
[۲] گر تو وہ خدمت کرے جا ہے تری ورنہ جلدی ڈھونڈھ تو جا دوسری
بولا سو خدمت کرون تو دے جگے وہ کمان و تیر تو لا مجکو دے
مین نسوؤن حفظ مین انگور کے سر نکالے گرگ مارون تیر اُسے
بہر حق مت چھوڑ امشب تو مجھے نیچے کیچڑ آب بارش سر پہ ہے
تھا مکان خالی گیا وہ باعیال ہر جگہ بھی تنگ وہ اور پر ملال
مثل ٹڈی ایک پر تھا دوسرا ڈر سے پانی کے ہر اک اُس جا پڑا
رات بھر کہتے تھے سب کہ اے خدا یہ ہماری ہے سزا اور ہے سزا
[۳] ہے سزا کہ یار ناکس کا ہوا یا کسی ناکس کا حامی ہو گیا

[۱] اپنے خویشون الخ شعر اپنے خویشون اور یارون کی جفا بھاری ہے مین وہ لاکھون سے سوا ہے اسکو یقین اُسکی جفا پر نہین تھا جان اُسکی وفا سے عادی تھی ہمیشہ آگے اسکے حقائق ہین جو مردم پر بلا و شدتین ہین یقین کر وہ ترک عادتون سے ہین کہا آفتاب محبت کو تیرے زوال ہے اگر میرا خون تجکو حلال ہے آج بارش کی رات ہے ہکو تو جگہ دے تا قیامت مین تو خوش جزا پائے کہا یہانپر ایک باغبان کا مکان ہے وہ اُسمین گرگ کا نگہبان ہے گرگ کیواسطے تیر و کمان لیے رہتا ہے گرگ کو مارتا ہے جو وہان آوے یعنے انسان پر بلا و آفت ترک عادت مین آتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] گر تو الخ شعر اگر تو خدمت کرے وہ جا تیری ہے ورنہ جلدی ڈھونڈھ تو دوسری جا کہا سو خدمت کرون تو جگہ دے وہ تیر و کمان تو لا مجکو دے مین حفاظت مین انگور کی نسوؤن اگر گرگ سر نکالے تیر اُسکے مارون واسطے خدا کے آجکی شب تو مجھے مت چھوڑ کہ نیچے کیچڑ اور سر پر آب بارش مکان خالی تھا وہ باعیال گیا لیکن جگہ پر ملال بھی ٹڈی کے مانند ایک پر دوسرا تھا پانی کے ڈر سے اُس جا ہر ایک پڑا تھا رات بھر سب کہتے تھے کہ اے خدا یہ ہماری سزا ہے اور سزا ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ [۳] ہے سزا الخ شعر یہ سزا ہے کہ یار ناکس کا ہوا یا کسی ناکس کا حامی ہو گیا اُسکی سزا ہے کہ طمع خام سے خدمت خاصون کی ترک کرتا ہے خاک پا کو نہی چاٹنا خوب ہے عام سے اُون کے زر و تیغ سے مرد روشن دل کا بندہ اگر تو ہووے اس سے بہتر ہے کہ شاہ کے سر پر تو ہووے شاہ کی خاک سے بجز آواز ڈھول کے تو نہین پاویگا کچھ تو اہل قول شہری رہزن جو ہین نسبت روح کے اور دہقان کیا ہے گنج بے سود ہے یعنے تو مطیع روشندل کا ہوا اور شاہان دنیا کا نہو کہ اُنسے بجز آواز کے اور کچھ حاصل نہوگا زاہد خشک رہزن روح کا ہے ویران ریا کا گنج بے سود ہین باقی حقائق آگے ہین فافہم ۱۲

این سزای آنکه اندر طمع خام / ترک گوید خدمت خاص کرام
خاک پاکان لیسی و دیوارشان / بهتر از عام و زر و گلزارشان
بندۀ یک مرد روشندل شوی / به که بر فرق سر شاهان روی
از ملوک خاک جز بانگ دهل / تو نخواهی یافت ای پیک سبل
شهریان خود رهزنان نسبت بروح / روستائی کیست گیج بے فتوح
این سزای آنکه بے تدبیر عقل / بانگ غولے آمدش بگزید نقل
چون پشیمانی ز دل شد با شغاف / زان سپس سودے ندارد اعتراف
چون پشیمان گشت اندل تا چه کرد / بعد از ان سودے ندارد آه سرد
آن کمان و تیر اندر دست او / گرگ را جویان همه شب سو بسو
گرگ خود بر وی مسلط چون شرر / گرگ جویان و ز گرگ او بیخبر
هر پشه هر کیک چون گرگے شده / اندر ان ویرانه شان زخمی زده
فرصت آن پشه راندن هم نبود / از نهیب حملۂ گرگ عنود
تا نیاید گرگ آسیبے زند / روستائی ریش خواجه بر کند
زین چنین دندان گزان تا نیمه شب / جان شان از ناف می آمد به لب
ناگهان تمثال گرگے هشته / سر بر آورد از فراز پشته
تیر را بگشاد آن خواجه ز شست / زد بر آن حیوان که تا افتاد پست
اندر افتادن ز حیوان باد جست / روستائی ہای کرد و کوفت دست
تا جوانمرد که خر کرۀ من است / گفت نے این گرگ چون آهرمن است

ہی سزا اسکی کہ طمع خام سے / ترک کرنا خدمت خاصان ہے
خاک پاکان چاٹنا بس خوب ہے / عام سے اور انکے زر اور باغ سے
مرد روشندل کا بندہ ہوے تو / بہتر اس سے کہ ہو شہ کی سر پہ تو
خاک شاہان سے بجز آواز ڈھول / تو نہین پائیگا کچھ اے اہل قول
شہری رہزن جو ہین نسبت روح کی / کیا ہے دہقان گنج اک بے سود ہے
ہے سزا اسکی کہ بے تدبیر عقل / سنکے بانگ غول کر دی اس نے نقل
جو محبت مین پشیمان دل سے ہے / بعد اسکے کیا فائدہ اقرار سے
جو پشیمان دل سے ہے کہ کیا کیا / آہ کرنا بعد اسکے بے فائدہ
ہاتھ مین اسکے کمان و تیر تھا / ڈھونڈھتا تھا گرگ کو وہ جا بجا
گرگ اسپر خود مسلط جون شرر / ڈھونڈھتا اور گرگ سے تھا بیخبر
مثل گرگ ہر مچھر و پشّو ہوا / اس کھنڈر مین اسکو زخمی کیا
مارنے مچھر کی بھی فرصت نہ تھی / ڈر سے حملہ گرگ کے اسکو اخی
تا نہ آئے گرگ اور نقصان کرے / ڈاڑھی خواجہ کی وہ دہقان نوچ لے
نیم شب تک دانت وہ پیسا کیا / رنج سے وہ اپنی جان دیتا رہا
شکل گرگ اک ناگہان آئی نظر / کہ نکالا اک بڑے ٹیلے سے سر
خواجہ نے اک تیر مارا کھینچ کر / کہ زمین پر بس گرا وہ جانور
جانور کا گوز نکلا جو گرا / چیخا دہقانی کہ ہاے کیا کیا
خر کا بچہ ہے یہ میرا اے گدھے / بولا نے جون اہرمن یہ گرگ ہے

سلہ یہ سزا الخ شعر یعنی سزا اسکی ہے کہ بغیر تدبیر عقل کے بانگ غول سنکر نقل مکان کیا جو محبت مین دل سے پشیمان ہو پھر اقرار کرنے سے کیا فائدہ اور جو دل سے پشیمان ہو کہ مین نے کیا کیا پھر آہ کرنا اسکی بیفائدہ آگے رجوع بقصہ ہے اسکے ہاتھ مین کمان و تیر تھا گرگ کو وہ ڈھونڈھتا تھا آگے حقائق ہین اسپر گرگ مسلط تھا مانند شرر کے وہ ڈھونڈھتا تھا او۔ گرگ مسلط سے بیخبر تھا یعنے گرگ نفس اسپر خود مسلط تھا اور وہ گرگ کو ڈھونڈھتا تھا مثل گرگ کے مچھر و پشو ہوئے اس کھنڈر مین اسکو زخمی کیا مچھر مارنے کی بھی اسکو فرصت نہ تھی ڈر سے حملہ گرگ کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ تا نہ آئے الخ شعر تا گرگ نہ آئے اور نقصان کرے اور خواجہ کی ڈاڑھی دہقانی نوچ لے آدھی رات تک وہ دانت پیسا کیا اور اس رنج سے جان بلب رہا ایک شکل ناگہان نظر آئی کہ نکالا سر کو ایک بڑے ٹیلے سے خواجہ نے ایک تیر کھینچکر مارا کہ زمین پر وہ جانور گرا جبکہ گرا جانور کا گوز نکلا دہقانی چیخا کہ ہاے کیا کیا یہ میرے خر کا بچہ ہے اسے گدھے خواجہ نے کہا نہین گرگ مانند اہرمن کے ہے یعنے گوز بچہ خر کا شب تاریک مین پہچانا اور خواجہ کو روز روشن مین نہ پہچانا پس حال ریاکاران طریقت کا یہ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

اندر و اشکال گرگی ظاہرست	شکل او از گرگی او مخبرست	شکل مین اسکی جو گرگی ظاہرا	شکل گرگی اسکی دیتی ہے پتا
گفت نی بادی کہ جست از فرج وے	می شناسم ہمچنان کا بے زمے	بولا نے اسکا یہ نکلا گوز ہی	جانتا ہون جیسے بادہ آب سے
کشتۂ خر کرہ ام را در ریاض	کہ مبادت بسط ہر ز انقباض	باغ مین خر بچہ مارا تونے ہی	ہو جیوے بسط تجکو قبض سے
گفت نیکو تفحص کن شب ست	شخصہا در شب ز ناظر محتجب ست	بولا تو تلاش کر کر رات ہی	رات کو دکھتا نہین ہی جان سے
شب غلط بنماید و مبدل شے	دیدہ صائب شب ندارد ہر کسے	رات غلطی سے دکھاتی اور ہی	رات کو دکھتا نہین ہی جان سے
ہم شب و ہم ابر و ہم باران ژرف	این سہ تاریکی غلط آرد شگرف	رات ہی اور ابر ہی باران ہی	تینون تاریکی یہ بس غلطی کو دے
گفت آن بر من چو روز روشن ست	می شناسم باد خر کہ [illegible]	بولا وہ مجھپر ہی مثل دن کھلا	گوز خر بچہ کا مین ہون جانتا
درمیان بیست باد ان باد را	می شناسم چون مسافر زاد را	بیس گوزون مین جانون گوز کو	ہون مسافر توشہ سے آگاہ ہے
خواجہ بر جست و بیامد با شگفت	روستائی را گریبانش گرفت	خواجہ کودا اور بہت حیران ہوا	اور گریبان پکڑا اس دہقان کا
کابلۂ طرار شید آوردۂ	بنگ و افیون ہر دو با ہم خوردۂ	کہ فریبی چور تو حیلہ کرے	بھنگ و افیون تونے دونون کھائی ہی
در سہ تاریکی شناسی باد خر	چون ندانی مر مرا ای خیرہ سر	تین تاریکی مین جانے گوز خر	کیون نجانے مجکو تو ای بدگہر
آنکہ داند نیم شب گوسالہ را	چون نداند ہمرہ دہ سالہ را	نیم شب مین جانے جو گوسالہ کو	کیون نجانے ہمرہ دہ سالہ کو
خویشتن را عارف و والہ کنی	خاک در چشم مروت می زنی	خود کو عارف اور عاشق تو کری	خاک تو چشم مروت مین بھرے
کہ مرا از خویش ہم آگاہ نیست	در دلم گنجا سے جز اللہ نیست	کہ مین اپنے سے بھی خود آگہ نہین	اور مری دل مین بجز اللہ نہین
انچہ دی خوردم ازانم یاد نیست	این دل از غیر تحیر شاد نیست	جو کہ کھایا تھا نہ مجکو یاد ہے	جز تحیر کے یہ دل نے شاد ہے
عاقل و مجنون حقم یاد آر	در چنین بیخودیشم معذور دار	عاقل و مجنون حق ہون یاد کو	بیخودی ایسی مین رکھ معذور تو
آنکہ مردارے خورد یعنے نبید	شرع او را سوے معذوران کشید	کھائے جو مردار کو یعنے شراب	شرع نے رکھا ہی اسکو عذر یاب
مست و بنگی را طلاق و بیع نیست	ہمچو طفل ست و معاف و معتقی ست	مست و بنگی کو نہ بیع ہی نہ طلاق	مثل لڑکونکی معاف ہی در نشاق

سلہ شکل مین الخ ۔ شعر اسکی شکل مین جو گرگی یعنی ظاہر اسکی شکل گرگ ہونے کا پتہ دیتی ہی دہقانی نے کہا کہ نہین گوز نکلا ہی اسکا مین جانتا ہون جیسے شراب کو آب سے تونے باغ مین خر بچہ کو مارا ہی تجکو قبض سے بسط ہو جیو خواجہ نے کہا تو تلاش کر کر رات ہی، ور رات کو دکھائی نہین دیتا ہی کیونکہ رات غلطی سے اور کچھ دکھاتی ہی دیدہ صحیح ہر کوئی رات کو رکھتا نہین ہی رات ہی اور ابر ہی اور باران ہی پس یہ تینون تاریکی غلطی دیتی ہین آگے قول دہقانی کا ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا وہ الخ ۔ شعر دہقانی نے کہا کہ وہ مثل دن کے مجھپر کھلا ہی گوز بچۂ خر کا مین جانتا ہون بیس گوزون مین جانتا ہون جیسے مسافر توشہ سے آگاہ ہوتا ہے خواجہ کودا اور متعجب ہوا اور گریبان اس دہقان کا پکڑا کہ ای فریبی جو تو حیلہ کرتا ہی بھنگ و افیون تونے دونون کھائی ہین تو تین تاریکی مین گوز خر کو جانتا ہے ای بدگوہر آدھی رات مین جو گوسالہ کو جانتا ہی کیونکر نہین جانتا ہی ہمراہ دہ سالہ کو تو خود عارف و عاشق کرتا ہی اور خاک چشم مروت مین ڈالتا ہی باقی حال اسکا آگے ہی فافہم ۱۲ سلہ کہ مین الخ ۔ شعر کہ مین خود سے بھی آگاہ نہین ہون اور میرے دل مین بجز اللہ کے نہین ہی جو کھایا تھا مجکو یاد نہین ہی سوا تحیر کے یہ دل شاد نہین ہی مین عاقل و مجنون حق کا ہون یاد کر ایسی بیخودی مین معذور رکھ آگے اسکی مثال ہی جو کھائے مردار کو یعنے شراب شرع نے اسکو معذور رکھا ہی مست اور بنگی کو بیع اور طلاق نہین ہی لڑکون کے مانند معاف ہی اور شاق نہین ہی آگے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

مستی کاید ز بوی شاه فرد | صد خم می در سر و مغزان نکرد
پس برو تکلیف چون باشد روا | اسپ ساقط گشت شد بی دست و پا
بار برگیرند چون آمد عرج | گفت حق لیس علی الاعرج حرج
بار که نهد در جهان خر کره را | درس که دهد پارسی بومره را
سوی خود اعمی شدم از حق بصیر | من معافم از قلیل واز کثیر
لاف درویشی زنی و بیخودی | های و هوی عاشقان ایزدی
که زمین را من ندانم ز آسمان | امتحانت کرد غیرت امتحان
باد از کره چنین رسوات کرد | هستی نفی ترا اثبات کرد
همچنین رسوا کند حق شید را | همچنین گیرد رمیده صید را
صد هزاران امتحانست ای پدر | هر که گوید من شدم سرهنگ در
گر نداند عامه او را امتحان | پختگان راه جویندش نشان
چون کند دعوی خیاطی کسے | افگند در پیش او شه اطلسے
که ببر این را بغلطاق فراخ | ز امتحان پیدا شود او را دو شاخ
گر نبودی امتحان هر بدے | هر مخنث در وغا رستم بُدے
خود مخنث را زره پوشیده گیر | چون ببیند زخم میگیرد اسیر
مست می هشیار گردد از دبور | مست حق ناید بخود از نفخ صور

۱ ایسی مستی ہو کہ عشق اللہ سے | سو خم مے نے اثر سر مین کرے
اسپہ کیون تکلیف بس ہووے روا | ساقط اور بے دست و پا گھوڑا ہوا
بار اُٹھا تے ہین جو ہو لنگڑا اور عرج | بولا حق لیس علی الاعرج حرج
کون خر بچہ کو لادے ای اخی | کون شیطان کو پڑھائی فارسی
خود سے اندھا حق سے مین بینا ہوا | قلت و کثرت سے مین یکسو رہا
۲ دعوی فقر و بیخودی کا تو کرے | عاشقان حق کی ہائی ہو کرے
کہ زمین کو مین نجانون چرخ سے | امتحان تیرا کیا غیرت نے ہے
گوز خر بچہ نے رسوائی کری | کردی ثابت نیستی ہستی تری
۳ ایسا رسوا کرتا ہے حق مکر کو | اور پکڑے صید کو بھاگا ہے جو
سیکڑون ہین امتحان ای ذوفنون | جو کہے کہ اسکا مین دربان ہون
گر نہ جانین عام اُسکا امتحان | پوچھین بس خاصان رہ اُس سے نشان
درزی ہونے کا جو کوئی دعوی کرے | آگے اُسکے شاہ اطلس ڈالدے
قطع کر تو اک جُبّہ اسکا بڑا | امتحان کو قینچی اک دی اُسکو لا
امتحان ہوتا نہ ہر اک بد کا جو | ہر مخنث بنتا رستم جنگ جو
خود مخنث اک زرہ پہنے اگر | زخم خود دیکھے تو بھاگے نر بسر
۴ مست مے کو ہوش باد سر دے | مست حق چونکے نہ نفخ صور سے

۱ ایسی مستی الخ ۲ شعر کا اللہ کے عشق سے ہو سو خم شراب کے اثر سر مین نکرے اُسپر پھر تکلیف شرع کیون روا ہووے ساقط اور بے دست و پا گھوڑا ہووے بوجھ اُٹھاتے ہین جو کہ لنگڑا ہووے حق نے کہا ترجمہ نہیں ہے اوپر لنگڑے کے تکلیف شرع کون بچہ خر کو لادے اور کون شیطان کو فارسی پڑھاتا ہے مین خود سے اندھا اور حق سے بینا ہوا قلت و کثرت سے مین ایک جگہ رہا یعنے مستی عشق الہی مین تکلیفات شرعیہ اُسپر ساقط ہین آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ۲ تو دعوی الخ ۳ شعر تو دعوی فقر و بیخودی کا کرتا ہے عاشقان حق کی ہائے کرتا ہے کہ زمین کو آسمان سے مین نجانون غیرت نے تیرا امتحان کیا اور گوز بچہ خر نے تیری رسوائی کردی اور ثابت فافہم ۱۲-۱۲- ۳ ایسا رسوا الخ ۸ شعر اس حق مکر کو رسوا کرتا ہے اور پکڑے صید کو جو بھاگا ہے سیکڑون امتحان ہین جو شخص کہے کہ مین اُسکا دربان ہون اگر عام اُسکا امتحان نہ جانین تو خاصان راہ اُس سے پتہ پوچھین آگے مثال ہے جو کوئی درزی ہونے کا دعوی کرے اُسکے آگے بادشاہ اطلس ڈالدے کہ اسکا ایک بڑا جبہ قطع کر اور ایک قینچی امتحان کو لا کر دے جو امتحان ہر ایک بد کا نہ ہوتا تو ہر ایک مخنث جنگجو بنتا اب اگر ایک مخنث زرہ پہنے جو زخم پہونچے تو بھاگ گیا یعنے جو شخص محبت الہی کا دعوی کرتا ہے اور عوام اُسکا امتحان نہین جانتے ہین تو خاصان حق اسکا امتحان کرتے ہین اُسوقت وہ رسوا ہوتا ہے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ ۴ مست مے الخ ۲ شعر باد سرد مست مے کو ہوش دے اور مست حق نفخ صور سے بھی نہ چونکے بادہ حق کی سچائی جھوٹا نہین تو نے دہی کھایا ہے بالیقین تو خود کو جنید بایزید کرتا ہے تو جا مین نہین تیرے سے کلید کو جانتا منکر اور بدعقیدہ اور حرص جو ہے مکر پوشیدہ کرتا ہے مکار تو خود کو منصور حلاجی کرے اور اپنے یارونکی روئی مین آگ دے کہ عمر سے بولہب کو مین نہین جانتا اور بچہ خر کا گوز شب مین جانتا ہے یعنے مستان حق مثل مست مے کے نہین ہین کہ تکلیف دنیا سے ہوش مین آئین ای ریاکار تو خود کو جنید و بایزید منصور حلاج جانتا ہے اور یارونکو دھوکا دیتا ہے تو عمر و ابولہب مین فرق نہین جانتا ہے اور شب تاریک مین گوز بچہ خر پہچانتا ہے پھر تو کیسا مست بادۂ حق کا ہے آگے اس ریاکار کا حال ہے فافہم ۱۲-

بادۂ حق راست باشد نے دروغ ۔ دوغ خوردی دوغ خوردی دوغ دوغ
ساختی خود را جنید و بایزید ۔ رو که نشناسم تبر را از کلید
بدرگی و منبلی و حرص و آز ۔ چون کنی پنهان بشیدای مکرساز
خویش را منصور حلاجی کنی ۔ آتشے در پنبهٔ یاران زنی
که نشناسم عمر از بولهب ۔ باد خر کره شناسم نیم شب
ای خری کاین از تو خر باور کند ۔ خویش را ابر تو کور و کر کند
خویش را از رهروان کمتر شمر ۔ تو حریف رهزنانے گوه مخور
باز پر از شید و سوے عقل تاز ۔ کے پرد بر آسمان پر مجاز
خویشتن را عاشق حق ساختی ۔ عشق با دیوے سیاهی باختی
عاشق و معشوق را در رستخیز ۔ دو بدو بندند و پیش آرند تیز
تو چه خود را گیج بے خود کردهٔ ۔ خون رز کو خون ما را خوردهٔ
رو که نشناسم ترا از من بجه ۔ عاشق بے خویشم و بهلول ده
تو توهم مے کنی از قرب حق ۔ که طبق گردد ز نبود از طبق
آن نمے بینی که قرب اولیا ۔ صد کرامت دارد و کار و کیا
آهن از داؤد مومے میشود ۔ موم در دستت چو آهن میشود
قرب خلق و رزق بر جمله ست عام ۔ قرب وحی عشق دارند این کرام
قرب بر انواع باشد اے پدر ۔ میزند خورشید بر کهسار زر
لیک قربے هست با زر شید را ۔ که ازان بنود خبر مر بید را

یا وہ سچا حق کا ہے جھوٹا نہیں ۔ تو نے بس کھایا وہی ہے بالیقین
خود کو کرتا ہے جنید و بایزید ۔ جا نہیں جانوں تبر سے میں کلید
تو ہے منکر بد عقیدہ حرص جو ۔ مکر پوشیدہ کرے مکار تو
آپ کو منصور حلاجی کرے ۔ روئی میں یاروں کی اپنی آگ دے
نے عمر سے بولہب میں جانتا ۔ گو زخر بچہ کو شب میں جانتا
اے گدھے[۵۱] تجھسے یہ خر باور رکھے ۔ خود کو جو تیرے لیے اندھا کرے
سالکوں سے جان خود کو کم بہا ۔ رہزنوں کا یار ہے تو گو نہ کھا
عقل کی جانب تو جا از مکر سے ۔ آسمان پر کب مجازی سے اڑے
حق کا عاشق آپکو کرتا ہے تو ۔ عشق کالے دیو کا رکھتا ہے تو
حشر کے دن عاشق و معشوق کو ۔ دو بدو باندھیں و لائیں روبرو
بیخودی میں تو نے خود کو ڈالا ہے ۔ خون رز کیا خون ہمارا کھایا ہے
جا نہیں پہچانتا تجھکو نہ رہ ۔ عاشق بیخود ہوں میں بہلول دہ
قرب حق ہونے کا تجھکو وہم ہے ۔ کہ نہ صانع ہے جدا مصنوع سے
تو نہیں[۵۲] دیکھے کہ قرب اولیا ۔ سو کرامت رکھے اور فضل خدا
لوہا ہوتا موم ہے داؤد سے ۔ موم تیرے ہاتھ میں لوہا بنے
قرب خلق و رزق سب پر عام ہے ۔ قرب وحی عشق ہے اے خاص ہے
قرب ہوتا ہے کئی اقسام پے ۔ کوہ و زر پر پرتو خورشید ہے
قربت زر سے ہے جو خورشید کو ۔ اس سے آگاہی نہووے بید کو

۵۱ اے گدھے الخ، شعر اے گدھے یہ تجھسے خر باور رکھتے اور خود کو تیرے لیے اندھا کرتے ہیں سالکوں سے جان خود کو بہت کم تو رہزنوں کا یار ہے گو نہ کھا تو عقل کی جانب جا اور مکر سے مرکب مجازی پر اڑے افلاک پر تو حق کا عاشق خود کرتا ہے اور عشق تو دیو سیاہ کا رکھتا ہے یعنے عشق تو نفس امارہ کا رکھتا ہے اور خود کو عاشق حق کا کہتا ہے قیامت کے روز عاشق و معشوق کو دو بدو باندھیں اور روبرو لائیں بیخودی میں تو نے خود کو ڈالا ہے خون انگور کا نہیں ہمارا خون کھایا ہے کہ تو جا میں نہیں پہچانتا تجکو مت رہ میں عاشق بیخود ہوں و بہلول دہ کا ہوں قرب حق ہونے کا تجکو وہم ہے صانع جدا نہیں ہے مصنوع سے یعنے تو خود کو اولیاء اللہ سے جانتا ہے پس تو بندہ اپنے نفس کا ہے اور عاشق خدا کا خود کو جانتا ہے اور قرب حق کا تجکو وہم ہے کہ صانع اپنے مصنوع سے جدا نہیں ہے اے یار ریاکار یہ تیری غلطی ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ تو نہیں الخ ۵ شعر تو نہیں دیکھتا ہے کہ قرب اولیا سو کرامت رکھتا ہے اور فضل خدا کا آہن موم ہوتا ہے داؤد سے اور تیرے ہاتھ میں موم آہن ہوتا ہے قرب حق اور رزق سب پر عام ہے اور قرب وحی عشق کی ان خاصوں پر ہے قرب کئی قسم پر ہوتا ہے کوہ و زر پر خورشید کا پرتو ہے قربت جو خورشید کو زر سے ہے اس سے بید کو آگہی نہیں ہے یعنے قربت حق کئی قسم پر ہے خالق و مخلوق کا قرب عوام کو حاصل ہے اور روحی عشق کا قرب اولیا کو حاصل ہے کیونکہ یہ عوام قرب صانع و مصنوع کا جانتے ہیں اور اولیا اللہ قرب صنعت و صانع کا جانتے ہیں چنانچہ صانع و مصنوع کا حال آگے لکھ آئے ہیں آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔

شاخ خشک و تر قریب آفتاب	آفتاب از هر دو کی دارد حجاب	شاخ خشک و تر ہے قرب آفتاب	رکھتا کب خورشید دونون سے حجاب
لیک کو آن قربت شاخ تری	که ثمار پخته از وی می بری	قربت اُس شاخ تر کی ہے کہان	کہ تو لے پختہ ثمر اس سے عیان
شاخ خشک از قربت آن آفتاب	غیر زود تر خشک گشتن کو بیاب	شاخ سوکھی قربت خورشید سے	سوکھنے کے بس سوا کیا اُس سے لے
آنچنان مستی مباش ای بیخرد	که بعقل آید پشیمانی خورد	ایسا تو مت مست ہو اے دل جلے	عقل آئی ہو پشیمانی تجھے
بلکه زان مستان که چون می میخورند	عقلهای پخته حسرت میبرند	بلکہ اُن مستون سے جو پیتے ہین مے	عقل پختہ حسرت و افسوس لے
ای گرفته همچو گربه موش پیر	گر از آن می شیرگیری شیر گیر	اے تو جون بلی ہے پکڑے موش پیر	پکڑے شیر اُس مے سے تب ہو شیر گیر
ای بخورده از خیال خام هیچ	همچو مستان حقایق بر مپیچ	اے نہ کچھ کھایا خیال خام سے	مثل مستان حقائق مت لڑے
می فتی این سو و آن سو مست وار	ای تو این سو نیست آن سو گذار	مست سا گرتا اُدھر ہے اور اِدھر	گر اِدھر کو تو نہین ہے جا اُدھر
گر بدان سو راه یابی بعد از آن	گه بدین سو گه بدان سو سر فشان	تو اُدھر گر راہ پائے بعدہٗ	گہہ اِدھر اور گہہ اُدھر سر پھیر تو
جمله این سوی بدان سو گپ مزن	چون نداری مرگ هرزه جان مکن	کل اِدھر ہے مت اُدھر کی بات کر	موت گر نے جان کو مت مات کر
آن خضر جان کز اجل نهراسد او	شاید ار مخلوق ار نشناسد او	جو خضر جان کہ اجل سے نہ ڈرے	خلق کو نے جانے لائق اُسے
کام از ذوق توهم خوش کنی	در دمی در مشک خود پرش کنی	منہ کو ذوق وہم سے تو خوش کرے	دم سے اپنے مشک کو تو خود بھرے
پس بیک سوزن تهی گردد ز باد	اینچنین فربه تن عاقل مباد	اُس ہوا کو سوئی اک خالی کرے	اُس مثاپے سے تو غافل مت رہے
کوزه ها سازی ز برف اندر شتا	کی کند چون آب بیند او وفا	کوزہ سردی مین جمائے برف سے	کب وہ ٹھہرے جبکہ تابش دیکھ لے

افتادن شغال در خم رنگ و رنگین شدن وی و دعوی طاوسی نمودن در میان شغالان دیگر

گرنا گیدڑ کا رنگ کے خم مین اور رنگین ہونا اُسکا اور دعوی کرنا طاؤس ہونیکا اور گیدڑون مین

آن شغالی رفت اندر خم رنگ	اندر آن خم کرد یک ساعت درنگ	رنگ کے خم مین جو اک گیدڑ گرا	اور تھوڑی دیر اُس خم مین رہا

سلہ شاخ الخ، شعر شاخ خشک و تر قریب آفتاب کے ہے اور خورشید کب اُن دونون سے حجاب رکھتا ہے قریب اُس شاخ تر کی کہان ہے کہ اُس سے ثمر پختہ لیوے شاخ خشک قربت خورشید سے پس سوا سوکھنے کے اُس سے کیا لیوے ایسا تو مست مت ہو اے دل جلے کہ عقل آئے اور پشیمانی تجکو ہو بلکہ اُن مستون سے کہ جو شراب پیتے ہین عقل پختہ حسرت و افسوس لیتی ہے اے تو مانند بلی کے ہے کہ چوہا پکڑتی ہے اس مے سے شیر پکڑے تب شیر گیر ہو وے اے تو نے کچھ نہ کھایا خیال خام سے مثل مستان حق کے مت لڑے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ مست سا الخ، شعر مست کے مانند گرتا ہے اِدھر اور اُدھر اگر تو اُدھر راہ پائے بعدہٗ کبھی اُدھر اور کبھی اِدھر سر پھیر تو اگر کل اِدھر سے اُدھر کی بات مت کر اگر موت نہین ہے تو جان کو مات نکر جو خضر جان کہ اجل سے نہین ڈرتی ہے خلق کو نے جانے اُسکو لائق ہے منہ کو ذوق وہم سے تو خوش کرتا ہے اپنے دم سے مشک کو تو خود بھرتا ہے اُس ہوا کو ایک سوزن خالی کردے اس مثاپے سے تو غافل مت رہ سردی مین کوزہ جمائے برف سے کب وہ ٹھہرے جبکہ تابش دیکھ لے یعنے از ریاکار جو تو دعوی کرکے خود کو مشہور کرتا ہے اور خود کو اولیاء اللہ کے روبرو یہ سب مکر تیرا مثل برف کے گل جائیگا جیسے گیدڑ رنگ کے خم مین گرا اور دعوی طاؤس ہونے کا کیا اور آخر کار شرمندہ ہوا چنانچہ یہ قصہ مثال مین آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ رنگ کے الخ، شعر جو ایک گیدڑ رنگ کے خم مین گرا اور تھوڑی دیر اُس خم مین رہا پس وہ نکلا اور تن رنگین اُسکا ہوا کہا کہ مین ایک طاؤس علیین کا ہوا اُسکے بال رنگین کو روئی ملی اور رنگت دھوپ سے چمکنے لگی دیکھا خود کو نیلا و ہرا اور آپ کو گیدڑ و نے ظاہر کیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پس برآمد پوستش رنگین شده	که منم طاؤس علیین شده	پس وہ نکلا اسکا تن رنگین ہوا	کہ مین اک طاؤس علیین ہوا
پشم رنگین رونقِ خوش یافتہ	ز آفتاب آن رنگہا برتافتہ	اسکے رنگین بال کو رونق ملی	دھوپ سے رنگت چمکنے بس لگی
دید خود را سرخ و سبز و پور زرد	خویشتن را بر شغالان عرضہ کرد	خود کو دیکھا نیلا پیلا اور ہرا	گیدڑون پر آپ کو ظاہر کیا
جملہ گفتند ای شغالک حال چیست	کہ ترا در سر نشاطے ملتوی ست	بولے اے گیدڑ ترا کیا حال ہے	کہ خوشی تجھ مین بھری فی الحال ہے
از نشاط از ما کرانہ کردۂ	این تکبر از کجا آوردۂ	اور خوشی سے تو جدا ہمسے ہوا	یہ تکبر تو نے سیکھا کس جگہ
یک شغالے پیش او شد ای فلان	شید کردی تا شدی از خوشدلان	اُس سے اک گیدڑ نے بڑھ کے یہ کہا	کہ کیا ہے مکر جو خوش دل ہوا
شید کردی تا بہ منبر برجہے	تا ز لاف این خلق را حسرت دہی	مکر سے منبر پہ بیٹھون تا کہ مین	خلق کو شیخی سے دون تا حسرتین
پس بجوشیدی ندیدی گرمیے	پس لشید آوردہ بے شرمیے	جوش مین تو ہی نہ دیکھے گرمی اب	مکر سے کرتا ہی تو بے شرمی اب
صدق و گرمی خود شعار اولیاست	باز بے شرمی پناہ ہر دغاست	صدق و گرمی ہے شعار اولیا	اور بے شرمی پناہِ ہر دغا
کالتفاتِ خلق سوئے خود کشند	کہ خوشیم و از درون بس ناخوش اند	کالتفاتِ خلق کھینچے اپنی سُو	کہ ہون خوش ناخوش رکھے دل جان کو

چرب کردنِ مرد لافی لب و سبلت خود را ہر بامداد بپوست دُنبہ و بیرون آمدن میان حریفان کہ چنین و چنان خوردہ ام

مونچھین چکنی کرنا مرد شیخی خور کا ہر صبح پوست دُنبہ سے اور باہر آکر کہنا یارون مین کہ مین نے عمدہ کھانا کھایا ہے

پوست دُنبہ یافت مردِ مستہان	ہر صباح او چرب کردی سبلتان	پوستِ دُنبہ کا ملا جو مرد کو	مونچھین چکنی ہر صبح کرتا تھا وہ
در میانِ منعمان رفتے کہ من	لوت چربے خوردہ ام در انجمن	منعمون کے درمیان جاتا کہ مین	چرب کھانا کھاتا ہون مین بزم مین
دست بر سبلت نہادے در نوید	رمز یعنے سوے سبلت بنگرید	پھیرتا مونچھو نپہ خوش ہو ہاتھ وہ	یہ غرض کہ دیکھو سب تم مونچھ کو
کاین گواہِ صدق گفتار من ست	وین نشانِ چرب و شیرین خوردن ست	راست گوئی کی ہے میری یہ گوا	چرب و شیرین کھانیکا ہے یہ پتا
اشکمش گفتے جواب بی طنین	کہ اباد اللہ کید الکافرین	پیٹ اُسکو دی جواب بالیقین	کہ اباد اللہ کید الکافرین
لافِ تو ما را بر آتش برنہاد	کان سبال چرب تو بر کندہ باد	تیری شیخی ہے جلاتی مجکو جو	تیری چکنی مونچھ اُکھڑی ہو جیو

سلہ بولے اے الخ ۴ شعر گیدڑ بولے کہ اے گیدڑ تیرا کیا حال ہے کہ تجھ مین خوشی فی الحال بھری ہے تو ہم سے جُدا ہوا یہ تکبر تو نے سیکھا کس جا اُس گیدڑ نے یہ بڑھ کر کہا کہ مکر کیا ہے جو تو خوشدل ہوا ہے تا کہ مین مکر سے منبر پر بیٹھون خلق کو تا حسرتین شیخی سے دون جوش مین تو ہے اور ابھی گرمی نہین دیکھی ہے اور مکر سے تو بے شرمی اب کرتا ہے آگے حقائق ہین صدق اور گرمی شعار اولیا کا ہے اور بے شرمی پناہ ہر دغا باز کی ہر کہ التفات مخلوق کا کھینچے اپنی طرف کہ خوش ہو اور ناخوش رکھے دل و جان یعنے صدق اور گرمی شعار اولیاء اللہ کا ہے اور بے شرمی ہر دغا باز کی پناہ ہے کہ مخلوق تا التفات اُسکی جانب کرے پس یہ پیران ریاکار کا کام ہے چنانچہ اسکی مثال مین قصہ مرد شیخی خور کا آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲-

سٹہ پوست الخ ۶ شعر جو ایک شخص کو پوست دُنبہ کا ملا مونچھین چکنی وہ ہر صبح کرتا تھا آسودون کے درمیان جاتا دیکھو کہ مین چرب کھانا کھاتا ہون بزم مین وہ خوش ہو کر مونچھون پر ہاتھ پھیرتا اس غرض سے کہ دیکھو تم مونچھ کو میری راستگوئی کی یہ گواہی چرب و شیرین کھانے کا یہ پتہ ہے شکم اُسکو جواب دے ترجمہ کہ ہلاک کرے اللہ مکر کافرون کا آگے کلام شکم کا ہے جو مجکو تیری شیخی جلاتی ہے تیری چکنی مونچھ اُکھڑی ہو جیو باقی قول شکم کا آگے ہے فافہم ۱۲-

گر نبودی لاف زشت ای گدا	یک کریمی رحم افگندی بما	تیری شیخی بد نہوتی اے گدا	رحم کرتا اک سخی مجھ پر بھلا
ور نبودی عیب کم خوردی جفا	هم بدی مهمانی یک آشنا	گر دکھاتا عیب و کم کھاتا جفا	کرتا مہمانی تری اک آشنا
راست گر گفتی و کج کم باختی	یک طبیبی داروی ما ساختی	بولتا تو کجروی کرتا تو کم	اک طبیب اپنی دوا کرتا اہم
گفت حق کج مجنبان گوش و دم	ینفعن الصادقین صدقهم	بولا حق کہ ٹیڑھی مت کر گوش و دم	ینفعن الصادقین صدقہم
کمعت اندر کژ مخسپ ای محتلم	آنچه داری وا نما و فاستقم	ای پلید اب غار میں ٹیڑھا نہ سو	فاستقم اور کر تو ظاہر جو کہ ہو
ورنہ گوئی عیب خود باری خمش	از نمایش و ز دغل خود را مکش	گر نکہ تو عیب اپنا چپ رہو	مکر و آرایش سے مت مار آپ کو
بر سبال چرب خود تکیه مکن	زانکه گربه برد دنبه بے سخن	اپنی چکنی مونچھ پر بے غم نہو	کیونکہ بلی لے گئی دنبہ تھا جو
گر تو نقدی یافتی مگشا دهان	هست در ره سنگهای امتحان	نقد گر پایا ہے مت کھول زبان	راہ میں اکثر ہیں سنگ امتحان
سنگهای امتحان را نیز پیش	امتحانها هست در احوال خویش	امتحان کے سنگ کو بھی امتحان	پیش ہے احوال اپنے میں عیان
گفت یزدان از ولادت تا بحین	یفتنون فی کل عام مرتین	بولا حق تا زندگی ہووے نہ چین	یفتنون فی کل عام مرتین
امتحان بر امتحان ست ای پسر	هین بکمتر امتحان خود را مخر	امتحان پر امتحان ہے جان لو	امتحان تھوڑے پہ تو راضی نہو
امتحانات قضا ایمن مباش	هان ز رسوائی بترس ای خواجه تاش	امتحان سے بس قضا کے تم ڈرو	اور رسوائی سے تم بے غم نہو

۵ امتحان ایک سال میں دو بار ۱۲

۵ نفع دنیا کو صادقوں کو صدق ان کا ۱۲

ایمن بودن بلعم باعور که امتحان کرد حضرت عزت او را و از آنها روسیاه آمد

بےغم ہونا بلعم باعور کا کہ امتحان حضرت عزت نے کر لیا اور وہ اسی باعث سے روسیاہ ہوا

بلعم باعور و ابلیس لعین	زامتحان آخری گشته کهین	بلعم باعور و ابلیس لعین	رو ہوئے با امتحان آخرین
زانکه بودند ایمن از مکر خدا	کامتحانها رفت اندر ما مضا	کیونکہ بےغم تھے وہ مکر اللہ سے	کہ ہماری امتحان سب ہو چکے

سلہ تیری شیخی الخ یہ شعر تیری شیخی بد نہوتی تو مجھپر ایک سخی رحم کرتا اگر عیب دکھاتا و جفا کم کرتا پس مہمانی تیری ایک آشنا کرتا تو ہیچ کہتا و کجروی کرتا ایک طبیب اپنی دوا کامل کرتا حق نے کہا کہ گوش و دم ٹیڑھی مت کر ترجمہ نفع دیتا ہے صادقوں کو صدق انکا یعنے شکم اسکو کہتا ہے کہ ای شیخی خور سے اگر تو شیخی بدکم کرتا تو کوئی سخی مجھپر رحم کرتا اور مجکو سیر رکھتا تیری اس شیخی بد کے سبب سے میں گرسنگی میں گرفتار ہوں اسیطرح بدکار اپنے مکر کے سبب سے افلاس میں گرفتار ہیں اور صادق اپنے صدق کے سبب سے نفع دنیا کا پاتے ہیں باقی قول شکم کا آگے ہے ۱۲ سلہ ای پلید الخ یہ شعر ای پلید اب تو غار میں ٹیڑھا نہ سو ترجمہ پس قائم رہو اور جو کہ ہو ظاہر کر تو اگر تو اپنا عیب نہ کہے چپ رہو مکر و آرایش سے آپ کو ہلاک مت کر اپنی مونچھ پر بے غم مت ہو کیونکہ بلی لے گئی جو دنبہ تھا آگے حقائق ہیں اگر فقیر ہوا ہے بیان مت کر کیونکہ راہ میں اکثر سنگ امتحان ہیں امتحان کے سنگ کو بھی امتحان درپیش ہے اپنے احوال میں بیان پر حق نے کہا کہ تا زندگی چین نہووے ترجمہ امتحان ایک سال میں دو بار ہے امتحان پر امتحان ہے امتحان تھوڑے پر بھی راضی مت ہو قضا کے امتحان سے تم ڈرو اور رسوائی سے بے غم مت ہو یعنے حق تعالیٰ امتحان ہر ایک کا سال بھر میں دو بار کرتا ہے پس تو ایک امتحان پر بے غم مت ہو کہ خدا کا امتحان پر امتحان ہے بلعم باعور ایک امتحان سے بےغم ہوا اور پھر آفت میں پڑا چنانچہ اسکا قصہ آگے مثال میں فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سلہ بلعم باعور الخ ۲ شعر بلعم باعور اور ابلیس ملعون نکالے گئے امتحان آخرین میں کیونکہ وہ بے غم تھے مکر اللہ سے کہ ہمارے سب امتحان ہو چکے ہیں آخر انکا ماجرا رسوا ہوا کہ تو نے ان کا ماجرا سنا ہو آگے قول شکم کا ہے فافہم ۱۲۔

عاقبت رسوائی آمد حال شان	هم شنیده باشی از احوال شان
کانچه پنهان میکند پیداش کن	سوخت ما را ای خدا رسواش کن
او بدعوی میل دولت میکند	معده اش نفرین سبلت میکند
جمله اجزاے تنش خصم وے اند	کز بهار لاف ایشان در دی اند
لاف داد او کر دهاے می کند	شاخ رحمت را ز بن بر میکند
این شکم خصم سبال او شده	دست پنهان در دعا اندر زده
کای خدا رسوا کن این لاف لیام	تا بجنبد سوئے ما رحم کرام
مستجاب آمد دعاے آن شکم	سوزش حاجت بزد بیرون علم
گفت حق گر فاسقے و اهل صنم	چون مرا خواهد اجابتها کنم
راستی پیش آر یا خاموش کن	وانگهان رحمت ببین و نوش کن
تو دعا را سخت گیری و شخول	عاقبت برهاندت از دست غول

آخر انکا حال بس رسوا ہوا	گر سنا ہو تو نے انکا ماجرا
سلہ وہ جو پنہان کرتا ہی ظاہر تو کر	مین جلا ای رب تو رسوا اسکو کر
دعوی کرکے چاہتا دولت ہی وہ	معدہ نفرین کرتا اسکی مونچھ کو
تن کے اجزا دشمن اسکے بگیان	وہ رکھے لاف بہار انکو خزان
لاف رد کرتا کرم اور جود ہے	شاخ رحمت کھودتا جڑ پیڑ سے
پیٹ اسکی مونچھ کا دشمن ہوا	اور پوشیدہ کری اسنے دعا
لاف گو کو کر تو رسوا اے خدا	رحم خاصان مجھپہ ہووے تا سدا
جو دعا مقبول ہوئی اس پیٹ کی	سوزش حاجت نے کی جلوہ گری
سلہ بولا حق گر کافر و فاسق کرے	یاد مجھکو مین کرون مقبل اسے
راستی لا خود کو یا خاموش کر	اس گھڑی رحمت کو دیکھ اور نوش کر
تو دعا کر سخت اور فریاد کر	تا چھوڑا ئی غول سے تجکو بشر

بردن گربه پوست دنبه را و رسوا شدن پهلوان

لیجانا بلّی کا پوست دنبہ کو اور رسوا ہونا پہلوان کا

چون شکم خود را بحضرت در سپرد	گربه آمد پوست دنبه را ببرد
از پئے دنبه دویدند او گریخت	کودکا از ترس عتابش رنگ ریخت
آمد اندر انجمن آن طفل خرد	آبروئے مرد لافی را ببرد

سلہ پیٹ نے جو حق کو سونپا آپ کو	لے گئی دنبہ کا بلی پوست وو
دوڑا پیچھے پوست کے اسکا پسر	اسکی خفگی سے ڈرا وہ بیشتر
سلہ آیا محفل مین وہ لڑکا دوڑتا	اور رسوا مرد لافی کو کیا

سلہ وہ جو الخ، شعر جو وہ پوشیدہ کرتا ہی تو ظاہر کردے جلا مین اے رب تو رسوا کر دعوی کرکے وہ دولت چاہتا ہی معدہ نفرین اسکی مونچھ کو کرتا ہے اجزا بدن کے اسکے دشمن بیشک ہین وہ لاف بہار کی رکھتا ہی اور انکو خزان بے لاف جود و کرم کو رد کرتا ہی اور شاخ رحمت کی کھودتا ہی جڑ پیڑ سے آگے رجوع بقصہ ہے شکم اسکی مونچھ کا دشمن ہوا اور پوشیدہ اسنے دعا کی کہ ای خدا لاف گو رسوا کر رحم خاصون کا تا مجھپر ہمیشہ ہووے جو دعا اس شکم کی مقبول ہوئی حاجت کی سوزش نے جلوہ گری کی یعنے ای خدا تو اسکو رسوا کر کیونکہ وہ ریاکاری سے دولت کو طلب کرتا ہی پس اسکا شکم اسپر نفرین کرتا ہی اور دعوی جود و کرم کو رد کرتا ہی اور رحمت الہی کا مانع ہوتا ہی آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ بولا حق الخ ۳ شعر حق نے کہا اگر کافر و فاسق مجکو یاد کری مین اسے مقبول کرون خود کو راستی پر لا یا خاموش کر تو بہت دعا کر اور یاد کر اور فریاد کر تا غول سے تجکو چھڑا دے یعنے بقول حق تعالی اگر کافر و فاسق حق کو یاد کرے مقبل ہووے پس تو راستی اختیار کر دعا مانگ کہ رحمت حق تجھپر نازل ہو اور ریاکاران طریقت سے تو بچے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ پیٹ کے الخ ۲ شعر جو شکم نے خود کو ساتھ حق کے سونپا بلی لے گئی پوست دنبہ کو پوست کے نیچے دوڑا اسکا پسر اسکے خفا ہونے سے از بس ڈرا باقی قصہ آگے ہی فافہم ۱۲ سلہ آیا محفل مین الخ ۹ شعر وہ لڑکا محفل مین دوڑتا آیا اور مرد لافی کو رسوا کیا کہا اب وہ پوست کہ جو ہر صبح تو مونچھین اپنی چکنی کرتا تھا بس بلی آئی اور ناگہان اسکو لے گئی ہم پیچھے اسکے دوڑے لیکن وہ ہمکو نہ ملی پہلوان لاف و ذوق مین تھا جو یہ ماجرا اسنا مردہ جان ہوا پس وہ محفل مین منفعل ہوا اور سر جھکایا اور خجل ہو کر چپ ہوا پس تعجب سے جملہ حاضرین ہنسے پھر انھین اسپر وہان رحم آگیا دعوت اسکی کرکے اسکا پیٹ بھرا تخم رحم کا اسکی زمین مین بو دیا خاصان حق نے جو ذوق راستی دیکھی بغیر تکبر کے راستی کا غلام ہوا آگے حقائق ہین پس تو ہمیشہ راستی اختیار کرتا کہ تو دونون عالم مین نیکنام ہووے آگے قصہ گیدڑ کا ہے فافہم ۱۲-

گفت آن دنبه که هر صبحے بدان چرب میکردی لباس سلبتان
گربه آمد ناگهانش در ربود بس دویدیم و نکرد آن جهد سود
پهلوان در لاف گرم و ذوق ناک چون شنید این قصه گشت از جسم پاک
منفعل شد در میان انجمن سر فرو برد و خمش شد از سخن
خنده آمد حاضران را از شگفت رحمشان باز جنبیدن گرفت
دعوتش کردند سیرش داشتند تخم رحمت در زمینش کاشتند
او چو ذوق راستی دید از کرام بے تکبر راستی را شد غلام
راستی را پیشهٔ خود کن مدام تا شوی در هر دو عالم نیکنام

بولا لاکھا لب پہ جو ہر صبح کو مونچھین چکنی اپنی کرتا اُس سے تو
بلی ناگہ آئی اُسکو لے گئی پیچھے دوڑے پر نہ وہ ہمکو ملی
لاف مین اور ذوق مین تھا پہلوان جو سنا قصہ ہوا وہ مردہ جان
ہوگیا محفل مین وہ بس منفعل سر جھکایا اور رہا چپ وہ خجل
پس تعجب سے ہنسے سب تاجران پھر اُنھین رحم آگیا اُسپر وہان
دعوت اُسکی کر کے پیٹ اُسکا بھرا تخم رحم اُسکی زمین مین بودیا
دیکھا جو خاصون نے ذوق راستی بے تکبر راستی حاصل کری
راستی کا پیشہ اپنا کر مدام دونون عالم مین ہو تو تا نیکنام

دعوی طاؤسی کردن آن شغال که در خم صباغ افتاد

طاؤس ہونیکا دعوی کرنا اُس گیدڑ کا جو رنگریز کے خم مین گرا تھا

آن شغال رنگ رنگ اندر نهفت بر بناگوش ملامت گر بگفت
بنگر آخر در من و در رنگ من یک صنم چون من ندارد خود شمن
چون گلستان گشته ام صد رنگ و خوش مر مرا سجده کن از من سر مکش
کرّ و فرّ و آب و تاب و رنگ بین فخر دنیا خوان مرا و رکن دین
مظهر لطف خدائی گشته ام لوح شرح کبریائی گشته ام
ای شغالان هین مخوانیدم شغال کی شغالی را بود چندین جمال
آن شغالان آمدند آنجا بجمع همچو پروانه بگرداگرد شمع
جمله گفتندش چه خوانیمت بری گفت طاؤس نر چون مشتری
پس بگفتندش که طاؤسان جان جلوه ها دارند اندر گلستان
تو چنان جلوه کنی گفتا که نی بادیه نارفته چون گویم منی

خفیہ[1] اُس رنگین گیدڑ نے کہا کان مین اپنے ملامت گر کے آ
مجکو میرے رنگ کو تو دیکھ لے بُت پرست اک بُت مجھ ایسا رکھے
چون گلستان رنگ خوش رکھتا ہون سب مجکو سجدہ کر نہ سرکش مجھ سے ہو
دیکھ[2] کرّ و فرّ و آب و رنگ کو فخر دنیا رکن دین کہہ مجکو تو
مظہر لطف خدائی مین ہوا لوح شرح کبریائی مین ہوا
گیدڑو مجکو نہ تم گیدڑ کہو حسن یہ کب ہو وے گیدڑ کو سنو
اُس جگہ آئے وہ گیدڑ ہو کے جمع جیسے پروانے ہون گرداگرد شمع
بولے سب کیا تجکو کہوین ای اخی بولا طاؤس اب کہو جون مشتری
پس کہا اُسکو کہ طاؤسان جان جلوہ کرتے ہین وہ اندر گلستان
ایسا تو جلوہ کرے بولا کہ لا نے گیا جنگل کہون کیسے منا

سلہ خفیہ الخ سہ شعر اس رنگین گیدڑ نے پوشیدہ کہا اپنے ملامتگر کے کان مین مجکو میرے رنگ مین تو دیکھ لے کہ بت پرست میرے مانند ایک بت نہ رکھے گلستان کے مانند سو رنگ خوش رکھتا ہون مجکو سجدہ کر اور سرکش مجھ سے نہو باقی قصہ آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ دیکھ الخ ۹ شعر کرّ و فرّ و آب و رنگ کو دیکھ فخر دنیا اور رکن دین مجکو کہہ مین مظہر لطف الہی ہوا اور لوح شرح کبریائی ہوا ای گیدڑو مجکو گیدڑ مت کہو یہ حسن کب گیدڑ کو ہوتا ہے اُس جگہ وہ سب گیدڑ جمع ہو کر آئے جیسے پروانے گرداگرد شمع کے ہوتے ہین سب نے کہا کہ تجکو کیا کہین کہا طاؤس مجکو کہو مانند مشتری کے پس اُسکو کہا کہ طاؤسان جان گلستان مین جلوہ کرتے ہین پس تو ایسا جلوہ کرتا ہے کہا کہ نہین اور نہ جنگل کو گیا کیسے کہون مَنی یعنے منی نام شہر کا ہے بیت اللہ شریف کے پاس پوچھا بانگ طاؤسون کی تو وے کہا کہ نہین کہا پس تو نہین ہے طاؤس خواجہ بوالعلا خلف طاؤسان آسمان سے آئے رنگ سے تجکو دعوی کب ہوسکے یعنے خلعت ولایت کا اولیاء اللہ کو حق کی جانب سے آتا ہے صورت بزرگون کی بنانے سے کب دعوے بزرگی کا وے ریاکار ہوسکتا ہے جیسے فرعون نے دعوی الوہیت کیا وہ خراب ہوا چنانچہ آگے قصہ فرعون و موسے علیہ السلام کا ہے فافہم ۱۲

بانگ طاؤسان کنی گفتا که لا — پس نه طاؤس خواجه بو العلا
خلعت طاؤس آید ز آسمان — کے رسد از رنگ و دعویها بران

بانگ طاؤسان تو دے بولا کہ لا — تو نہین طاؤس خواجہ بو العلا
خلعت طاؤس آئے چرخ سے — رنگ سے کب دعویٰ تجکو ہو سکے

دعوی کردن فرعون الوہیت و تشبیہ کردن او را بدان شغال که دعوی طاؤسی نزد شغالان مے کرد

دعویٰ الوہیت کرنا فرعون کا اور تشبیہ دینا اسکو ساتھ اُس گیدڑ کے کہ دعویٰ طاؤس ہونیکا آگے گیدڑون کے کرتا تھا

همچو فرعون مرصع کرده ریش — برتر از عیسی پریده از خریش
بود از نسل شغال ماده زاد — در خم مالے و جاہے او فتاد
هر که دید آن جاه مالش سجده کرد — سجدهٔ افسونیان را او بخورد
گشت مستک آن گدائی ژنده دلق — از سجود و از تحیرهاے خلق
او گدای بود در خردی سال — خواند حق را گفت گر بدهی تو مال
من بدین خدمت کنم مخلوق را — آن دعایش مستجاب آمد درا
قوتش شد از همه ضعفان زیاد — شد فراموشش دعاء از رشاد
مال مار آمد که در وی زهرهاست — وان قبول سجدهٔ خلق اژدهاست
سوی طاؤسان اگر پیدا شوی — عاجزی از جلوه و رسوا شوی
موسی و هارون چو طاؤسان بدند — پر جلوه بر سر و رویت زدند
زشتیت پیدا شد و رسوائیت — سرنگون افتادی از بالائیت
چون محک دیدی سیه گشتی چو قلب — نقش شیری رفت پیدا گشت کلب
ای سگ گرگین زشت از حرص و جوش — پوستین شیر را بر خود مپوش

جیسے فرعون مرصع ریش نے — جانا اعلیٰ ہون کلیم اللہ سے
گیدڑونکی نسل سے پیدا تھا وہ — خم مین مال و جاہ کے ڈوبا تھا وہ
جسنے دیکھا اُسکا جاہ سجدہ کیا — مکر کے سجدہ نے اُسکو کھا لیا
وہ ہوا مست اک گدائی رنڈ دلق — سجدہ و تعظیم سے جو کرتی خلق
تھا وہ کم عمری مین اک مفلس گدا — دے مجھے تو مال کے حق سے دعا
جان سے خدمت کرون مخلوق کی — وہ دعا مقبول اُسکی ہوگئی
اُسکی طاقت خلق سے جو بڑھ گئی — وہ دعا دل سے فراموش ہوگئی
مال ہے اک سانپ زہری پر جفا — ہے قبول و سجدهٔ خلق اژدہا
ہوکر طاؤسونکی جانب جائے تو — جلوہ سے عاجز و رسوا ہوئے تو
موسیٰ و ہارون جون طاؤس تھے — مارا پر جلوہ کا اک سر پر ترے
تیری ہوئی ظاہر بدی رسوائی سے — سرنگون ڈالا تجھے بالائی سے
محک دیکھی قلب سا کالا ہوا — شیر کا نقشہ مٹا کتا ہوا
اے سگ بد گرگ خود حرص جو — پوستین اب شیر کا مت پہن تو

سنہ حکایت چہارم دعوی پیران ریاکار مین ۱۲ سنہ جیسے فرعون الخ ۱۲ شعر جیسے فرعون نے ریش مرصع سے جانا خود کو اعلیٰ کلیم اللہ سے وہ گیدڑون کی نسل سے پیدا تھا مال و جاہ کے خم مین ڈوبا تھا جسنے اسکا جلوہ دیکھا سجدہ کیا اسکو مکر کے سجدہ نے کھا لیا وہ مست ہوا ایک گدائے رندہ گدڑی سجدہ و تعظیم سے مخلوق کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سنہ تھا وہ الخ ۱۲ شعر وہ کم عمری مین ایک مفلس گدا تھا حق سے دعا کی کہ تو مجھے مال دے مین جان سے مخلوق کی خدمت کرون وہ اسکی دعا مقبول ہوگئی اسکی طاقت جو مخلوق سے بڑھ گئی اور وہ دعا اُسکے دل سے فراموش ہوگئی آگے حقائق ہین مال ایک سانپ زہری پر جفا ہے اور قبول سجدہ خلق کا اژدہا ہے افسوس اے فرعون طاؤسی مت کر تو گیدڑ ہے دعوی طاؤسی مت کر جب تو طاؤسوں کی جانب جائے تو جلوہ کرنے سے عاجز و رسوا ہووے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ سنہ موسیٰ الخ ۱۲ شعر موسیٰ و ہارون مانند طاؤس کے تھے پر مارا جلوہ کا تیرے سر پر تیری بدی ظاہر ہوئی بھلائی سے ڈالا تجھے سرنگون بلندی سے مانند زر قلب کے محک دیکھی اور سیاہ ہوا شیر کا نقشہ مٹا اور سگ دکھائی دیا اے سگ بد گرگ خود حرص جو شیر کا پوستین تو مت پہن شیر کا نعرہ تیرا امتحان لے شیر کا نقشہ اور اخلاق کتون کا ہے اے تو گیدڑ بے جمال و بے ہنر ہے مت گمان طاؤس کا خود پر کر جو طاؤس تیرا امتحان کرین تو خوار و بے رونق جہان مین ہو یعنے تو ظاہر آرائی رکھتا ہے عارضی اگر اولیا اللہ تیرا امتحان لین تیری دکانداری اور رونق جہان مین جاتی رہے اور اپنی حال سے تو خود رسوا ہووے بموجب آیہ کے چنانچہ آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲

غرهٔ شیرت نخواهد امتحان ‖ نقش شیر و آنگه اخلاق سگان
ای شغال بی جمال و بی هنر ‖ هیچ بر خود ظن طاؤسے مبر
زانکه طاؤسان کنندت امتحان ‖ تو ار بے رونق بمانی در جہان

شیر کا غرہ ترا لے امتحان ‖ شیر کا نقشہ و اخلاق سگان
ہی جو گیدڑ بے جمال و بے ہنر ‖ مت گمان طاؤس کا تو خود پہ کر
جو کرین طاؤس تیرا امتحان ‖ تو اور بے رونق ہو تو اندر جہان

تفسیر ولتعرفنہم فی لحن القول

تفسیر ولتعرفنہم فی لحن القول

گفت یزدان مر نبی را در مساق ‖ یک نشان سہلتر ز اہل نفاق
گر منافق زفت باشد نغز و ہول ‖ وا شناسی مر ورا در لحن قول
چون سفالین کوزہا را می خری ‖ امتحانے میکنی اے مشتری
میزنی دستے بران کوزہ چرا ‖ تا شناسی از طنین اشکستہ را
بانگ اشکستہ دگرگون مے بود ‖ بانگ چاؤش ست پیشش میرود
بانگ مے آید کہ تعریفش کند ‖ ہمچو مصدر فعل تعریفش کند
چون حدیث امتحانی رو نمود ‖ یادم آمد قصهٔ ہاروت زود

حق[1] نے ذی قرآن مین منافق کا نشان ‖ سہلتر حضرت کو بتلایا عیان
گر منافق ہووے نغز و اہل ہول ‖ اسکو تو پہچان اندر لحن قول
جو گھڑا مٹی کا لیتا ہے کبھی ‖ امتحان کرتا ہی تو ای مشتری
ہاتھ اسپر کس لیے مارے ہی تو ‖ تاکہ تو جانے صدا سے نقص کو
ہی صدا ٹوٹے کی اور ہی طور پے ‖ اور نقیبونکی صدا بس اور ہے
اسکی تعریفین صدا آکر کرے ‖ فعل کی تعریف جون مصدر کرے
امتحان کی بات جو ہونے لگی ‖ یاد آیا قصہ ہاروت بھی

قصهٔ ہاروت و ماروت و دلیری ایشان بر امتحان حق تعالے

قصہ ہاروت و ماروت اور دلیر ہونا انکا اوپر امتحان حق تعالے کے

پیش ازین زان گفتہ بودم اندکے ‖ خود چہ گویم از ہزارانش یکے
خواستم گفتم دران تحقیقہا ‖ تا کنون واماندم از تو یقیا
گوش دل اینکس این سو بدار ‖ تا بگویم با تو از اسرار یار
جملهٔ دیگر ز بسیارش قلیل ‖ گفتہ آید شرح یک جزو ز نیل
گوش کن ہاروت را ماروت را ‖ ای غلام و چاکران ماروت را

پہلے[2] تھوڑا سا کہا اس قصہ سے ‖ کیا کہون اک ہی ہزارون حصہ سے
چاہا کہنا اسمین کچھ تحقیق سے ‖ رہگیا مین اب تلک تعویق سے
کان دل کے اسطرف اکدم رکھو ‖ تا کہون مین یار کے اسرار کو
دوسرا جملہ بہت اسکا قلیل ‖ کہتا ہون جون شرح قطرہ و دنیل
قصہ[3] ہاروت اور ماروت کو ‖ تم سنو مین جون غلام ای دوستو

[1] حق تعالی نے الخ ۷ شعر حق تعالی نے قرآن مین منافق کا پتہ سہلتر بتلایا ہی پوشیدہ اگر منافق نغز و اہل ہول ہووے تو اسکو پہچان بات کی آواز مین آگے اسکی مثال ہے جو تو کبھی گھڑا مٹی کا لیتا ہی تو امتحان اسکا کرتا ہی ای مشتری اسپر ہاتھ تو کس لیے مارتا ہی تاکہ صدا سے نقصان کو جانے ٹوٹے کی صدا اور ہی طور پر ہے اور نقیبون کی صدا اور ہی اسکی صدا تعریفین آکر کرے جیسے فعل کی تعریف مصدر جو بات امتحان کی ہونے لگی قصہ ہاروت و ماروت کا یاد آیا یعنے عاشقان شکستہ دل کی آہ نرا اور ہے اور اہل قال کی آواز اور ہی مثل نقیبون کے کہ تعریفون سے بھری ہی پس آواز امتحان باطن کا ہی جیسے ہاروت و ماروت کا امتحان ہوا چنانچہ انکا قصہ مثال مین آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ [2] پہلے الخ ۴ شعر تھوڑا سا اول کہا ہی قصہ سے کیا کہون کہ ایک حصہ ہی ہزارون حصہ سے اسمین کہنا چاہا کچھ تحقیق سے مین ابتک اسمین ڈھیل سے رہ گیا گوش دل کو ایکدم اس طرف رکھو تاکہ مین یار کا اسرار کہون اسکا دوسرا جملہ قلیل کہتا ہون مانند شرح قطرهٔ دونیل کے یعنے قصہ ہاروت و ماروت مین اسرار الٰہی مین بیان کرتا ہون تم گوش دل سے سنو آگے بیان قصہ کا ہی فافہم ۱۲ [3] قصہ الخ ۹ شعر قصہ ہاروت و ماروت کا تم سنو مین غلام ہون اور وہ ستوده مشاہدہ حق سے مست تھے اور شاہ کے عجائب استدراج سے ایسی مستی جب رکھے استدراج حق پھر کیسی ہستی دیکھے معراج حق ایسی مستی دام کے دانہ نے دی اسکا خوان نعمت پھر کیا کچھ دی یعنے استدراج مثل دام و دانہ کے ہی اور معراج حق خوان نعمت دانہ سے بر ترصد ہا درجہ ہی اسطرح معراج استدراج سے اعلا ہے مست تھے اور دام سے چھوٹے ہوئے عاشقون کے مانند ہاے ہو کرتے تھے ایک امتحان راہ مین ادنی تھا اسکی صرصر کوه کو مانند کاہ کے لیجاتی باقی حال اگلے صفحہ پر ہے فافہم ۱۲۔

مست بودند از تماشائے آلہ
وز عجائبہائے استدراج شاہ

انچنین مستی ست ز استدراج حق
تا چہ مستیہا دہد معراج حق

دانۂ دامش چنین مستی دہد
خوان انعامش چہا داند کشد

مست بودند رہیدہ از کمند
ہائے ہوئے عاشقانہ میزدند

یک کمین امتحان در راہ بود
صرصرش چون کاہ کہ را میربود

امتحان میکردشان زیر و زبر
کے بود سرمست را زینہا خبر

خندق و میدان بہ پیش او یکی ست
چاہ و خندق پیش او خوش مسلکی ست

وہ[1] تماشائی اُس سے مست تھے
اور عجائب شہ کے استدراج سے

ایسی مستی رکھے استدراج حق
ایسی مستی دیوی پھر معراج حق

دام کے دانہ نے مستی ایسی کی
خوان انعام اُسکا کیا کچھ دیوے اجی

مست تھے اور دام سے چھوٹے ہوئے
ہائے ہوئے عاشقانہ کرتے تھے

امتحان اک رہ مین تھا دنیا اُنکی
صرصر اُسکی کہ کو جون کہ لے گئی

امتحان[1] کرتا اُنھین زیر و زبر
اُس سے کب بدمست کو ہووے خبر

اُنکے آگے خندق و میدان ہے ایک
چاہ خندق اُنکے آگے راہ نیک

مستی بُز از دیدن بُز مادہ و جستن او از کوہے بکوہ مقابل

مستی بُز کوہی کی دیکھنے بُز مادہ سے اور کودنا اُسکا ایک کوہ سے دوسرے کوہ مقابل پر

آن بُز کوہی بران کوہ بلند
بر دود از بہر خوردن بے گزند

تا علف چیند بہ بیند ناگہان
بازیے دیگر بحکم آسمان

بر کُہے دیگر براندازد نظر
مادہ بُز بیند بران کوہ دگر

چشم او تاریک گردد در زمان
بر جہد سرمست زین کہ تا بدان

آنچنان نزدیک بنماید ورا
کہ دویدن گرد بالوعہ سرا

آن ہزاران گز دو گز بنمایدش
تا ز مستی میل جستن آیدش

چونکہ بجہد در فتد اندر میان
در میان ہر دو کوہ بے امان

او ز صیادان بکہ بگریختہ
خود پناہش خون او را ریختہ

شستہ صیادان میان آن دو کوہ
انتظار آن قضائے باشکوہ

باشد اغلب صید این بُز ہمچنین
ورنہ چالاک ست و چُست و خصم بین

وہ[2] بُز کوہی بلند اک کوہ پے
بیغمی سے جاتا چرنے کے لئے

تا چرے گھانس اور دیکھے ناگہان
دوسری بازی بحکم آسمان

دوسرے وہ کوہ پر ڈالے نظر
دیکھے بُز مادہ کو وہ اُس کوہ پر

آنکھ اُسدم اُسکی تاریکی رکھے
کودے مست اُس کوہ سے اُس کوہ پر

کوہ[3] یون نزدیک ہو معلوم اُسے
کہ بدرو پردہ کودے گھر کی ہی

وہ ہزارون گز کو دو گز جانے ہی
جست کی مستی سے تا رغبت کرے

جبکہ کودے تو گرے وہ درمیان
دونون کوہون میں وہ بیخوف امان

کوہ پر بھاگا تھا وہ صیاد سے
خون بہایا اُسکی جان امن نے

تھے چھپے صیاد اندر کوہ کے
منتظر تھے اُس قضا کے واسطے

اسطرح شاید کہ بُز یہ صید ہو
ورنہ ہے چالاک و چُست اور تیز رو

[1] امتحان الخ ۵ شعر اُنکو امتحان کرتا اور پرتلے اس سے کب مستان دُنیا کو خبر ہووے اُنکے آگے خندق اور میدان ایک ہے چاہ و خندق اُنکے آگے نیک راہ ہے یعنے اہل دُنیا کہ بدمست ہین ادنے امتحان اُنکو آفت مین ڈالتا ہے جیسے بُز کوہی مستی مادہ سے بلا مین پڑتا ہے چنانچہ اسکا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲ [2] وہ بز کوہی الخ ۹ شعر بز کوہی ایک بلند کوہ پر بیغمی سے چرنے کے لیے جاتا ہے تا گھانس چرے اور ناگہان دیکھے دوسری بازی بحکم خدا وہ دوسرے کوہ پر نظر ڈالے اور مادہ بُز کو دیکھے اُس کوہ پر اسدم اُس کی آنکھ تاریکی رکھے اور مستی سے کودے اُس کوہ سے اُس کوہ پر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] کوہ یون الخ ۶ شعر وہ کوہ اُسکو اسطرح نزدیک معلوم ہو جیسے گھر کی بدرو پر وہ کودے ہے وہ ہزارون گز اسکو دو گز دکھائی دے تا مستی سے جست کی رغبت رکھے جبکہ کودے تو درمیان مین گرے دونون کوہون کہ بے خوف و امان وہ کوہ پر بھاگا تھا صیاد سے پس اُسکا خون بہایا جان امن نے صیاد چھپے تھے کوہ مین اُس قضا کے واسطے منتظر تھے کہ شاید اسطرح یہ بکرا صید ہو ورنہ چالاک و چُست و تیز ہے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

رستم ارچه با سر و سبلت بود	دام پاکیزش یقین شهوت بود	گرچہ ڈاڑھی مونچھ کا رستم بھی ہو[۱]	دام شہوت مین مقید ہووے وہ
همچو من از مستی شهوت ببر	مستی شهوت ببین اندر شتر	مثل میرے مستی شہوت کو چھوڑ	اونٹ مین کر مستی شہوت کو غور
باز این مستی شهوت در جهان	پیش مستی ملک شد مستهان	مستی شہوت نے عالم مین کری	آگے مستی ملک کی عاجزی
مستی آن مستی این را بشکند	او بشهوت التفاتے کم کند	انکی مستی انکی مستی توڑ دے	جانب شہوت وہ خواہش کم کرے
آب شیرین تا نخوردی آب شور	خوش بود خوش چون درون دیده نور	تا نہ کھایا آب شیرین آب شور	خوش مزہ ہو جس طرح آنکھون مین نور
قطرهٔ از باده هائے آسمان	بر کند جان را ز می وز ساقیان	آسمانی[۲] مے کا اک قطرہ کرے	جان کو بیغم ساقی سے اور بادہ سے
تا چه مستیها بود املاک را	وز جلالت روحهای پاک را	کیسی ہووین پھر ملک کو مستیان	اور روحون کو جلالت سے عیان
که بوئے دل بران می بسته اند	خم باده این جهان بشکسته اند	کر کھین اُس مے پہ دل اُمید سے	خم مے کو توڑا اس عالم کے ہے
جز مگر آنها که نومیداند و دور	همچو کفارے نهفته در قبور	بس سوا اُنکے جو نا اُمید ہین	جسطرح کفار پنہان گور مین
نا امید از هر دو عالم گشته اند	خارهای بے نهایت کشته اند	نا اُمید اب دونون عالم سے ہوئے	اور کانٹے بے نہایت بو دیے

تمنا کردن هاروت و ماروت آمدن بر زمین

تمنا کرنا ہاروت و ماروت کا زمین پر آنے کی

پس ز مستیها بگفتند اے دریغ	بر زمین باران بدادیمی چو میغ	کہتے[۳] وہ مستی سے ہم وا حسرتا	پانی برساتے زمین پر ابر سا
گستریدیمے دران بیداد جا	عدل و انصاف و عبادات و وفا	ہم بچھاتے اُس ستم کی جا مین جا	عدل و انصاف اور عبادت اور وفا
این بگفتند و قضا میگفت بایست	پیش پایت دام ناپیدا بسے ست	وہ یہ کہتے اور قضا کہتی کہ ٹھہر	دام پنہان تیری کثرت سے ہین زیر
هین مرو گستاخ در دشت بلا	هین مرو کورانه اندر کربلا	جا نہ گستاخ اب بلا کے دام مین	جا نہ اندھے کربلا کے دام مین
که ز موئے و استخوان هالکان	می نیابد راه پای سالکان	بال اور ہڈی سے مردونکی یہان	رہ نہین پاتا ہے پائے سالکان
جمله ره استخوان و موی و پے	بسکه تیغ قهر لاشئ کرد شے	بال اور ہڈی سے پُر تھا راستا	شئے کو لاشئے تیغ قہری نے کیا

سلہ اگرچہ الخ یہ شعر اگرچہ ڈاڑھی مونچھ کا رستم ہو ولیکن دام شہوت مین مقید ہووے میرے مانند مستی شہوت کو چھوڑ اور اونٹ مین مستی شہوت کو غور کر مستی شہوت کے جہان مین مستی فرشتون کی عاجزی کری اور انکی مستی توڑ دے کیونکہ جانب شہوت کے وہ کم خواہش کرے آگے مثال ہے جب تک آب شیرین کھایا آب شور خوش مزہ معلوم ہو جیسے آنکھون مین نور یعنے شہوت کی مستی اس مشاہدہ کی مستی کو کب پاتی ہے کیونکہ وہ مستی اسکو توڑتی ہے پس جب تک وہ مستی مشاہدہ مین حاصل نہین ہے اسی مستی شہوت کو بہتر جانتا ہے ۱۲ سلہ آسمانی الخ یہ شعر آسمانی شراب کا ایک قطرہ جان کو بے غم کرے ساقی و مے سے پھر فرشتونکو کیسے ہووین مستیان اور جلالت سے روحون کو عیان کہ اس مے پر دل امید سے رکھا ہے اور عالم کے خم شراب کو توڑا ہے سوا انکے نا امید ہین جیسے کفار پنہان گور مین دونون عالم سے نا امید اب ہو اور بے نہایت کانٹے بوئے یعنے بادۂ توحید الٰہی کا ایک قطرہ ساقی دمے دنیا سے جان کو بیغم کرتا ہے پھر فرشتون و روحون کو مستیان کیسے ہونگی کہ وے توحید سے وہ سرشار ہین باقی آگے قصہ ہاروت ماروت کا ہے فافہم ۱۲ سلہ کہتے الخ یہ شعر وہ مستی سے کہتے کہ ہم پانی برساتے زمین پر افسوس ہے ابر کے مانند اور ہم بچھاتے جا کر اُس ستم کی جا مین عدل و انصاف و عبادت و وفا و تو یہ کہتے اور قضا کہتی کہ ٹھہر دام تیرے واسطے پوشیدہ کثرت سے بچھے ہین اے گستاخ اب بلا کے دام مین مت جا اور اے اندھے کربلا کے دام مین مت جا مردون کی بال و ہڈی سے یہان راہ نہین پاتا ہے سالکونکا پانون کا رستا ہڈی سے پر تھا چونکہ شئے کو لاشئے قہر کی تیغ نے کیا حق نے کہ بندے باوفا آہستہ چلتے ہین زمین پر ہمیشہ یعنے تیغ قہر الٰہی نے صدہا گستاخونکو ہلاک کرکے زیر زمین کیا کہ بال و ہڈی انکی اس کثرت سے ہین کہ راہ چلنے کی جا نہین ہے اسواسطے بندگان مقبول آہستہ آہستہ زمین پر چلتے ہین آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

گفت حق کہ بندگان یار عون	بر زمین آہستہ میرانند ہون
پا برہنہ چون رود در خار زار	جز بمہل و فکر ہر پرہیزگار
این قضا میگفت لیکن گوش شان	بستہ بود اندر حجاب جوش شان
چشمہا و گوشہا را بستہ اند	جز مر آنہا کہ از خود رستہ اند
جز عنایت کہ کشاید چشم را	جز محبت کہ نشاند خشم را
جہد بے توفیق خود کس را بود	زار زنے کم گرچہ صد خرمن بود
جہد بے توفیق خود کس را مباد	در جہان واللہ اعلم بالرشاد

بولا حق کہ بندگان باوفا	چلتے آہستہ زمین پر ہین سدا
پا برہنہ جیسے کانٹو نین چلے	عاقل و دانا تامل فکر سے
یہ قضا کہتی تھی لیکن بند تھے	کان اُنکے بس حجاب ہوش سے
کر دیا ہے بند کان اور آنکھ کو	پر سوا اُسکے کہ جو بیخود ہے وہ
جز عنایت کون کھولے چشم کو	جز محبت کون روکے خشم کو
جان کنی یہ جہد بے توفیق ہو	کم ہو کنگنی سے جو سو خرمن ہو وہ
ہو نہ کوئی جہد بے توفیق یاب	یان پر اب اللہ اعلم بالصواب

خواب دیدن فرعون آمدن موسے علیہ السلام را و تدارک آن

خواب مین دیکھنا فرعون کا نزول موسے علیہ السلام کو اور تدارک کرنا اُسکا

جہد فرعونے چو بے توفیق بود	ہر چہ او میدوخت آن تفتیق بود
از منجم بود در حکمش ہزار	وز معبر بود ساحر بے شمار
مقدم موسی نمودندش بخواب	کہ کند فرعون و ملکش را خراب
با معبر گفت و با اہل نجوم	چون بود دفع خیال و خواب شوم
جملہ گفتندش کہ تدبیرے کنیم	راہ زادن را چو رہزن بر زنیم
تا رسید آن شب کہ مولد بود آن	رای آن دیدند آن فرعونیان
کہ برون آرند آن روز پگاہ	سوی میدان بزم و تخت پادشاہ

جہد بے توفیق فرعون کا تھا	جو کہ وہ سیتا تھا پھٹ جاتا تھا وہ
تھے منجم عہد مین اُسکے ہزار	اور معبر اور ساحر بے شمار
اُسنے دیکھا آنا موسیٰ کا بخواب	کہ کریگا ملک فرعون وہ خراب
پس معبر اور نجومی سے کہا	کیسے شومی خواب کی جاوے بھلا
بولے سب تدبیر ہم اسکی کرین	راہ بند اب پیدا ہونے کی کرین
رات وہ پہونچی کہ پیدا جسمین تھا	رائے اُن فرعونیون نے سوچی وہ
کہ اُسی دن تم نکالو تخت شاہ	سوی میدان صبح سے کر پگاہ

۵۱ پا برہنہ الخ ۲ شعر جیسے پا برہنہ کانٹو نین چلے عاقل و دانا تامل و فکر سے یہ بات قضا کہتی تھی لیکن کان اُنکے بند تھے حجاب ہوش سے بند کان و آنکھ کو کر دیا ہے لیکن سوا اُسکے کہ جو بیخود ہے سوا عنایت کے کون کھولے چشم کو یہ جہد بے توفیق جانکنی ہو اور کم ہو کنگنی سے اگر سو خرمن وہ ہووے جہد بے توفیق پانیوالا کوئی مت ہو جیو اب بیان پر اللہ بہتر جانتا ہے یعنے حق تعالیٰ جہد بے توفیق کسی کو نہ دے کہ وہ جانکنی ہے اور اگر توفیق الٰہی کے ساتھ جہد و کوشش کرے عین ثواب ہے آگے قصہ فرعون کا ہے فافہم ۱۲ ۵۲ جہد بے توفیق الخ ۶ شعر جو جہد بے توفیق فرعون کا تھا جو کچھ وہ سیتا تھا پھٹ جاتا تھا اُسکے عہد مین منجم ہزارون تھے اور تعبیر دینے والے اور جادوگر بیشمار تھے اُسنے موسیٰ علیہ السلام کا آنا خواب مین دیکھا کہ وہ ملک فرعون کا خراب کرتا ہے پس تعبیر دینے والے و نجومی سے کہا کیسے شومی خواب کی دفع ہووے اُنھون نے کہا کہ ہم سب تدبیر اسکی کرین اور راہ پیدا ہونے کی بند ہم کرین وہ رات آئی کہ جسمین پیدا ہو اُن فرعونیون نے وہ رائے سوچی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ کہ اُسی الخ ۱۰ شعر کہ تم تخت شاہی اُسدن نکالو طرف میدان کے صبح سے اور دربار کرو پس یہ فرمایا کہ منادی سے شہر مین آشکار کرو وای اہلکار و العلاای جملہ اسرائیلیون شاہ تمکو بلاتا ہے وہان گھرون سے تاکہ تمکو وہ منھ دکھاوے بے نقاب اور بہت احسان کرے واسطے ثواب کے اُن اسیرون کے واسطے بو دوری تھی اور اجازت دیکھنے فرعون کی نہ تھی اگر راہ مین مقابل وہ آجائیں اُنکے لیے قاعدہ تھا کہ پٹ ہو جائیں اُنکا قاعدہ تھا کہ اسیر نہ دیکھے وقت بے وقت دیدار امیر کا اگر چوبدارونکی صدا راہ مین سُنے تا نہ دیکھے اور منھ دیوار پر کرے اگر منھ کو دیکھ لے وہ مجرم ہووے اور سزا دیتے اُسکو ملے اُنکو لقاے ممتنع کی حرص تھی کہ آدمی حریص ہے ترجمہ اُس چیز کا کہ منع کیا گیا ہے یعنے بموجب حدیث شریف کے انسان کو جس چیز سے منع کرتے ہین حرص زیادہ اُسکی ہوتی ہے باقی یہ قصہ آگے ہے فافہم ۱۲-

پس بفرمودند در شہر آشکار کہ منادیہا کنند از ہر کنار
الصلا اے جملہ اسرائیلیان شاہ میخواند شمارا زان مکان
تا شمارا رُو نماید بے نقاب بر شما احسان کند بہر ثواب
کان اسیران را بجز دوری نبود دیدنِ فرعون دستوری نبود
گر فتادندے برہ در پیش او بہر آن باسنہ بخفتندے برُو
یاسہ آن بد کہ نبیند ہیچ اسیر در گہ و بیگہ لقائے آن امیر
بانگِ چاوشان چو در رہ بشنود تا نہ بیند رُو بدیوارے کند
بود شان حرص لقائے ممتنع کہ حریص ست آدمی فیما منع
ور بہ بیند روی آن مجرم شود آنچہ بدتر بر سر او آن رود

پس یہ فرمایا کہ کردو آشکار تم منادی شہر مین ای اہل کار
الصلا اے جملہ اسرائیلیان شہ بلاتا ہی مکان سے تکو وان
تا دکھاوے منھ تمھین وہ بے نقاب تم پہ احسان وہ کرے بہرِ ثواب
آن اسیرن کے لئے دوری جو تھی نے اجازت دیکھنے فرعون کی
گر مقابل راہ مین آجائین وہ قاعدہ اُنکی لیے پٹ ہووین وہ
قاعدہ اُنکا تھا نہ دیکھے اسیر وقت اور بے وقت دیدارِ امیر
چوبدارونکی صدا رہ مین سُنے تا نہ دیکھے منھ کرے دیوار پے
تھی اُنھین حرص لقائے ممتنع کہ حریص ہے آدمی فیما منع
دیکھ لے منھ کو اگر مجرم ہو وہ اور سزا بدتر ملے اس شخص کو

بمیدان خواندن فرعون بنی اسرائیل را از برائے حیلۂ منع ولادت حضرت موسیٰ علیہ السلام

میدان مین بلانا فرعون کا بنی اسرائیل کو واسطے حیلے پیدا ہونے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے

شد منادی در محلہا روان ہانگ میزد کو بکو شلوی کنان
کای اسیران سوے میدان گہ روید کز شہنشہ دیدن و جود ست اُمید
چون شنید آن مژدہ اسرائیلیان تشنگان بودند بس مشتاق آن
زین خبر گشتند جملہ شادمان راہ میدان بر گرفتند آن زمان
حیلہ را خوردند آنسو تاختند خویشتن را بہر جلوہ ساختند
تا روند آنجا بہ بیند روے او تا چہ خاصیت دہد دیدار او
از غرض غافل بُدند و بے خبر در طمع رفتند بیرون سر بسر

ہر محلہ[1] مین منادی بس گیا اور گلی کوچہ مین اُسنے کی ندا
ای اسیرو جانبِ میدان چلو طالبِ دیدار شاہنشاہ ہو
مژدہ اسرائیلیون نے جو سُنا تھا ہر اک مشتاق تو دیدار کا
اُس خبر[2] سے سب ہوے بس شادمان راہ لی میدان کی سب نے اُس آن
کھا فریب ہر ایک اُس جانب چلا ہو کے جلوے کے لیے آراستہ
تا کہ وان جا کر کے دیکھین یار کو خاصیت دیتا ہی کیا دیدار وہ
تھے غرض سے غافل اور تھے بیخبر طمع سے باہر گئے وہ سر بسر

حکایت در تمثیل

حکایت تمثیل مین

ہمچنان کانجا مغول حیلہ دان گفت میجویم کسے از مصریان

ایسا[3] ہی تھا اک امیر حیلہ جو بولا ڈھونڈھون مصریون سے ایک کو

[1] ہر محلہ مین الخ ۲ شعر پس ہر محلہ مین منادی گیا اور ہر گلی کوچہ مین اُسنے ندا کی کہ ای اسیرو میدان کی طرف چلو اور طالب دیدار شہنشاہ کے ہو جو مژدہ اسرائیلیون نے سُنا ہر ایک مشتاق دیدار کا تھا باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ [2] اس خبر الخ ۴ شعر اس خبر سے سب خوش ہوئے اور سبنے راہ میدان کی اُسیدم لی ہر ایک فریب کھا کر اُس جانب چلا جلوہ کے لیے آراستہ ہو کر تاکہ وہان یار کو جا کر دیکھین وہ دیدار کیا خاصیت دیتا ہی اور غرض سے غافل و بے خبر تھے طمع سے باہر گئے ایک ایک یعنے طمع سے ہر ایک دیدار کی خواہش مین گیا اور اُسکی غرض سے غافل تھا جیسے ایک امیر نے طمع دیکر لوگونکو بلایا اور ہلاک کیا چنانچہ اُسکی حکایت آگے تمثیل مین فرماتے ہین فافہم ۱۲ [3] ایسا ہی الخ ایک شعر اسی طرح ایک امیر حیلہ جو تھا کہا کہ مصریون سے ایک کو ڈھونڈھتا ہون باقی حال آگے صفحہ پر ہے فافہم ۱۲

مصریان را جمع آرید این طرف ۔ تا در آید آنکہ می جوییم بکف
هر کجا بد مصرے جمع آمدند ۔ در بر آن میر یکیک می شدند
هر کسے آمد بگفتا نیست این ۔ هین بیا آ خواجہ دران گوشہ نشین
تا بدین شیوہ ہمہ جمع آمدند ۔ گردن ایشان بدان حیلہ زدند
شومی آنکہ رو سوی بانگ نماز ۔ داعی اللہ را نبردندی نیاز
دعوت مکارشان اندر کشید ۔ الحذر از مکر شیطان ای رشید
بانگ در ویشان و محتاجان بنوش ۔ تا نگیرد بانگ محتالیت گوش
گر گدایان طامع اند و زشت خو ۔ در شکم خواران تو صاحبدل بجو
در تگ دریا گہر با سنگہاست ۔ فخرہا اندر میان ننگہاست
پس بجوشیدند اسرائیلیان ۔ از پگہ تا جانب میدان دوان
چون بحیلت شان بمیدان برد او ۔ روی خود بنمودشان بس تازہ رو
کرد دلداری و بخششہا بداد ۔ ہم عطا ہم وعدہا کردن قباد
بعد ازان گفت از برای جان تان ۔ جملہ در میدان بخسپید امشبان
پاسخش دادند کہ خدمت کنیم ۔ گر تو خواہی یک مہ اینجا ساکنیم

مصریونکو جمع اس جانب کرد ۔ جسکا مین طالب ہون تا ملجاے دو
جس جگہ مصری تھے آ جمع ہوئے ۔ اور پاس اس میر کے اک اک گئے
جو کہ آتا کہتا وہ یہ ہے نہین ۔ آ او خواجہ یان پہ ہو گوشہ نشین
اس طریقہ پر جو جمع آکر ہوئے ۔ مارین انکی گردنین اس مکر سے
یہ تو شومی رخ سوئے بانگِ نماز ۔ داعی اللہ کا نہ رکھتے تھے نیاز
پھانسا انکو عورت مکار نے ۔ الامان شیطان کے اس مکر سے
بانگِ درویشون و محتاجونکی سن ۔ تا نکردی بانگ غولان کان سن
گرچہ طامع ہین گدا اور زشت خو ۔ حارصونمین اہل دل کو ڈھونڈھ تو
بحر مین گوہر ہین ہمرہ سنگ کے ۔ فخر پوشیدہ ہے اندر ننگ کے
جوش مین آکر کے اسرائیلیان ۔ ہو گئے سب جانبِ میدان روان
جو بلایا انکو حیلہ کر نہان ۔ منہ دکھایا اور نوازا انکو وان
بس بہت دلداری اور وعدے کیے ۔ ہم عطا و بخششونکی شاہ نے
بولا یہ سب کچھ تمھارے واسطے ۔ آجکی شب سو و تم اس جا بے پے
بولے سب اس سے کہ ہم خدمت کرین ۔ گر تو چاہے ایک مہ یان پر رہین

بازگشتن فرعون از میدان بہ شہر شادان از تفریق بنی اسرائیل از زنان شان در شب حمل

پھر لوٹ آنا فرعون کا میدان سے طرف شہر کے خوش بسبب تفرقہ بنی اسرائیل کے عورتون اپنی سے شب حمل مین

شہ شبانگہ باز آمد شادمان ۔ کامشبان حملست و دور اند از زنان

شاہ لوٹا شب کو خوش ہوتا ہوا ۔ عورتون سے حمل کی شب ہین جدا

سلہ مصریون الخ، شعر مصریونکو اس جانب جمع کرو جسکا مین طالب ہون تاکہ وہ ملجاے جس جگہ مصری تھے آکر جمع ہوئے اور نزدیک اُسکے ایک ایک گئے جو شخص آتا وہ کہتا کہ یہ نہین ہے آؤ خواجہ یہان آکر بیٹھو اس طریقہ سے جو آکر جمع ہوئے اُنکی گردنین مارین اس مکر سے آگے حقائق ہین کہ یہ تو شومی اور منھ طرف بانگ نماز کے داعی اللہ کا نہ رکھتے تھے نیاز انکو پھانسا دعوت مکار نے اللہ پناہ دے شیطان کے اس مکر سے یعنے ریاکارونکی یہ تو شومی و بظاہر پرہیزگاری اور جو اللہ کی طرف دعوت کرے اُس سے نیاز نہین باقی حال سکا آگے ہے فافہم ۱۲ سٹہ بانگ الخ، شعر آواز درویشون اور محتاجونکی تو سن تاکہ آواز غولونکی تیرا کان سن نہ کرے اگرچہ گدا اور طامع و زشت خو ہین تو حارصونمین اہل دل کو ڈھونڈھ یعنے عام مین خاصونکو تلاش کر دریا مین گوہر ہین ہمراہ سنگ کے اور فخر ننگ مین پوشیدہ ہے آگے رجوع بقصہ ہے جوش مین آکر سب اسرائیلی جانب میدان روانہ ہوئے جو بلایا انکو حیلہ کرکے پوشیدہ منھ دکھایا اور وہان انکو نوازا پس بہت عدے و دلداری کی اور ہم عطا و بخشش شاہ نے کی کہا کہ یہ سب کچھ تمھارے واسطے ہے آجکی شب تم اس جگہ سو و سبنے کہا کہ ہم خدمت کرین اگر تو چاہے ایک مہینا یہان پر رہین آگے قصہ فرعون کا ہے فافہم ۱۲ سٹہ شاہ الخ، شعر شب کو بادشاہ لوٹا خوش ہوتا ہوا کہ حمل کی شب عورتون سے جدا ہین عمران خزانچی جو اُسکی خدمت مین تھا شہر مین ہمراہ شاہ آیا کہا اے عمران تو اس در پر سو اور مت جا و ہم صحبت عورت سے مت ہو کہا کہ سوتا ہون مین تیری درگاہ پر اور نہین چاہتا ہون سوا دلخواہ تیرے کے عمران ایک اسرائیلیون مین سے تھا لیکن وہ دل و جان فرعون کا تھا اُسپر گنہگاری کا گمان نہ تھا جسمین خوف فرعون کا ہوتا وہ بات نہین کرتا تھا عمران کے افعال کا خوف نہ تھا لیکن خود وہ اُسکی جزائے حال تھا دل مین فرعون کے یہ کب تقدیر تھی جو شود دعاو کو آگہی نہ تھی یعنے یہ تقدیر الٰہی کہ جو فرعون پر واقع ہوئی مانند شود دعاو کے اُسکو آگہی نہ تھی باقی قصہ آگے ہے فافہم ۱۲-

خازنش عمران هم اندر خدمتش | هم بشهر آمد قرین صحبتش
گفت ای عمران برین در خسپ تو | هین مرو سوی زن و صحبت مجو
گفت خسپم هم درین درگاه تو | هیچ نندیشم بجز دلخواه تو
بود عمران هم ز اسرائیلیان | لیک مر فرعون را دل بود و جان
نے گمان بردی که او عصیان کند | آنکه خوف جان فرعون آن کند
ایمن از عمران شد و افعال او | لیک آن خود شد جزای حال او
خود کجا در خاطر فرعون بود | آنچنین تقدیر چون عاد و ثمود

خازن عمران اسکی خدمت مین جو تھا | شہر مین آیا تھا وہ ہمراہ شاہ
بولا اے عمران تو اس در پہ سو | اور نجا ہم صحبت عورت سی نہو
بولا سوتا ہون تری درگاہ پے | اور نہ چہتا ہون بجز دلخواہ ترے
ایک اسرائیل سے عمران تھا | پر وہ دل اور جان تھا فرعون کا
نے گمان اُسپر گنہگاری کا تھا | خوف فرعون جسمین ہو کرتا نہ تھا
خوف عمران کے نہ تھا افعال کا | پر وہ خود اُسکی جزاے حال تھا
دلمین کب فرعون کے یہ تقدیر تھی | چون ثمود و عاد کو سے آگہی

جمع آمدن عمران بمادر موسیٰ و حامله شدن او

صحبت کرنا عمران کا مادر موسیٰ سے اور حامله ہونا اُنکا

شه برفت او بیان درگاه خفت | نیم شب آمد بپیشش خفته جفت
زن برو افتاد و بوسید آن لبش | بر جهانیدش ز خواب اندر شبش
گشت بیدار او و زن را دید خوش | بوسه باران کرد از لب بر لبش
گفت عمران این زمان چون آمدی | گفت از شوق و قضای ایزدی
در کشیدش در کنار از مهر مرد | بر نیامد با خود آن دم در نبرد
جفت شد با او امانت را سپرد | پس بگفت ای زن نه این کاریست خرد
آهنے بر سنگ زد زاد آتشے | آتشے از شاه و ملکش کین کشے
من چو ابرم تو زمین موسیٰ نبات | حق شه شطرنج و ما مانیم و مات
مات و برد از شاه می دان ای عروس | این مدان از ما مکن بر ما فسوس
آنچه این فرعون مے ترسید او | هست شد اینَدم که گشتم جفت تو

شہ[۱] گیا اور سو گیا عمران وہان | نیم شب کو آئی بس زوجہ نہان
لیٹ کر کرنے لگی بوس و کنار | خواب سے اُسکو جگایا ایک بار
وہ جگا عورت کو دیکھا خوش مزا | لب سے اُسکے لب کو تھا وہ چومتا
بولا عمران کس لیے تو آئی ہے | بولی وہ حکم خدا اور شوق سے
مرد نے اُسکو بغل مین لے لیا | خود پہ غالب نہ وہ لڑنے مین ہوا
ہوکے ہم صحبت امانت دی اُسے | بولا ای زن یہ نہ کام آسان ہے
لوہا[۲] پتھر مل کے پیدا ہوئی ہی آگ | شاہ ملک اُسکے سے کینہ رکھی آگ
ابر سا مین تو زمین موسیٰ نبات | حق ہی شہ شطرنج کا او ہم ہین مات
شاہ سے تو جان برد و مات کو | جانی مت مجھسے نہ کر افسوس تو
جس سے یہ فرعون ڈرتا ہے وہی | ہست ہوا اسدم جو صحبت تجھسے کی

سلہ شہ گیا الخ ۔ شعر شاہ گیا اور عمران وہان سو گیا آدھی رات کو عورت اُسکی آئی پوشیدہ لیٹ کر بوس و کنار کرنے لگی اور خواب سے اُسکو بیدار کیا وہ جگا اور عورت کو خوش مزہ دیکھا لب سے اُسکے لب کو چومتا تھا عمران نے کہا کہ تو کس واسطے آئی ہی کہا کہ مین حکم خدا اور شوق سے مرد نے اُسکو بغل مین لے لیا اور لڑنے مین وہ خود پر غالب نہوا ہم صحبت ہوکر اُسکو امانت دی اور کہا کہ اے عورت یہ کام آسان نہین ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ لوہا پتھر الخ ۔ شعر آتش لوہا پتھر مل کر پیدا ہوتی ہے شاہ سے اور اُسکی ملک سے آتش کینہ رکھتی ہے مین ابر کے مانند اور تو زمین اور موسیٰ نبات حق شاہ شطرنج کا ہے اور ہم مین مات تو شاہ کی طرف سے جان برد و مات کو مجھ سے مت جان اور افسوس مت کر جس سے فرعون ڈرتا ہے یہ وہی ہست ہوا جو صحبت تجھ سے اس دم کی یعنے جیسے لوہے پتھر سے آتش پیدا ہوتی ہے اسی طرح ہم تم سے وہ موسیٰ پیدا ہوا کہ شاہ اُسکے ملک سے کینہ رکھے آگے وصیت عمران کی ہے فافہم ۱۲۔

وصیت کردن عمران جفت را بعد از مجامعت با آن

باز گردد هیچ ازینها دم مزن	تا نیاید بر من و تو صد حزن
عاقبت پیدا شود آثار این	چون علامتها رسد ای نازنین
در زمان از سوی میدان نعرها	میرسد از خلق و می شد بر هوا
شاه از ان هیبت برون جست آن زمان	پا برهنه کاین چه غلغلهاست هان

وصیت کرنا عمران کا زوجہ اپنی کو بعد صحبت اسکی کے

کچھ نہ کہنا[1] اس سے تو اب لوٹ جا	مجھپہ تجھپہ تا نہ لائے سو بلا
آخر آثار اسکے پیدا ہوئینگے	جو علامت پیدا ہونگی جان لے
اسگھڑی میدان سے جو نعرہ ہا	آتے ہین مخلوق سے بس ظاہرا
شاہ اس ہیبت سے باہر آگیا	پا برہنہ کہ یہ کیا ہے غلغلہ

ترسیدن فرعون از بانگ و غریو و غوغا

از سوی میدان چہ بانگست و غریو	کز نہیبش میرمد جنّی و دیو
گفت عمران شاہ مارا عمر باد	قوم اسرائیلیان انداز تو شاد
از عطای شاہ شادی میکنند	رقص مے آرند کفہا مے زنند
گفت باشد کاین بود اما ولیک	وہم و اندیشہ مرا پر کرد نیک
این صدا جان مرا تغییر کرد	از غم و اندوہ تلخم پیر کرد
زہرہ نے عمران مسکین را کہ تا	باز گوید اختلاطِ جفت را
پیش مے آمد پس میرفت شہ	جملہ شب ہمچو حامل وقت زہ
ہر زمان میگفت ای عمران مرا	سخت از جا بردہ است این نعرہا
چون زن عمران بعمران در خزید	تا کہ شد استارهٔ موسی پدید
ہر پیمبر کہ در آید در رحم	نجم او بر چرخ گردد منتجم

ڈرنا فرعون کا شور و غل کی آواز سے

شور و غل[2] کیسا ہی یہ میدان مین	جسکے ڈر سے بھاگتے جن و پری
بولا عمران شہ کی برکت عمر مین	قوم اسرائیلیان خوش تم سی مین
شہ کی بخشش سے ہین کرتی شادیان	ناچتے ہین اور بجاتے تالیان
بولا[3] یون ہی ہووی یہ لیکن مجھے	وہم و اندیشہ بہت کچھ مجھکو ہے
اس صدا نے جان کو متغیر کیا	اس غم و اندوہ سے بوڑھا ہوا
کب تھی عمران کو یہ طاقت تا کہے	صحبت زوجہ کو اپنی شاہ سے
رات بھر باہر و اندر دوڑتا	دردزہ کے وقت جیسے حاملہ
ہر گھڑی کہتا تھا ای عمران مجھے	کر دیا ہے بیقرار اس شور نے
زوجہ عمران کی جو عمران سے ملی	تارے نے کی چرخ پر جلوہ گری
جو پیمبر کہ رحم مین آئے ہے	اسکا تارہ چرخ پر جلوہ کرے

سلہ کچھ نہ کہنا الخ یہ شعر تو اس امر سے کچھ نہ کہنا اور لوٹ جا تا کہ مجھپر و تجھپر سو بلا نہ لائے آخر آثار اسکے پیدا ہوئین گے جو علامت ہو چھتے ہین جان لے اسدم میدان سے جو نعرہ آتے ہین وہ خلق سے ظاہرا شاہ اُس ہیبت سے باہر آگیا پا برہنہ کہ یہ کیا غلغلہ ہے آگے حال فرعون کا ہی فافہم ١٢ سلہ شور و غل الخ ٣ شعر یہ میدان مین شور و غل کیسا ہے جسکے خوف سے دیو جن بھاگتے ہین عمران نے کہا کہ برکت ہو جیو شاہ کی عمر مین قوم اسرائیلیون کی شاہ کی بخشش سے خوشیان کرتی ہے ناچتے ہین اور تالیان بجاتے ہین فافہم ١٢ سلہ بولا الخ ۶ شعر کہا کہ یون ہی ہووے لیکن مجکو وہم و اندیشہ بہت کچھ آتا ہے اس صدا نے جان کو متغیر کیا اس غم و اندوہ سے بوڑھا ہوا عمران کو کب یہ طاقت تھی تا کہے صحبت زوجہ اپنی کو شاہ سے رات بھر شاہ اندر و باہر دوڑتا رہا جیسے دردزہ کے وقت حاملہ ہردم کہتا تھا اے عمران مجھے اس شور نے بیقرار کر دیا ہے زوجہ عمران کی جو عمران سے ملی آخر موسے نے جلوہ گری کی جو پیغمبر کہ رحم مادر مین آتا ہے اسکا ستارہ چرخ پر جلوہ گری کرتا ہے یعنے نبی اللہ جس دم رحم مادر مین آتا ہے اسکا ایک ستارہ آسمان پہ نمودار ہوتا ہے آگے ستارۂ موسیٰ عم کا بیان ہے فافہم ١٢

پیدا شدن ستارۂ موسی بر آسمان و غریو منجمان در میدان

بر فلک پیدا شد آن استاره اش — کوری فرعون و مکر و چاره اش
روز شد گفتش که ای عمران برو — واقف آن غلغل و آن بانگ شو
راند عمران جانب میدان و گفت — این چه غلغل بود شاهنشه نخفت
هر منجم سر برهنه جامه چاک — همچو اصحاب عزا بوسیده خاک
همچو اصحاب عزا آوازشان — بد گرفته در فغان و سازشان
ریش و مو برکنده رو بدریدگان — خاک بر سر کرده پر خون دیدگان
گفت خیرست این چه آشوبست حال — بد نشانی میدهد منحوس سال
عذر آوردند و گفتند ای امیر — کرد ما را دست تقدیرش اسیر
این همه کردیم و دولت تیره شد — دشمن شه هست گشت و چیره شد
شب ستارهٔ آن پسر آمد عیان — کوری ما بر جبین آسمان
زد ستارهٔ آن پیمبر بر سما — ما ستاره بار گشتیم از بکا
با دل خوش شاه عمران و ز نفاق — دست بر سر میزد و کای الفراق
کرد عمران خویش را پر خشم و ترش — رفت چون دیوانگان بی عقل و هش
خویشتن را اعجمی کرد و براند — گفتهای بس خشن در جمع خواند
خویشتن را ترش و غمگین ساخت او — نردهای باژگونه باخت او

پیدا ہونا ستارۂ موسی کا آسمان پر اور چلانا نجومیوں کا میدان مین

یہ ستارہ چرخ پر پیدا ہوا — اور مکر و اندھاپن فرعون کا
دن ہوا بولا کہ ای عمران تو جا — اور خبر اس شور و غل کی وان سے لا
جا کے میدان مین کہا عمران نے — شور یہ کیا تھا سنا سلطان نے
ہر نجومی سر کھلا اور جامہ چاک — اہل ماتم کی طرح ڈالے تھا خاک
اہل ماتم کی طرح آنکی فغان — تھی بری آواز سے از بس وہان
بال و داڑھی نوچی منہ زخمی کیا — خاک سر پر خون آنکھوں سے بہا
بولا خیر اب ہی یہ کیسا شور حال — بد شگونی دیتا ہے منحوس سال
عذر لائے اور کہا کہ اے امیر — کر دیا تقدیر نے ہمکو اسیر
یہ کیا سب ہمنے دولت ہوئی خراب — دشمن شہ ہست ہوا با آب و تاب
شب کو تارہ اسکا ظاہر ہو گیا — آسمان پر اندھاپن اپنا کھلا
تارہ روشن چرخ پر رکھے نبی — اور ہم رو رو کرین تارہ زنی
دل مین خوش عمران از راہ نفاق — کوٹتا سر کو کہ آہ ذو الفراق
خود کو عمران نے کیا بس ترش رو — اور گیا دیوانہ سادہ رو برد
آپ کو لا علم کرکے وہ گیا — اور باتین سخت وہ کرنے لگا
آپکو غمگین کیا اور ترش رو — دوسری صورت سے کھیلا نرد کو

سلہ یہ ستارہ الخ ۵ شعر یہ ستارہ آسمان پر پیدا ہوا اور مکر و اندھاپن فرعون کا ظاہر ہوا جب دن ہوا کہا کہ عمران تو جا اور وہان سے خبر و شور و غل کی لا میدان مین جا کر عمران نے کہا یہ شور کیا تھا شاہ نے سنا ہر ایک نجومی سر کھلا اور جامہ چاک اہل ماتم کے مانند انکے فغان بڑی آواز سے تھی از بس وہان پر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ بال و داڑھی الخ ۶ شعر داڑھی و بال نوچے اور منھ زخمی کیا خاک سر پر اور خون آنکھون سے بہایا کہا خیر ہے یہ کیسا سوز و حال ہے اور بد شگونی دیتا ہے یہ منحوس سال سب نے عذر کیا اور کہا کہ امیر تقدیر نے ہمکو اسیر کر دیا یہ ہمنے سب کیا دولت خراب ہوئی دشمن شاہ کا پیدا ہوا با آب و تاب شب کو ستارہ اسکا ظاہر ہو گیا آسمان پر اور اندھاپن ہمارا کھلا ستارہ روشن آسمان پر ہر نبی رکھے اور ہم رو رو کر نعرہ زنی کرین یعنے جو تقدیر الٰہی مین ہوتا ہے وہ تدبیر سے دور نہین ہوتا ہے پس تدبیر کرنا مقابل تقدیر کے نادانی ہے۔ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ دل مین الخ ۴ شعر عمران دل مین خوش ہوا اور از راہ نفاق سر کوٹتا کہ افسوس الفراق عمران نے خود کو کیا بس ترش رو ہو کر گیا دیوانون کے مانند رو بہ رو خود کو لا علم کرکے وہ گیا اور باتین سخت کرنے لگا خود کو غمگین کیا اور ترش رو اور دوسری صورت سے نرد کھیل کیا کہا کہ مین نے شاہ کو دھوکے دیے اور طمع خیانت سے فارغ ہوئے میدان کی جانب شاہ کو بھارا اور ہمارے شاہ کی آبرو بگاڑی ہاتھ سینے پہ اس قوم نے رکھا کہ شاہ کو ہم فارغ کرین رنج سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

گفت شان شاہ مرا بفریفتند — از خیانت وز طمع نشگیفتند
سوی میدان شاہ را انگیختند — آبروے شاہ ما را ریختند
دست بر سینہ زدند اندر زمان — شاہ ما را فارغ آریم از غمان
عاقبت زرہا تلف شد کار خام — شد بر فرعون و بر خواندش تمام
چون شنید از غصہ ویش شد سیاہ — خواند ایشان را از خشم آن دین پناہ
گفت ایشان را کہ ہین ای خائنان — من بیاورم شما را بے امان
خویش را در مضحکہ انداختم — مالہا در دشمنان در باختم
تاکہ امشب جملہ اسرائیلیان — دور ماندند از ملاقات زنان
مال رفت و آبرو و کار خام — این بود یاری و افعال کرام
سالہا از خلعت مے بردیا — ملکتہا را مسلم مے خوردید
از برای آنکہ در روزی چنین — فہم گردارید باشدم معین
رای تان این بود و فرہنگ و نجوم — طبل خواران اید و مکاریدو شوم
من شما را بردرم آتش زنم — بینی و گوش و لبان تان بر کنم
من شما را ہیزم آتش کنم — عیش رفتہ بر شما نا خوش کنم
سجدہ کردند و بگفتند ای خدیو — گر یکبے کرت زما چربید دیو
سالہا دفع بلاہا کردہ ایم — وہم حیران زانچہا کردہ ایم
فوت شد از ما و حملش شد پدید — نطفہ اش بر جست در رحم اندر خزید

بولا مین نے شاہ کو دھوکے دیئے — نے خیانت طمع سی قانع ہوئے
جانب میدان اُبھارا شاہ کو — شہر ہمارے کی بگاڑی آبرو
ہاتھ سینہ پر رکھا اُس قوم نے — شاہ کو فارغ کرین ہم رنج سے
زر تلف[سله] آخر ہوا اور کار خام — حال فرعون سے کہا آکر تمام
جو سنا غصہ سے مُنھ تیرہ ہوا — اور غصہ سے طلب اُنکو کیا
پس کہا اُنکو کہ اچھا خائنو — مین تمھین لٹکاؤنگا بے امن ہو
خود کو مین نے مسخرہ پن مین رکھا — مال اپنا دشمنون کو بس دیا
یا تنک اسرائیلیون کیجے ملکے سب — عور تونکو اپنی چھوڑا آج شب
پس گیا مال آبرو اور کار خام — یہ کرمون کا ہوا کرتا ہے کام
برسون خلعت اور روزینہ لیا — اور ساری سلطنت کو کھا لیا
اسلیے[۵۲] کہ ایسے وقت سخت مین — سوچ کرکے سب مددگاری کرین
یہ تمھاری رائے تھی عقل و نجوم — تم ہو حارص اور مکار اور شوم
تمکو پھاڑون اور جلاؤن آگ مین — اور تمھاری کاٹون ناک اور کان مین
مین تمھین اب ہیزم و آتش کرون — عیش ماضی تمپہ مین ناخوش کرون
سجدہ کرکے بولے سب کہ ای خدیو — ہمپہ گر غالب ہوا اک بار دیو
ہمنے تو برسون کرین دفع بلا — وہم حیران اُس سے جو ہمنے کیا
بھولے[۵۳] ہم حمل اسکا ظاہر ہو گیا — نطفہ اُسکا رحم مادر مین پڑا

سله زر تلف الخ، شعر زر تلف ہوا اور کام خام رہا فرعون سے حال آکر کہا بالکل جو از راہ غصہ کے سنا مُنھ تیرہ ہوا پس غصہ سے اُنکو طلب کیا فرعون نے اور اُنکو کہا اچھا اے خائنو مین تمھین لٹکاؤنگا اور امن نہ دونگا مین نے خود کو مسخرہ پن مین رکھا اور مال اپنا دشمنون کو دیا یا تنک کہ اسرائیلیون نے سب نے مل کر اپنی عورتون کو چھوڑا آج کی شب پس مال و آبرو گئی اور کام خام رہا یہ کام کریمون کا ہوا کرتا ہے برسون تم نے خلعت و روزینہ پایا اور تمام سلطنت کو کھایا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ اس لیے الخ، شعر اسواسطے کہ ایسے وقت سخت مین سوچ کر سب مددگاری کرین یہ تمھاری رائے و عقل و نجوم تھی تم سب حارص اور مکار و شوم ہو مین تمکو پھاڑونگا اور آگ مین ڈالونگا اور تمھارے ناک کان کاٹونگا مین تمکو ہیزم آتش کا کرون اور عیش ماضی کا تمپر ناخوش کرون سب سجدہ کرکے بولے کہ ای خدیو اگر ہمپر ایکبار دیو غالب ہوا ہمنے برسون دفع بلا کین وہم حیران ہین اُس سے جو کیا ہمنے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ بھولے الخ، شعر ہم بھولے اور اُسکا حمل ظاہر ہو گیا اُسکا نطفہ رحم مادر مین پڑ گیا اُسکے دن پیدایش کے یاد کرکے ہم نگاہ رکھینگے دن ولادت کا تاکہ ہم نہ بھولین اور نہ ظاہر یہ قضا ہو اگر ہم یاد نہ رکھین ہمکو مارنا تیری رائے کا اب ہوش غلام ہی تو مہینے تک وہ دن گنتے رہے تاکہ تیر دشمن کش نہ چلے آگے اسکے حقائق ہین جو کوئی حکم قضا سے جنگ کرے اپنا سر کھائے اور نگونسار رہے لامکان پر جو حملہ کرے اپنا خون کرے اور بلا کو مول لے جو کہ زمین پر آسمان کی دشمن بنے شور ہووے اور سر ہلاکت مین رکھے آگے اسکی مثال ہے نقش جو نقاش سے پنجہ کرے اپنی مونچھ داڑھی کو گنجہ کرے یعنے جو شخص حکم قضا سے مقابلہ کرے خود کو بلا مین ڈالے کیونکہ ارادہ اللہ کا غالب ہی اور ارادے آدمی کے آگے قصہ فرعون کا ہے فافہم ۱۲۔

لیک استغفار این روز ولاد	ما نگہداریم اے شاہِ قباد	روز پیدائش کو اُسکی کرکے یاد	ہم نگہ رکھین گے ای شاہِ قباد
روز میلادش رصد بندیم ما	تا نگردد فوت و نجہد این قضا	یاد ہم رکھین گے دن میلاد کا	تا نہ بچ لین ہو نہ ظاہر یہ قضا
گر نداریم این نگہ مارا بکش	ای غلام راے تو افکار و ہش	گر نہ رکھین یاد ہم کو مارنا	ہے غلام اب ہوش تیری رای کا
تا بہ نہ مہ می شمرد او روز روز	تا نہ پرد تیر حکم خصم دوز	نو مہینے تک وہ دن گنتے رہے	تا نہ تیرِ حکم دشمن کش چلے
بر قضا ہر کو شبیخون آورد	سرنگون آید سر خود را خورد	جو کوئی حکمِ قضا سے بس لڑے	اپنا سر کھائے نگونساری رکھے
چون مکان بر لامکان حملہ برد	خون خود کردہ بلاہا را خرد	لامکان پر جو مکان حملہ کرے	خون کرے اپنا بلا کو مول لے
چون زمین بر آسمان خصمی کند	شورہ گردد سر ز مرگی بر زند	آسمان کی جو زمین دشمن بنے	شورہ ہووے سر ہلاکت مین رکھے
نقش با نقاش پنجہ مے زند	سبلتان و ریش خود بر میکند	نقش جو نقاش سے پنجہ کرے	اپنی داڑھی مونچھ کو گنجہ کرے

خواندن فرعون زنان بنی اسرائیل را کہ نوزائیدہ بودند سوئے میدان ہم جہت مکر

بلانا فرعون کا میدان مین زنان بنی اسرائیل کو کہ جو نئی جنی تھین بسبب مکر کے

بعد نو مہ شہ برون آورد تخت	سوی میدان و برون افگند رخت	بعد نو مہ تخت کو شہ نے لیا	سوی میدان اور ہوا جلوہ نما
بار دیگر شد منادی سوی شہر	کای زنان کز دہر سے یابد بہر	پھر منادی شہر مین کہنے لگا	ای زنو تم بھی اُٹھاؤ فائدہ
ای زنان با طفلگان میدان روید	تا ز بخششہای شہ شادان شوید	ای زنو با طفل میدانین چلو	شاہ کی بخشش سے تا تم شاد ہو
آنچنان کہ پار مردان را رسید	خلعت و ہر کس از ایشان زر کشید	جس طرح مردون نے پایا پار سال	شاہ سے ہر ایک نے خلعت و مال
ہین زنان امروز اقبالِ شماست	تا بیابد ہر کسے چیزے کہ خواست	آج کے دن گر تمھارا بخت ہے	حسبِ دلخواہ پاؤ گی تم شاہ سے
مر زنان را خلعت و صلت دہد	کودکان را ہم کلاہِ زر نہد	عورتون کو خلعت و دیدار ہو	اور کلاہِ زر ملے اطفال کو
ہر کہ او این ماہ زائیدست ہین	گنجہا گیرید از شاہِ مکین	جس کسی نے اس مہینے مین جنا	گنج پائے شاہ سے اور فائدہ
آن زنان با طفلگان بیرون شدند	شادمان تا خیمۂ شاہ آمدند	عورتین با طفل سب باہر ہوئین	شاہ کی خیمہ تلک خوش خوش گئین
ہر زن نوزادہ بیرون شد ز شہر	سوی میدان غافل از دستان قہر	شہر سے نوزادہ زن باہر گئین	سوے میدان مکر سے غافل وہ تھین

سلہ بعد نو ماہ الخ ۲ شعر بعد نو ماہ کے بادشاہ تخت طرف میدان کے لے گیا اور جلوہ نما ہوا پھر منادی شہر مین کہنے لگا اے عورتو تم بھی فائدہ اُٹھاؤ اے عورتو مع اپنے بچون کے میدان مین چلو تاکہ بادشاہ کی بخشش سے تم بھی شاد ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ جس طرح الخ ۹ شعر جس طرح مردون نے پار سال پایا بادشاہ سے خلعت اور مال ہر ایک نے آج کے دن اگر تمھارا نصیب ہے بادشاہ سے حسب دلخواہ تم پاؤگی عورتون کو خلعت اور دیدار ہو اور کلاہ زرین ملے بچون کو جسنے اس مہینے مین بچہ جنا ہی بادشاہ سے وہ گنج پائے اور فائدہ لے عورتین مع بچون کے سب باہر آئین اور بادشاہ کے خیمہ تک خوش خوش گئین زن نوزادہ شہر سے باہر گئین طرف میدان کے اور مکر سے وہ غافل تھین عورتین سب اُسکے جاکر گرد ہوگئین اور وہان سے لڑکون کو اُسنے لے لیا سر اُنکا کاٹا یہ احتیاط اُسکو تھی تا نہ پیدا ہو دشمن مدعی یعنے فرعون نے احتیاط کی کہ لڑکون کو عورتون سے لے کر ہلاک کیا آگے پیدا ہونے موسیٰ عم کا حال ہے فافہم ۱۲

چون زنان جمله بدو گرد آمدند — هر چه بود از نزد مادر بستدند
سر بریدندش که نیست احتیاط — تا نه زاید خصم و نفزاید خیاط

عورتیں گرد ہو گئیں سب اُسکے جا — ہاں سے سب لڑکوں کو اُسنے ڈالیا
کاٹا سر کو احتیاج اُسکو یہ تھی — تا نہ پیدا ہووے دشمن مدعی

بوجود آمدن موسیٰ عم و آمدن عوانان بخانۂ عمران و وحی آمدن به مادر موسیٰ عم که در تنور آتشین انداز که من او را نگاه دارم

پیدا ہونا موسیٰ علیہ السلام کا اور آنا سپاہیان کوتوال کا عمران کے یہاں اور وحی آنا موسیٰ علیہ السلام کی ماں پر کہ اُسکو آتش تنور میں ڈالدی کہ میں اسکو بچاؤنگا

چون زن عمران که موسیٰ زاده بود — دامن اندر چید ازان آشوب زود
بعد آن دستان کران سگ بازنان — گرد دیگر بین چه آورد آن زمان
آن زنان قابله در خانها — بهر جاسوسی فرستاد آن دغا
غمز کردندش کاینجا کودکی ست — نامد او میدان که در وهم و شکی ست
اندرین کوچه یکی زیبا زنی ست — کودکے دارد ولیکن پرفنی ست
چون عوانان آمدند آن طفل را — در تنور انداخت از امر خدا
امر آمد سوے زن آن دادگر — کز اصل آن خلیل ست این پسر
در تنور انداز موسیٰ را تو زود — تا نگهدارمش از هر نار و دود
عصمت یا نار کونی بارداً — لا تکون النار حرّا شارداً
زن بوحی انداخت او را در شرر — بر تن موسیٰ نکرد آتش اثر
پس عوانان خانه جستند زود — هیچ طفلے اندران خانه نبود
پس عوانان بے مراد آنسو شدند — باز غمازان کزان واقف بدند
با عوانان ماجرا برداشتند — پیش فرعون از برای دانگ چند

سلہ جو زن عمران نے تھا موسیٰ جنا — اس بلا سے پنہان دامن میں کیا
بعد اُسکے مکر کے جو کہ کیا — عورتوں سے دیکھ اک مکر اور نیا
کہ زن مکارہ اُسنے جا بجا — بھیجی جاسوسی کی خاطر برملا
سے دی خبر آکر یہاں اک طفل ہے — نہ گیا میدان میں وہم و شک رکھے
ایک زن اس کوچہ میں ہی حسن ور — طفل اک رکھتی ہی پر ہی ہوشیار
جو سپاہی آئے چھینکا طفل وان — اک تنور اندر بہ حکم جاودان
آئی اُس عورت کو وحی اللہ سے — ہی پسر نسلِ خلیل اللہ سے
اب تنور رکھ اس موسیٰ کو تو — میں بچاؤں نار سے اس طفل کو
عصمتِ یا نار کونی بارداً — لا تکون النار حرّا شارداً
سلہ زن نے وحی سے آگ میں ڈالا پسر — نے کیا موسیٰ پہ آتش نے اثر
ڈھونڈھا اُس گھر کو سپاہیوں نے جا — کوئی لڑکا اندر اُس گھر کے نہ تھا
پس سپاہی بے مراد آخر پھرے — مخبروں نے پھر کہ واقف اُس سے تھے
اُن سپاہیوں سے جاکر کے کہا — آگے فرعون کے کہ لالچ اُنکو تھا

سلہ جو زن الخ ۔ شعر جو زن عمران نے موسیٰ کو جنا تھا اس بلا سے دامن میں پنہان کیا بعد اُس مکر کے کہ جو اُسنے کیا عورتوں سے اور مکر ایک نیا دیکھ کہ زن مکارہ نے جا بجا از راہ جاسوسی کے بھیجیں برملا باقی حال اُسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سے دی خبر الخ ۔ شعر کہ خبر آکر دی یہاں ایک لڑکا ہے میدان میں نہ گیا وہم و شک اُسمیں ہے اس کوچہ میں ایک عورت ہے حسین ایک طفل رکھتی ہے ولیکن ہوشیار ہے جو سپاہی آئے طفل کو چھینکا تنور میں بحکم اُس عورت کو وحی آئی اللہ سے کہ پسر نسل خلیل اللہ سے ہے تو اُس موسیٰ کو رکھ تنور میں کہ میں اس طفل کو آتش سے بچاؤں ترجمہ نگہ رکھ اے آتش اور ٹھنڈی ہو اور نہو سرکش اور سوزندہ باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ زن نے الخ ۔ شعر عورت نے وحی سے لڑکا آگ میں ڈالا آگ نے موسیٰ پر اثر نہ کیا ڈھونڈھا سپاہیوں نے جاکر اُس گھر کو کوئی لڑکا اُس گھر میں نہ تھا پس بے مراد پھرے مخبروں نے پھر کہ واقف اُس سے تھے اُن سپاہیوں سے جاکر کہا آگے فرعون کے کہ لالچ اُنکو تھا اے سپاہیو چلو تم پھر وہان ڈھونڈھو تم اچھی طرح وہ مکان پھر سپاہی اُس طرف کو گئے تا ڈھونڈھیں اُس لڑکے کو اُس جگہ باقی قصہ آگے ہے فافہم ۱۲

کای عوانان بازگردید آن طرف	نیک نیکو بنگرید اندر طرف	ای سپاہیون چلو تم پھر وہان	ڈھونڈھو تم اچھی طرح سے وہ مکان
بازگشتند آن عوانان جانگان	تا بجویند آن پسر را آن زمان	سب سپاہی اُس طرف کو پھر گئے	تاکہ ڈھونڈھین اُسکو پھر ادھر وہ لے

بازوحی آمدن بمادر موسیٰ علیہ السلام کہ در آتش فگن

پھر آنا وحی کا موسیٰ علیہ السلام کی ماں پر کہ اسکو پانی مین ڈالدے

بازوحی آمد کہ در آتش فگن	روے در اُمید دار و مو مکن	آئی پھر وحی آب مین ڈال اسکو تو	بال مت نوچ اور رکھ اُمید کو
در فگن در نیلش و کن اعتمید	من ترا با او رسانم روسفید	پھینک اُسی تو نیل مین رکھ اعتماد	مین تجھے اُسکو ملادون بامراد
مادرش انداخت اندر رود نیل	کار را بگذاشت با نعم الوکیل	ماں نے اُسکو پھینکا اندر رود نیل	اور سونپا کام با نعم الوکیل
این سخن پایان ندارد مکر ہاش	جملہ می پیچید اندر دست و پاش	بات یہ بیحد ہے اُسکے مکر کی	دست و پا مین اُسکے لپٹے وہ سبھی
صد ہزاران طفل میکشت از برون	موسیٰ اندر صدر خانہ در درون	طفل صدہا کو وہ باہر مارتا	اور موسیٰ گھر کے اندر تھا چھپا
از جنون میکشت ہر جا بد جنین	از حیل آن کور چشم دوربین	وہ جنون سے مارتا ہر جا جنین	مکر و حیلہ سے وہ اندھا دوربین
اژدہا بد مکر فرعون عنود	مکر شاہان جہان را خوردہ بود	مکر اُس فرعون کا تھا اک اژدہا	مکر شاہان جہان کو کھا گیا
لیک ازان فرعون تر آمد پدید	ہم در آنم مکر او را در کشید	لیک فرعون سے بڑا پیدا ہوا	اُسکو اُسکے مکر کو وہ کھا گیا
اژدہا بود و عصا شد اژدہا	این بخورد آن را بتوفیق خدا	اژدہا تھا اور عصا تھا اژدہا	اُسنے وہ کھایا بتوفیق خدا
دست شد بالای دست این تا کجا	تا بہ یزدان کہ الیہ المنتہیٰ	ہاتھ غالب ہاتھ پر وان تک ہوا	یعنے حق تک کہ الیہ المنتہیٰ
کان یکی دریاست بی غور و کران	جملہ دریاہا چو سیلی پیش آن	کہ وہ اک دریا ہے بے تہ بے کنار	جملہ دریا اُسکے آگے نہروار
حیلہا و چارہا گر اژدہاست	پیش الا اللہ آنہا جملہ لاست	حیلہ اور چارے ہین گرچہ اژدہا	آگے الا اللہ کے وہ جملہ لا
چون رسید اینجا بیانم سر نہاد	محو شد واللہ اعلم بالرشاد	جو بیان پہونچا یہان مانند باد	اُڑ گیا واللہ اعلم بالرشاد
آنچہ در فرعون بود اندر تو ہست	لیک اژدرہات محبوس چہ است	جو کہ فرعون مین ہے وہ تو بھی رکھے	لیک چہ مین تیرا اژدر قید ہے

سلہ آئی پھر الخ ۲ شعر وحی پھر آئی کہ آب مین اسکو تو ڈال بال مت نوچ اور رکھ اُمید آئے تو رود نیل مین پھینک اور اعتماد رکھ مین اُسکو ملادون تجھے ان نے اُسکو رود مین پھینکا اور سونپا کام ترجمہ ساتھ بہترین نگہبان کے یہ بات اُسکے مکر کی بیحد ہے سب مکر دست و پا مین اُسکے لپٹے وہ طفل صدہا کو باہر مارتا اور موسیٰ گھر کے اندر چھپا تھا وہ از راہ جنون کے مارتا ہر جنین کو مکر و حیلہ سے وہ اندھا دوربین مکر اُس فرعون کا ایک اژدہا تھا کہ مکر شاہان جہان کو کھا گیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ لیک الخ ۲ شعر لیکن فرعون سے اور بڑا پیدا ہوا اُسکو اور اُسکے مکر کو کھا گیا وہ اژدہا تھا اور عصا اژدہا تھا اُسنے وہ کھایا بتوفیق خدا ہاتھ غالب ہاتھ پر تنگ ہوا یعنے اللہ تک کہ طرف اُسکے تیسے گئے کہ وہ ایک دریا ہے بے تہ و کنارہ اور سب دریا اُسکے آگے نہر کے مانند ہین اگرچہ حیلے و چارے اژدہا ہین آگے الا اللہ کے وہ جملہ لا ہین جو بیان پہونچا بیان تا تند ہوا کے اُڑ گیا اللہ جانتا ہے نیکیون کو یعنے مکر و مکر فرعون کا اژدہا تھا مگر موسیٰ و عصائے موسیٰ اس سے بڑا اژدہا تھا کہ توفیق حق سے اُسکو کھا گیا آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ جو کہ الخ ۸ شعر جو کہ فرعون مین تھا وہ تو بھی رکھتا ہے لیکن چاہ مین تیرا اژدر نفس قید ہے افسوس یہ سب تیرا حال ہے تو اُسے فرعون پر قائم کرے جو کچھ مین نے کہا وہ سب تیرا احوال ہے لاکھ سے ایک بھی پورا نہین کہا اگر تجھ سے کہین تجھے وحشت بڑھے اگر اور پر ڈھال کر کہین تجھے حصہ ہوئے تجکو ابتر نفس لعین کرتا ہے اور دور کرتا ہے تجھے یہ قریب یہ زخم بالکل ہین تیرے نفس کے لیکن تو مغلوب ہے اپنے جہل سے تیری آتش کو ہیزم فرعون نہین ہے اور مثل فرعون کے وہ قوت نہین رکھتا ہے تیرے نفس کے گلخن کو ہیزم نہین ہے ورنہ مانند فرعون کے شعلہ زن ہووے یعنے تجکو نفس ابتر کرتا ہے مگر تیرے نفس کو سامان فرعونی نہین ہے کہ وہ تجکو بھی نفس مانند فرعون کے گمراہ کرتا ہے جیسے اژدہا افسردہ نے مارگیر کو بغداد العینا نچہ اسکا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

ای دریغ آن جمله احوال تو هست / تو بران فرعون بر خواہیش بست
آنچه گفتم جملگی احوال تست / خود نگفتم صد یکے زانها درست
گر ز تو گویند وحشت زایدت / ور ز دیگر آن فسانه آیدت
چه خرابت مے کند نفس لعین / دور می اندازدت سخت این قرین
این جراحتها همه در نفس تست / لیک مغلوبی ز جهل ای سخت سست
آتشت را هیزم فرعون نیست / ورنه چون فرعون او شعله زنیست
گلخن نفس ترا خاشاک نیست / زانکه چون فرعون او فرعونیست

ہائے یہ احوال جملہ تیرا ہے / تو اسے فرعون پر قائم کرے
جو کہا مین مختصر اسب حال ہے / ایک بھی پورا کہا نی لاکھ سے
گر کہین تجھ سے تجھے وحشت بڑھے / اور سے گر کہون قصہ ہو تجھے
کرتا ابتر ہے تجھے نفس لعین / دور کرتا ہی تجھے بس یہ قرین
زخم بالکل ہین یہ تیری نفس کے / پر تو ہی مغلوب اپنی جہل سے
ہیزم فرعون نہ تیری آگ کو / رکھے قوت مثل فرعون کے نہ دو
نفس کے گلخن کو ہیزم نے تری / ورنہ جون فرعون شعلہ زن ہی

حکایت مارگیری کہ اژدہائے افسردہ را مردہ پنداشت و در رسنہا بستہ و پیچیدہ بہ بغداد آورد

حکایت مارگیر کی کہ اژدہائے افسردہ کو مردہ جانا اور رسی مین باندھکر بغداد مین لایا

یک حکایت بشنو از تاریخ گو / تا بری زین راز سرپوشیده بو
مارگیرے رفت اندر کوهسار / تا بگیرد او بافسونهاش مار
گر گران و گر شتابنده بود / آنکه جوینده است یابنده بود
در طلب زن دائما تو هر دو دست / که طلب در راه نیکو رهبر است
لنگ و لوک و خفته شکل و بی ادب / سوی او میغژ و او را می طلب
گه بگفت و گه بخاموشی و گه / بوی کردن گیر هر سو بوی شه
گفت آن یعقوب با اولاد خویش / جستن یوسف کنید از حد بیش
هر کسے خود را درین جستن بجد / هر طرف رانید شکل مستعد
گفت از روح خدا لاتیاسوا / همچو گم کرده پسر رو سو بسو
از ره حس دهان پرسان شوید / روی جانا نزا بجان جویان شوید
پرس پرسان مژدگانی جان دهند / گوش را بر چار راه آن نهند

سنؔ[1] حکایت کرتے ہین تاریخ گو / پائے تا اس راز پنہان سے تو بو
مارگیر اندر پہاڑون کے گیا / تا کہ پکڑے مار افسون سے بھلا
گر کوئی دوڑا یا آہستہ چلا / جسنے ڈھونڈھا اُسنے آخر پالیا
ڈال ہاتھ اندر طلب کے دائما / کہ طلب ہے رہ مین بہتر رہنما
ہو وہ لنگڑا لولا کہ ہووے بے ادب / ہاتھ پاؤن مار کر اسکو طلب
گاہ کہنے گاہ چپ رہنے سے تو / ہر طرف بس سونگھ بوئے شاہ کو
اپنے[2] لڑکون کو کہا یعقوب نے / ڈھونڈو تم یوسف کو اچھے طور سے
ہر کوئی تلاش مین ہر سو گیا / مستعد ہو کوششین کرنے لگا
بولا یا روح خدا لاتیاسوا / جون گمی لڑکے کی ڈھونڈو سو بسو
جاؤ تم حس سے وہانکی راہ سے / ڈھونڈھو تم جانانکو جانکی راہ سے
کرکے تم دریافت مژدہ جانکو دو / کان اسکی چار راہون پر رکھو

سلہ سن حکایت الخ یہ شعر تو سن کہ تاریخ گو حکایت کرتے ہین تاکہ تو اس راز پوشیدہ سے بو پائے کہ ایک مارگیر پہاڑون مین گیا کہ مار افسون سے پکڑے آگے حکایت ہین اگر کوئی دوڑا یا آہستہ چلا جس نے ڈھونڈھا اُس نے پالیا ہمیشہ اندر طلب کے ہاتھ ڈال کہ راہ مین طلب ہے بہتر رہنما تو لنگڑا ہو یا بے ادب ہو ہاتھ پاؤن مار اور اُسکو طلب کر کبھی کہنے و کبھی چپ رہنے سے ہر طرف تو بوسے شاہ کو سونگھ یعنے راہ طلب حق مین تو کوشش کر اور بوئے حق کو ہر جگہ سے حاصل کر آگے اسکی مثال ہے فافہم ١٢ خلہ اپنے لڑکون الخ یہ شعر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے فرزندونکو کہا کہ تم یوسف کو اچھے طور سے ڈھونڈھو ہر کوئی تلاش مین ہر طرف گیا اور مستعد ہو کر کوشش کرنے لگا آگے کہا کہ ساتھ رحمت حق کے نا امید مت ہو اور مانند فرزند گم گشتہ کے ہر طرف ڈھونڈھو تم حس ذہن کی راہ سے جاؤ اور ڈھونڈھو جانان کو جان کی راہ سے دریافت کرکے تم مژدہ جان کو دو اور اُسکی چار راہون پر کان کو رکھو یعنے از راہ ذکر کے اُسکا راستہ چلو اور جانان کو جان کی راہ سے ڈھونڈھو فافہم ١٢-

ہر کجا بوئے خوش آید بو برید — سوے آن سرکاشنائی آن سرید
آئے[1] جس جا بوی خوش لیجاؤ بو — راز کی جانب کہ تم آگاہ ہو

ہر کجا لطفے ببینے از کسے — سوے اصل لطف رہ یابی عسے
دیکھو جس جا تم کسی سے لطف کو — لطف کی تم اصل کی جانب چلو

این ہمہ جوہا ز دریائی ست ژرف — جزو را بگذار بر کل دار طرف
ہین یہ نہرین اک بڑے دریا کی سب — جزو کو تو چھوڑ اور لے کل کو اب

زشتہای خلق بہر خوبی ست — برگ بے برگی نشانی طوبی ست
خلق کی زشتی ہے خوبی کے لیے — مفلسی آسودگی کے ہے لیے

خشمہای خلق بہر عشقہا ست — از جفائے خلق اُمید وفا ست
خلق کا غصہ محبت کے لیے — اور جفا ہے بس وفا کے واسطے

جنگہای خلق بہر آشتی ست — دام راحت دائما بی راحتی ست
لڑتی ہے[2] خلق آشتی کیواسطے — دام راحت کا ہے زحمت کے لیے

ہر زدن بہر نوازش را بود — ہر گلہ از شکر آگہ مے کند
ہے ہر اک صدمہ نوازش کیلیے — ہر گلہ آگہ کرے ہے شکر سے

بوی بر از جزو تا کل اے کریم — بوی بر از ضد تا ضد اے حکیم
جز سے کل تک بو کو لیجا اے کریم — ضد سے ضد تک بو کو لیجا اے حکیم

چون عصا در دست موسیٰ گشت مار — جملہ عالم را بدینسان می شمار
دست موسیٰ میں ہوا جو مار عصا — جملہ عالم کو تو جان ایسا بھلا

جنگہائے آشتی آرد درست — مارگیر از بہر یاری مار جست
آشتی کو جنگ رکھے دلپذیر — مار یاری کے لیے لے مارگیر

بہر یارے مار جوید آدمے — غم خورد بہر حریف بیغمے
مار مردم ڈھونڈھی یاری کیلیے — کھاتی غم ہین بے غمی کیواسطے

او ہمی جستے یکے مار شگرف — گرد کوہستان و در ایام برف
اسلیے[3] وہ ڈھونڈھتا تھا مار کو — برف کے موسم میں گرد کوہ وہ

اژدہائے مردہ دید آنجا عظیم — کہ دلش از شکل او شد پر ز بیم
اژدہا اک مردہ دیکھا وان پڑا — کہ دل اُسکا شکل سے اُسکی ڈرا

مارگیر اندر زمستان شدید — مار می جست اژدہای مردہ دید
مارگیر اُس موسم سردی مین جا — ڈھونڈھتا تھا مار پایا اژدہا

مارگیر از بہر حیرانے خلق — مارگیرد اینت نادانی خلق
مارگیر اک مار پکڑے اس لیے — تا کہ حیران خلق ہو نادان ہے

آدمی کوہ است چون مفتون شود — کوہ اندر مار حیران چون شود
آدمی ہے کوہ کیون مفتون ہو — کوہ مین ہے مار کیون حیران ہو وہ

خویشتن نشناخت مسکین آدمی — از فزونی آمد و شد در کمی
خود کو پہچانے نہ مسکین آدمی — آیا افزونی سے اور رکھے کمی

خویشتن را آدمی ارزان فروخت — بود اطلس خویش را بر دلق دوخت
بیچا ارزان آدمی نے آپ کو — اس سے گدڑی پہ خود اطلس تھا وہ

[1] آئے الخ۔ شعر جس جا بوئے خوش آئے تم بُو کو لیجاؤ جانب راز کے کیونکہ آگاہ ہو جس جا تم دیکھو کسی سے لطف کو پس لطف کی اصل کی جانب چلو یہ نہرین ایک بڑے دریا کی ہین تو جزو کو چھوڑو اور کل کو لے تو خلق کی زشتی ہے خوبی کے واسطے اور مفلسی ہے آسودگی کے واسطے خلق کا غصہ محبت کے واسطے ہے اور جفا وفا کے واسطے یعنے اول تم تکلیف اُٹھاؤ وبعدہٗ نفع پاؤ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-۱۲

[2] لڑتی ہے الخ۔ شعر جنگ مخلوق آشتی کیلیے دام راحت کا ہے زحمت کے واسطے ہر ایک صدمہ ہے نوازش کے واسطے اور ہر ایک گلہ آگاہ کرتا ہے شکر سے پس تو جزو سے کل تک بُو کو لیجا اے کریم ضد سے ضد تک بو کو لیجا اے حکیم موسیٰ کے ہاتھ مین جو مار عصا ہو تمام عالم تو ایسا ہے جان آشتی کو جنگ دلپذیر کرتا ہے واسطے یاری کے مارگیر مار کو پکڑتا ہے مردم یار یاری کے واسطے ڈھونڈھتے ہین اور غم کھاتے ہین بیغمی کے واسطے یعنے مخلوق تکلیف اُٹھاتی ہے راحت کے لیے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

[3] اس لیے الخ۔ شعر اس لیے وہ ڈھونڈھتا تھا مار کو برف کے موسم مین گرد کوہسار کے اُس جگہ ایک اژدہا مردہ دیکھا کہ اُسکا دل اُسکی شکل سے ڈرا مارگیر اس موسم سردی مین جاکر مار ڈھونڈھتا تھا اژدہا پایا گیا مارگیر ایک مار اسلیے پکڑے کہ تا خلق حیران ہو نادان ہے آگے حقائق ہین آدمی کوہ ہے کیون مفتون ہو وے مار مسکین خود کو نہین پہچانتا ہے افزونی سے آیا اور کمی کھاتا ہے آدمی نے خود کو بیچا ارزان اس سے گدڑی پر اور خود اطلس تھا سیکڑون مار اس سے حیران ہو کس لیے وہ حیران ہے یعنے انسان مین نفس خود ایک اژدہا ہے یہ بلا کو دیکھکر کیون حیران ہوتا ہے اس لیے گدڑی پر خود کیواسطے خود کو ارزان بیچا حالانکہ خود اطلس ہے اور مار اس سے حیران رہتے ہین کس لیے یہ مار سے حیران ہوتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲-

صدہزاران مار کہ حیران اوست — او چرا حیران شدست و مار دوست
مارگیر آن اژدہا را برگرفت — سوی بغداد آمد از بہر شگفت
اژدہائے چون ستون خانۂ — می کشیدش از پئے دانگانۂ
کاژدہائے مُردۂ آوردہ ام — در شکارش من جگرہا خوردہ ام
او ہمی مُردہ گمان بُردش و لیک — زندہ بود و او ندیدش نیک نیک
او ز سرماہا و برف افسردہ بود — زندہ بود اما بشکل مُردہ بود
عالم افسردہ ست و نام او جماد — جامد افسردہ بود اے اوستاد
باش تا خورشید حشر آید عیان — تا بہ بینی جنبش جسم جہان
چون عصاے موسی اینجا مار شد — عقل را از ساکنان اخبار شد
پارۂ خاک ترا چون زندہ ساخت — خاکہا را جملگی باید شناخت
مردہ زین سو اند زان سو زندہ اند — خامش اینجا و آن طرف گویندہ اند
چون ازان سوشان فرستد سوے ما — آن عصا گردد سوے ما اژدہا
کوہہا ہم لحن داؤدی شود — جوہر آہن بکف مومی شود
باد حمال سلیمانے شود — بحر با موسے سخندانے شود
ماہ با احمد اشارت بین شود — نار ابراہیم را نسرین شود
خاک قارون را چو مارے در کشد — استن حنانہ آید در رشد
سنگ احمد را سلامی میکند — کوہ یحیے را پیامے میکند
جملۂ ذرات عالم در نہان — با تو میگویند روز آن شان

سیکڑون مار اُس سے بس حیران ہوے — کس لئے حیران ہی وہ بس مار سے
مارگیر اُس اژدہے کو باندھکر — سوے بغداد آیا حیران ہون بشر
اژدہا کو جون ستون تھا کھینچتا — تاکہ پیسے دیوین ہر اک اُسکو جا
اژدہای مُردہ اک لایا ہون مین — اور شکار اسکے مین کی ہین کوششین
جانتا تھا ایک وہ مردہ اُسے — تھا وہ زندہ جانا نہ زندہ اُسے
برف اور سردی سے افسردہ تھا وہ — جیتا تھا پر صورت مردہ تھا وہ
عالم افسردہ ہی نام اُسکا جماد — جامد افسردہ ہی بس اے اوستاد
ٹھہر تا خورشید محشر ہو عیان — تا تو دیکھے حرکت جسم جہان
جون عصاے موسیٰ مار اُس جا ہوا — عقل کو ساکن سے آگہ کر دیا
تیرے پارہ خاک کو زندہ کیا — چاہیئے سب خاک کو اب جاننا
اسطرف مُردہ اُدھر زندہ ہین وہ — یان خمش اور وان یہ گویندہ ہین وہ
ہی ہماری سو اُدھر سے بھیجتا — مار ہوتا ہے ہماری سو عصا
کوہ بھی بس لحن داؤدی کرے — موم ہووے ہاتھ مین لوہا جو لے
اور سلیمان کی ہوا حامل بنے — اور دریا باتین موسیٰ سے کرے
ماہ احمد کا اشارہ مین بنے — آگ ابراہیم کی نسرین بنے
خاک قارون کو نگلے مثل مار — اور حنانہ ستون ہو باوقار
کرتے ہین بس سنگ احمد کو سلام — دیتا ہی بس کوہ یحییٰ کو پیام
اس جہان کی جز و کل ذری نہان — راتدن کرتی ہین تجھسے یہ بیان

سلہ مارگیر الخ شعر مارگیر اُس اژدہا کو باندھکر بغداد کی طرف آیا کہ تا مردم حیران ہون اژدہا کو ستون کے مانند کھینچتا تھا تاکہ ہر ایک پیسے دیوے اسکو کہتا تھا کہ ایک اژدہاے مردہ مین لایا ہون اور اُسکے شکار مین کوششین کی ہین وہ جانتا تھا اسے ایک مردہ وہ زندہ تھا اُسے زندہ نہ جانا سردی و برف سے وہ افسردہ تھا لیکن مُردہ صورت تھا آگے اسکے حقایق ہین فافہم ۱۲ سلہ عالم الخ شعر یہ عالم افسردہ ہے اور نام اسکا جماد ہے جماد افسردہ ہے اے اُستاد تو ٹھہر جا تاکہ خورشید محشر عیان ہوا اور تو دیکھے جسم جہان کی حرکت مانند عصاے موسیٰ کے اس جا مار ہوا اور عقل کو ساکن سے آگاہ کردیا تیرے پارۂ خاک کو زندہ کیا سب خاک کو اب جاننا چاہیئے ادھر مُردہ ادھر زندہ ہین یہان خاموش اور وہان وہ گویندہ ہین ہماری طرف ادھر سے بھیجتا ہے اور ہماری طرف مار ہوتا ہے عصا کو وہ بھی لحن داؤدی کرے جو ہاتھ مین آہن لے موم ہووے یعنے اشیاد نیا مثل جماد کے افسردہ ہین تو ٹھہر خورشید محشر کے ظاہر ہونے سے جہان کی تو حرکت دیکھے مگر تیرے پارۂ خاک کو زندہ کیا ہے کہ تو سب خاک کو جانے یہ حال عارفان حق کو بھی حقائق آگے ہیں فافہم ۱۲ سلہ اور سلیمان الخ شعر اور سلیمان کی ہوا اٹھانیوالی بنے اور دریا موسیٰ سے باتین کرے ماہ احمد صلعم کا اشارہ دیکھنے والا ہو اور آتش ابراہیم پر نسرین بنے خاک قارون کو مثل مار کے نگلے اور ستون حنانہ ہووے باوقار سنگ احمد صلعم کو سلام کرتے ہین اور کوہ یحییٰ عم کو پیغام دیتا ہے اس جہان کے ذری جزو کل پوشیدہ تجھ سے یہ بیان کرتی ہین ہم سننے والے اور دیکھنے والے اور ہم خوش ہین جمادون کی طرف تم جاتے ہو جمادون کے تم محرم نہین ہو یعنے ذرے کائنات کے سب گویا ہین مگر غافلان دنیا کی آواز کو نہین سنتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ما سمیعیم و بصیریم و خوشیم | با شما نامحرمان ما خامشیم
چون شما سوی جمادی می‌روید | محرم جان جمادان کی شوید
از جمادی عالم جان رروید | غلغل اجزای عالم بشنوید
فاش تسبیح جمادات آیدت | وسوسهٔ تاویلها بربایدت
چون ندارد جان تو قندیلها | بهر بینش کرده تاویلها
دعوی دیدن خیال عار بود | بلکه مر بیننده را دیدار بود
که غرض تسبیح ظاهر کے بود | دعوی دیدن خیال وغی بود
بلکه هر بیننده را دیدار آن | وقت عبرت میکند تسبیح خوان
آنچه از تسبیح یادت می‌دهد | آن دلالت همچو گفتن می‌شود
این بود تاویل اهل اعتزال | وای آنکس که ندارد نور حال
چون ز حس بیرون نیاید آدمی | باشد از تصویر غیبی اعجمی
این سخن پایان ندارد مارگیر | می‌کشد آن مار را با صد زحیر
تا به بغداد آمد آن هنگامه جو | تا نهد هنگامه را هر چار سو
بر لب شط مرد هنگامه نهاد | غلغله در شهر بغداد او فتاد
مارگیری اژدها آورده است | بوالعجب نادر شکاری کرده است
جمع آمد صد هزاران خام ریش | صید او گشته چو او از ابلهیش
منتظر ایشان و او هم منتظر | تا که جمع آیند خلق منتشر

ہم سمیع اور ہم بصیر اور خوش ہیں ہم | ساتھ نامحرم کے بس خاموش ہیں ہم
جو جمادوں کی طرف جاتے ہو تم | محرم جان جمادان نے ہو تم
سلہ عالم جان کو جمادی سے چلو | غلغلہ اجزائے عالم کا سنو
سن تو تسبیح جمادی ظاہرا | وسوسہ تاویل لیجائے ترا
روشنی جو ہے نہ تیری جان کو | دیکھنے کو کرتا ہے تاویل تو
دعوی دید اک خیال عار تھا | دیکھنے والے کو بل دیدار تھا
الغرض تسبیح ظاہر کب ہوئی | دید کا دعوی خیال و احمقی
دیکھنے والے کو دید اُنکی بیان | وقت عبرت کرتا ہے تسبیح خوان
جو کہ تسبیح سلہ یاد دیتی تجکو ہے | جون دلیل قال تو اک جان لے
معتزل کی ہے یہی تاویل قال | حیف اسپر کہ نہ رکھے نور حال
جو نہیں چھوٹا حسون سے آدمی | کب سمجھ تصویر غیبی کی ہوئی
بات یہ بعید ہے کیسے مارگیر | کھینچتا تھا مار کو کر کے اسیر
آیا وہ بغداد میں ہنگامہ جو | تا کہ ہنگامہ رکھے ہر چار سو
نہر پر ہنگامہ اُس نے آ کیا | شہر میں بغداد کے شہرہ ہوا
مارگیر اک اژدہا لایا ہے جو | اور شکار اُسنے عجب پایا ہے وہ
سلہ بیوقوف اکثر وہاں پر جمع تھے | صید اُسکے تھے وہ تھا جس طرح سے
منتظر وہ اُسکے وہ بھی منتظر | جمع ہووی تا کہ خلق منتشر

سلہ عالم جان کو الخ شعر جمادی سے عالم جان کو چلو اجزائے عالم کا غلغلہ سنو اب تو سن تسبیح جماد کو ظاہر کہ وسوسہ تاویل کو تیری لے جائے جو روشنی تیری جان کو نہیں ہے تو دیکھنے کو تاویل کرتا ہے دعوی دید کا ایک خیال عار تھا بلکہ دیکھنے والے کو دیدار تھا الغرض تسبیح کب ظاہر ہوتی ہے دید کا دعوی خیال احمقی ہے دیکھنے والے کو اُنکی دید بیان پر ہے اور وقت عبرت کے تسبیح خوانی کرتا ہے یعنے اولیاء اللہ تسبیح ذرات جہان کو سنتے ہیں اور تیرہ جان دیکھنے کو تاویل کرتے ہیں باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ جو کہ الخ شعر جو کہ تسبیح تجکو یاد دلاتی ہے تو مانند دلیل قال کے جان لے معتزلہ کی بھی تاویل قال ہے اسپر افسوس ہے کہ جو حال نہ رکھے جو آدمی حسون سے نہ چھوٹا وہ تصویر غیبی کو کب سمجھے پس نور باطن حاصل کر آگے رجوع بقصہ ہے بات یہ بعید ہے مارگیر کیسے کھینچتا تھا مار کو اسیر کر کے ہنگامہ ڈھونڈھنے والا بغداد میں آیا ہنگامہ ہر چار سو کہ لب نہر پر اسنے ہنگامہ کیا وہ شہر بغداد کے شہرہ ہوا مارگیر ایک اژدہا لایا ہے اور عجب شکار اُسنے پایا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
سلہ بیوقوف الخ شعر اکثر وہاں پر بیوقوف جمع تھے اور شکار اُسکے تھے وہ جس طور سے شکار ہوا تھا منتظر وہ اُسکے اور وہ بھی منتظر تا کہ خلق منتشر جمع ہووے مردم ہنگامہ کے زیادہ ہونے دون تا کہ کوڑی پیسہ کی آمدنی زیادہ ہو وہاں بیگردن بیہودہ آگئے گرد حلقہ کر کے ایک ایک کے آگے مثال ہے جیسے گرد جامہ کے زن نے حلقہ کیا اور جیسے گرد منکے گردہ ترسائی کا جمع ہوا مرد و عورتوں سے اژدحام میں بجبر جیسے محشر میں خاص عام یعنے اُسکے گرد اژدحام مخلوق کا منعقد ہوا تھا جیسے محشر میں ہجوم خاص و عام کا ہوگا آگے ربط بقصہ ہے فافہم ۱۲-

مردم ہنگامہ افزون تر شود	کدیہ و توزیع نیکوتر رود	مردم ہنگامہ افزون ہوسے دون	کوڑی پیسے کی ہو آمد تا فزون
جمع آمد صد ہزاران ژاژخا	حلقہ کردہ پشت پا بر پشت پا	سیکڑون بیہودہ وان پر آگئے	حلقہ کرکے گرد تھے اک ایک کے
حلقہ کرد او چو زرگر دعویش	ہمچنانکہ بت پرستان بر کنیش	مثل گرد جامہ زر حلقہ کیا	مثل گرد مغ گردہ ترسائی کا
مرد را از زن خبر نے زازدحام	رفتہ درہم چون قیامت خاص و عام	عورتون سے مرد انداز دحام	بیخبر محشر مین جیسے خاص و عام
چون ہمی حراقہ جنبانید او	میکشادند اہل ہنگامہ گلو	ڈگڈگی جبدم بجاتا اپنی وہ	مردم ہنگامہ کرتے ہائے ہو
اژدہا کز زمہریر افسردہ بود	زیر صد گونہ پلاس و پردہ بود	اژدہا افسردہ تھا بس برف سے	ٹاٹ اور کمل مین باندھا تھا اُسے
بستہ بودش با رسنہاے غلیظ	احتیاط کردہ بودش آن حفیظ	اور بندھا تھا رسیون سے سخت وہ	احتیاط اُسکی کری تھی اُسنے جو
در درنگ و اتفاق و انتظار	در رہیا ہوے و فغان بیشمار	انتظار اور مجمع اور دیر سے	اور ہاہو و فغان غیر سے
وز غلوی خلق و مکث و طمطراق	تافت بر آن مار خورشید عراق	شور و غل اور کر و فر سے خلق کے	چمکا خورشید عراق اُس مار پے
آفتاب گرم سیرش گرم کرد	رفت از اعضای او اخلاط سرد	گرم اُسکو کردیا خورشید نے	خلط سرد اُسکی ہوئی دور عضو سے
مردہ بود و زندہ گشت او از شگفت	اژدہا بر خویش پیچیدن گرفت	مردہ تھا زندہ ہوا وہ ای اخی	اژدہا نے خود بخود انگڑائی لی
خلق را از جنبش آن مردہ مار	گشتشان آن یک تحیر صد ہزار	خلق سب حرکت سے مردہ مار کے	ہو گئی سو حصے حیران ایک سے
با تحیر نعرہا انگیختند	جملگان از جنبشش بگریختند	ہوکے حیران شور و غل کرنے لگے	اور سب حرکت سے بھاگے مار کے
می شکست آن بند زان بانگ بلند	ہر طرف میرفت چاقا چاق بند	ٹوٹتے وہ بند تھے اس شور سے	اور جدا ہر جا سے ہوتے بند تھے
بندہا بگسست و بیرون شد ز زیر	اژدہائے زشت غران ہمچو شیر	بند ٹوٹے نکلا ہوکر کے دلیر	اژدہا جیسے کہ غران آئے شیر
در ہزیمت بس خلائق کشتہ شد	از فتادہ کشتگان صد پشتہ شد	بھاگنے مین لوگ بس کشتے ہوئے	اور کشتون کے بہت پشتے ہوئے
مارگیر از ترس بر جا خشک گشت	کہ چہ آوردم من از کہسار و دشت	مارگیر اُس ڈر سے بیدم ہو گیا	کہ مین لایا کوہ سے یہ کیا بلا
گرگ را بیدار کرد آن کور میش	رفت نادان سوے عزرائیل خویش	بھیڑ اندھی نے جگایا گرگ کو	خود گیا ہی سوے عزرائیل وہ

سلہ ڈگڈگی الخ، شعر دہ ڈگڈگی جبدم اپنی بجاتا مردم ہنگامہ کرتے اژدہا برف سے افسردہ تھا اور ٹاٹ و کمل مین اُسکو باندھا تھا اور رسیون سے سخت وہ بندھا تھا جو احتیاط اُسنے کی تھی انتظار اور مجمع اور دیر سے اور غیر کی ہا ہو فغان سے اور خلق کے شور و غل اور کر و فر سے خورشید عراق اُسپر چمکا اُسکو خورشید نے گرم خلط کیا سردی عضو سے اُسکے دور ہوئی وہ مردہ تھا زندہ ہوا اژدہا نے خود بخود انگڑائی لی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ خلق سب الخ، شعر مار مردہ کی حرکت سے خلق سب ایک سے سو حصہ حیران ہوگئی حیران ہوکر شور و غل کرنے لگی اور سب مار کی حرکت سے بھاگے وہ بند اُس شور سے ٹوٹے اور تڑاق ہر جا سے بند ہوئے بند ٹوٹے اور نکلا دلیر ہوکر اژدہا جیسے کہ شیر غران آئے بھاگنے مین از بس کہ لوگ کشتے ہوئے وہان مارگیر اس ڈر سے خشک ہوگیا کہ مین کوہ سے یہ کیا بلا لایا آگے اسکے مثال ہے فافہم ۱۲-۱۲-

سلہ بھیڑ الخ، شعر اندھی بھیڑ نے گرگ کو جگایا اور وہ خود گیا طرف عزرائیل کے وہ اژدہا اُس مرد کو کھا گیا پس خون کھانا سہل ہے کیا ظالم کا اور وہ ایک ستون پر وہان لپٹا اور اُسنے اپنی خورش کی ہڈیون کو توڑا اژدہا نے شہر کو چھوڑا اور بھاگا جانب کوہ کے بیابان سے گیا آگے نفس تیرا اژدہا ہے زندہ مردہ کب ہے اور غم سے بغیر اسباب کے عاجز ہے اگر اسباب فرعون کا اُسے ملے کہ آب وان تھا اُسکے حکم سے جو کہ وہ فرعونکو پیدا کرے سو ہارون و موسی راہ اُنکی روکتے ہے یعنے تب اژدہا نفس مردہ نہین ہے مگر بسبب بے اسبابی فرعونی کے عاجز ہے فافہم ۱۲-

اژدہا یک لقمہ کرد آن گیج را — سہل باشد خون خوری حجاج را
خویش را بر استنی پیچیدہ بست — استخوان خویش را درہم شکست
شہر خالی گشت و اژدر ہا براند — سوی کہ گرد از بیابان بر فشاند
نفس اژدرہاست او کی مردہ است — از غم بے آلتی افسردہ است
گر بیابد آلتِ فرعون را — کہ بامر او ہمی رفت آب زا
آنگہ او بنیاد فرعونے کند — راہ صد موسیٰ و صد ہارون زند
کرم گشت این اژدہا از دست فقر — پشہ گردد ز مال و جاہ صقر
اژدہا را دار در برفِ فراق — ہین مکش او را بخورشیدِ عراق
تا فسردہ می بود آن اژدہات — لقمۂ اوئے چو او یابد نجات
مات کن او را و ایمن شو ز مات — رحم کن کم نیست او ز اہل صلات
کان تف خورشید شہوت بر زند — وان خفاشِ مُردہ رنگت پر زند
می کش او را در جہاد و در قتال — مردوار اللہ یجزیک الوصال
چونکہ آن مرد اژدہا را آورید — در ہوا گرم خوش شد آن مرید
لاجرم آن فتنہا کرد ای عزیز — ہست صد چندان کہ ما گفتیم نیز
تو طمع داری کہ او را بے جفا — بستہ داری در وقار و در وفا
ہر کسے را این تمنا کے رسید — موسیٰ می باید کہ اژدرہا کشید
صد ہزاران خلق ز اژدرہای او — در ہزیمت کشتہ شد از رای او
در طمع ہم خویش را بر باد داد — گفتہ شد واللہ اعلم بالصواب

کھا گیا اُس مرد کو وہ اژدہا — خون کھانا سہل ہی ظالم کو کیا
اور لپٹا اک ستون پر وہ وہان — اُس خورش اپنی کی توڑین ہڈیان
شہر چھوڑا اور بھاگا اژدہا — کوہ کی جانب بیابان سی گیا
نفس تیرا اژدہا مُردہ ہی کب — غم سی بے اسباب کے عاجز ہی اب
گر ملے اسباب فرعون کا اُسی — کہ روان تھا آب اُسکے حکم سے
جو کہ وہ فرعون کو پیدا کرے — راہ سو ہارون موسیٰ روکدے
اژدہا[1] کیڑا ہوا ہے فقر سے — مال و جہ سے ایک مچھر باز ہی
برف محرومی مین رکھ تو اژدہا — اسکو خورشید عراقی مین نہ لا
تا ترا افسردہ رہوے اژدہا — تجکو وہ کھائے اگر ہووی رہا
مات کر اسکو ہو ایمن مات سے — رحم کم کر وہ نہ تیرا یار ہے
کہ وہ گرمی شمس شہوت کی کری — اور چمگادڑ سا وہ اُڑنے لگے
مار اُسے اندر جہاد و قتل کے — مردوار اللہ جزاے وصل دے
اژدہا[2] کو جو کہ لایا مرد وہ — اور محبت مین کیا خوش آپ کو
اسلیے ظاہر وہ فتنے ہو گئے — جو کہا مین نے وہ اس سے بڑھکے تھے
تو طمع رکھے کہ اُسکو بے جفا — خود بندھا رکھون باعزاز و وفا
ہر کسی کو یہ تمنا کب ملے — موسیٰ ہو کہ اژدہا کشتہ کرے
خلق صدہا اژدہا بس اُسکے کی — بھاگنے مین مر گئے افسوس ہے
اور طمع سے کر دیا خود کو خراب — کہہ دیا واللہ اعلم بالصواب

بیان پاسخہا و تہدیدہا و سوالہا و جوابہاے فرعون با حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام است

بیان ہدایت کرنا اور دھمکانا و سوال و جواب کرنا فرعون کا ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی

[1] اژدہا الخ یہ شعر اژدہا فقر سے کیڑا ہوا ہے اور مال و جاہ سے مچھر باز ہے تو اژدہا کو برف محرومی مین رکھ اور اسکو خورشید عراقی مین نہ لا یعنے نفس کو آسودگی مت دے کہ مغرور ہو وے تاکہ اژدہا تیرا افسردہ رہے اگر وہ رہا ہو وے تجکو کھا لے اُسکو مات کر اور ایمن ہو تو مات سے اور رحم کم کر کہ وہ تیرا یار نہین ہے کیونکہ وہ گرمی شمس شہوت کی کرے اور وہ مانند چمگادڑ کے اُڑنے لگے اُسکو جہاد و قتل مین مانند مردوں کے کہ اللہ جزاء وصل کی دے یعنے تو نفس کو فقر و فاقہ سے مُردہ رکھ اور آسودگی نہ دے بلکہ جہاد مین اُسکو مار مردون کے مانند کہ اللہ اُسکی جزا وصل کی دے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [2] اژدہا الخ یہ شعر وہ مرد جو کہ اژدہا کو لایا اور خود کو محنت مین خوش کیا اس لیے وہ فتنے ظاہر ہو گئے جو کچھ کہ مین نے کہا وہ اُس سے بھی بڑھ گئے تھے تو طمع رکھے کہ مین اُسکو بے جفا خود باندھے رکھون باعزاز و وفا ہے یہ تمنا ہر کسی کو کب ملے موسیٰ ہو کہ اژدہا کو کشتہ کرے صدہا خلق اس کے اژدہا سے بھاگنے مین مر گئی افسوس ہے اور طمع سے خود کو خراب کر دیا اور دکھ پایا اللہ خوب جانتا ہے یعنے صدہا مخلوق اُسکے اژدہائے نفس سے خراب و برباد ہو گئی آگے رجوع بقصہ فرعون ہے فافہم ۱۲

گفت فرعونش چرا تو ای کلیم	خلق را کشتی و افگندی به بیم
در ہزیمت از تو افتادند خلق	در ہزیمت کشتہ شد مردم ز زرق
لاجرم مردم ترا دشمن گرفت	کین تو در سینہ مرد و زن گرفت
خلق را میخواندی و بر عکس شد	از خلافت مرد و زن را نیست بُد
من ہم از شرت اگر پس میخزم	در مکافات تو دیگے مے پزم
دل ازین برکن کہ بفریبی مرا	یا بحرفے پس روی گردم مرا
تو بدان غرہ مشو کش ساختی	در دل خلقان ہراس انداختی
صد چنین آری و ہم رسوا شوی	خوار گردی مضحکہ غوغا شوی
ہمچو تو سالوس بسیاران بدند	عاقبت در شہر ما رسوا شدند

بولا فرعون کس لئے تو نے کلیم	خلق کو مار ار کھا ہر خوف و بیم
بھاگ گئے مین خلق بس تجھسے گری	بھاگتے مین ٹھوکرین کھا کر مری
اسلئے مردم ترے دشمن ہوئے	مرد و زن ہیں کینے بس تجھ سے رکھے
خلق کو تو نے بلایا پھر گئی	اس خلافی سے وہ عاجز ہو گئی
مین بھی گرچہ تیری شر سے ہٹتا ہون	فکر اس بدلے کی تیری کرتا ہون
چھوڑ تو اسکو کہ دھوکا مجکو دی	یا کرے اک حرف سے پیرو مجھے
تو بناوٹ اپنی پر غرہ نہ کر	اور دل مخلوق مین رکھا ہے ڈر
سو بنائے ایسے پر رسوا ہو تو	خوار ہو تو مسخرہ غوغا ہو تو
تجھسے مکار اب یہان کثرت سے تھے	میرے آخر شہر مین رسوا ہوے

جواب گفتن موسی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرعون را در تہدیدے کہ با او مے نمود

جواب دینا موسی علیہ السلام کا فرعون کو ازراہ ہدایت کے کہ اسکو کرتے تھے

گفت با امر حقم اشراک نیست	گر بریزد خونم امرش باک نیست
راضیم من شاکرم من ای حریف	این طرف رسوا و پیش حق شریف
پیش خلقان خوار و زار و ریشخند	پیش حق محبوب و مطلوب و پسند
این سخن میگویم این ور نہ خدا	از سیہ رویان کند فردا ترا
عزت آن اوست و آن بندگانش	ز آدم و ابلیس میخوان نشانش
شرح حق پایان ندارد ہمچو حق	ہان و ہان بربند و برگردان ورق

تو بولا حکم حق مین شرکت ہے نہیں	حکم گر مارے مین ڈرتا ہون نہین
راضی اور شاکر ہون مین بس ای حریف	یان پہ رسوا پاس حق کے ہون شریف
نزد مخلوقات خوار و ریشخند	نزد حق محبوب و مطلوب و پسند
بات اک کہتا ہون مین ورنہ تجھے	رو سیہ اللہ محشر مین کرے
عزت اسکی ملک خاصون اسکی کی	آدم و ابلیس سے ہے آگہی
شرح حق بیجا نہایت جیسے حق	کر زبان کو بند اور لوٹ اب ورق

سلہ بولا فرعون الخ - شعر فرعون نے کہا کہ تو نے کلیم کس لئے مخلوقات کو مارا اور ہر خوف و بیم دیا کہ تجھ سے خلق بھاگ گئے ہیں گری بھاگتے مین ٹھوکرین کھا کر مری اسواسطے مردم تیرے دشمن ہوئے اور مرد و زن نے تجھ سے کینے رکھے خلق کو تو نے بلایا وہ پھر گئی اور اس خلافی سے وہ عاجز ہو گئی اگرچہ مین بھی تیری خلافی سے ہٹتا ہون اور تیرے اس بدلے کی فکر کرتا ہون تو چھوڑ اسکو کہ مجکو دھوکا دیا ہے یا ایک حرف سے مجکو پیرو کرے باقی مال اسکے بعد فافہم ۱۲- سلہ تو بناوٹ الخ - شعر تو اپنی بناوٹ پر غرہ مت کر اور مخلوق کے دل مین رکھا ہے ڈر ایسے سو بنائے ولیکن تو رسوا ہووے اور خوار ہووے اور مسخرہ غوغا کا تو ہووے تیرے مانند یہان مکار اب کثرت سے تھے میرے شہر مین آخر رسوا ہوئے آگے جواب موسی علیہ السلام کا ہے فافہم ۱۲-
سلہ بولا حکم الخ - شعر کہا کہ حکم حق مین شرکت نہیں ہے اگر حکم مارے مین کہین ڈرتا ہون بس راضی و شاکر ہون اے حریف مین یہان پر رسوا ہوں ولیکن پاس حق کے شریف ہون مخلوق کے نزدیک خوار و ریشخند ہون حق کے نزدیک محبوب و مطلوب و پسند ہون مین ایک بات کہتا ہون ورنہ تجھکو اللہ رو سیاہ محشر مین کرے عزت اسکی ملک اور اسکے خاصون کی تو آدم و ابلیس سے آگہی ہے حق کی شرح بے انتہا ہے جیسے حق ہے تو زبان کو بند کر اور ورق لوٹ یعنے جیسے حق تعالی بے انتہا ہے اسی طرح اسکی شرح ہے تو زبان بند کر اور حال آگے پڑھ اسکے جواب فرعون کا ہے فافہم ۱۲-

پاسخ دادن فرعون موسیٰ علیہ السلام را و مہلت خواستن تا چہل روز از موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام

گفت فرعونش ورق در دست ماست / دفتر و دیوان و حکم این دم مراست
مر مرا بخریدہ اند اہل جہان / کز ہمہ عاقل تری تو ای فلان
موسیا تو خود خریدے ہیں برو / خویشتن کم بین بخود غرہ مشو
جمع آرم ساحران دہر را / تا کہ جہل تو نمایم شہر را
این نخواہد شد بروزی یا دو روز / مہلتم دہ تا چہل روز تموز

جواب دینا فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کو اور مہلت چاہنا چالیس روز کی موسیٰ علیہ السلام سے

بولا[1] فرعون ہے ورق ہمدم مرے / ہاتھ میں دفتر و دیوان حکم کے
اہل عالم نے کیا معتبر مجھے / عقل سب عالم سے تو بڑھ کر رکھے
موسیٰ تو مقبل ہو جانے خود کو جا / مت ہو خود بین اور نہ کر غرہ بھلا
جمع لاؤں ساحران دہر کو / اور دکھاؤں یہ جہالت شہر کو
ایک دو دن میں یہ جھگڑا ہو نہ طے / مہلت اب چالیس دن کی دی مجھے

جواب دادن موسیٰ علیہ السلام مر فرعون را

گفت موسیٰ مر مرا دستور نیست / بندہ ام امہال تو منشور نیست ماثور
گر تو چیری و مرا خود یار نیست / بندہ فرمانم بدانم کار نیست
می زنم با تو بجد تا زندہ ام / من چکارہ نصرتم من بندہ ام
می نزنم تا رسد حکم خدا / او کند ہر خصم از خصمی جدا

جواب دینا موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کو

بولا[2] موسیٰ نے اجازت ہی مجھے / بندہ ہوں مہلت میں دوں کیسی تجھے
گر تو غالب ہے نہ میرا یار ہی / بندہ حکمی ہوں نہ مطلب کام سی
تجکو ماروں جب تلک زندہ ہوں نہیں / میری نصرت بندہ گو زندہ ہوں نہیں
ماروں نہیں جب تک کہ ہو حکم خدا / دشمنی سے وہ کرے دشمن جدا

جواب فرعون موسیٰ علیہ السلام را و وحی آمدن موسیٰ علیہ السلام

گفت نی نی مہلتم باید نہاد / عشوہ ہا کم دہ تو کم پیمای باد
حق تعالیٰ وحی کردش در زمان / مہلتش دہ متسع مہراس از آن
این چہل روزش بدہ مہلت بطوع / تا سگالد مکرہا او نوع نوع

جواب دینا فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کو اور وحی آنا موسیٰ علیہ السلام

بولا[3] نہیں نے مجکو مہلت چاہیے / غرہ کم کر مت تو بیہودہ بکے
حق نے بھیجی بس اسی دم وحی اسے / مہلت اسکو دی بڑی اور مت ڈرے
مہلت اب چالیس دن کی دی اسے / سوچ لیوے مکر تا ہر طور سے

سلہ بولا فرعون الخ یہ شعر فرعون نے کہا کہ ورق اس دم میرے ہاتھ میں ہے اور دفتر و دیوان و حکم ہے اہل عالم نے مجھے معتبر کیا ہے تو سب عالم سے عقل بڑھ کے رکھتا ہی موسیٰ کہ خود کو مقبل جانتا ہے خود بین مت ہو اور غرہ مت کر میں زمانے کے جادوگروں کو جمع کروں اور یہ جہالت تیری شہر کو دکھاؤں ایک دو دن میں یہ جھگڑا طے ہو اب چالیس دن کی مہلت دے آگے جواب موسیٰ عم کا ہے فافہم ۱۲۔
سلہ بولا موسیٰ الخ یہ شعر موسیٰ عم نے کہا کہ مجکو اجازت نہیں ہے میں بندہ ہوں مہلت کیسے دوں اگر تو غالب ہے و میرا یار نہیں ہے بندہ حکمی ہوں مطلب سے کام نہیں ہے جبتک تجکو ماروں میں زندہ ہوں نصرت میری بندہ ہے گو میں بندہ ہوں جب تک میں ماروں کہ حکم خدا ہو دشمنی وہ دشمن جدا کرے یعنے ای نفس تو میرا بندہ ہے میں تجکو ماروں جب تک خدا تجکو دشمنی سے جدا کرے آگے جواب فرعون کا ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا اسنے الخ یہ شعر کہا کہ نہیں نہیں مجکو مہلت چاہیے تو غرہ کم کر اور بیہودہ مت بک حق نے اسی دم وحی اسکو بھیجی کہ اسکو بڑی مہلت دے اور مت ڈر اسکو مہلت اب چالیس دن کی دے تاکہ مکر ہر طور سے سوچ لے تاکہ کوشش کرے کہ میں غافل نہیں ہوں کہہ دے کر جا تو میں نے راہیں بند کر دیں یعنے حق تعالیٰ نے کہا کہ تو اسکو مہلت چالیس دن کی دے کہ وہ اپنی کوشش جو سوچتے ہیں کرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

تا بگوید او که من خفته ام — تیز رو کو پیش ره بگرفته ام
حیلهائے شان همه برهم زنم — وانچه افزایند من برکم زنم
آب را آرند من آتش کنم — نوش خوش گیرند من ناخوش کنم
مهر پیوندند من ویران کنم — آنچه اندر وهم ناید آن کنم
تو نترس و مهلتش ده و مدان — تو سپه گرد آر و صد حیلت بساز

تا کرے کوشش کہ میں غافل نہیں — کہہ دے جا تو میں نے راہیں بند کیں
اسکے سب حیلوں کو بس میں توڑ دوں — وہ زیادہ جو کرے میں کم کروں
آب وہ لائے تو میں آتش کروں — نوش وہ کھائے تو میں ناخوش کروں
جو محبت باندھے وہ میں توڑ دوں — جو نہ آئے وہم میں میں وہ کروں
تو نہ ڈر مہلت دے اسکو بس بڑی — کہہ سپہ لے آ تو کر حیلہ گری

مهلت دادن موسی علیه السلام فرعون را تا ساحران را جمع کند

مہلت دینی موسیٰ علیہ السلام کی فرعون کو تا ساحروں کو جمع کرے

گفت امر آمد برو مهلت ترا — من بجاے خود شدم رستی بلا
او همی شد اژدها اندر عقب — چون سگ صیاد دانا و محب
چون سگ صیاد جنبان کرده دم — سنگ را میکرد ریگ او زیر سم
سنگ و آهن را بدم در میکشید — خرد می خائید آهن را پدید
در هوا میکرد سر بالائے چرخ — که هزیمت میشدند رومی و کرخ
کف همی انداخت چون اشتران کام — قطرهٔ بر هر که میزد شد جذام
ز غرغ دل و دندان می شکست — جان شیران سیه میشد ز دست
چون بقوم خود رسید آن مجتبا — شد قفا و بگرفت باز او شد عصا
تکیه بروی کرد میگفت ای عجب — پیش ما خورشید و پیش خصم شب
ای عجب چون می نبیند این سپاه — عالمی پر آفتاب چاشتگاه
چشم باز و گوش باز و این ذکا — خیره ام در چشم بندی خدا

بولا آیا حکم مہلت ہے تجھے — میں ہوں جاتا تو بچا آفات سے
وہ گیا اور اژدہا پیچھے چلا — دانا کتا جس طرح صیاد کا
وہ ہلاتا جون سگ صیاد دم — ریزہ کرتا سنگ کو وہ زیر سم
سنگ و آہن کو وہ دم سے کھینچتا — ظاہرا آہن کے ٹکڑے چابتا
اور ہوا میں ہوتا تھا بالای چرخ — بھاگتی تھی اس سے قوم روم و کرخ
جون شتر وہ جھاگ منہ سے الٹتا — خون بگڑتا قطرہ جس پر پڑتا
دانت کی آواز سے دل ٹوٹتا — اور ہوتی جان شیروں کی [illegible]
جبکہ آئے قوم میں وہ مجتبا — اسکا پھن پکڑا ہوا وہ پھر عصا
تکیہ اس پہ کر کے کہتے ای عجب — ہمکو یہ خورشید دشمن کو ہے شب
ای عجب ہے جو نہ دیکھے یہ سپاہ — ہی جہان میں آفتاب صبح گاہ
کان و آنکھیں ہیں کھلیں اور ذہن ہوں — اس نظربندی سے حق کی تنگ ہوں

ل اسکے سب الخ یہ شعر میں اسکے سب حیلوں کو توڑوں جو وہ زیادہ کرے میں کم کروں وہ آب لاے تو میں آتش کروں جو وہ خوش چیز کھائے تو میں ناخوش کروں جو وہ محبت باندھے تو میں توڑ دوں جو وہم میں نہ آئے میں وہ کروں تو مت ڈر اور اسکو بڑی مہلت دے کہ دے خوب سپاہ لاؤ حیلہ گری کرے آگے مہلت دینے میں موسیٰ عم کا حال ہے فافہم ۱۲ ۔ ۲ بولا الخ یہ شعر کہا موسیٰ علیہ السلام نے کہ حکم مہلت کا تجھے آیا ہے میں جاتا ہوں تو آفتوں سے بچا وہ گیا اور اژدہا پیچھے دوڑا جیسے صیاد کا دانا کتا وہ مانند سگ صیاد کے دم ہلاتا تھا اور سنگ کو ریزہ کرتا تھا زیر سم کے سنگ و آہن دم سے کھینچتا اور ظاہرا ٹکڑے آہن کے چابتا اور ہوا میں بلند آسمان تک ہوتا اور قوم روم و کرخ اس سے بھاگتے اور مانند شتر کے منہ سے جھاگ ڈالتا خون بگڑتا جس پر قطرہ گرتا دانتوں کی آواز سے دل ٹوٹتا اور شیروں کی جان ہوا ہوتی جبکہ وہ مجتبیٰ قوم میں آئے اسکا پھن پکڑا کہ وہ پھر عصا ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۔ ۳ تکیہ اس سے الخ یہ شعر اس سے تکیہ کر کے کہتے کہ از عجب ہمکو یہ خورشید اور دشمن کو شب ہے عجب ہے کہ جو سپاہ نہ دیکھے جہان میں آفتاب صبحگاہی کو کان و آنکھیں کھلی ہیں اور جنون نہیں ہے میں حق کی اس نظربندی سے دنگ ہوں اس سے میں حیران ہوں اور یہ بھی مجھ سے ہیں یہ بیمار خار سے اور میں گل سے ہوں میں انکے آگے لے گیا جام شراب کا وہ اب سنگ ہوا انکے سامنے گلدستہ باندھ کر آگے دیا نوش نیش اور گل خار ہوا یہ حصہ انکا جو نصیب جان ہو باخودوں کو کس طرح وہ حاصل ہو یعنی غافلان دنیا مجھسے حیران ہیں اور میں انسے حیران ہوں جو بخشی ہے کہ نقد جان ہے باخودوں سے کب پا سکتے ہیں باقی حقائق آگے ہیں فافہم ۱۲ ۔

من ز ایشان خیرہ ایشان ہم ز من / از بہار خار ایشان من سمن
پیش ایشان بردم بسے جام رحیق / سنگ شد آبش بہ پیش آن فریق
دستۂ گل بستم و بردم بہ پیش / ہر گلی چون خار گشت و نوش نیش
آن نصیب جان بی خویشان بود / چونکہ با خویش اند پیدا کی شود
خفتۂ بیدار باید پیش ما / تا بہ بیداری ببیند خوابہا
دشمن این خواب خوش شد فکر خلق / تا نخسپد فکرتش بستہ است حلق
حیرتے باید کہ روبد فکر را / خورد حیرت فکر را و ذکر را
ہر کہ کامل تر بود او در ہنر / او بصورت پس بہ معنی پیشتر
راجعون گفت و رجوع اینسان بود / کہ گلہ واگردد و خانہ رود
چونکہ گلہ بازگردد از ورود / پس فتد آن بز کہ پیش آہنگ بود
پیش افتد آن بز لنگ پسین / ضحکۃ الرجعی وجوہ العابسین
از گزافہ کی شدند این قوم لنگ / فخر را دادند و بخریدند ننگ
پاشکستہ میروند ایشان بہ حج / از حرج راہیست پنہان تا فرج
دل ز دانشہا بشستند این فریق / زانکہ این دانش نداند آن طریق
دانشے باید کہ اصلش زان سرست / زانکہ ہر فرعی باصلش رہبرست
ہر پری بر عرض دریا کے پرد / تا لدن علم لدنی مے برد
پس چرا علمی بیاموزے بہ مرد / کش بباید سینہ را زان پاک کرد
پس مجو پیشی ازین سر لنگ باش / وقت واگشتن تو پیش آہنگ باش

اُنسے میں حیران ہون یہ بھی مجھسے ہین / یہ بہار خار سے اور گل ہو نہین
آگے اُنکے دگیا مین جام مے / وہ ہوا سنگ آب اُنکے سامنے
باندھ گلدستہ مین آگے دگیا / نوش نیش اور گل ہر اک کانٹا ہوا
بیخودون کا جو نصیب جان ہو / باخودونکو کس طرح حاصل ہو وہ
پاس میرے خفتۂ بیدار ہو / تاکہ بیداری مین دیکھو خواب کو
فکر خلق اس خواب خوش کی ہے عدو / تا نہ سوئے فکر نے باندھا گلو
چاہئے حیرت کو جھاڑے فکر کو / کھائے حیرت فکر کو اور ذکر کو
سست کاہل تر ہنر مین جو کہ ہین / پیچھے صورت پہلے معنی کو رکھین
راجعون بولا رجوع اس طور سے / جون پلٹ کر جائے گلہ گھر کو ہی
جبکہ گلہ کوئی صحرا سے پھرے / جب بڑھے آگے کی بز پیچھے رہے
آگے ہووے بھیڑ وہ لنگڑی پسین / ضحکۃ الرجعی وجوہ العابسین
جھوٹ سے یہ کب ہوئی ہے قوم لنگ / فخر کو دیکر خریدا اُسنے ننگ
حج کو جاتے ہیں یہ لنگڑے پاؤن سے / رنج سے راہ نہان تا گنج ہے
دل کو دانش سے یہ دھوتا ہی فریق / کیونکہ یہ دانش نہ جانے وہ طریق
ہے وہ دانش جسکی جڑ ہے اُس سرے / کیونکہ رہبر جڑ کی ہر اک شاخ ہے
عرض دریا پر نہ ہر اک پر اُڑے / علم کب علم لدنی پا سکے
کس لیئے یہ علم سیکھا مرد سے / اُس سے سینہ پاک کرنا چاہیے
اُس سرے سے تو نہ بڑھ لنگڑا رہ / وقت پھرنے کے تو آگے تا کرو

سلہ میرے پاس الخ شعر میرے پاس خفتہ بیدار رہتا کہ بیداری مین خواب کو دیکھو اس خواب خوش کی فکر خلق ہے دشمن جبتک نہ سوئے فکر نے گلو باندھا ہے حیرت چاہیئے کہ فکر کو جھاڑے اور حیرت فکر و ذکر کو کھائے جو کہ ہنر مین سست و کاہل تر مین پہلے معنی تو پیچھے صورت رکھتے ہین راجعون حق نے کہا اس طرح سے کہ جیسے گلہ پلٹ کر گھر کو جائے جبکہ کوئی صحرا سے لوٹے جب بڑھے اگلی بز پیچھے رہے آگے وہ بھیڑ لنگڑی ترجمہ ہنسنا لوٹنا میرا اُٹھاتا ہے ترش رویون کا یعنے فکر دنیا بجز خواب کے نہین ہے پس حیرت چاہیئے کہ فکر و ذکر دور کردے جو دنیا مین کاہل تر ہے وہ صورت سے معنے کو آگے رکھتا ہے۔ اسواسطے حق نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون یعنے جب گلہ بزون کا صحرا سے گھر کو لوٹتا ہی تو لنگڑی بز کہ پیچھے گلہ کے ہوتی ہے وہ آگے ہو جاتی ہے اسی کو حضرت رسول مقبول صلعم نے آخر دن السابقون فرمایا ہے یعنے یہ اُمت مرحومہ کہ سب کے پیچھے ہے ہنگام واپس جانے نام کے سب سے آگے ہوگی باقی آگے ہے فافہم۔ سلہ جھوٹ الخ شعر یہ قوم جھوٹ سے کیا لنگڑی ہوئی فخر کو بیچا اور خرید کیا ننگ کو حج کو جاتے ہین یہ حق جو لنگڑے پاؤن سے رنج سے راہ پوشیدہ ہے گنج تک یہ فریق دل کو عقل کو دھوتا ہے کیونکہ یہ عقل اُس طریق نہین جانتی ہے وہ عقل ہے کہ جسکی جڑ ہے اُس سرے کیونکہ ہر ایک شاخ رہبر جڑ کی ہے ہر ایک پر عرض دریا پر نہین اُڑتا ہے یہ علم کب علم لدنی پا سکتا ہے کس واسطے یہ علم سیکھا مرد سے کہ اُس سے سینہ کو پاک کرنا چاہیئے یعنے یہ عقل معاش اُس عقل معاد کو کب پا سکتی ہے پس اس علم کو سینہ سے دور کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔
سلہ اُس سرے الخ شعر تو اس سرے سے آگے مت بڑھ لنگڑا رہ وقت لوٹنے کے تاکہ تو آگے ہو وہ ہوتا ہے آگے اسکی مثال اگلے صفحہ پر ہے فافہم ۱۲۔

السابقون رہ کر شجر پر پہلے

آخرون السابقون باش ای حریف　　بر شجر سابق بود میوه لطیف
گرچه میوه آخر آید در وجود　　اول ست او زانکه او مقصود بود
چون ملائک گوی لا علم لنا　　تا بگیرد دست تو علمتنا
گر درین مکتب ندانی تو هجی　　همچو احمد پرے از نور حجی
گر نباشی نامدار اندر بلاد　　گم نه و الله اعلم بالعباد
اندرین ویرانه کاین معروف نیست　　از برای حفظ گنجینه زریست
موضع معروف کے بنهند گنج　　زین قبل آمد فرج در زیر رنج
خاطر آرد بس شکال اینجا ولیک　　بگسلد شکال را رهوار نیک
دست عشقش آتشے اشکال سوز　　هر خیالے را بروید نور روز
هم ازانسو جو جواب اے مرتضا　　کاین سوال آمد ازان سو مرترا
گوشهٔ بے گوشهٔ دل شهرهی ست　　تاب لاشرقی و غربی از مہی ست
تو ازین سو وازان سو چون گدا　　ای که معنی چه مے جوئی صدا
هم ازان سو جو که وقت درد تو　　میشوی در ذکر یاربے دو تو
وقت درد مرگ آن سو مے نمی　　چونکه دردت رفت چونی اعجمی
وقت محنت گشته الله گو　　چونکه محنت رفت گوئی راه کو
در زمان درد و غم یادش کنی　　چون شدی خوش باز بر غفلت تنی
این ازان آمد که حق را بیگمان　　هر که بشناسد بود دائم بر آن
وانکه در عقل و گمان هستش حجیب　　گاه پوشیده است وگه بدریده جیب

آخرون السابقون ہو اے حریف　　کہ شجر پر پہلے ہو میوہ لطیف
میوہ[۱] گرچہ پیدا آخر میں ہوا　　اس لئے پہلے کہ وہ مقصود تھا
جون ملائک کہہ تو لا علم لنا　　ہاتھ تیرا پکڑے ما علمتنا
گر نہ اس مکتب میں تو ابجد پڑھے　　مثل احمد نور دانش سے اڑے
گر نہ تو مشہور ہو اندر بلاد　　گم نہیں اللہ اعلم بالعباد
یہ خرابا[۲] جو نہیں معروف ہے　　گنج زر کی ہی حفاظت کے لیے
کب جگہ معروف میں رکھتے ہیں گنج　　اسطرح راحت ہوئی ہے زیر رنج
دل کو اس جا مشکل آئی ہے ولیک　　توڑتا ہی باگڈور اب سب نیک
آتش عشق اسکا مشکل سوز ہے　　فکر کو جھاڑے وہ نور روز ہے
اسطرف سے ہی جواب اسکا تو لے　　جس طرف سے یہ سوال آیا تجھے
خانۂ بے خانۂ دل شاہراہ　　تاب لاشرقی و غربی ہے تبھی
تو[۳] ادھر سے ہے ادھر مثل گدا　　اے کہ معنی تو کیا ڈھونڈھے صدا
ڈھونڈھ اسے تو کہ وقت درد تو　　ذکر یارب میں جھکتا ہے نگو
وقت درد مرگ جھکتا ہے ادھر　　درد تیرا جو گیا پھر بے خبر
وقت محنت کے کہے اللہ تو　　جو گئی محنت تو ڈھونڈھے راہ کو
درد و غم کے وقت یاد اسکو کرے　　جبکہ خوش ہووے تو پھر غافل رہے
اس سبب سے یہ کہ حق کو لے فتا　　جو کہ پہچانے رہے اسپر سدا
جبکہ عقل و ہوش میں ہووے فتور　　گاہ غافل اور گہ ہووے حضور

ط۱ میوہ الخ یعنی شعر اگرچہ میوہ آخر پیدا ہوا مگر اس لئے پہلا ہے کہ وہ مقصود تھا تو ملائک کے مانند کہ ترجمہ نہیں ہی خاصہ ہے کہ تیرا ہاتھ پکڑے ترجمہ جتنا علم دیا تونے ہمکو اگر تو اس مکتب میں ابجد نہ پڑھے احمد صلعم کے مانند نور دانش سے اڑے اگر تو مشہور نہ ہو شہر میں تو گم نہیں ہوا ہے یعنے علم ظاہر حجاب علم باطن کا ہوا اسواسطے حضور نے فرمایا ہے کہ العلم حجاب الاکبر یعنے مزدور کہ علم بڑا پردہ ہے پس علم حق کامل کو پردہ ہے اہل دنیا سے اور تھا پھر انا نعس کہ پر دو حق ہے ہی باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ط۲ یہ خرابا جو نہیں الخ، شعر اس ویرانہ میں جو مشہور نہیں ہے گنج زر کی حفاظت کے لئے ہے - جائے مشہور میں کب گنج رکھتے ہیں اسی طرح راحت زیر رنج ہوتی ہے اس جگہ دل کو ایک مشکل آئی ہے ولیکن اب باگڈور سب توڑتا ہے اسکا آتش عشق مشکل سوز ہے فکر کو جھاڑے وہ نور روز ہے اس طرف سے تو اب اسکا جواب لے کہ جس طرف سے یہ سوال تجھے آیا ہے خانۂ بے خانۂ دل کا شاہراہ ہے اسمیں لاشرقی ولاغربی کی روشنی یعنی خدا کی مثل ذرہ کے ہے یعنے تو شہرت اپنی مت چاہ کہ گنج ویرانہ میں رکھتے ہیں اسی طرح راحت رنج میں ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ط۳ تو ادھر سے الخ، شعر تو ادھر سے ہے اور ادھر سے گدا کے مانند ہے اے کہ وہ معنے کے تو کیا ڈھونڈھتا ہے ادھر سے صدا ادھر سے تو ڈھونڈھ کہ وقت درد کے ذکر یارب میں جھکتا ہے جبکہ درد مرگ کے ادھر جھکتا ہے جب تیرا درد گیا پھر بے خبر ہے وقت محنت کے تو اللہ کہے اور پھر یہی کہے کہ راہ کہاں ہے وقت درد و غم اسکو یاد کرے جبکہ خوش ہووے پھر تو غافل ہے یہ اس سبب سے ہے کہ بے شبہ حق کو پہچانے اسپر سدا رہے جبکہ عقل و ہوش میں فتور ہووے کبھی غافل ہووے اور کبھی حضور رہے یعنے وقت درد کے تو خدا کی طرف رجوع ہوتا ہے بعدہ خدا کو بھول جاتا ہے اور جو کہ حق کو پہچانتا ہے وہ ہمیشہ اسکی طرف رجوع رہتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ —

عقل جزوی گاہ خیرہ گہ نگون   عقل کلی ایمن از ریب المنون
عقل بفروش و ہنر حیرت تجر   رو بخواری نے بخارا ای پسر
تا بخارا خود دگر یابے درون   ساکنان در محفلش لا یفقہون
ما چو خود را در سخن آغشتہ ایم   کز حکایت ما حکایت گشتہ ایم
من عدم افسانہ گردم در حنین   تا تقلب یابد اندر ساجدین
این حکایت نیست پیش مرد کار   وصف حال ست و حضور یار غار
آن اساطیر اولین کہ گفت عاق   حرف قرآن را بد آثار نفاق
لامکانی کہ درو نور خدا ست   ماضی و مستقبل و حالش کجا ست
ماضی و مستقبلش نسبت بہ تست   ہر دو یک چیز اند تو دانی دو ست
یک تنے او را پدر ما را پسر   بام زیر زید بر عمران زبر
نسبت زیر و زبر شد زین دو کس   سقف سوے خویش یک چیزست بس
نیست مثل آن مثال ست این سخن   قاصر از معنے نو حرف کہن
چون لب جو نیست مشکا لب ببند   بی لب و ساحل بدست این بحر قند
این سخن پایان ندارد باز گرد   سوے فرعون منع تا چہ کرد

عقل[1] جز گہ کج و گہ حیران ہے   عقل کل بے خوف شبہو نسے رہے
لے تو حیرت بیچ عقل و ہوش کو   جا تو خواری مین بخارا کو نہ تو
تو بخارا مین اگر پاوے درون   اہل محفل آ سکے ہین لا یفقہون
اس سخن میں جو ہوا ہیں مبتلا   بس حکایت سو حکایت مین بنا
مین نے قصہ یہ عدم میں بھی کہا   تا تقلب ساجدین مین ہو مرا
نے حکایت ہے یہ پیش مرد کار   وصف حال اور ہے حضور یار غار
حرف[2] قرآن کو اساطیر اولین   جو کہا بوجہل نے از راہ کین
لامکان کہ نور حق آمین عیان   ماضی مستقبل و حال ہمین کہان
تیری نسبت ماضی مستقبل ہے دو   دو نون ہین اک چیز تو جانے کہ دو
ایک تن اسکا پدر میرا پسر   زید کو چھت زیر عمر کو ہے زبر
نسبت زیر و زبر دو کس سے ہے   ورنہ چھت اک چیز ہی تو جان لے
مثل اسکا کب مثل ہے یہ سخن   معنے نو سے ہے تنگ حرف کہن
نہر بے لب مشک تو کر لب کو بند   بی لب و ساحل ہے یہ دریا کہ قند
بات یہ بے انتہا ہے لوٹ جا   جانب فرعون کیا اسنے کیا

فرستادن فرعون بمدائن در طلب ساحران

بھیجنا فرعونکا مدائن کیطرف ساحرونکی طلبی مین

چونکہ موسی بازگشت و او بماند   اہل رائ و مشورت را پیش خواند
مجتمع گشتند و بفشردند پاے   ہر کسے کرد ند عرض فکر و راے

جو[3] گیا موسی فقط فرعون رہا   بس طلب اسنے مشیرونکو کیا
مجتمع ہو کرکے آمادہ ہوئے   دی ہر اک نے راے اپنی فکر سے

[1] عقل جز الخ ۞ شعر عقل جز کبھی کج و کبھی حیران ہے اور عقل کل شکوک سے ایمن رہتی ہے حیرت مول لے اور عقل بیچ دے خواری کی جانب جا نہ بخارا کو یعنے افلاس اختیار کر اور دنیا کو حاصل نہ کر اگر تو بخارا مین ہے اور بطون سے تیر پائے اور اہل محفل اسکے نہین سمجھنے والے ہین اس سخن مین جو مین مبتلا ہوا بس حکایت بیان کرنے سے مین حکایت ہو گیا مین نے یہ قصہ عدم مین بھی کہا ترجمہ تا پلٹنا ساجدین مین میرا ہو مرد کار کے سامنے یہ حکایت نہین ہے وصف حال اور حضور یار غار ہے یعنے عقل جزئی کھو کر وہ حیرت حاصل کر جو حکایت کہتے کہتے حکایت ہو گیا تو اہل معنے کے روبرو حکایت نہین ہے وصف یار ہے چنانچہ اسکی مثال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] حرف الخ ۞ شعر قرآن کے حروف کو قصہ اولین کے بوجہل نے کہے از راہ کینہ کے لامکان کہ اسمین نور حق کا عیان ہے مستقبل و حال کہان ہے اور وہ تیری نسبت ماضی و مستقبل ہے پس دو نون ایک چیز ہین اور تو جانتا ہے ایک جسم ہے کہ اسکا پدر میرا پسر ہے چھت زید کو زیر و عمر کو زبر ہے نسبت زیر و زبر کے دو کس سے ہے ورنہ چھت ایک چیز ہے تو جان لے اسکا مثل نہین ہے یہ سخن مثال ہے تو معنے نو سے حرف کہنہ تنگ ہے نہر بے لب ہے اے مشک تو لب کو بند کرلے لب و ساحل ہے یہ دریا قند کا یعنے اے وجود نافرق کے تو چپ رہ کہ دریاے توحید ناپیداکنار ہے پس تجکو کب اس سے بہرہ حاصل ہو یہ بات بے انتہا ہے تو لوٹ طرف فرعون کے کیا اسنے کیا آگے قصہ فرعون کا ہے فافہم ۱۲ [3] جو گیا الخ ۞ شعر جبکہ موسی گیا اور فقط فرعون رہا اسنے مشیرون کو طلب کیا وہ جمع ہو کر آمادہ ہوئے اور ہر ایک نے راے اپنی فکر سے دی آخر اس بات پر سب نے راے دی کہ اے ایک راہ بتائی کہ اے بادشاہ ناظر جو تم سوار ہوا ساحرونکو جمع کر اور کہا کہ ہماری سلطنت مین جادوگر ہین اور ہر ایک جادو مین فرد زمانہ ہے اور اب یہ صلاح ہے کہ مصر کے اطراف سے انکو جمع کر [illegible] اسکے ماتحت حال آگے ہے فافہم ۱۲

عاقبت ہامان بیسامان دون — رای پیش آورد و گردش رہنمون
کای شہ حقنا ظفر چون غم فزود — ساحران را جمع باید کرد زود
در ممالک ساحران داریم ما — ہر یکے در سحر فرد و پیشوا
مصلحت آنست کز اطراف مصر — جمع آردشان شہ و صراف مصر
او بسے مردم فرستاد آن زمان — در نواحی بہر جمع جادوان
ہر طرف کہ ساحرے بد نامدار — کرد پران سوی او دہ مرد کار
دو جوان بودند ساحر مشتہر — سحر ایشان در دل مہ مستمر
شیر دوشیدہ زمہ فاش آشکار — در سفرہا رفتہ بر خمے سوار
شکل کرباسے نمودہ آفتاب — او بپیمودہ فروشیدہ شتاب
سیم بردہ مشتری آگاہ شدہ — دست از حسرت بہ رخہا بر زدہ
صد ہزاران ہمچنین در جادوئی — بودہ استاد و نبودہ چون دوئی
چون بدیشان آمد این پیغام شاہ — کز شما شاہ است اکنون چارہ خواہ
از پی آنکہ دو درویش آمدند — بر شہ و بر قصر او موکب زدند
نیست با ایشان بغیر یک عصا — کہ ہمی گردد بامرش اژدہا
شاہ و لشکر جملہ بیچارہ شدند — زین دو کس جملہ بافغان آمدند
چارہ جویان بندہ را پیش شما — شاہ زان ارسال فرمودست تا
چارہ سازید اندر دفع شان — گنجہا بخشد عوض شہ بیکران
آن دو ساحر را چو این پیغام داد — ترس و مہرے در دل ہر دو فتاد
عرق جنسیت چو جنبیدن گرفت — سر بزانو بر نہادند از شگفت

آخر اس ہامان بے سامان نے — رای دیگر اک بتائی راہ اسے
ای شہ منصور جو یہ غم ہوا — ساحرون کو جمع کر جلدی بلا
ہین ہماری سلطنت مین ساحران — سحر مین ہر ایک ہے فرد زمان
ہے صلاح یہ مصر کی اطراف سے — جمع انکو کر تو شہ صراف سے
بھیجے[1] اسنے آدمی اطراف کو — ساحرون کو تا بلا کر لائین وہ
جس طرف تھے نام آور ساحران — بس ہوئے اس سمت کو وہ سب روان
جو کہ تھے مشہور ساحر دو جوان — سحر انکا ماہ کے دل مین روان
ماہ کا وہ دودھ دہتے تھے عیان — بیٹھ مٹکے پر سفر کرتے تھے آن
شکل اک کھادی کی کر کر دھوپ کی — ناپ کرکے بیچ دیتے جلد وہ
دام دیتے مشتری آگاہ ہو — پیٹتے حسرت سے پھر رخسار کو
ایسے[2] سحر ون مین بہت استاد تھے — اور نہ تھی حرف روی کے طور سے
جبکہ پہنچا انکو یہ پیغام شاہ — کہ بلا کر تم سے لیوے کام شاہ
اسلیے کہ آئے ہین درویش دو — شہ کو گھیرا ہے اور اسکے قصر کو
پاس جنکے کچھ نہین ہے جز عصا — حکم سے ہوتا ہے انکے اژدہا
شاہ و لشکر جملہ عاجز ہوگئے — اور ان دو کس سے سب ہین چیختے
چارہ[3] جوئی کے لئے ہمکو یہان — شاہ نے بھیجا تمھارے ہے یہان
دفع انکے مین علاج اب تم کرو — گنج سے دین اس عوض مین تم بھرو
دونون ساحر کو پیام آکر دیا — دل مین انکے بس پڑا خوف و رجا
جنسیت کی رگ نے حرکت انکی کی — سر رکھا زانو پہ حیرانی رہی

سلہ بھیجے الخ۔ شعر اسنے آدمی بھیجے اطراف کو تاوہ ساحرون کو بلا کر لائین جس طرف ساحر نام آور تھے وہ سب اودھر روانہ ہوئے جو کہ دو جوان ساحر مشہور تھے اور سحر انکا دل مین ماہ کے روان تھا ماہ کا وہ دودھ ظاہر دہتے تھے اور مٹکے پر بیٹھ کر سفر کرتے تھے دھوپ کو بشکل کھادی کرکے بیچ دیتے ناپ کر جلدی سے وہ مشتری دام دیتے اور پھر آگاہ ہو کر حسرت سے رخسار پیٹتے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ایسے الخ۔ شعر اس طرح کے سحرون مین بہت استاد تھے اور مانند حرف روی کے نہ تھے جب کہ یہ پیغام شاہ کا انکو پہونچا کہ تم کو بلا کر شاہ کام لیوے اسواسطے کہ دو درویش آئے ہین اور شاہ کو اور اسکے قصر کو انہون نے گھیرا ہے انکے پاس کچھ نہین ہے بجز عصا کے اور وہ عصا انکے حکم سے اژدہا ہوتا ہے بادشاہ و لشکر سب عاجز ہوگئے اور ان دو آدمیون سے پیچھے ہٹتے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ چارہ الخ۔ شعر چارہ جوئی کے لئے یہان پر ہمکو بھیجا ہے بادشاہ نے تمھارے پاس انکے دفع کرنے مین تم اب علاج کرو اور اسکے عوض گنج سے دامن کو بھرو یہ پیام دونون ساحرونکو آکر دیا انکے دل مین خوف و رجا پڑا جنسیت کی رگ نے انکی حرکت کی سر زانو پہ رکھا اور حیرانی رہی آگے حقائق ہین صوفی کے لئے زانو پہ سر رکھنا یہ ہے کہ دونون نے حل مشکل کے لئے مراقبہ کیا یعنی زانو پر سر رکھکر کرتے ہین اور ہر امر کو سوچتے ہین صوفی کیواسطے انکشاف امور باطنی مین حکم سحر کا رکھتا ہے پس حل مشکل مین سر زانو پر ہونا صوفی کے لئے تائید الٰہی ہے آگے قصہ ساحرون کا ہے کہ ادھر سے مدد پہونچی ہے فافہم ۱۲

چون دبیرستان صوفی زانوست	حل مشکل را دو زانو جادوست	ہے دبستان زانو صوفی کے لیئے	حل مشکل کو دو زانو سحر ہے

رفتن آن دو تن ساحر بر سر گور پدر و پرسیدن از روان او حقیقت موسیٰ علیہ السلام را

جانا اُن دونون ساحرون کا باپ کی قبر پر اور پوچھنا اُسکی روح سے حقیقت موسیٰ علیہ السلام کی

بعد ازان گفتند ای مادر بیا	گور بابا کو تو ما را رہ نما	بعدہٗ بولے کہ ای مان چلکے تو	گور بابا کی ہمین تبلادے تو
بردشان بر گور او بنمود راہ	پس سہ روزہ داشتند از بہر شاہ	گور تبلائی انھین تو وہ گئے	تین روزے شاہ کی خاطر رکھے
بعد ازان گفتند ای بابا بما	شاہ پیغام فرستاد از وجا	بعدہٗ بولے کہ ای بابا ہمین	شاہ نے پیغام بھیجا رنج مین
کہ دو مرد او را بہ تنگ آوردہ اند	آبرویش پیش لشکر بردہ اند	کر گیا ہی تنگ اُسے دو مردنے	پیش لشکر آبرو لی اُسکی ہے
نیست با ایشان سلاح و لشکری	جز عصا و در عصا شور و شری	لشکر و ہتھیار نہ پاس اُنکے ہے	جز عصا پر وہ عصا آفت رکھے
تو جہان راستان در رفتۂ	گرچہ در صورت بنجا کے خفتۂ	تو گیا سچے جہانِ پاک میں	گرچہ ظاہر مین تو سویا خاک مین
آن اگر سحرست دہ ما را خبر	ور خدائی باشد ای جانِ پدر	وہ اگر ہے سحر دے ہم کو خبر	گر خدا والا ہے ای جانِ پدر
ہم خبر دہ تا کہ ما سجدہ کنیم	خویش را بر کیمیائے برزنیم	بھی خبر دے تا کہ ہم سجدہ کرین	آپ کو اس کیمیا پر ہم کسین
ناامیدانیم اُمیدے رسد	در شبِ دیجور خورشیدی رسد	ہم ہین ناامید امید اک ملے	ہین شبِ ظلمت مین خورشید اک ملے
از ضلال آئیم در راہِ رشد	راندہ گانیم و کرم ما را کشد	گمرہی سے نیک رہ ہمکو ملے	زندہ درہین کرم تا ہمکو ملے

جواب گفتن ساحرِ مُردہ با فرزندان خود

جواب دینا ساحرِ مُردہ کا فرزندون اپنے کو

گفت شان در خواب کای اولادِ من	نیست ممکن ظاہر این را دم زدن	خواب[۲] مین اُسنے کہا کہ ای پسر	کہ نہین سکتا ہون ظاہر یہ خبر
فاش مطلق گفتنم دستور نیست	لیک راز از پیشِ چشمم دور نیست	صاف کہنے کی اجازت نہی مجھے	پر نہ پنہان راز آنکھونسے مرے
یک نشانے وا نمائم با شما	تا شود پیدا شما را این خفا	اک نشانی تمکو تبلاتا ہون مین	تاکہ ظاہر ہو یہ پوشیدہ تمھین
نورِ چشمانم چو آنجا مے روید	از مقامِ خوابِ شان آگہ شوید	نور[۳] دیدہ جاؤ تم وان پر ذرا	اُنکے سونے کی کرو دریافت جا

سلہ بعد ازان الخ اشعر بعدہ کہا کہ ای مادر تو چلکر ہمین باپ کی قبر بتادی انکو قبر بتلائی وہ گئے تو تین روزے بادشاہ کی خاطر رکھے یعنے مولانا تعبیر فرماتے ہین کہ اولیاء اللہ کے مزار سے اسطرح فیض حاصل کرتے ہین بعدہ انھون نے کہا کہ ای پدر ہمکو بادشاہ نے بہ حالت رنج پیغام بھیجا ہی کہ ہمکو دو مردون نے تنگ کیا ہے اور آگے لشکر کے اسکی آبرو گئی ہے اور ہتھیار انکے پاس نہین ہے بجز عصا کے ولیکن عصا آفت رکھتا ہی تو ہمیشہ جہان پاک مین گیا ہی اگرچہ بظاہر مین تو دیا خاک مین ہے وہ اگر سحر ہے تو ہمکو خبر دے اور اگر خدا والا ہے ای جان پدر اس سے بھی ہمکو خبر دے کہ ہم سجدہ کرین اور خود کو اس کیمیا پر کسین ہم ناامید ہین امید ہمکو ملے اور شب ظلمت مین ہین کہ خورشید ایک ملے گمراہی سے راہ نیک ہمکو ملے ہم زندہ درگاہ ہین کہ تا کرم ہمکو ملے یعنے اولیاء اللہ کے مزار سے اسطرح استمداد کر حاصل کرتے ہین فافہم ۱۲ سلہ جواب مین الخ سہ شعر اسنے جواب مین کہا کہ ای پسر مین یہ خبر ظاہر نہین کر سکتا ہون مجھے صاف کہنے کی اجازت نہین ہی ولیکن راز آنکھون سے میری پوشیدہ بھی نہین ہی ایک نشانی بتاتا ہون تاکہ یہ پوشیدہ تمکو ظاہر ہو باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ سلہ نور دیدہ الخ ۶ شعر ای نور دیدہ جب تم اس جگہ جاؤ اسکی خوابگاہ دریافت کرو جسوقت کہ وہ حکیم سوتا ہو اس عصا کو بیخوف تم لے لو اگر وہ چرالو جادوگر ہو تم چارہ نہ دہ کر جانتے ہو اگر تم نے [illegible] وہ خدا والا ہی اور رسول حق و نبی اللہ ہے اگر فرعون شرق تا غرب تک جہان لیوے حق سے ان لینے [illegible] سچا دیا جاوی ای جان پدر اسکو تم رکھو اللہ خوب جانتا ہی آگے [illegible] ۱۲

آنزمان که خفته باشد آن حکیم	آن عصا گیرید و بگذارید بیم	جس گھڑی کہ سوتا ہووے وہ حکیم	اُس عصا کو لیو تم بخوف و بیم
گر بدزدید آن عصا شان ساحرست	چارهٔ ساحر شما را حاضرست	گر چرا لووے عصا ہے جادوگر	جانتے ہو چارۂ ساحر پسر
ورنه بتوانید هان آن ایزدیست	او رسول ذوالجلال و مهتدیست	گر نہ لے سکتے ہو حق والا ہے وہ	اور رسول حق نبی اللہ ہے وہ
گر جهان فرعون گیرد شرق و غرب	سرنگون آید ز حق در کار حرب	شرق سے تا غرب فرعون لے جہان	حق سے عاجز ہووے لڑنے مین یہان
این نشان راست دادم جان باب	بر نویس الله اعلم بالصواب	یہ نشان سچا دیا ای جان باب	لکھ رکھو واللہ اعلم بالصواب
جان بابا چون بخسپد ساحری	سحر و مکرش را نباشد رهبری	جبکہ[1] سو جاتا ہے ساحر اس گھڑی	سحر کرتا ہے نہ اُسکی رہبری
چونکه چوپان خفت گرگ ایمن شود	چونکه خفت آن جهد او ساکن شود	سوئے چرواہا زمان ہو گرگ کو	کیونکہ کوشش سوئے کی بیکار ہو
لیک حیوانی که چوپانش خداست	گرگ را آنجا امید و ره کجاست	پر وہ حیوان جسکا چرواہا خدا	گرگ کا کب ہاتھ اُس جا ہو رسا
جادوی که حق کند حق ست و راست	جادوی خواندن مر آن حق را خطاست	حق کرے جادو تو حق ہے اور روا	جادوگر حق کو ہے بس کہنا خطا
جان بابا این نشان قاطع ست	گر بمیرد نیز حقش رافع ست	یہ نشان روشن ہے ای جان پدر	اگر مرے حق دیوے درجہ بیشتر

تشبیه کردن قرآن مجید را بعصای موسی علیه السلام و وفات مصطفی علیه السلام را تشبیه نمودن بخواب موسی علیه السلام و قاصدان تغییر قرآن را با آن دو ساحر بچه که قصد بردن عصا کرده بودند چون موسی علیه السلام را خفته یافتند

قرآن مجید کو تشبیہ دینا ساتھ عصائے موسی علیہ السلام کے اور وفات مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو تشبیہ دینا ساتھ خواب موسی علیہ السلام کے اور مدعیان تغییر قرآن کو ساتھ ان دو ساحر بچون کے کہ ارادہ لیجانے عصا کا کیا تھا جو موسی علیہ السلام کو سوتا پایا

مصطفی را وعده کرد الطاف حق	گر بمیری تو نمیرد این سبق	حق[2] نے احمد سے کیا اس عہد کو	فوت گر تو ہو نہ قرآن فوت ہو

[1] جبکہ سوجاتا ہے الخ یہ شعر جبکہ سو جاتا ہے اُسدم اُسکا سحر رہبری نہین کرتا ہے آگے اسکی مثال ہے جب چرواہا سو جاتا ہے گرگ کو امن ہوتی ہے کیونکہ خفتہ کی کوشش بیکار ہوتی ہے ولیکن وہ حیوان کہ جسکا پرورندہ خدا ہے تو گرگ کا اُس پر کب پہونچتا ہے اگر حق جادو کرے تو حق ہے اور روا ہے اور جادوگر حق کو کہنا خطا ہے اور نشان روشن ہے اگر مرے حق درجہ بیشتر دیوے یعنے فرق درمیان معجزہ و کرامت و سحر کے یہ ہے معجزہ تصرف ہمت رسول کے خدا کی جانب سے ہے اور نفس الامر مین معجزہ موجود ہے اور کرامت اولیا کے تصرفہ روحانیہ سے ہوتی ہے اور کثرت تصرف ہمت اولیا کا ہوتا ہے اور اگر بغیر تصرف ہمت ولی سے کرامت واقع ہو پس اُس ولی کے علم مین وہ کرامت واقع ہوتی ہوگی اور سحر تصرف قوت نفسانیہ ساتھ سے ہوتا ہے افسون پڑھنے سے اور جو حس ناظرین مین وہ موجود ہے اور اصل مین خلاف واقع ہے چنانچہ آگے اسکی مثال مین قرآن و وفات حضرت رسول مقبول صلعم کا حال فرماتے ہین فافہم ۱۲ [2] حق الخ یہ شعر حق تعالی نے احمد صلعم سے یہ عہد کیا کہ اگر تو فوت ہو تو قرآن فوت نہو معجزہ اور قرآن کا مین حافظ ہون اور بیش و کم قرآن کو نہونے دون دونون عالم مین تیرا نگہبان رہون اور باغی کو دور حدیثون سے کردون اسمین کوئی بیش و کم نہ کرسکے اور نگہبان مجھسے بہتر مت کرے دن بدن تیری رونق زیادہ کردون اور نام تیرا سیم و زر پر کھودون منبر و مسجد تیرے بیٹے کردون اور میرا قہر محبت مین تیرا قہر ہے یعنے رونق تیری شریعت کی قرآن سے کردون باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

من کتاب و معجزت را رافعم / بیش و کم کن را ز قرآن مانعم
من ترا اندر دو عالم حافظم / طاغیان را از حدیثت رافضم
کس تاند بیش و کم کردن درو / تو به از من حافظے دیگر مجو
رونقت را روز افزون می کنم / نام تو بر زر و بر نقره زنم
منبر و محراب سازم بهر تو / در محبت قهر من شد قهر تو
نام تو از ترس پنهان میکنند / چون نماز آرند پنهان میشوند
خفیه میگویند نامت را کنون / خفیه هم بانگ نماز ای ذو فنون
از هراس و ترس کفار لعین / دینت پنهان میشود زیر زمین
من مناره پر کنم آفاق را / کور گردانم دو چشم عاق را
چاکرانت شهرها گیرند جاه / دین تو گیرد ز ماهی تا بماه
تا قیامت باقیش داریم ما / تو مترس از نسخ دین ای مصطفیٰ
ای رسول ما تو جادو نیستی / صادقی هم خرقهٔ موسیستی
هست قرآن مر ترا همچون عصا / کفرها را درکشد چون اژدها
تو اگر در زیر خاکے خفتهٔ / چون عصایش دان تو آنچه گفتهٔ
گرچه باشے خفته در زیر خاک / چون عصا آگه بود آن گفت پاک
قاصدان را بر عصایت دست نے / تو بخسپ ای شه مبارک خفتنے
تن بخفته نور جان در آسمان / بهر پیکار تو زه کرده کمان
فلسفی و آنچه پوزش میکند / قوس نورت تیر دوزش میکند
آنچنان کرد و از آن افزون که گفت / او بخفت و بخت و اقبالش نخفت

معجزہ کا قرآن کے حافظ مین ہون / بیش و کم قرآن مین کرنے نہ دون
دونون عالم مین ترا حافظ رہون / دور باغی کو حدیثون سے کرون
بیش و کم کوئی نہ اُسمین کر سکے / مجھسے بہتر اور نگہبان مت کرے
دن بدن رونق تری بہتر کرون / سیم و زر پر نام تیرا لکھ دون
منبر و مسجد کرون تیرے لئے / قہر میرا حب مین تیرا قہر ہے
ڈر سے[سلہ] خفیہ نام تیرا لیتے ہین / اور نمازین ہو کے مخفی پڑھتے ہین
خفیہ تیری نام کو اب کہتے ہین / خفیہ بس بانگ نماز اب دیتے ہین
کافرونکے ڈر سے جو کہ ہین لعین / دین ترا چھپتا رہے زیر زمین
مین منارہ کردون عالم مین بلند / اور مردود کی کردون راہ بند
تیرے چاکر شہر لین اور عز و جاہ / دین ترا ماہی سے پکڑے تا بماہ
باقی[سلہ] رکھون تا قیامت دین ترا / نسخ دین سے تو نہ ڈر ای مصطفیٰ
ای پیمبر میرے جادو ہے نہ تو / تو ہی صادق خرقۂ موسیٰ ہی تو
اور قرآن ہے ترا مثل عصا / کفر کو کھاتا ہے مثل اژدہا
خاک کے نیچے اگر سوتا ہی تو / چون عصا جان اسکو جو کہتا ہی تو
گرچہ تو سوتا ہے نیچے خاک کے / چون عصا آگاہ تیرا قول ہے
مدعی تیرا عصا کب پا سکے / سو تو ای سلطان اب آرام سے
سویا تن اور نور جان نے چرخ پے / لڑنے والون نے کمان کھینچی ترے
فلسفی اور قول اُسکا جو کہ ہے / تیر مارے اُسکو تیرے نور نے
وہ کیا اُس سے زیادہ کہ کہا / وہ کہ سویا بخت بیدار اُسکا تھا

سلہ ڈر سے الخ ۵ شعر تیرا نام ڈر سے خفیہ لیتے ہین اور مخفی ہو کر نمازین پڑھتے ہین تیرے نام کو خفیہ آپ لیتے ہین اور بانگ نماز خفیہ دیتے ہین ڈر سے کفار لعین کے دین تیرا زیر زمین چھپتا ہے مین عالم مین منارہ مانند بلند کردون اور مردودون کی آنکھ بند کردون تیری چاکر عزت و جاہ اور شہر لین اور ماہ سے ماہی تک دین تیرا روشن ہو باقی حال آگے ہے تا فہم ۱۲ سلہ باقی. نمبر ۹ شعر تا قیامت باقی رکھون دین تیرا تو نسخ دین سے مت ڈر اے مصطفیٰ اے پیغمبر میرے تو جادو نہین ہے تو صادق ہے اور خرقۂ موسیٰ ہے اور قرآن مثل عصا کے تیرا ہے اور کفر کو مثل اژدہا کے کھاتا ہے اگر تو خاک کے نیچے سوتا ہے اسکو مانند عصا کے جان کہ جو حدیث کہتا ہے اگرچہ تو زیر خاک سوتا ہے ولیکن مانند عصا کے تیری حدیثین خبردار ہین تیرا عصا کب مدعی پا سکے تو ای شاہ آرام سے اب سو تن سویا اور جان نے آسمان پر تیرے لڑنے والون پر کمان کھینچی فلسفی اور قول جو اسکا ہے اُسکو تیر مارے تیرے نور نے اس سے زیادہ وہ کیا کہ جو کہا وہ کہ سویا بخت اُسکا بیدار تھا یعنے خداوند عالم نے جو حضرت رسول مقبول صلعم سے اقرار فرمایا تھا بعد رحلت حضور کے اُس سے زیادہ کیا کیونکہ وہ ہمیشہ فرماتے تھے اور اُنکا دل بیدار رہتا تھا آگے باقی حکایت موسیٰ علیہ السلام کی ہے فافہم ۱۲

بقیۂ حکایت موسیٰ علیہ السلام

جان بابا چونکہ ساحر خواب شد — کار او بی رونق و بی آب شد
ہر دو از گورش روان گشتند تفت — تا بمصر از بہر آن پیکار رفت
چون بمصر از بہر آن کار آمدند — طالب موسیٰ و خانۂ او شدند
اتفاق افتاد کان روز ورود — موسیٰ اندر زیر نخلے خفتہ بود
پس نشان دادند شان مردم عیان — کش بنخلستان بجوئید این زمان
آمدند آن ہر دو تا خرمابنان — خفتہ بود او لیک بیدار جہان
بہر نازش بستہ بود او چشم سر — عرش و فرشش جملہ در پیش نظر
ای بسا بیدار چشم خفتہ دل — خود چہ بیند چشم اہل آب و گل
وانکہ دل بیدار دارد چشم سر — گر بخسپد برگشاید صد بصر
گر تو اہل دل نۂ بیدار باش — طالب دل باش در پیکار باش
ور دلت بیدار شد می خسپ خوش — نیست غائب ناظرت از ہفت شش
گفت پیغمبر کہ خسپد چشم من — لیک کی خسپد دلم اندر وسن
شاہ بیدارست حارس خفتہ گیر — جان فدای خفتگان دل بصیر
وصف بیداری دل ای معنوی — در نگنجد در ہزاران مثنوی
چون بدیدندش کہ خفتہ ہست او زان — بہر دزدی عصا کردند ساز
ساحران قصد عصا کردند زود — کز پسش باید شدن آنگہ ربود

باقی حکایت موسیٰ علیہ السلام کی

جبکہ[1] ساحر سو گیا جان پدر — کام بے رونق ہوا اسکا بتر
گور سے اسکی روان دونون ہوئے — مصر تک وہ پہونچے لڑنے کیلئے
مصر کو اس کام کی خاطر گئے — موسیٰ اور گھر کو تھی اسکے ڈھونڈتے
اتفاقاً[2] پہونچے وہ جسدن وہان — موسیٰ نخلستان مین سوتے تھی نہان
بس دیا مردم نے انکو یہ نشان — سوتا نخلستان مین ہے وہ اس زمان
آئے نخلستان مین وہ دونون جوان — سوتا تھا پر تھا وہ بیدار جہان
بند اسکی ناز سے تھی چشم سر — عرش فرش اسکے تھا سب پیش نظر
ہین بہت بیدار چشم و خفتہ دل — دیکھے کیا خود چشم اہل آب و گل
جو کہ دل بیدار رکھے چشم سر — گر ہو خفتہ کھولتا ہے سو بصر
گر تو اہل دل نہین بیدار ہو — دل کا طالب ہو و بس لڑتا رہو
گر ہو[3] دل بیدار سو تو خوب سا — نے چھپا چھ سات سے ناظر ترا
بولے حضرت میری خفتہ چشم ہین — پر نہ خفتہ ہی مرا دل اونگ مین
شاہ بیدار و نگہبان خفتہ ہے — جان فدا اس خفتۂ بیدار پے
دل کی بیداری کا وصف ای معنوی — کب سمائے گر ہون صدہا مثنوی
دیکھا موسیٰ کو کہ ہے سوتا ہوا — چوری کرنا چاہا اسدم وہ عصا
ساحرون نے بس کیا قصد عصا — جا کے ہم پیچھے سے لائین وہ اٹھا

سلہ جبکہ الخ ، شعر جبکہ ساحر سو گیا تو کام بے رونق اسکا ہوا اور بدتر ہوا اسکی گور سے وہ دونون روان ہوئے اس کام کی خاطر مصر کو گئے موسیٰ علیہ السلام اور گھر کو ڈھونڈھتے تھے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اتفاقاً الخ ، شعر اتفاقاً وہ جس دن وہان پہونچے موسیٰ علیہ السلام نخلستان میں سوتے تھے وہ دونون وہین نخلستان مین آئے وہ سوتے تھے ولیکن بیدار جہان تھے چشم سر انکی نیند ناز سے تھی عرش و فرش انکے سب پیش نظر تھا آگے حقائق انکے ہین بہت بیدار چشم و خفتہ دل ہین کیا دیکھے چشم اہل آب و گل کی جو کہ دل بیدار تھے اگر چشم سر خفتہ ہو تو سو بصر کھولتا ہے اگر تو اہل دل نہین ہے بیدار رہو دل کا طالب ہو و لڑتا رہو یعنے اگر تو اہل دل نہین ہے بیداری اختیار کر کہ اس سے بیداری دل حاصل ہو اور نفس سے فائدہ کرتا رہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ اگر ہو الخ ، شعر اگر دل بیدار ہو تو خوب سا سو کہ ناظر تیرا شش جہت مین اور اوصاف سبعہ سے پوشیدہ نہین ہے جناب رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ میری چشم خفتہ ہین ولیکن میرا دل خفتہ نہین ہے غنودگی مین شاہ بیدار اور نگہبان خفتہ ہے جان فدا ہے اس خفتۂ بیدار پر یعنے اگر جان بیدار ہے اور دست و پا خفتہ ہین تو کچھ مضائقہ نہین کیونکہ جان انکی خود محافظ ہے وصف بیداری دل کا اے معنوی کب سمائے اگر صدہا مثنوی ہون آگے رجوع بقصہ ہے موسیٰ کو دیکھا کہ سوتے ہین اسدم اس عصا کو چرانا چاہا ساحرون نے قصد عصا کا کیا کہ ہم پیچھے سے جا کر اٹھا لائین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

اندکے چون پیشتر کردند ساز　　اندر آمد آن عصا در اہتزاز
آنچنان بر خود بلرزید آن عصا　　کان دو بر جا خشک گشتند از وجا
بعد ازان شد اژدہا و حملہ کرد　　ہر دو آن بگریختند و روے زرد
رو درافتادن گرفتند از نہیب　　غلط غلطان منہزم اندر نشیب
پس یقین شان شد کہ ہست از آسمان　　زانکہ مے دیدند حد ساحران
پس ازین رو علم سحر آموختن　　نیست ممنوع و حرام و ممتہن
بعد ازان اطلاق تب شان شد پدید　　کار شان تا نزع و جانکندن رسید
پس فرستادند مردی در زمان　　سوی موسیٰ از برائے عذر آن
کامتحان کردیم ما را کے رسد　　امتحانِ تو اگر نبود حسد
مجرمِ شاہیم ما را عذر خواہ　　اے تو خاص الخاص درگاہِ الٰہ
عفو کرد و در زمان نیکو شدند　　پیش موسیٰ ساجد و تو شدند
در گذرانہ ما کہ ما کردیم بد　　ای ترا الطاف و فضل بعید
گفت موسیٰ عفو کردم اے کرام　　گشت بر دوزخ تن و جان تان حرام
من شما را خود ندیدم اے دو یار　　اعجمی سازید خود را ز اعتذار ہمچنان
آنچنان بیگانہ شکل و آشنا　　در نبرد آئید پیش بادشا
آنچہ باشد مر شما را از فنون　　جمع آرید از برون و از درون
پس زمین را بوسہ دادند و شدند　　انتظار وقت فرصت می بدند

آگے بڑھنے کا ارادہ جو کیا[1]　　بس وہین حرکت مین آیا وہ عصا
اس طرح پر تھرتھرایا وہ عصا　　فق دونون کا وہ چہرہ ہوگیا
بعدہٗ حملہ کیا ہو اژدہا　　دونون بھاگے اور ہر اک بس ڈرا
ڈر کے مارے گر پڑے نہ جا سکے　　اور لڑھکتے بھاگے اندر غار کے
آسمانی ہے یقین ان کو ہوا　　جانتے تھے ساحروں کی انتہا
اس لیے ہے علم جادو سیکھنا　　بس نہ ممنوع اور حرام اور نہ برا
بعدہٗ[2] تپ دست انھین آنے لگے　　کام انکا نزع تک پہونچا تھا لے
بھیجا موسیٰ پاس انھون نے آدمی　　عذر خواہی کے لیئے بس اس گھڑی
امتحان کرنا ہمین لائق نہ تھا　　گو حسد سے ہو نہین کب ہے روا
مجرم شہ ہین ہمارا عذر چاہ　　تو ہے خاص الخاص درگاہِ الٰہ
عفو کرتے ہی وہ بس اچھے ہوئے　　آگے موسیٰ کے وہ سجدہ مین گرے
بخش دے ہمکو کیا ہم نے برا　　تجھپہ ہے الطاف اور فضل خدا
بولا موسیٰ مین نے بخشا ای کرام　　ہوگئی بس تمپہ دوزخ اب حرام
مین نے[3] خود دیکھا نہ تمکو ای دو یار　　عذر سے لاعلم جانو خود کو یار
اس طرح بیگانہ شکل و آشنا　　جنگ مین تم آؤ پیش بادشا
یاد ہون جو کچھ کہ افسون بس تمھین　　ظاہر و باطن سے لاؤ جنگ مین
بس زمین چومی انھون نے اور گئے　　منتظر وہ وقت فرصت کے رہے

[1] آگے الخ یہ شعر جو آگے بڑھنے کا ارادہ کیا کہ وہین عصا حرکت مین آیا اس طرح سے وہ عصا تھرتھرایا کہ ڈر سے دونون کا چہرا فق ہوگیا اس جگہ بعدہٗ حملہ کیا اژدہا ہو کر دونون بھاگے اور ہر ایک پُر خوف ہو، ڈر کے مارے گر پڑے اور نہ جا سکے اور لڑھکتے بھاگے اندر غار کے یقین انکو ہوا کہ یہ آسمانی ہے کیونکہ ساحرون کی انتہا جانتے تھے آگے حقائق ہیں اسواسطے علم سحر سیکھنا ممنوع ہے نہین اور نہ حرام ہے اور برا ہے یعنے علم سیکھنا واسطے بچنے سحر کے ممنوع نہین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

[2] بعدہٗ الخ، شعر بعدہٗ دست و تپ انھین آنے لگے اور کام انکا نزع تک پہونچا موسیٰؑ کے پاس انھون نے آدمی بھیجا عذر خواہی کے لئے اسدم کہ ہمین امتحان کرنا لائق نہ تھا گو حسد سے نہین ہوا کب روا ہے ہم مجرم شاہ ہین عذر ہمارا چاہ تو خاص الخاص درگاہ خدا کا ہے عفو کرتے ہی وہ اچھے ہوگئے اور موسیٰؑ کے رو برو سجدے مین گرے تو ہمکو بخشدے ہمنے برا کیا تجھپر الطاف و فضل خدا کا ہے موسیٰؑ نے کہا کہ مین نے بخشا اے کرام کہ تمپر دوزخ ہوگئی اب حرام باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[3] مین نے الخ یہ شعر مین نے خود تمکو نہ دیکھا اے دونون یار اور عذر سے خود کو تم بھی لاعلم جانو اس طرح بیگانہ شکل و آشنا تم جنگ میں آؤ بادشاہ کے مقابل مین جو کچھ کہ افسون تمھین یاد ہون ظاہر و باطن سے جنگ مین لاؤ پس انھون نے زمین چومی اور گئے اور منتظر وقت فرصت کے رہے باقی قصہ آگے ہے فافہم ۱۲-

جمع آمدن ساحران از مدائن پیش فرعون و تشریف یافتن از وی و دست سینہ زدن در قہر خصم کہ این کار را دفع بر نویسید

جمع ہونا ساحرونکا اطراف سے فرعون کے پاس اور خلعت پانا اور چھاتی ٹھوکنا قہر دشمن مین کہ یہ حاجت روائی ہمپر لکھدے

تا بفرعون آمدند آن ساحران — داد شان تشریفہاے بیکران
وعدہاشان کرد و ہم پیشین بداد — بندگان اسپان نقد و جنس زاد
بعد ازان شان گفت ہان ای سابقان — گر فزون آیید اندر امتحان
بر فشانم بر شما چندین عطا — کہ بدرد پردہ جود و سخا
پس بگفتندش باقبال تو شاہ — غالب آییم و شود کارش تباہ
ما درین فن صفدریم و پہلوان — کس ندارد پاے ما اندر جہان
ذکر موسی بند خاطرہا شدست — کاین حکایتہاست کہ پیشین بدست
ذکر موسی بہر روپوش ست لیک — نور موسی نقد تست ای یار نیک
موسی و فرعون در ہستی تست — باید این دو خصم را در خویش جست
تا قیامت ہست از موسی نتاج — نور دیگر نیست دیگر شد سراج
این سفال و این فتیلہ دیگرست — لیک نورش نیست دیگر زان سرست
گر نظر در شیشہ داری گم شوی — زانکہ در شیشہ است اعداد دوی
ور نظر بر نور داری وارہی — از دوی و اعداد جسم منتہی
از نظرگاہ است ای مغز وجود — اختلاف مومن و گبر و جہود

پاس[1] فرعون کے وہ سب ساحر گئے — بھاری بھاری خلعت انکو بس دیے
اور دیے وعدے بھی پہلے دیئے — کچھ غلام و اسپ و نقد و جنس سے
پھر کہا اُسنے کہ ہان ای سابقان — بڑھ کے نکلوگے جو اندر امتحان
اسقدر تم پر کرونگا میں عطا — کہ پھٹے گا پردۂ جود و سخا
بولے سب اس سے کہ با اقبال شاہ — ہم ہون غالب کام ہو اسکا تباہ
صفدر اس فن مین ہین ہم اور پہلوان — کب مقابل ہو کوئی اندر جہان
ذکر موسی[2] سے بند خاطر ہو گیا — کہ حکایت میں یہ پہلے کہہ چکا
ذکر موسی بہر روپوشے ولے — نور موسی نقد تیرا یار ہے
موسی و فرعون تری ہستی مین ہین — ڈھونڈھ ان دو دشمنونکو آپ مین
یہ نتیجہ حشر تک موسی سے ہے — گو چراغ اب دوسرا نور اک رکھے
یہ چراغ و بتی گر ہے دوسری — دوسرا نور اسکا کب ہے ای اخی
گر نظر شیشہ پہ ہو ہے گمرہی — کیونکہ شیشہ مین ہے اعداد دوئی
گر نظر ہو نور پر تیری چھٹے — تو دوئی اور جسم کے اعداد سے
یہ نظرگہ سے ہے ای روح وجود — اختلاف مومن و گبر و جہود

[1] پاس الخ شعر وہ سب ساحر اِس فرعون کے گئے اور بھاری بھاری خلعت انکو دیئے اور وعدے کئے وہ بھی اول اول کچھ کچھ غلام و اسپ و نقد و جنس انکو دیئے پھر اُسنے کہا کہ اے سابقو جو بڑھ کے نکلوگے امتحان مین اسقدر بخشش تمپر کرونگا کہ جود و سخا کا پردہ پھٹے گا سب نے کہا اُس سے کہ اقبال بادشاہ سے ہم غالب ہون اور کام اسکا تباہ ہو ہم اس فن مین صفدر و پہلوان ہین کب کوئی مقابل جہان مین ہو ذکر موسی سنے دل کو بند کیا کہ حکایت اول مین کہہ چکا ہون یعنے اُن دونون ساحرون کے دل کو محبت موسی عم کی پیدا کر دی کیونکہ پہلی حکایت مین اُنکے رجوع ہونے کا ذکر کر چکا ہون آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲-

[2] ذکر الخ شعر ذکر موسی واسطے روپوشی کے ہے ولیکن نور موسی تیرا نقد یار ہے یعنے نشان ہی پدرا اپنے سے وہ ساحر اور پر نور موسی عم کے دل ایمان لائے یعنے موسی اور فرعون تیری ہستی مین ہین تو خود مین ان دونون دشمنونکو ڈھونڈھ لے یہ نتیجہ حشر تک موسی عم سے ہے گو چراغ دوسرا ہے ولیکن نور ایک رکھتا ہے یہ چراغ و بتی اگر دوسری ہے دوسرا ہو نور اسکا کب ہے اگر شیشہ پر نظر ہو گمراہی ہے کیونکہ شیشہ مین دوئی ہے اگر تیری نظر نور پر ہو تو چھوٹے دوئی اور اعداد جسم سے ای روح وجود یہ نظرگاہ سے اختلاف مومن و گبر و جہود کا ہے یعنے جو صورت کو دیکھتا ہے نظر اُسکی دوئی پر ہے اور جو نور کو دیکھتا ہے وہ دوئی سے چھوٹتا ہے پس یہ اختلاف مذہب نظر صورت پر رکھنے سے ہے چنانچہ حکایت ہاتھی کی آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲-

اختلاف کردن در چگونگی شکل پیل در شب تار

پیل اندر خانۂ تاریک بود	عرضه را آورده بودندش هنود
از برائے دیدنش مردم بسے	اندران ظلمت همی شد هر کسے
دیدنش با چشم چون ممکن نبود	اندران تاریکیش کف می بسود
آن یکے را کف بخرطوم اوفتاد	گفت همچون ناودانستش نهاد
آن یکی را دست بر گوشش رسید	آن برو چون بادبیزن شد پدید
آن یکی بر پشت او بنهاد دست	گفت خود این پیل چون تختی بدست
آن یکی را کف چو بر پایش بسود	گفت شکل پیل دیدم چون عمود
همچنین هر یک بجزوی چون رسید	فهم آن میکرد هر جا مے شنید
از نظرگه گفت شان بد مختلف	آن یکی دالش لقب داد آن الف
در کف هر کس اگر شمعے بُدے	اختلاف از گفت شان بیرون شدے
چشم حس همچون کف دستست و بس	نیست کف را بر همه آن دسترس
چشم دریا دیگرست و کف دگر	کف بهل وز دیدهٔ دریا نگر
جنبش کفها ز دریا روز و شب	کف همی بینے و دریا نے عجب
ما چو کشتیها بهم بر مے زنیم	تیره چشمیم و در آب روشنیم
اے تو در کشتی تن رفته بخواب	آب را دیدی نگر در آب آب
آب را آبی ست کو میراندش	روح را روحی ست کو میخواندش

اختلاف کرنا بیچ کیفیت شکل ہاتھی کے شب تاریک مین

خانۂ تاریک مین اک پیل تھا	لائے تھے ہندو دکھانے کو بھلا
مردم اُسکے دیکھنے کیواسطے	اندر اُس تاریک تر گھر کے گئے
دیکھ سکتے تھے نہ اُسکو آنکھ سے	ہاتھ تاریکی مین اُسپر پھیرتے
جو پڑا ہاتھ ایک کا بس سونڈ پے	بولا اسکا جسم پرنالہ سا ہے
ہاتھ اک کا کان کے اوپر گیا	مثل پنکھا اُسکو وہ ظاہر ہوا
ہاتھ اک کا پیٹھ کے اوپر پڑا	بولا یہ ہاتھی ہے خود اک تخت سا
ہاتھ اک نے پاؤن کے اوپر رکھا	بولا یہ ہاتھی مجھے تھم سا دکھا
اسطرح ہر جزو پہ ہر اک گیا	سوچتا تھا وہ ہی ہر جا سنتا تھا
وہ نظرگہ سے تھے کہتے مختلف	دال نام اک نے رکھا اُسنے الف
شمع گر ہر اک کے ہوتی ہاتھ مین	اختلاف آتا نہ اُنکی بات مین
چشم حس مثل ہتیلی ہے و بس	کب ہتیلی پر ہو سب کو دسترس
چشم دریا اور ہی جھاگ اور ہے	چھوڑ جھاگ اور دیکھ دریا آنکھ سے
رات دن دریا سے حرکت جھاگ کو	جھاگ کو تو دیکھے نے دریا کو تو
ہاتھ پاؤن مارین ہم جون کشتیان	ہم مین اندھے آب روشن مین یہان
کشتی تن مین گیا تو خواب مین	آب دیکھا دیکھ پھر آب آب مین
آب کو ہے آب جو جاری کرے	روح کو ہے روح کہ کھینچے اُسے

سلہ خانۂ تاریک الخ شعر ایک خانۂ تاریک مین ہاتھی تھا اور ہندو واسطے دکھانے کے لائے تھے مردم اسکے دیکھنے کے لئے جو اندر تاریک گھر کے گئے اُسکو آنکھ سے دیکھ نہ سکتے تھے ہاتھ تاریکی مین اسپر پھیرتے تھے جو ایک کا ہاتھ سونڈ پر پڑا کہ اسکا جسم مثل پرنالے کے ہے اور ایک کا ہاتھ کان کے اوپر پڑا اسکو مثل پنکھے کے وہ ظاہر ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ہاتھ الخ شعر ایک کا ہاتھ پاؤن کے اوپر پھیرا کہا کہ مثل تھم کے ہاتھی معلوم ہوا ایک نے ہاتھ پیٹھ کے اوپر رکھا کہا کہ ہاتھی خود ایک تخت کے مانند ہے اسطرح ہر ایک جزو پر ہر ایک گیا سوچتا تھا وہی ہر جا سنتا تھا وہ نظرگاہ کے سبب سے مختلف کہتے تھے ایک نے دال نام رکھا اور دوسرے نے الف رکھا اگر شمع ہر ایک کے ہاتھ مین ہوتی تو اُنکی بات مین اختلاف نہوتا آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ چشم حس الخ شعر چشم حس مانند ہتیلی کے ہے کب سب پر دسترس ہو چشم دریا اور ہے اور جھاگ اور ہے جھاگ کو چھوڑ اور دریا کو دیکھ آنکھ سے رات دن دریا سے جھاگ کو حرکت ہے تو جھاگ کو دیکھتا ہے اور دریا کو نہین دیکھتا ہے ہم ہاتھ پاؤن مارین مانند کشتیون کے ہم اندھے ہین آب روشن مین بیا نیرہ کشتی بدن مین گیا خواب مین آب دیکھا پھر آب کو آب مین دیکھ آب کو آب ہے کہ جاری کرے اُسکو روح کو روح ہے کہ اُسے کھینچے موسیٰ و عیسیٰ اُسوقت کہان تھے کہ آفتاب امکان کے کھیت کو آب دیتا تھا آدم و حوا اُسدم کہان تھے کہ خدا نے یہ کمان چڑھائی تھی یعنے چشم ظاہر مانند کف دست کے ہے کہ سب جسم کو کب دیکھ سکے اسیطرح صورت پرست معنی کو چشم ظاہر سے سب دیکھ سکتے نہین ہیں تو صورت کو چھوڑ اور معنی کو دیکھ کہ صورت مثل جھاگ کے آب معنی سے حرکت رکھتی ہے باقی حال سکا آگے ہے فافہم ۱۲

 حکایت چہارم دفتر سوم بمقام غنا

موسی وعیسی کجا بد کافتاب	کشت موجودات را مید آداب	موسی وعیسی نہ تھے جب آفتاب	کھیت کو اُسکا نہ دیتا تھا وہ آب
آدم وحوا کجا بود آن زمان	کہ خدا افگند این زہ در کمان	آدم وحوا کہان تھے اُس زمان	کہ خدا نے تھی چڑھائی یہ کمان
این سخن ہم ناقص ست و ابتر ست	آن سخن کہ نیست ناقص آن سر ست	[1] یہ سخن ناقص ابتر ہے ولے	جو سخن ناقص نہین اُس جا کا ہے
گر بگویم زان بلغزد پاے تو	ور نگویم ہیچ ازان ای واے تو	گر کہون اُسکو تو لغزش ہو تجھے	گر نہ کچھ اُس سے کہون افسوس ہے
ور بگویم در مثال صورتے	بر ہمان صورت بچسپی ای فتے	گر کہون شکل مثالی مین تجھے	بس اُسی تو شکل پر چپکا رہے
بستہ پائی چون گیا اندر زمین	سر بجنبانے ببادے بایقین	تو زمین مین گھانس سا پابند ہے	سر ہلائے بے یقین کے باد سے
لیک پایت نیست تا نقلے کنی	یا مگر پا را ازین گل بر کنے	پر نہین پانوٗن ترا کہ تو چلے	یا نکال اس پانو کو تو خاک سے
چون کنی پا را حیاتت زین گل ست	این حیاتت را رہائی مشکل ست	کیسے پا نکلے تو زندہ گل سے ہے	زندگی یہ تیری بس مشکل سے ہے
چون حیات از حق بگیری ای روے	پس غنی گردی ز گل در دل روے	زندگی جو حق سے لے تو ہو غنی	گل سے نکلے دلمین جائے ای اخی
شیر خوارہ چون ز دایہ بگسلد	قوت خوارہ شد مراورا مے ہلد	[2] دودھ کا بچہ جو دائی سے چھٹے	کھانا کھائے تو وہ اُسکو چھوڑ دے
بستۂ شیر زمینے چون حبوب	جو فطام خویش از قوت القلوب	مثل دانہ کھائے شیر خاک کو	ڈھونڈھ ترک شیر قوت دل سے تو
قوت حکمت خور کہ شد نور ستیر	ای تو نور بے حجب را ناپذیر	قوت حکمت کھا ہوا روشن ہی نور	نور بے پردہ ہے تو جو کہ دور
تا پذیرا گردی اے جان نور را	تا ببینی بے حجب مستور را	جب کیا تو نے قبول ایجاد نور	تجھ پہ بے پردے کرے مخفی ظہور
چون ستارہ سیر بر گردون کنی	بلکہ بے گردون سفر بیچون کنی	جون ستارہ سیر گردون تو کری	بے فلک بل سیر گردون تو کری
آنچنان کز نیست در ہست آمدی	ہین بگو چون آمدی مست آمدی	اسطرح جو نیست سے ہست آیا تو	کس طرح آیا کہو مست آیا تو
راہہاے آمدن یادت نماند	لیک رمزی با تو بر خواہیم خواند	[3] یاد رہ آنے کی نے تجکو رہی	پر کہونگا رمز اک تجھ سے اخی
ہوش را بگذار آنگہ ہوش دار	گوش را بر بند آنگہ گوش دار	ہوش کو تو چھوڑ اسدم ہوش رکھ	گوش کو کر بند اسدم گوش رکھ

نوٹ

سلہ یہ سخن الخ، شعر یہ سخن ابتر و ناقص ہے ولیکن جو سخن ناقص نہین ہے وہ اُس جا کا ہے اگر اُسکو کہون تو لغزش تجھے ہو اور اگر اُس سے کچھ نہ کہون افسوس ہو اور اگر شکل مثالی مین تجھسے کہون تو اُسی شکل پر چپکا رہے کیونکہ تو زمین مین گھانس کے مانند پابند ہے اور بغیر یقین کے ہوا سے سر ہلاتا ہے لیکن تیرا پانوٗن نہین ہے کہ تو چلے پانوٗن کو نکال خاک سے کیسے پانوٗن نکلے کہ تو زندہ خاک سے تیری زندگی یہ تیری ہے مشکل سے چلے اگر تو زندگی حق سے لیوے غنی ہووے گل سے نکلے اور دل میں جائے یعنے تو پابند وجود نفس ہے۔ اس عالم مین کیونکر راہ چل سکتا ہے اور بغیر اس وجود خاکی کے تو زندہ کب رہ سکتا ہے اگر زندگی تو حق سے حاصل کر غنی ہووے اور گل سے نکل کر مقام دل کو پہونچے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ دودھ الخ، شعر دودھ کا بچہ جو دایہ سے چھوٹے اگر کھانا کھائے تو وہ اسکو چھوڑ دے مثل دایہ کے شیر خاک تو کھائے تو قوت دل سے ترک شیر ڈھونڈھتا ہے قوت حکمت کا کھا کر روشن ہوا ہے نور بے پردہ لئے جو کہ تو دور ہے جبکہ تو نے نور قبول کیا تجھ پر بے پردہ ظہور پوشیدہ کرے مانند ستارے کے تو سیر آسمان کی کرے بلکہ بغیر فلک تو سیر بیچون کی کرے اسطرح جو تو نیست سے ہست ہوا کس طرح آیا یعنے جب تو نے نور حاصل کیا آسمانون پر سیر خدا کی تجکو حاصل ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ یاد الخ، شعر راہ آنے کی تجکو یاد نہین رہی پھر کہونگا ایک امر مین تجھے تو ہوش کو چھوڑ اسدم ہوش رکھ اور گوش کو بند کر اسدم گوش رکھ مین نہین کہتا ابھی تو جان خام ہے بہار مین ہے اور خزان دیکھی آگے مثال ہے یہ بیان مثل درخت کے ہے اور ہم اسپر مانند میوہ نیم خام کے ہین شاخ کو مضبوط پکڑے خام ہے کیونکہ خامی مین لائق محل کی نہین ہے جبکہ پکا و شیرین و کام کا ہوا اسکی شاخ کمزور ہو جدا اسکے جو اس اقبال سے شیرین دہان ہوا آدمی پر ملک جہان سرد ہو یعنے جو دنیا پر مائل ہے وہ ثمر خام ہے اور جو راغب مولا ہوا وہ میوہ پختہ کار کہ ادلے حرکت سے تاک ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

نے نگویم زانکہ تو خامے ہنوز	در بہارے و ندیدستے تموز	مین نہین کہتا کہ ہے تو خام جان	ہے بہار و تم نہین دیکھی خزان
این جہان ہمچون درخت است ای کرام	ما برو چون میوہ ہاے نیم خام	ہے جہان مثل درخت ای نیکنام	آپ سے ہم جون میوہ ہاے نیکنام
سخت گیرد خامہا مر شاخ را	زانکہ در خامے نشاید کاخ را	شاخ کو مضبوط پکڑے خام ہے	کیونکہ خامی مین نہ لائق محل ہے
چون بپخت و گشت شیرین لب گزان	سست گیرد شاخہا را بعد ازان	جبکہ پکا اور ہوا شیرین بکار	شاخ ہو کمزور اُسکی بعد بار
چون ازان اقبال شیرین شد دہان	سرد شد بر آدمی ملک جہان	ہو جو اس اقبال سے شیرین دہان	آدمی پر سرد ہو ملک جہان
سخت گیری و تعصب خامے ست	تا جنینے کار خون آشامی ست	ہے تعصب سخت گیری خام پن	ہین جنین جبتک پیے ہے خون تن
چیز دیگر ماند اما گفتنش	با تو روح القدس گوید بے منش	دوسری چیز اک ہی ہے جان لے	مین نہین روح قدس تجھ سے کہے
نے تو گوئی ہم بگوش خویشتن	نے من و نے غیر من اے ہم تو من	تو نہین کہتا ہے اپنے کان مین	ہم سے بے غیر میرے ای تو مین
ہمچو آن وقتے کہ خواب اندر روے	تو ز پیش خود بہ پیش خود شوی	جس طرح سے خواب مین ای نیکخو	اپنے آگے آپ خود ہوتا ہے تو
بشنوی از خویش و پنداری فلان	با تو اندر خواب گفت ست آن نہان	خود سے سنتا ہے و جانے غیر سے	خواب پوشیدہ مین وہ تجھسے کہے
تو یکی تو نیستی ای خوش رفیق	بلکہ گردونے و دریاے عمیق	تو نہین ہے ایک تو ای خوش رفیق	بلکہ ہے گردون دریائے عمیق
آن توئی زفت ست کان نہصد تو ست	قلزم ست و غرقہ گاہ صد تو ست	وہ تو ہی خود ہے کہ تو سو بنگیا	بحر ہے اور ڈوبنے کی سو کی جا
خود چہ جائی حد بیداری و خواب	دم مزن واللہ اعلم بالصواب	خود ہے وہ کیا جا ہے بیداری و خواب	چپ رہو واللہ اعلم بالصواب
دم مزن تا بشنوی زان مہلقا	الصلا ای پاک بازان الصلا	چپ رہو تا تم سنو اس سے صدا	الصلا ای پاک بازان الصلا
دم مزن تا بشنوی اسرار حال	از زبان بے زبان کہ قم تعال	چپ رہو تا تم سنو اسرار حال	بے زبانی سے کہے کہ قم تعال
دم مزن تا بشنوی ان دم زنان	آنچہ ناید در بیان و در زبان	چپ رہو تا تم سنو اس یار سے	جو زبان و قال سے افزون ہے
دم مزن تا بشنوی زان آفتاب	آنچہ ناید در کتاب و در خطاب	چپ رہو تا تم سنو اس شمس سے	لکھنے اور پڑھنے سے جو کہ دور ہے

سلہ ہے تعصب الخ ۲ شعر تعصب سخت گیری خام پن ہے جبتک جنین ہے خون تن پیتا ہے دوسری ایک اور چیز رہی مین نہین ہون روح القدس تجھسے کہے یعنی حضرت رسول مقبول صلعم تجھ سے کہہ دینگے تو اپنے کان مین نہین کہتا ہے ہے میرے و بغیر میرے اسنے تو تو مین ہون آگے اسکی مثال ہے جس طرح خواب مین اپنے آگے تو خود ہوتا ہے تو خود سے سنتا ہے و غیر سے جانتا ہے خواب مین جو تجھ سے پوشیدہ کہے تو ایک نہین ہے بلکہ گردون و دریا تجھ مین ہین کیونکہ جو چیز تجکو خواب مین مشاہدہ ہوتی وہ تو ہی ہے اور جس سے تو باتین کرتا ہے وہ تیری صورت ہے دوسرا نہین ہے چنانچہ جبرئیل علم کو وحی لاتے تھے وہ حقیقت میں جبرائیل ایک قوت رسل سے تھے کہ عالم مثال مین متصور ہو کر رسول کو دکھائی دیتی تھی پس رسول خود سے مستفیض ہوتے نہ غیر سے اسی طرح ملک الموت بھی ہر ایک قوت میت سے ہے کہ وہ صورت اسکو دکھتی ہے اور اسیطرح منکر نکیر بھی قبر مین دکھتے ہین بقول بحر العلوم باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ وہ الخ ۶ شعر وہ خود تو ہی ہے کہ تو سو بنا بحر ہے اور سوئے ڈوبنے کی جا ہے وہ خود ہے کیا جگہ بیداری و خواب کی چپ رہو اللہ خوب جانتا ہے تم چپ رہو تا اس سے صدا سنو کہ اے پاکبازو آؤ چپ رہو تم اسرار حال سنو بے زبانی سے کہے کہ اٹھو آؤ چپ رہو تا تم اس یار سے سنو جو زبان و قال سے زیادہ ہے چپ رہو تم اس شمس سے سنو جو کہ لکھنے و پڑھنے سے دور ہے چپ رہو تا تجھ سے جان کہے نوح کی کشتی مین بیٹھ چھوڑو مثل کنعان کے کہ وہ پسر نوح تھا کہ مین کشتی نوح کی نہین چاہتا ہے وہ خود پیراک ہے خاموشی اختیار کرو کہ آواز یار کی تمھین مشتاقی دے کہ لکھنے دیکھنے مین وہ نہین آسکتا ہے اور اپنی کوشش کو چھوڑو کہ بے تائید حق وہ کچھ نفع پذیر نہین ہے جیسے کنعان کی کوشش سے کچھ نہ ہوا آگے قصہ نوح کا مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

دم مزن تا دم زند بهر تو روح	آشنا بگذار در کشتی نوح	چپ رہو تا جان کہے تجھسے بھلا	نوح کی کشتی مین چھوڑو پیرنا
همچو کنعان کاشنای کرد او	که نخواهم کشتی نوح عدو	مثل کنعان کے کروہ تھا پیرنا	نہ کشتی نوح کی مین چاہتا

دعوت کردن نوح علیه السلام پسر او را سر کشیدن او که بر سر کوه روم و چاره کنم و منت تو نه کشم

دعوت کرنا نوح علیہ السلام کا بیٹے کو اور انکار کرنا اسکا کہ مین پہاڑ پر جا کر اسکا بند و بست کرتا ہون اور تیرا احسان نہین لیتا

هین بیا در کشتی بابا نشین	تا نگردی غرق طوفان ای مهین	کشتی بابا مین آکر بیٹھ تو[1]	تا نہووے غرق طوفان تندخو
گفت نی من آشنا آموختم	من بجز شمع تو شمع افروختم	بولا نے سیکھا مین نے پیرنا	شمع روشن کی تری شمع سوا
هین مکن کاین موج طوفان بلاست	دست و پای آشنا امروز لاست	مت کری یہ موج طوفان ہی بلا	پیرنے والے کے دست و پا ہین لا
باد قهرست و بلای شمع کش	جز که شمع حق نمی پاید خمش	ہے ہوا قہر و بلا کی شمع کش	شمع حق کے بس سوا باقی خمش
گفت نی رفتم بران کوه بلند	عاصمست آن که مرا از هر گزند	بولا جاتا ہون بلند اک کوہ پر[2]	کہ مرا عاصم ہے وہ بس سر بسر
هین مکن که کوه کاهست این زمان	جز حبیب خویش را ندهد امان	مت کری کہ کوہ کہ ہی اس زمان	جز حبیب اپنے نہ دیوی وہ امان
گفت من کی پند تو بشنوده ام	که طمع کردی که من زین دوده ام	بولا مین تیری نصیحت کب سنون	طمع مت کر اہل سے تیرے ہون
خوش نیاید گفت تو هرگز مرا	من بری ام با تو در هر دو سرا	خوش نہین آتا مجھے کہنا ترا	دو جہا نین تجھسے بس ہون مین جدا
هین مکن بابا که روز ناز نیست	مر خدا را خویشی و انباز نیست	مت کرے بابا نہ دن ہی ناز کا	نے خدا کا ہے شریک و اقربا
تا کنون کردی و این دم نازکیست	اندرین درگاه گیرا ناز کیست	بس کیا اب تک یہ نازک وقت ہی	ناز اس درگہ مین نہ کوئی کرے
لم یلد لم یولدست او از قدم	نی پدر دارد نه فرزند و نه عم	لم یلد لم یولد آیا وہ قدیم[3]	باپ رکھتا ہی نہ بیٹا وہ کریم
ناز فرزندان کجا خواهد کشید	ناز بابایان کجا خواهد شنید	ناز بیٹوں کا اٹھائیگا وہ کب	ناز بابا کا سنے گا وہ تو کب
نیستم مولود پیرا کم بناز	نیستم والد جوانا کم بناز	ناز کم کر بابا مین بیٹا نہین	ناز کم کر اے جوان بابا نہین

[1] کشتی الخ یہ شعر بابا کی کشتی مین تو آکر بیٹھ تا غرق طوفان نہووے ای تندخو کہا کہ تین نہین مین پیرنا سیکھا ہون اور تیری شمع سے سوا شمع روشن کی ہے۔ نوح عم نے کہا کہ مت انکار کر کہ یہ موج طوفان بلا ہے اور پیرنے والے کے دست و پا فنا ہین قہر و بلا کی ہوا شمع کش ہے اور خدا کی شمع کے سوا باقی خاموش ہین آگے جواب کنعان کا ہے فافہم ۱۲ [2] بولا الخ یہ شعر کہا کہ بلند ایک کوہ پر جاتا ہون کہ وہ میرا نگہبان ہے بالکل نوح عم نے کہا کہ تو انکار مت کر کوہ کاہ ہے اسوقت سوا اپنے دوست کے وہ امن نہ دیوے کہا کہ مین تیری نصیحت کب سنون تو طمع مت کر مین تیری اہل سے نہین ہون مجھے تیرا کہنا خوش نہین آتا دونون جہان مین مین تجھسے جدا ہون نوح علیہ السلام نے کہا کہ ای پسر ناز کا دن نہین ہے خدا کا شریک و اقربا کوئی نہین ہے پس ابتک کیا یہ نازک وقت ہے اس درگاہ مین نہ کوئی ناز کرے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ [3] لم یلد الخ یہ شعر وہ قدیم لم یلد و لم یولد ہے باپ و بیٹا وہ کریم نہین رکھتا ہے وہ کب ناز بیٹوں کا اٹھائیگا اور ناز بابا کا وہ کب سنیگا ناز کم کر ای جوان میں بابا نہین ہون مین شوہر نہین ہون نہ شہوت رکھتا ہون ای خانم ناز کو چھوڑ مین کہتا ہون سوا خضوع اور بندگی اور اضطرار کے اس درگاہ مین اعتبار نہین رکھتا ہے یعنے درگاہ حق مین بجز عجز و نیاز کے اعتبار نہین ہے تو اسپر ناز مت کر آگے رجوع بقصہ ہے۔ کنعان نے کہا کہ اے بابا تو نے یہ برسون کہا اب تو جہل سے پھر گیا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

نیستم شوہر نہ من شہوتے	نازرا بگذار اینجا اے ستے	نہ مین شوہر ہون نہ شہوت کو رکھون	چھوڑ خانم ناز کو کہتا مین ہون
جز خضوع و بندگی و اضطرار	اندرین حضرت ندارد اعتبار	جز خضوع اور بندگی اور اضطرار	رکھے اس درگاہ مین نہ اعتبار
گفت بابا سالہا این گفتۂ	باز میگوئی بجہل آشفتۂ	بولا بابا برسون یہ تو نے کہا	پھر تو کہتا جہل سے ہی اب بھلا
چند از ینہا گفتۂ با ہر کسے	تا جواب سرد بشنودے بسے	یہ [1] بہت تو نے کہا ہر ایک سے	اور جواب سرد بس تو نے سُنے
این دم سرد تو در گوشم نرفت	خاصہ اکنون کہ شدم دانا و زفت	سرد دم تیرا یہ کب مین نے سُنا	خاصکر اب کہ ہوا ہون مین بڑا
گفت بابا چہ زیان دارد اگر	بشنوی یک بار تو پند پدر	بولا بابا کیا کرے نقصان اگر	ایک باری سُن لے تو پند پدر
ہمچنین میگفت او پند لطیف	ہمچنین میگفت او دفع عنیف	ایسی ہی کرتا تھا اُسکو پند وہ	ایسا ہی دیتا جواب تند وہ
نے پدر از نصح کنعان سیر شد	نے دمی در گوش آن ادبیر شد	پند کنعان سے نہ ساکن تھا پدر	تھا نہ اکدم کان مین اسکے اثر
اندرین گفتن بدند و موج تیز	بر سر کنعان زد و شد ریز ریز	تھے انھین باتون مین آئی موج تیز	کر دیا کنعان کو اُسنے ریز ریز
نوح گفت اے بادشاہ بردبار	مر مرا خر مرد و سیلت برد بار	نوح [2] بولا کہ اے شاہ بردبار	خر کو مارا لے گئی سیل اُسکا بار
وعدہ کردے مر مرا تو بارہا	کہ بیابد اہلت از طوفان رہا	مجھسے وعدہ تھا یہ تیرا بارہا	اہل تیری ہووین طوفان سے رہا
دل نہادم بر اُمیدت اے سلیم	پس چرا بربود سیل از من گلیم	مطمئن تھا مین تری اُمید پے	سیل نے کملی مری لی کس لیے
گفت او از اہل و خویشانت نبود	خود ندیدی تو سفیدی از کبود	بولا تیرے اہل سے بس وہ نہ تھا	دیکھائی تونے سفیدی سے سیاہ
چونکہ دندان ترا کرم اوفتاد	نیست دندان برکنش ای اوستاد	دانت مین تیرے جو ہو کیڑا لگا	دانت وہ کب ہی تو کر اُسکو جدا
تا کہ باقی تن نگردد زار ازو	گرچہ بود آن نیز شو بیزار ازو	تا نہ اس سے باقی تن بیمار ہو	ملک ہو وہ تو بھی تو بیزار ہو
گفت بیزارم ز غیر ذات تو	غیر نبود آنکہ او شد مات تو	بولا ہون بیزار تیرے غیر سے	غیر کب ہو جو کہ تجھ مین بات ہو
تو ہمی دانی کہ چونم با تو من	بیست چندانم کہ با باران چمن	جانتا [3] ہی تو مین کیسا تجھسے ہون	بیس حصہ ہون چمن مین مین فزون
زندہ از تو شاد از تو عائلے	مغتذی بی واسطہ بی حائلے	شاد و زندہ تجھسے ہون محتاج ہون	اور غذا بیواسطہ مین تجھسے لون

[1] یہ بہت الخ۔ شعر یہ تونے ہر ایک سے بہت کہا اور جواب سرد بس تو نے سُنے یہ سرد دم تیرا کب مین نے سُنا خاص کر اب مین جوان ہوا ہون نوح عم نے کہا کہ ای بابا کیا نقصان کرے اگر ایک بار تو پند پدر سُن لے اسی طرح وہ پند اُسکو کرتا تھا اور ایسے ہی وہ جواب تند دیتا تھا پند کنعان سے پدر ساکن نہ تھا ورنہ اکیدم کام مین اُسکے اثر تھا انھین باتون مین تھے کہ موج تیز آئی اور کنعان کو زیر و زبر کر دیا باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲

[2] نوح بولا الخ۔ شعر نوح عم نے کہا کہ ای بادشاہ بُردبار خر کو مارا اور سیل اُسکا بارے گیا یہ تیرا بارہا مجھ سے وعدہ تھا کہ اہل تیرے طوفان سے رہا ہووین مین تیری اُمید پر مطمئن تھا میری کملی سیل نے کس واسطے لی آگے قول حق تعالی ہی کہا کہ وہ تیرے اہل سے نہ تھا تو نے نہین دیکھا سفیدی سے سیاہ کو آگے مثال ہے جو ایک کیڑا تیرے دانت مین لگے وہ دانت کب ہے تو اُسکو جدا کر تا کہ اس سے باقی تن بیمار نہو اگرچہ ملک ہی ہو تو اس سے بیزار ہو کہا کہ مین بیزار ہون تیرے غیر سے غیر کب ہے جو کہ تجھ مین بات ہو یعنی جو تجھ مین فنا ہے وہ تیرا غیر نہین ہے باقی حقائق آگے ہین فافہم ۱۲

[3] جانتا ہی الخ۔ شعر تو جانتا ہی کہ مین تجھ سے کیسا ہون بیس حصہ مین چمن سے سوا ہون مین شاد و زندہ تجھ سے ہون اور محتاج ہون اور غذا بے واسطہ تجھ سے لیتا ہون نہ متصل و نہ منفصل نہ یہ کمال اور اعتدال سے محبت یعنی ان تینون درجہ سے مین ہوا ہون کہ جدا نہین ہون ہم تجلی ہین و تو دریائے صفات ہے اور تیرے لطف سے ہم زندہ ہین فی فکر کی تو بغل مین آسکتا ہی اور نہ ساتھ اہل علت کے تو علت سے ہے تو قبل طوفان اور بعد طوفان میرا مخاطب رہا جب مین تجھ سے کہتا اُسنے نہین کہتا تھا سخن کہ کہتے تو تونے اُسے بخشا ہی سخن دینے مین و تو ایک ہین کہ جُدا نہین ہی کیونکہ مین تجھ مین فنا ہون آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲-

متصل نے منفصل نے ای کمال | بلکه بیچون وچگون و اعتدال
ماهیانیم و تو دریاے حیات | زنده ایم از لطفت ای نیکو صفات
تو نه گنجی در کنار فکرتے | نے تو معلولے قرین با علتے
پیش ازین طوفان و بعد این مرا | تو مخاطب بوده در ماجرا
با تو میگفتم نه با ایشان سخن | ای سخن بخش نو و آن کهن
نے که عاشق روز و شب گوید سخن | گاه با اطلال و گاهی با دمن
روی در اطلال کرده داما | او کرا میگوید این مدحت کرا
شکر طوفان را کنون بگماشتے | واسطه اطلال را برداشتے
زانکه اطلال لئیم و بد بدند | نے ندائی نے صدائی میزدند
من چنان اطلال خواهم در خطاب | کز صدا چون کوه واگوید جواب
تا مثنی بشنوم من نام تو | عاشقم بر نام جان آرام تو
هر نبی زان دوست دارد کوه را | تا مثنی بشنود نام ترا
آن که پست مثال سنگلاخ | موش را شاید نه ما را در مناخ
من بگویم او نگردد یار من | بے صدا ماند دم گفتار من
با زمین آن به که هموارش کنی | نیست همدم با قدم یارش کنی
گفت ای نوح ار تو خواهی جمله را | حشر گردانم بر آرم از ثری
بهر کنعانے دل تو نشکنم | لیکت از احوال وا آگه کنم
گفت نی نی راضیم که تو مرا | هم کنی غرقه اگر باید ترا

متصل نے منفصل نے یہ کمال | اعتدالی سی بھی ہی بے قیل وقال
ہم ہین مچھلی تو ہی دریای حیات | لطف سی ہم زندہ ای نیکو صفات
نی بغل مین فکر کی تو آسکے | اہل علت کی نہ ساتھ علت سی ہی
قبل طوفان اور بعد اسکے مرا | تو مخاطب ماجرا مین بس رہا
تجھسے کہتا تھا نہ مین اُنسے سخن | کہنہ اور نوای تو بخشے ہے سخن
نی کہ[1] عاشق راتدن باتین کری | گہ کھنڈرا اور گاہ بستی سے کرے
منہ کھنڈر کی سمت کرکے ظاہرا | وہ کہے کس سے یہ ہی کس کی ثنا
شکر طوفان کا کہ اب قائم کیا | واسطہ کھنڈرون کا دفع کر دیا
کیونکہ بد تہی یہ کھنڈرا اور بس بُرے | نی صدا اور نی ندا دیتے تھے وے
وہ کھنڈر چہتا ہون مین وقت خطاب | کہ صدا سے مثل کوہ دیوی جواب
تادوبارہ نام تیرا مین سُنون | نام پر تیری مین عاشق زار ہون
دو[2]ست رکھتا ہر نبی کو اس لیے | تادوبارہ نام تیرا وہ سُنے
کوہ چھوٹے جو مثال سنگ ہین | چاہئے چوہو نکو وہ اور نی ہمین
مین کہون نے یار ہو وہ میرا | وقت کہنے کی وہ ہووے بے صدا
کر زمین کے بس برابر تو اسے | اور کر پامال کب ہمدم وہ ہے
بولا ای نوح گر تو چاہی سب کو مین | حشر کرکے خاک سے لاؤن ابھین
نی تجھے دون رنج کنعان کے لیے | پر کرون حال اُسکے سی آگہ تجھے
بولا نی نی راضی اب ہون کہ مجھے | غرق کردی ہو اگر خواہش تجھے

[1] نے کہ عاشق الخ، شعر نے کہ عاشق رات دن باتین کرتا ہی کبھی کھنڈرا اور کبھی بستی سے کرتا ہی یعنے کبھی وجود غافل و کبھی دل بیدار سے باتین کرتا ہی منہ کھنڈر کی سمت کرکے ظاہر وہ کس سے کہے اور یہ کس کی ثنا ہے طوفان کا شکر ہے کہ اب قائم کیا اور واسطہ کھنڈرون کا دفع کر دیا کیونکہ یہ کھنڈر بد تھے اور بُرے کہ نہ صدا نہ ندا دیتے تھے مین وہ کھنڈر چاہتا ہون کہ وقت خطاب کے صدا سے جواب دیوے مثل کوہ کے تاکہ نام تیرا مین دوبارہ سُنون کیونکہ تیرے نام پر عاشق زار ہون یعنے طالب صادق ہون مین چاہتا ہون کہ وہ تیرا نام لے اور مین اُس سے تیرا نام سُنون آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

[2] دوست رکھتا الخ، شعر اس لئے ہر نبی دوست رکھتا ہے کوہ کو کہ تا وہ دوبارہ نام تیرا سُنے چھوٹے پہاڑ کہ جو مثل سنگ کے ہین وہ چوہون کو چاہیئے یعنی وہ وجود بے معنی فلان فلان دُنیا کو لائق ہین کہ وہ گھر مٹی کا بناتے ہین یعنی نہین رکھتے ہین مین کہون اور وہ میرا یار نہووے اور وقت کہنے کے وہ بے صدا ہووے تو زمین کے برابر اُسے کر اور پامال کر کہ وہ ہمدم کب ہے حق نے کہا کہ اے نوح اگر تو چاہے مین حشر کرکے اُن کو خاک سے لاؤن تجکو رنج کنعان کے لئے نہ دون و لیکن حال اسکے سے تجھے آگاہ کرون کہا نہین نہین اب راضی ہون کہ مجھے غرق کردے اگر خواہش تجھے ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

ہر زمانم غرقہ می کن من خوشم — حکم تو جان ست چون جان میکنم
ننگرم کس را و گر ہم بنگرم — او بہانہ باشد و تو منظرم
عاشق صنع توام در شکر و صبر — عاشق مصنوع کی باشم چو گبر
عاشق صنع خدا با فر بود — عاشق مصنوع او کافر بود
درمیان این دو فرق بس خفی ست — خود شناسد آنکہ وریت صفی ست

ہر گھڑی کر غرق مجکو خوش ہین ہم — حکم تیرا جان ہی کیون میں جان دون
نہ کسیکو دیکھون اور دیکھون اگر — وہ بہانہ تو مرا مدِ نظر
عاشق صنعت ہون شکر و صبر میں — عاشق مصنوع نہیں جون گبر میں
عاشق صنع خدا با فر ہو بس — عاشق مصنوع اک کافر ہو بس
درمیان اُن دو کی فرق ہی اک خفی — جانے وہ جسکو صفا ہی دید کی

توفیق میان این حدیث کہ الرضا بالکفر کفر و حدیث دیگر کہ من لم یرض بقضائی و لم یصبر علی بلائی فلیطلب ربا سوائی

موافقت کرنا درمیان اُن دو حدیث کی کہ الرضا بالکفر کفر اور حدیث دوسری کی من لم یرض بقضائی و لم یصبر علی بلائی فلیطلب ربا سوائی

دی سوالے کرد سائل مر مرا — زانکہ عاشق بود او بر ماجرا
گفت نکتۂ الرضا بالکفر کفر — این پیمبر گفت و گفتِ اوست مُہر
باز فرمود او کہ اندر ہر قضا — مر مسلمان را رضا باید رضا
نی قضای حق بود کفر و نفاق — گر بدین راضی شوم باشد شقاق
ور نیم راضی بود آن ہم زیان — پس چہ چارہ باشدم اندر میان
گفتمش این کفر مقضی نی قضاست — ہست آثار قضا این کفر راست
پس قضا را خواجہ از مقضی بدان — تا شکالت حل شود اندر جہان

مجھسے سائل نے سوال اک کل کیا — کیونکہ وہ عاشق تھا اپنی بحث کا
بولا نکتہ الرضا بالکفر کفر — یہ پیمبر نے کہا قول اُنکا مہر
پھر کہا اُسنے کہ اندر ہر قضا — چاہیے از بس مسلمان کو رضا
نی نفاق و کفر ہے حق کی قضا — اسپہ گر راضی ہوا کافر ہوا
گر نہ راضی ہون تو وہ بھی ہی زیان — کیا کرون میں اب علاج اس درمیان
بولا اُس سے کفر مقضی نے قضا — کفر ہے یہ ایک آثارِ قضا
پس قضا کو خواجہ تو مقضی سے جان — حل ہو مشکل تا تری اندر جہان

سلہ ہر گھڑی الخ ۵ شعر ہر گھڑی مجکو غرق کر مین خوش ہون حکم تیرا جان ہے مین جان کیون دون یعنی جان امر ربی ہے پس امر مسترد نہ کرنا چاہیے نہ کسی کو دیکھون اور اگر دیکھون وہ بہانہ ہی اور تو میرا مدنظر ہے میں عاشق صنعت ہون شکر و صبر مین اور عاشق مصنوع مثل گبر کے نہیں ہون کیونکہ عاشق صنع خدا اہل فر ہوتا ہی اور عاشق مصنوع کافر ہوتا ہی درمیان ان دونون کے ایک فرق پوشیدہ ہے مگر وہ جانے کہ جسکو صفائی دید کی ہے یعنے عاشق صنعت مومن اور عاشق مصنوع کافر ہے کیونکہ مصنوع سے صانع کو دیکھنا بت پرستی ہے چنانچہ اسکی مثال ہیں دو حدیث نبوی آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سلہ مجھسے الخ ۵ شعر ایک سائل نے مجھ سے سوال کل کیا کیونکہ وہ عاشق اپنی بحث کا تھا ایک نکتہ کہا ترجمہ راضی ہونا اوپر کفر کے کفر ہے یہ پیغمبر صلعم نے فرمایا قول حضور کا اور پھر آپنے کہا کہ ہر قضا مین مسلمان کو چاہیے راضی ہونا نفاق و کفر نہیں حق کی قضا اگر اسپر راضی ہوا کافر ہوا اگر راضی نہوؤن تو وہ بھی نقصان ہے اب کیا علاج اس کے درمیان کرون یعنی بموجب حدیث کے راضی ہونا کفر پہ کفر ہے اور دوسری حدیث مین ہے کہ ہر قضا مین مسلمان کو راضی ہونا چاہیے پس قضائے کفر پر کیونکر راضی ہو چنانچہ اسکا جواب آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا اس سے الخ ۹ شعر اس سے کہا کہ کفر مقضی ہے قضا نہیں ہے اور یہ کفر ایک آثار قضا ہے پس قضا کو اسے خواجہ تو مقضی سے جان تا مشکل تیری حل ہو جان مین مین کفر پر راضی ہون جو ساتھ قضا کے ہو اور ہمارے کفر کے مانند نہو یعنے مقضی قضا ہونی شی کو کہتے ہین پس کفر مقضی قضا نہیں ہے اس صورت مین قضا پر راضی ہونا چاہیے جو کفر قضا سے ہو وہ کفر کب ہے حق کو تو کافر مت کہہ اس جگہ کفر جہل ہے اور قضائے کفر علم ہے دونون ایک کب ہون آخر خشم و حلم آگے مثال ہے زشتی خط کی زشتی نقاش نہیں ہے بلکہ وہ زشتی اُس سے ظاہر کرے نقاش کو طاقت ہوتی ہے کہ وہ زشت کو نیک کر سکتا ہے اگر اچھی طرح اس بحث کو کھو ہون تا سوال و جواب زیادہ ہون مجھ سے ذوق نکتۂ عشق کا جاتا ہی اور نقش خدمت دوسرا نقش جاتا ہے یعنے نقش کی برائی نقاش کو برا نہیں کرتی ہی کیونکہ نقاش نقش بھلا و برا دونون کرتا ہی اسواسطے برائی اپنے ذمہ ہی اور نیکی خدا کی طرف ہے پس بحث نہ کرنا چاہیے آگے عدم بحث کی مثال کا بیان ہی فافہم

راضیم بر کفر زان رو که قضاست	نی ازان رو که نزاع کفر ماست
کفر از روی قضا خود کفر نیست	حق را کافر مخوان اینجا بایست
کفر جہل ست و قضائی کفر علم	ہر دو یک کی باشد آخر علم و حلم
زشتی خط زشتی نقاش نیست	بلکہ از وی زشت را بنمود نیست
قوت نقاش باشد آنکہ او	ہم تواند زشت کردن ہم نکو
گر کشایم بحث این را من بساز	تا سوال و تا جواب آید دراز
ذوق نکتہ عشق از من میرود	نقش خدمت نقش دیگر میشود

کفر پر راضی ہون جو ہو با قضا	اور نہ ہووے ہمارا کفر سا
جو قضا سے کفر ہو کب کفر ہے	حق کو کافر مت کہو اسجا پہ بے
کفر جہل اور ہے قضائی کفر علم	دونون کب ہون یک آخر خشم و حلم
خط کی زشتی زشتی نقاش نے	بلکہ زشتی اُس سے وہ ظاہر کرے
ہوتی ہے نقاش کو طاقت کہ دو	زشت کو بھی کر سکے اور نیک کو
کھولون گر اچھی طرح اس بحث کو	تا سوالات و جواب از بسکہ ہو
مجھسے جانا ذوق نکتہ عشق کا	نقش خدمت نقش بنتا دوسرا

در بیان آنکہ حیرت مانع بحث و فکر ست

بیان مین اسکے کہ حیرت مانع بحث و فکر کی ہے

آن یکی مرد دو مو آمد شتاب	پیش یک آئینہ دار مستطاب
گفت از ریشم سفیدی کن جدا	کہ عروس نو گزیدم اے فتا
ریش او ببرید و کل پیشش نہاد	گفت تو بگزین چون مرا کاری فتاد
این سوال و این جواب است ای گزین	کہ سر اینہا ندارد مرد دین
این یکے زد سیلئے مر زید را	حملہ کرد او ہم برائے کید را
گفت سیلی زن سوالے میکنم	پس جوابم گوی و آنگہ می زنم
بر قفای تو زدم آمد طراق	یک سوالی دارم اینجا در وفاق
این سوال از تو ہمی پرسم بگو	حل کن اشکال مرا اے نیک خو
این طراق از دست من بودست یا	از قفا گاہ تو اے فخر کیا
گفت از درد این فراغت نیستم	کہ درین فکر و تامل بیستم
تو کہ بے دردی ہمی اندیش این	نیست صاحب درد را این فکر ہین

مرد کھچڑی ریش کا آیا شتاب	پاس اک حجام کے با اضطراب
بولا داڑھی سے سفیدی کر جدا	کہ نئی عورت کو مین نے ہے کیا
داڑھی اُسکی کل کتر آگے رکھی	کہ تو بینا کر ہے مجکو کام اخی
یہ سوال اور یہ جواب اب کر یقین	کہ خیال اسکا نہ رکھے مرد دین
مارا تھپڑ ایک نے بس زید کے	حملہ اُسنے بھی کیا بس مکر سے
بولا تھپڑ مارا تو پہلے مجھے	دے جواب اسکا کہ مارا کس لیئے
مارا گردن پر صدا آئی تڑاق	ہے سوال اک مجکو یان از رہ وفاق
تجھسے میرا یہ سوال اب تو بتا	کر مری مشکل کو حل اے دلربا
ہاتھ سے میرے تڑاق آواز کا	یا کہ گردن سے تری پیدا ہوا
بولا اس درد سے فرصت مجھے	کہ گردن مین فکر اب اس بات کی
تو ہے بے درد اور تجھے یہ فکر ہے	فکر اہل درد یہ بس کب رکھے

سلہ مرد کھچڑی ریش الخ ۱۱ شعر ایک مرد کھچڑی ڈاڑھی کا جلد آیا حجام کے پاس بیقرار ہوکر کہاکہ سفید بال ڈاڑھی سے جدا کردے کہ مین نے نئی عورت کو کیا ہے اُسنے ڈاڑھی کل کترکے آگے رکھی کہ تو بینا کر مجھے کام ہے آگے حقائق ہین - یہ سوال و یہ جواب اب یقین کر کہ خیال اسکا مرد دین نہ رکھے آگے اسکے مثال ہے - ایک نے تھپڑ مارا زید کے اُسنے بھی حملہ کیا مکر سے زید سے کہاکہ ایک سوال ہے مجکو تو جواب دے کہ کس لیئے مارا گردن پر صدا تڑاق کی آئی مجکو بیان ایک سوال از راہ محبت کے تجھسے ہے میرا یہ سوال اب بتا تو کہ میری مشکل حل ہووے میرے ہاتھ سے تڑاق کا آواز تھا یا تیری گردن سے پیدا ہوا کہا کہ اس درد سے مجکو فرصت نہین ہے کہ مین فکر اس بات سے کرون تو بے درد ہے اور مجکو فکر ہے اور یہ فکر اہل درد کب رکھتا ہے یعنے اہل حیرت بحث و فکر سے بیزار ہوتے ہیں کہ وہ مشاہدہ حق مین غرق رہتے ہین اور جو بحث کرتے ہین وہ محجوب ہین کہ انکو شغل یار کا نہین ہے آگے حقائق اسکے ہین فافہم ۱۲

دردمندان را نباشد فکر غیر　　خواہ در مسجد برو خواہی بدیر
غفلت و بیدردیت فکر آورد　　در خیالت نکتۂ بکر آورد
جز غم دین نیست صاحب درد را　　می شناسد مرد را او گرد را
حکم حق را بر سر و رو می نہد　　حفظ فکر خویش یکسو می نہد

دردمندونکو[1] نہووے فکر غیر　　خواہ مسجد مین ہو خواہ ہی ہو بدیر
غفلت و بیدردی دیتی فکر ہے　　اور نکتے دے خیالون مین ترے
جز غم دین کب ہو اہل درد کو　　جانتا ہے مرد کو اور گرد کو
رو و سر پر حکم حق کو وہ رکھے　　فکر اپنی کی حفاظت نہ کرے

دربیان آنکہ درمیان صحابہؓ حافظ کسے نبود

بیان مین اسکے کہ درمیان صحابہؓ کے کوئی حافظ نہ تھا

در صحابہ کم بُدی حافظ کسے　　گرچہ شوقی جان شان را بُد بسے
زانکہ چون مغزش در آگند و رسید　　پوستہا شد بس رقیق و وا کفید
مغز علم افزود و کم شد پوستش　　زانکہ عاشق را بسوزد دوستش
قشر جوز و فستق و بادام ہم　　مغز چون آگندشان شد پوست کم
وصف مطلوبی چو ضد طالبی ست　　وحی برق نور سوزان نبی ست
چون تجلی کرد اوصاف قدیم　　پس بسوزد وصف حادث را گلیم
ربع قرآن ہر کرا محفوظ بود　　جل فینا از صحابہؓ می شنود
جمع صورت با چنین معنے ژرف　　نیست ممکن جز ز سلطانی شگرف
در چنین مستی مراعات ادب　　خود نباشد ور بود باشد عجب

پس[2] صحابہ مین نہ تھا حافظ کوئی　　گرچہ رکھتے شوق جان سے تھے سبھی
کیونکہ انمین مغز جو از بس بھرا　　پوست بس باریک ہو کرکے پھٹا
مغز علم افزون ہوا اور پوست کم　　کیونکہ عاشق کو جلائے سوز غم
پستہ و بادام و اخروٹ انکے پوست　　مغز جو بھرتا ہی کم ہوتا ہی پوست
وصف مطلوبی ہی ضد طالبے　　برق نور وحی سی جلتے ہین نبی
ہے کہ متجلی ہوا وصف قدیم　　پس جلائی وصف حادث کی گلیم
پاؤ پارہ یاد قرآن تھا جسے　　جل فینا سنتا وہ اصحابؓ سے
جمع[3] صورت ایسے معنی سے رہی　　نہ ہی ممکن جز بڑے سلطان کے
ایسی مستی مین رعایات ادب　　ہوتی کب ہی اور اگر ہو ہی عجب

[1] دردمندون الخ یہ شعر دردمندونکو غیر کی فکر نہووے خواہ مسجد مین ہون یا بُت خانہ مین غفلت و بیداری فکر دیتی ہے اور نکتے خیالون مین تیرے دیتی ہے اہل درد کو سوائے غم دین کے کب ہے کیونکہ جانتا ہی مرد کو اور گرد کو حکم حق کو منہ و سر پر رکھتا ہی اور اپنی فکر کی حفاظت نہین کرتا ہی یعنے اہل درد کو بجز غم یار کے فکر نہین ہوتی ہی کیونکہ فکر غفلت و بیدردی پیدا کرتی ہے اسیواسطے صحابۂ کرام مین کوئی حافظ تمام قرآن کا نہ تھا کہ انکو فکر کرنے کی فرصت نہ تھی چنانچہ صحابہ کا حال آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲ [2] پس صحابہ الخ شعر کوئی حافظ صحابہ مین نہ تھا اگرچہ سب ہی شوق جان سے رکھتے تھے کیونکہ مغز انکا بھرا تھا اور پوست باریک ہوکرکے پھٹا تھا مغز علم زیادہ اور پوست کم کیونکہ عاشق کو سوز عشق جلائے آگے مثال اسکی ہی پستہ و بادام و اخروٹ کا جو مغز بھرتا ہے پوست کم ہوتا ہے وصف مطلوبی ضد طالبی ہے برق نور وحی سے نبی جلتا ہے جبکہ متجلی وصف قدیم ہوا وصف حادث کی گلیم جلاوے آگے رجوع بقصہ ہے پاؤ پارہ قرآن کا جسکو یاد تھا ترجمہ بزرگ تم مین ہے اصحاب سے سنتا تھا یعنے اصحاب کا علم بڑھتا تھا اور جسم گھٹتا تھا کیونکہ انکو فرصت مشاہدۂ یار سے کم تھی اسواسطے حفظ کرنے قرآن مین وہ کوشش کم کرتے تھے کہ حفظ قرآن کرنا تعلق فکر سے رکھتا ہے اور حیرت مین فکر کا ہونا محال چنانچہ اسکے حقائق آگے ہین فافہم ۱۲-
[3] جمع صورت الخ یہ شعر جمع ہونا صورت کا ساتھ معنے کے ممکن نہین ہے بجز بڑے سلطان کے یعنے حدوث و قدم کا باہم جمع ہونا بجز جناب رسول صلعم کے ممکن نہین ایسی مستی مین ادب کی رعایت کب ہوتی ہے اور اگر ہو تعجب ہے جو غنا مین رعایت نیاز کی ہو ضدین جمع ہین کیونکہ دراز ہو تو ضد جمع ہین نیاز و ناز سے پھر تحیر مین اسکو تمیز رہے اندھون کا جو عصا مشوق ہے خود اندھا قرآن کا صندوق ہے قول اندھون کا خود صندوق ہے حدیثون اور قرآن سے پھر صندوق بھرے ہوئے خوب ہین اس سے کہ صندوق خالی ہاتھ مین ہو پھر ایک صندوق خالی بار سے بہتر ہے اس سے کہ وہ سانپ سے بھرا ہو یعنے اس عالم سے جاہل بہتر ہے کہ جو ایذا پہونچائے مخلوق کو آگے مثال ہے فافہم ۱۲-

اندر استغنا مراعات نیاز	جمع ضدین ست چون گرد و دراز	جو غنا میں ہو رعایات نیاز	جمع ہیں ضدین کیونکر ہو دراز
جمع ضدین از نیاز افتاد و ناز	ناز در وقت تحیر امتیاز	جمع دو ضد ہیں نیاز و ناز سے	پھر تحیر میں تمیز اسکو رہے
چون عصا معشوق عمیان میشود	کور خود صندوق قرآن میشود	جو عصا اندھوں کا بس معشوق ہے	اندھا خود قرآن کا صندوق ہے
گفت کوران خود صنادیق اند پُر	از حدیث و مصحف و ذکر و نذر	قول ان اندھوں کا خود صندوق ہیں	بس حدیثوں سے وہ اور قرآن سے
باز صندوقی پر از قرآن به است	زانکه صندوقی بود خالی بدست	پھر بھرے صندوق قرآن خوب ہیں	اس سے جو صندوق خالی ہاتھ میں
باز صندوقی که خالی شد ز بار	به ز صندوقی که پر موش ست و مار	پھر وہ اک صندوق خالی بار سے	بہتر اس سے کہ بھرا ہو مار سے
حاصل اندر وصل چون افتاد مرد	گشت دلاله به پیش مرد سرد	الغرض جو وصل ہووے مرد کو	اس گھڑی دلالہ بس بیکار ہو
چون بمطلوبت رسیدی اے ملیح	شد طلبگاری علم اکنون قبیح	جبکہ تو مطلوب سے اپنے ملا	علم کا کرنا طلب پھر ہو برا
چون شدی بر بامهای آسمان	سرد باشد جست و جوی نردبان	آسمان کی چھت پہ جبکہ تو چڑھا	پھر عبث سیڑھی کا ہووے ڈھونڈھنا
جز برای یاری و تعلیم غیر	سرد باشد راه خیر از بعد خیر	بس سوا تعلیم غیر دن کے لئے	خیر کی رہ سرد پیچھے خیر ہے
آینه روشن که شد صاف و جلی	جهل باشد بر نهادن صیقلی	آئینہ روشن کہ جو ہووے صفا	جہل ہو صیقل کریں اسکو بھلا
پیش سلطان خوش نشسته در قبول	جهل باشد جستن نامه رسول	شہ کے آگے ہو جو خوش بیٹھا ہوا	جہل ہووے قاصد و خط ڈھونڈھنا

داستان مشغول شدن عاشق بعشق نامه خواندن و مطالعه کردن عشق نامه در حضور معشوق و معشوق آن را ناپسند داشتن که طلب الدلیل عند حصول المدلول قبیح والاشتغال بالعلم بعد الوصول الی المعلوم مذموم

(طلب کردن دلیل وقت حاصل شدن مدلول بد ہست)

داستان مشغول ہونا عاشق کا ساتھ عشق نامہ کے اور پڑھنا عشق نامہ کو حضوری معشوق میں اور ناپسند کرنا معشوق کا اسکو کہ طلب الدلیل عند حصول المدلول قبیح والاشتغال بالعلم بعد الوصول الی المعلوم مذموم

(طلب کرنا دلیل کا وقت حاصل ہونے مدلول کے برا ہے)

آن یکے را یار پیش خود نشاند	نامه بیرون کرد و پیش یار خواند	اک کو پاس اپنے بٹھایا یار نے	خط لگا پڑھنے وہ آگے یار کے

سلہ الغرض جو وصل الخ ۔ شعر الغرض جو مرد کو وصل ہوا یعنی دلالہ بیکار ہووے یعنی بعبادت ظاہری بعد وصال یار کے بیکار ہے جبکہ تو اپنے مطلوب سے ملا علم طلب کرنا برا ہووے جبکہ تو آسمان کی چھت پر چڑھا پھر سیڑھی کا ڈھونڈھنا عبث ہوئے سوا واسطے تعلیم غیروں کے سر ہوئی راہ خیر کی اور خیر کی آگے مثال ہے جو آئینہ روشن کہ صفا ہوئے اگر صیقل اسکو کریں جہل ہوئے جو آگے شاہ کے خوش بیٹھا ہوا ہے قاصد و خط ڈھونڈھنا جہل ہووے یعنے جبکہ یار سے ملا پھر تدبیر وصال کی کرنا اسکو خطا ہے کیونکہ تحصیل حاصل کرنا بے فائدہ ہے۔ چنانچہ قصہ عاشق کا آگے مثال میں فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سلہ ایک کو یار نے اپنے پاس بٹھایا وہ خط آگے یار کے پڑھنے لگا خط میں اشعار مدح و ثنا و زاری و الحاح و مسکینی و نالہ تھا اپنا درد و غم و زاری و خفقان و خواری بیزاری اہل خانمان کی تھی دوری سے اور رنجوری فراق یار سے اور جھوٹ سچ پیغام کے ذکر دن سے اسقدر آگے معشوق کے پڑھا کہ وہ حد و انداز سے گذرا کہا معشوق نے اگر یہ میرے لئے ہے تو وصل میں یہ عمر ضائع مت کر میں تیرے پاس ہوں تو خط کو پڑھتا ہے عاشقوں کا یہ دستور نہیں ہے۔ کہا کہ تو حاضر اس جا پر ہے ولیکن میں اپنی قسمت نیک نہیں پاتا ہوں جو میں تجھ سے پارسال دیکھتا تھا وہ اب نہیں ہے اگرچہ وصال ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

بیتہا در نامہ و مدح و ثنا | زاری و مسکینے و بس لابہا
خط مین تھے اشعار اور مدح و ثنا | زاری و الحاح و مسکینی و بکا

گریہ و افغان و حزن و درد خویش | خواری و بیزاری با اہل خویش
اپنا درد و غم و زاری و فغان | خواری و بیزاری اہل خانمان

دوری و رنجوری از ہجران دوست | ذکر پیغام و رسول از مغز و پوست
دوری و رنجوری ذوق یار سے | جھوٹ سچ پیغام کا اذکار سے

ہمچنان میخواند با معشوق خود | تا کہ بیرون شد ز حد و از عدد
اسقدر آگے بڑھا معشوق کے | کہ وہ حد سے گذرا اور انداز سے

گفت معشوق این اگر بہر من ست | گاہ وصل این عمر ضائع کردن ست
بولا معشوق یہ گر میرے لیئے | وصل مین یہ عمر مت ضائع کرے

من بہ پیشت حاضر و تو نامہ خوان | نیست این باری نشان عاشقان
پاس مین تیرے ہون تو خط کو پڑھے | عاشقون کا یہ نہین دستور ہے

گفت اینجا حاضری اما ولیک | من نمی یابم نصیب خویش نیک
بولا تو حاضر ہے اس جا پر ولیک | مین نہین پاتا ہون قسمت اپنی نیک

آنچہ می دیدم ز تو پاریہ سال | نیست ایندم گرچہ می بینم وصال
دیکھا تھا تجھسے جو مین نے پار سال | اب نہین ہے وہ اگرچہ ہے وصال

من ازین چشمہ زلالی خوردہ ام | دیدہ و دل ز آب تازہ کردہ ام
مین نے اس چشمہ سے آب خوش پیا | اور دل و دیدہ کو بس تازہ کیا

چشمہ می بینم ولیکن آب نے | راہ آبم را مگر زد رہزنے
دیکھتا ہون چشمہ پر پانی نہین | میرا پانی روکا رہزن نے کہین

گفت پس من نیستم معشوق تو | من ببلغار و مرادت در قتو
بولا مین تیرا نہین معشوق مین | مین ہون مشرق مین تو وہ ہے غرب مین

عاشقی تو بر من و بر حالتے | حالت اندر دست نبود یا فتے
تجھ کو تو عاشق ہے اور بھی حال ہے | پر نہین قبضہ مین ہوتا حال ہے

پس نیم کلی مطلوب تو من | جزو مقصودم ترا اندر زمن
پس نہین مطلوب کل ہون مین ترا | مجھ مین مقصد ہے ترا اک جز ترا

خانۂ معشوقہ ام معشوق نے | عشق بر نقد ست بر صندوق نے
خانۂ معشوق ہون معشوق نے | نقد پر ہے عشق نے صندوق پے

ہست معشوق آنکہ او یک تو بود | مبتدا و منتہایت او بود
جو کوئی یکتا ہو وہ معشوق ہے | ابتدا اور انتہا تیرا رہے

چون بیابیش نباشی منتظر | ہم ہویدا او بود ہم نیز سر
پائے جو اسکو نہو تو منتظر | بھی وہ ظاہر ہووے بھی ہووے وہ سر

میر احوال ست نے موقوف حال | بندۂ آن ماہ باشد ماہ و سال
حال کا ہے میر نے پابند حال | ہوتا بندہ ماہ کا ہے ماہ و سال

چون بگوید حال را فرمان کند | چون بخواہد جسمہا را جان کند
حال کو کہوے اطاعت تو کرے | جو کہ چاہے جسم کو جان وہ کرے

منتہی نبود کہ موقوف ست او | منتظر بنشستہ باشد حال جو
جو کہ ہے پابند نے وہ منتہی | منتظر ہے حال کا وہ ای اخی

کیمیائی حال باشد دست او | دست جنباند شود مس مست او
کیمیائے حال اسکا دست ہو | جو ہلائے ہاتھ وہ مس مست ہو

سلہ مین نے الخ، شعر آب خوش مین نے اس چشمہ سے پیا اور دل و دیدہ کو تازہ کیا چشمہ کو دیکھتا ہون لیکن پانی نہین ہے کہین رہزن نے میرا پانی روکا تو کہا کہ مین تیرا معشوق نہین مین مشرق مین ہون تو مغرب مین ہے تو مجھ پر عاشق ہے اور حال پر و لیکن حال قبضہ مین نہین ہوتا ہے پس کل مطلوب مین تیرا نہین مجھ مین تیرا مقصد ایک جز تیرا ہے مین خانہ معشوق ہون معشوق نہین ہون - نقد پر عاشق ہے صندوق پر نہین ہے یعنے عاشق معنی ہے عاشق صورت نہین ہے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲-

سٹہ جو کوئی الخ، شعر وہ معشوق ہے جو کوئی یکتا ہو اور ابتدا اور انتہا تیرا وہ ہووے جو تو اسکو پاوے منتظر نہووے بھی وہ ظاہر ہووے و بھی پوشیدہ ہووے حال کا حاکم ہے پابند حال نہین ہے ماہ کا بندہ ہوتا ہے حال کو کہے تو اطاعت کرے جو کہ چاہے جسم کو وہ جان کرے جو کہ پابند ہے وہ منتہی نہین ہے اور وہ حال کا منتظر ہے حال کی کیمیا اسکا دست ہو جو ہاتھ ہلائے وہ مس مست ہو اگر وہ موت چاہے بھی شیرین بنے خار اور نشتر نرگس و نسرین بنے یعنے جو ابو الوقت ہے وہ معشوق ہے اور وہ ابن الوقت نہین ہے کیونکہ جب حال وہ چاہے ظہور مین آئے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

گر نخواہد مرگ ہم شیرین شود — خار و نشتر نرگس و نسرین شود
او بود سلطان حال اندر روش — نے چو تو محروم از حال و کشش
آنکہ او موقوف حال آدمی ست — گہ فزون و گاہی در کمی ست
لیک صافی فارغ ست از وقت حال — صوفی ابن الوقت باشد در مثال
حالہا موقوف عزم و رای او — زندہ از نفخ مسیح آسای تو
عاشق حالی نہ عاشق بر منی — بر امید حال بر من مے تنی
آنکہ گہ ناقص گہے کامل بود — نیست معبود خلیل آفل بود
وانکہ آفل باشد و گہ آن و این — نیست دلبر لا احب الآفلین
آنکہ او گاہی خوش و گہ ناخوش ست — یک زمانی آب و یکدم آتش ست
برج مہ باشد و لیکن ماہ نے — نقش بت باشد ولی آگاہ نے
ہست صوفی صفا چون ابن وقت — وقت را ہمچون پدر بگرفتہ سخت
لیک صافی غرق عشق ذوالجلال — ابن کس نے فارغ از اوقات و حال
غرقۂ نوری کہ او لم یولد ست — لم یلد لم یولد آن ایزد ست
رو چنین عشقے گزین گر زندۂ — ورنہ وقت مختلف را بندۂ
منگر اندر نقش زشت و خوب خویش — بنگر اندر عشق و در مطلوب خویش

گر وہ چاہی موت بھی شیرین بنے — خار و نشتر نرگس و نسرین بنے
وہ[1] طریقت مین ہو سلطان حال پے — تجھسا نے محروم جذب و حال سے
حال کا پابند جو ہے آدمی — گہ کبھی افزون کبھی رکھے کمی
پر ہی صافی رستہ وقت و حال سے — اور مثل مین صوفی ابن الوقت ہے
حال اُسکی رائے کا بندہ ہی بس — اسکے عیسی دم سی بس زندہ ہی کس
حال کا عاشق ہی نے میرا تو ہے — حال کی اُمید پر مجھ سے ملے
جو کبھی ناقص کبھی کامل ہی وہ — نے ہی معبود خلیل آفل ہے وہ
جو ہی آفل گاہ کامل گہ نہین — کب ہی دلبر لا احب الآفلین
جو کبھی[2] خوش ہی کبھی ناخوش ہی وہ — دم مین پانی دم مین اک آتش ہی وہ
ماہ کا ہی برج لیکن مہ نہین — نقش بت کا ہی ولے آگہ نہین
جو کہ صوفی صفا ہی ابن وقت — وقت کو مثل پدر پکڑا ہی سخت
پر ہی صافی غرق عشق ذوالجلال — نے کسی کا بیٹا نے پابند حال
غرق نور ایسے ہین لم یولد جو ہی — لم یلد لم یولد حق کی ملک ہے
عشق ایسا کر اگر ہے زندہ تو — ورنہ بندہ مختلف وقتون کا تو
نیک و[3] بد نقش اپنے کو مت دیکھ تو — دیکھ اپنے عشق اور مطلوب کو

[1] وہ طریقت الخ، شعر وہ طریقت مین حال پر سلطان ہے تیرے مانند وہ جذب حال سے محروم نہین ہے حال کا پابند جو آدمی ہے کبھی زیادہ وکبھی کمی رکھے لیکن صافی وقت حال سے فارغ ہے اور مثال مین صوفی ابن الوقت ہے اُسکی رائے کا حال بندہ ہے اسکے دم عیسیٰ سے مُردہ زندہ ہے یعنے صافی کا حال تابعدار ہے اور صوفی حال کا پابند ہے آگے رجوع لبقصہ ہے تو حال کا عاشق ہے میرا نہین ہے اور حال کی امید پر مجھ سے ملتا ہے آگے حقائق ہین جو کبھی ناقص وکبھی کامل ہو وہ معبود خلیل اللہ نہین ہے وہ ڈوبنے والا ہے جو ہے ڈوبنے والا کبھی کامل کبھی ناقص ہے وہ کب دلبر ہے ترجمہ نہین دوست رکھتا ہون مین ڈوبنے والے کو یعنے وہ کامل نہین ہے ناقص ہے فافہم ۱۲ [2] جو کبھی الخ شعر جو کبھی خوش وکبھی ناخوش وہ ہے دم مین آب و دم مین آتش ہے۔ برج ماہ ہے ولیکن ماہ نہین ہے نقش بت کا ہے ولیکن آگاہ نہین ہے جو کہ صوفی صفا ابن الوقت ہے اُسنے وقت کو مانند پدر کے پکڑا ہے ولیکن صافی غرق عشق خدا ہے نہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ پابند حال ہے جو ایسے کو نہ مین غرق ہے کہ وہ نہ جناگیا ہے ترجمہ نہ جنا نہ جناگیا ہے وہ حق کی ملک ہے ایسا عشق کر اگر تو زندہ خو ہے ورنہ بندہ مختلف وقتون کا ہے یعنے وہ صوفی ابن الوقت ہے وہ کبھی خوش وکبھی ناخوش ہے اور جو صافی ابوالوقت وہ عشق خدا مین غرق ہے اور کسی کا پابند نہین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔
[3] نیک و بد الخ، شعر تو اپنے نقش نیک و بد کو مت دیکھ اپنے عشق و مطلب کو مت دیکھ حقیر و ضعیف اپنی ہمت کو دیکھ اے شریف تو جس حال مین ہووے طلب کر اور ہمیشہ ڈھونڈھ پانی کو اے خشک لب تیرا خشک لب گواہی دیتا ہی کہ وہ کر چشمہ پر تو آخر جائیگا خشکی لب کی پیغام آب کا ہے کہ بیتابی مجھ سے ملادے تجکو یہ طلبگاری عجب جنبش رکھتی ہے کہ راہ حق مین ایک مانع کش ہوتی ہے یہ طلب کنجی مطلوبات کی ہے اور نصرت و رایات کی یہ سپاہ ہے یہ طلب مثل نعرہ مرغ کی ہے کہ سحر آتی ہے تو چلا کر کہتا ہے یعنی تو عشق و ہمت اور طلب یار کی حاصل کر کہ تشنگی تجکو خود یار سے ملادیگی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

منگر این را کہ حقیرے یا ضعیف	بنگر اندر ہمت خود ای شریف	دیکھ مت اسکو حقیر اور یا ضعیف	دیکھ ہمت کو تو اپنی ای شریف
تو بہر حالے کہ باشی می طلب	آب میجو دائما ای خشک لب	ہووے تو جس حال مین کر تو طلب	ڈھونڈھ پانی کو سدا ای خشک لب
کان لب خشکت گواہی میدہد	کو بآخر بر سر منبع رود	خشک لب دیتا گواہی ہی ترا	کہ وہ چشمہ پر تو آخر جائے گا
خشکی لب ہست پیغامی ز آب	کہ بآب آرد یقین این اضطراب	خشکی لب آب کا پیغام ہے	کہ ملادی تجھ سے بیتابی تجھے
کاین طلبگاری مبارک جنبشی ست	این طلب در راہ حق مانع کشی ست	یہ طلبگاری عجب جنبش رکھے	راہ حق مین مانع کش کی آئی ہی
این طلب مفتاح مطلوبات ہست	این سپاہ نصرت و رایات ہست	یہ طلب کنجی ہے مطلوبات کی	یہ سپہ ہے نصرت و رایات کی
این طلب ہمچون خروسے در صباح	مے زند نعرہ کہ می آید صباح	یہ طلب ہی مثل نعرہ مرغ کے	کہ سحر آتی ہے چلا کر کہے
گرچہ آلت نیستت تو می طلب	نیست آلت حاجت اندر راہ رب	گرچہ [سلہ] بے سامان ہے تو کر طلب	حاجت سامان نہ رکھے راہ رب
ہر کرا بینی طلبگار اے پسر	یار او شو پیش او انداز سر	جسکو دیکھے تو طلبگار ای پسر	یار اسکا ہو رکھ آگے اسکے سر
کز جوار طالبان طالب شوی	وز ظلال غالبان غالب شوی	طالبونکی سائے سی طالب ہو تو	غالبونکی سایہ سے غالب ہو تو
گر یکے مورے سلیمانی بجست	منگر اندر جستن او سست سست	ایک چیونٹی گر سلیمانی کرے	ڈھونڈھنی مین سست تو مت دیکھ اسی
ہر چہ دارے تو ز مال و پیشۂ	نی طلب بود اول و اندیشۂ	جو کہ مال و پیشہ رکھتا ہی اخی	نی طلب ور فکر پہلے اسکی تھی
گر یکے گنجے بیابد نادرست	در باستد از طلب ہم قاصرست	گنج اک پائے اگر نادر ہی وہ	اور طلب سے ٹھہرے گر قاصر ہے وہ
ہر کہ چیزی جست بیشک یافت او	چون بجد اندر طلب بشتافت او	چیز ڈھونڈھی جسنے بیشک پائی ہے	جو طلب کی راہ مین کوشش کری
چون نہادی در طلب پا ای پسر	یافتی و شد میسر بے خطر	جو [سلہ۵] قدم رکھا طلب مین ای پسر	پایا اور حاصل ہوا وہ بے خطر
ہین مباش ای خواجہ یکدم بے طلب	تا بیابی ہر چہ خواہی ای عجب	مت رہو ای خواجہ اکدم بے طلب	تا تو پائے جو کہ چاہے ای عجب
عاقبت جویندہ یابندہ بود	چونکہ در خدمت شتابندہ بود	آخراب ڈھونڈھے گا جو وہ پائے گا	جو کوئی خدمت مین جلدی جائیگا
در طلب چالاک شو ای فتحیاب	ز طلب واللہ اعلم بالصواب	تو طلب مین تیز ہو ای فتحیاب	کر طلب واللہ اعلم بالصواب

سلہ گرچہ الخ یعنی شعر اگر چہ تو بے سامان ہے ولیکن طلب کر کیونکہ سامان کی حاجت نہین ہے راہ خدا مین جسکو تو طلبگار دیکھے اسکا یار ہو اور سر کو اسکے آگے رکھ کہ طالبون کے سایہ سے تو غالب ہو آگے اسکی مثال ہے اگر تو ایک چیونٹی سلیمانی کرے سست مت دیکھ اسکو ڈھونڈھنے مین جو کہ تو مال و پیشہ رکھتا ہے کہ طلب و فکر اول اُسکی نہ تھی یعنے تھی اگر ایک گنج پائے وہ نادر ہے اور اگر طلب سے ٹھہرے تو وہ قاصر ہے جس نے جو چیز ڈھونڈھی وہ بیشک پائی ہے جو راہ طلب مین کوشش کرے یعنے جس نے ڈھونڈھا اُسنے پایا پس طلب جزو اعظم ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ۵ جو قدم الخ یہ شعر جو طلب مین قدم رکھا وہ پایا اور حاصل ہوا بے خوف و خطر پس اسے خواجہ بے طلب ایک دم مت رہو تاکہ تو پائے جو چاہے آخراب جو ڈھونڈھے گا وہ پائے گا جو کوئی خدمت مین جلدی جائے گا تو طلب مین تیز ہو دروازہ کشادگی کا ہے پس طلب کر کہ اللہ خوب جانتا ہے یعنے جس چیز کی تجکو خواہش ہو طلب اختیار کر کہ جویندہ یابندہ ہوتا ہے فافہم ۱۲۔

حکایت آن مرد که در عہد داؤد نبی علیہ السلام شب و روز دعا می کرد و از خدا طلب رزق حلال می نمود بے رنج کسب

حکایت اُس مرد کی کہ عہد مین داؤد نبی علیہ السلام کے رات دن دعا کرتا تھا اور خدا سے طلب رزق حلال کی کرتا تھا بے رنج کسب کے

آن یکے در عہد داؤد نبی — نزد ہر دانا و پیش ہر غبی
این دعا می کرد دائم کای خدا — ثروتے بے رنج روزی کن مرا
چون مرا تو آفریدے کاہلے — زخم خوارے سست جنبی مبتلی
بر خران پشت ریش بے مراد — بار اسپان و شتران نتوان نہاد
کاہلم چون آفریدی اے ملے — روزیم دہ ہم ز راہ کاہلے
کاہلم من سایہ خسپم در وجود — خفتم اندر سایۂ احسان وجود
کاہلان و سایہ خسپان را مگر — روزی بنہادۂ نوعے دگر
ہر کرا پا ہست جوید روزیے — ہر کرا پا نیست کن دلسوزیے
رزق را میران بسوے این حزین — ابر را باران بسوے ہر زمین
چون زمین را پا نباشد جود تو — ابر را راند بسوے او دو تو
طفل را چون پا نباشد مادرش — آید و ریزد وظیفہ بر سرش
روزی خواہم بناگہ بے تعب — کہ ندارم من ز کوشش جز طلب

عہد مین داؤد کے اک آدمی — پاس دانا اور نادانون کے بھی
یہ دعا کرتا تھا ہر دم کہ خدا — دی مجھے بے رنج تو ثروت سدا
تونے اک کاہل مجھے پیدا کیا — سست بازو زخم خوار و مبتلا
پس گدھون پر جنکی زخمی پیٹھ ہی — بوجھ اونٹون کا نہ رکھنا چاہیئے
مجکو کاہل جو کیا پیدا سخی — روزی مجکو دے براہ کاہلی
مین ہون کاہل سایہ پر جسم مین — سویا تیری سایہ مین بخشش کے مین
جو کہ سست او سایہ پر رہین بشر — دی انھین روزی بھی با نوع دگر
ڈھونڈھی روزی وہ کہ جسکا پانون ہے — کر تو دلسوزی نہ جو پانون رکھے
رزق اس غمگین کی جانب بھیج تو — ہر زمین کی سمت برسا ابر کو
جو زمین کا پا نہین تیری سخا — ابر کو بھیجے ہے اسکی سو سدا
طفل کا پانون نہین تو اسکی مان — دودھ اسے آکر پلائے ہر زمان
چاہتا روزی ہون بے رنج اب — کہ نہ کوشش سے ملے کچھ جز طلب

سلہ حکایت پنجم طلب راہ خدا مین ۱۲ سٰہ عہد مین الخ ۵ شعر حضرت داؤد عم کے عہد مین ایک آدمی پاس دانا اور نادان کے یہ دعا ہر دم کرتا تھا کہ اے خدا مجکو بغیر رنج کے ثروت ہمیشہ دے تو نے مجکو ایک کاہل پیدا کیا سست بازو و زخم کھانے والا و مبتلا آگے اُسکی مثال ہے کہ گدھون پر جنکی پیٹھ زخمی ہے بوجھ اونٹون کا نہ رکھنا چاہیئے جو کاہل پیدا کیا اے کریم پس روزی مجکو دے از راہ کاہلی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سٰہ مین ہون الخ ۶ شعر مین جسم مین کاہل سایہ پر درہون میں سایہ مین بخشش تیرے کے سوتا ہون آگے حقائق اسکے ہین۔ کاہلون اور سایہ پر درکی دوسری صورت روزی ہے روزی ڈھونڈھتا ہے کہ جسکا پانون ہے تو دلسوزی کر جو پانون نہین رکھتا ہے تو اس غمگین کی جانب رزق بھیج اور ہر زمین کی سمت ابر کو برسا آگے مثال اسکی ہے جو زمین کا پانون نہین ہے تو تیرا کرم ابر کو بھیجتا ہے ہمیشہ اُسکی طرف طفل کا پانون نہین ہے تو اُسکی مان دودھ اُسکو آکر ہر دم پلاتی ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سکہ چاہتا روزی الخ ۷ شعر مین روزی چاہتا ہون بغیر رنج کے کہ کوشش نہین رکھتا ہون سوائے طلب کے ایک بہت مدت سے دعا کرتا تھا شب سے تا روز اور صبح سے تا شام تمام مخلوق اسکی باتون پر ہنستی تھی اور اُسکی طمع خام اور بیکاری پر کہ یہ احمق کیا کہتا ہے یا کسی نے اسکو بھنگ دی ہے اب راہ روزی کی کسب و رنج ہے یہ نادر نہین ہے اگرچہ تعجب ہے جسکو طلب اور پیشہ دیا کسب محنت کے راستہ سے دیا ترجمہ طلب کرو رزق کو سببون سے اور داخل ہو وطنون مین دروازون سے یعنے روزی کا حاصل ہونا بغیر کسب و پیشہ کے نہین ہے اور جسکو خدا مفت دے تو اُسکی قدرت ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔

مدتی بسیار میکرد این دعا	روز تا شب شب همه شب تا ضحی	اک بہت مدت سی کرتا تھا دعا	شب سے تا روز و سحر سے تا مسا
خلق می خندید بر گفتار او	بر طمع خامی و بر بیکار او	خلق ہنستی اسکی بس گفتار پر	اسکی طمع خام اور بیکار پر
کرچه میگوید عجب این سست ریش	یا کسی داد ست بنگ بیهشیش	کر کیا کہتا ہی احمق ای عجب	یا کسی نے بھنگ اسکو دی ہی اب
راه روزی کسب و رنج ست و تعب	هرگز این نادر نشد در شد عجب	راہ روزی کسب ہے اور ہی تعب	یہ تو نادر ہے اگر ہووی عجب
هر کرا او پیشه واده طلب	از ره کسب و تعب با رنج و تب	جسکو پیشہ اور طلب اسنے دیا	کسب و محنت کے رستے سے دیا
اطلبوا الارزاق من اسبابها	ادخلوا الاوطان من ابوابها	اطلبوا الارزاق من اسبابها (۱) طلب کو رزق کو اسباب سے	ادخلوا الاوطان من ابوابها اور داخل ہو وطنون میں دروازون سے
شاه و سلطان و رسول حق کنون	هست داود نبی ذو فنون	شاہ و سلطان و رسول کبریا	ہے جو داود نبی با صفا
هست در فرمان او از وحش و طیر	در همه روی زمین او راست سیر	حکم مین اسکے وحوش و طیر ہے	اسکی کل روئے زمین پر سیر ہے
با چنان عزی و نازی کاندروست	که گزیدیتش عنایتهای دوست	باوجود اس ناز کے جو اسمین ہے	کر کیا مقبول لطف دوست نے
معجزاتش بی شمار و بی عدد	موج بخشایش مدد اندر مدد	معجزے اسکے بہت اور بی عدد	موج بخشش کی مدد اندر مدد
هیچکس را خود ز آدم تا کنون	کی بدست آواز همچون ارغنون	حضرت آدم سی اب تک کون ہے	جو کہ آواز ارغنون سی بس رکھے
کو بهر وعظی بمیراند دو بیست	آدمی را صوت خوبش کرد نیست	دو سو مردم کو جو مارے وعظ سے	لحن اسکا بس اسے شایان ہے
(۲) شیر و آهو جمع گردد آن زمان	سوی تذکیرش مغفل این از آن	شیر و آہو جمع ہووین اس زمان	سوی ذکر اسکے و غافل خود سی وان
کوه و مرغان هم رسائل با دمش	هر دو اندر وقت دعوت محرمش	اسکے دم کو پہونچے کوہ و مرغ بھی	وقت دعوت اسکے محرم وہ سبھی
این و صد چندان مرا ورا معجزات	نور رویش بی جهات و در جهات	وہ اس سے زیادہ اسکے معجزات	نور اسکا بے جہات و با جہات
با همه تمکین خدا روزی او	کرده باشد بسته اندر جست و جو	باوجود جملہ تمکین رزق کو	جست و جو پر حق نے رکھا اسکے تو
بی زره بافی خدای روزیش	می نیاید با همه پیروزیش	بے زرہ بننے کے روزی ملے	باوجود اس فتحمندی کے اسے
اینچنین مخذول واپس ماندهٔ	خانه گنده دون گردون راندهٔ	تو ہے گمرہ اور برگشتہ ہے تو	گندہ گھر مردود گردون کا ہی تو
اینچنین مدبر همی خواهد که او	گنج یابد تار و پایش فرد	اس طرح بدبخت چاہے کہ اسے	گنج حاصل ہووی دہنے پاؤن سے

۱؎ شاہ و سلطان الخ ۔ شعر بادشاہ و سلطان خدا کے جو داود نبی ہم باصفا ہین انکے سیر کل روئے زمین ہے باوجود اس ناز کے جو ان مین ہے کہ لطف دوست نے مقبول کیا ہے معجزے انکے بہت اور بے عدد اور موج بخشش کی مدد اندر مدد ہے حضرت آدم سے اب تک کون شخص ہے کہ جو آواز مثل ارغنون کے رکھتا ہے دو سو مرد کو جو وعظ سے مارے لحن انکا پس لائق انکو ہے ۔ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲؎ شیر و آہو الخ ۔ شعر شیر و آہو جمع ہووین اسوقت انکے ذکر کی طرف اور وہان خود سے غافل انکے دم کو پہونچے کوہ و مرغ بھی اور وقت دعوت انکے وہ سب محرم ہیں اور اس سے زیادہ انکے معجزات ہین اور نور انکا بے جہات ہے باوجود جملہ تمکین کے رزق کو انکی جستجو پر حق نے رکھا ہے بغیر زرہ بننے کے روزی نہین ملتی انھین باوجود اس فتحمندی کے تو گمراہ ہے ۔۔ برگشتہ ہے اور گندہ گھر مردود آسمان ہے بدبخت اس طرح چاہے کہ اسے گنج حاصل ہووے پاؤن دہنے سے یعنے جب داود کو بغیر کسب کے روزی نہ پہونچی تو تجھ گمراہ کو بے کسب کے کیونکر روزی مفت حاصل ہوگی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۔

زاحمقی خواہد کہ بی رنجش زود　　بے تجارت پر کند دامن ز سود
ہمچنین گنجے نیابد در جہان　　کہ برآید بر فلک بے نردبان
این ہمی گفتش بتسخر زر بگیر　　کہ رسیدت روزی و آمد بشیر
وان ہمی خندید ما را ہم بدہ　　زانچہ یابی ہدیہ ای سالار دہ
او ازین تشنیع مردم وین فسوس　　کم نمی کرد از دعا و چاپلوس
تا کہ شد مشہور در شہر و شہیر　　کو ز انبان تہی جوید پنیر
شد مثل در خام طبعی آن گدا　　او ازین خواہش نمی آمد جدا
کم نمی کرد از دعا و ابتہال　　کرد اجابت مستعان ذوالجلال
گر گران و گر شتابندہ بود　　عاقبت جویندہ یابندہ بود

احمقی سے چاہی بے تکلیف و رنج　　بے تجارت حاصل اسکو ہووے گنج
کس کو ایسا گنج عالم مین ملا　　آسمان پر کون بی سیڑھی چڑھا
بس ہنسی سے کہتے اسکو زر تو لے　　ہی یہ خوشخبری کہ روزی آئی ہی
وہ بھی ہنس کر کہتا لاؤ ہمکو دو　　جیسے ہدیہ پایا تم نے ای نکو
اس ہنسی اور طعنۂ مردم سے وہ　　کم نہ کرتا تھا دعا و عجز کو
ہوگیا مشہور شہرون مین حقیر　　چرم خالی سے وہ ڈھونڈھی ہی پنیر
طمع مین ضرب المثل وہ ہوگیا　　پر نہ اس خواہش سے ہوتا وہ جدا
کم نہین کرتا تھا وہ زاری و دعا　　حق نے کر لی بس قبول اسکی دعا
گر کوئی دوڑے یا آہستہ چلے　　پائے آخر کو تجسس جو کرے

دویدن گاو در خانۂ آن دعا کنندہ بہ الحاح

گھس آنا بیل کا بیچ گھر اس دعا و زاری کرنیوالے کے

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یحب الملحین فی الدعا زیرا کہ دعا کنندہ عین خواستہ ہست از حق تعالی والحاح خواہندہ ہست از انچہ میخواہد آنرا از وے

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یحب الملحین فی الدعا کسواسطے کہ دعا کرنیوالا عین خواستہ خدا ہی اور واسطے زاری کرنیوالے کی موجود ہی جو کچھ چاہتا ہی اس سے

تا کہ روزی ناگہان در چاشتگاہ　　این دعا میکرد با زاری و آہ
ناگہان در خانہ اش گاوی دوید　　شاخ زد بشکست دربند کلید
گاو گستاخ اندر خانہ بجست　　مرد در جست و قوائمہاش بست

یا نتک ایک دن ناگہان وہ صبح کو　　یہ دعا کرتا تھا اور زاری سے نکو
بس گھسا بیل اسکے گھر مین یکبار　　توڑا بس زنجیر در کو سینگ مار
گھر مین جو گستاخ بیل اسکے گھسا　　مرد دوڑا اسکو باندھا خوب سا

سلہ احمقی سے الخ ۹ شعر احمقی سے بغیر تکلیف و رنج کے چاہے اور بغیر تجارت کے اسکو گنج حاصل ہووے . . . . . . کس کو ایسا گنج عالم مین حاصل ہوا اور آسمان پر کون بغیر سیڑھی کے چڑھا پس ہنسی سے کہتے تھے کہ یا تو زر لے اور یہ خوشخبری ہے کہ روزی آئی ہے۔ وہ بھی ہنس کر کہتا تھا کہ لاؤ مجکو دو جیسے تحفہ تمنے پایا ہے اس ہنسی اور طعنۂ مردم سے وہ دعا و عجز کو کم نہین کرتا تھا وہ شہرون مین مشہور حقیر ہوگیا تھا کہ چرم خالی سے وہ پنیر ڈھونڈھتا ہے طمع مین وہ ضرب المثل ہوگیا و لیکن اس خواہش سے کم نہین ہوتا تھا اور زاد براہ دعا کم نہین کرتا تھا پس حق نے اسکی دعا قبول کری اگر کوئی دوڑے یا آہستہ چلے آخر کو پائے جو تجسس کرے بیٹے جو کوئی جس شے کو ڈھونڈھتا ہے وہ آخر کو پاتا ہے کیونکہ جویندہ یابندہ ہوتا ہے آگے قصہ دعا والے کا ہے فافہم ۱۲ سلہ یہان تک الخ ۵ شعر یہان تک کہ ایک دن وہ ناگہان صبح کے وقت یہ دعا کرتا تھا اور زاری ایک بیل اسکے گھر مین ایک بار گھسا اور سینگ مار کر زنجیر دروازہ کو توڑا جو بیل گستاخ اسکے گھر مین گھسا مرد دوڑا اور اسکو بخوبی باندھا اور اسوقت اسکو ذبح کیا بے تامل و بیدرنگ و بے امان اسکا سر کاٹا اور قصاب کی طرف گیا تا کھال اسکی ادھیڑے جلدی آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲

پس گلوی گاو ببرید آن زمان	بی توقف بی تامل بی امان	اور گلا بس اسکا کاٹا اس زمان	بی تامل بے درنگ و بی امان
چون سرش ببرید شد سوی قصاب	تا ہلاکش بر کند در دم شتاب	کاٹا سر اسکا گیا سوی قصاب	تا ادھیڑی کھال اسکی وہ شتاب
ای تقاضا گر درون ہمچون جنین	چون تقاضا میکنی اتمام این	اے تقاضا گر تقاضا باطنا	جو جنین کرتا ہے اسکے ختم کا
سہل کن راہ نما توفیق دہ	یا تقاضا را بہل بر ما منہ	سہل کر رستہ بتا توفیق دے	یا تقاضا چھوڑ مجھ پر مت رکھے
چون ز مفلس زر تقاضا میکنی	زر ببخشش در سرای شاہ غنی	جو تقاضا زر کا مفلس سے کرے	اے غنی زر بخش پوشیدہ آسے
بی تو نظم و قافیہ شام و سحر	زہرہ کی دارد کہ آید در نظر	قافیہ اور نظم صبح و شام کا	کسکو طاقت ہے ترے دیکھے بھلا
نظم و تجنیس و قوافی اے علیم	بندۂ امر تواند از ترس و بیم	قافیہ اور نظم و تجنیس اے علیم	بندے حکمی ہین ترے از راہ و بیم
چون مسبح کردۂ ہر چیز را	ذات بے تمیز و با تمیز را	تو نے تسبیح خوان کیا ہر چیز کو	ذات بے تمیز و با تمیز کو
ہر یکے تسبیح بر نوعے دگر	گوید و از حال آن این بیخبر	ہر کوئی تسبیح ہر اک طور پر	کہوئے اسکے حال سے وہ بیخبر
آدمی منکر ز تسبیح جماد	وان جماد اندر عبادت اوستاد	آدمی نے جانی تسبیح جماد	اس عبادت مین جمادات استاد
بلکہ ہفتاد و دو ملت ہر یکے	بیخبر از یکدگر اندر شکے	بل بہتر مذہبون سے اے نیک	بیخبر اک دوسرے سے ہے ہر ایک
چون دو ناطق را ز حال ہمدگر	نیست آگہ چون بود دیوار و در	جو کہ دو ناطق ہون باہم بیخبر	کیسے ہون آگاہ یہ دیوار و در
چون من از تسبیح ناطق غافلم	چون بداند سبحہ صامت دلم	بیخبر تسبیح ناطق سے مین ہون	کیسے تسبیح جمادون کو سنون
ہست سنی را یکے تسبیح خاص	ہست جبری را ضد آن در مناص	خاص تسبیح ایک بس سنی کی ہے	اور جبری اسکی ضد مین بس رکھے
سنی از تسبیح جبری بیخبر	جبری از تسبیح سنی بے اثر	جبری سنی کی نہ تسبیح سے خبر	سنی نہ جبری کی تسبیح سے خبر
این ہمی گوید کہ آن ضال است گم	بیخبر از حال او وز امر قم	کہیں انکو کہ وہ گمراہ ہیں	نے خبر وہ حال محشر سے رکھین
وان ہمی گوید کہ آنرا چہ خبر	جنگشان افگند یزدان از قدر	وہ کہین انکو کہ یہ ہین بیخبر	جنگ رکھی ہین حق نے سر بسر
گوہر ہر یک ہویدا میکند	جنس از ناجنس پیدا میکند	وہ گہر ہر ایک کا ظاہر کرے	جنس کو ناجنس سے ماہر کرے

سے اے تقاضا گر الخ ۹ شعر اے تقاضا کرنے والے تقاضا باطناً مانند جنین کے کرتا ہے اسکے ختم کا سہل کر راستہ بتا دو توفیق دے یا تقاضا چھوڑ او مجھ پر مت رکھ جو تقاضا زر کا مفلس سے کرے اے غنی زر بخش پوشیدہ اسکو قافیہ و نظم صبح و شام کا کس کو طاقت ہے کہ بغیر تیرے دیکھے قافیہ و نظم و تجنیس اے علیم تیرے بندے حکمی ہین از راہ خوف کے تو نے تسبیح خوان کیا ہر ایک چیز کو ذات بے تمیز و با تمیز کو ہر کوئی تسبیح ہر ایک طور پر کہے اور اس کے حال سے وہ بیخبر آدمی نہین جانتا ہے تسبیح جماد کو اور اس عبادت مین جماد استاد ہے بلکہ بہتر مذہبوں سے اے نیک بیخبر اس دوسرے سے ہر ایک ہے یعنے ہر ایک اپنی اپنی تسبیح کرتا ہے اور خود اس سے بیخبر ہے آدمی تسبیح کو نہین جانتا ہے جماد اس عبادت مین خود ایک استاد ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سے جو کہ دو ناطق الخ ۷ شعر جب کہ دو ناطق باہم بیخبر ہون پس کیسے آگاہ ہون یہ دیوار و در بیخبر تسبیح ناطق سے مین ہون اس کس طرح تسبیح جمادون کو سنون ایک ایک تسبیح خاص سنی کی ہے اور اسکی ضد ایک جبری کی ہے جبری سنی کی تسبیح سے بیخبر اور سنی جبری کی تسبیح سے بیخبر یہ انکو کہین کہ وہ گمراہ ہین اور حال محشر سے خبر نہین رکھتے ہین وہ انکو کہین کہ یہ بیخبر ہین انہین جنگ حق نے رکھی ہے سر بسر وہ ہر ایک کا ظاہر گہر کرے جنس کو ناجنس سے ماہر کرے یعنے جبری سنیون کو برا جانین اور آنکے عیبون کو کھولین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

قہر را از لطف داند ہر کسے	خواہ نادان خواہ دانا یا خسے	قہر کو ہر ایک جانے لطف سے	خواہ دانا یا کوئی نادان ہے
لیک لطفے قہر در پنہان شدہ	یا کہ قہرے در دل لطف آمدہ	لطف مین پر قہر پنہان ہو گیا	قہر مین یا لطف پوشیدہ ہوا
کم کسے داند مگر ربانیے	کش بود در دل محک جانیے	کم ہوئی جانے مگر خاصان رب	ہے کسوٹی جان انکے دلمین اب
باقیان این دو گمانے می برند	سوی لانہ خود بیک پرمے پرند	باقی ان دو سے گمان کو رکھتے ہین	ایک پر سے آشیان کو جاتے ہین
علم را دو پر گمان را یک پرست	ناقص آمد ظن بہ پرواز ابترست	علم کے دو پر گمان کا ایک پر	ہے گمان ناقص اڑنے مین بتر

در بیان آنکہ علم را دو پر و گمان را یک پرست

بیان مین اسکے کہ علم کے دو پر اور گمان کا ایک پر ہے

مرغ یک پر زود افتد سرنگون	باز بر پر دو دو گامے یا فزون	مرغ اڑے اک پا سر کے بل گرے	دو قدم یا کچھ سوا جو پھر اڑے
می فتد می خیزد آن مرغ گمان	با یکے پر بر امید آشیان	اڑتا ہے گرتا ہے وہ مرغ گمان	ایک پر سے با امید آشیان
چون ز ظن وا رست علمش رو نمود	شد دو پر آن مرغ پر با واکشود	جو گمان سے چھوٹا علم اسکو ہوا	مرغ دو پر کا ہوا وہ اور اڑا
بعد ازان یمشی سویا مستقیم	نے علی وجہہ مکبا او سقیم	بعدہٗ یمشی سویا مستقیم	نے علی وجہہ مکبا یا سقیم
با دو پر بر مے پرد چون جبرئیل	بے گمان و بے مگر بے قال و قیل	ساتھ دو پر کے اڑے جون جبرئیل	بے گمان بے فکر اور بے قال و قیل
گر ہمہ عالم بگویندش توئی	بر رہ یزدان و دین مستوی	گر تمام عالم کہے اسکو تو ہے	راہ حق پر اور سچے دین پے
او نگردد گرم تر از گفت شان	جان طاق او نگردد جفت شان	انکے کہنے سے نہین خوشتر ہو وہ	جان طاق اسکی نہ انکی جفت ہو
در ہمہ گویند او را گمرہے	کوہ پنداری و تو برگ کہے	گر کہین سب اسکو تو گمراہ ہے	کوہ جانے خود کو تو اک کاہ ہے
او نیفتد در گمان از طعن شان	او نگردد دردمند از طعن شان	وہ طعنون سے گمانمین کب پڑے	اور ان طعنون سے رنجیدہ رہے
بلکہ گر دریا و کوہ آید بہ گفت	گویدش با گمرہی یاری جفت	بلکہ گر دریا و کوہ اسکو کہے	کہ تو گمراہی کا جفت اور یار ہے

سلہ قہر کو الخ ۵ شعر قہر کو لطف سے ہر ایک جانے خواہ دانا یا کوئی نادان ہے لطف مین قہر پوشیدہ ہو گیا اور قہر مین لطف چھپ گیا کوئی کم جانے مگر خاصان حق انکی جان کسوٹی ہے دل مین باقی ان دو سے گمان کو رکھتے ہین اور ایک پر سے آشیانہ کو جاتے ہین علم کے دو پر گمان کا ایک پر ہے گمان ناقص ہے اڑنے مین بدتر ہے یعنے گمان علم کے مقابل مین ناقص و بدتر ہے فافہم ۱۲۔

سلہ مرغ اڑے الخ ۹ شعر ایک پر کا مرغ اڑے اور سر کے بل گرے دو قدم یا کچھ سوا جو کہ پھر اڑے اڑتا ہے اور گرتا ہے وہ مرغ گمان ایک پر سے بامید آشیانہ کے جبکہ گمان سے چھوٹا و علم اسکو ملا مرغ دو پر کا ہوا اور اڑا ترجمہ بعدہ چلتا ہے برابر بقصود نہ منھ کے بل اوندھا گرتا ہے نہ بیمار ہے دو پر کے ساتھ اڑے مانند جبرئیل کے بگمان و بے فکر و بے قال و قیل کے اگر تمام عالم اسکو کہے کہ تو راہ خدا پر و سچے دین پر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ انکے کہنے سے الخ ۹ شعر انکے کہنے سے وہ خوشتر نہین ہو جان طاق اسکی جفت انکی نہو اور اگر اسکو کہین کہ تو گمراہ ہے خود کو کوہ جانے اور تو ایک کاہ ہے ولیکن وہ طعنون سے کب گمان مین پڑے اور ان طعنون سے کب رنجیدہ رہے بلکہ اگر دریا و کوہ اسکو کہو وے کہ تو گمراہی کا جفت اور یار ہے ایک ذرہ خیالون مین نہ پڑے وہ حالی پر مطمئن . وہ فارغ رہے یعنے اگر تمام عالم اسکو برا کہے وہ ایک ذرہ خیالون مین نہ پڑے جیسے معلم لڑکون کے کہنے سے بسبب خیال کے بیمار بنا چنانچہ اسکا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

ہیچ یک ذرہ نیفتد در خیال | مطمئن و موقن و بے احتیال

ایک ذرہ نے خیالوں میں پڑے | حال سے وہ مطمئن قانع رہے

رنجور شدن آدمی بوہم تعظیم خلق و رغبت مشتریان بوے وحکایت معلم کودکان

بیمار ہونا آدمی کا اوپر تعظیم خلق کے اور رغبت مشتریوں کی ساتھ اُسکے اور حکایت لڑکوں کی معلم کی

کودکان مکتبے از اوستاد | رنج دیدند از ملال و اجتہاد
مشورت کردند در تعویق کار | تا معلم در فتد در اضطرار
چون نمی آید ورا رنجوریے | کہ بگیرد چند روز او دورئے
تا رہیم از حبس و از تنگی کار | ہست او چون کوہ خارا برقرار
آن یکی زیرک ترین تدبیر کرد | کہ بگوید اوستا چونی تو زرد
خیر باشد رنگ تو برجا نیست | این اثر یا از ہوا یا از تپی ست
اندکے اندر خیال افتد ازین | تو برادر ہم مدد کن این چنین
چون در آئی از در مکتب بگو | خیر باشد اوستا احوال تو
آن خیالش اندکے افزون شود | کز خیال عاقلے مجنون بود
آن سوم وان چارم و پنجم چنین | در پے ما غم نمایند و چنین
تا چو سی کودک تواتر این خبر | متفق گویند یابد مستقر
ہر یکے گفتش کہ شاباش اے ذکی | باد بختت بر عنایت متکی
متفق گشتند در عہد وثیق | تا نہ گرداند سخن را یک رفیق
بعد ازان سوگند داد او جملہ را | تا کہ غمازے نہ گوید ماجرا

لڑکے[1] اک مکتب کے بس اُستاد سے | رنج پاتے تھے جو کوشش تھی اُسے
مشورت کی اپنی فرصت کے لئے | تا مرض میں یہ معلم بس پڑے
کیوں نہیں آتا مرض اب اسکو ہی | چند مدت تا ہمیں فرصت ملے
تا رہائی ہووے ہمکو قید سے | جو وہ قائم ہے مثال کوہ کے
اُنمیں اک زیرک نے یہ تدبیر کی | کہ کہو اُستاد کیا حالت تری
خیر ہے کیوں رنگ تیرا زرد ہے | یا ہوا کا ہے اثر یا تپ تجھے
کچھ[2] خیال اس سے ہو تھوڑا سا اُسے | تم مدد اُنمیں کرو اس طور سے
جو کہ مکتب میں گھسو تم یہ کہو | خیر ہے اُستاد اب تم کیسے ہو
وہ خیال اُسکا ذرا افزوں ہو | کیونکہ عاقل فکر سے مجنوں ہو
تیسرا چوتھا ویسے پانچواں | میرے پیچھے غم کرے اُسکا عیاں
تیس لڑکوں تک تواتر یہ خبر | متفق کہویں ہو قائم مستقر
بس کہا ہر اک نے شاباش اے ذکی | بخت ہو بیدار تیرا اے اخی
ہو گئے سب متفق اس عہد پے | کہ نہ پھیرے بات کوئی آپ سے
بعدہ اُسنے قسم بس سب کو دی | تا نہ غمازی کرے اُسکی کوئی

[1] لڑکے الخ، شعر لڑکے ایک مکتب کے اُستاد سے رنج پاتے تھے جو کہ اُسکو کوشش تھی مشورہ کیا اپنی فرصت کے لئے تاکہ یہ معلم مرض میں پڑے اسکو مرض کیوں نہیں آتا ہے تاکہ چند مدت ہم کو فرصت ملے تاکہ ہم کو رہائی ہووے قید سے جو کہ وہ قائم ہے مثل کوہ کے ایک زیرک نے اُن میں یہ تدبیر کی کہ اُستاد کو کہا کیا حالت ہے تیری خیر ہے تیرا کیوں رنگ زرد ہے یا ہوا کا اثر ہے یا تجکو تپ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[2] کچھ خیال الخ، شعر کچھ خیال کتھوڑا سا اُسکو ہو امداد اُنمیں اس طور سے کرو کہ جو تم مکتب میں گھسو یہ کہو خیر ہے اُستاد آپ کیسے ہیں وہ خیال اُسکا ذرا زیادہ ہو کیونکہ عقلمند خیال سے مجنون ہو تیسرا چوتھا ایسے ہی پانچواں میرے پیچھے اُسکا غم عیان کرے تیس لڑکوں تک تواتر یہ خبر متفق کہہ دیں تو زیادہ قائم ہووے پس ہر ایک نے کہا شاباش اے ذکی بخت تیرا بیدار رہو اے اخی سب متفق ہوگئے اس عہد پر کہ آپ سے کوئی بات نہ پھیرے بعدہ اُسنے سب کو قسم دی تاکہ غمازی کوئی اُنکی نہ کرے آگے فرق عقلوں کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

بیان آنکه عقول خلق متفاوت ست در اصل فطرت و نزد معتزله متساویست و تفاوت عقول از تحصیل علم ست

بیان اسکا کہ مخلوق کی عقلوں مین فرق ہے اصل پیدائش سے اور معتزلہ کے نزدیک برابر ہے مگر فرق عقلوں مین تحصیل علم سے ہے

رای آن کودک بچربید از همه	عقل او در پیش میرفت از رمه	رای تھا لڑکے کی سب پر غالب ہوئی	عقل اسکی سب پہ سبقت لے گئی
آن تفاوت هست در عقل بشر	در میان شاهدان اندر صور	بس تفاوت عقل کا فطرت مین ہے	شاہدون کی جسطرح صورت مین ہے
زین قبل فرمود احمد در مقال	در زبان پنهان بود حسن رجال	اس قسم سے مصطفےٰ نے بھی کہا	حسن انسان کا زبان مین ہے چھپا
اختلاف عقلها در اصل بود	بر وفاق سنیان باید شنود	اصل مین کل اختلاف عقلون کا ہے	یہ مقولہ سنیون کا جان لے
برخلاف قول اهل اعتزال	که عقول از اصل دارند اعتدال	معتزل ہین برخلاف اس عقل مین	کہ برابر عقل ہے سب اصل مین
تجربه و تعلیم بیش و کم کند	تا یکی را از یکی اعلم کند	تجربہ تعلیم زیادہ کم کرے	تاکہ اک کو ایک سے اعلم کرے
باطل ست این زانکه رای کودکی	که ندارد تجربه در مسلکی	اس سے باطل یہ مقولہ ہو گیا	طفل کی رائے نہ رکھے تجربا
بگذرد ز اندیشهٔ مردان کار	عاجز آید کارشان در مضمار	آزمودون کی وہ گذرے فکر سے	کام انکا رنج سے عاجز کرے
بردمید اندیشهٔ زان طفل خرد	پیر با صد تجربه بوئے نبرد	طفل سے اندیشہ وہ پیدا کرے	کہ نہ بوڑھے کو پتا اسکا لگے
خود فزون آن به که آن فطرت ست	تا ز افزونی که جهد فکرت ست	برتری بہتر جو پیدائش سے ہے	اس فزونی سے کہ جو کوشش سے ہے
تو بگو داده خدا بهتر بود	یا که لنگی راهوارانه رود	تو کہو بہتر خدا کی دین ہے	یا کہ لنگڑا اسپ جو رستہ چلے

در وهم افگندن کودکان استاد را به مکر

وہم مین ڈالنا لڑکون کا اُستاد کو ساتھ مکر کے

روز گشته آمدند آن کودکان	بر همین فکرت بمکتب شادمان	دن ہوا تو آئے سب اس فکر مین	سوے مکتب طفل خوش ہوتے ہوئے

سلہ رائے غالب۔ یہ ۱۱ شعر اس غالب سب پر لڑکے کی ہوئی اور عقل اُسکی سب پر سبقت لے گئی آگے حقائق لکھے ہین پس عقل کا تفاوت فطرت مین ہے جس طرح شاہدون کی صورت مین ہے اُسی قسم سے مصطفےٰ صلعم نے بھی فرمایا ہے کہ حسن انسان مین پوشیدہ ہے اصل مین اختلاف کل عقلون کا ہے یہ مقولہ سنیون کا جان لے اور معتزلہ برخلاف اس عقل مین ہین تجربہ و تعلیم کم و زیادہ کرے تاکہ ایک کو ایک سے اعلم کرے اس سے یہ مقولہ باطل ہو گیا کہ رائے طفل کی کہ تجربہ نہین رکھتی ہے آزمودون کی وہ فکر سے گذرے اُسکا کام رنج سے عاجز کرے وہ اندیشہ طفل سے پیدا ہو کہ بوڑھون کو پتا اُسکا نہ لگے یعنے اہل سنت جماعت کہتے ہین کہ عقلین اصل مین تفاوت رکھتی ہین بموجب حدیث نبوی کے اور معتزلہ کہتے ہین کہ عقلین اصل مین برابر ہین اگر تجربہ و تعلیم سے کم یا زیادہ ہوتی ہین اس سے ثابت ہوا قول اہل سنت و جماعت کا کہ لڑکون کو تجربہ نہین ہوا ہے پس اُنکی عقل اُستاد پر کیون غالب آئی پس برتری و بہتری پیدائش سے ہے اُس زیادتی سے جو کہ کوشش سے ہے تو کہو خدا کی بخشش بہتر ہے یا کہ لنگڑا اسپ راہ چلے آگے حال لڑکون کا ہے فافہم ۱۲۔

سلہ دن ہوا الخ ۵ شعر دن ہوا تو سب اس فکر پر آئے طرف مکتب کے خوش ہوئے سب باہر کھڑے رہے منتظر کہ اندر وہ یار معتبر آئے آگے حقائق ہین چونکہ وہ سرچشمہ رائے کا ہو کیونکہ پانون کا سر ہمیشہ پیشوا ہے اُسکے مقلد تو پیشوا اُسکا مت ہو جو نور فلک سے چشمہ ہوا آگے رجوع بقصہ وہ آیا اور اُستاد کو اُسنے سلام کیا کہا خیر ہے کیون زرد رو تیرا ہوا اُستاد نے کہا مین بیمار نہین ہون تو جا بیٹھ اور مت کہہ اس سے سوا نفی کی ولیکن وہم کا اک غبار اُسکے دل مین ذرا پڑ گیا دوسرا لڑکا آیا اور وہی اُسنے کہا اُسکا وہم اور تھوڑا سا بڑھ گیا اسی طرح وہم بڑھتا گیا یہان تک کہ وہ اپنے حال مین پھنس گیا باقی حال اُسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔

جملہ اُستادند بیرون منتظر	تا درآید از در آن یار مُصر	سب کھڑے باہر رہے بس منتظر	تاکہ اندر آئے وہ یار مُصر
زانکہ منبع او بدست این رای را	سر امام آمد ہمیشہ پائے را	جو وہ سرچشمہ ہوا اس رائے کا	پاؤن کا سر ہے ہمیشہ پیشوا
ای مقلد تو مجو بیشے بر آن	کو بود منبع ز نور آسمان	ای مقلد مت ہو اُس کا پیشوا	جو فلک کے نور سے چشمہ ہوا
او درآمد گفت اُستا را سلام	خیر باشد رنگ رویت زرد فام	آیا اُستا کو سلام اُس نے کیا	خیر ہے کیون زرد رو تیرا ہوا
گفت اُستا نیست رنجے مر مرا	تو برو بنشین مگو یاوہ ہلا	بولا اُستا مین نہین بیمار ہون	جا تو بیٹھ اور مت بک اس سے فزون
نفی کرد اما غبار وہم بد	اندکے اندر دل ناگاہ زد	کی نفی لیکن غبار اک وہم کا	اُسکے دلمین بس ذرا سا پڑ گیا
اندر آمد دیگرے گفت اینچنین	اندکے آن وہم افزون شد برین	دوسرا آیا وہی اُس نے کہا	وہم اُسکا اور تھوڑا سا بڑھا
ہمچنین تا وہم او قوت گرفت	ماند اندر حال خود بس در شگفت	وہم اُسکا اس طرح بڑھتا گیا	یان تلک وہ حال مین اپنے پھنسا

رنجور شدن فرعون بہ وہم از تعظیم خلقان | بیمار ہونا فرعون کا بسبب وہم تعظیم مخلوق کے

سجدۂ خلق از زن و از طفل و مرد	زد دل فرعون را رنجور کرد	سلہ مرد و زن کے سجدہ کرنے نے کیا	جلد تر بیمار دل فرعون کا
گفتن ہر یک خداوند و ملک	آنچنان کردش ز وہمی منہتک	سب کے کہنے سے خداوند و شہا	ایسا اُسکو وہم سے رسوا کیا
کہ بدعوی الٰہی شد دلیر	اژدہا گشت و نمی شد ہیچ سیر	کہ ہوا دعوی خدائی سے دلیر	اژدہا تھا وہ نہین ہوتا تھا سیر
عقل جزوی آفتش وہمست و ظن	زانکہ در ظلمات شد او را وطن	عقل جزوی اُسکو ہے وہم و گمان	کیونکہ تاریکی مین ہے اُسکا مکان
بر زمین گر نیم گز راہے بود	آدمی بے وہم ایمن می رود	گر زمین پر آدھ گز اک راہ ہے	آدمی بے وہم و خوف اُسپر چلے
بر سر دیوار عالی گر روے	گر دو گز عرضش بود کژ میشوی	اونچی گر دیوار پر بس جاے تو	ہو عرض دو گز ہو مگر جھک جائے تو
بلکہ می افتی ز لرز دل بوہم	ترس وہمے را نکو بنگر بفہم	بل پڑے تو لرز دل سے وہم مین	وہم کو ڈر دیکھ لا تو فہم مین

رنجور شدن اُستاد معلم بہ وہم و خیال | بیمار ہو جانا اُستاد معلم کا بسبب وہم و خیال کے

گشت اُستا سخت سست از وہم و بیم	بر جہید و می کشانید او گلیم	سلہ بس پریشان وہم سے اُستا ہوا	اُڑھا کمل اور وہان سے وہ اُٹھا

سلہ مرد و زن الخ، شعر سجدہ کرنے نے مرد و زن کے کیا جلد تر فرعون کا دل بیمار سب کے کہنے نے خداوند و شاہ اُسکو وہم سے ایسا بیمار کیا کہ دعوی خدائی سے دلیر ہوا اژدہا تھا کہ وہ اسیر نہین ہوتا تھا آگے حقائق ہین عقل جزوی اُسکو وہم و گمان ہے کیونکہ تاریکی مین اُسکا مکان ہے اگر زمین پر آدھ گز راہ ہے آدمی بے وہم و خوف اُسپر چلے اگر بلند دیوار پر تو جائے تو لرز دل سے وہم مین پڑے وہم دوڑ کو دیکھ اور فہم مین لا یعنے عقل جزوی کے سبب سے تو وہم و گمان مین نہ پڑے کیونکہ دل تو تاریکی رکھتا ہے اور جنکا دل روشن ہے وہ مقام یقین مین رہتے ہین آگے اُستاد کا حال ہے فافہم ۱۲ سلہ بس پریشان الخ ہ شعر بس اُستاد وہم سے پریشان ہوا اور کمل اوڑھا اور وہان سے اُٹھا عورت پر غصہ ہوا کہ بیوفا نے اول حال نہ میرا پوچھا نہ خبر مجکو کی میرے رنگ سے اور وہ چھوٹے کاہے مجھے ننگ سے وہ اپنے جلوۂ حسن مین مست ہے اور تیز میری بیماری کہنے سے آیا اور وہ دروازہ خشم سے کھولا اور لڑکے سب پیچھے معے اُستاد کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

خشمگین با زن که مهر اوست سست / من بدین حالم نپرسید او نخست
خود مرا آگه نکرد از رنگ من / قصد دارد تا رهد از ننگ من
او بحسن و جلوهٔ خود مست گشت / بیخبر کز بام من افتاد طشت
آمد و در را به تندی برگشاد / کودکان اندر پی آن اوستاد
گفت زن خیرست چون زود آمدی / که مبادا ذات نیکت را بدی
گفت کوری رنگ و حال من ببین / از غم بیگانگان اندر حنین
تو درون خانه از بغض و نفاق / می نه بینی حال من در احتراق
گفت زن ای خواجه عیبی نیستت / وهم و ظن و لاش بی معنیستت
گفت ای غر تو هنوزی در لجاج / می نه بینی در تغیر و ارتجاج
گر تو کور و کر شدے مارا چه جرم / ما درین رنجیم و در اندوه و گرم
گفت اے خواجه بیارم آئینه / تا بدانی که ندارم من گنه
گفت رو رو چه تو چه آئینه ات / دائما در بغض و کینے و عنت
جامهٔ خواب مرا زو گستران / تا بخسپم که سر من شد گران
زن توقف کرد مردش بانگ زد / کای عدو زوتر ترا این می سزد

غصہ عورت پر ہوا کہ بے وفا / پہلے حال اُسکے نہ پوچھا یہ مرا
نہ خبر کی مجھکو میرے رنگ سے / ہی ارادہ چھوٹے میری ننگ سے
اپنے جلوہ حسن مین وہ مست ہی / بیخبر گرنے سے بیماری مرے
آیا اور دروازہ کھولا خشم سے / لڑکے سب پیچھے تھے اُس استاد کے
[۱]بولی عورت خیر ہی جلد آئی کیون / کہ طبیعت کیا ہوئی تیری زبون
بولا اندھی دیکھ میرا رنگ و حال / دوسرون کے غم مین رکھتی ہی ملال
گھر مین اب بغض و نفاق اپنے سے تو / دیکھتی کب میرے ابتر حال کو
بولی عورت کچھ نہ بیماری تجھے / ہی گمان و وہم بے معنی تجھے
بولا قحبہ ہے تجھے پرخاش ابھی / نے تغیر دیکھے نہ لرزہ کو بھی
[۲]تو ہے اندھی بہری میرا کیا گناہ / مین رکھون یہ رنج و غم و درد و آہ
بولی ای خواجہ مین لاؤن آئینہ / تاکہ جانے تو کہ میرا کیا گنہ
بولا جا جا کیا تو اور کیا آئینہ / بغض و کینہ مین سدا تو مبتلا
جا بچھا دے تو مرا اب بسترا / تاکہ مین سوؤن ہی بھاری سر مرا
ٹھہری عورت مرد نے اس سے کہا / دیر مت کر جلد لا تو بسترا

و جامۂ خواب افگندن اُستاد و نالیدن او بوہم رنجوری

لیٹ جانا بستر پر اُستاد کا اور رونا اسکا وہم بیماری سے

جامه خواب آورد و گسترد آن عجوز / گفت امکان نه و باطن پر ز سوز
گر بگویم متهم دارد مرا / ور نگویم جد شود این ماجرا

[۳]لاکے بستر کو بچھایا اُسنے پر / یہ نہین سکتی وہ باطن پر شرر
گر کہون مین متہم مجھکو کرے / چپ جو رہون ماجرا بالکل بڑھے

سلہ بولی الخ ۵ شعر عورت نے کہا خیر ہے جلد آئیے کیون کہ طبیعت بیمار تیری کیا ہوئی کہا کہ اندھی دیکھ میرا رنگ حال دوسرون کے غم مین ملال رکھتی ہے تو گھر مین اپنے بغض و نفاق سے میرے ابتر حال کو کب دیکھتی ہے عورت نے کہا کہ کچھ بیماری تجھکو نہین ہے تجھکو گمان بیہودہ ہے کہا اے قحبہ ابھی تجھکو پرخاش ہی نہ تغیر و لرزہ کو دیکھتی ہی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔
سٹہ تو ہے الخ ۵ شعر تو اندھی و بہری ہے میرا کیا گناہ ہے مین رکھتا ہون یہ رنج و درد و غم و آہ عورت نے کہا کہ اے خواجہ مین آئینہ لاؤن تاکہ تو جانے کہ میرا کچھ گناہ نہین ہے کہا کہ جا جا تو کیا تیرا آئینہ کیا و بغض و کینہ مین تو سدا مبتلا ہے تو جا بچھا دے بستر تاکہ مین سوؤن میرا بھاری سر ہے عورت ٹھہری مرد نے اُس سے کہا دیر مت کر جلد تو بستر لا۔ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔
سٹہ لاکے الخ ۲ شعر بستر لاکر اُس نے بچھا دیا و لیکن کہہ نہین سکتی تھی و باطن پر شرر تھا اگر مین کہون وہ مجکو متہم کرے اور اگر چپ رہون بالکل ماجرا بڑھے آگے متعلق اسکے ہین فافہم ۱۲۔

فال بد رنجور گرداند ہمے　　آدمی را کہ نبودستش غمے
قول پیغمبر قبولہ یفرض　　ان تمارضتم لدینا تمرضوا
گر بگویم او خیالے بد زند　　فعل دار وزن کہ خلوت میکند
مر مرا از خانہ بیرون مے کند　　بہر فسقے فعل افسون میکند
جامہ خواب افگند استاد و فتاد　　آہ آہ و نالہ از وے می بزاد
کودکان آنجا نشستند و نہان　　درس میخواندند با صد اندہان
کاین ہمہ کردیم و ما زندانیم　　بد بنائے بود و ما بد بانی ایم
ہین دگر اندیشۂ باید نمود　　تا ازین محنت فرج یابیم زود

فال ہے بد بیمار انسان کو کرے　　کہ تدارک کچھ نہ اسکا ہو سکے
قول پیغمبر کو مانو یفرض　　ان تمارضتم لدینا تمرضوا
گر کہون مین بد خیال آوے اُسے　　کوئی مطلب ہے کہ جو خلوت چہتی ہے
گھر سے باہر وہ نکالے بس مجھے　　فسق کو یہ مکر و افسون کرتی ہے
اُسنے لاکر کے بچھایا بسترا　　لیٹا اُستاد آہ و نالہ کرتا تھا
لڑکے اس جا آن کر بیٹھے نہان　　درس کرتے تھے مگر غمگین وہان
ہمنے سب کچھ یہ کیا پر قید ہین　　یہ بنا ہم نے بُری کی کیا کرین
دوسری تدبیر کرنا چاہیے　　تا کہ اس محنت سے بس فرصت ملے

دوم بار در وہم افگندن اُستاد را کہ ما را از قرآن خواندن صداع آید و در دسر افزاید

دوبارہ وہم مین ڈالنا اُستاد کو کہ اُسکو قرآن پڑھنے سے درد سر زیادہ ہو۔

گفت آن کودک کہ ای قوم پسند　　درس خوانید و کنید آواز بلند
چون ہمی خوانند گفتای کودکان　　بانگ ما استاد را دارد زیان
درد سر افزایدِ استا را ز بانگ　　ارزد این کو درد یابد بہر دانگ
گفت استا راست میگوید روید　　درد سر افزون شد بیرون روید
سجدہ کردند و بگفتند اے کریم　　دور بادا از تو رنجوری و بیم
پس برون جستند سوی خانہا　　ہمچو مرغان در ہوائے دانہا

بولا وہ لڑکا کہ اے قوم پسند[۲]　　اب پڑھو قرآن باآواز بلند
جو پڑھا بولا اے لڑکو اوستا　　اس صدا سے پاتا ہے نقصان سوا
درد سر اُستا کو ہو آواز سے　　کب ہے لائق زر کی خاطر درد دے
بولا اُستا سچ تو کہتا ہے بھلا　　جاؤ تم اب درد سر افزون ہوا
پس کیا سجدہ و بولے ای کریم　　دور تجھ سے ہو یہ تیرا رنج و بیم
پس گئے وہ گھر کی جانب اُڑ اُڑ کے　　جس طرح دانہ پہ جاتا مرغ ہے

سلہ فال بد الخ یہ شعر فال بد انسان کو بیمار کرے کہ اُسکا روک کچھ نہو سکے قول پیغمبر کا مانو فرض ہے ترجمہ اگر مرض کو اپنے اوپر رکھو گے مریض ہو جاؤ گے آگے رجوع بقصہ ہے اگر مین کہون تو اُسے خیال بد آئے کہ کوئی مطلب ہے جو خلوت چاہتی ہے وہ گھر سے باہر نکالے مجھے فسق کو یہ مکر و افسون کرتی ہے اُسنے لاکر بستر بچھایا اُستاد لیٹا اور آہ و نالہ کرتا تھا لڑکے اُس جگہ آکر پوشیدہ بیٹھے اور درس کرتے تھے مگر غمگین تھے ہمنے یہ سب کچھ کیا و لیکن قید ہین یہ بنا بُری کی اب کیا کرین اب دوسری تدبیر کرنا چاہیے تا کہ اس محنت سے فرصت ملے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ بولا الخ یہ شعر اس لڑکے نے کہا کہ اے قوم پسند اب قرآن پڑھو آواز بلند سے جو پڑھا کہا کہ اے لڑکو اُستاد اس صدا سے نقصان پاتا ہے سوا درد سر اُستاد کو ہو آواز سے لائق کب ہے کہ زر کی خاطر درد دے کہا اُستاد نے کہ تو سچ کہتا ہے جاؤ تم اب درد سر زیادہ ہوا پس سجدہ کیا اور کہا کہ اے کریم تجھ سے دور ہو یہ رنج و خوف پس وہان سے وہ گھر کو اُڑے جس طرح مرغ دانہ پہ جاتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

خلاصی کودکان از مکتب بدین مکر و سوال مادران از ایشان

مادران شان خشمگین گشتند و گفت   روز کتاب و شما با لہو جفت
وقت تحصیل ست اکنون و شما   میگریزید از کتاب و اوستا
عذر آوردند کای مادر بالیست   این گناه از ما و از تقصیر نیست
از قضای آسمان استاد ما   گشت رنجور و سقیم و مبتلا
مادران گفتند مکرست و دروغ   صد دروغ آرید بہر طمع دوغ
ما صباح آییم پیش اوستا   تا ببینیم اصل این مکر شما
کودکان گفتند بسم اللہ روید   بر دروغ و صدق ما واقف شوید

رہائی پانا لڑکون کا مکتب سے ساتھ اس مکر کے اور سوال کرنا ماؤن کا اُن سے

سلہ غصہ ہو کر انکی ماؤن نے کہا   کھیلتے ہو کیون نہین تمنے پڑھا
وقت تحصیل علوم اب کس لیئے   بھاگتے ہو تم کتاب استاد سے
عذر لائے کہ ای مان تو مت کہی   یہ گنہ ہم سے نہ اور تقصیر ہے
کہ قضائے آسمان سے اوستا   ہو گیا بیمار اور وہ مبتلا
بولین مائین جھوٹ ہے اور مکر ہے   حیلے سوہین کھیلنے کیواسطے
صبح کو ہم پاس استاد کے چلین   اصل کو اس مکر کے ہم دیکھ لین
بولے سب لڑکے کہ بسم اللہ چلو   جھوٹ سچ کو تم ہمارے جان لو

بعیادت رفتن مادران علی الصباح معلم فرزندان را

بامدادان آمدند آن مادران   خفتہ استا ہمچو بیمار گران
ہم عرق کردہ ز بسیاری لحاف   سر ببستہ رو کشیدہ در سجاف
آہ آہی میکند آہستہ او   جملگان گشتند ہم لاحول گو
خیر باشد اوستاد این درد سر   جان تو ما را نبودہ زین خبر
گفت من ہم بیخبر بودم ازان   آگہم کردند این مادر غران
من بدم غافل بشغل قال و قیل   بود در باطن چنین رنجی ثقیل
چون بجد مشغول باشد آدمی   او ز دید رنج خود باشد عمی
از زنان مصر یوسف شد سمر   جملہ از مشغولی خود بیخبر

عیادت کو جانا ماؤنکا معلم فرزندون کے پاس صبح کو

سلہ صبح کو مائین گئین تو اوستاد   مثل بیمارون کے تھا سویا ہوا
تھا لحافون سے پسینہ بس آ رہے   منہ چھپایا سر کو باندھا درد سے
کرتا تھا بس آہ آہ آہستہ وہ   سنتے بس اُس دم پڑھا لاحول کو
سلہ خیر ہے اُستاد نے ہمکو خبر   جان تیری کو ہوا یہ درد سر
بولا مین بھی بیخبر بس اس سے تھا   قحبہ زادون نے مجھے آگہ کیا
شغل قال و قیل مین غافل مین تھا   رنج ایسا بس مرے باطن مین تھا
آدمی مشغول جو کوشش مین ہو   دیکھنے سے رنج کے اندھا ہو وہ
عورتون سے مصر کے یوسف نشان   اپنی مشغولی سے وہ سب بیخبر

سلہ غصہ الخ، شعر انکی ماؤن نے غصہ ہو کر کہا کہ کیون کھیلتے ہو تم نے نہین پڑھا وقت تحصیل علوم، اب کس لئے تم بھاگتے ہو کتاب و استاد سے عذر کیا کہ ای مان تو مت کہے یہ گناہ ہم سے نہین ہے بلکہ قضائے آسمان سے اُستاد بیمار ہو گیا اور مبتلا ماؤن نے کہا کہ جھوٹ ہے اور مکر ہے سوجھتا ہے کھیلنے کے لئے ہم صبح کو اُستاد کے پاس جائین اور اس مکر کی اصل کو ہم دیکھ لین لڑکون نے کہا کہ بسم اللہ تم چلو اور جھوٹ سچ کو تم ہمارے جان لو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ صبح کو ۲ شعر صبح کو مائین گئین تو استاد بیمار کے مانند سویا ہوا تھا لحاف سے اسکو پسینا تھا منہ چھپایا تھا اور سر کو درد سے باندھا تھا وہ آہستہ آہستہ آہ آہ کرتا تھا سب نے اسوقت لاحول کو پڑھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ خیر ہے الخ شعر خیر ہے اُستاد ہمکو خبر نہین کہ تیری جان کو یہ درد سر ہوا کہا کہ مین بھی بیخبر اس سے تھا قحبہ زادون نے مجھے آگاہ کیا مین شغل قال و قیل مین غافل اور ایسا رنج میرے باطن مین تھا آگے حقائق لکھے ہین جو آدمی مشغول کوشش مین ہو وہ رنج کے دیکھنے سے اندھا ہو جائے اسکی مثال ہے یوسف عم مصر کے عورتون سے مشہور اور وہ سب اپنے مشغولی سے بیخبر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پارہ پارہ کردہ ساعدہای خویش — روح والا کو نہ پس داند نہ پیش
ای بسا مرد شجاع اندر حراب — کہ ببُرد دست یا پایش ضراب
او ہمہ دست آورد در گیر و دار — بر گمان آنکہ ہست او برقرار
خود نہ بیند دست رفتہ در ضرر — خون ازو بسیار رفتہ بے خبر

ٹکڑے ٹکڑے ہاتھ اپنے کو کیا[1] — روح والا پیش و پس نے جانتا
ای بہت مرد قوی کے جنگ مین — ہاتھ پانون ضرب سے بس کٹتے ہین
وہ انھین ہاتھون سے حربہ کرتے ہین — اس گمان پر کہ درستی رکھتے ہین
دیکھتے ہین نہ کٹے ہاتھ اپنے پر — خون جاتا ہی بہت وہ بے خبر

در بیان آنکہ تن روح را چون لباسی ست و این دست آستین دست روح ست و این پاے موزہ پاے روح

بیان مین اُسکے کہ بدن روح کو مانند لباس کے ہے اور یہ ہاتھ آستین روح کی ہے اور یہ پانون موزہ روح کے پانون کا ہے

تا بدانی کہ تن آمد چون لبیس — رو بجو لابس لباسے را ملیس
روح را توحید اللہ خوشتر ست — غیر ظاہر دست و پاے دیگر ست
دست و پا در خواب بینی ایتلاف — آن حقیقت دان مدانش از گزاف
آن تویی کہ بے بدن داری بدن — پس مترس از جسم جان بیرون شدن
روح دارد بے بدن بس کاروبار — مرغ باشد در قفس بس بے قرار
باش تا مرغ از قفس آید برون — تا ببینی ہفت چرخ او را زبون
یک حکایت گویمت گر بشنوی — در حقیقت بر حقیقت بگروی

جونسا لباس آیا بدن مین ڈھونڈھ تو[2] — پہننے والے کو نے ملبوس کو
روح کو توحید حق ہے خوشنما — ہاتھ پانون اور ہین انکے سوا
ہاتھ پانون خواب مین دیکھے ملا — وہ حقیقت جان تو نے جھوٹ لا
بے بدن کے ہی بدن وہ تو ہی ہے[3] — جان تن سے جانے سے تیری مت ڈر کہ
بے بدن کے جان کرتی ہی کاروبار — مرغ ہوتا ہی قفس مین بے قرار
ٹھہر تا باہر قفس سے مرغ ہو — پہونچ جانے ساتھ افلاک کو دو
اک حکایت کہتا ہون گر تو سنے — تا حقیقت کا تو گرویدہ رہے

حکایت آن درویش کہ در کوہ خلوت کردہ بود و بیان حلاوت انقطاع و خلوت و داخل شدن درین منقبت

حکایت اُس درویش کی کہ پہاڑ مین خلوت اختیار کی تھی اور بیان لذت قطع تعلقات اور داخل ہونا اس منقبت مین

[1] ٹکڑے ٹکڑے الخ یہ شعر ہاتھ کو ٹکڑے ٹکڑے کیا روح والا پیش و پس نہین جانتی ہین ای بہت مرد بہادر کے جنگ مین ہاتھ پانون کٹتے ہین ضرب سے وہ انھین ہاتھون سے حربہ کرتے ہین اس گمان پر کہ درستی رکھتے ہین اپنے ہاتھ کٹے نہین دیکھتے ولیکن خون بہت رہتا ہی اور وہ بیخبر ہین یعنے انسان حالت مشغولی خود سے بیخبر ہوتا ہے گو کہ جسم کٹے روح کو اس سے کچھ خبر نہین ہوتی ہے چنانچہ آگے جان و تن کا حال مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲ [2] جون لباس الخ یہ شعر مانند لباس کے بدن آیا تو ڈھونڈھ پہننے والے کو نہ ملبوس کو روح کو توحید حق کی خوشنما ہے اور ہاتھ پانون روح کے اور ہین انکے سوا ہاتھ پانون خواب مین تو نے دیکھے وہ حقیقت تو جان جھوٹ نہین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] بے بدن الخ یہ شعر بے بدن کے ایک بدن ہے وہ تو ہی ہے جان تیرے تن سے جانے تو مت ڈر بے بغیر بدن کے جان کاروبار کرے مرغ قفس مین بیقرار ہوتا ہے تو ٹھہر کہ مرغ قفس سے باہر ہو اور سات افلاک کو وہ پہونچ جانے مین ایک حکایت کہتا ہون اگر تو سنے تا حقیقت مین گرویدہ رہے یعنے اس جسم کے سوا اللہ ایک جسم نورانی ہے کہ وہ بغیر اس جسم عنصری کے کام کرتا ہی اور افلاک سے بڑھ کر جاتا ہے یہ تو حکایت سن کر تو راغب حقیقت کا ہووے چنانچہ وہ حکایت آگے ہے فافہم ۔

که انا جلیس من ذکرنی وانیس من استانس بی
گر با همه‌ای چو بی منی بی همه‌ای ور بی همه‌ای چو با منی با همه‌ای

که انا جلیس من ذکرنی وانیس من استانس بی
گر با همه‌ای چو بی منی بی همه‌ای ور بی همه‌ای چو با منی با همه‌ای

بود درویشی بکهسارے مقیم | خلوت او را بود همخواب و ندیم
چون ز خالق میرسید او را شمول | بود از انفاس مرد و زن ملول
همچنان که سهل شد ما را حضر | سهل شد قومی دیگر را سفر
آنچنان که عاشقی بر سروری | عاشق ست آن خواجه بر آهنگری
هر کسے را بهر کارے ساختند | میل آن را در دلش انداختند
دست و پا بے میل جنبان کے شود | خار و خس بے آب و بادی کے رود
گر بہ بینی میل خود سوے سما | پر دولت بر گشا همچون هما
ور بہ بینی میل خود سوی زمین | نوحه میکن هیچ منشین از حنین
عاقلان خود نوحها پیشین کنند | جاہلان آخر بسر برمے زنند
ز ابتداے کار آخر را ببین | تا نباشی تو پشیمان یوم دین

[۱] کوہ مین درویش اک بس تھا مقیم | اسکی ہمصحبت تھی خلوت اور ندیم
جو کہ تھا اللہ سے اسکو وصال | مرد و زن کے نفس سے رکھتا ملال
ہوگیا جیسے ہمین آسان حضر | دوسری ہم قوم کو آسان سفر
جیسے تو محبوب رکھے سروری | خواجہ کو مرغوب ہے آہنگری
[۲] ہر کسی کو کام کے لائق کیا | ولمین اسکے اسکی رغبت کو رکھا
کب ہلین بے خواہشون کے دست و پا | کب واہون خار بے آب و ہوا
دیکھے رغبت اپنی تو سوئے سما | کھول پر دولت کا تو مثل ہما
دیکھے رغبت اپنی تو سوئے زمین | نالہ کر اور بیٹھ تو اندوہگین
نالہ اول سے کرین ہین عاقلان | اور سر پیٹے ہین آخر جاہلان
دیکھ انجام ابتدا مین کام کے | تا نہ محشر مین پشیمان تو رہے

دیدن زرگر عاقبت کار را و سخن بر وفق عاقبت گفتن با مستعیر ترازو

دیکھنا زرگر کا انجام کام کو اور باتین کرنا موافق انجام کے ساتھ استعارہ ترازو کے

آن یکے آمد به پیش زرگرے | که ترازو ده که بر سنجم زرے
گفت خواجه رو مرا غربال نیست | گفت میزان ده برین تسخر مایست

[۳] پاس اک زرگر کے آیا اک بشر | دے ترازو دو مجھے تولون مین زر
بولا وہ چلنی نہ میرے پاس ہے | بولا میزان دے تمسخر مت کرے

[۱] کوہ مین الخ ۴ شعر ایک درویش پہاڑون مین مقیم تھا خلوت اسکی ہم صحبت اور ندیم تھی جو کہ اللہ سے اسکو وصال تمام مرد و زن کے نفس سے ملال رکھتا تھا آگے اسکی مثال ہے جیسے ہم کو حضر آسان ہے دوسری قوم کو سفر آسان ہے جیسے تو سروری محبوب رکھے خواجہ کو آہنگری مرغوب ہے فافہم ۱۲۔

[۲] ہر کسی کو الخ ۶ شعر ہر کسی کو ایک کام کے لائق کیا دل مین اسکے اسکی رغبت کو رکھا کب بغیر خواہش کے دست ہلین اور خار و خس بغیر ہوا کے روان ہون اگر تو اپنی رغبت آسمان کی جانب دیکھے پر دولت کو تو کھول مثل ہما کے اور اگر اپنی رغبت دیکھے طرف زمین کے نالہ کر اور بیٹھ تو غمگین نالہ اول سے عقلمند کرتے ہین اور سر پیٹتے ہین آخر کو جاہل ابتدا سے کام مین انجام دیکھ تا محشر مین تو پشیمان نہ رہے یعنے حق تعالی نے ہر ایک کو ایک کام کے واسطے پیدا کیا اور اسی کام کی رغبت اسکے دل مین ڈالی دو عقلمند ہے کہ اول مین انجام کو دیکھے جیسے ایک زرگر انجام بین تھا چنانچہ اسکی حکایت آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

[۳] پاس الخ ۵ شعر ایک شخص ایک زرگر کے پاس آیا کہ ترازو دے مین زر کو تولون کہا کہ تو جا میرے پاس چلنی نہین ہے کہا کہ میزان دے تمسخر مت کر کہا کہ جا اور میری دکان پر نہین ہے کہا بس کر اور مزاح مت کر مین ترازو تجھ سے چاہتا ہون کہ دے تو بہرا مت ہو اور ہر طرف مت پھر کہا مین بات سنتا

گفت جاروبے ندارم بر دکان / گفت بس بس این مضاحک را بمان
من ترازوئے کہ میخواہم بدہ / خویشتن را کر مکن ہر سو مجہ
گفت بشنیدم سخن کر نیستم / تا نپنداری کہ بے معنیستم
این شنیدم کہ پیرے مرتعش / دست لرزان جسم تو نا منتعش
فہم کردم یک پیر ناتوان / دستت از ضعفست لرزان ہر زمان
وان زر تو ہم قراضہ خورد و مرد / دست لرزد پس بریزد زر خرد
پس بگوئی خواجہ جاروبے بیار / تا بجویم زر خود را از غبار
چون بروبی خاک را جمع آوری / گوئیم غربال خواہم اے اخی
من ز اول دیدم آخر را تمام / جائے دیگر رو ازینجا و السلام
ہر کہ اول بین بود اعمیٰ بود / ہر کہ آخر بین چہ با معنی بود
ہر کہ اول بنگرد پایان کار / اندر آخر او نگردد شرمسار
حکم چون بر عاقبت اندیشی است / پادشاہی بندۂ درویشی است
عاقبت بینان بوند اہل رشاد / در نگر واللہ اعلم بالسداد
این سخن پایان ندارد راز گوے / قصۂ آن مرد زاہد باز گوے
کن تمام اکنون حدیث شیخ فرد / کاندران کہسار بودش خو بہ خود

بولا نے جھاڑو ہے دوکان پر مرے / بولا بس کر یہ مذاق اب مت کری
مین ترازو تجھ سے چاہتا ہون کہ دے / بہرا مت ہو اور ہر سو مت پھرے
بولا سنتا بات ہون بہرا نہین / تا کہ تو جانے مین بے معنی نہین
یہ سنا پر رعشہ پیری سے ترے / ہاتھ کانپے اور لاغر جسم ہے
سمجھا پر پیری سے تو ہے ناتوان / ہاتھ کمزوری سے کانپے ہر زمان
اور وہ زر ریزہ ریزہ ہے ترا / ہاتھ کانپے زر وہ گر جاوے ترا
پس کہے تو خواجہ جھاڑو مجکو دے / تا کہ ڈھونڈھون زر کو اپنے خاک سے
خاک کو تو جھاڑ کر جمع کرے / پھر کہے چلنی تو بھائی دے مجھے
مین نے اول دیکھا آخر کو تمام / جا کہین تو جا یہان سے والسلام
دیکھے جو اول کو بس اندھا ہے وہ / دیکھے جو آخر کو با معنا ہے وہ
دیکھتا اول جو ہے انجام کار / ہوتا آخر کو نہین ہے شرمسار
حکم جو کہ آخر اندیشی پہ ہے / شاہی بس موقوف درویشی پہ ہے
ہوتے آخر بین ہین بس اہل صواب / دیکھ تو واللہ اعلم بالصواب
بات یہ بے انتہا ہے راز گو / مرد زاہد کا تو قصہ پھر کہو
بات کر شیخ مجرد کی تمام / کوہ مین رکھتا تھا وہ خواب طعام

بقیہ قصۂ آن زاہد کوہی کہ نذر کردہ کہ میوہ کوہی از درخت باز نگیرم و درخت نفشانم و کسے را نگویم بصریح و کنایت کہ بفشان تا آن را بخورم مگر آنکہ باد از درخت افگندہ باشد

باقی قصہ اُس زاہد کوہی کا کہ عہد کیا تھا کہ میوہ درخت کوہی سے نہ توڑونگا اور نہ درخت کو خود ہلاؤنگا اور نہ کسی سے اشارۃً و صراحۃً کہونگا کہ تم توڑ دو مین کھاؤن ہان مگر وہ کہ ہوا درخت سے گرا دے

سلہ یعنی الخ شعر مین نے سنا و لیکن رعشہ پیری سے تیرے ہاتھ کانپین اور لاغر جسم ہے مین سمجھا و لیکن تو پیری سے ناتوان ہے اور کمزوری سے ہاتھ کانپے ہر وقت اور زر تیرا ریزہ ریزہ ہے ہاتھ کانپے اور وہ تیرا زر گر جاوے پس تو کہے کہ اے خواجہ جھاڑو مجکو دے تاکہ اپنے زر کو مین ڈھونڈھون خاک سے تو خاک کو جا کر جمع کرے پھر تو کہے کہ بھائی چھلنی مجکو دے مین نے اول دیکھا انجام کام کو تمام اور کہین تو جا و السلام فافہم ۱۲

سلہ دیکھے الخ شعر جو اول کو دیکھے وہ اندھا ہے اور جو آخر کو دیکھے وہ با معنے ہے جو اول دیکھتا ہے انجام کار وہ آخر کو نہین ہوتا ہے شرمسار جو کہ حکم آخر اندیشی پہ ہے شاہی درویشی پر موقوف ہے اہل صواب آخر بین ہوتے ہین تو دیکھ اللہ خوب جانتا ہے یہ بات بے انتہا ہے اے راز گو مرد زاہد کا پھر قصہ کہہ بات شیخ مجرد کی تمام کر جو کہ کوہ مین رکھتا تھا خواب و طعام یعنے جو انجام بین ہین وہ درویشی مین شاہی کرتے ہین آگے قصہ زاہد کوہ نشین کا ہے فافہم ۱۲

اندر ان کہ بود اشجار و ثمار	سیب و امرود و انار و بے شمار	کوہ۱ مین پھل کے درخت از بسکہ تھے	سیب انار امرود کی وہ قسم سے
قوت آن درویش بود آن میوہ ہا	غیر آن چیزے نخوردے دائما	قوت اُس درویش کا میوے تھے وہ	اُس سوا کھاتا نہ کوئی چیز کو
گفت آن درویش یارب با تو من	عہد کردم کہ نہ چینم در زمن	بولا درویش اے خدا مین اس گھڑی	عہد کرتا ہون نہ توڑونگا کبھی
خود نہ چینم میوہ را در کل حین	نیز غیرے را نگویم کہ بچین	خود نہین توڑونگا میوہ آپ سے	نے کہونگا غیر کو کہ توڑ دے
جز ازان میوہ کہ باد انداز دش	من نہ چینم از درخت منتعش	ہان وہ میوہ جو ہوا سے خود گرے	مین چنون اور خود نہ توڑون پیڑ سے
مدتے بر نذر خود بودش وفا	تا در آمد امتحانات خدا	عہد پر اپنے کی اک مدت وفا	یان تلک کہ امتحان حق نے کیا
زین سبب فرمود استثنا کنید	گر خدا خواہد بہ پیمان بر زنید	۲انشاء اللہ کو کہا اسواسطے	عہد گر چاہے خدا پورا کرے
زانکہ حکم کار در دست من ست	اختیار جملگان الیت من ست	کام اجرا کیونکہ میرے ہاتھ ہے	اختیار اب کل مری قبضہ مین ہے
ہر زمان دل را دہم میل دگر	ہر زمان بر دل نہم داغ جگر	ہر گھڑی دل کو مین رغبت اور دون	ہر گھڑی داغ جگر دل پر رکھون
کل اصباح لنا شان جدید	کل شی عن مرادی لا یحید	کل اصباح لنا شان جدید	کل شی عن مرادی لا یحید
در حدیث آمد کہ دل ہمچون پری ست	در بیابانی اسیر صرصری ست	ہے حدیث اندر کہ دل جون پر ہی	قید صحرا مین وہ بس صرصر کے ہی
باد پر را ہر طرف راند گزاف	گہ چپ و گہ راست با صد اختلاف	ہر طرف پر کو اڑاتی ہے ہوا	گاہ اُلٹا گاہ سیدھا جابجا
در حدیث دیگر این دل دان چنان	کاب جوشان ز آتش اندر قازغان	۳ہے حدیث اندر کہ دل پر جوش ہے	جیسے پانی دیگ مین ہو آگ سے
ہر زمان دل را دگر رائے بود	آن نہ از وے لیک از جائے بود	دل کو ہر دم اور ہی اک رائے ہے	وہ نہ اُس سے لیکن اور ہی جا سے ہے
پس چرا ایمن شوی بر رای دل	عہد بندی تا شوے آخر خجل	کس لئے ہے تم کو دل کی رائے پر	ہو وے آخر عہد سے شرمندہ تر
این ہم از تاثیر حکم ست و قدر	چاہ مے بینی و توانی حذر	حکم حق کی یہ بھی ہے تاثیر سے	چاہ دیکھے اور نہ اُس سے بچ سکے
نیست خود از مرغ پران این عجب	کو نہ بیند دام وافتد در عطب	نہ تعجب اڑنے والے مرغ سے	دام سے دیکھے ہلاکت مین پڑے

۱ کوہ مین الخ۔ شعر کو ہ مین درخت میوے کے از حد تھے قسم سیب و انار و امرود کے وہ میوے قوت اس درویش کے تھے اُسکے سوا چیز کھاتا نہین تھا درویش نے کہا کہ مین اس گھڑی عہد کرتا ہون کہ کبھی نہ توڑونگا آپ سے اور غیر سے نہین کہونگا کہ توڑ دے ہان وہ میوہ کہ جو خود ہوا سے گرے مین چنون اور خود نہ توڑون درخت سے اپنے عہد پر ایک مدت وفا کی یہان تک کہ امتحان حق نے لیا فافہم ۱۲۔

۲ انشاء اللہ الخ۔ شعر انشاء اللہ کو اسواسطے کہا کہ خدا عہد کو چاہے پورا کرے کیونکہ سبب کام کا اجرا میرے ہاتھ میں ہے اور اختیار اب میرے قبضہ مین ہین مین ہر گھڑی دل کو رغبت دون اور ہر گھڑی داغ دل پر رکھون ترجمہ میرے واسطے نئی شان ہے ہر شے میری خواہش سے رغبت نہین کرتی حدیث مین ہے کہ دل مانند پر ہے اور صحرا مین وہ قید صرصر کا ہوا ہے پر کو ہر طرف اُڑاتی ہے کبھی اُلٹا کبھی سیدھا جابجا لے جاتی ہے یعنے انشاء اللہ تعالیٰ اسواسطے ہے کہ حق وعدہ کو پورا کرتا ہے پس اُس درویش صحرا نشین نے انشاء اللہ نہین کہا اسواسطے حق نے اُسکا امتحان لیا باقی اسکا حال آگے ہے فافہم ۱۲۔ ۳ ہے حدیث الخ۔ شعر حدیث مین ہے کہ دل پر جوش ہے جیسے پانی دیگ مین آگ سے جو دل پر ہوم ایک رائے اور ہی ہر دم اُس سے نہین اور ہی جگہ سے ہے پس کسواسطے دل کی رائے پر بیغم ہے آخر عہد سے شرمندہ ترجمہ یعنے ہر عہد پر انشاء اللہ کہنا چاہیے کہ امتحان شرمندہ و خجل نہو یہ بھی حکم حق کی تاثیر سے ہے چاہ دیکھے اور اُس سے بچ نہ سکے اُڑنیوالے مرغ سے تعجب نہین ہے کہ دام نہ دیکھے اور ہلاکت مین پڑے یہ تعجب ہے کہ دام کو دیکھے خواہ مخواہ اُس دام مین جا کر قید ہو سکان وہ آنکھ کھلے ہین اور دام آگے ہے اپنے پر سے دام کی جانب اُڑے یعنے بے قضا دل کو نہین کر سکتا ہے کہ دیدہ و دانستہ دام بلا مین پھنستا ہی آگے تشبیہ دام کا قضا سے بیان ہے فافہم ۱۲۔

این عجب کہ دام بیند یا وتد	گر بخواہد ور نخواہد مے فتد	یہ تعجب ہے کہ دیکھے دام کو	خواہ مخواہ اس دام مین جا قید ہو
چشم باز و گوش باز و دام پیش	سوی دامی می پرد با پر خویش	کان و آنکھین بازو آگے دام ہو	اپنے پر سے دام کی جانب اڑی

تشبیہ بند دام بقضا کہ بصورت پنہان و با اثر پیداست

تشبیہ گرفت دام کی ساتھ قضا کی کہ ساتھ صورت کے پنہان اور ساتھ اثر کے عیان ہے

بنگر اندر دلق مہتر زادۂ	سر برہنہ در بلا افتادۂ	دیکھ اک[1] گدڑی مین مہتر زادہ کو	سر برہنہ اور بلا افتادہ کو
در ہوائے نابکاری سوختہ	اقمشہ و املاک خود بفروختہ	تھا وہ بدکاری کی خواہش مین جلا	مال املاک اپنا تھا بیچے ہوا
خوار گشتہ درمیان قوم خویش	مرہمش نایاب و دل ریش از مریش	قوم مین اپنی ہوا تھا خوار وہ	ہمسری سے لادوا بیمار وہ
خانمان رفتہ شدہ بدنام خوار	کام دشمن مے رود ادبار زار	خانمان برباد و بدنام اور خوار	مقصد دشمن ہوا ادبار دار
زاہدے بیند بگوید اے ضیا	ہمتے میدار از بہر خدا	کوئی[2] زاہد پایا کہتا مشفقا	کر مدد میری تو اب بہر خدا
کاندرین ادبار زشت افتادہ ام	مال و زر و نعمت از کف دادہ ام	کہ مین اس ادبار و آفت مین پڑا	مال و دولت ہاتھ سے مین نے دیا
ہمتے تا بو کہ من زین وارہم	زین گل تیرہ بود کہ بر جہم	کر مدد تا ہوؤن مین اس سے رہا	ہوؤن خاک تیرہ سے شاید جدا
این دعا میخواہد او از عام و خاص	کالخلاص و الخلاص و الخلاص	یہ دعا چہتا تھا وہ با عام و خاص	کالخلاص الخلاص و الخلاص
دست باز و پای باز و بند نے	نے موکل بر سرش نے آہنے	ہاتھ پاؤن اسکا نہ کچھ تھا بندھا	نے موکل سر پہ نے زنجیر پا
از کدامی بند می جوئی خلاص	از کدامی قید میخواہی مناص	تو خلاصی چاہتا کس قید سے	تو رہائی چاہتا کس قید سے
بند تقدیر و قضائے مختفی	کہ نہ بیند آن بجز ذات صفی	قید و تقدیر و قضائے مختفی	نے کوئی جانے بجز ذات صفی
گرچہ پیدا نیست آن در مکمن ست	بدتر از زندان و بند آہن ست	گرچہ[3] وہ ظاہر نہین پنہان ہے وہ	ہے بتر زنجیر اور زندان سے وہ

[1] دیکھ ہم شعر ایک گدڑی مین برہنہ سر اور بلا افتادہ مہتر زادہ کو وہ بدکاری کی خواہش مین جلا تھا اور مال و املاک کو بیچے ہوئے تھا اپنی قوم مین وہ خوار ہوا تھا اور ہمسری سے وہ لادوا تھا خانمان برباد و بدنام و خوار تھا اور دشمن کا مقصد پورا ہوا ادبار کے مانند یعنے یہان گدڑی سے وجود امیرزادہ سے مراد روح ہے پس روح خواہش دنیا کے سبب سے خوار و ذلیل تھی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

[2] کوئی زاہد الخ، شعر کسی زاہد کو پاتا تو کہتا مشفق میری مدد کر تو واسطے خدا کے کہ مین اس ادبار و آفت مین پڑا اور مال و دولت مین نے ہاتھ سے دیا مدد کر دے تاکہ مین ہوؤن اس سے رہا اور خاک تیرہ سے ہوؤن مین شاید جدا یہ دعا وہ خاص سے چاہتا تھا- ترجمہ ضرور کر رہائی اور رہائی ہو ہاتھ دپاؤن اسکا کچھ بندھا نہ تھا نے نگہبان سر پر اور پاؤن مین زنجیر آگے اسکا جواب ہے تو خلاصی کس قید سے چاہتا ہے اور رہائی کس قید سے چاہتا ہے قید و تقدیر قضای پوشیدہ کی کوئی نہین جانتا ہے بجز واللہ باقی یعنے بجز اولیاء اللہ کے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۲ [3] اگرچہ الخ، شعر اگرچہ وہ ظاہر نہین پوشیدہ ہے وہ بدتر ہے زنجیر و زندان سے کیونکہ اسکو آہنگر توڑتا ہے اور نقب زن زندان کو کھودتا ہے یہ تعجب ہے کہ قید پوشیدہ اور گران ہے آہنگر توڑنے سے عاجز ہے اس قید سے آگہی احمد صلعم کو ہے کہ قید رسی کھجور کی گردن پر ہے لکڑیون کا بوجھ ابولہب کی عورت اٹھاتے ہوئے تھی کہا حمالۃ الحطب یعنے لکڑیون کی اٹھانے والی اسکی سواری ونکڑی کون دیکھے رسول اللہ پر ظاہر ہوتا ہے، ہر ایک مخفی انکے ماتھا تاویل کرتے ہین کہ یہ بیہوش اور آشنا ہین یعنے قید قضا الٰہی کی پوشیدہ ہے اور بجز حضرت رسول مقبول صلعم کے کوئی نہین جانتا ہے فقط دوسری تاویلین کرتے ہین آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲-

زانکہ آہنگر مر آنرا بشکند ‖ حفرہ گر ہم خشت زندان بر کند
این عجب این بند پنہان گران ‖ عاجز از تکسیر آن آہنگران
دیدن آن بند احمد را رسد ‖ بر گلوئے بستہ حبل من مسد
دید بر پشت عیال بو لہب ‖ تنگ ہیزم گفت حمال الحطب
حبل و ہیزم را جز او چشمے ندید ‖ کہ پدید آید برا و ہر نا پدید
باقیانش جملہ تاویلے کنند ‖ کاین ز بیہوشی ست و ایشان ہوشمند
لیک از تاثیر آن پشتش دو تو ‖ گشتہ و نالان شدہ در پیش او
کہ دعائے ہمتے تا وارہم ‖ تا ازین بند نہان بیرون جہم
آنکہ داند این علامتہا پدید ‖ چون نداند او شقی را از سعید
داند و پوشد بامر ذوالجلال ‖ کہ نداند کشف راز حق حلال
این سخن پایان ندارد آن فقیر ‖ از مجاعت شد زبون تن اسیر

کیونکہ آہنگر بس اُسکو توڑ دی ‖ اور نقب زن کھود دی بس زندان کو ہر
یہ عجب ہے قید پنہان اور گران ‖ توڑنے سے عاجز آہنگران
آگہی احمد کو ہے اُس قید سے ‖ بند حبل من مسد گردن پہ ہے
لکڑیون کا بوجھ زوجہ بولہب ‖ تھی اُٹھائے بولی حمال الحطب
رسی لکڑی دیکھے کون انکے سوا ‖ اُنپہ ظاہر ہوتا ہے ہر کچھ چھپا
کرتے ہین تاویل اُسکی ما بقا ‖ کہ ہین جو بیہوش وہ ہین آشنا
اُسکی پر[1] تاثیر سے عاجز ہوا ‖ اور نالان آگے اُسکے بس گیا
کہ دعا سے ہوؤن تیری مین رہا ‖ اور ہون اِس قید پنہان سے جدا
جو کہ جانے یہ علامت ظاہری ‖ کیون نہ جانے وہ سعیدون سے شقی
جانے پر مخفی کرے بہر خدا ‖ راز کہنے کو بُرا ہے جانتا
بات یہ بے انتہا ہے وہ فقیر ‖ بھوک سے لاغر ہوا اور تن اسیر

مضطر شدن آن فقیر نذر کنندہ بکندن امرود از درخت و گوشمال حق تعالیٰ رسیدن بے مہلت او

بیقرار ہوکے توڑنا اُس فقیر عہد کرنیوالے کا امرود کو درخت سے اور گوشمال دینا حق تعالیٰ کا اُسکو بے مہلت کے

پنج روز آن باد امرودے نریخت ‖ ز آتش جوعش صبورے میگریخت
بر سر شاخے مرودے چند دید ‖ باز صبری کرد خود را وا کشید
باد آمد شاخ را سر زیر کرد ‖ طبع را بر خوردن او چیر کرد
جوع و ضعف و قوت جذب قضا ‖ کرد زاہد را ز نذرش بیوفا
چونکہ از امرود بن میوہ شکست ‖ گشت اندر عہد و نذر خویش سست
ہم در آن دم گوشمال حق رسید ‖ چشم او بکشاد و گوش او کشید

پانچ دن[2] میوہ ہوا سے نے گرا ‖ بھوک کی شدت سے صبر اُسکا گیا
دیر تک امرود وہ تکتا رہا ‖ باز رکھا خود کو صبر اُسنے کیا
پھر ہوا نے سر جھکایا شاخ کا ‖ اُسکا پھل کھانے پہ دل للچا دیا
قوت جذب قضا اور بھوک نے ‖ بیوفا اُسکو کیا بس عہد سے
توڑا اُسنے شاخ سے امرود کو ‖ عہد مین اپنے ہوا بس سست وہ
گوشمالی اُسکو دی اللہ نے ‖ بس کھلین آنکھین وہ کان اسکے کھنچے

[1] اُسکی پر تاثیر الخ شعر لیکن اُسکی تاثیر سے عاجز ہوا اور اُسکے آگے نالان گیا کہ مین تیری دعا سے رہا ہوؤن اور اِس قید پنہان سے جدا ہوؤن آگے جو کہ اِس علامت پوشیدہ کو جانے اور مخفی کرے خدا کے لئے کیونکہ راز کہنے کو بُرا جانتا ہے وہ کیونکر شقی سعید کو جانے بات یہ بے انتہا وہ فقیر بھوک سے لاغر اور تن اسیر ہوا تھا فافہم ۱۲-

[2] پانچ دن الخ شعر میوہ ہوا سے نہین گرا اُسکا صبر بھوک کی شدت سے گیا وہ دیر تک امرود کو تکتا رہا خواہش کو باز رکھا اور اُسنے صبر کیا پھر ہوا نے شاخ کا سر جھکایا اُسکا دل پھل کھانے پر للچا دیا جذب قضا کی قوت اور بھوک نے عہد سے اُسکو بیوفا کیا اُسنے شاخ سے امرود کو توڑا اور وہ عہد مین سست ہوا گوشمالی اُسکو اللہ نے دی آنکھین کھلین اور اُسکے کان کھینچے فافہم ۱۲-

مخلصان هستند دائم در خطر — امتحانهاست در راه ای پسر
تا مکن نذری که نتوانی وفا — بر خطر منشین تو بیرون چه بلا
باز گشتم سوی قصه کان فقیر — عهد چون بشکست و در دم شد اسیر
غیرت حق گوشمالش داد زود — زانکه فرمودست اوفوا بالعهود

سلہ رہتے ہین دام خطر مین مخلصان — راہ مین ہوتے ہین اُنکے امتحان
عہد مت کر جو وفا نے کر سکے — مت خطر مین پڑ تو بھاگ اور چھوڑ دے
پھر سوئے قصہ پھرا کہ وہ فقیر — عہد جو ٹوٹا ہوا اُسدم اسیر
گوشمالی حق نے دی بس اُسکو زود — کیونکہ فرمایا ہے اوفوا بالعہود

متهم شدن آن شیخ با دزدان و بریدن دستش ۱۲

متہم ہونا اُس شیخ کا چورونکے ساتھ اور ہاتھ کٹنا اُسکا

اتفاقاً دزد چندی تافتند — واندر آن کهسار منزل ساختند
بیست از دزدان بُدند آنجا و بیش — بخش میکردند مسروقات خویش
شحنه را غماز آگه کرده بود — مردم شحنه در افتادند زود
هم بر آنجا پای چپ و دست راست — جمله ببریدند و غوغا بخاست
دست زاهد هم بریده شد غلط — پاش را میخواست هم کردن سقط
در زمان آمد سواری بس گزین — بانگ زد بر عوان کای سگ ببین
این فلان شیخیست و ابدال خدا — دست او را تو چرا کردی جدا
آن عوان بدرید جامه تیز رفت — پیش شحنه داد آگاهیش تفت
شحنه آمد پا برهنه عذرخواه — که ندانستم خدا بر من گواه
هین بحل کن مر مرا زین کار زشت — ای کریم و سرور اهل بهشت
گفت میدانم سبب این نیش را — می شناسم من گناه خویش را
من شکستم حرمت پیمان او — پس یمینم برد دادستان او

سلہ اتفاقاً چور کتنے بھاگ کے — اُن پہاڑون مین وہ بس جا کر رہے
بیس چور اور بل زیادہ اُس جگہہ — مال چوری کا وہ خود تھے بانٹتے
مخبری سے کوتوال آگہ ہوا — اُسکے پیادون نے بس اُسکو جالیا
ہاتھ سیدھا پانون اُلٹا اُس جگہہ — اُن سبھونکا کاٹا بس اک شور تھا
ہاتھ زاہد کا بھی دھوکے سے کٹا — اور پانون کو بھی چاہا کاٹنا
اک بزرگ اسوار اُسدم آگیا — چیخ کر بولا کہ اے کتے بھلا
یہ فلان ہے شیخ ابدال خدا — کر دیا ہاتھ اسکا کیون تمنے جدا
وہ سپاہی بھاگے کپڑے پھاڑ کر — کوتوال اپنے کو دی آکر خبر
کوتوال آیا وہان بس عذرخواہ — کہ نہ جانا مین نے حق میرا گواہ
بخش دے اس فعل بد سے تو مجھے — تو کریم اہل بہشت اور میر ہے
بولا مین جانون سبب اس نیش کا — اور گنہ اپنے کو جانون خوب سا
مین نے توڑی حرمت اُسکے عہد کی — ہاتھ کاٹا عہد نے اسکے اخی

سلہ رہتے ہین الخ یہ شعر مخلص دام خطر مین رہتے ہین اور راہ مین اُنکے امتحان ہوتے ہین جو وفا نہ کر سکے عہد مت کر خطر مین مت پڑ اور بھاگ و چھوڑ دے پھر طرف قصہ کے پھرا کہ اُس فقیر سے جو عہد ٹوٹا اُسدم اسیر ہوا گوشمالی حق نے دی اُسکو جلدی کیونکہ فرمایا ہے وفا کرو تم عہد اپنے کو یعنے مخلصون کی دوستی کے سبب امتحان ہوتے ہین جو تجھ سے ایفائے عہد نہو سکے پس تو عہد مت کر ورنہ مثل اس شیخ کے حال ہوگا چنانچہ بد عہدی کا حال آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ اتفاقاً الخ یہ شعر اتفاقاً کئی چور بھاگ کے اُن پہاڑون مین جا کر رہے بیس بلکہ زیادہ چور اُس جگہ مال چوری کا وہ خود بانٹتے تھے مخبری سے کوتوال خبردار ہوا اُسکے پیادون نے اُنکو جالیا ہاتھ سیدھا پانون اُلٹا اُس جگہ اُن سبھون کا کاٹا ایک شور تھا ہاتھ زاہد کا بھی دھوکے سے کاٹا اور پانون کو بھی کاٹنا چاہا کہ ایک سوار بزرگ اُسدم آیا اور چیخ کر کہا کہ ای کتو بھلا یہ فلانا شیخ ہے ابدال خدا کا تمنے ہاتھ اُسکا کیون کاٹا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ وہ سپاہی الخ یہ شعر وہ سپاہی کپڑے پھاڑ کر بھاگے اور کوتوال اپنے کو آکر خبر دی پس کوتوال وہان آیا عذر خواہ کہ مین نے نہ جانا حق میرا گواہ ہے تو اس فعل بد سے مجکو بخش دے تو کریم اہل بہشت اور سردار ہے کہا کہ مین جانتا ہون سبب اُس نیش کا اور اپنے گناہ کو خوب سا جانتا ہون اُسکے عہد کی مین نے حرمت توڑی تو اُسکے عہد نے ہاتھ کاٹا مین نے عہد توڑا اور بُرا جانا اور میرا ہاتھ اُسکی شومی سے کٹا ہاتھ و پانون سب میرے فدائے حکم یار ہیں اے کوتوال باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

من شکستم عهد و دانستم بدست — تا رسید آن شومی جرأت بدست
دست ما و پای ما و مغز و پوست — باد ای والی فدای حکم دوست
قسم من بود این ترا کردم حلال — تا ندانستی ترا نبود وبال
آنکه او دانست او فرمان رواست — با خدا سامان پیچیدن کراست
ای بسا مرغان زمعده در مغص — بر کنار بام محبوس قفص
ای بسا مرغ پرنده دانه جو — که بریده خلق او هم حلق او
ای بسا ماهی در آب دوردست — گشته از حرص گلو ماخوذ شست
اے بسا مستور در پرده بده — شومی فرج و گلو رسوا شده
اے بسا قاضی حبر نیک خو — از گلوی رشوتے او زرد رو
ای بسا حاجی بحج رفته بعشق — وقت باز آمد شده او یار فسق
بلکه در هاروت و ماروت این سر آب — از عروج چرخ شان شد سد باب
بایزید از بهر این کرد احتراز — دید در خود کاهلی اندر نماز
از سبب اندیشه کرد آن ذو لباب — دید علت خوردن بسیار آب
گفت تا سالی نخواهم خورد آب — آنچنان کرد و خدایش داد تاب
این کمینه جهد او بد بهر دین — گشت او سلطان و قطب العارفین
چون بریده شد جزای حلق دست — مرد زاهد را در شکوی ببست
آنچنین باشد چو یک در بسته شد — صد در دیگر براو اشکسته شد

عہد توڑا مین نے در جانا برا — ہاتھ میرا شومی اسکی سے کٹا
ہاتھ پاؤن میرا اور سب جان و مال — ہو فدائے حکم یار اے کوتوال
میری قسمت مین تھا یہ تجھپر حلال — تا تو جانے تجھپہ کب ہووے وبال
اُسنے جو جانا وہ ہی فرمان روا — ساتھ حق کے کس کو لڑنا ہی روا
ای بہت سے مرغ بھوکے با اُمید — ہین کنار بام پر پنجرے مین قید
ای بہت ہین مرغ اُڑتے دانہ جو — کاٹا اُنکے خلق نے حلق اُنکے کو
ای بہت مچھلی پڑے پانی مین ہین — پھنس گئین حرص گلو ی شست مین
ای بہت سی عورتین پردہ نشین — بس گلو و فرج سے رسوا ہوئین
عه ای بہت سے قاضی دانا و نکو — کھا کے رشوت سے ہوئے ہین زرد رو
ای بہت کعبہ گئے حاجی بعشق — جبکہ لوٹے تو ہوئے وہ یار فسق
یہ طمع ہاروت اور ماروت مین — آسمان سدرہ بسر اُنکے ہین
بایزید اس سے ہوئے پرہیزگار — ہو گئے کاہل نمازون مین جو یار
جو سبب ڈھونڈھا انھون نے آپ مین — پانی پینے کی ملی علت اُنھین
بولا نے پانی پیونگا ایک سال — حق نے بھی ویسی رکھی طاقت بحال
کوشش ادنی اُنکی یہ تھی بہر دین — وہ ہوئے سلطان و قطب العارفین
جو کٹا ہاتھ حلق کی پاداش سے — مرد زاہد کو نہ کچھ شکوے رہے
ایسا ہوتا ہے جو بند اک در رہے — کھلتے ہین بس آسپہ سو در دوسرے

کرامت شیخ اقطع و زنبیل بافتن او بدو دست در خلوت

کرامت شیخ اقطع کی اور زنبیل بننا اُسکا دونون ہاتھ سے خلوت مین

سله میری قسمت مین الخ ۸ شعر یہ میری قسمت مین تھا اور تجھپر حلال ہے تو نہین جانتا ہے یہ وبال تجھپر کب ہووے اُسنے جو جانا وہ فرمانروا ہے۔ حق کے ساتھ کس کو لڑنا روا ہے آگے اسکی مثال ہے اے مرغ بہت سے امیدوار ہوکر کنارۂ بام پر پنجرے مین قید ہین ای بہت سے مرغ اڑتے دانہ جو ہین کہ اُنکے خلق نے کاٹا اُنکے حلق کو اے بہت سی مچھلیان گہرے پانی مین ہین حرص گلو سے شست مین پھنس گئین ای بہت سی عورتین پردہ نشین بس گلو و فرج مین رسوا ہوئین یعنے صدہا طمع سے گرفتار بلا ہوے اور یہ میرے عہدشکنی کی سزا ہے باقی حال اسکا آگے ہی فافہم ۱۲
سعه ای بہت سے الخ ۹ شعر ای بہت سے قاضی دانا و نیکو کہ رشوت کھانے سے زرد رو ہوئے ای بہت سے حاجی کعبہ کو گئے بسبب عشق کے جبکہ لوٹے تو وہ ہوئے فسق کے یار یہ طمع ہاروت و ماروت مین آسمان سے انکی سد راہ ہوئی اس سے بایزید پرہیزگار ہوا و کاہل ہو گئے نمازون مین جو سبب انھون نے ڈھونڈھا خود مین انکو پانی پینے کی علت ملی کہا ایک سال پانی نہین پیونگا حق نے بھی طاقت رکھی ویسی بحال اُنکی ادنے کوشش یہ تھی دین کے لئے وہ سلطان ہوے و قطب عارفین ہوے جو ہاتھ کٹا پاداش سے حلق کے مرد زاہد کو کچھ شکوے نہین رہے جو ایک در بند ہے دوسرے سو در اُسپر کھلتے ہین یعنے صدہا کام نیک کئے اور طمع سے ایک کے آخر بلا مین پڑے آگے نظم کرامت کا بیان ہے فافہم ۱۲-

شیخ اقطع گشت نامش پیش خلق ۔ کرد معروفش بدین القاب خلق
گر تو نام اولش خواہی روان ۔ ہین برد بو الخیر بنایش بخوان
در عریش او یکے زائر بیافت ۔ کہ بہر دو دست خود زنبیل بافت
گفت او را ای عدوی جان خویش ۔ در عریشم آمدے سر کردہ پیش
این چرا کردی شتاب اندر سباق ۔ گفت از افراط مہر و اشتیاق
پس تبسم کرد و گفت اکنون بیا ۔ لیک مخفی دار این را اے کیا
تا نہ میرم من مگو این با کسے ۔ نی قرینے نی حبیبے نی خسے
بعد ازان قوم دگر از روزنش ۔ مطلع گشتند بر بافیدنش
گفت حکمت را تو دانی کردگار ۔ من کنم پنہان تو کردہ آشکار
آمد الہامش کہ یک چندی بدند ۔ کہ درین غم بر تو منکر مے شدند
کہ مگر سالوس بود او در طریق ۔ کہ درین رسواش کرد اند فریق
من نخواہم کان گرہ کافر شوند ۔ وز ضلالت در گمان بد روند
این کرامت را بکردیم آشکار ۔ کہ دہیمت دست اندر وقت کار
تا کہ این بیچارگان بدگمان ۔ رو نگردند از جناب آسمان
من ترا بے این کرامتہا ز پیش ۔ خود تسلی دادمی از ذات خویش
این کرامت بہر ایشان دادمت ۔ وین چراغ از بہر این بنہادمت
تو ازان بگذشتہ کز مرگ تن ۔ ترسی از تفریق اجزائے بدن
وہم تفریق از سراپائے تو رفت ۔ دفع وہم از سر سدیت نیک رفت

سلہ خلق مین نام انکا شیخ اقطع ہوا ۔ خلق نے مشہور اسکو کر دیا
پہلا نام اسکا تو چاہے جاننا ۔ جا تو پڑھ بوالخیر بنا نام تھا
دیکھا اک زائر نے چھپر مین اسے ۔ بنتا وہ زنبیل دونون ہاتھ سے
سلہ پس کہا اس سے ای دشمن جان کے ۔ بے کہے چھپر مین آیا کس لیئے
پیشقدمی جلد کی یہ کس لئے ۔ بولا زیادہ شوق سے دیدار کے
بس ہنسا اور اس سے بولا اب تو آ ۔ پر کسی سے یہ نہ کہنا تو بھلا
مین جیون جبتک تو اسکو مت کہے ۔ نے قریب یار و نے اغیار سے
بعد روزن سے اکثر دیکھ کے ۔ مطلع بننے سے اسکے ہو گئے
بولا حکمت جانے تو ای کردگار ۔ مین چھپاؤن تو کرے ہے آشکار
سلہ یہ ندا آئی کہ تجھ سے مردمان ۔ اس وقائع مین ہوئے تھے بدگمان
کہ طریقت مین مگر مکار تھا ۔ جو خدا نے اسکو رسوا کر دیا
یہ گروہ کافر ہو مین چاہتا نہین ۔ اور ضلالت سے رہے یہ بدیقین
یہ کرامت مین نے کی ہے آشکار ۔ کہ تجھے بس ہاتھ دون وقت کار
تا جناب آسمان سے بدگمان ۔ ہو کے روگردان نہون یہ عاجزان
مین نے پہلے اس کرامت سے تجھے ۔ خود تسلی دی ہے اپنی ذات سے
یہ کرامت دی تجھے انکے لیے ۔ یہ چراغ انکے لیے بخشا تجھے
اس سے تو گذرا کہ مرگ جسم سے ۔ عضو کی تفریق ہونے سے ڈرے
وہم تفریق بدن تجھ سے گیا ۔ دفع وہم اب تجکو باطن سے ملا

سلہ خلق مین الخ ۲ شعر مخلوق مین اسکا شیخ اقطع نام ہوا خلق نے اسکو مشہور کر دیا اگر تو پہلا نام اسکا جاننا چاہے تو جا پڑھ لے ابو الخیر بنا نام تھا ایک زائر نے چھپر مین اسے دیکھا کہ وہ زنبیل دونون ہاتھ سے بنتا تھا باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ پس کہا الخ ۶ شعر پس اسے کہا کہ اے دشمن جان کے بے کہے چھپر مین کس واسطے آیا پیشقدمی جلد کس واسطے کی کہا کہ زیادہ شوق دیدار سے پس ہنسا اور اس سے کہا کہ اب تو آ لیکن اور کسی سے ہرگز نہ کہنا مین جب تک جیون تو اسکو مت کہنا نے قریب و نے یار و اغیار سے بعد ہ اکثر لوگ روزن سے دیکھا بننے سے اسکے مطلع ہو گئے کہا کہ تو حکمت جانتا ہے اے خدا مین چھپاتا ہون اور تو ظاہر کرتا ہے آگے جواب حق تعالی کا ہے فافہم ۱۲
سلہ یہ ندا الخ ۹ شعر یہ ندا حق سے آئی کہ تجھسے مردم اس وفا مین بدگمان ہو گئے تھے کہ شاید طریقت مین مکار تھا جو خدا نے اسے رسوا کیا مین نہین چاہتا کہ یہ گروہ کافر ہو اور ضلالت سے یہ بدیقین رہے یہ کرامت مین نے کی ہے ظاہر کہ تجھے مین ہاتھ دیتا ہون کام کے وقت تا جناب آسمان سے بدگمان ہو کر یہ عاجز روگردان نہو وے مین نے اول اس کرامت سے خود تسلی اپنی ذات سے دی اور یہ کرامت تجکو دی انکے لیے اور یہ چراغ تجھے بخشا انکے لئے تو اس سے گذرا کہ مرگ جسم کے عضو جدا ہونے سے ڈرے وہم جدائی جسم کا تجھ سے گیا اور دفع وہم تجکو باطن سے ملا یعنے اولیا کو مرگ جسم سے کچھ خوف و خطر نہین ہوتا ہے جیسے ساحران فرعون بخوف و بے خطر تھے چنانچہ انکا حال مثال مین آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲

سبب جرأت ساحران فرعون بہ قطع دست و پائے خود

ساحران فرعون کی بہادری کا سبب ہاتھ پانوءن کے کٹنے مین

ساحران را نی کہ فرعون لعین   کرد تہدید سیاست بر زمین
کہ ببرم دست و پاتان از خلاف   پس در آویزم ندارم تان معاف
او چنان پنداشت کایشان ہمان   وہم و تخویف اند و وسواس و گمان
کہ بودشان لرزہ و تخویف و ترس   از توہمہا و تہدیدات نفس
او نمیدانست کایشان رستہ اند   بر دریچہ نور دل بنشستہ اند
سایۂ خود را ز خود دانستہ اند   چابک و چست و کش و برجستہ اند
ہاون گردون اگر صد بار شان   خرد کوبد اندرین گلزار شان
اصل آن ترکیب را چون دیدہ اند   از فروغ وہم کم ترسیدہ اند
این جہان وہم ست اندر ظن مایست   گر رود در خواب دستی باک نیست
گر بخواب اندر سرت ببرید گاز   ہم سرت بر جاست ہم عمرت دراز
گر بہ بینی خواب در خود را دو نیم   تندرستی چون بخیزی نے سقیم
حاصل اندر خواب نقصان بدن   نیست باکے ز دو صد پارہ شدن
این جہان را کہ بصورت قائم ست   گفت پیغمبر کہ حلم نائم ست
از رہ تقلید تو کردی قبول   سالکان این دیدہ پیدا بی رسول

ساحرون پہ کیا نہ کی فرعون نے[1]   پس سیاست اس زمین پر جان لے
دست و پا کاٹون کہ تم ہو بر خلاف   تمکو لٹکاؤن نہ رکھون مین معاف
ایسا جانا اُسنے بس کہ سب یہ ہین   وہم اور خوف و گمان و سوسہ مین
کہ یہ ڈر جائین و خوف و ترس ہو   وہم سے دھمکی کے جو ہو نفس کو
وہ نہ جانے تھا کہ یہ آزاد ہین   نور دل کے در پہ یہ آباد ہین
اپنا سایہ جانا اپنے جسم کو   چست و چالاک اور ہر اک شاد کو
گرچہ[2] ہاون دستہ گردون کا انھین   ریزہ ریزہ کوٹے اس گلزار مین
اصل اس ترکیب سے واقف ہین جو   روشنی وہم سے بے ڈر ہین وہ
مت گمان مین پڑ یہ عالم وہم ہی   خواب مین گر ہاتھ ٹوٹے مت ڈرے
خواب مین گر کاٹے سر تیرا چھری   سر ہو قائم عمر زیادہ ہو تری
خواب مین دو ٹکڑے دیکھے خود کو تو   جو اُٹھے تو پائے اچھا آپ کو
الغرض نے خواب مین نقصان تن   کیا ہی ڈر گر دو سو ٹکڑے ہو بدن
اس[3] جہان کو جو کہ صورت پر رکھا   حلم نائم ہے پیمبر نے کہا
تو نے تقلیداً کیا اسکو قبول   سالکون نے دیکھا اسکو بے رسول

[1] ساحران الخ۔ شعر ساحرون پر فرعون نے زمین پر کیسی سیاست کی تو جان لے کہ دست و پا کاٹون اور لٹکاؤن اور معاف نہ رکھون اُسنے بس ایسا جانا کہ سب ہین وہم و خوف و گمان و سواس مین کہ یہ ڈر جائین و خوف و ترس ہو دھمکی کے وہم سے جو نفس پر ہو فرعون نہین جانتا تھا کہ یہ آزاد ہین اور نور دل کے در پر آباد ہین ساحرون نے اپنا سایہ جانا اپنے جسم کو چست و چالاک و ہر ایک شاد تھا یعنے جسم مانند سایہ کے ہے کہ اُسکے دور ہونے سے کچھ روح کو رنج نہین ہوتا ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔

[2] اگرچہ الخ۔ شعر اگرچہ ہاون دستہ آسمان کا انھین ریزہ ریزہ کوٹے اس گلزار مین اس ترکیب کی اصل سے جو واقف ہین وہ روشنی وہم سے بے خوف ہین اگرچہ آگے حقائق ہین مت گمان مین پڑ یہ عالم وہم ہی اگر خواب مین ہاتھ ٹوٹے مت ڈرے اگر خواب مین سر تیرا چھری سے کاٹے سر قائم ہو اور تیری عمر زیادہ ہو خواب مین خود کو دو ٹکڑے دیکھے جو تو بیدار ہوا اچھا آپ کو پائے الغرض خواب مین نقصان بدن کو نہین ہی کیا ڈر ہی اگر دو سو ٹکڑے جسم ہووے یعنے دنیا خواب ہے پس اس خواب مین بدن ٹکڑے ہوئے روح کو کچھ نقصان نہین فافہم ۱۲۔

[3] اس جہان کو الخ۔ شعر جو کہ اس جہان کو صورت پر رکھا پیمبر نے فرمایا کہ خواب مخلوق کی ہے تو نے اُسکو تقلید قبول کیا سالکون نے اُسکو دیکھا بغیر پیشوا کے یہ دن خواب ہے مت کہو خواب نہین ہے شاخ سایہ ہے و جڑ مہتاب ہے وہ خواب بیداری اپنی جان دے دل خواب مین کوئی دیکھے کہ مین سو گیا گمان اُسکو ہوا خواب مین سو گیا اور یہ نہ جانا کہ دوسرے خواب مین گیا یعنے یہ بیداری اس جہان کی خواب ہی اور یہ خواب اسکی بیداری ہے پس جو اس جہان سے غافل ہوا اُدھر شاغل ہوا آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔

روز در خوابی بگو کاین خواب نیست	سایهٔ فرع است اصل جز مہتاب نیست	خواب میں ہے مت کہو نہ خواب ہے	شاخ سایہ ہے وہ جڑ مہتاب ہے
خواب بیداریست آن دان ای عضد	کہ بہ بیند خفتہ کو در خواب شد	خواب بیداری وہ جان اپنی دلا	خواب میں دیکھے کوئی میں سو گیا
او گمان بردہ کہ ایندم خفتہ ام	بیخبر زان کوست در خواب دوم	ہو گمان اُسکو کہ اب میں سو گیا	یہ نجانا خواب دویم میں گیا
کوزہ گر گر کوزهٔ را بشکند	چون بخواہد باز خود قائم کند	کوزہ گر گر ایک کوزہ توڑ دے	پھر وہ چاہے اسکو قائم بس کرے
کور را ہر گام باشد ترس چاہ	با ہزاران ترس می آید براہ	ہر قدم پر چاہ کا اندھے کو ڈر	سیکڑوں ڈر سے چلے وہ راہ پر
مرد بینا دید عرض راہ را	پس بداند او مغاک و چاہ را	مرد بینا دیکھتا ہے راہ کو	جانتا ہے غار کو اور چاہ کو
پاو زانویش نہ لرزد ہر دمے	رو ترش کے دارد او از ہر غمے	ہر گھڑی لغزش نہووے پاؤں کو	اور ہر غم سے ترش رو ہو نہ وہ
خیز فرعونا کہ ما آن نیستیم	کز ہر بانگے زغولے بایستیم	جا تو ای فرعون اب وہ ہم نہیں	غول کی آواز پر ٹھہریں کہیں
خرقهٔ ما را بدر دوزندہ است	ورنہ خود ما را برہنہ تن بہ است	سینے والا ہے تو جامہ چاک کر	ورنہ عریاں تن ہمیں ہی خوبتر
بے لباس این خواب اندر کنار	خوش بگیریم ای عدوے نابکار	بے لباس اس خواب کو اندر کنار	یوں ہیں بہتر ای عدوئے نابکار
خوشتر از تجرید از تن و مزیج	نیست ای فرعون بی الہام گیج	خوش چراگہ میں ہیں ہم نہ جسم سے	نہ ہے ای فرعون بد الہام کے

شکایت کردن استر پیش شتر کہ من بسیار در رو مے افتم و تو مے افتی الا بنادر و جواب گفتن آن

شکایت کرنا خچر کا اونٹ سے کہ میں بہت منہ کے بل گرتا ہوں اور تو نہیں گرتا ہے الا کبھی کبھی اور جواب دینا اُسکا

گفت استر با شتر اے خوش رفیق	در فراز و شیب و در راہ عمیق	بولا خچر اونٹ سے ای باوفا	اونچی نیچی راہ گہری میں سدا
تو نیائی در سر و خوش میروی	من ہمی آیم بسر چون غوی	نہ گرے تو سر کے بل او خوش چلے	اور میں گرتا ہوں جوں گمراہ گرے
من ہمے افتم برو در ہر دمے	خواہ در خشکی و خواہ اندر نمے	ہر گھڑی بس منہ کے بل گرتا ہوں میں	خواہ خشکی میں و خواہ گل آب میں
این سبب باز گو با من کہ چیست	تا بدانم من کہ چون باید زیست	یہ سبب مجھ سے کہو باعث ہے کیا	تاکہ میں جانوں طریقہ زیست کا

۱ کوزہ الخ ۔ شعر اگر ایک کوزہ گر کوزہ توڑے اندھے کو ہر قدم پر چاہ کا ڈر ہے وہ راہ پر سیکڑوں ڈر سے چلے مرد بینا دیکھتا ہے راہ کو اور جانتا ہے غار کو و چاہ کو ہر گھڑی پانوں کو لغزش نہووے اور ہر غم سے وہ ترش رو نہووے جا تو ای فرعون اب وہ ہم نہیں ہیں غول کی آواز پر کہیں ٹھہرتے ہیں حق سینے والا ہے تو جامہ کو چاک کر ورنہ تن عریاں ہمیں خوب ہے بغیر لباس کے اس خواب کو بغل میں یوں ہیں بہتر بغیر جسم کے ہم چراگاہ میں خوش ہیں نہیں ہے ای فرعون یہ کہنا ہمارا بغیر الہام کے یعنی ای فرعون ہمارا حکم ہو تو ہلاک کرے ہیں کچھ خوف نہیں ہے کیونکہ ہم بے جسم کے خوش ہیں کہ روح ہماری بغل میں بے لباس تن کے بہتر و خوش ہے کہ ہم اُس جہان میں بغیر اس جسم کے خوش و خرم رہیں پس دور بینی بہتر ہے پیش بینی سے چنانچہ اسکا حال آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲۔

۲ بولا خچر الخ ۔ شعر خچر نے کہا اونٹ سے ای باوفا راہ گمراہی میں اونچی نیچی ہمیشہ تو نہیں گرتا ہے بلکہ بہتر چلتا ہے اور میں گرتا ہوں مانند گمراہ کے ہر گھڑی منہ کے بل میں گرتا ہوں خواہ خشکی میں و خواہ آب گل میں مجھ سے یہ سبب کہو کیا باعث ہے تاکہ میں طریقہ زیست کا جانوں آگے جواب شتر کا ہے فافہم ۱۲۔

گفت از چشم تو چشم من یقین ۔ بگمان وشن ترست و دور بین
بعد از ان ہم از بلندی ناظرم ۔ زین سبب در رو دمغیتم حاضرم
نخسش بر آیم بر سر کوہ بلند ۔ آخر عقبہ ببینم ہوشمند
پس ہمہ پستی و بالان راہ ۔ دیدہ ام را وانماید ہم آلہ
ہر قدم من از سر بنیش نہم ۔ از عثار و او فتادن وا رہم
تو بہ بینی پیش خود یک دو سہ گام ۔ دانہ بینی و نہ بینی رنج دام
یستوی الاعمی لدیکم والبصیر ۔ فی المقام و النزول والمسیر
چون جنین را در رحم حق جان دہد ۔ جذب اجزا در مزاج او نہد
از خورش او جذب اجزا میکند ۔ تا رو پود جسم خود را می تند
تا چہل سالش بجذب جزوہا ۔ حق حریص کردہ باشد در نما
جذب اجزا روح را تعلیم کرد ۔ چون نداند جذب اجزا شاہ فرد
جامع این ذرہ ہا خورشید بود ۔ بے غذا اجزات را داند ربود
آن زمانی کز در آئی تو ز خواب ۔ ہوش و حس رفتہ را خواند شتاب
تا بدانی کان ازو غائب نشد ۔ باز آید چونکہ فرماید کہ عد

بولا[۱] میری آنکھ تیری آنکھ سے ۔ دور بینی روشنی افزون رکھے
بعدہ مین دیکھتا اوپر سے ہون ۔ اس سبب سے منہ کے بل مین کب گرون
خوب چوٹی پر پہاڑونکی چڑھون ۔ اور گھاٹی کی مین آخر دیکھ لون
کل بلندی اور بس پستی راہ ۔ آنکھ میری کو دکھاتا ہے اِلٰہ
ہر قدم از راہ دانش مین رکھون ۔ لغزش پا اور گرنے سے بچون
اپنے آگے دیکھے تو اک دو قدم ۔ دانہ دیکھے تو نہ دیکھے دام غم
یستوی الاعمیٰ لدیکم والبصیر ۔ فی المقام والنزول والمسیر
جو[۲] رحم مین جان حق بچہ کو دے ۔ جذب اجزا کو طبیعت مین رکھے
وہ خورش سے جذب اجزا کرتا ہے ۔ تانا بانا تن کا اپنے بنتا ہے
جذب اجزا مین اُسے چالیس سال ۔ حق حریص اُسکو رکھے تا ہو نہال
جان کو جذب اجزا کی دی جب دستگاہ ۔ کیون نہ پھر جذب اجزا کو وہ شاہ
جمع ذرون کو کیا خورشید نے ۔ بے غذا اجزا کو بھی لے جا سکے
جس گھڑی تو خواب سے بیدار ہو ۔ ہوش و حس رفتہ پھر دے جلد وہ
جان لے غائب نہ وہ اس سے ہوئے ۔ پھر وہ آجائین طلب جو وہ کرے

اجتماع اجزای خر عزیر علیہ السلام بعد از مردنش باذن اللہ تعالیٰ و در ہم مرکب شدن پیش چشم عزیر علیہ السلام

جمع ہونا اجزای خر عزیر علیہ السلام کی بعد مرنے اسکے کے حکم خدا تعالیٰ سے اور اسی دم مرکب ہو جانا بروبرو عزیر علیہ السلام کے

[۱] بولا میری الخ، شعر کہا کہ میری آنکھ تیری آنکھ سے دور بینی اور روشنی زیادہ رکھتی ہے بعدہ مین اوپر سے دیکھتا ہون اس سبب سے منہ کے بل کب گرون پہاڑ کی چوٹی پر خوب چڑھون اور اخیر گھاٹی کو مین دیکھ لون سب بلندی اور پستی راہ کی میری آنکھ کو حق دکھاتا ہے ہر قدم از راہ دانش کے مین رکھتا ہون لغزش پا اور گرنے سے بچتا ہون اور تو اپنے آگے ایک دو قدم رکھے دانہ دیکھے دام غم کو نہ جانے ترجمہ تمہارے نزدیک برابر ہے اندھا و بینا مقام نزول و سیر مین یعنے برابر نہین ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔

[۲] جو رحم مین الخ، شعر جو حق رحم مین بچہ کو دے جذب اجزا کہ طبیعت مین رکھے وہ خورش سے جذب اجزا کرتا اپنے تن کا تانا و بانا بنتا ہے جذب اجزا مین اُسکو چالیس برس حق حریص رکھے تا کہ نہال ہووے جبکہ جان کو جذب اجزا کی قدرت دے وہ شاہ جذب اجزا کو کیون نہ جانے خورشید نے جمع ذرون کو کیا بے غذا کے اجزا کو بھی لے جا سکے جس دم تو خواب سے بیدار ہو ہوش حواس گئے ہوئے کو جلدی پھر وہ دے جان لے کہ وہ اُس سے غائب نہین ہوئے پھر وہ آجائین جو وہ طلب کرے یعنے جان کو قدرت دیتا ہے کہ وقت بیداری کے ہوش و حواس رفتہ پھر آجاتے ہین کیونکہ وہ غائب اُس سے نہین ہوتے ہین جیسے اجزا عزیر کے سو برس کے بعد جمع کئے چنانچہ اُنکا حال آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

سے تمہارے نزدیک برابر ہے اندھا و بینا ۱۲ منہ ع مقام نزول و سیر ہے ۱۲

هین عزیرا در نگر اندر خرت — که بپوسید است و ریزیده برت
پیش تو گرد آوریم اجزاش را — آن سر و دُم و دو گوش و پاش را
دست نے و جزو بر هم مے نهد — پاره‌ها را اجتماعے مے دهد
در نگر در صنعت پاره زنے — کو همی دوزد کهن بے سوزنے
ریسمان و سوزنے نے وقت حرز — آنچنان دوزد که پیدا نیست درز
چشم بکشا حشر را پیدا ببین — تا نماند شبهه‌ات در یوم دین
تا ببینی جامعیم را تمام — تا نه لرزی وقت مُردن ز اهتمام
همچنان که وقت خفتن ایمنی — از فوات جمله حسهاے دنی
بر حواست هیچ نه لرزی وقت خواب — گرچه میگردد پریشان و خراب

ای عزیز اب دیکھ اپنے خر کو تو — کہ گلا بکھرا ترے نزدیک وہ
تیرے آگے کرتا ہون اب اُسکے مین — جمع اجزا جو سر و دُم کان ہین
ہاتھ سے اور جزو کو باہم رکھتا ہے — اور ٹکڑے سب وہ جمع کرتا ہے
دیکھ پارہ دوز کی صنعات کو — بے سوئی سیتا ہے ٹکڑے کہنہ وہ
وقت سینے کے نہ تاگا نے سوئی — ایسا سیتا ہے نہ پیدا اور بھی
کھول آنکھین دیکھ ظاہر حشر کو — تا نہ شک محشر مین باقی تجکو ہو
جمع کرنے کو مرے تا دیکھے تو — وقت مرنے کے نہ تا گھبرائے تو
جیسے بے غم وقت سونے کے ہے تو — سب حسون کے فوت ہو جانے سے تو
نے ڈرے تو اپنی حس سے وقت خواب — گرچہ ہوتی ہین پریشان و خراب

جزع ناکردن آن شیخ بزرگوار بر مرگ فرزندان خویش

نہ رونا اُس شیخ بزرگوار کا اوپر مرگ فرزندون اپنے کے

بود شیخے رهنمائے پیش ازین — آسمانے شمع بر روے زمین
چون پیمبر در میان اُمتان — در کشائے روضهٔ دار الجنان
گفت پیغمبر که شیخ رفته پیش — چون نبی باشد میان قوم خویش
یک صباحی گفتش اهل بیت او — سخت دل چونی بگو اے نیک خو
ما ز هجر و مرگ فرزندان تو — نوحه میداریم با پشت دو تو
تو نمے گرئی نمے زاری چرا — یا که رحمت نیست در دل اے کیا

پہلے اس سے شیخ ہادی زمان — تھا زمین پر ایک شمع آسمان
جیسے اُمت کے پیمبر درمیان — کھولتا ہے بس در باغ جنان
بولے پیغمبر کہ شیخ پیشوا — قوم مین اپنے ہے مثل انبیا
اُسکی زوجہ نے کہا اک دن اُسے — سخت دل تو ہو گیا کس طور سے
موت و فرقت سے تری اولاد کے — مین تو روتی ہون بس اُسکے رنج سے
اور نہین روتا ہے بس تو کس لیے — یا نہین رحمت ہے کیا دل مین ترے

۵۱ اے عزیز الخ ۔ شعر اے عزیز اپنے خر کو تو دیکھ کہ وہ تیرے نزدیک گلا و بکھرا ہے تیرے آگے اب مین کرتا ہون اجزا جمع جو سر و دُم و کان مین ہاتھ نہین ہے اور اجزا کو باہم رکھتا ہے اور سب ٹکڑے وہ جمع کرتا ہے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

۵۲ دیکھ الخ ۔ شعر پارہ دوز کی صنعات کو تو دیکھ کہ بغیر سوئی کے وہ ٹکڑے کہنہ سیتا ہے وقت سینے کے نہ تو تاگا ہے نہ سوئی ہے ایسا سیتا ہے کہ درز بھی ظاہر نہین ہے تو آنکھین کھول اور ظاہر حشر کو دیکھ تا محشر مین تجکو شک باقی نہو میرے جمع کرنے کو تا تو دیکھے وقت مرنے کے تا تو گھبرائے نہین آگے مثال ہے جیسے وقت سونے کے تو بے غم ہے سب حسون کے فوت ہو جانے سے تو نہین ڈرتا ہے وقت خواب کے اپنی حسون سے اگرچہ خراب و پریشان ہوتی ہین یعنے وقت سونے کے جو تجکو فوت ہونے حسون سے رنج نہین ہوتا ہے اسی طرح وقت مرگ کے بھی رنج نہوگا چنانچہ اسکی مثال مین قصہ شیخ نہ گریہ کرنے والے کا آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

۵۳ پہلے اس سے الخ ۔ شعر اس سے پہلے ایک شیخ وقت تھا اور زمین پر گویا شمع آسمان تھا جیسے امت کے درمیان پیغمبر کھولتا ہے دروازہ باغ جنت کا آگے اسکے حقائق ہین کہا پیغمبر صلعم نے کہ شیخ پیشوا اپنی اپنی قوم مین ہے مثل انبیا کے ہے آگے رجوع بقصہ ہے اُسکی زوجہ نے ایک دن اُس سے کہا کہ تو سخت دل کس طور سے ہو گیا مرگ و فرقت سے میری اولاد کے مین تو روتی ہون اُسکے رنج مین تو نہین روتا ہے کس لئے یا تیرے دل مین رحمت نہین ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔

چون ترا رحمے نباشد در درون | پس چہ امیدست مان از تو کنون
ما بامید توایم اے پیشوا | کہ نہ بگذاری تو ما را در عنا
چون بیارانید روز حشر تخت | تو شفیع ما توئی آن روز سخت
در چنان روز و شب بے زینہار | ما بکرام تو امیدوار
دست ما و دامن تست آن زمان | کہ نماند ہیچ مجرم را امان
گفت پیغمبر کہ روز رستخیز | کی گذارم مجرمان را اشک ریز
من شفیع عاصیان باشم بجان | تا رہانم شان ز اشکنجہ گران
عاصیان و اہل کبائر را بجہد | وارہانم از عتاب نقض عہد
صالحان امتم خود فارغ اند | از شفاعتہاے من روز گزند
بلکہ ایشان را شفاعتہا بود | گفتشان چون حکم نافذ میرود
ہیچ وازر وزر غیرے بر نداشت | من نیم وازر خدایم بر فراشت
آنکہ بی وزرست شیخ ست اے جوان | در قبول حق چو اندر کف کمان
شیخ کہ بود پیر یعنے مو سفید | معنے این مو بدان اے نا امید
ہست آن موے سیہ ہستی او | تا ز ہستیش نماند تار مو
چونکہ ہستیش نماند پیر اوست | گر سیہ مو باشد و یا خود دو موست
ہست آن موی سیہ وصف بشر | نیست آن مو موے ریش و موے سر

جب[1] نہووے رحم باطن میں ترے | پس مجھے امید اب کیا تجھسے ہی
مجکو ہے امید تجھ سے پیشوا | تو نہ چھوڑے گا مجھے اندر عنا
حشر کو جو تخت ہو آراستا | ہوگا حامی تو مرا روز جزا
ایسے دن اور رات میں انجام کا | میں تری بخشش کی ہوں امیدوار
میرا ہاتھ اور تیرا دامن اس زمان | کہ کسی مجرم کو نہ ہووے امان
بولے پیغمبر کہ محشر میں بھلا | مجرموں کو چھوڑوں کب روتا ہوا
میں[2] شفیع عاصیان ہوؤں بجان | تا چھڑاؤں رنج سے انکو وہان
دونگا[3] مین اہل کبائر کو بچا | عہد شکنی کی نہووے تا سزا
فارغ امت کے ہیں صلحا اتقیا | بس شفاعت سے مری روز جزا
بلکہ وہ خود ہیں شفیع عاصیان | حکم نافذ کی طرح انکا بیان
بوجھ[4] اٹھاتا ہے نہ کوئی غیر کا | میں نہ وازر حق نے اعلی کر دیا
جو کوئی بے وزر ہے وہ شیخ ہے | جون کمان در کف قبول اللہ کے
شیخ[5] کیا ہے پیر یعنے مو سفید | معنے اس مو کے تو جان اے نا امید
ہے یہ ہستی اسکی وہ موے سیاہ | تا نہو ہستی سے اسکی رہ دلا
جسکی ہستی نہ رہے وہ پیر ہے | ہو سیہ ہو یا ہو کھچڑی جان لے
وہ سیہ مو کہ جو ہے وصف بشر | نہ وہ مو داڑھی اور نہ موی سر

[1] جب نہووے الخ ۱ شعر جب تیرے باطن میں رحم نہیں ہووے تو مجھے امید اب کیا تجھسے ہی آگے حقائق ہیں مجکو امید ہی تجھسے اے پیشوا تو مجکو نہ چھوڑیگا رنج میں جب کہ تخت آراستہ ہو تو شفیع ہوگا دن قیامت کے ایسے دن و برکت میں آخر کار میں تیرے بخشش پر امیدوار ہوں میرا ہاتھ اور تیرا دامن اسوقت ہو کہ کسی مجرم کو امن نہووے پیغمبر صلعم نے کہا کہ محشر میں مجرموں کو کب چھوڑوں روتا ہوا میں شفیع عاصیان اسکے ہوا ہوں تا رنج سے انکو چھڑاؤں یعنے حضرت رسول مقبول صلعم شفیع عاصیان ہونگے بروز جزا باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ [3] دونگا میں الخ ۵ شعر اہل کبائر کو میں بچا دونگا عہد شکنی کی سزا نہووے امت کے صلحا و تقی فارغ ہیں شفاعت سے میری روز جزا کے بلکہ وہ خود شفیع عاصیان ہیں اور حکم جاری کی طرح انکا بیان ہی ترجمہ کوئی بوجھ اٹھانیوالا بوجھ دوسرے کا نہیں اٹھاتا ہی میں بوجھ اٹھانے والا نہیں ہوں حق نے مجکو اعلی کر دیا ہی جو کوئی بوجھ سے بے تعلق ہے وہ شیخ ہے مانند کمان کے قبول اللہ کے ہاتھ میں یعنے جو بوجھ تعلقات کا نہیں رکھتا ہے وہ ایسا ہی خدا کے قبضہ میں مانند کمان کے کہ فعل کمان کا عین فعل کماندار کا ہی چنانچہ آگے شیخ کا حال ہے فافہم ۱۲ [5] شیخ کیا ہی الخ ۹ شعر شیخ کیا ہے پیر یعنی سفید مو اس مو کے معنی تو جان اے نا امید وہ موے سیاہ اسکی یہ ہستی ہے تا ایک مو اسکی ہستی سے رہوے جسکی ہستی نہیں رہی وہ پیر ہے مو سیاہ یا کھچڑی ہوں جان لے وہ مو سیاہ مو کہ وصف بشر ہے وہ نہ مو داڑھی کا ہے نہ مو سر کا ہے آگے مثال ہے بس جو ہوئے میں جیسے ہم نے بیان کیا کہ میں شیخ و پیر ہوں نے جوان ہوں اگر بعضے اوصاف بشری سے چھٹے آدھا پیر ہے بالکل شیخ نہیں موئے سیاہ کہ وہ ہمارا وصف ہے جسمیں ایک ہو وہ شیخی نہیں رکھتا ہے اگر سفید مو ہوں اور خودی رکھے وہ پیر نہیں ہے نہ خاص خدا ہے اگر بال بھر اسمیں وصف باقی ہے اہل دنیا ہے عرش اللہ کا نہیں ہے یعنے پیر و شیخ وہ ہے کہ جسمیں خودی نہیں ہے اور سفید بال ہونے سے پیر نہیں ہوتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

[4] بوجھ اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا نہیں اٹھاتا عکس کلام ہے ۱۲

جهد در عیسیٰ برآرد صد نفیر — گر جوان ناگشته ناگشتیم پیر
گر پدید از بعض اوصاف بشر — شیخ نبود کهل باشد اے پسر
موی سه گر باشد او وصاف ماست — نیست بر وی شیخ و مقبول خداست
چون بود موئش سپید از با خودست — او نه پیرست و نه خاص ایزدست
ور سر موئش ز وصفش باقی ست — ور نه از عرش خدا آفاقی ست
ما همه اُمیدواران تو ئیم — ریزه چین خوانِ احسانِ تو ئیم
لیک با این جمله چون بے شفقتے — بهر فرزندان چرا بے رافتے
یا مگر خود دل نمے سوزد ترا — باز گو اے شیخ ما را ماجرا

بس کیا چھوٹی من عیسیٰ نی بیان — گر میں شیخ و پیر ہوں نی ہوں جوان
بعض اوصاف بشر سی گر چھٹے — پیر آدھا ہی نہ بالکل شیخ ہی
مو سیہ گر وہ ہمارا وصف ہے — ایک مو جسمیں نہ وہ شیخی رکھے
گر سفید اب مو ہوں اور کہی خودی — ہی نہ وہ پیر اور نہ خاص ایزدی
بال بھر گر وصف باقی نہیں ہے — اہل دنیا ہی نہ عرش اللہ سے
ہم رکھیں[1] اُمید تجھ سے بالیقین — خوان احسان کے تری ہیں خوشہ چین
باوجود اس جملہ شفقت کی تجھے — کیوں نہیں اُلفت ہی اب اولاد سے
یا یہ شاید آنپہ دل جلتا ترا — پھر کہوا ے شیخ مجھ سے ماجرا

عذر کردن شیخ بهر ناگریستن بر مرگ فرزندان

عذر کرنا شیخ کا بسبب نہ رونے فرزندوں کے

شیخ گفت او را مپندار اے رفیق — که ندارم رحم و مهر و دل شفیق
بر همه کفار ما را رحمت ست — گرچه جانِ جمله کافر نعمت ست
بر سگانم رحمت و بخشایش ست — که چرا از سنگهاشان مالش ست
آن سگے که مے گزد گویم دعا — که ازین خو وارهانش اے خدا
این سگان را هم درین اندیشه دار — که نباشد از خلائق سنگسار
زان بیاورد اولیا را بر زمین — تا کندشان رحمة للعالمین
خلق را خواند سوے درگاه خاص — حق را خواند که وافر کن خلاص
جهد بنماید ازین سو بهر پند — چون نشد گوید خدایا در مبند

شیخ[2] نے اس سے کہا مت جان تو — کہ نہ رکھتا ہوں میں مہر و رحم کو
جملہ کفاروں پہ رحمت ہی مجھے — گرچہ جان کفران نعمت کرتی ہے
مجکو کتوں پر بھی آتا رحم ہے — کہ انھیں کیوں مارتے ہیں سنگ سے
کاٹے جو کتا میں کرتا ہوں دعا — کہ چھڑا اس خو سے اسکو ای خدا
اور کتوں کو بھی رکھ اس فکر میں — خلق کے نہ سنگسار اب وہ رہیں
اس لئے[3] بھیجے ولی سوئے زمین — تا کریں وہ رحمة للعالمین
خلق کو کھینچیں سوئے درگاہ خاص — حق کو کہوین کہ زیادہ کر خلاص
کرتے خود کوشش نصیحت کے لیے — جو نہ چاہے کہوین حق در کھولدے

[1] ہم رکھیں الخ ۲ شعر ہم تجھ سے اُمید رکھیں بالیقین ہم خوان اُمید کے خوشہ چین ہیں باوجود اس تمام شفقت کے تجکو اُلفت کیوں نہیں ہے اولاد سے یا اُسپر شاید تیرا دل جلتا نہیں ہے پھر اے شیخ مجھسے ماجرا کہو آگے قصہ شیخ کا ہے فافہم ۱۲۔

[2] شیخ نے الخ ۸ شعر اس سے شیخ نے کہا کہ تو مت جان کہ میں مہر و رحم نہیں رکھتا ہوں مجکو جملہ کفاروں پر رحم ہے اگرچہ جان کفران نعمت کرتی ہے مجکو کتوں پر بھی رحم آتا ہے کہ انکو کیوں سنگ سے مارتے ہیں جو کتا کاٹے میں دعا کرتا ہوں کہ اسکو ای خدا اس خو سے چھڑا اور کتوں کو بھی اس ذکر میں رکھ خلق کے سنگسار اب وہ نہ رہیں آگے حقائق ہیں فافہم ۱۲۔

[3] اس لئے الخ ۱ شعر اسواسطے ولی طرف زمین کے بھیجے تا کہ وہ رحمت عالم کریں خلق کو طرف درگاہ خاص کے کھینچیں اور حق کو کہوین کہ زیادہ خلاص کر خود کوشش کرتے ہیں اور جو نہ چاہے تو کہیں کہ حق دروازہ کھول دے عام کو رحمتیں جزوی ہوتی ہیں خاص کو رحمتیں کلی ہوتی ہیں، اسکی رحمت جزو ملی ہوئی کل سے ہے رحمت ایک دریا ہی مادی راہ کی رحمت جزو ہی تو کل سے اب ملی اور رحمت حق کو تو اپنا مادی جان جبتک جزو نہ جانے راہ بحر کی مانند کب نہر ہوتی ہی جو بحر کو نہ جانے راہ کب ملے اور خلق طرف دریا کے کب لاسکے متصل دریا کے اسوقت ہو کہ بحر سے مل جائے مانند سیل جو کے اگر دعوت کرے تقلیدی ہو ورنہ عیان دوئی و تائیدی سے ہو یعنے اولیاء کرام کو واسطے رحمت کے دنیا میں بھیجا ہے کہ تا مخلوق کو جانب حق کے کھینچیں کیونکہ رحمت جزو اپنے کل سے ملی ہے تو جزو [illegible] فافہم ۱۲۔

رحمتِ جزوی بود مر عام را	رحمتِ کلی بود ہمّام را	عام کو ہوتی ہین جزوی رحمتین	خاص کو ہوتی ہین کُلّی رحمتین
رحمتِ جزوش قرین گشتہ بہ کل	رحمتِ دریاست ہادی سبل	رحمتِ جزو اسکی کل سے ہی ملی	رحمت اُن کی ہی ہادی اُو کی
رحمتِ جزوی بہ کل پیوستہ شو	رحمتِ کل را تو ہادی بین و رو	رحمتِ جزو ہی تو کل سے مل سر آن	رحمتِ کل کو تو ہادی اپنا جان
تا کہ جزو ست او ندارد راہ بحر	ہر غدیرے را کند اشباہ بحر	جب تلک جزو ہی نہ جانی راہ بحر	بحر کے ہم مثل کب ہوتی ہی نہر
چون نداند راہ یم رہ کے برد	سوی دریا خلق را چون آورد	جو نہ جانے بحر کو رہ کب ملے	سوئے دریا خلق کو کب لا سکے
متصل گردد بہ بحر آنگاہ او	رو برو تا بحر ہمچون سیل جو	متصل دریا کے ہو اسوقت وہ	بحر سے مل جائے مثل سیل جو
ور کند دعوت بہ تقلیدے بود	نز عیان و وحی و تائیدی بود	گر کرے دعوت تو تقلیدی سے ہو	نہ عیان و وحی و تائیدی سے ہو
گفت پس چون رحم داری بر ہمہ	ہمچو چوپانے بگرد این رمہ	[1] بولی جو تو رحم رکھتا سب پہ ہی	گرد گلہ مثل چرواہے کے ہی
چون نداری نوحہ فرزند خویش	چونکہ فصاد اجل شان زد بنیش	کیون نہین پھر روتا لڑکون کے لیے	مار افصاد اجل نے نیش سے
چون گواہِ رحم اشک دیدہ ہاست	دیدہ تو بے نم و گریہ چراست	آنکھ کا آنسو گواہِ رحم ہے	آنکھ بے آنسو تری پھر کس لیے
شیخ دانا زین عتابش گرم شد	در سخن یکبارہ بے آزرم شد	شیخ ناخوش اُسکے طعنہ سے ہوا	بحث سے یکبارگی لڑنے لگا
رو بہ زن کرد و بگفتش کای عجوز	خود نباشد فصل دے ہمچون تموز	بولا عورت سے کہ ای پیر زنان	کب بہار اب ہووے مانند خزان
جملہ گر مردند ایشان ور حی اند	غائب و پنہان ز چشمِ دل کے اند	گر وہ سب جیتے رہے یا مر گئے	آنکھ سے پوشیدہ دل کی کب ہوئے
من چو بینم شان معین خویش پیش	از چہ رو را کنم ہمچون تو ریش	پیش [2] خود پاتا ہون اُنکو برقرار	کس لیے روؤن مین تجھسا زار زار
گرچہ بیرون اند از دور زمان	با من اند و گرد من بازی کنان	گرچہ اس عالم سے باہر ہو گئے	پر مری ہین سامنے وہ کھیلتے
گرچہ از ہجران بود یا از فراق	با عزیزانم وصال ست و عناق	گریہ ہوتا ہے فراقِ ہجر سے	پر عزیزون سے وصال اب ہی مجھے
خلق اندر خواب می بینندشان	من بہ بیداری ہمی بینم عیان	خلق اُنکو دیکھتی ہی خواب مین	اور بیداری مین دیکھون اُنکو مین
زین جہان خود را ہمی پنہان کنیم	برگ حس را از درخت افشان کنیم	اس جہان سی مخفی اکدم ہوتا ہون	اور حواسونکو مین بت جھڑ کرتا ہون
حس اسیرِ عقل باشد ای فلان	عقل اسیرِ روح باشد ہم بدان	حس [3] ہی قیدی عقل کی اے رازگو	عقل قیدی روح کی ہی جان تو

[1] بولی جو تو الخ ۔ شوہر عورت نے کہا کہ تو رحم رکھتا ہی سب پر اور مثل چرواہے کے گرد گلہ کے ہی پھر کیون نہین لڑکون کیواسطے روتا ہی مار افصاد اجل نے نیش سے آنسو آنکھ کا گواہ رحم ہی پھر تیری آنکھ بے آنسو کسواسطے ہی اُسکے طعنہ سے شیخ ناخوش ہوا بحث کرنے سے ایکبارگی لڑنے لگا عورت سے کہا کہ ای پیر زنان کب بہار مانند خزان کے ہوئے اگر وہ سب جیتے رہے یا مر گئے آنکھ سے دل کی کب پوشیدہ ہوئے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[2] پیش خود الخ ۔ شعر اُنکو اپنے آگے برقرار پاتا ہون مین تیرے مانند کسواسطے روؤن زار زار اگرچہ اس عالم سے باہر ہو گئے لیکن میرے پاس کھیلتے ہین اگرچہ گریہ فراق و ہجر سے ہوتا ہی ولیکن عزیزون سے اب مجھے وصال ہے مخلوق اُنکو خواب مین دیکھتی ہے اور مین بیداری مین دیکھتا ہون مین اس جہان سے اکدم مخفی ہوتا ہون اور حواسون کو معطل کرتا ہون آگے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

[3] حس ہے الخ ۔ شعر اے رازگو حس قیدی عقل کی ہے اور عقل قیدی روح کی ہے عقل کے عقدہ کو جان نے کھولا اور کام بندھے ہوئے کو جاری کر دیا حس اور اندیشے آب صاف پر ہین جس طرح خاشاک پانی پر پھرتا ہے دست عقل اس حس کو ایک طرف کرتا ہی اور اک عقل کے آگے پیدا ہوتا ہی خس جیسا تھا نہر پر مانند حباب کے خس ہٹا تو پیدا ہو گیا آب جو عقل کا ہاتھ خدا نے کھولے خس کو ہوا زیادہ کر دے آب پر جیسے عقل کی زیادتی سے ہر حس دھوا دور ہو سکتے ہین اور آب معنوی ظاہر ہوتا ہے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

دست بستہ عقل را جان باز کرد　　کارہائے بستہ را ہم ساز کرد
حسہا و اندیشہ بر آب صفا　　ہمچو خس بگرفتہ روئے آب را
دست عقل آن خس بیکسو می برد　　آب پیدا می شود پیش خرد
خس بس انبہ بود بر جو چون حباب　　خس چو یکسو رفت پیدا گشت آب
چونکہ دست عقل نکشاید خدا　　خس فزاید از ہوا بر آب ما
آب را ہر دم کند پوشیدہ او　　از ہوا خندان و گریان عقل تو
چونکہ تقوی بست دو دست ہوا　　حق کشاید ہر دو دست عقل را
پس حواس چیرہ محکوم تو شد　　چون خرد سالار و مخدوم تو شد
حس را بی خواب خواب اندر کند　　تا کہ غیبتہا ز جان سر بر زند
ہم بہ بیداری ببیند خوابہا　　ہم ز گردون بر گشاید بابہا

عقل کے عقدہ کو جان نے وا کیا　　اور کے کامون کو جاری کر دیا
حس و اندیشے ہین آب صاف پے　　جسطرح خاشاک پانی پر پڑے
دست عقل اس حس کو یکسو کرتا ہی　　آب پیش عقل پیدا ہوتا ہے
جمع خس تھا نہر پر مثل حباب　　خس ہٹا تو ہو گیا پیدا بس آب
عقل کا جو ہاتھ نے کھولے خدا　　خس زیادہ آب پہ کر دے ہوا
آب کو پوشیدہ وہ ہر دم کرے　　روتی اور ہنستی ہوا سے عقل ہے
دست طمع دونون باندھے زہد نے　　کھولے حق نے ہاتھ دونون عقل کے
ہو گئے تیرے مطیع غالب حواس　　عقل حاکم ہو گئی جو تیرے پاس
حس کو بے سوئے معطل گر کرے　　غیب سب ظاہر ہون تیری جان کے
اور بیداری مین دیکھے خواب کو　　آسمان سے کھولے دروازہ کو تو

قصہ خواندن شیخ ضریر قرآن را از روی مصحف و وقت خواندن قرآن بینا شدن باذن اللہ تعالیٰ

قصہ پڑھنا شیخ نابینا کا قرآن کو ناظرہ اور بینا ہونا وقت پڑھنے قرآن کے بحکم خدای تعالیٰ

دیدہ در ایام آن شیخ فقیر　　مصحفے در خانۂ پیر ضریر
پیش او مہمان شد او وقت تموز　　ہر دو زاہد جمع گشتہ چند روز
گفت اینجا ای عجب مصحف چراست　　چونکہ نابیناست این درویش راست
اندرین اندیشہ تشویشش فزود　　کہ جز او نیست اینجا باش بود

دیکھا اس ایام مین درویش نے　　گھر مین قرآن ایک اندھے پیر کے
اسکے یان مہمان وہ گرمی مین ہوا　　چند روز اسکے وہ بس باہم رہا
سوچا یان قرآن اب ہے کس لیے　　کیونکہ نابینا یہ بس درویش ہے
بڑھ گئی تشویش اسکو اس فکر مین　　کہ سوا اسکے نہ یان پر اور مین

سلہ آب کو الخ ۹ شعر وہ آب کو پوشیدہ ہر دم کرے، اور ہوا سے عقل روتی و ہنستی ہے دونون ہاتھ ہوا کے تقوی اور زہد نے باندھے اور حق نے کھولے دونون ہاتھ عقل کے تیرے مطیع حواس غالب ہو گئے جو تیرے پاس عقل حاکم ہو گئی اگر بے سوئے حس کو معطل کرے تیری جان پر غیب سب ظاہر ہون اور خواب کو بیداری مین دیکھے اور آسمان کے دروازہ کو کھولے یعنے حالت مراقبہ مین تو حواسون کو معطل کرے غیب تجھپر منکشف ہو اور خواب تو بیداری مین دیکھے اور سیر آسمان کی کرے جیسے اندھا قرآن کو ناظرہ پڑھتا ہے چنانچہ اسکا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

سلہ دیکھا اس ایام مین الخ ۹ شعر ایک درویش نے اس ایام مین دیکھا قرآن گھر مین ایک اندھے پیر کے وہ اسکے یہان مہمان گرمی مین ہوا اور چند روز اسکے وہ باہم رہا سوچا کہ یہان قرآن کس واسطے ہے کیونکہ درویش نابینا ہے اسکو تشویش بڑھ گئی۔ اس فکر مین کہ اسکے سوا یہان پر اور نہین ہے وہ تنہا ہے اور ایک قرآن لٹکا ہوا ہے مین گستاخ نہین ہون اور نہ ملا ہون تا نہ پوچھون اور چپ رہون تاکہ صبر سے مراد مین اپنی لون جو صبر کیا اور رنج مین رہا کھل گیا ترجمہ کہ ضرور صبر کنجی کشادگی کی ہے آگے حقائق ہین صبر ایک گنج ہے اے برادر تو صبر کرتا شفا اس رنج سے پائے صبر رہبر ہر اسرار کے کشف کا ہے صبر تلخ ہے ولیکن ثمر میٹھا ہے یعنے صبر واسطے کشود کار کے بہتر ہے پس ہر حال مین صبر کرنا چاہئے چنانچہ اسکی مثال مین قصہ لقمان علیہ السلام کا آگے [illegible] فافہم ۱۲۔

اوست تنہا مصحفے آویختہ	من نیم گستاخ یا آویختہ
آ بپرسم نے خمش صبرے کنم	تا بصبرے بر مرادے پر زنم
صبر کرد و بود چندے زحرج	کشف شد کالصبر مفتاح الفرج
صبر گنج ست ای برادر صبر کن	تا شفا یابی تو زین رنج کہن
صبر سوی کشف ہر سر رہبرست	صبر تلخ آمد براو شکرست

وہ ہی تنہا مصحف اک لٹکا ہوا	مین نہین گستاخ اور نہ یون ملا
تا نہ پوچھون اور بس مین چپ رہون	صبر سے تا کہ مراد اپنی مین لون
جو کیا صبر اور رہا اندر حرج	کھل گیا کالصبر مفتاح الفرج
صبر ہے گنج اے برادر صبر کر	تا شفا اس رنج سے پائے مگر
صبر رہبر کشف ہر اسرار ہے	صبر ہے تلخ اور ثمر میٹھا رکھے

صبر کردن لقمان علیہ السلام چون دید کہ داؤد علیہ السلام حلقہا از آہن راست میکرد از سوال باین نیت کہ صبر از سوال موجب فرج و راحت ست

صبر کرنا لقمان علیہ السلام کا سوال سے جو دیکھا کہ داؤد علیہ السلام حلقہ لوہے کا بناتے ہین اس نیت سے کہ صبر کرنا سوال سے موجب راحت ہے

رفت لقمان سوئے داؤد از صفا	دید کو می کرد ز آہن حلقہا
جملہ را باہمدگر در مے فگند	ز آہن و پولاد آن شاہ بلند
صنعت زرّاد کم دیدہ بود	در عجب مے ماند و سواسش فزود
کاین چہ شاید بود واپرسم ازو	کہ چہ مے سازی ز حلقہ تو بتو
باز با خود گفت صبر اولیٰ ترست	صبر با مقصود زوتر رہبرست
چون نپرسی زودتر کشفت شود	مرغ صبر از جملہ پران تر شود
ور بپرسی دیرتر حاصل شود	سہل از بے صبریت مشکل شود
چونکہ لقمان تن بزد اندر زمان	شد تمام از صنعت داؤد آن
پس زرہ سازید و در پوشید او	پیش لقمان کریم صبر خو
گفت این نیکو لباس ست اے فتا	در مصاف و جنگ دفع زخم را

سوئے[1] داؤد نبی لقمان گیا	دیکھا لوہے سے بناتا حلقے تھا
ڈالتا اک دوسرے مین سب کو وہ	لوہے اور پولاد سے وہ نیک خو
جو زرہ بنتے نہ دیکھی تھی کبھی	ہو گیا حیران پریشانی بڑھی
کہ مین پوچھون انسے یہ کیا چیز ہے	ہین بناتے حلقہ جو اوپر تلے
پھر کہا[2] خود سے کہ بہتر صبر ہے	مقصدون کا زیادہ رہبر صبر ہے
جو نہ پوچھے جلد ظاہر تجکو ہو	اڑتا مرغ صبر افزون سب سے جو
گر تو پوچھے دیر مین حاصل ہو وہ	سہل بے صبری سے بس مشکل ہو وہ
ہو گیا لقمان نے صبر اس گھڑی	اور زرہ آخر تمام اسکی ہوئی
پہنی اُسنے بس بنا کر کے زرہ	آگے لقمان کے کہ تھا دانا سے رہ
بولا[3] یہ اچھا لباس اور خوب ہے	جنگ مین بھی ہے بچاتا زخم سے

[1] سوئے داؤد الخ یہ شعر لقمان عم حضرت داؤد عم کی جانب گئے دیکھا کہ حلقہ لوہے کے بناتے ہین اور ایک دوسرے مین سب کو وہ ڈالتے ہین لوہے اور پولاد سے جو کبھی زرہ بنتے نہ دیکھی تھی حیران ہوگئے اور پریشانی بڑھی سوچے کہ مین انسے پوچھون یہ کیا چیز ہے جو حلقے اوپر تلے بناتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] پھر کہا الخ ۵ شعر پھر خود سے کہا کہ صبر کرنا بہتر ہے کہ مقصدون کا صبر زیادہ رہبر ہے جو تو نہ پوچھے تجکو جلد ظاہر ہووے کہ مرغ صبر کا سب سے زیادہ اڑتا ہے اگر تو پوچھے وہ دیر مین حاصل ہو اور سہل بے صبری سے مشکل ہو لقمان عم نے اُسدم صبر کیا اور زرہ آخر کو تمام ہوئی پس اُسنے زرہ بنا کر کے پہنی آگے لقمان کے کہ دانائے راہ تھا آگے جواب داؤد عم کا ہے فافہم ۱۲۔

[3] بولا یہ الخ یہ شعر کہا کہ یہ لباس اچھا و خوب ہے کہ جنگ مین بچاتا زخم سے ہے لقمان نے کہا کہ صبر بھی خوب ہے کہ غم دفع کرتا ہے ہر جگہ تو حق کے ساتھ صبر نزدیک کر اور آخر سورۃ العصر کو پڑھ حق نے صدہا کیمیا پیدا کین صبر کے مانند کیمیا نہین دیکھی یعنے صبر ایک عجب کیمیا ہے کہ اسکے برابر حق نے دوسری کیمیا پیدا نہین کی ہے آگے باقی قصہ نابینا کا ہے فافہم ۱۲۔

گفت لقمان صبر ہم نیکو دمی ست	کو پناہ و دافع ہر جا غمی ست	بولا لقمان صبر بھی اب خوب ہے	کہ کرے یہ دفع غم ہر جا بے سبب
صبر را با حق قرین کرد ای فلان	آخر والعصر را آگہ بخوان	ساتھ حق کے صبر کو نزدیک کر	آخر والعصر کو پڑھ اے پسر
صد ہزاران کیمیا حق آفرید	کیمیائے ہمچو صبر آدم ندید	حق نے صدہا کیمیا پیدا کرین	کیمیا جون صبر بس دیکھی نہین

بقیہ قصہ نابینا و مصحف خواندن آن

باقی قصہ نابینا و قرآن پڑھنے اُسکے کا

مرد مہمان صبر کرد و ناگہان	کشف گشتش حال مشکل در زمان	صبر[1] مہمان نے کیا تو ناگہان	حال مشکل ہو گیا اُسپر عیان
نیم شب آواز قرآن را شنید	جست از خواب آن عجائب را بدید	نیم شب آواز قرآن کی سُنی	خواب سے اُٹھا عجائب اک دیکھی
کز مصحف کور میخواند درست	گشت بے صبر و ز کور آن حال جُست	کہ پڑھے اندھا صحیح قرآن کو	ڈھونڈھا حال اندھے کا وہ بے صبر ہو
گفت چون در چشمہایت نیست نور	چون ہمی بینی ہمی خوانی سطور	بولا[2] تیری آنکھ نے رکھے ہے نور	دیکھکر پڑھتا ہے تو کیونکر سطور
آنچہ میخوانی بران افتادہ	دست را بر حرف آن بنہادہ	جو کہ تو پڑھتا ہی قائم اس پہ ہے	ہاتھ کو حرفون پہ رکھتا اسکی ہے
اصبعت در سیر پیدا مے کند	کہ نظر بر حرف داری مستند	پھیرتا ظاہر ہے اُنگلی کے سرے	کہ نظر حرفون کے اوپر تو رکھے
گفت ای گشتہ ز جہل تن جدا	این عجب مے داری از صنع خدا	بولا جہل تن سے بس چھوٹا ہی تو	صنعتِ حق سے عجب رکھتا ہی تو
من ز حق در خواستم کاے مستعان	بر قرائت من حریصم ہمچو جان	مین نے حق سے کی دعا کہ مستعان	شوق ہی قرات کا مجھکو مثل جان
نیستم حافظ مرا نورے بدہ	در دو دیدہ وقت خواندن بگرہ	مین نہ حافظ ہون مجھے تو نور دے	آنکھ مین پڑھنے کے وقت اب لطف سے
باز گردان دیدہ ام را آن زمان	کہ بگیرم مصحف و خوانم عیان	بخش[3] دونون آنکھ مجھکو تو اس آن	کہ پڑھون قرآن کو بس مین عیان
آمد از حضرت ندا کای مرد کار	ای بہر رنجے بما اُمیدوار	آئی حضرت سے ندا ای مرد کار	مجھسے ہی ہر رنج مین اُمیدوار
حسن ظن ست و امیدی خوش ترا	کہ ترا گویم بہر دم بر ترا	حُسن ظن اور مستندی ہی تجھے	کہ کہون ہر وقت تو پڑھتا ہے
ہر زمان کہ قصد خواندن باشدت	یا ز مصحفہا قرائت بایدت	جس گھڑی ہو قصد پڑھنے کا تجھے	با قرات تو کرے قرآن سے
من در آن دم وادہم چشم ترا	تا فرو خوانی معظم جوہرا	اُس گھڑی مین تجھکو دون آنکھین بھلا	تا پڑھے ظاہر معظم جوہرا

[1] صبر مہمان نے الخ یہ شعر مہمان نے صبر کیا تو ناگہان حال مشکل اُسپر ظاہر ہو گیا آدھی رات کو آواز قرآن کی سُنی خواب سے اُٹھا تو عجائب ایک دیکھا کہ اندھا قرآن کو صحیح پڑھتا ہے اُسنے بے صبر ہو کر حال اندھے کا ڈھونڈھا فافہم ۱۲-

[2] بولا الخ یہ شعر کہا کہ آنکھ تیری نور نہین رکھتی ہے تو کیونکر سطور دیکھکر پڑھتا ہی جو تو پڑھتا ہی اُسپر قائم ہے اور ہاتھ کو اُس کے حرفون پر رکھتا ہی ظاہر اُنگلی کے سرے پھیرتا ہی کہ نظر حرفون کے اوپر ہے کہا کہ جہل جسم سے تو چھوٹا ہی اور صنعت حق سے عجب رکھتا ہی مین نے حق سے دعا کی ای مستعان مین حریص قراءت کا ہون مانند جان کے مین حافظ نہین تو مجکو نور دے آنکھو نمین وقت پڑھنے کے لطف سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] بخش الخ یہ شعر تو دونون آنکھ اُسوقت بخش کہ قرآن کو مین پڑھون ظاہر درگاہ حق سے ندا آئی کہ اے مرد کار مجھ سے تو ہر رنج مین اُمیدوار ہے حُسن ظن اور آرزومندی تجکو ہے کہ کہون مین تجکو ہر وقت تو پڑھتا رہو جسدم پڑھنے کا تجکو قصد با قراءت تو قرآن سے ہو مین اُس گھڑی تجکو آنکھین دون تا کہ تو پڑھے ظاہر معظم جوہر کو اُسنے ایسا ہی کیا جس وقت مین کھول کر پڑھتا ہون قرآن مین وہ خبردار ہے اور غافل نہین کام سے خبر اُس سے نہین وہ کردگار اور بادشاہ والا جاہ ہے پھر وہ بینائی مجکو بخشے اُس دم جیسے چراغ رات کا آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲-

همچنان کرد و هر آنگه که من / واگشایم مصحف اندر خواندن
آن خبیرے کہ نشد غافل زکار / آن گرامی بادشاہ کردگار
باز بخشد بینشم آن شاہ فرد / در زمان ہمچون چراغ شب نورد
زین سبب نبود ولی را اعتراض / ہرچہ بستاند فرستد اعتیاض
گر بسوزد باغت انگورے دہد / در میانِ ماتمت سورے دہد
آن شلِ بیدست را دستے دہد / کان غمہا را دلِ مستے دہد
لا نسلّم و اعتراض از ما برفت / چون عوض می آید از مفقود زفت
چونکہ بے آتش مرا گرمی رسد / راضیم گر آتشش ما را کشد
چونکہ بے چشمت بہ بخشد دیدنے / اینچنین کوری ست چشمِ روشنی
بے چراغے چون دہد او روشنی / گر چراغت شد چہ افغان میکنی

کھولکر پڑھتا ہوں بس قرآن مین / ایسا ہی اُسنے کیا جس وقت مین
کردگار اور شاہ والا جاہ ہے / وہ خبردار اور نہ غافل گاہ ہے
آنکھ کی جیسے چراغ اب رات کے / پھر وہ بینائی مجھے بخشش کرے
جو کہ وہ لیوی عوض اسکے وہ دے / نہ ولی کو اعتراض اسواسطے
اور ماتم مین تجھے وہ خوش کرے / باغ گر پھونکے ترا انگور دے
غم ہو جسکے دلمین مست اسکو کرے / ٹوٹے جسکا ہاتھ اسکو ہاتھ دے
جو عوض آتا ہے مفقود سے بڑا / نا قبولِ اعتراض ہم سے گیا
ہو نہین راضی آگ گر فانی کرے / پہونچے جو گرمی مجھے بے آگ کے
ایسا اندھاپن ہی چشم پُر ضیا / جو تجھے بے آنکھ دیوے دیکھنا
کیون فغان ہی گر گیا تجھ سی چراغ / روشنی جو دی تجھے وہ بے چراغ

قصہ اولیا کہ راضی باحکام قضای الٰہی اند دعا نکنند کہ این حکم بگردان

قصہ اولیا کا کہ راضی بحکم قضای الٰہی ہین اور خوشامد نہین کرتے کہ حکم پھیر لے

بشنو اکنون قصۂ آن رہروان / کہ ندارند اعتراضے در جہان
ز اولیا اہلِ دعا خود دیگر اند / کہ ہمی دوزند و گاہی مے درند
قوم دیگر مے شناسم ز اولیا / کہ دہان شان بستہ باشد از دعا
از رضا کہ ہست رام آن کرام / جُستنِ دفعِ قضا شان شد حرام
در قضا ذوقے ہمی بینند خاص / کفر شان آید طلب کردن خلاص

قصہ اب اُن سالکون کا تم سُنو / کہ نہ رکھتے اعتراض عالم مین وہ
اولیا اہلِ دعا ہین دوسرے / ہین کبھی سیتے کبھی ہین پھاڑتے
دوسری قوم ایک ولی اللہ سے / جانو اُنکا مُنہ دعا سے بند ہی
بس رضا جو ہی رضا جوئے کرام / ڈھونڈنا دفعِ قضا اُنکو حرام
ذوق پاتے ہین قضا مین اولیا / کفر اُنکو ہے رہائی چاہنا

سلہ نہ ولی الخ، شعر اسواسطے ولی کو اعتراض نہین جو وہ لیوے وہ عوض اسکو دیوے اگر تیرے باغ کو وہ جلائے تو انگور دے اور ماتم مین وہ تجکو خوش کرے جسکا ہاتھ ٹوٹے اُسکو ہاتھ دے جسکے دل مین غم ہو مست اُسکو کرے انکار و اعتراض ہم سے گیا جب مفقود سے عوض آتا ہی بڑا جو گرمی تجکو پہونچے بغیر آگ کے مین راضی ہون اگر آتش میری بجھائے جو بغیر آنکھ کے دیکھنا تجکو دے ایسا اندھاپن چشم پر ضیا ہی وہ روشنی تجکو دے بغیر چراغ کے کیون چلاتا ہی اگر چراغ تجھسے گیا یعنے اگر تجکو نابینا کرے اُس سے زیادہ تجکو دیدیوے کہ ناقص کرنا اُسکا عین کامل ہے اور زیان دینا اُسکا عین سود ہے جیسے اولیاء اللہ رضا بقضا رہتے ہین چنانچہ قصہ اولیا کا آگے مثال مین لکھتے ہین فافہم ۱۲
سلہ قصہ الخ سہ شعر تم قصہ اُن سالکون کا اب سُنو کہ وہ اعتراض عالم مین نہین کرتے تھے اولیاء اہل دعا دوسرے ہین کہ کبھی سیتے و کبھی پھاڑتے ہین۔ دوسری قوم ایک ولی اللہ ہی کہ اُنکا منہ دعا سے بند ہی یعنے ایک اولیاء اللہ اہل دعا ہین اور ایک اہل رضا ہین آگے اُنکا بیان ہی فافہم ۱۲۔
سلہ بس رضا الخ دو شعر بس رضا جو وہ اُن بزرگون کی رضا جو ہے اُنکو ڈھونڈھنا دفع قضا کا حرام ہے قضا مین ذوق پاتے ہین اولیاء رہائی چاہنا اُنکو کفر ہے اُنکے دل پر حسن ظن ایسا کھلا کہ نیلا جامہ غمزدہ نہین پہنتے ہین جو کچھ اُنکے آگے آئے وہ خوش ہوں آب حیات اگر آتش بھی ہو زہر بھی حلق مین شکر بجملہ سنگ اُنکی راہ مین گوہر ہے اُنکو نیک و بد سب یکسان ہو گیا اس سبب سے یعنے حسن ظن سے دعا کرنا اُنکے نزدیک کفر ہے کہ ای خدا تو ہم سے قضا پھیر لے یعنے اہل رضا کے نزدیک دعا کرنا کفر ہی کیونکہ وہ رضا بقضا رہے ہین چنانچہ قصہ بہلول کا مثال مین آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

حسن ظنی بر دل ایشان کشود — گر نپوشند از غمی جامه کبود
هر چه آید پیش ایشان خوش بود — آب حیوان گردد ار آتش بود
زهر در حلقوم شان شکر بود — سنگ اندر راه شان گوهر بود
جمله یکسان بود شان نیک و بد — گرچه باشد این ز حسن ظن خود
کفر باشد نزد شان کردن دعا — کای خدا از ما بگردان این قضا

انکے دل پر حسن ظن ایسا کھلا — گر نہ پہنے جامہ نیلا غمزدا
جو کچھ آگے انکے آئے خوش ہوں وہ — آب حیوان ہو اگر آتش بھی ہو
زہر انکے حلق میں شکر بنے — سنگ انکی راہ میں گوہر بنے
نیک و بد یکسان سب انکو ہو گیا — کس سبب سے حسن ظن سے ای دلا
کفر نزدیک انکے ہی کرنا دعا — کہ خدا تو پھیر یہ ہم سے قضا

سوال کردن بهلول از یک صاحب دل و جواب او
سوال کرنا بہلول کا ایک صاحب دل سے اور جواب دینا اسکا

گفت بهلول آن یکی درویش را — چونی ای درویش واقف کن مرا
گفت چون باشد کسی که جاودان — بر مراد او رود کار جهان
سیل و جوها بر مراد او روند — اختران زان سان که او خواهد شوند
زندگی و موت سرهنگان او — بر مراد او روانه کو به کو
هر کجا خواهد فرستد تعزیت — هر کجا خواهد ببخشد تهنیت
سالکان راه هم بر کام او — ماندگان راه هم در دام او
هیچ دندانی نخندد در جهان — بی رضا و امر او فرمان روان
بی رضای او نیفتد هیچ برگ — بی قضای او نیاید هیچ مرگ
بی مراد او نجنبد هیچ رگ — در جهان از اوج ثریا تا سمک
گفت ای شه راست گفتی همچنین — در فر و سیمای تو پیداست این
آن صد چندانی ای صادق ولیک — شرح کن این را بیان کن نیک نیک
آنچنان که فاضل و مرد فضول — چون بگوش او رسد آرد قبول

بولا بہلول[1] ایک اس درویش سے — کیسا ہے درویش تو بتلا مجھے
بولا کیسا ہو وہ کہ جاودان — اسکی بس خواہش پہ ہو کار جہان
سیل و دریا اسکی خواہش پر چلیں — اور ستارے اسکی رائے سے پھریں
اسکے پیادے زندگی اور موت کے — جائیں ہر کوچہ میں اسکی رائے پے
چاہے جس جا پر وہ بھیجے تعزیت — چاہے جس جا پر وہ بخشے تہنیت
سالکان[2] راہ اسکے کام میں — عاجزان راہ اسکے دام میں
دانت منہ میں نہ کوئی جنبش کرے — بے رضا و حکم ان حکام کے
بے رضا انکی گرے نہ کوئی برگ — بے قضا انکی نہ آئے کوئی مرگ
بے مراد انکی نہ رگ حرکت کرے — اس جہان میں تا زمین افلاک سے
بولا ای شہ سچ کہا ایسا ہی ہے — تیری پیشانی سے یہ جلوہ کرے
وہ اور اس سے زیادہ ای صادق لیک — شرح و تشریح اسکی کر تو نیک نیک
اسطرح[3] پر کر کہ فاضل اور فضول — ہو سنے اسکو تو کر لیوے قبول

سلہ بولا الخ ۵ شعر بہلول نے کہا اس درویش سے کیونکر ہے ای درویش مجکو بتلا کہ وہ کیسا ہو جو ہمیشہ اسکی خواہش پر جہان کا کام ہو سیل و دریا کی اسکی خواہش پر چلیں اور ستارے اسکی زندگی پر پھریں اسکی زندگی و موت کے پیادے اسکی رائے پر جائیں ہر ایک کوچہ میں جس جا پر وہ چاہے تعزیت بھیجے اور جس جا پر وہ چاہے تہنیت بخشے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ سالکان الخ ۶ شعر سالک راہ کے اسکے کام میں ہیں اور عاجز راہ کے اسکے دام میں ہیں دانت منہ میں نہ جنبش کرے بغیر رضا اس حاکم کے کوئی برگ بغیر رضا انکی کے نہ گرے اور کوئی مرگ بغیر اسکے چاہے نہ آئے بغیر مراد انکے رگ حرکت نکرے اس جہان میں آسمان سے زمین تک کہا کہ ای شاہ تو نے سچ کہا ہے ایسا ہی ہے یہ تیری پیشانی سے جلوہ کرتا ہے اے صادق وہ اس سے زیادہ ہے ولیکن تو تشریح و شرح اسکی بخوبی کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
سلہ اس طرح الخ ۲ شعر اس طرح پر شرح کر کہ اہل معنی و بے معنے جو اسکو سنے قبول کرلے اسکی شرح ایسی کلام میں کہ اس سے فائدہ عام کی جان پائے عقل کامل ہو خوان کو بچھائے اسکے خوان پر ہر ایک غذا موجود ہو کہ جہان کوئی محروم نہو جو آئے ہر کوئی اپنی غذا علیحدہ پائے آگے اسکی مثال ہے قرآن کے کہ نکات ظاہری ہیں اور خاص و عام کی غذا قرآن میں ہے کہا کہ یہ سب کو یقین ہو گیا کہ جہان تابع حکم خدا کے ہے اولیاء اللہ پاس جو کوئی آرزو والا ہے وہی مراد پائے کہ انکے خوان کرم میں سب چیز موجود ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

آنچنانش شرح کن اندر کلام | که ازان هم بهره یابد جان عام
ناطق کامل چو خوان باشی بود | بر سر خوانش ز هر آشے بود
که نماند هیچ مهمان بے نوا | هر کسے یابد غذائے خود جدا
همچو قرآن که بمعنی هفت توست | خاص او عام را مطعم در وست
گفت این باری یقین شد پیش عام | که جهان در امر یزدان ست رام
هیچ برگے در نیفتد از درخت | بی قضا و حکم آن سلطان بخت
از دهان لقمه نشد سوے گلو | تا نگوید لقمه را حق کادخلوا
میل رغبت کان مهار آدمی ست | جنبش و آرام آن غنی ست
در زمین و آسمان ها ذره | پر نه جنباند نه گردد پرّه
جز بفرمان قدیم نافذش | شرح نتوان کرد و جلدی نیست وش
کا شمرد برگ درختان را تمام | بے نهایت کی شود در نطق رام
اینقدر بشنو که چون کلی کار | مے نگردد جز به امر کردگار
چون قضای حق رضای بنده شد | حکم او را بنده خواهنده شد
بے تکلف نی پے مزد و ثواب | بلکه طبع او چنین شد مستطاب
زندگے خود نخواهد بهر خود | نے پے ذوق حیات مستند
هر کجا امر قدم را مسلکے ست | زندگی و مردگی پیشش یکی ست
بهر یزدان می زید نے بهر گنج | بهر یزدان مرد نی خوف و رنج
هست ایمانش برائے خواه او | نی برائے جنت و اشجار و جو

شرح اسکی ایسی کر اندر کلام | اس سے پائے فائدہ بھی جان عام
عشق کامل جو بچھائے خوان کو | اسکے خوان پر ہر غذا موجود ہو
کہ نہو مہمان کوئی محروم آ | ہر کوئی اپنی غذا پائے جدا
مثل قرآن کے کہ باطن سات ہین | خاص و عاموں کی غذا قرآن مین
بولا یہ سب کو یقین اب ہوگیا | کہ جہان تابع ہے بامر خدا
نے[1] شجر سے کوئی اک پتا گرے | بے قضا اور حکم اس سلطان کے
منہ سے لقمہ جائے نہ سوئے گلو | تا نہ لقمہ کو کہے حق کادخلو
میل و رغبت آدمی کی باگ ہے | بے خدا کے حکم نہ رغبت کرے
نہ زمین و آسمان مین اڑ سکے | کوئی ذرہ اور جنبش پر کو دے
جز قدیمی حکم جاری اسکے کے | شرح نے ممکن نہ جلدی خوب ہے
جب نہ گن سکتا ہے تو پتے تمام | بے نہایت کب ہو پابند کلام
اسقدر سن لو کہ جو کل کار و بار | ہو نہ ہرگز جز بحکم کردگار
جو[2] قضا حق کی رضا بندہ کی ہو | چاہتا بندہ ہے اسکے حکم کو
نہ تکلف نے ثوابون کے لئے | بل طبیعت اسکی ہے اس طور سے
زندگی چاہے نہ خود اپنے لیے | اور نہ ذوق زندگی کے واسطے
جس جگہ امر قدم کی رہ چلے | جینا مرنا اسکے آگے ایک ہے
واسطے حق کے جیئے نہ بہر گنج | واسطے حق کے مرے نہ بہر رنج
ہے اسے ایمان خاص حق کے لیے | نہ بہشت و نہر و پھل کے واسطے

[1] نے شجر الخ۔ شعر کوئی برگ شجر سے نہین گرے بغیر قضا و حکم اس بادشاہ کے طرف گلو کے منہ سے لقمہ نہ جائے جب تک نہ کہے ترجمہ کہ داخل ہو تو خواہش و رغبت آدمی کی باگ ہے بغیر حکم خدا کے حرکت کرے زمین و آسمان مین نہ اڑ سکے کوئی ذرہ اور نہ پر کو جنبش دے بجز اسکے قدیمی حکم جاری کے نہ شرح ممکن ہو نہ جلدی خوب ہی جبکہ تو تمام پتے نہین گن سکتا ہے تو بے نہایت کب کام مین آسکتا ہو اسقدر سن لو کہ تمام کار و بار کب ہوتا ہے بجز حکم خدا کے یعنے کوئی کام بجز حکم خدا کے نہین ہو سکتا ہو کیونکہ سب اسکے اختیار مین ہو فافہم ۱۲۔

[2] جو قضا الخ۔ شعر جبکہ قضا حق کی رضا ہو بندہ چاہتا ہے اسکے حکم کو بے تکلف اور ثوابون کے لیے نہین بلکہ اس کی طبیعت اس طور سے ہے زندگی اپنے لئے نہ خود چاہے ورنہ ذوق زندگی کے واسطے جس جگہ امر قدم کی راہ چلے اسکے آگے جینا و مرنا ایک ہے واسطے حق کے جیئے نہ گنج کے واسطے۔ واسطے حق کے مرے نہ رنج کے واسطے اسکو ایمان ہے خاص حق کے واسطے نہ بہشت و نہر و ثمر کے واسطے یعنے جو کام اولیاء اللہ کرتے ہین خاص حق کے واسطے کرتے ہین کیونکہ انکو ایمان خاص خدا کے واسطے ہے جنت و دوزخ کے واسطے نہین اسیواسطے حضور نے فرمایا ہے حدیث شریف الایمان بین الخوف والرجاء یعنے ایمان درمیان خوف و رجا کے ہے یعنے وہ ایمان خدا کے واسطے ہے نہ امید جنت و نہ خوف دوزخ کے یعنے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔

ترک کفرش هم برای حق بود
نی ز بیم آنکه در آتش شود
اینچنین آمد ز اصل خوی او
بی ریاضت بی ز جست و جوی او
آنگهان خندد که او بیند رضا
همچو حلوای شکر او را قضا
بندهٔ کش خوی و خصلت این بود
نی جهان بر امر و فرمانش رود
پس چرا لابه کند او یا دعا
که بگردان ای خداوند این قضا
مرگ او و مرگ فرزندان او
بهر حق پیشش چو حلوا در گلو
نزع فرزندان برا او با وفا
چون قطائف پیش شیخ بینوا
پس چرا گوید دعا الا مگر
در دعا بیند رضای دادگر
آن شفاعت وان دعا نز رحم خود
می کند آن بندهٔ صاحب رشد
رحم خود را او همان دم سوخته است
که چراغ عشق حق افروخته است
دوزخ اوصاف او عشق ست و او
سوخت مر اوصاف خود را مو بمو
هر طروقی این فروقی کی شناخت
جز دقوقی کو درین دولت بتاخت

ترک کفر اسکو ہی حق کیواسطے
اور نہیں ہے خوف دوزخ کے لئے
ایسی عادت آئی اسکی اصل سے
بے ریاضت اور بے تلاش کے
اسگھڑی خوش ہوئے جب دیکھے رضا
میٹھے حلوا کی طرح اسکو قضا
خو و خصلت ایسی جس بندہ کی ہے
کیوں نہ عالم حکم پر اسکے چلے
کیوں خوشامد وہ کرے اور دعا
کہ خدا تو پھیر دے اب یہ قضا
موت اسکی اسکے بس اولاد کی
واسطے حق کے ہی اسکو چاشنی
نزع فرزندوں کی نزدیک اسکے ہی
جیسے لوزینہ گدا کے سامنے
پس وہ مانگے کس لئے حق سے دعا
پر دعا میں دیکھے اللہ کی رضا
وہ شفاعت وہ دعا نے رحم سے
اپنی کرتا ہی وہ بندہ جان لے
سوخت اپنے رحم کو اسدم کیا
کہ چراغ عشق حق روشن ہوا
عشق دوزخ اسکے ہی اوصاف کو
کہ جلایا وصف اسکا مو بمو
جانا ہر سالک نے کب اس فرق کو
جسطرح جانا دقوقی نے ہی وہ

قصهٔ دقوقی رحمه الله تعالی و کراماتش

قصۂ دقوقی رحمہ اللہ تعالی اور کرامات اسکی

آن دقوقی داشت خوش دیباچهٔ
عاشق و صاحب کرامت خواجهٔ
بر زمین می شد چو مه بر آسمان
شب روان را گشته زو روشن روان
در مقامی مسکنی کم ساختی
کم دو روز اندر دهی انداختی

وہ دقوقی چہرہ زیبا رکھتا تھا
عاشق و صاحب کرامت اولیا
تھا زمین پر مثل ماہ آسمان
سالکوں کی تھی روشن اس سے جان
ہر مقام اوپر وہ کمتر ٹھہرتا
تھا نہیں دو دن سے کم رہتا سوا

سلہ ترک کفر الخ ۱ شعر اسکو ترک کفر حق کے واسطے ہی اسکی ایسی عادت اصل سے آئی تھی بغیر ریاضت اور تلاش کے اسدم خوش ہو جو وہ رضا دیکھے حلوہ شیرین کی طرح قضا اسکو ہو جس بندہ کی خو خصلت ایسی ہے کیوں نہ حکم پر اسکے عالم چلے کیوں نہ دعا میں وہ خوشامد کرے کہ ای خدا تو یہ قضا پھیر دے موت اسکی اولاد کی واسطے حق کے اسکو چاشنی ہی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ سلہ نزع فرزندان الخ ۵ شعر نزع فرزندوں کی اسکے نزدیک ایسی ہے جیسے لوزینہ گدا کے روبرو پس وہ حق سے دعا کس واسطے مانگے لیکن دعا میں اللہ کی رضا دیکھتا ہی وہ شفاعت وہ دعا رحم سے اپنے وہ بندہ نہیں کرتا ہے اپنے رحم کو اس دم سوخت کیا کہ جب چراغ عشق اسکے دل میں روشن ہوا عشق اسکے اوصاف کو دوزخ ہی کہ وصف اسکا جلا دیا بالکل پر ایک سالک نے کب اس فرق کو جانا جس طرح دقوقی نے وہ جانا یعنے رضا بقضا میں وہ بندہ خدا کا خوش ہی کہ جب چراغ عشق خدا اسمیں روشن ہوا پھر دعا کس واسطے مانگے اور اگر دعا بھی وہ مانگتا ہے تو رحم کے سبب سے نہیں مانگتا ہے بلکہ رضائے حق کے سبب سے مانگتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ اہل دعا بھی اہل رضا ہیں کہ رضا دیکھتے ہیں جب دعا کرتے ہیں یہ فرق بجز دقوقی رحمۃ اللہ علیہ کون جانتا ہی فہم من فہم ۱۲۔
سلہ قصہ ششم فرق اہل رضا و اہل دعا میں ۱۲ سلہ وہ دقوقی الخ ۲ شعر دقوقی چہرۂ زیبا رکھتا تھا عاشق و صاحب کرامت والا تھا وہ زمین پر مثل ماہ فلک کے تھا اور سالکوں کی اس سے روشن جان ہوتی تھی وہ ہر مقام پر کمتر ٹھہرتا تھا کا نون میں دو دن سے سوا نہیں رہتا تھا کہتا اگر دو دن ایک مکان میں رہوں اس گھر کی محبت و عشق مجھ میں زیادہ ہو ترجمہ خوف کرتا ہوں فریفتہ ہونے مکان سے سفر کرائے نفس سفر کرنے والے واسطے فنا کے ہیں اپنے دل کی علوت مکان کی نہیں ڈالتا تا ہو وے خالص امتحان میں یعنے محبت مکان کی مانع راہ سلوک ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

گفت در یک خانہ باشم گر دو روز	عشق آن مسکن کند در من فروز	کہتا دو دن ایک گھر میں گر رہوں	عشق اُس گھر کا ہو مجھ میں پُر فزوں
عزۃ المسکن احاذرہا انا	انتقلی یا نفس سافر للغنا	عزتِ المسکن احاذرہا انا	انتقلی یا نفس سافر للغنا
لا اعود خلق قلبی بالمکان	کے یکون خالصا فی الامتحان	لا اعود خلق قلبی بالمکان	کے یکون خالصا فی الامتحان
روز اندر سیر بُد شب در نماز	چشم اندر شاہ باز او ہمچو باز	دن کو چلتا رات کو پڑھتا نماز	گھورتا تھا چشم شہ پر مثلِ باز
منقطع از خلق نے از بدخوئی	منفرد از مرد و زن نے از دوئی	خلق سے تارک تھا نہ بدخوئی سے	مرد و زن سے تھا جدا نہ دوئی سے
مشفقے بر خلق نافع ہمچو آب	خوش شفیعے و دعااش مستجاب	خلق پر مشفق و نافع مثل آب	تھا شفیق اسکی دعا تھی مستجاب
نیک و بد را مہربان و مستقر	بہتر از مادر شہے تر از پدر	نیک و بد پر مہربان تھا آپ سے	ماں سے بہتر زیادہ راغب باپ سے
گفت پیغمبر شما را اے جہان	چون پدر ہستم شفیق و مہربان	بولے پیغمبر کہ تم پر اے بشر	میں شفیق و مہربان ہوں مثلِ پدر
زان سبب کہ جملہ اجزائے منید	جزو را از کل چرا برمے کنید	اس لیے کہ سب ہوا اجزا تم مرے	تم جدا جزو کرتے کل سے کس لیے
جزو از کل قطع شد بیکار شد	عضو از تن قطع شد مردار شد	جزو کل سے جو کٹے بیکار ہو	عضو تن سے جو کٹے مردار ہو
تا نہ پیوندد بہ کل بارِ دگر	مردہ باشد نبودش از جان خبر	جب تلک کل سے نہ پھر جا کر ملے	رہے مُردہ نے خبر ہو جان سے
ور بجنبد نیست خود او را سند	عضو نو بریدہ ہم جنبش کند	گر کرے حرکت وہ کب ہووے روا	کرتا حرکت عضو ہے تازہ کٹا
جزو ازین کل گر بُرد یکسو رود	این نہ آن کل است کو ناقص شود	جزو اس کل سے کٹے ہووے جدا	یہ نہ وہ کل ہے کہ ناقص ہو بھلا
قطع و وصل او نیاید در مقال	چیز ناقص گفتہ شد بہرِ مثال	ملنے اور کٹنے میں اسکے ہو نہ قال	چیز ناقص کو کہا بہرِ مثال

بازگشتن بہ قصۂ دقوقی علیہ الرحمۃ
پھر پھرنا طرف قصۂ دقوقی علیہ الرحمۃ کے

مر علی را بر مثال شیر خواند	شیر مثل او نباشد گرچہ راند	گر مثل میں شیر علی کو کہہ دیا	شیر مثل اُسکے نہو گرچہ کہا

سلہ دن کو اپنے بشروں کو چلتا اور رات کو نماز پڑھتا اور چشم کھوتا تھا شاہ پر کی مانند باز کے خلق سے تارک تھا مگر نہ بدخوئی سے مرد و زن سے جدا تھا دوئی سے نہ تھا خلق پر مشفق و نافع مثل آب کے تھا اور شفیق تھا و اُسکی دعا تھی مستجاب آپ سے نیک و بد پر مہربان تھا ماں سے بہتر اور باپ سے زیادہ آگے حقائق ہیں پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ تم پر اے بشرو میں شفیق و مہربان ہوں مانند پدر کے اسواسطے کہ تم سب اجزا میرے ہو تم کل سے جزو جدا کرتے ہو کسواسطے جو جزو کل سے کٹے بیکار ہو جو عضو تن سے کٹے مُردار ہو یعنے تمام مخلوق جزو حضرت رسول مقبول صلعم کی ہے۔ کیونکہ آپکے نور سے پیدا ہوئی ہے بس جو چیز کہ اپنے کل سے جدا ہو بیکار و مُردار ہو اسواسطے کفار کو حق نے نجس کہا ہے باقی حقائق آگے ہیں فافہم ۱۲ سلہ جب تلک الخ ہ شعر جب تک کل سے پھر جا کر نہ ملے مُردہ ہوئے اور جان سے خبر نہووے اگر حرکت کرے وہ کب روا ہے کہ کٹا عضو تازہ حرکت کرتا ہے اس کل سے جزو کٹے و جدا ہووے یہ کل وہ نہیں ہے کہ ناقص ہووے اُسکے ملنے و کٹنے میں گفتگو نہو ناقص چیز کو واسطے مثال کے کہا ہے یعنے جزو کے جدا ہونے سے کل ناقص ہو جاتا ہے مگر یہ کل متفرق جزو سے ناقص نہیں ہوتا ہے کیونکہ نور محمدی کامل علم ہے آگے قصۂ دقوقی کا ہے فافہم ۱۲ سلہ اگر مثل الخ ہ شعر اگر مثال میں علی کرم اللہ وجہہ کو شیر کہہ دیا پس شیر اُنکی مثال کب ہے اگرچہ کہہ دیا ہے تو چھوڑ فرق مثل و مثال کو اور پھر قصۂ دقوقی کا کہ وہ تقوی میں امام مخلوقات کا تھا اور تقوی میں فرشتہ سے سوا تھا سیر کرنے میں وہ ماہ کو بات دنیا اور دینداری میں وہ رشک دنیا دین کو باوجود اس زہد و تقوی کے ہمیشہ رہتا تھا وہ طالب خاصان خدا کا سفر میں یہ بڑی اُسکی مراد تھی کہ کوئی دم خاص خدا سے شاد ہوؤں یہ دعا کرتا جگہ راہ چلتا تھا کہ خدا خاصوں سے مجھ کو ملادے یارب انکو کہ میرا دل جاتا ہے میں جان و دل سے انکا بندہ ہوا یعنے سفر میں ہمیشہ تلاش اسکو لیا دا اللہ کی رہتی تھی کیونکہ ملاقات ولی سے ولی کو ترقی مدارج ہر دم ہوتی ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

از شمال و شل و فرق آن یلان — جانب قصهٔ وقوقی باز ران
آنکه در فتوی امام خلق بود — گوی تقوی از فرشته می ربود
آنکه اندر سیر مه را مات کرد — هم ز دین داری او دین رشک خورد
با چنین تقوی و اوراد و قیام — طالب خاصان حق بودی مدام
در سفر معظم مرادش آن بدی — که دمی با بندهٔ خاصی زدی
این همی گفتی چو می رفتی براه — کن قرین خاصگانم ای اله
یارب آنها را که بشناسد دلم — بنده و بسته میان و مجملم
وانکه نشناسد تو ای یزدان جان — بر من محجوب شان کن مهربان
حضرتش گفتی که ای صدر مهین — این چه عشقست و چه استسقاست این
مهر من داری چه می جویی دگر — چون خدا با تست چه جویی بشر
او بگفتی یارب ای دانای راز — تو گشودی در دلم راه نیاز
در میان بحر اگر بنشسته ام — طمع در آب سبو هم بسته ام
همچو داود نود نعجه مراست — طمع در نعجهٔ حریفم هم بخاست
حرص اندر عشق تو فخرست و جاه — حرص اندر غیر تو ننگ و تباه
شهوت و حرص نران پیشی بود — وان زخیزان ننگ و بدکیشی بود
حرص مردان از ره پیشی بود — در مخنث حرص سوی پس رود
آن یکی حرص از کمال مردی است — وان دگر حرص افتضاح و سردی است
آه سری هست این جا بس نهان — که سوی خضر شود موسی دوان
همچو مستسقی کز آبش سیر نیست — بر هر آنچه یافتی بالله مه‌ایست

چھوڑ تو فرق و شمال و شل کو — اور پھر قصۂ وقوقی کا سنو
کہ وہ فتوی مین امام خلق تھا — اور تقوی مین فرشتہ سے سوا
مات دیتا سیر مین وہ ماہ کو — رشک دینداری مین دیتا دین کو وہ
باوجود اس زہد تقوی کے سدا — رہتا تھا طالب وہ خاصان خدا
تھی سفر مین یہ بڑی اسکی مراد — کہ کوئی دم خاص حق سے ہون شاد
یہ دعا کرتا تھا جو چلتا تھا راہ — کر ملا خاصون سے مجکو ای الہ
یارب انکو جانتا ہی دل مرا — جان و دل سے انکا مین بندہ ہوا
جنکو نہ پہچانوں ای یزدان جان — کر تو مجھ ناآشنا پر مہربان
اسکی درگہ سے کہا اے ملتجی — کیسا یہ عشق اور کیسی تشنگی
مہر رکھے میری ڈھونڈے اور — حق ہی تیری ساتھ ڈھونڈے غیر کو
بولا وہ یارب تو ہی دانائے راز — کھولی مجھ مین تو نے راہ نیاز
گرچہ بیٹھا ہون مین اندر بحر کے — آب مٹکے کی بھی طمع ہی مجھے
نوے عورت میری جون داؤد ہین — طمع عورت یار کی رکھتا ہون مین
حرص تیرے عشق مین ہی فخر و جاہ — حرص تیری غیر مین ننگ و تباہ
حرص و شہوت نر کو پس آگے کی ہو — ننگ و خواری بلکہ ہو نامرد کو
مرد کو آگے کی ہوتی حرص ہے — اور مخنث حرص پیچھے کی رکھے
حرص کہا اک انتہا مردی کی ہے — دوسرے کو حرص نامردی کی ہے
آہ پوشیدہ یہان پر بھید ہے — گیا موسی ہی جانب خضر کے
جیسے مستسقی نہ پانی سے ہے سیر — جو کہ پایا ہی نہ واللہ آپ ٹھیر

سلہ جنکو ز الخ، شعر جنکو مین نہین پہچانتا ہون ای خدا انکو مجھ ناآشنا پر مہربان کر اسکی بارگاہ نے کہا کہ ای ملتجی کیسا یہ عشق کیسی تشنگی میری محبت رکھتا ہے اور غیر کو ڈھونڈھتا یہ خدا تیرے ساتھ ہے اور تو غیر کو ڈھونڈھتا ہے اسنے کہا کہ ای رب تو دانائے راز ہے اور میرے دل مین کھولی راہ نیاز کی اگرچہ مین اندر بحر کے بیٹھا ہون مگر آب سبو کی بھی مجکو طمع ہے میری نوّے عورتین مانند داؤد کے مین یار کی عورت کی طمع رکھتا ہون تیرے عشق مین حرص فخر و جاہ ہے اور تیرے غیر مین حرص ننگ دنیا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ حرص و شہوت الخ، شعر حرص و شہوت مرد کو آگے سے ہو اور نامرد کو ننگ و خواری جیسے ہو مرد کو حرص آگے کی ہوتی ہی اور مخنث حرص پیچھے کی رکھتا ہے ایک کو حرص مردی کی بھید اور دوسرے کو حرص نامردی کی ہے افسوس بیان پر بھید پوشیدہ ہے کہ موسیٰ جانب خضر کے گیا ہے جیسے مستسقی پانی سے سیر نہین ہے جو کہ حاصل ہوا ہے واللہ آپ مت ٹھہر کسی بارگاہ بے نہایت ہی تو سرداری کو چھوڑ تیرا سینہ راہ ہے یعنے خدا کے واسطے حرص کرنا محمود ہے اور امورات دنیا مین حرص کرنا مذموم ہے جیسے موسیٰ ع نے دریافت راز الٰہی مین حضرت خضر ع سے حرص کی چنانچہ انکا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲-

بی‌نہایت حضرتست این بارگاہ	صدر را بگذار صدر تست راہ	بے نہایت اسکی ہے یہ بارگاہ	چھوڑ سرداری ترا سینہ ہی راہ

سر طلب کردن موسی علیہ السلام خضر را با کمال نبوت — اسرار پوچھنا موسیٰ کا خضر سے باوجود کمال نبوت و قربت کے

از کلیم حق بیاموز اے کریم	بین چہ میگوید ز مشتاقی کلیم	تو کلیم حق سے سیکھ اب اے کریم	دیکھ مشتاقی سے کیا کہوے کلیم
با چنین جاہ و چنین پیغمبری	طالب خضرم ز خود بینی بری	باوجود ایسی نبوت جاہ کے	خضر ڈھونڈوں ہوں یہ خود بینی مجھی
موسیا تو قوم خود را ہشتۂ	در پے نیکوئے تو سرگشتۂ	تونے موسیٰ چھوڑا اپنی قوم کو	واسطے اک نیک کے درپے ہے تو
کیقبادی رستہ از خوف و رجا	چند گردی چند جوئی تا کجا	تو ہے شہ چھوڑا رجا و خوف سے	ڈھونڈھتا کب تک پھریگا تو اسے
آن تو با تست و تو واقف برین	آسمان تا چند پیمائی زمین	تو رکھے حصہ تجھے اسپر یقین	اے فلک کب تک تو ناپیگا زمین
گفت موسیٰ این ملامت کم کنید	آفتاب و ماہ را رہ کم زنید	بولا موسیٰ یہ ملامت کم کرو	چاند و سورج کی نہ روکو راہ کو
میروم تا مجمع البحرین من	تا شوم مصحوب سلطان زمن	مجمع البحرین تک جاتا ہوں میں	تا خضر سے بس ملاقی ہوؤں میں
اجعل الخضر لامری سببا	ذاک او امضی و اسری حقبا	اجعل الخضر لامری سببا	ذاک او امضی و اسری حقبا
سالہا پرم بپر و بالہا	سالہا چہ بود ہزاران سالہا	بال و پر سے میں اڑوں برسوں تلک	کیا برس بلکہ بہت قرنوں تلک
میروم یعنی نمی ارزد بدان	عشق جانان کم مدان از عشق نان	جاتا ہوں لائق نہیں اسکے ای جان	عشق نان سے عشق جانان کم نہ جان
این سخن پایان ندارد ای عمو	داستان آن دقوقی بازگو	یہ سخن بے انتہا ہے جان لو	داستان پھر اس دقوقی کی کہو

بازگشتن بہ قصۂ دقوقی علیہ الرحمۃ — پھر پھرنا طرف قصۂ دقوقی علیہ الرحمۃ کے

آن دقوقی رحمۃ اللہ علیہ	گفت سافرت مدی فی خافقیہ	وہ دقوقی رحمۃ اللہ علیہ	بولا سافرت مدی فی خافقیہ
سالہا رفتم سفر از عشق ماہ	بے خبر از راہ و حیران در الٰہ	عشق میں ماہ کے کیے برسوں سفر	حق میں حیران اور رہ سے بیخبر

سلہ تو کلیم الخ شعر تو کلیم اللہ سے سیکھ اور دیکھ مشتاقی سے کہ کلیم کیا کہتا ہے باوجود ایسی نبوت و جاہ کے میں خضر کا طالب ہوں مجکو خود بینی سے دور کرنے کے لئے۔ تونے اپنی قوم کو چھوڑا اور پیچھے ایک نیک کے تو جاتا ہے تو شاہ ہے اور چھوٹا خوف و رجا سے کب تک تو ڈھونڈھتا پھریگا اُسکو تو اپنا حصہ رکھے اور تجھے اسپر یقین ہے اے فلک نبوت تو کب تک زمین ناپیگا موسیٰ نے کہا کہ یہ ملامت کم کرو مہر و ماہ کی راہ مت روکو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ مجمع البحرین الخ شعر مجمع البحرین تک میں جاتا ہوں تا خضر سے میں ملاقات کروں ترجمہ میں خضر کو کرتا ہوں اپنے کام کا وسیلہ یا وہ کہ میں جاتا ہوں اور سیر کرتا ہوں مدتوں میں بال و پر سے برسوں تلک اڑوں برس کیا بلکہ بہت قرنوں تلک میں جاتا ہوں یہ اسکے لائق نہیں تو عشق نان سے عشق جانان کو کم نہ جان یہ بات بے انتہا ہے جان لو پھر داستان اس دقوقی کی کہو یعنے عشق خدا میں اگر قرنوں اڑے اسکی انتہا کو کب پہونچے کیونکہ انسان عشق نان میں برسوں پھرتا ہے اگر چہ میں عشق خدا میں پھروں تو یہ بھی ادنیٰ ہے آگے قصہ دقوقی کا ہے فافہم ۱۲۔

سلہ دقوقی الخ شعر دقوقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ترجمہ مسافرت کی میں نے ایک مدت مشرق و مغرب میں ماہ کے عشق میں برسوں سفر کیے حق میں حیران اور بے خبر راہ سے برہنہ کانٹوں پر جاتے ہوئے کہا کہ میں حیران و بیخود و گم ہوں اس پانوں کو زمین پر مت دیکھو کیونکہ مشتاق تو دل پر جاتا ہے راہ و منزل کم زیادہ سے دل کیا جانے وہ مستغرق ہے کم زیادہ یہ بدن کا حال ہے جان کے اور ہی چال ہے یہ کم زیادہ راہ سے بدن جاتا ہے اور جان کے جانے کا اور ہی ڈھنگ ہے چنانچہ اسکے حقائق آگے ہیں فافہم ۱۲۔

ملاقات ہوں خضر کو ... حقبا ... برسوں ... ۱۲۔

مدی

پا برہنہ می روی بر خار و سنگ | گفت من حیرانم و بیخویش و دنگ
تو مبین این پایہا را بر زمین | زانکہ بر دل میرود عاشق یقین
از رہ و منزل ز کوتاہ و دراز | دل چہ داند کوست مست دلنواز
این دراز و کوتہ اوصاف تن ست | رفتن ارواح دیگر رفتن ست
تو سفر کردی ز نطفہ تا بہ عقل | نے بگامی بود و منزل نے بہ نقل
سیر جان بیچون بود در دور و دیر | جسم ما از جان بیاموزید سیر
سیر جان ہر کس ببیند جان من | لیک سیر جسم باشد در علن
سیر جسمانہ رہا کرد او کنون | میرود بیچون نہان در شکل چون

پا برہنہ کانٹوں نیں جاتے ہو تم | بولا میں حیران ہوں بیخود و گم
تم زمین پر مت دیکھو اس پاؤن کو | کیونکہ دل پر جاتا ہی عشاق کو
راہ و منزل کم زیادہ سے ذرا | جانے کیا دل کہ وہ ہی مست خدا
یہ زیادہ کم بدن کا حال ہے | جان کے جانے کی اوہی چال ہے
عقل تک نطفہ سی بس تو نے کیا | جو سفر نے منزل اور قدموں سے تھا
سیر جان بیچون چرا ہی اس جگہ | سیر تن نے سیر سیکھی جان سے
سیر جان ہر ایک کب دیکھی ای جان | لیک سیر جسم ہوتی ہی عیان
سیر جسمی چھوڑی جسنے ای جوان | شکل جو نہیں پھرتا ہی بیچون نہان

نمودن مثال ہفت شمع در ساحل

دیکھنا سات صورت شمع کی کنارۂ دریا پر

گفت رفتہ می شدم مشتاق وار | تا ببینم در بشر انوار یار
تا ببینم قلزمے در قطرۂ | آفتابے درج اندر ذرۂ
چون رسیدم سوئے یک ساحل بگام | بود بیگہ گشتہ روز و وقت شام
ہفت شمع از دور دیدم ناگہان | اندران ساحل شتابیدم بدان
نور شعلہ ہر یکے شمعے ازان | بر شدہ خوش تا عنان آسمان
خیرہ گشتم خیرگی ہم خیرہ گشت | موج حیرت عقل را از سر گذشت
کاین چگونہ شمعہا افروختہ است | وین دو دیدہ خلق ازانہا دوختہ است
خلق جویان چراغی گشتہ بود | پیش آن شمعے کہ بر مہ می فزود
چشم بندی بد عجب بر دیدہا | بندشان میکرد یہدی من یشا

بولا اک دن میں گیا مشتاق وار | تاکہ میں دیکھوں بشر میں نور یار
تاکہ اک قطرہ میں دیکھوں بحر کو | اور اک ذرہ میں دیکھوں مہر کو
ہو کہ میں پہونچا کنارے بحر کے | دن گیا اور وقت کم تھا روز کے
سات شمعیں دیکھیں میں نے دور سے | اُس کنارہ پر چلا میں دوڑ کے
اُن ہر اک شمعوں کا شعلہ اور نور | سقف گردون تک وہ رکھتا تھا ظہور
ہو گیا حیران میں حیرت رہی | موج حیرت عقل کے سر پر گئی
کہ یہ روشن شمع کیں کس طور کی | خلق کی بند آنکھ اُس سے ہو گئی
خلق تھی جویان چراغونکی ہوئی | شمع کے آگے کہ تھی مہ سی بڑی
تھی نظر بندی عجائب ظاہرا | بند کرتا اُن پہ یہدی من یشا

سلہ عقل تک الخ، شعر تو نے نطفہ سے عقل تک جو سفر کیا وہ منزل اور قدموں سے نہ تھا سیر جان کی اس جگہ بیچون وچرا ہے میرے بدن نے سیر سیکھی ہے جان سے ہر اک سیر جان کی کب کی دیکھی ولیکن سیر جسم کی ظاہر ہوتی ہے سیر جسمی جسنے چھوڑی شکل چون میں بیچون پوشیدہ پھرتا ہے یعنے جو شخص اس سیر بدن سے چھوٹا وہ بیچون ہے کہ شکل چون میں پوشیدہ ہے سیر کرتا ہے آگے رجوع قصہ ہے دقوقی نے کہا کہ میں ایک دن گیا مشتاق کے مانند کہ تاکہ میں دیکھوں بشر میں نور یار کو تاکہ ایک قطرہ میں بحر کو دیکھوں اور ایک ذرہ میں مہر کو دیکھوں چنانچہ سات اولیا میں نور حق دیکھنے کا حال آگے بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سلہ جو کہ الخ شعر جو کہ میں کنارہ دریا پہونچا دن گیا اور وقت کم رہا میں نے سات شمعیں دور سے دیکھیں اُس کنارہ پر میں دوڑ کے چلا شعلہ و نور اُن ہر اک شمعوں کا سقف گردون تک ظہور رکھتا تھا میں حیران ہوا اور حیرت رہی اور موج حیرت کی عقل کے سر پر گذری کہ یہ کس طور کی شمعیں روشن ہیں کہ مخلوق کی آنکھ اُس سے بند ہو گئی خلق جویان چراغون کی ہوئی ان شمعوں کے آگے کہ ماہ سے سوا تھیں عجائب نظر بندی تھی مخلوق پر کہ اُنپر بند کرتا تھا ترجمہ ہدایت کرتا ہے وہ جسکو چاہتا ہے یعنی جو دیکھا تو وہ سات ایک ہو گئیں اور آسمان تک انکا نور پہنچا جاتا تھا آگے ایک شمع ہو جانیکا بیان ہے فافہم ۱۲

سو سالہ راہ ... کر جاتا ہے

باز می‌دیدم که میشد هفت یک	نور او بشگافتے جیب فلک	دیکھا پھر مین نے ہوئین وہ سات ایک	آسمان تک جاتا انکا نور نیک

شدن آن هفت شمع بر مثال یک شمع | ہوجانا اُن سات شمع کا بصورت ایک شمع کی

باز آن یک بار دیگر هفت شد	مستی و حیرانی من زفت شد	ہوگئین ۞ وہ سات اک اکبار گی	مستی و حیرت ہوئی افزون مری
اتصالاتی میان شمعها	که نیاید بر زبان و گفت ما	درمیان شمعون کے وہ تھا اتصال	کہ بیان اُنکا نہو مجھسے حال
آنکه یکدیدن کند ادراک آن	سالها نتوان نمودن از زبان	جسنے دیکھا اک نظر نے کر سکے	برسون ادراک اُسکا قیل و قال سے
آنکه یکدم بیندش ادراک و هوش	سالها نتوان نمودن آن بگوش	جسنے دیکھا ایکدم نے کر سکے	برسون ادراک اُسکا از رہ کان کے
چونکه پایانی ندارد رو علیک	زانکه لا احصی ثناءً نا علیک	جو کہ ہے بے انتہا جا مرد نیک	کیونکہ لا احصی ثناءً نا علیک
پیشتر رفتم دوان کان شمعها	تا چه چیزست از نشان کبریا	دوڑا ۞ مین آگے کہ کیا یہ چیز ہے	شمعون کے ظاہر نشان اللہ ہے
میشدم مدهوش و بیخویش و خراب	تا بیفتادم ز تعجیل و شتاب	بیخود اور مدہوش بس مین ہوگیا	یان تلک کہ دوڑنے سے گر پڑا
ساعتی بیعقل و بیهوش اندرین	اوفتادم بر سر خاک زمین	اک گھڑی بیہوش ہو کر گر پڑا	خاک پر بے عقل مین لیٹا رہا
باز با هوش آمدم برخاستم	در روش گوئی نه سر نه پا استم	پھر ہوا جو ہوش مجکو تو اُٹھا	گویا چلنے مین نہ سر نہ پاؤن تھا

نمودن آن شمعها در نظر آن شیخ هفت مرد | دکھائی دینا اُن شمعون کا بیچ نظر اُس شیخ کی سات مرد

هفت شمع اندر نظر شد هفت مرد	نورشان میشد بسقف لاجورد	سات ۞ شمعین سات مرد آئے نظر	نور جاتا انکا تھا افلاک پر
پیش آن انوار نور روز درد	از صلابت نورها را می‌سترد	آگے اُن نورونکے ذکا نور گرد	کرتے سختی سے تھے نورونکو وہ سرد
باز حیران گشتم اندر صنع رب	کاین چنین چون شد چگونه است ای عجب	پھر مین حیران صنعت رب مین رہا	کہ یہ ایسا کس طرح کیونکر ہوا
پیشتر رفتم که نیکو بنگرم	تا چه حالست اینکه میگردد سرم	مین بڑھا آگے کہ دیکھون خوب سا	حال کیا ہے یا کہ میرا سر پھرا

باز نمودن آن هفت مرد هفت درخت | پھر دکھائی دینا اُن سات مرد کا سات درخت

سلہ ہوگئین الخ شعر وہ ساتون ایکبارگی ایک ہوگئین میری مستی و حیرت زیادہ ہوگئی شمعون کے درمیان وہ اتصال تھا کہ انکا حال مجھسے بیان نہو سکے جسنے ایک نظر دیکھا برسون اور اک اسکا قیل و قال سے نہ کر سکے جو کہ یہ حال بے انتہا ہے جا ای مرد نیک ترجمہ کیونکہ نہین گھیری جاتی ہے ثنا ہم سے تیری طرف یعنے اُس شیخ کو جسنے دیکھا ہرگز ادراک نہ کر سکا کہ لا احصی ثنا صفت اُسکی ہے یعنے وہ نور الٰہی تھا کہ ادراک نہین ہو سکتا تھا آگے حال اس شیخ نور الٰہی کا ہے فافہم ۱۲ سلہ دوڑا مین الخ ۳ شعر مین آگے دوڑا کہ یہ کیا چیز ہے شمعون کے نشان ظاہر اللہ ہے مین بیخود و مدہوش ہوگیا یہان تک کہ مین دوڑنے سے گر پڑا بیہوش ہو کر مین ایک گھڑی گر گیا اور بے عقل خاک پر لیٹا رہا پھر جو مجکو ہوش ہوا تو مین اُٹھا گویا چلنے مین نہ سر نہ پاؤن تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ سات شمعین الخ ۴ شعر وہ سات شمعین سات مرد نظر آئے انکا نور آسمان پر جاتا تھا آگے اُن نورون کے نورون کا گرد تھا اور نورون کو وہ سختی سے کرتے تھے سرد پھر مین حیران صنعت رب مین رہا کہ یہ ایسا کیون ہوا مین آگے بڑھا کہ خوب سا دیکھون کیا حال ہے یا کہ میرا سر پھرتا ہے باقی حال آگے ہے۔ فافہم ۱۲۔

بازهر یک مرد شد شکل درخت	چشم از سبزی ایشان نیکبخت	مرد[سلہ] ہر اک پھر ہوا مثل درخت	آنکھ سبزی انکی سے تھی نیکبخت
زانبهی برگ پیدا نیست شاخ	برگ هم گم گشته از میوهٔ فراخ	شاخ پوشیدہ ہجوم برگ سے	برگ بس میوی کی کثرت سے چھپے
هر درختی شاخ بر سدره زده	سدره چه بود از خلا بیرون شده	ہر شجر کی شاخ سدرہ تک گئی	کیا ہے سدرہ بل خلا سے بڑھ گئی
بیخ هر یک رفته در قعر زمین	زیرتر از گاو و ماهی بد یقین	جڑ زمین کی تہ مین ہر اک کے گئی	بل زیادہ گاؤ مچھلی سے بڑھی
بیخ شان از شاخ خندان روی‌تر	عقل از آن اشکالها زیر و زبر	شاخ سے جڑ انکی بھی بس خندہ تر	عقل اس مشکل سے تھی زیر و زبر
میوه کز بر شکافیدی عیان	همچو آب از میوه جستی نور آن	جو کہ میوی پھٹ گئے تھی ظاہرا	مثل پانی نور جاری انسے تھا

مخفی بودن آن درختان از چشم خلق

پوشیدہ ہونا اُن درختون کا چشم مخلوقات سے

آن عجب کہ بر ایشان می گذشت	صد ہزاران خلق از صحرا و دشت	یہ عجب[سلہ] کہ پاس سے انکے گذر	کرتے تھے صحرا مین بس صد ہا بشر
آرزوی سایه جان می باختند	از گلیمی سایبان می ساختند	آرزوی سایہ مین کھوتی تھی جان	اور کمل سے بناتے سائبان
سایهٔ آن را نمی دیدند هیچ	صد تفو بر دیده‌های پیچ پیچ	دیکھتا کوئی نہ انکے سایہ کو	دیکھنے پر انکے تف ہو جو
ختم کرده قهر حق بر دیده‌ها	که نبیند ماه را بیند سها	مہر کردی قہر حق نے آنکھ پر	کہ سہا دیکھین نہ دیکھین وہ قمر
ذره را بیند و خورشید نی	لیک از لطف و کرم نومید نی	دیکھے ذرہ اور نہین خورشید کو	پر کرم سے ناامید انکے نہ ہو
کاروانها بی نوا وین میوه‌ها	پخته می ریزد چه سحرست ای خدا	کاروان مفلس ہوئے یہ میوے گرے	پختہ ہو کر اے خدا کیا سحر ہے
سیب پوسیده همی چیدند خلق	در هم افتاده ز یغما خشک حلق	بینتی تھی سیب پوسیدہ کو خلق	اور پڑی تھی لوٹ مین وہ خشک حلق
گفته هر برگی و شکوفه آن غصون	دمبدم یا لیت قومی یعلمون	ہر شگوفہ پتا کہتا سرنگون	دمبدم یالیت قومی یعلمون
بانگ می آمد ز سوی هر درخت	سوی ما آیید خلق شوربخت	ہر شجر[سلہ] سے آرہی تھی یہ صدا	کہ ہمارے سمت اے مخلوق آ

سلہ مرد ہر اک الخ۔ شعر وہ مرد ہر اک شکل درخت ہوا کہ انکی سبزی سے آنکھ نیکبخت تھی شاخین پوشیدہ ہجوم برگ سے اور برگ پوشیدہ کثرت میوہ سے ہر اک درخت کی شاخ سدرہ تک گئی ہر اک درخت کی جڑ زمین سے تہ مین پہونچی بلکہ گاؤ مچھلی سے زیادہ ہو گئی شاخ سے انکی جڑ خندہ زن زیادہ تھی یا عقل اس شکل سے زیر زبر تھی جو کہ میوے ظاہرا پھٹ گئے تھے آب کے مانند انسے نور جاری تھا یعنے شاخین اُن درختون کے خلا سے بڑھ گئی تھین خلا مقام تنزیہ کو کہتے ہین کہ جو عرش سے اوپر ہے چنانچہ اسکا حال آگے لکھا آیا ہون پس اولیاء کرام نور دل عرش سے ورا انور ہین آگے پوشیدہ ہونے درختون کا حال ہے فافہم ۱۲۔ سلہ یہ عجب الخ۔ شعر یہ تعجب ہے کہ انکے پاس سے صدہا بشر صحرا مین گذر کرتے تھے سایہ کی آرزو مین جان کھوتے تھے اور کمل سے سائبان بناتے تھے اور کوئی انکے سایہ کو نہین دیکھتا تھا انکے دیکھنے پر تف ہو جو آگے۔ اسکے حقائق مین قہر حق نے مہر کردی آنکھ پر کہ وہ سہا دیکھین اور قمر نہ دیکھے ذرہ دیکھے اور خورشید کو نہ دیکھے لیکن کرم سے اسکے ناامید نہ ہووے کاروان مفلس اور یہ میوہ تری پختہ ہو کر اے خدا یہ کیا سحر ہے سیب بوسیدہ کو خلق بینتی تھی اور لوٹ مین وہ خشک حلق پڑے تھے اور ہر ایک شگوفہ و پتا سرنگون ہو کر دمبدم کہتا تھا ترجمہ اے کاش قوم میری جانتے تم یعنے اولیاء کرام غافلان دنیا پر افسوس کرتے ہین کہ یہ ہمکو نہین پہچانتے ہین کہ ہم سے انکو نفع پہونچے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ہر شجر الخ۔ شعر ہر شجر سے آواز آتی تھی کہ ہماری طرف اے مخلوق آؤ یہ آواز حق سے ہر شجر سنتا تھا پھر آوقات نہ پھوڑتی اگر کوئی انمین کہتا کہ اس طرف چلو اور ان شجر سے چل کر فائدہ لو سب اسکو کہتے کہ یہ گدا مست ہے اور قضائے حق سے دیوانہ ہوا ہے اس مسکین کا مغز خشک ہوا ہے اور مبتلا ہے اور پانی کے مانند ریاضت سے ہوا ہے وہ حیران تھا کہ اے خدا یہ کیا حال ہے اور خلق گمراہی مین کسواسطے ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

بانگ مے آمد زغیرت ہر شجر — چشم شان بستیم کلا لا وزر
گر کسے میگفت شان کاین سو دوید — تا ازین اشجار مستسعد شوید
جملہ میگفتند کاین مسکین مست — از قضاء اللہ دیوانہ شدست
مغز این مسکین ز سودائے دراز — در ریاضت گشت فاسد چون پیاز
در عجب مے ماند یارب حال چیست — خلق را این پردۂ اضلال چیست
خلق گوناگون با صد رای و عقل — یک قدم این سو نمی آرند نقل
عاقلان و زیرکان شان ز اتفاق — گشتہ منکر این چنین باغے و عاق
یا منم دیوانہ و خیرہ شدہ — دیو چیزے مر مرا غالب شدہ
چشم مے مالم بہر لحظہ کہ من — خواب می بینم خیال اندر زمن
خواب چہ بود بر درختان میروم — میوۂ شان میخورم چون نگروم
باز چون من بنگرم در منکران — کہ ہمی گیرند ازین بستان کران
با کمال احتیاج و افتقار — ز آرزوئے نیم غورہ جان سپار
ز اشتیاق و حرص یک برگ درخت — میزنند این بی نوایان آہ سخت
در ہزیمت زین درخت و زین ثمار — این خلائق صد ہزار اندر ہزار
باز میگویم عجب من بیخودم — دست بر شاخ خیالے در زدم
ہین بخوان استیاس الرسل عمو — تا بظنوا انہم قد کذبوا
این قرأت خوان بہ تخفیف کذب — این بود کہ خویش بیند محتجب
در گمان افتاد جان انبیا — ز اتفاق منکرے اشقیا
جاء ہم بعد التشکک نصرنا — ترک شان گو بر درخت جان بیا

سنتا یہ آواز حق سے ہر شجر — آنکھیں باندھیں ہمنے کلا لا وزر
گر کوئی کہتا انھیں اس سو چلو — ان شجر سے فائدہ حاصل کرکے لو
کہتے سب اسکو کہ یہ مست ہے گدا — اور قضاء حق سے دیوانہ ہوا
مغز اس مسکین کا خشک اور مبتلا — بس ریاضت سے ہوا ہے پیاز سا
تھا وہ حیران یہ خدا کیا حال ہے — خلق گمراہی میں ہے کس واسطے
ہر قسم[1] کی خلق کو سو عقل ہے — اس طرف کو اک قدم نہ دہ رکھے
از رہ گمراہی انکی عقل اب — ہو گئی منکر و باغی سب کی سب
یا کہ میں دیوانہ اور حیران ہوا — اور غالب دیو مجھپر ہو گیا
آنکھ میں ملتا ہوں ہر لحظہ کہ میں — دیکھتا ہوں خواب یا ہوں خیال میں
خواب کیسا جب شجر پر جاتا ہوں — کیوں نہ جا ہوں میوہ انکا کھاتا ہوں
منکروں میں دیکھتا ہوں پھر جو میں — کہ کنارہ کش وہ اس بستان سے ہیں
باوجود اس احتیاج و فقر کے — نیم غورہ کی تمنا میں پڑے
اشتیاق[2] و حرص میں اک برگ کے — آہ کرتے ہیں یہ مفلس جان سے
ان درختوں اور پھلوں سے بھاگتی — ہے یہ مخلوقات صدہا اے اخی
پھر میں کہتا ہوں عجب بیخود ہوں میں — ہاتھ مارا میں نے شاخ فکر میں
ہاں تو پڑھ استیاس الرسل کو — تا بظنوا انہم قد کذبوا
یہ قرأت پڑھ بہ تخفیف کذب — اسلیے کہ جانے خود کو محتجب
انبیا کی جان گمان میں پڑ گئی — اشقیا کی منکری جو بڑھ گئی
جاء ہم بعد التشکک نصرنا — ترک کر انکو درخت جان پہ آ

سلہ ہر قسم الخ، شعر خلق کو ہر قسم کی عقل ہے ایک قدم اس طرف کو وہ نہ کر سکے از راہ گمراہی کے انکی عقل منکر و باغی ہو گئی بالکل یا کہ میں حیران اور دیوانہ ہوا اور مجھپر دیو غالب ہو گیا میں آنکھ ملتا ہوں ہر لحظہ کہ میں خواب دیکھتا ہوں یا خیال میں ہوں خواب کیا ان شجر کے پاس جاتا ہوں کہ میوہ انکا کھاتا ہوں پھر منکروں میں جو میں دیکھتا ہوں کہ وہ اس بستان سے کنارہ کش ہیں باوجود اس احتیاج اور فقر کے نیم غورہ کی تمنا میں پڑے ہیں یعنے مخلوق اولیاء اللہ کو کیوں نہیں دیکھتے اور ان سے کیوں فائدہ نہیں لیتی ہے باقی حقائق آگے ہیں فافہم ۱۲

سلہ اشتیاق و حرص الخ، شعر اشتیاق و حرص میں ایک برگ کے مفلس آہ کرتے ہیں جان سے ان درختوں اور پھلوں سے یہ مخلوقات صدہا بھاگ گئی ہے پھر میں کہتا ہوں کہ عجب بیخود ہوں میں کہ میں نے ہاتھ مارا شاخ خیال میں آگے حقائق ہیں ہاں تو پڑھ ترجمہ کہ رسول مایوس ہوئے ایمان قوم سے اور گمان کیا کہ ہمکو جھٹلا دینگے میعاد سے پڑھ ساتھ تخفیف کذب کے اسواسطے کہ اسمیں کوئی حجاب نہیں ہے یعنے انبیا کی جان گمان میں پڑ گئی جو اشقیا کی منکری بڑھ گئی ترجمہ آئی بعد شک کے مدد ہماری اب انکو ترک کر اور درخت جان پر آ آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

بشنو و میشد بدان کش روزی است / هر دم و هر لحظه سحر آموزی است
خلق گویان ای عجب این بانگ چیست / چونکه صحرا از درخت و بر تهی ست
گیج گشتیم از دم سودائیان / که بنزدیک شما باغ ست خوان
چشم می مالیم کاینجا باغ نیست / یا بیابانی ست یا مشکل رهی ست
ای عجب چندین دراز این ماجرا / چون بود بیهوده و هزل و خطا
من همی گویم چو ایشان ای عجب / اینچنین مهرے چرا از صنع رب
زین تنازع با محمد در عجب / در تعجب نیز مانده بولهب
زین عجب تا آن عجب فرقی ست ژرف / تا چه خواهد کرد سلطان شگرف
ای دقوقی تیز تر ده هین خموش / چند گوئی چند چون قحط ست گوش

کھا و دی انکو کہ ہی روزی تری / ہر دم و ہر لحظہ ہی جادوگری
خلق کہتی ہے یہ کیا آواز ہے / خالی صحرا ہے ثمر اشجار سے
عاجز ان سودائیون کے قول سے / کہ تمھارے پاس خوان اور باغ ہی
آنکھ ملتا ہون کہ یان گلزار ہے / یا بیابان یا رہ دشوار ہے
اے عجب یہ ہی بڑا اک ماجرا / کیسے بیہودہ ہوا اور ہزل و خطا
مثل انکے مین بھی کہتا ہون اخی / صنع رب نے مہر ایسی کیون کری
اس تنازع سے ہی احمد کو عجب / بھی تعجب مین رہا ہی بولہب
اس عجب سے اس عجب تک فرق ہی / کیا کریگا تا وہ سلطان دیکھیے
ای دقوقی بھاگ تو اور رہ خموش / کب تلک کہوئیگا یان ہی قحط گوش

یک درخت شدن آن هفت درخت در نظر او

ایک درخت ہونا ان سات درخت کا بیچ نظر اسکے کی

گفت راندم پیشتر من نیکبخت / باز شد آن هفت جمله یک درخت
هفت میشد فرد میشد هر دمے / من چسان می گشتم از حیرت همی
بعد ازان دیدم درختان در نماز / صف کشیده چون جماعت کرده ساز
یک درخت از پیش مانند امام / دیگران اندر پس او در قیام
آن قیام و آن رکوع و آن سجود / از درختان بس شگفتم می نمود
یاد کردم قول حق را آن زمان / گفت والنجم والشجر یسجدان
این درختان را نه زانو نی میان / اینچه ترتیب نماز ست آنچنان
آمد الهام خدا کاے با فروز / می عجب داری زکار ما هنوز

بولا جو آگے بڑھا مین نیکبخت / پھر ہوے وہ سات جملہ اک درخت
سات ہوتے ایک ہوتے ہر گھڑی / مین بہت حیران ہوتا ای اخی
بعد ہا دیکھے درخت اندر نماز / جون جماعت باندھی صفین با نیاز
اک درخت آگے ہو مثل امام / اسکے پیچھے دوسرے اندر قیام
وہ قیام اور وہ رکوع اور وہ سجود / ان درختون سی تھی حیرانی فزود
یاد آیا قول حق کا اس زمان / بولا والنجم و شجر کو یسجدان
ان درختون کا نہ زانو نے کمر / کس طرح پڑھتے نماز اب ہین شجر
آیا الہام خدا عاشق میرے / حیران ابتک ہی تو میرے کام سے

۱ کھا و دی الخ ۹ شعر انکو کھا اور دے کہ روزی تیری ہی ہر دم و ہر لحظہ جادوگری ہی خلق کہتی ہے کہ کیا کہتے ہین کیونکہ صحرا خالی ہی ثمر و اشجار سے عاجز ہین ہم ان سودائیون کے قول سے کہ خوان و باغ تمھارے پاس ہین آنکھ ملتے ہین ہم کہ یہان گلزار ہین یا بیابان یا راہ دشوار ہی آگے قول دقوقی کا ہے آہ عجب یہ اک بڑا ماجرا ہے کیسے بیہودہ و ہزل و خطا ہوا انکے مانند مین بھی کہتا ہون ایسے مہر صنع رب نے کسواسطے کری اس تنازع اور تعجب مین بولہب با ہی اس عجب سے اس عجب تک فرق ہی دیکھیے وہ سلطان کیا کریگا ای دقوقی تو بھاگ اور خاموش رہ تو کب تک کہوئیگا کہ یہان قحط گوش ہے یعنی اولیاء اللہ کو بیات کوئی نہین پہچانتا ہی کہ انکے پاس کیا تعجب ہے اولیاء غافلان دنیا سے تعجب مین ہین اور غافل اولیا سے تعجب مین ہین پس تعجب دونون طرف ہی آگے ایک درخت ہونے کا بیان ہی فافہم ۱۲ ۲ بولا جو الخ ۸ شعر دقوقی نے کہا کہ جو مین آگے بڑھا پھر وہ سات درخت ایک درخت ہو گئے ہر گھڑی وہ سات ہوتے اور ایک ہوتے پس مین بہت حیران ہوتا بعدہٗ وہ درخت نماز مین دیکھے کہ مانند جماعت کے صف باندھے ہوے ہین با نیاز ایک درخت آگے ہوا امام کے مانند اور دوسرے اسکے پیچھے قیام و ہر رکوع اور وہ سجود ان درختون سے مجھے حیرانی سوا تھی اسوقت قول حق کا یاد آیا کہ ترجمہ کہ ستارے و درخت سجدہ کرتے ہین ان درختون کا نہ پاؤن ہی نہ کمر ہی پھر شجر کس طرح نماز پڑھتے ہین الہام ہوا خدا کا کہ ای عاشق میرے تو ابتک حیران ہی میرے کام سے باقی حال شات مرد خدا کا آگے ہی فافہم ۱۲ —

ہفت مرد شدن آن ہفت درخت

بعد دیرے گشته آنها ہفت مرد / جمله در قعده پے یزدان فرد
چشم میمالم که آن ہفت ارسلان / تا کیانند و چه دارند از جہان
چون به نزدیکے رسیدم من ز راه / کردم ایشانرا سلام از انتباه
قوم گفتندم جواب آن سلام / ای دقوقی مفخر و تاج کرام
گفتم آخر چون مرا بشناختید / پیش ازین بر من نظر ننداختید
از ضمیر من بدانستند زود / یکدگر را بنگریدند از فرود
پاسخم دادند کاے جان عزیز / چون بپوشیدست اینها بر تو نیز
بر دلی کو در تحیر با خداست / کی شود پوشیده راز چپ و راست
گفتم ار سوی حقایق بشگفید / چون ز اسم و حرف رسمی واقفید
گفت اگر اسمے شود غیب از ولی / آن ز استغراق دان نز جاہلے
بعد ازان گفتند ما را آرزوست / اقتدا کردن بتو ای پاک دوست
گفتم آری لیک یکساعت که من / مشکلاتے دارم از دور زمن
تا شود آن حل به صحبتہاے پاک / که به صحبت روید انگورے ز خاک
دانهٔ پُر مغز را خاک دژم / خلوتے و صحبتے کرد از کرم
خویشتن در خاک کلی محو کرد / تا نماندش رنگ و بوی سرخ و زرد
از پس آن محو قبض او نماند / پر گشاد و بسط شد مرکب براند

سات مرد بن جانا اُن سات درختون کا

سات کس وہ تھوڑے عرصہ مین ہوے / جملہ قعدہ مین خدا کے واسطے
آنکھ ملتا ہون کہ وہ ساتون جوان / کون ہین کیا رکھتے آثارِ جہان
پاس اُنکے راہ سے جو مین گیا / اور سلام انکو ادب سے بس کیا
بس دیا مجکو جواب اس قوم نے / ای دقوقی فخر اہل فقر کے
بولا آخر کیسے پہچانا مجھے / پہلے تمنے تو نہ دیکھا تھا مجھے
بس ضمیرِ دل سے واقف میری ہو / دیکھا اک نے دوسرے کی سمت کو
یہ دیا مجکو جواب ہر ایک نے / نہ کیا پوشیدہ ہمکو تجھ پہ ہے
ایسے دل پر کہ تحیر حق سے ہی / کب ہون مخفی راز اسکے گرد کے
بولا مین کہ تم حقائق سے کہو / اسم رسمی سی جو واقف کار ہو
بولے گر غائب ولی سے اسم ہو / ہے وہ استغراق سے نہ جہل سے
بعدہٗ بولے ہمین ہے آرزو / اقتدا تیری کرین ای پاک رو
بولا مین سچ ہے و لیکن اک گھڑی / کہ مجھے مشکل ہے عالم سے اخی
تا وہ حل ہو صحبتون سے پاک کے / گل کی صحبت سی اُگے انگور ہے
دانۂ پُر مغز کو جو خاک نے / صحبتی اپنا کیا بس جود سے
محو خود کو خاک مین بالکل کیا / رنگ و بو سے اُسکے نہ باقی رہا
محویت سے قبض نے اُسکا رہا / کھل گیا اور بسط سے بڑھنے لگا

س۱ہ سات کس الخ، شعر وہ تھوڑے عرصہ مین سات مرد ہوگئے سب قعدہ مین خدا کے واسطے آنکھ ملتا ہون کہ وہ ساتون جوان کون ہین اور کیا رکھتے ہین آثار جہان سے جو اُنکے پاس مین راہ سے گیا اور سلام اُنکو ادب سے کیا اُس قوم نے جواب مجکو دیا کہ ای دقوقی فخر اہل فخر کے کہا کہ آخر کیسے پہچانا مجکو تمنے کہ پہلے نہ دیکھا تھا پس ضمیر دل سے میرے واقف ہوکر ایک دوسرے کی طرف دیکھا ہر اک نے یہ جواب مجکو دیا ہمکو پوشیدہ نہین کیا تجھپر پوشیدہ ہی ایسے دل پر کہ حق سے متحیر ہے اُسکے گرداگرد کے کب راز مخفی ہونگے آگے جواب دقوقی کا ہی فافہم ۱۲
س۲ہ بولا مین الخ، شعر مین نے کہا کہ تم حقائق سے کہو اسم رسمی ہی جو واقفکار ہو کہا کہ اگر ولی سے غائب اسم ہو وہ استغراق سے ہی جہل سے نہین بعدہ کہا کہ ہمین آرزو ہی کہ ہم تیری اقتدا کرین مین نے کہا کہ سچ ہی و لیکن ایک گھڑی عالم سے مشکل ہے تا وہ صحبتون سے پاکون کے حل ہو گل کی صحبت سے اُگتا انگور ہی یعنے صحبت سے مشکل حل ہوتی ہی اگرچہ آلودگی خاک وجود سے مشکل مین پڑا ہون آگے مثال اُسکی ہے فافہم ۱۲
س۳ہ دانۂ پُر مغز الخ، شعر دانۂ پُر مغز کو جو کہ خاک نے اپنا ہم صحبت کیا بخشش سے خاک مین خود کو بالکل محو کیا اسکی نہ رنگ و بو سے باقی رہا محویت سے جاتا رہا اور بسط سے بڑھنے لگا اصل کے آگے جو بخود ہوا وہ صورت سے چھوٹا اور معنی مین بڑھا آگے رجوع بقصہ ہے سر ہلاکر کہا سچ ہی دل کی گرمی سر کے ہلانے سے بڑھی اُس گروہ کے ساتھ ایک ساعت تا مین مراقب در خود سے جدا ہوا جو اس ساعت مین چھوٹی جان ساعت سے کیونکہ ساعت بوڑھا کرتی ہی جوان کو یعنے جب اُس قوم نے سر ہلا کر اقرار کیا تو دقوقی اُنکے ساتھ مراقب ہوا آگے مراقبہ کا حال ہی فافہم ۱۲

پیش اصل خویش چون بیخویش شد	رفت صورت جلوهٔ معنیش شد	آگے اصل اپنی کے جو بیخود ہوا	چھوٹا صورت سے وہ معنی بڑھا
سر چنین کردند هین فرمان تراست	تف دل زان سر چنین کردن بخاست	سر ہلا کر کے کہا سچ ہے اخی	دل کی گرمی سر ہلانے سے بڑھی
ساعتے با آن گروه مجتبے	چون مراقب گشتم و از خود جدا	اُس گروہ کے ساتھ اک ساعت رہا	میں مراقب ہو رہا خود سے جدا
ہم ازان ساعت ز ساعت رست جان	زانکہ ساعت پیر گرداند جوان	چھوٹی اس ساعت میں جو ساعت سے جان	کیونکہ ساعت بوڑھا کرتی ہے جوان
جملہ تلوینہا ز ساعت خاستست	رست از تلوین کہ از ساعت برست	ہوتی تلوین[1] پیدا کل ساعت سے ہے	جو چھٹے ساعت سے تلوین سے چھٹے
چون ز ساعت ساعتے بیرون شوی	چون نماند محرم بیچون شوی	جو تو اک ساعت جدا ساعت سے ہو	جو نہ رہے محرم وحدت سے ہو
ساعت از بے ساعتے آگاه نیست	زانکہ آنسو جز تحیر راه نیست	ساعت اس بے ساعتی سے بے خبر	کیونکہ جز حیرت نہ رہ کا واں گذر
ہر نفر را ہر طویلہ خاص او	بستہ اند اندر جہان جست و جو	ہر نفر کو ہر طویلہ خاص پے	عالم تلاش میں باندھا اُسے
منتصب بر ہر طویلہ رائضی	جز بدستورے نیاید رافضی	ہر طویلہ میں ہے اک چابک سوار	بے اجازت نہ کرے تا کوئی کار
از ہوس از یک طویلہ گر رود	در طویلہ دیگرے اندر شود	گر ہوس سے اک طویلہ سے وہ جائے	دوسرا اندر طویلہ کے وہ آئے
در زمان آخر چیان جست خوش	گوشۂ افسار او گیرند و کش	اس گھڑی داروغہ جلدی آن کے	باگڈور آ کر کے دے کر کھینچ اسے
حافظان را گر نہ بینی اے عیار	اختیارت را ببین بے اختیار	گر نگہبانوں[2] کو نہ دیکھے ای یار	اختیار اپنے کو پا بے اختیار
اختیاری میکنی و دست و پا	بر کشادستت چرا حبسی چرا	اختیاری جانتا اپنی تو ہے	ہاتھ اور پاؤں کھول قیدی کس لیے
روی در انکار حافظ کردهٔ	نام تہدیدات نفسش کردهٔ	بس نگہبان سے تو انکار اب کیا	نفس کی تہدید نام اسکا رکھا

پیش رفتن دقوقی بامامت آن قوم | آگے بڑھنا دقوقی کا واسطے امامت اُس قوم کے

این سخن پایان ندارد تیز رو	ہین نماز آمد دقوقی پیش شو	یہ سخن[3] بعید ہے اب جلدی چلو	اے دقوقی پڑھ نماز آگے تو ہو

[1] ہوتی تلوین الخ، شعر کل ساعت سے تلوین پیدا ہوتی ہے جو ساعت سے چھوٹے تلوین سے چھٹے ایک ساعت جو تو ساعت سے جدا ہووے تو خود نہ ہوے محرم خدا کا ہوے ساعت اس بے ساعتی سے بیخبر ہے کیونکہ بجز حیرت کے وہان گذر نہیں ہے آگے اُسکی مثال ہے ہر اک نفر کو ہر ایک طویلہ خاص پر عالم تلاش میں اُسے باندھا ہر اک طویلہ میں ہر ایک چابک سوار ہے اسکے بغیر اجازت کے کوئی کام نہیں کرتا ہے اگر ایک طویلہ سے وہ از راہ ہوش کے دوسرے طویلہ میں آئے تو داروغہ آ کر اسکی باگڈور کھینچ لے یعنے مراقبہ میں ایک ساعت دُنیا سے اگر جدا ہو گا تو جہان جائیگا یہی کام دُنیا کا کرنا پڑیگا و اگر مراقب رہے گا تو واصل بحق رہے گا اور اس دُنیا کی تکلیفات سے چھٹیگا آگے حقائق ہیں فافہم ۱۲۔

[2] گر نگہبانون الخ ۲ شعر اگر نگہبانون کو نہ دیکھے اپنے اختیار کو بے اختیار دیکھ لے اگر اپنی اختیاری تو جانتا ہے ہاتھ پاؤنکو کھول قیدی کس لئے ہے اے پس نگہبان سے اب انکار کیا اُسکا نام نفس کی ہدایت رکھا یعنے محرم اسرار ہووے اور جسنے اپنے نگہبان کو جانا وہ با اختیار ہوا اور جسنے نہ جانا وہی خیال رہا اور جانا کہ وہ نفس کی ہدایت ہے آگے حال دقوقی کا ہے فافہم ۱۲ [3] یہ سخن الخ، شعر یہ بات بے انتہا ہے جلدی چلو اے دقوقی نماز پڑھو اور آگے ہو اے یکتا اس دوگانے کو پڑھ تا زمانہ تجھ سے بارونق ہووے امام چشم روشن ہونا بہتر ہے یہ شریعت میں مکروہ و نارو ہے آگے اندھا امامت میں کھڑا ہو اگرچہ حافظ ہو یا عالم ہو چشم روشن بہتر ہے اگر جاہل بھی ہو نجاست سے کوئی اندھا نہیں بچتا ہے اور بچنے کی حفظ جز آنکھ سے راہ میں پلیدی اُسکو نہ دیکھے کیون وہ قول و فعل میں اندھا ہے ظاہری اندھے میں نجاست ظاہری باطنی میں نجاست باطنی یعنے اندھے کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ہے کہ وہ نجاست راہ سے نہیں بچ سکتا ہے اسی طرح اندھے باطنی میں نجاست باطنی ہوتی ہے اقتدا اسکی ناروا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

ای یگانہ ہین دوگانہ برگذار   تا مزین گردد از تو روزگار
ای امام چشم روشن الصلا   چشم روشن باید اندر پیشوا
در شریعت ہست مکروہ ای کیا   در امامت پیش کردن کور را
گرچہ حافظ باشد و چست و فقیہ   چشم روشن بہ اگر باشد سفیہ
کور را پرہیز نبود از قذر   چشم باشد اصل پرہیز و حذر
او پلیدی را نہ بیند در عبور   زانکہ اندر فعل و قولش ہست کور
کور ظاہر در نجاست ظاہرست   کور باطن در نجاسات سرست
این نجاست ظاہر از آبی رود   وان نجاست باطنی افزون بود
جز بآب چشم نتوان شست آن   چون نجاسات بواطن شد عیان
چون نجس خواندست کافر را خدا   آن نجاست نیست در ظاہر ورا
ظاہر کافر ملوث نیست زین   آن نجاست ہست در اخلاق این
این نجاست بوش آید بیست گام   وان نجاست بوش از ری تا بشام
بلکہ بوش آسمانہا بر رود   بر دماغ حور و رضوان بر شود
انچہ می گویم بقدر فہم تست   مردم اندر حسرت فہم درست
فہم آبست و وجود تن سبو   چون سبو بشکست ریزد آب او
این سبو را پنج سوراخست ژرف   اندر و نی آب ماند خود نہ برف
امر غضوا غضة ابصارکم   ہم شنیدی راست ننہادی قدم
از دہانت نطق فہمت را برد   گوش چون ریگست فہمت را خورد

ای یگانے اُس دوگانہ کو پڑھو   تا کہ با رونق زمانہ تجھ سے ہو
ای امام چشم روشن اب تو آ   چشم روشن ہونا بہتر پیشوا
ہے شریعت مین یہ مکروہ ناروا   آگے اندھا ہو امامت مین کھڑا
گرچہ حافظ ہو و یا عالم ہو وہ   چشم روشن خوب گر جاہل ہو وہ
نے نجاست سے کوئی اندھا بچے   اور بچنے کی فقط جڑ آنکھ ہے
راہ مین اُسکو پلیدی نے دکھے   کیونکہ فعل و قول مین اندھا وہ ہے
ظاہر اندھے ہین نجاست ظاہری   باطن اندھے ہین نجاست باطنی
سلہ جائے پانی سے نجاست ظاہری   اور زیادہ ہو نجاست باطنی
کب دھلے وہ آنکھ بے پانی سوا   جو نجاست باطنی مین ہو بھرا
جب نجس فرمائے کافر کو خدا   نے نجاست اسمین ہے کچھ بھی ذرا
ظاہرا کافر نجس ہے کچھ نہین   پر نجس اخلاق دین مین ہے یقین
اس نجاست کی ہو بس بو بیس گام   اس نجاست کی ہو بو تا روم شام
بلکہ جائے آسمان پر اسکی بو   ہو تنفر حور اور رضوان کو
سکہ کہتا ہون کہ ہے یہ لائق ترے   مین مرا حسرت مین پانی فہم کے
فہم پانی اور مٹکا جسم ہے   ٹوٹے جو مٹکا تو پانی کب رہے
پانچ جو سوراخ اس مٹکے مین ہین   کیسے ٹھہرے پانی اُسکے بیچ مین
امر غضوا سمہ غضة ابصارکم   بھی سنا رکھا نہین ثابت قدم
منہ سے تیرے نطق لیوے فہم کو   کان مثل زنگ کھائے فہم کو

سلہ جائے پانی الخ، شعر نجاست ظاہری پانی سے جائے اور نجاست باطنی زیادہ ہووے بجز آب چشم کے وہ کب دھلے جو کہ نجاست باطنی مین بھرا ہو آگے اسکے حقائق ہین جبکہ کافر کو خدا نجس فرمائے اُسمین نجاست ظاہرا کچھ نہین ہے ظاہرا کافر کچھ نجس نہین ہے مگر اخلاق دین مین نجس ہے اس نجاست ظاہری کی بو دس بیس قدم ہو اس نجاست کی بو روم و شام مین ہو بلکہ آسمان پر اسکی بو جائے اور تنفر حور و رضوان کو ہووے یعنے کفار نجس باطن ہین کہ انکی بو آسمان پر پہونچتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲—

سکہ کہتا ہون الخ، شعر مین تیری فہم کے لائق کہتا ہون کہ مین حسرت مین پانی پانے کے مرا فہم پانی اور جسم مٹکا ہے جب مٹکا ٹوٹے تو کب پانی رہے اس مٹکے مین جو پانچ سوراخ ہین کیسے پانی ٹھہرے اُسکے اندر حکم ترجمہ چھپاؤ تم اپنی آنکھون کو بھی سنا و سیدھا قدم نہین رکھتا سیدھا قدم تیرے منہ سے نطق فہم کو لیوے اور مانند زنگ کے کان فہم کو کھائے ایسے دوسرے سوراخ تیرے پانی کھوتین فہم کا جو کہ پوشیدہ ہے اگر پانی دریا سے تو باہر کرے بے عوض اس بحر کو تو بر کرے یعنے اس خمسہ ظاہری کو جو متوجہ فہم اسکا ضائع و بیکار کرے جسکا فہم عالی ہو وہ جسقدر خرچ کرے اُتنا عوض اُسکے پیدا ہو چنانچہ اس عوض کا حال فرماتے ہین فافہم ۱۲

سمہ چھپاؤ تم آنکھون کو اپنی ۱۲—

ہمچنین سوراخہاے دیگرت ... ے کشاید آب فہم مضمرت
گر ز دریا آب را بیرون کنی ... بے عوض آن بحر را ہامون کنی
بے گہ است ارنہ بگویم حال را ... مدخل اعواض را و ابدال را
کان عوض با آن بدلہا بحر را ... از کجا آید ز بعد خرجہا
صد ہزاران جانور زو میخورند ... ابرہا ہم از برونش میبرند
باز دریا آن عوضہا میکشد ... از خدا اند اصحاب رشد
قصہا آغاز کردم از شتاب ... ماند بے مخلص درون این کتاب
ای ضیاء الحق حسام الدین لہ ... کہ فلک ارکان چو تو شاہی نزاد
تو بنادر آمدی در جان و دل ... ای دل و جان از قدوم تو خجل
چند کردم مدح قوم ماضی ... قصد من زانہا تو بودی در ثنا
خانۂ خود را شناسد خود دعا ... تو بنام ہرکہ خواہی کن ثنا
بہر کتمان مدیح از نا محل ... حق نہادست این حکایات و مثل
گرچہ آن مدح از تو ہم آمد خجل ... لیک بپذیرد خدا جہد المقل
حق پذیرد کسر را دارد معاف ... کز دو دیدہ کور دو قطرہ کفاف
مرغ و ماہی داند آن الہام را ... کہ ستودم مجمل این خوش نام را
تا بروآہ حسودان کم وزد ... تا خیالش را بدندان کم گزد
خود خیالش را کجا یابد حسود ... در وثاق موش طوطے کے غنود
آن خیال او بود از احتیال ... موی ابروی وے است آن نی ہلال

دوسرے سوراخ ایسے ہین ترے ... کھولین پانی فہم کا مخفی جو ہے
پانی دریا سے تو گر باہر کرے ... بے عوض اس بحر کو تو بر کرے
بے جگہ ہے ورنہ کہتا حال کو[سلہ] ... داخل ہونے عوضونکے فال کو
نہ عوض اور وہ بدل سب بحر کے ... خرچ کے بعد آتے ہین کسطرح سے
جانور صدہا وہ پیتے اس سے ہین ... ابر بھی باہر سے اسکو لیتے ہین
پھر وہ دریا عوض اسکے لیتے ہین ... کان ہے حق کے خاص آگاہی رکھین
جلد قصونکو شروع مین نے کیا ... نا تمام اس مثنوی مین یہ رہا
ای ضیاء الحق حسام الدین علا[سٹہ] ... تے فلک عنصر نے تجھ سا شہ جنا
ای تو نادر آیا دل اور جان مین ... ای خجل بس تجھ سے دل اور جان ہین
کی بہت قوم گذشتہ کی ثنا ... قصد میرا انسے بس تو ہی تو تھا
اپنا گھر پہچانتی ہے خود دعا ... نام پر جسکے تو چاہے کر ثنا
مدح بیجا کے چھپانے کے لیئے ... لیکن حکایات و مثل اللہ نے
وہ ثنا گرچہ خجل تجھ سے ہوئی ... پر قبول اللہ کرے وہ سعی تری
کرتا ہی اللہ شکستہ کو قبول ... گر گرین وہ آنسو اندھی سی نزول
مرغ کو الہام سے ہے آگہی ... مدح مجمل کی جو اس خوش نام کی
آہ کمتر تا حسود اسپر کرے ... تا خیال اسکو نہ کاٹے دانت سے
کب خیال اسکو حسودونسے ملے ... طوطی کب سوراخ چوہے مین گھسے
مکر و حیلہ سے ہوں اسکے وہ خیال ... بال ابرو کا ہی اسکی نے ہلال

سلہ بے جگہ الخ یہ شعر بے جگہ ہی ورنہ عوضون کے داخل کرنے کا حال بیان کرتا کہ عوض اور بدل کہان سے آتے ہین جانور صدہا اُس سے پیتے ہین اور باہر سے ابر بھی اُسکو لیتے ہین پھر وہ دریا انکا عوض بنتے ہین حق کی کان خاص سے آگاہی رکھتے ہین مین نے قصہ جلد شروع کیا اس مثنوی مین یہ ناتمام رہا فافہم ۱۲۔

سٹہ ای ضیاء الحق الخ یہ شعر ای ضیاء الحق حسام الدین علا آسمان و عنصر نے تجھ سا بادشاہ نہ دیکھا ای تو نادر دل جان مین آیا تجھ سے خجل دل اور جان ہین قوم گذشتہ کی بہت ثنا کی اُنسے میرا مقصد تو ہی تو تھا اپنا گھر خود دعا پہچانتی ہی جسکے نام پر چاہے ثنا کر مدح بیجا کے چھپانے کے لیے شالین و حکائتین لکین اللہ نے وہ ثنا تجھ سے اگرچہ خجل ہوئی لیکن اللہ قبول کرے وہ سعی تیری اگرچہ انکی مثال ہی اللہ شکستہ کو قبول کرتا ہی اگر اندھے کے دو آنسو نکلین مرغ کو الہام سے آگہی ہی مدح مجمل جو اس خوش نام کی کرے یعنی مین نے مدح و ثنا دوسرون کی کری اس سے میرا قصد یا رسول اللہ صلعم ہی تو تھے یعنے درپردہ وہ مدح تمہاری ہی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ سٹہ آہ کمتر الخ یہ شعر تا حسود اُسپر آہ کمتر کرے تا خیال اسکو دانت سے نہ کاٹے کب اسکا خیال حسودونکو ملے کب طوطی سوراخ موش مین گھسے مکر و حیلے سے اُسکے وہ خیال ہون ابد کا اُسکے بال ہی ہلال نہین ہی یعنے یہ مدح حضرت رسول مقبول صلعم کی درپردہ ہو اسواسطے کری تا حسود اسپر خیال برائی کا نہ کرین آگے ملامت کرنا و توتی کا حال ہی فافہم ۱۲۔

پیش رفتن دقوقی بامامت آن قوم غیبی

مدح تو گویم برون از پنج و ہفت	برنویس اکنون دقوقی پیش رفت
در تحیات و سلام الصالحین	مدح جملہ انبیا آمد عجین
مدحہا شد کلّیی آمیختہ	کوزہ ہا در یک لگن در ریختہ
زانکہ خود ممدوح جز یک بیش نیست	کیش ہا زین روی جز یک کیش نیست
زانکہ ہر مدحی بنور حق رود	بر صور و اشخاص عاریت بود
مدحہا جز مستحق را کی کنند	لیک بر پنداشت گمرہ میشوند
ہمچو نوری تافتہ بر حائطی	حائط آن انوار را چون رابطی
لاجرم چون سایہ سوی اصل رفت	ضال مہ گم کرد و ز استایش بماند
یا ز چاہی عکس ماہی وا نمود	سر بچہ در کرد و آنرا می ستود
در حقیقت مادح ماہست او	گرچہ جہل او بعکسش کرد رو
مدح او مہ راست نی آن عکس را	کفر شد آن چون غلط شد ماجرا
کز شقاوت گشت گمرہ آن دلیر	مہ ببالا بود و آن پنداشت زیر
زین بتان خلقان پریشان میشوند	شہوتی راندہ پشیمان میشوند
زانکہ شہوت با خیالی راندہ اند	در حقیقت دورتر واماندہ اند
با خیالت میل تو چون پر بود	تا بدان پر بر حقیقت بر شود
چون براندی شہوتی پرّت بریخت	لنگ گشتی آن خیال از تو گریخت

آگے بڑھنا دقوقی کا واسطے امامت اُس قوم غیبی کے

بڑھ کے پانچ اور سات سے تیری ثنا	میں کہوں اور تو دقوقی اب بڑھا
بس تحیات و سلام الصالحین	مدح جملہ انبیا ہے کر یقین
سب کے شامل اس طرح ہیں مدحتیں	اک لگن میں جیسے کوزے سب پڑیں
کیونکہ ممدوح خود نہیں جز ایک کے	کل مذاہب ایک ہیں سب ہے جو
مدح ہر اک نور حق میں جاتی ہے	عاریت صورت پہ ہے اور جسم پے
مدحتیں جز مستحق کے کب کریں	پر سمجھ سے اپنی گمراہی رکھیں
نور چمکے جس طرح دیوار پے	رابطہ اُس نور کو دیوار ہے
نور اپنی اصل سے جو پھر سکے	گمرہی مہ کی ہو گم بے مدح کے
یا کہ عکس ماہ چہ میں خود دیکھے	جھانک کر چہ میں ثنا اُسکی کرے
ماہ کا مادح حقیقت میں وہ ہے	جہل سے گو عکس کی مدح کرے
مدح مہ کو چاہیے نے عکس کو	کفر ہے جو دھوکا کھایا اُسنے وہ
بس شقاوت سے وہ گمراہ ہو گیا	ماہ اوپر تھا وہ نیچے جانتا
خلق ان بتوں سے پریشان ہو گئی	مارے شہوت کے پشیمان ہو گئی
کیونکہ شہوت سے خیالوں کے اُسے	اور حقیقت سے وہ دور از بس پڑے
میل پر رغبت خیالوں سے تجھے	تا تو اُس پر سے حقیقت تک اُڑے
پوری جب شہوت ہوئی تو پر تیرا گرا	پانوں ٹوٹا تو خیالوں سے چھٹا

سلہ بڑھ کے الخ یہ شعر خواص خمسہ و اوصاف سے تیری ثنا بڑھ کے ہے میں کہوں اور تو لکھ کہ دقوقی اب بڑھا بس تحیات اور سلام صالحین جملہ انبیا کی مدح ہے یقین کر اس طرح مدحتیں سب کی شامل ہیں جیسے اک لگن میں سب کوزے پڑیں ہیں حقائق ہیں کیونکہ ممدوح تو خود نہیں ہے۔ ایک کے سوا کل مذاہب اس سے ہوئے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ مدح ہر اک الخ یہ شعر مدح نور حق میں جاتی ہے صورت و جسم پہ عاریت ہے بجز مستحق کے کب مدحتیں کریں ولیکن اپنی سمجھ سے گمراہی رکھیں گے اسکی مثال ہے جس طرح نور چمکے دیوار پر اس نور کو رابطہ دیوار سے اپنی اصل سے نور جو پھر سکے گمراہی ماہ کی گم ہو جاتی ہے یا عکس ماہ کا چاہ میں خود دیکھے چاہ میں جھانک کر ثنا اسکی کرے یعنی عکس کی نہیں ہے مدح صورت کی ہے یعنی مدح مخلوق کی مدح جناب رسول مقبول صلعم کی ہے کیونکہ کل مخلوق عکس ہے حضور کا فافہم ۱۲۔
سلہ ماہ کا مادح الخ یہ شعر وہ حقیقت میں ماہ کا مادح ہے گو جہل سے مدح عکس کی کرتا ہے ماہ کو مدح چاہیے نہ عکس کو کفر ہے کہ جو اُسنے وہ دھوکا کھایا پس وہ گمراہ ہو گیا شقاوت سے ماہ اوپر تھا اور وہ نیچے جانتا تھا خلق ان بتوں سے پریشان ہوئی مارے شہوت کے پشیمان ہو گئی کیونکہ انکو شہوت خیالوں سے ہے اور حقیقت سے وہ دور از بس پڑے ہیں پر کی مانند تجکو رغبت خیالوں سے ہے تاکہ اس پر سے تو حقیقت تک اُڑے جب پوری شہوت ہوئی تو پر تیرا گرا پانو ٹوٹا اور تو خیالوں سے چھٹا یعنی مخلوق معشوقان مجازی کے سبب سے پریشان ہو گئی اور خواہشات دنیوی سے پشیمان ہو گئی اور حقیقت سے محروم رہی کیونکہ عشق اسکو ذات پہ آیا ہے کہ جو اس معشوق سے ظاہر ہے پس اس صورت کو معشوق جاننا کفر ہے باقی حقائق آگے ہیں فافہم ۱۲۔

پر نگہدار چنین شہوت گران — تا پر میلت برد سوی جنان
خلق میدانند کہ عشرت میکنند — بر خیالی پر خود بر می کنند
دام دار شرح این نکتہ شدم — مہلتم دہ معسرم ان تن زدم
باز گردم زانکہ قصہ شد دراز — وقت تنگ و خلق موقوف نماز

[1] چھوڑ شہوت پر کا ہو تو پاسبان — تا کہ پر رغبت کری سوے جنان
خلق جانے ہی کہ عشرت مین پڑا — ان خیالون سے وہ پر ہے توڑتا
قرضدار اس شرح نکتہ کا رہا — دی تو فرصت مفلسی سے چپ ہوا
پھر مین لوٹا جو ہوا قصہ دراز — وقت تنگ اور خلق ہے درپے نماز

اقتدا کردن قوم از پس دقوقی

مقتدی ہونا قوم کا پیچھے دقوقی کے

پیش در شد آن دقوقی در نماز — قوم ہمچون اطلس آمد او طراز
اقتدا کردند آن شاہان قطار — در پے آن مقتدای نامدار
چونکہ با تکبیرہا مقرون شدند — ہمچو قربان از جہان بیرون شدند
معنے تکبیر اینست ای امیم — کای خدا پیش تو قربان شدیم
وقت ذبح اللہ اکبر تو کنی — ہمچنین در ذبح نفس کشتنی
گوئی اللہ اکبر و این شوم را — سر ببر تا رہد جان از عنا
تن چو اسمعیل جان ہمچون خلیل — کرد جان تکبیر بر جسم جلیل
گشت کشتہ تن ز شہوتہا و آز — شد بہ بسم اللہ بسمل در نماز
چون قیامت پیش حق صفہا زدہ — در حساب و در مناجات آمدہ
ایستادہ پیش یزدان اشک ریز — بر مثال راست خیز رستخیز
حق ہمی گوید چہ آوردی مرا — اندرین مہلت کہ دادم من ترا
عمر خود را در چہ پایان بردہ — قوت و قوت در چہ فانی کردہ

[2] پس امام انکا دقوقی تب ہوا — مثل اطلس قوم اور وہ نقش تھا
باندھ کر صف کی انھون نے اقتدا — پیچھے اس شہ کے کہ تھا وہ مقتدا
جبکہ وہ تکبیر سے باہم ملے — باہر اس عالم سے جون قربان گئے
[3] معنے تکبیر یہ ہین اے امام — ای خدا قربان تجھپر ہم تمام
وقت ذبح اللہ اکبر تو کرے — ایسے ہی تو مارنے مین نفس کے
کہہ تو اللہ اکبر۔ اس شوم کا — کاٹ سر تا جان غم سے ہو رہا
تن جون اسمعیل و جان مثل خلیل — جان کی تکبیر تن پر اے جلیل
جسم شہوت سے ہوا اندر نماز — کشتہ بسم اللہ سے اور بے نیاز
[4] جون قیامت آگے حق کے ہین کھڑی — اور مناجات وحسابون مین پڑی
آگے حق کے اشک ریزان ہین کھڑی — جسطرح روز قیامت مین کھڑی
حق کہے کیا لایا تو میرے لیے — اتنی مہلت مین کہ دی مین نے تجھے
عمر اپنی کس مین آخر تو نے کی — قوت و قوت تو نے فانی کیسی کی

[1] چھوڑ شہوت الخ یہ شعر شہوت چھوڑ اور نگہبان پر کا ہو تاکہ پر رغبت کرے طرف جنت کے خلق جانتی ہی کہ عشرت مین پڑا اور ان خیالون سے پر توڑتا ہے اس شرح نکتہ کا قرضدار رہا تو فرصت دی مفلسی سے چپ رہا یعنے خواہشات دنیا چھوڑ اور عشق کا نگہبان رہ تاکہ عشق راغب یار ہو پھر مین پلٹا جو قصہ دراز ہوا وقت تنگ اور خلق درپے نماز ہے آگے نماز کا حال ہے فافہم ۱۲۔

[2] پس امام الخ یہ شعر تب انکا امام دقوقی ہوا قوم اطلس کے مانند اور وہ مثل نقش کے تھا انھون نے صف باندھ کر اقتدا کی اس شاہ کے پیچھے کہ مقتدا تھا جبکہ وہ باہم تکبیر سے ملے مانند قربان کے باہر اس عالم کے ہوئے باقی انکا حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

[3] معنے تکبیر الخ یہ شعر ای امام معنے تکبیر کے یہ ہین کہ اے خدا قربان تجھپر ہم بالکل ہین وقت ذبح اللہ اکبر تو کرے ایسے ہی نفس کے مارنے مین اللہ اکبر کہہ اور اسی طرح کہ تا جان غم سے رہا ہو تن مانند اسمعیل کے اور جان مثل خلیل کے ہے فافہم ۱۲۔

[4] جون قیامت الخ یہ شعر قیامت کے مانند آگے حق کے کھڑے ہین و مناجات وحسابون مین پڑے ہین حق کے روبرو اشک ریزان کھڑے ہین حق کہے کہ میرے لیے کیا لایا ہے اتنی مہلت مین نے تجھکو دی تو نے اپنی عمر کس مین تمام کی غذا و قوت تو نے کیسے فانی کی کہ ہر جسم کو کس جا پر گھسا اور حواس خمسہ کو کس جا پر فنا کیا آنکھ دکان و ہوش عرش کے گوہر ہین خرچ کرکے کیا خریدا فرش سے یعنے حق تعالی نے یہ جواہر جو دیے ہین انکو خدا کی راہ مین خرچ کرنا چاہیے ورنہ بروز حساب پشیمان ہونا ہے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

گوهر دیده کجا فرسوده / پنج حس را در کجا پالوده
گوش و چشم و هوش گوهرهای عرش / خرج کردی چه خریدی تو ز فرش
دست و پا دادمت چون بیل و کلند / من بخشیدم ز خود آن کی شدند
همچنین پیغامهای دردناک / صد هزاران آید از یزدان پاک
در قیام این گفتها دارد رجوع / وز خجالت شد دوتا اندر رکوع
قوت استادن از خجلت نماند / در رکوع از شرم تسبیحی بخواند
باز فرمان میرسد بردار سر / از رکوع و پاسخ حق بر شمر
سر برآرد از رکوع آن شرمسار / باز اندر رو فتد آن خام کار
باز فرمان آیدش بردار سر / از سجود و وا ده از کرده خبر
سر برآرد او دگر ره شرمسار / اندر افتد باز در رو همچو مار
باز گوید سر برآر و باز گو / که بخواهم جست از تو مو بمو
رکعت دیگر بباید همچنین / از نهیب و سهم یزدان را همین
چون خطاب آید دگر باره که خیز / تا چه کردستی زبان بگشای تیز
قوتی پا ایستادن نبودش / که خطاب هیبتی بر جان رسش
پس نشیند قعده زان بار گران / حضرتش گوید سخن گو با بیان
نعمتت دادم بگو شکرت چه بود / دادمت سرمایه هین بنمای سود
چون نه سرمایه بود او را نه سود / شافعی خواهد که آرد عذر زود

آنکھ کے گوہر کو کس جا پر گھسا / پانچ حس کس جا کیے تو نے فنا
آنکھ کان اور ہوش گوہر عرش کے / خرچ کرکے کیا خریدا فرش سے
جوں کدال اور پھاوڑے دست و پا / میں نے بخشے کب ہوئے وہ خود بھلا
اس طرح پیغام جملہ دردناک / سیکڑوں فرمائیگا یزدان پاک
گفتگو یہ جو قیام اندر کرے / اور خجالت سے رکوع میں بس جھکے
نی کھڑے رہنے کی قوت جو رہی / بس رکوع میں شرم سے تسبیح کی
حکم پھر ہو کہ اٹھا اب سر کو تو / اس رکوع سے دے جواب اللہ کو
سر اٹھائے وہ رکوع سے شرمسار / پھر گرے وہ منہ کے بل انجام کار
حکم پھر ہووے اسے کہ سر اٹھا / پھر کرے وہ سجدہ سے اپنا سر اٹھا
سر اٹھائے وہ دوبارہ شرمسار / پھر گرے وہ منہ کے بل مانند مار
پھر کہے کہ سر اٹھا کہہ حال تو / پوچھتا ہوں تجھسے اب میں مو بمو
دوسری رکعت پڑھی اس طور سے / حق کے ڈر سے وہ امانت دار سے
جو خطاب آیا کہ پھر سر کو اٹھا / کیا کیا تو نے ہوا اسکو بتا
نی کھڑے رہنے کی طاقت اسکو ہی / کہ خطاب ہیبتی اس جان کو ہی
بیٹھے قعدہ میں وہ بھاری بوجھ سے / کہو ی خالق کر بیان کیا حال ہے
تجکو نعمت دی کہو کیا شکر تھا / تجکو پونجی دی کہ سودا سکا بتا
جو نہ پونجی سود پاس اسکے رہا / عذر کرنے کو ہی شافع ڈھونڈھتا

بیان اشارت سلام سوی دست راست در قیامت از هیبت محاسبه حق تعالی و از انبیا استعانت و شفاعت خواستن

بیان اشارہ سلام کا طرف ہاتھ سیدھے کے قیامت کے دن ہیبت محاسبہ حق سے اور انبیا سے مدد شفاعت چاہنا

سلہ جون کدال الخ یعنی کدال و پھاوڑے کے مانند دست و پا میں نے دیئے وہ خود کب ہوئے اسی طرح جملہ پیغام دردناک سیکڑوں حق فرمائے گا جبکہ گفتگو قیام میں کرے خجالت سے رکوع میں جھکے کھڑے رہنے کی جو قوت تھی رکوع میں شرم سے تسبیح کی پھر حکم ہوا کہ تو اب سر کو اٹھا اس رکوع سے جواب اللہ کو دے وہ رکوع سے سر اٹھاتے شرمسار پھر منہ کے بل گرے انجام کار پھر حکم آسے ہووے کہ سر اٹھا سجدہ سے اور بتلا کہ تو نے کیا کیا باقی حال آگے ہی فافہم ہوتے سر اٹھائے الخ یعنی دوبارہ وہ شرمسار سر اٹھائے اور پھر منہ کے بل گرے مانند مار کے پھر یوں کہے کہ سر تو اٹھا اور حال کہہ اب میں پوچھتا ہوں تجھ سے مو بمو اسی طور سے دوسری رکعت پڑھی خوف حق سے کہ امانت دار ہے جو خطاب آیا کہ سر اٹھا تو نے کیا کیا ہی اسکو دکھڑے رہنے کی طاقت ہو کہ خطاب ہیبت کا ہی جان کو وہ قعدہ میں بیٹھے بوجھ بھاری سے حق کہے بیان کر کیا حال ہی جو تجکو دی نعمت کہو کیا شکر تھا جو تجکو پونجی دی اسکا نفع بتا تو پونجی و نفع اسکے پاس نہ رہا عذر کرنے کو شفیع ڈھونڈھتا ہی یعنی یہ قیام و قعود نماز کا نمونہ محاسب حشر کا ہی آگے اشارہ اسلام کا بیان ہی فافہم ۱۲

رو بدست آرد در سلام سوی جان انبیا و آن کرام
یعنی ای شاہان شفاعت کاین لئیم سخت در گل ماندش پای گلیم
انبیا گویند روز چارہ رفت چارہ آنجا بود دست افزار زفت
مرغ بی ہنگامی ای بدبخت رو ترک ما گو خون ما اندر مشو
رو بگرداند بسوے دست چپ در تبار و خویش گویندش کہ خپ
ہین جواب خویش گو با کردگار ما کئیم ای خواجہ دست از ما بدار
نہ ازین سو نے از آنسو چارہ شد جان آن بیچارہ دل صد پارہ شد
از ہمہ نومید گردد آن دغا پس برآرد ہر دو دست اندر دعا
کز ہمہ نومید گشتم اے خدا اول و آخر توئی و منتہا
ہست امیدی کہ عنایت در رسد گردد او ایمن ز حبل من مسد
در نماز این خوش اشارتہا ببین تا بدانی کاین بخواہد شد یقین
بچہ بیرون آر از بیضہ نماز سر مزن چون مرغ بی تعظیم و ساز

منہ سلام اندر وہ سیدھے ہاتھ کے[1] انبیا کی جان کی جانب کرے
یعنے ای شاہو شفاعت تم کرو کہ یہ عاجز مبتلا ہے جان کو
انبیا کہوین نہ کہ چارہ رہا چارہ وان تھا اور دعا کا مانگنا
مرغ بے ہنگام تو بدبخت جا چھوڑ ہمکو خون ہمارا تو نہ کھا
پھیرے منہ پھر جانب الٹے ہاتھ کے اپنے خویشوں مین کہین جامت بکے
یہ جواب اپنا جا حق سے کہو ہم ہین کون ای خواجہ ہمسے ہاتھ دھو
نہ ادھر اور نہ ادھر پرسش ہوئی جان کو اس عاجز کے مایوسی ہوئی
سب سے وہ مکار بس عاجز ہوا ہاتھ اٹھائے دونون پھر بہر دعا
کہ ہوا نومید سب سے ای خدا اول و آخر ہے تو اور منتہا
ہے[2] امید اب کہ عنایت ہو عیان اسکو حبل من مسد سے ہو امان
یہ نماز اندر اشارے دیکھ تو کر یقین کہ ایسا ہوگا حشر کو
بچے بیضہ نمازون سے ای یار مرغ یان ہو نہین بے تعظیم بار

شنیدن دقوقی در نماز فغان اہل کشتی در غرق شدن

سننا دقوقی کا نماز مین فریاد اہل کشتی کی غرق ہونے مین

آن دقوقی در امامت کرد ساز اندر آن ساحل در آمد در نماز
وان جماعت در پی او در قیام اینت زیبا قوم بگزیدہ امام
ناگہان چشمش سوے دریا فتاد چون شنید از سوی دریا داد داد
در میان موج دید او کشتئے در بلا و در قضا و زشتئے

ای[3] دقوقی نے امامت با نیاز اس کنارہ بحر پہ پڑھتا نماز
اسکے پیچھے اس جماعت کو قیام تھی عجب قوم اور عجب انکا امام
ناگہان آنکھ اسکی دریا پر پڑی جو سنی آواز بس فریاد کی
اسنے دیکھی موج مین کشتی پڑی اور بلا مین و قضا مین ہی پھنسی

[1] منہ سلام الخ ۹ شعر منہ سلام مین سیدھے ہاتھ کو انبیا کی جان کے جانب کرے یعنی ای شاہو کہ تم شفاعت کرو کہ یہ عاجز مبتلا ہے انبیا کہدین کہ اب کچھ علاج نہ رہا علاج وہان تھا اور دعا مانگنا ای مرغ بے ہنگام تو بدبخت ہے جا ہمکو چھوڑ ہمارا خون نہ کھا پھر منہ پھیرے الٹے ہاتھ کو اپنے عزیزون کی جانب وہ کہین یہ جواب عزیزون کا ہے حق سے کہو ہم کون ہین ای خواجہ ہم سے دور ہو نہ ادھر نہ ادھر پرسش ہوئی جان کو اس عاجز کی مایوسی ہوئی سب سے وہ مکار عاجز ہوا پس دونون ہاتھ اٹھائے اور دعا کی کہ مین ناامید سب سے ہوا ای خدا اول و آخر تو ہے اور منتہا تو ہے آگے حقائق مین فافہم ۱۲ [2] ہے امید الخ ۳ شعر اب امید ہے کہ عنایت ظاہر ہو اور ترجمہ رسی مجھ سے امان ہو یہ نماز مین اشارہ تو دیکھ اور یقین کر کہ حشر مین ایسا ہی ہوگا ای یار بیضۂ نماز سے بچے او مرغ کے مانند بے تعظیم ہونے مت یعنے اشارات نماز سے یقین کر کہ یہی حشر کے روز ہوگا پس تو نماز سے نتیجہ حاصل کر اور مانند مرغ کے زمین پر ٹھونگین مت مار بقول استاد سے بر زمین تو سجدہ کردم ز زمین ندا بر آمد کہ مرا خراب کردی تو بسجدۂ ریائی ۔ آگے حال دقوقی کا ہے فافہم ۱۲ [3] ای دقوقی نے الخ ۵ شعر دقوقی نے امامت با نیاز کی اس کنارہ بحر پر جو نماز پڑھتا تھا اسکے پیچھے اس جماعت کو قیام تھا قوم عجب تھی و عجب انکا امام تھا اسکی آنکھ ناگہان دریا پہ پڑی جو سنی آواز فریاد کی اسنے دیکھا کہ کشتی موج مین پڑی ہے اور بلا و قضا مین پھنسی ہے رات ہے اور ابر ہے اور موج ہے یہ تین طرح کی تاریکی مین ہے اور خوف غرق ہے یعنے کشتی سے مراد وجود انسان ہے دریائے مراد دنیا ہے کہ اسکی تین طرح کی تاریکی مین انسان گرفتار ہے بقول خواجہ حافظ سے شب تاریک و بیم موج و گردابی چنین ہائل ۔ کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا ۔ پس وقت مرگ کے انسان کا یہ حال ہوتا ہے باقی بیان آگے ہے فافہم ۱۲

ہم شب و ہم ابر و ہم موج عظیم — آن سہ تاریکی و از غرقاب بیم
تند بادی ہمچو عزرائیل خاست — موجہا آشفت اندر چپ و راست
اہل کشتی از مہابت کاستہ — نعرہ و واویلہا برخاستہ
دستہا در نوحہ بر سر میزدند — کافر و ملحد ہمہ مخلص شدند
با خدا با صد تضرع آن زمان — عہدہا و نذرہا کردہ بجان
سر برہنہ در سجود آنہا کہ ہیچ — روی شان قبلہ ندید از پیچ پیچ
گفتہ کہ بیفائدہ است این بندگی — آن زمان دیدند دروی صد زندگی
از ہمہ امید ببریدہ تمام — دوستان و خال و عم بابا و مام
زاہد و فاسق شدہ آندم متقی — ہمچو در ہنگام جان کندن شقی
نی ز چپشان چارہ بود و نی ز راست — حیلہا چون مرد ہنگام دعاست
در دعا ایشان و از زاری و آہ — بر فلک زیشان شدہ دود سیاہ
دیو آندم از عداوت تیز بین — بانگ زد کای سگ پرستان لعین
مرگ و جسک ای اہل انکار و نفاق — عاقبت خواہد بدن این اتفاق
چشمتان تر باشد از بعد خلاص — کہ شوید از بہر شہوت دیو خاص
یادتان ناید کہ روزی در خطر — دستتان بگرفت یزدان از قدر
این ہمی آمد ندا از دیو لیک — این سخن را نشنود جز گوش نیک
راست فرمودست با ما مصطفی — قطب و شاہنشاہ و دریای صفا
کانچہ جاہل دید خواہد عاقبت — عاقلان بینند اول مرتبت

رات ہے اور ابر ہے اور موج ہے — تین تاریکی ڈر ہے غرق سے
^۱ تند ہوا نے مثل عزرائیل کے — کر دیا موجوں کو ابتر زور سے
اہل کشتی ڈر کے مارے مرتے ہیں — شور و واویلا از بس کرتے ہیں
روتے ہیں اور سر کو اپنے پیٹتے — کافر و ملحد سبھی مخلص ہوئے
ساتھ حق کے کر کے صدہا التجا — مانتے نذریں عہد جان سے کیا
سر برہنہ کر کے سجدہ میں گرے — کہ کبھی قبلہ نہ دیکھا جہل سے
^۲ بولا حق ہے بے فائدہ یہ بندگی — دیکھی انہیں اس گھڑی سو زندگی
منقطع امید سب لوگوں سے کی — باپ ماں ماموں چچا یاروں سے بھی
زاہد و فاسق ہوئے سب متقی — جانکنی کے وقت ہو جیسے شقی
نے کسی رو سے علاج انکا رہا — نے چلے حیلے تو کرتے تھے دعا
انکی زاری اور دعا سے بس الم — چرخ پر انکا چڑھا تھا درد غم
دشمنی سے دیو تب حیران ہوا — اور کہا ای سگ پرستو بے وفا
موت و رنج ای اہل انکار و نفاق — ہوتا ہے آخر یہ اک دن اتفاق
^۳ بے نجاتی سے جواب تم روتے ہو — ہو گئے ہو دیو تم شہوت سے جو
ذہن بھی یاد اک دن آفت میں جو — حق نے پکڑا تھا تمھارے ہاتھ کو
دیو سے بس یہ ندا آئی ولیک — نہ سنے اس بات کو جز گوش نیک
مصطفی نے سچ کہا ہم سے ہی — قطب و شاہنشاہ و والا جاہ نے
بعد میں جو دیکھیں گے جو کچھ جاہلان — دیکھتے اول ہیں وہ عاقلان

سلہ تند ہوا الخ یعنی شعر باد تند نے مثل عزرائیل کے موجوں کو ابتر کر دیا ہے اور اہل کشتی مارے ڈر کے مرتے ہیں شور و واویلا از حد کرتے ہیں روتے ہیں اور سر کو پیٹتے ہیں کافر و ملحد تو سبھی مخلص ہوئے ہیں خدا کے ساتھ صدہا التجا کرتے ہیں نذریں مانتے ہیں اور عہد جان سے کیا سر برہنہ کر کے سجدہ میں گرے کہ سر جہل سے کبھی قبلہ نہ دیکھا آگے حقائق ہیں فافہم ۱۲ سلہ بولا حق الخ یعنی شعر حق نے کہا کہ یہ بندگی بے فائدہ ہے اس گھڑی انہیں دیکھی تو سو زندگی سب لوگوں سے امید منقطع کی ماں باپ و ماموں چچا یاروں سے زاہد و فاسق سب متقی ہوئے جیسے شقی جانکنی کے وقت ہوں کسی طرف سے انکا علاج نہ رہا نہ حیلے چلے پھر دعا کرتے تھے انکی زاری و دعا سے از بس الم ہوا چرخ پر دود غم ہوا تب دیو حیران ہوا دشمنی سے اور کہا ای سگ پرستو بے وفا موت و رنج ہے اہل انکار و نفاق آخر ایک دن ہوتا ہے یہ اتفاق باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بے نجاتی الخ یعنی شعر جو تم بے نجاتی سے روتے ہو پس تم شہوت سے دیو ہو گئے ایک دن آفت میں یاد نہ ہوئی جو حق نے تمھارے ہاتھ کو پکڑا تھا دیو سے یہ بات آئی ولیکن نہ سنے اس بات کو بجز گوش نیک کے یہ مصطفی صلعم نے سچ کہا ہے ہم سے اور قطب شاہنشاہ والا جاہ نے کہ جو کچھ آخر میں دیکھتے ہیں جاہل وہ اول میں عاقل کام کے ہونے سے پہلے کام کا انجام وہ دیکھ لیتے ہیں قصہ عیب کو دیکھ لیں کہ یہ بات تیرے حزم کو بیعنے انجام کار اگر تو دیکھے تو ہوشیاری زنکان ہے اگر انجام بھی بہتر حال بھی ہے خیال انجام بھی ہی بہتر ہے فافہم ۱۲

کار باز آغاز از غیبت و سر	عاقل اول بیده آخر آن مصر	ابتدا اس کام عدم اور غیب کے	عاقل اول ہی آخر دیکھے
اولش پوشیده باشد و آخر آن	عاقل جاہل ببیند در عیان	اول اسکا مخفی اور انجام کار	دیکھنے مین جاہل عاقل آشکار
در به پیش واقعه غیب ای عنود	حزم را سیلاب کے اندر ربود	غیب کے قصے کو گر دیکھے جو تو	سیل کے سے جای تیرے حزم کو

تصوّرات مرد حازم — تصوّرات مرد حازم کے

حزم چه بود بدگمانی بر جهان	تو ببده هر دم بلائی ناگهان	حزم کیا ہے یہ جہان مین بدگمان	دیکھنا ہر دم بلائے ناگہان
آنچنان که ناگهان شیری رسید	مرد را بربود و در بیشه کشید	جس طرح اک شیر ناگہ آگیا	مرد کو جنگل مین پھاڑا لے گیا
او چه اندیشد در آن بردن ببین	تو همان اندیش ای استاد دین	کیا وہ لیجانے مین اندیشہ کرے	تو وہی اندیشہ رکھے جان لے
میکشد شیر قضا در بیشه ها	جان ما مشغول کار و پیشه ها	کھینچتا صحرا مین ہے شیر قضا	جان ہماری کام مین ہے مبتلا
آنچنان کز فقر می ترسند خلق	زیر آب شور رفته تا به حلق	اسطرح بس فقر سے ڈرتی ہے خلق	کھاری پانی مین ہے ڈوبی تا بہ حلق
گر بترسندی از آن فقر آفرین	گنجهاشان کشف گشتی در زمین	ڈرتے گر اس فقر کے خلاق سے	گنج ملتے انکو اندر خاک کے
جمله شان از خوف غم در عین غم	در پی هستی دویده در عدم	خوف سے غم کے وہ سب غم مین پڑے	اور عدم کو دوڑے ہستی کے لیے

دعا و شفقت دقوقی در خلاص کشتی و اهل او — دعا و شفقت دقوقی کی رہائی مین کشتی و اہل کشتی کے

چون دقوقی آن قیامت را بدید	رحم او جوشید و اشک او دوید	جو دقوقی نے قیامت دیکھی وہ	رویا اور جوش آیا اسکے رحم کو
گفت یارب منگر اندر فعلشان	دستشان گیر ای شه نیکونشان	بولا یارب دیکھیے مت فعل انکے تو	دستگیری انکی کر شاہ نکو
خوش سلامتشان بساحل باز بر	ای رسیده دست تو در بحر و بر	پھر کنارہ پر سلامت انکو لا	بحر و بر مین ہاتھ پہونچے ہے ترا
ای کریم و ای رحیم سرمدی	در گذار از بدسگالان این بدی	ای کریم اور اے رحیم سرمدی	عفو کر ان بدسگالونکی بدی

سطر حزم کیا ہے الخ ۲ شعر ہوشیاری کیا چیز ہے دنیا مین بدگمان رہنا اور دیکھنا بلائے ناگہانی کو ہر دم آگے اسکی مثال ہے جیسے ایک شیر ناگاہ آگیا اور مرد کو جنگل مین پھاڑا اور لے گیا وہ لے جانے مین کیا اندیشہ کرے بس تو وہی اندیشہ رکھتا ہے آگے اسکے حقائق ہین شیر قضا کا کھینچتا ہے جنگل مین اور جان ہمارے کام مین مبتلا ہے اسی طرح فقر سے خلق ڈرتی ہے کھاری پانی مین ڈوبی ہے حلق تک اگر فقر کے ہوتے خالق سے ڈرتے گنج خاک کے اندر دکھائی دیتے غم کے خوف سے وہ سب غم مین پڑے اور عدم کو ہستی کے لیے دوڑے تھے وہ اہل کشتی غرق ہونے کے غم سے غم مین پڑے آگے حال دقوقی کے دعا مانگنے کا ہے انکی رہائی کے واسطے فافہم ۱۲۔

سطر جو دقوقی نے الخ ۳ شعر جب کہ دقوقی نے وہ قیامت دیکھی رویا اور اسکے رحم کو جوش آیا کہا کہ یا رب تو انکے فعلون کو مت دیکھ اور دستگیری انکی کر اور کنارہ پر پہونچا انکو سلامت لا کیونکہ بحر و بر مین تیرا ہاتھ پہونچا ہے آگے اسکی مناجات ہے فافہم ۱۲۔

سطر ای کریم الخ ۶ شعر ای کریم و ای رحیم سرمدی ان بدخواہون کی بدی کو عفو کر تو مفت مین دیتا ہے سو چشم و گوش و بغیر رشوت لینے کے بخشتا ہے عقل و ہوش استحقاق سے اول عطا بخشتا ہے اور بالکل ہم سے دیکھا کفران و خطا اے بزرگ ہم سے گناہ بڑے تو عفو کر سکتا ہے اے رحیم ہم نے خود کو جلایا حرص سے بھی دعا تو ہم نے سیکھا تجھ سے اسکی برکت سے کہ ہم کو دعا سکھائی ہے جو شمع کو ظلمت مین روشن کیا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

ای بداده رائگان صد چشم و گوش　　بی ز رشوت بخش کرده عقل و هوش
پیش از استحقاق بخشیده عطا　　دیده از ما جمله کفران و خطا
ای عظیم از ما گناهان عظیم　　تو توانی عفو کردن در حریم
ما ز حرص و آز خود را سوختیم　　وین دعا را هم ز تو آموختیم
حرمت آن که دعا آموختی　　در چنین ظلمت چراغ افروختی
دستگیر و رهنما توفیق ده　　جرم بخش و عفو کن بگشا گره
همچنین می رفت بر لفظش دعا　　آن زمان چون مادران با وفا
اشک میرفت از دو چشمش آن دعا　　بیخود از وی می بر آمد بر سما
آن دعای بیخودان خود دیگرست　　آن دعا زو نیست گفت داورست
آن دعا حق میکند چون او فناست　　آن دعا و آن اجابت از خداست
واسطه مخلوق نی اندر میان　　بیخبر زان ناله کردن جسم و جان
بندگان حق رحیم و بردبار　　خوی حق دارند در اصلاح کار
مهربان بی رشوتان یاری کنان　　در مقام سخت و در روز گران
هین بجو این قوم را ای مبتلا　　هین غنیمت دارشان پیش از بلا
رست کشتی از دم آن پهلوان　　و اهل کشتی را بجهد خود گمان
که مگر بازوی ایشان در حذر　　بر هدف انداخت تیرے از هنر
پا رهاند روبهان را در شکار　　وان ز دم دانند روباهان غرار

ای تو دیتا مفت سے سو چشم و گوش　　بے لیے رشوت کے بخشے عقل و ہوش
پہلے استحقاق سے بخشے عطا　　دیکھا بالکل ہم سے کفران و خطا
اے بزرگ ہم سے گناہان عظیم　　عفو کر سکتا ہے بس تو ای رحیم
بس جلایا ہمنے خود کو حرص سے　　بھی دعا کو ہمنے سیکھا تجھ سے ہی
اسکی برکت سے کہ سکھلائی دعا　　شمع کو ظلمت میں جو روشن کیا
کر مدد[سله] توفیق دے رستہ بتا　　جرم بخش اور کھولدے عقدہ مرا
اسطرح کرتا تھا وہ منہ سے دعا　　اس گھڑی جون مادران با وفا
آنکھ سے بہتے تھے آنسو بر ملا　　چرخ پر جاتی تھی بیخود وہ دعا
بیخودونکی وہ دعا خود اور ہے　　وہ دعا اس سے نہیں اللہ سے ہے
جو فنا وہ ہے دعا وہ حق کرے　　وہ دعا اور وہ اجابت حق سے ہے
واسطہ[سله] نے خلق کا ہے درمیان　　بیخبر زاری سے اُسکے جسم و جان
حق کے بندے ہیں رحیم اور بردبار　　عادت حق سے کریں اصلاح کار
مہربان بے رشوت اور یاری کریں　　سخت جا میں اور روز حشر میں
ڈھونڈھ تو اس قوم کو ای مبتلا　　اور غنیمت جان انہیں پیش از بلا
اسکی برکت سے ہوئی کشتی رہا　　اہل کشتی کو گمان تھی اپنی کا
کہ نشانے پر ہمارے ہاتھ نے　　تیر شاید کہ لگایا خوف سے
پاؤں سے[سله] روبہ بچے اندر شکار　　دم سے اپنی جانتے وہ ناکردہ کار

سله کرمدد الخ۔ شعر مدد کر توفیق دے رستہ بتا جرم بخش اور عقدہ میرا کھول دے اسطرح وہ منھ سے دعا کرتا تھا اسدم مانند مادر مشفقہ کے آنکھ سے آنسو بہتے تھے اور چرخ پر وہ دعا۔ بیخود جاتی تھی آگے حقائق ہیں بیخودونکی دعا وہ اور ہے وہ اس سے نہیں ہے اللہ سے ہے جو گروہ فنا ہے وہ دعا حق کرتا ہے اسلئے وہ دعا اور وہ اجابت اللہ سے ہے یعنے جو کہ ذات حق تعالی میں فنا ہیں فعل انکا عین فعل اسکا ہے وہ دعا انکی دعا و اجابت حق کی ہے کہ وہ خود نہیں ذات خدا کی ہیں باقی حقائق ہیں فافہم ۱۲

سله واسطہ مخلوق الخ۔ شعر واسطہ مخلوقات کا درمیان میں نہیں ہے اور اسکی زاری سے جسم و جان بیخبر ہے حق کے بندے رحیم و بردبار ہیں اور عادت حق سے اصلاح کام کی کرتے ہیں مہربان بے رشوت کے ہیں اور یاری کرتے ہیں سخت جا میں اور حشر میں تو ڈھونڈھ اس قوم اولیا کو اے مبتلا اور غنیمت جان انکو پیش از بلا اسکی برکت سے کشتی رہا ہوئی اور اہل کشتی کو گمان تھا کہ ہمارے ہاتھ سے نشانے پر شاید کہ تیر لگا خوف سے یعنے اولیاء اللہ کو پیش از بلا تو تلاش کر کہ انکی برکت سے تو نجات پائے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲—

سله پاؤں سے الخ۔ شعر روبہ شکار میں پاؤں سے بچے اور وہ اپنی دم سے جانتی ہے وہ دم سے اپنے عشق بازی کرتی کہ یہ بلا سے مجکو بچاتی ہے وہ دم کو چومتی ہے اور از راہ گمراہی کے جانتی ہے اور خوش ہوتی ہے اے روبہ پتھر دن سے پاؤں کو بچا اگر پاؤں نہ تو دم سے کیا فائدہ آگے اسکے حقائق ہیں ہم مانند روبہ کے ہیں اور ہمارے پاؤں اولیاء ہیں کہ دفع کرتے ہیں صد ہا بلا کو اور دم کے مانند ہمارے حیلے ہیں کہ ہم عشقبازی دم سے کرتے ہیں اور دم ہلاتے ہیں دلیل و مکر سے تاکہ ہر ایک ہم سے حیران ہو یعنے انکو اولیاء اللہ آفت سے بچاتے ہیں اور ہم اپنے حیلوں کو دافع بلا جانتے ہیں یہ باطل خیال ہے فافہم

عشقہا با دُم خود بازند کین | مے بازند جان ما را از کمین
عشق بازی دُم سے وہ اپنی کرے | گر بچاتی ہے بلا سے وہ مجھے

از ضلالت بوسہا بر دُم دہند | رقص گیرند و ز شادی بر جہند
چوستی ہے دُم کو گمراہی سے وہ | ناچتی ہے اور خوش ہوتی ہے وہ

روبہا پا را نگہدار از کلوخ | پا چو نبود دُم چہ سود ای چشم شوخ
پتھرون سے پا کو اے روبہ بچا | پا نہو تو دُم سے پھر کیا فائدا

ما چو روباہان و پای ما کرام | می رہاندمان ز صد گون انتقام
مثل روبہ پا ہمارے اولیا | دفع کرتے ہم سے ہین صدہا بلا

حیلۂ باریک ما چون دم ماست | عشق ہا بازیم با دُم چپ و راست
مثل دُم کے ہین ہمارے حیلے سب | عشق بازی دُم سے ہم کرتے ہین اب

دُم بجنبانیم ز استدلال و مکر | تا کہ حیران گردد از ما زید و بکر
دُم ہلاتے ہین ہم دلیل و مکر سے | تا کہ حیران ہم سے بس ہر اک رہے

طالب حیرانی خلقان شدیم | دست طمع اندر الوہیت زدیم
خلق کی حیرانی بس ہم چاہتے ہین | اور الوہیت کی طمعین رکھتے ہین

تا بہ افسون مالکِ دنیا شویم | این نمی بینیم ما کاندر گویم
مالکِ دنیا ہون تا ہم مکر سے | یہ نہ دیکھین ہم گڑھے مین ہین چھپے

در گوے و در چہے اے قلتبان | دست وا دار از سبلتان دیگران
اس گڑھے اور چاہ پستی مین اے ہی | ہاتھ اُٹھا مونچھون سے تو غیر کی

چون بہ بستانی رسی زیبا و خوش | بعد از آن دامان خلقان گیر و کش
پہونچے اُس بستان مین تو جو شاد باب | کھینچ پھر مخلوق کا دامن وہان

ای مقیم حبس چار و پنج و شش | نغز جاے دیگران را ہم بکش
پانچ چار اور چھ کا اے قیدی ہے تو | گر ہے نادر جا مین تو کھینچ اور کو

ای چو خربندہ حریفِ کون خر | بوسہ گاہے یافتے ما را ببر
مثل خربندہ تو یار کون خر | مجکو لے چل جائے بوسہ پائے گر

چون نداد بندگی دوست دست | میل شاہی از کجایت خاست است
جو نہ حاصل بندگی ہے دوست کی | خواہش شاہی تجھے کیسے ہوئی

در ہواے آنکہ گویندت زہے | بستۂ بر گردنِ جانت رہے
طمع مین اُسکی کہ اچھا کہین سب | باندھی یہ رہ تو نے اپنی جان پہ اب

روبہا این دُم حیلت را بہل | وقف کن دل بر خداوندان دل
مکر حیلہ چھوڑ اے روباہ تو | اپنا دل کر وقف اہل اللہ کو

در پناہِ شیر کم ناید کباب | روبہا تو سوے جیفہ کم شتاب
کب پناہِ شیر مین کم ہین کباب | روبہ مت مردار کی سو جا شتاب

تو دلا منظور حق آنگہ شوے | کہ چو جزوی سوی کل خود روے
اے دلا منظور حق اس دم رہے | گر تو جز ہے اپنے کل سے جو ملے

حق ہمی گوید نظر ما بر دل ست | نیست بر صورت کہ آن آب و گل ست
حق کہے میری نظر تو دل پہ ہے | ہے نہ صورت پہ کہ آب و گل پہ ہے

تو ہمی گوید نظر ما بر دل ست | دل فراز عرش باشد نے بہ پست
تو یہ کہتا ہے کہ دل میرا بھی ہے | عرش پہ ہوتا ہے دل نے فرش پے

سلہ خلق کی حیرانی الخ یعنی ہم خلق کی حیرانی چاہتے اور الوہیت کی طمع رکھتے ہین تاکہ ہم مکر سے مالک دنیا ہون یہ ہم نہین دیکھتے کہ گڑھے مین چھپے ہوئے ہین اس گڑھے اور چاہ پستی مین ہاتھ اُٹھا تو غیر کی مونچھون سے یعنے تو غیرون پر طعنہ زنی مت کر جو تو اس بستان مین پہونچے خوش پھر وہان مخلوق کا دامن کھینچ پانچ حواس اور چار عنصر اور شش جہت کا تو قیدی ہے اگر تو نادر جا مین ہے اورونکو کھینچ مثل خربندہ کے اے یار کون خر کے مجکو بھی لے چل اگر جائے بوسے کی پائے تو جو دوست کی بندگی تجکو حاصل نہین پھر تجھے کیسی خواہش شاہی کی ہوئی یعنے اگر تجکو اُس عالم مین رسائی ہووے تو دوسرون کو ادھر کھینچ اور اگر رسائی تجھے نہین ہے تو پیشوا اُس واسطے ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ طمع مین الخ یعنی اسکی طمع مین کہ سب اچھا کہین یہ راہ تو نے باندھی اپنی جان پر اے روبہ اس دم حیلہ کو تو چھوڑ اور اپنا دل وقف کر اہل اللہ کو کب پناہ شیر حق مین کباب کم ہین اے روبہ مردار کی طرف مت دوڑ اے دلا منظور حق اس دم رہے کہ تو جزو ہے اپنے کل سے ملے حق کہتا ہے کہ میری نظر دل پر ہے اور صورت پر نہین ہے کہ وہ آب و گل سے ہے اور تو کہتا ہے کہ میرا بھی دل ہے دل عرش پر ہوتا ہے نہ فرش پر یعنے حق تعالیٰ دل کو دیکھتا ہے صورت کو نہین دیکھتا ہے اور دل سے مراد جسم نورانی ہے نہ یہ دل پارہ گوشت ہے پس اولیاء اللہ کی خدمت حاصل کر سب کچھ تجکو ملے اس مردار دنیا کی طرف نہ جا کر آفت مین پڑے گے

در گل تیرہ یقین ہم آب ہست — لیک از آن آبت نشاید آبدست
جو گل تیرہ میں جانو آب ہے — نے وضو اُس آب سے لائق تجھے

زانکہ گر آبست مغلوب گل ست — پس دل خود را مگو کاین ہم دل ست
کیونکہ پانی ہے مگر مغلوب گل — دل کو اپنے مت کہو یہ بھی ہے دل

آن دلی کز آسمانہا برترست — آن دل ابدال یا پیغمبرست
جو کہ دل ہے آسمانوں سے بڑا — ہے نبی کا یا وہ دل ابدال کا

پاک گشتہ آن ز گل صافی شدہ — در فزونی آمدہ وافی شدہ
پاک وہ گل سے ہوا اور بس صفا — آیا افزونی میں اور افزون ہوا

ترک گل کردہ سوی بحر آمدہ — رستہ از زندان گل بحری شدہ
چھوڑا گل کو اور دریا سے ملا — قید سے گل کے چھٹا دریا ہوا

آب ما محبوس گل ماندست ہین — بحر رحمت جذب کن ما را ز طین
قید میں گل کے ہمارا آب ہے — بحر رحمت کھینچ ہمکو خاک سے

بحر گوید من ترا در خود کشم — لیک می لافی کہ من آب خوشم
بحر کہتا تجکو کھینچوں آب میں — تو کرے دعوے کہ ہوں خوش آب میں

لاف تو محروم می دارد ترا — ترک آن پندار کن در من درآ
تیرا دعوی تجکو محروم اب رکھے — چھوڑ دعوی مجھ سے مل تو آن کے

آب گل خواہد کہ در دریا رود — گل گرفتہ پای آب و می کشد
آب گل چاہے کہ دریا میں ملے — گل ملے پا اُسکو روکے بحر سے

گر رہاند پای خود از دست گل — گل بماند خشک و او شد مستقل
گر چھڑائے گل سے اپنے پاؤں کو — خشک رہ جائے گل اور پھر جاوے وہ

آن کشیدن چیست آن گل آب را — جذب تو نقل و شراب ناب را
وہ کنارہ کیا ہے گل کا آب کو — نقل اور بادہ کی خواہش تجکو ہو

ہمچنین ہر شہوتے اندر جہان — خواہ مال و خواہ آب و خواہ نان
ایسی ہی عالم میں ہر خواہش تجھے — خواہ مال اور خواہ آب و نان سے

خواہ باغ و مرکب و تیغ و چمن — خواہ ملک و خانہ و فرزند و زن
خواہ تیغ و ڈھال گھوڑا اور چمن — خواہ ملک و خانہ اور فرزند و زن

ہر یکے زانہا ترا مستے کند — چون نیابی آن خمارت بشکند
مست اُن میں سے تجھے ہر اک کرے — جو نہ پائے وہ خمار اُسکا ہے

این خمار غم دلیل آن شدست — کہ بدان مفقود مستی ات بدست
یہ خمار غم دلیل اُس کا ہوا — کہ ترا مقصود مستی اس سے تھا

جز باندازہ ضرورت زین مگیر — تا نگردد غالب و بر تو امیر
بس ضرورت کی تو مقدار اس سے لے — تا نہو غالب و بس دل پر ترے

سر کشیدی تو کہ من صاحب دلم — حاجت غیرے ندارم واصلم
تجکو غرہ ہے کہ صاحب دل ہوں میں — غیر کی حاجت نہیں واصل ہوں میں

آنچنان کہ آب در گل سر کشد — کہ منم آب و چرا جویم مدد
آب جیسے گل میں کرتا ہے غرور — آپ میں خود ہوں مدد کیا ہے ضرور

سلہ جو گل تیرہ الخ یہ شعر جو گل تیرہ میں جانو آب ہے اُس آب سے تجکو وضو لائق نہیں ہے کیونکہ اگرچہ پانی ہے ولیکن مغلوب گل کا ہے اپنے دل کو مت کہہ کہ یہ بھی دل ہے جو کہ دل آسمانوں سے بڑا ہے وہ پیغمبر علیہ السلام یا ابدال کا دل ہے وہ زیادتی میں آیا اور زیادہ ہوا گل کو چھوڑا اور دریا سے ملا قید گل سے چھوٹا اور دریا ہوا قید گل میں ہمارا آب ہے اے بحر رحمت ہم کو خاک سے کھینچ لے یعنی جو دل کہ بیہودگی دنیا میں پڑا وہ اس عالم میں کب رسا ہوا اور جو دل کہ اس آلودگی سے پاک و صاف ہے وہ اس دریائے معنی میں واصل ہو گئے اسکا حال ہے فافہم ۱۲۔

سلہ بحر کہتا ہے کہ میں تجکو کھینچوں آب میں اور تو دعوی کرتا ہے کہ آب خوش میں ہوں تیرا دعوی تجکو اب محروم رکھے تو دعوی چھوڑ اور مجھ سے مل آن کر آب و گل چاہتا ہے کہ دریا میں ملے گل ملی ہوئی پاؤں اسکا روکے بحر سے اگر چھڑائے اپنے پاؤں کو گل سے گل خشک رہ جائے اور نقل کر جائے وہ روکنا گل کا آب کو کیا ہے نقل اور بادہ کی خواہش جو تجکو ہوا اسی طرح عالم میں ہر خواہش تجکو ہو خواہ مال و خواہ آب و نان سے ہو خواہ گھوڑا خواہ تیغ و ڈھال و چمن خواہ خانہ و ملک اور فرزند و زن ہو یعنے خواہشات دنیا بحر معنے میں نہیں جانے دیتے ہیں باقی حقائق آگے ہیں فافہم ۱۲ سلہ مست امین الخ شعر اُنمیں سے ہر ایک تجھے مست کرے جو نہ پائے اُسی کا خمار ہے یہ خمار غم دلیل اُسکا ہوا کہ تیرا مقصود مستی اس سے تھا تو بمقدار ضرورت اس سے لے تا وہ غالب تجھ پر نہو جاوے تجکو غرہ ہے کہ میں صاحب دل ہوں غیر کی حاجت نہیں کہ میں واصل ہوں آگے اسکی مثال ہے جیسے آب گل میں دعوی کرتا ہے غرور میں کہ میں آب خود ہوں مدد کیا ضرور ہے تو نے ہر دل آلودہ کو دل جانا ہے اس لیے تو اہل دل سے بھاگتا ہے تو روا رکھتا ہے کہ یہ وہی ہے کہ جو عشق

[illegible] ۱۲

دل تو این آلوده را پنداشتی
تو روا داری که آن دل باشد این
لطف شیر و انگبین عکس دلست
پس بود دل جوہر و عالم عرض
آن دلی کو عاشق مال ست و جاہ
یا خیالاتے که در ظلمات او
دل نباشد غیر آن دریاے نور
نی دل اندر صد ہزاران خاص و عام
ریزهٔ دل را بهل دل را بجو
دل محیط ست اندرین خطّ وجود
از سلامِ حق سلامتہا نثار
ہر کرا دامن درست ست و معد
دامنِ تو آن نیازست و حضور
تا نه درّد دامنت آن سنگہا
سنگ پر کردی تو دامن از جہان
آن خیالِ سیم و زر چون زر نبود

لاجرم از اہل دل بر داشتی
کر بود در عشق شیر و انگبین
ہر خوشی را آن خوش از دل حاصل ست
سایهٔ دل چون بود دل را غرض
یا زبون این گل و آب و سیاه
می پرستد شان براے گفتگو
دل نظرگاه خدا و انگاه کور
در یکے باشد که ہست آن کدام
تا شود آن ریزه چون کوہی ازو
زر ہمی افشاند از احسان و جود
مے کند بر اہل عالم اختیار
آن نثار دل بر آن کس میرسد
ہین منه در دامن آن سنگ فجور
تا بدانی نقد را از رنگہا
ہم ز سنگ سیم و زر چون کودکان
دامن صدقت درید و غم فزود
کہ نماید کودکان را سنگ سنگ
تا نگیرد عقل دامن شان بجنگ

تو نے دل جانا ہے اس آلودہ کو
تو روا رکھے کہ یہ ہی دل وہ ہے
لطف شیر و شہد پر تو دل کا ہی
پس ہے دل جوہر تو عالم ہی عرض
ایسا دل کہ وہ ہی عاشق مال کا
یا خیال ایسے کہ ظلمت انکی مین
دل نہین اُس نور کے دریا سوا
دل ہزارون خاص و عام مین نہین
دل کا ریزہ چھوڑ دل کو ڈھونڈھ تو
دل محیط اُس ملک مین ہی جسم کے
فیض حق سے فیض کرتا ہی نثار
جو کوئی دامن درست اپنا رکھے
تیرا دامن وہ نیاز اور ہی حضور
تا نہ پھاڑے تیرا دامن سنگ وہ
تو نے دامن سنگ عالم سے بھرا
وہ خیالِ سیم و زر چون زر نہ تھا
سنگ کب لڑکون کو ہوتا سنگ ہے

اہل دل سے اس لیے بھاگے ہی تو
عشق شیر اور شہد کا جو کہ رکھے
ہر خوشی وہ ذائقہ دل سے رکھے
سایۂ دل کا کیسے ہو دل کی غرض
یا زبون آب و گل ہے یا پھنسا
واسطہ کہنے کے رکھتے ہین انہین
اندھا کب ہو جو نظرگاہ خدا
ایک مین ہو کونسا ہے کہ یقین
اُس سے وہ ریزہ مثال کوہ ہو
بخشتا ہی زر سخا و جود سے
اہل عالم پر جو رکھے اختیار
اُن نثارون کو وہی بس لے سکے
مت رکھے دامن مین وہ سنگ فجور
تا تو جانے نقد کو اور قلب کو
مثل طفلان سنگ سیم و زر رکھا
پھاڑا دامن صدق کا اُسنے ترا
عقل تا دامن نہ پکڑے جنگ سے

۱ لطف شیر الخ؛ شیر و شہد کا لطف پر تو دل کا ہی وہ ذائقہ ہر خوشی دل سے ہی پس دل تو جوہر ہی اور عالم عرض ہی سایہ دل کا کیسے غرض ہو ایسا دل کہ وہ عاشق مال کا ہی یا زبون آب و گل سے پھنسا ہوا ہی یا ایسے خیال کہ انکی ظلمت مین واسطے کہنے کے انکو رکھتے ہین اُس نور کے دریا کے سوا نہین ہی وہ اندھا کب ہی کہ جو نظرگاہ خدا ہی ہزارون خاص عامون مین دل نہین ہی ایک مین ہون کونسا ہی یقین کر یعنے دل ہزارون مین ایک ہی اور وہ نظرگاہ خدا ہی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔
۲ دل کا ریزہ الخ؛ شعر ریزۂ دل کو چھوڑ اور دل کو ڈھونڈھ اس سے وہ ریزہ مثل کوہ کے ہو اس ملک مین دل محیط جسم کا ہے اور بخشتا ہے زر جود و کرم سے فیض حق سے فیض نثار کرتا ہے جو اہل عالم پر اختیار رکھتا ہے جو کوئی اپنا دامن درست رکھتا ہے اس نثار دل کو وہ لے سکتا ہے وہ تیرا دامن نیاز ہے اُس دامن مین مت رکھ سنگ فجور کو تا دامن تیرا نہ پھاڑے وہ سنگ تاکہ تو جانے نقد کو اور قلب کو اسکی مثال آگے ہے فافہم ۱۲۔
۳ تو نے دامن الخ؛ شعر تو نے دامن کو سنگ عالم سے بھرا مثل طفلون کے سیم و زر سنگ کا رکھا وہ خیال سیم و زر کا مانند زر کے نہ تھا تیرا دامن صدق کا اُسنے پھاڑا سنگ لڑکون کو کب دکھائی دیتا ہے عقل دامن کو کب پکڑے جنگ سے عقل پیر ہے اور ہتین ہے وہ سفید بال لیس بال کی گنجایش بیان پر نہین ہے یعنے حضوری اور نیاز تو اختیار کر اور فسق و فجوری کو چھوڑ دے کہ خواہشات دنیا تجکو آفت مین نہ ڈالین اور تیرے صدق کو خراب کر دین چنانچہ وقوقی کی شفاعت کے انکار کرنے کا حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

پیر عقل آمد نہ آن موے چو شیر / مو نمی گنجد درین جاے فقیر

عقل ہے پیر اور نہ وہ مو سفید / مو کی گنجایش نہین یان پر آزید

انکار کردن آن جماعت دعا و شفاعت دقوقی و ناپدید شدن در پردۂ غیب و حیران شدن دقوقی کہ ایشان بہ ہوا رفتند یا بہ زمین نہان شدند

انکار کرنا اس جماعت کا دعا و شفاعت دقوقی کے اور چھپ جانا اُنکا پردۂ غیب مین اور حیران ہونا دقوقی کا کہ وہ ہوا پر گئے یا زمین مین پوشیدہ ہوئے

چون رسید آن کشتی و آمد بکام / شد نماز آن جماعت ہم تمام
فجفجے افتاد شان با ہمدگر / کین فضولی کیست از ما ای پدر
ہر یکے با ہمدگر گفتند سر / از پس پشت دقوقی مستتر
گفت ہر یک من نکردستم کنون / این دعا نی از برون نی از درون
گفت مانا کہ امام ما ز درد / بوالفضولانہ مناجاتے بکرد
گفت آن دیگر کہ ای یار قرین / مر مرا ہم مے نماید این چنین
او فضولی بودہ است از انقباض / کرد بر مختار مطلق اعتراض
چون نگہ کردم سپس تا بنگرم / کہ چہ میگویند آن اہل کرم
یک از ایشان را ندیدم در مقام / رفتہ بودند از مقام خود تمام
نی چپ و نی راست نے بالا و زیر / چشم تیز من نہ شد بر قوم چیر
دُرّہا بودند گوئی آب گشت / نی نشان پا و نی گردی بدشت
در قباب حق شدند آندم ہمہ / در کدامین روضہ رفتند آن رمہ

سلہ جو چھٹی وہ کشتی اور آئی بکام / ہوئی نماز ان سب کی بھی اسدم تمام
چرچا آپس مین یہ انکے بس پڑا / کہ فضولی ہم سے ہوئی نے ظاہرا
پوچھتا ہر اک تھا آپس مین نہان / پیٹھ کے پیچھے دقوقی کے نہان
سلہ بولے آپس مین ہر اک ہمنے دعا / نہ کرے باطن مین اور نے ظاہرا
بولا تحقیق اس امام اپنے نے کی / بوالفضولانہ دعاے باطنی
دوسرا بولا کہ اے یارو مرے / مجکو بھی ایسا دکھائی دیتا ہی
اسنے کی ہی بوالفضولی درد سے / اعتراض اسنے کیا مختار پے
جو نگہ کی پیچھے تا دیکھین انھین / کہ یہ اہل جود اب کیا کہتے ہین
ایک انمین سے نہ دیکھا پھر وہان / کہ ہوئے اپنی جگہ سے وہ نہان
سلہ نے وہ دہنے بائین اور اوپر تلے / نے نگاہ تیز سے مجکو ملے
تھے وہ ذرّے گویا پانی ہوگئے / نے نشان پا نہ گرد راہ سے
حق کے قبو مین گئے اسدم وہ سب / یا کسی روضہ کے اندر ای عجب

سلہ جو چھٹی الخ ۳ شعر جبکہ وہ کشتی چھٹی اور بامُراد آئی اُس دم اُن سب کی نماز تمام ہوئی یہ آپس مین چرچا اُنکے پڑا کہ فضولی ہم سے ظاہر نہین ہوئی ہی ہر ایک آپس مین وہان پوچھتا تھا دقوقی کی پیٹھ کے پیچھے پوشیدہ آگئے جواب ہر نیک ابدال کا ہی فافہم ۱۲ سلہ بولے آپس مین الخ ۴ شعر آپس مین ہر ایک نے کہا کہ ہمنے نہ دعا باطن مین کری نہ ظاہر مین کہا کہ اس امام نے تحقیق کی بوالفضولون کے مانند دعا باطن مین اور دوسرے نے کہا کہ اے میرے یارو مجکو بھی ایسا ہی دکھلائی دیتا ہی اُسنے بوالفضولی درد سے کی ہی اُسنے اعتراض مختار پر کیا ہی جبکہ نگہ پیچھے کی کہ تا انھین دیکھون کہ یہ اہل جود کیا کہتے ہین ایک انمین سے پھر وہان نہ دیکھا کہ وہ اپنی جاے پوشیدہ ہوگئے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ سلہ وہ دہنے الخ ۶ شعر نہ وہ دہنے بائین اور نہ اوپر تلے ہین نہ نگاہ تیز سے مجکو دکھائی دیتے ہین گویا ذرّہ تھے کہ پانی ہوگئے نہ نشان پانون کا و نہ گرد راہ سے ہی حق کے قبون مین اُسدم وہ سب گئے یا کسی حوض کے اندر چھپے یعنے وہ اولیاے حق ہین پوشیدہ ہوتے ہین بموجب حدیث شریف کے ان اولیای تحت قبابی لایعرفہم غیری یعنے اولیا میرے نیچے قبون میرے کے ہین نہین پہچانتا ہے انکو سوا میرے مین حیران رہا کہ اس قوم کو کیون حق نے چھپایا ہے مجھ سے آگے اسکی مثال ہے جس طرح وہ سب کی آنکھ سے چھپ گئے جیسے مچھلی غوطہ مار کر چھپ جاتی ہے وہ برسون انکی حسرت مین تا عمر پھرا انکے شوق مین سعی کیا آگے اُسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

در تحیر مانده ام کاین قوم را	چون بپوشانید حق از چشم ما	مین رہا حیران کہ اس قوم کا	کیون چھپایا حق نے مجھسے تم کہو
آنچنان پنہان شدند از چشم او	مثل غوطہ ماہیان در آب جو	اسطرح وہ چھپ گئے آنکھ اُسکی سے	جیسے مچھلی غوطہ مارے اور چھپے
سالہا در حسرت ایشان بماند	عمرہا در شوق ایشان اشک راند	اُنکی حسرت مین وہ برسون رہا	عمر بھر شوق اُنکے مین رویا کیا
تو نگوئی مرد حق را در نظر	کے در آید با خدا ذکر بشر	مت[1] کہو کہ مرد حق پیش خدا	ذکر کب کرتا ہی وہ انسان کا
خر ازین می خسپد اینجا ای فلان	کہ بشر دیدی تو ایشان را ز جان	اس سبب سوتا ہی خر تیرا ایمان	کہ بشر دیکھا انھین تو نے نجان
کار ازین ویران شدست ای مرد خام	کہ بشر دیدی تو ایشان را چو عام	اس سبب ابتر ہوا ای مرد خام	کہ بشر دیکھا انھین مانند عام
تو ہمان دیدی کہ ابلیس لعین	گفت من از آتشم آدم ز طین	تو نے وہ دیکھا کہ جو ابلیس نے	بولا مین آتش سے آدم خاک سے
چشم ابلیسانہ را یکدم ببند	چند بینی صورت آخر چند چند	چشم ابلیسی کو اپنے بند کر	کب تلک دیکھے گا صورت ای پسر
ای دقوقی با دو چشم ہمچو جو	ہین مبر امید و ایشان را بجو	ای[2] دقوقی روی مت مانند جو	چھوڑ مت امید ڈھونڈھ اب انکو تو
ہین بجو کہ رکن دولت جستن است	ہر گشادی در دل اندر بستن است	ڈھونڈھ تو ہی رکن دولت ڈھونڈنا	قبض ہے ہر بسط والی مین ای دلا
از ہمہ کار جہان پرداختہ	کو کو گو بجان چون فاختہ	چھوڑ تو عالم کے سب کام ای پسر	کو کو مثل فاختہ جان ہی تو کر
نیک بنگر اندرین ای محتجب	کہ دعا را بست حق بر استجب	خوب دیکھ اندر تو اسکے ای غبی	کہ اجابت پر دعا حق نے رکھی
ہر کرا دل پاک شد از اعتلال	آن دعایش میرود تا ذو الجلال	علتون سے پاک دل جسکا ہوا	حق تلک اُسکی دعا ہوتی رسا

باز شرح کردن حکایت طالب روزی حلال بغیر کسب و رنج بعہد داؤد علیہ السلام و مستجاب شدن دعائے او

پھر شرح کرنا حکایت کا طالب روزی حلال کا بے کسب رنج کی عہد داؤد علیہ السلام مین اور قبول ہونا اُسکی دعا کا

یادم آمد آن حکایت کان فقیر	روز و شب میکرد افغان و نفیر	یاد[3] آئی وہ حکایت کہ گدا	رات دن چلاتا اور تھا چیختا

سلہ مت کہو الخ ۵ شعر مت کہو کہ مرد خدا پیش حق کب ذکر کرتا ہی انسان کا اس سبب سے تیرا ایمان سوتا ہے کہ تو نے انھین بشر دیکھا کہ نہ جان اس سے تیرا کام ابتر ہوا اے مرد خام کہ عام کے مانند انھین بشر دیکھا تو نے وہ دیکھا کہ جو ابلیس نے کہا کہ مین آتش سے ہون اور آدم خاک سے ہی تو اپنی چشم ابلیسی کو بند کر کب تک تو صورت دیکھے گا ای پسر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

سکہ دقوقی الخ ۵ شعر اے دقوقی مت رو مانند جو کے امید مت چھوڑ اور ڈھونڈھ انکو کہ ڈھونڈھنا رکن دولت کا ہی ڈھونڈھ کہ قبض ہر بسط مین ہے تو سب کام عالم کے چھوڑ اور مثل فاختہ کو کو جان سے کر خوب دیکھ تو اسکے اور اپنے ارادے غیبی کہ حق نے دعا اجابت پر رکھی ہے جس کا دل علتون سے پاک ہوا ہے اُسکی دعا حق تک رسا ہے یعنے تلاش کو طلب کر کہ حق نے دعا اجابت پر رکھی ہی اور دعا پاکی دل سے مقبول ہوتی ہی آگے طلب روزی حلال کا پھر قصہ بیان کرتے ہین اجابت دعا مین فافہم ۱۲-

سٹہ یاد آئی الخ ۲ شعر وہ حکایت یاد آئی کہ گدا رات دن چلاتا تھا اور چیختا تھا وہ حق سے چاہتا تھا روزی حلال بے تردد و رنج و بے کسب حلال اس سے پہلے اسکا کچھ حال کہا لیکن بسبب ڈھیل کے رہ گیا مین اسکو کہو نگا وہ کہان جا سکتا ہی جو حکمت پردے فضل حق کے ابر سے اُسکو صاحب داؤد نے دیکھا اور کہا کہ گاؤ میری کو کیسے کشتہ کیا عدالت مین چل کہ تا انصاف ہو باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲-

از خدا میخواست روزی حلال — بی شکال رنج و کسب و انتقال
پیش ازین گفتیم بعضی حال او — لیک تعویق آمد و شد رنج تو
هم بگوئیمش کجا خواهد گریخت — چون ز ابرِ فضل حق حکمت بریخت
صاحب گاوش بدید و گفت هین — ای بظلمت گاو من کشته زکین
هین چرا کشتی بگو گاو مرا — ابله طرار انصاف اندر آ
گفت من روزی ز حق میخواستم — قبله را از لابه می آراستم
سالها بودست کار من دعا — تا که بفرستاد گاوے را خدا
چون بدیدم گاو را برخاستم — روزی من بود کش میخواستم
آن دعای کهنه ام شد مستجاب — روزی من بود کشتم نک جواب
او ز خشم آمد گریبانش گرفت — چند مشتی زد بر ویش تا شگفت

چاہتا حق سے وہ روزی حلال — بے غم و بے رنج و بے کسب و ملال
پہلے اس سے حال کچھ اسکا کہا — ڈھیل کے باعث سے لیکن رہ گیا
میں کہوں اسکو کہاں وہ جا سکے — برسے حکمت فضل حق کے ابر سے
اسکو صاحب گاؤ نے دیکھا کہا — گاؤ میرا ظلم سے کشتہ کیا
تو نے کیسے مارا میرے گاؤ کو — چل عدالت میں کر اب انصاف تو
بولا[1] میں روزی خدا سے چاہتا — اور خوشامد سے دعا تھا مانگتا
تھی دعا میری یہ بس اک عمر سے — گاؤ بھیجی تھی مجھے اللہ نے
گاؤ کو دیکھا کھڑا میں ہو گیا — روزی میری تھی کہ تھا میں چاہتا
وہ دعا میری ہوئی پس مستجاب — تھی میری روزی کہ مارا یہ جواب
پس گریبان اسکا پکڑا خشم سے — چند گھونسے اسکے منہ پر اور جڑے

رفتن هر دو خصم پیش داود علی نبینا و علیه السلام — جانا دونوں دشمنوں کا آگے داود علیہ السلام کے

می کشیدش تا به داود نبی — که بیا ای ظالم گیج غبی
حجت بارد رها کن ای دغا — عقل در تن آور و با خویش آ
این چه میگوئی دعا چه بود مخند — بر سر و ریش من و خویش ای لوند
گفت من با حق دعاها کرده ام — اندرین لابه بسی خون خورده ام
من یقین دارم دعا شد مستجاب — سر بزن بر سنگ ای منکر خطاب
گفت گرد آئید هین ای مسلمین — ژاژ بینید و فشار این لعین
ای دغا تا چند خائی ژاژ را — حجت قاطع بگو چه بود دعا
ای مسلمانان دعا مال مرا — چون از آنِ او کند بهرِ خدا

سوئے[2] داؤد نبی کھینچا اسے — کہ تو آ ظالم و مت حیلہ کرے
چھوڑ اپنی حجتِ سست ای دغا — ہوش میں آ عقل کی کر تو دوا
کہتا کیا ہے تو دعا کیسی نہ ہنس — مجھ پہ اور اپنے پہ ای نادان بس
بولا[3] میں نے حق سے کی از بس دعا — خون کھایا اس خوشامد میں سدا
ہے یقین کہ ہوئی دعا میری قبول — مار سر پتھر پہ تو ای بوالفضول
بولا آؤ جمع ہو اے مسلمین — دیکھو بیہودہ بکے ہے یہ لعین
جھوٹھ تو کب تک کہے گا ای دغا — حجتِ قاطع کہو کیسی دعا
ای مسلمان مال میرا یہ دعا — کیسے ملک اسکا کرے بہرِ خدا

[1] بولا میں الخ یہ شعر کہا کہ میں خدا سے روزی چاہتا تھا اور خوشامد سے دعا مانگتا تھا یہ دعا میری ایک عمر سے تھی تا مجھے اللہ نے گاؤ بھیجی میں نے جو گاؤ کو دیکھا کھڑا ہو گیا کہ وہ میری روزی تھی کہ میں نے اسکو مارا یہ اسکا جواب ہے پس گریبان اسکا خشم سے پکڑا اور چند گھونسے اسکے منہ پر مارے فافہم ۱۲ [2] سوئے داؤد نبی الخ یہ شعر اسکو داؤد نبی کی طرف کھینچا کہ تو اے ظالم آ اور حیلہ مت کر تو اپنی حجت سست چھوڑ اور ہوش میں آ اور اپنی عقل درست کر جو کہتا ہے تو دعا کیسی مت ہنس مجھ پر اور خود پر اے نادان بس کر آگے جواب گاؤ کش کا ہے فافہم ۱۲ [3] بولا میں الخ یہ شعر کہا کہ میں نے خدا سے از بس دعا کی اور بہت خون خوشامد میں کھایا یقین ہے کہ دعا میری قبول ہوئی تو سر پتھر مار اے فضول کہا کہ اے مسلمانو جمع ہو دیکھو بیہودہ بکتا ہے یہ لعین تو کب تک جھوٹ کہے گا اے دغاباز حجت قاطع کہو کیسی دعا اے مسلمانو میرا مال تمہارے دعا کیسی کہ خدا میری ملک اسکی کر دے ایسا اگر ہوتا جہان دعا کر کے کہنے سے اپنے ملک کرتے یہاں پر اگر ہوتا تو گدایان حقیر آسودہ ہوتے اور سلطان و امیر بنتے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

گر چنین بودے ہمہ عالم بدین ۔ یک دعا املاک بُردندی بکین
گر چنین بودے گدایان ضریر ۔ محتشم گشتہ بدندی و امیر
روز و شب اندر دعا او در ثنا ۔ لا بہ گویان کہ تو دہ مال ای خدا
تا تو ندہی ہیچ کس ندہد یقین ۔ ای کشانیدہ تو بکشا بند این
مکسب کوران بود لابہ دعا ۔ جز لب نانے نیابند از عطا
قوم گفتہ این مسلمان است گفت ۔ دین فروشندہ دعا ہا ظلم جست
این دعا کی باشد از اسباب ملک ۔ کی کشد این را شریعت خود بہ سلک
بیع و بخشش یا وصیت یا عطا ۔ یا ز جنس این شود ملکے ترا
در کدامین دفترست این شرع تو ۔ گاو را تو باز دہ یا حبس رو
اندر آدر حبس در زندان او ۔ ورنہ گاوش را بدہ حجت مگو
او بہ سوے آسمان میکرد رو ۔ کای خداوند کریم لطف خو
من دعا ہا کردہ ام زین آرزو ۔ واقعہ ما را کہ داند غیر تو
در دل من آن دعا انداختی ۔ صد امید اندر دلم افراختی
من نمی کردم گزافہ آن دعا ۔ ہمچو یوسف دیدہ ام من خوابہا
دید یوسف آفتاب و اختران ۔ پیش او سجدہ کنان چون چاکران
اعتمادی بود بر خواب درست ۔ در چہ و زندان جز آن را می نجست
ز اعتماد او نبودش ہیچ غم ۔ از غلام و از ملام بیش و کم
اعتمادی داشت او بر خواب خویش ۔ کہ چو شمعے می فروزیدش ز پیش

ایسا گر ہوتا دعا کر کے جہان ۔ مِلک اپنی کرتے کینے سے یہان
ایسا گر ہوتا گدایان حقیر ۔ ہوتے آسودہ وہ سلطان و امیر
[۱] رات دن کرتے خوشامد سے دعا ۔ کہ ہمین تو مال دے بس ای خدا
تو نہ جبتک دی نہ دیوین ہمکو وہ ۔ کھول ای مشکلکشا اس بند کو
کسب اندھونکا خوشامد اور دعا ۔ نہ بجز روٹی کے پائین کچھ عطا
قوم بولی یہ مسلمان سچ کہے ۔ بیچنے والے دعا کا ظلم ہے
[۲] یہ دعا اسباب ہو کب ملک کی ۔ کب روا رکھے شریعت اسکو بھی
بیع و بخشش یا وصیت ملک ہو ۔ یا اُسی کی جنس سے ہم سلک ہو
کس کتاب اندر نبی یہ شرع ہے ۔ گاو کو تو پھیر دے یا قید لے
قید خانے مین تو اسکی قید لے ۔ ورنہ دی تو گاو حجت مت کرے
آسمان کی سمت وہ کرتا تھا رو ۔ ای خداوند کریم لطف خو
اس تمنا سے کری مین نے دعا ۔ کون قصہ میرا جانے تجھ سوا
دلمین ڈالی وہ دعا تونے نہان ۔ سیکڑون اُمید دلمین کین عیان
[۳] مین نہین کرتا تھا وہ جھوٹی دعا ۔ مثل یوسف خواب دیکھے بارہا
دیکھا یوسف نے کہ مہر و اختران ۔ سجدہ اسکو کرتے ہین جون چاکران
اعتماد اسکو تھا اپنے خواب پہ ۔ چاہ و زندان مین وہ ڈھونڈھے تھا اسے
اعتماد اُسکے سے اُسکو غم نہ تھا ۔ کچھ ملامت اور غلامی کے سوا
اعتماد اسکو تھا اپنے خواب پہ ۔ مثل شمع روشن اسکے سامنے

---

[۱] رات دن الخ یہ شعر رات دن خوشامد سے دعا کرتے کہ تو ہمین مال دے ای خدا تو جبتک ہمین نہ دے ہمکو وہ نہ دین ای مشکلکشا تو کھول بند کو اندھون کا کسب خوشامد اور دعا ہی بجز روٹی کے نہ پاے کچھ عطا قوم نے کہا یہ مسلمان سچ کہتا ہے دعا کے بیچنے والے کا ظلم ہے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ [۲] یہ دعا الخ یہ شعر یہ دعا کب اسباب ہو ملک کی کب شریعت بھی اسکو روا رکھے بیع و بخشش یا وصیت سے ملک ہو یا اسی کی جنس سے ہم سلک ہو کس نبی کتاب مین یہ شرع ہے گاو کو تو پھیر دے یا قید اختیار کر تو اسکے قید خانہ مین قید ہو ورنہ گاو دے فضول حجتین مت کر آگے حقائق ہین وہ آسمان کی طرف منہ کرتا تھا کہ اے خداوند کریم لطف وجود مین نے اس تمنا سے دعا کری میرا واقعہ کون جانے تیرے سوا تو نے دل مین عیان کی دعا اور صدہا اُمیدین پوشیدہ کر دین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] مین نہین الخ یہ شعر مین نہین وہ جھوٹی دعا کرتا ہون مثل یوسف کے خواب بیشک دیکھے ہین یوسف نے دیکھا کہ مہر و اختر اسکو سجدہ کرتے ہین مانند چاکرون کے اُسکو اپنے خواب پر اعتماد تھا وہ چاہ و زندان مین اسکو ڈھونڈھتا تھا اسکو اُسکے اعتماد سے غم نہ تھا کچھ غلامی اور ملامت کے سوا اُسکو اعتماد تھا اپنے خواب پر مثل شمع روشن تھی اُسکے سامنے چاہ مین جب دم یوسف کو ملا لا یہ آواز آئی اسنے اللہ سے سنی یعنے اہل اللہ کو اعتماد اپنے خواب پر ہوتا ہی کہ وہی ظہور مین آتا ہی کس واسطے کہ انبیا و اولیا کے خواب سچا ہوتے ہین اور خواب صالح چالیسوان حصہ نبوت کا ہے

چون ورا فگندند یوسف را بچاہ | بانگ آمد سمع او را از اِلٰہ
که تو روزی شہ شوی ای پہلوان | تا بمالی این جفا بر روی شان
قائل این بانگ ناید در نظر | لیک دل بشناخت قائل از اثر
قوتے و راحتے و مسندے | در میان جان فتادش زان ندے
چاہ شد بروے بدان بانگ جلیل | گلشن و بزمی چو آتش بر خلیل
ہر جفا کہ بعد ازانش میرسید | او بدان قوت بشادی میکشید
ہمچنانکہ ذوق آن بانگ الست | در دلِ ہر مومنی تا حشر ہست
تا نباشد در بلاشان اعتراض | نی ز امر و نہی حق شان انقباض
لقمۂ تلخے چو شکر مے شود | خار ریحان سنگ گوہر می شود
لقمۂ حکمی کہ تلخی مے نہد | گل شکر را زان گوارش میدہد
گل شکر آن را کہ نبود مستند | لقمہ را از انکار او قی مے کند
ہر کہ خوابی دید از روزِ الست | مست باشد در رہِ طاعات مست
می کشد چون اشتر مست این جوال | بی فتور و بیگمان و بے ملال
کفک تصدیقش بگرد پوز او | شد گواہ مستی دلسوز او
اشتر از قوت چو شیر نر شدہ | زیر ثقل بار اندک خور شدہ
ز آرزوئے ناقہ صد فاقہ او | می نماید کوہ پیشش تار مو
در الست آن کو چنین خوابی ندید | اندرین دنیا نشد بندہ مرید
ور بشد اندر تردد صد دلہ | یک زمان شکر ستش و سالے گلہ

چاہ مین یوسف کو ڈالا جس گھڑی | اُسنے یہ آواز اللہ سے سُنی
کہ تو اک دن ہوگا شہ اے باوفا | تا ملے گا اُنکے منہ پر یہ جفا
قائل اس آواز کا کب مل سکے | نیک دل قائل اثر سے جان لے
اعتماد و قوت اور راحت وے | ڈالا اسکی جان مین اس آواز سے
تھا کنوان اُسپر باوازِ جلیل | بزم اور گلزار چون نارِ خلیل
جو جفا کہ بعد اُس کے پہونچتی | اُسکو اس قوت سے وہ ہوتی خوشی
اسطرح سے ذوق آوازِ الست | حشر تک مومن کا دل رکھتی ہے مست
تا نہو اُسکو بلا مین اعتراض | اور امر و نہی مین نے انقباض
تلخ لقمہ مثل شکر ہوتا ہے | خار ریحان سنگ گوہر ہوتا ہی
لقمۂ حکمی کہ تلخی رکھتا ہے | گل شکر کی لذت اسکو دیتا ہی
اعتماد و گل شکر جس کو نہو | لقمہ کو انکار سے قی کردے وہ
جسنے دیکھی روزِ الستی سے ہی خواب | مست ہے طاعت مین بیحد و حساب
بار اُٹھائی جون یہ اشتر مست کے | بیگمان اور بے ملال اور شوق سے
جھاگ منہ کے گرد اسکے صدق کے | ہین گواہ کہ مستی دلسوز ہے
اونٹ قوت سے جو شیر نر ہوا | بوجھ بھاری کے تلے کم خور ہوا
اونٹنی کے شوق مین فاقہ کری | کوہ اسکے آگے مثل بال ہے
خواب جسنے پہلے دن دیکھا نہ تھا | وہ نہ دنیا مین مرید آخر ہوا
گر تردد مین پریشان ہوگیا | اک گھڑی ہو شکر برسون ہو گلہ

سلہ کہ تو اک دن الخ، شعر کہ اک دن تو بادشاہ ہوگا اور یہ جفا تو اُنکے منہ پر ملے گا یعنے بھائیون پر اپنے اس آواز کا کہنے والا کب مل سکے نیکدل کہنے والے کو اثر سے جان لے
سلہ اعتماد اور قوت اور راحت دیکر اسکے دل مین اس آواز سے ڈالا چاہ اُسکے اوپر آواز جلیل سے بزم اور گلزار ہوا مانند خلیل کے بعد اسکے جو جفا پہونچی اس
قوت سے اُسکو خوشی اسکی ہوتی آگے اسکے حقائق ہین اسیطرح ذوق الست کا مومن کے دل کو حشر تک مست رکھے گا تا انکو بلا مین اعتراض نہو اور امر و نہی مین انقباض
نہو باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ سلہ تلخ لقمہ الخ، شعر تلخ لقمہ شکر ہوتا ہی خار ریحان و سنگ گوہر ہوتا ہی لقمہ حکمی کہ تلخ ہوتا ہی اسکو گل شکر کی لذت دیتا ہے
جسکو اعتماد گل شکر نہو لقمہ کو انکار سے وہ قی کردے جسنے بروز الست خواب دیکھا ہی وہ طاعت مین مست بیحد و بے حساب ہے یہ بار اُٹھائے مانند اشتر مست کے
بیگمان و بے ملال اور شوق سے اُسکے منہ کے گرد جھاگ صدق کے گواہ ہین کہ اسکو مستی دلسوز ہی یعنے ذوق آواز الست جسکے کان مین پڑا ہی وہ حشر تک اسکو
مست رکھے گا طاعت مین اور صدق اسسے پیدا ہوگا باقی حال اسکا آگے ہی فافہم ۱۲ سلہ اونٹ قوت سے الخ، شعر شتر وجود قوت سے مانند شیر کے ہوا اور بوجھ
بھاری کے نیچے فاقہ کرے شوق مین اونٹنی کے فاقہ کرے اسکو کوہ مثل بال کے ہے یہ خواب جسکو الست مین نہ دکھائی دیا وہ مرید دنیا مین آخر نہوا اگر تردد مین پریشان
ہوگیا اک گھڑی شکر ہوا اور گلہ برسون ہوا اسنے تردد راہ مین کہ کبھی پاؤن آگے و کبھی پیچھے رکھے قرضدار اور گرد اس شرح ۶ جو اگر جلدی ہی تم الم شرح کو سنو شرح
اس معنی کی بے انتہا ہی تو مدعی گاؤ کی جانب جائیے جس نے یہ خواب بروز الست نہ دیکھا وہ دنیا مین مرید نہوگا اور متردد رہیگا آگے رجوع لقصہ ہی فافہم ۱۲-

پای پیش و پای پس در راہ دین	می نہد با صد تردد بے یقین	راہ دین مین سو تردد سے رکھے	پانون آگے اور کبھی پیچھے رکھے
دام دار شرح انیم تنگ گرو	ور شتابیست از الم نشرح شنو	تر ضدا اس شرح کا ہوا ور گرو	گر ہی جلدی تم الم نشرح سنو
چون ندارد شرح این معنی کران	خر بہ سوے مدعی گاو ران	شرح اس معنی کی ہی بے انتہا	مدعی گاؤ کی جانب تو جا
گفت کورم خواند زین جرم آن دغا	پس بلیسانہ قیاس ست ای خدا	بولا سلہ اسنے مجکو اندھا بس کیا	اس گنہ سے مثل شیطان ای خدا
من دعا کورانہ کے میکردہ ام	جز بخالق گدیہ کے آوردہ ام	مثل اندھو کے دعا کب مین نے کی	بجز خدا کے بھیک مین نے کس سے لی
کور از خلقان طمع دارد ز جہل	من ز تو کز تست ہر دشوار سہل	خلق سے اندھے کو طمع جہل سے	مجکو تجھسے کہ تو حل مشکل کرے
آن یکے کورم ز کوران بشمرید	او نیاز جان و اخلاصم ندید	اسنے اندھا مجکو اندھون سی گنا	دیکھا نی اخلاص میری جان کا
کوری عشق ست این کوری من	حب یعمی او یصم ست ای حسن	میرا اندھاپن ہی سارا عشق کا	حب یعمی او یصم ہے مشفقا
کورم از غیر خدا بینا بدو	مقتضاے عشق این باشد نکو	غیر حق سے اندھا بینا اس سے ہون	مقتضاے عشق ہی یاد رجنون
تو کہ بینائی ز کورانم مدار	دائرم بر گرد نقطہ این مدار	تو ہی سلہ بینا مت کہ اندھون مین مجھے	پھرنے والا گرد نقطہ مت رکھے
آن چنانکہ یوسف صدیق را	خواب بنمودی و گشتش متکا	جس طرح سے یوسف صدیق کو	خواب دکھلائے ہوا بے فکر وہ
مر مرا لطف تو ہم خوابے نمود	آن دعاے بیحدم بازی نبود	لطف نے تیری دکھائی مجکو خواب	وہ دعا نی کھیل تھی بس ای وہاب
مے ندانند خلق اسرار مرا	ژاژ مے دانند گفتار مرا	خلق جانے کب مرے اسرار کو	جانے بیہودہ مری گفتار کو
حق نہان ست و کہ داند راز غیب	غیر علام سر و ستار عیب	حق ہی پنہان کون جانے راز غیب	راز دان جانے ہی اور ستار عیب
خصم گفتش رو بمن کن حق بگو	بہر چہ سوے آسمان کردی عمو	بولا دشمن دیکھ ادھر اور سچ کہو	دیکھتا ہی کس لیے افلاک کو
شید مے آری غلط مے افگنی	لاف عشق و لاف قربت میزنی	مکر کرکے دھوکے مین ڈالے ہی تو	شیخی قرب و عشق کی مارے ہی تو
با کدامی روے چون دل مردہ	روے سوے آسمانہا کردہ	کس سبب سے جو کہ دل مردہ ہی تو	آسمان کی سمت منھ کرتا ہے تو
غلغلے در شہر افتادہ ازین	آن مسلمان مے نہد رو بر زمین	شہر سلہ مین اک غل ہوا اس بات سے	وہ مسلمان ہی زمین پر سر رکھے

سلہ بولا اسنے الخ ہ شعر کہا کہ اسنے مجکو اندھا کہا کہ اس گناہ سے مانند شیطان کے اے خدا پس مین نے اندھون کے مانند کب دعا کی اور بجز خدا کے کس سے مین نے بھیک مانگی بسبب جہل کے اندھے کو طمع خلق سے ہی اور مجکو تجھ سے ہی کہ تو مشکل حل کرتا اسنے مجکو اندھا اندھون سے گردانا اور میرے خلاص جان کا نہین دیکھا میرا اندھاپن تمام عشق کا ہے کہ محبت اندھا و بہرا کرتی ہے اے مشفق غیر حق سے اندھا اور اس سے بینا ہون یہ مقتضاے عشق و جنون ہے ترجمہ مین بسبب ولولہ عشق خدا کے غیر حق سے اندھا اور یار سے بینا ہون کہ آتش عشق بجز یار کے ماسوا کو جلا دیتی ہے باقی حال اسکا آگے ہی فافہم ۱۲ سلہ تو ہی بینا الخ ہ شعر تو بینا ہی مجھے اندھون مین مت رکھ اور پھرنے والا گرد تعظیم کے مت رکھ جس طرح یوسف صدیق کو خواب دکھائے وہ بےفکر ہوا تیرے لطف نے مجکو خواب دکھائے وہ دعا کھیل نہ تھی ای خدا کب خلق جانے میرے اسرار کو میری گفتار تو حق کے ساتھ پوشیدہ ہے کون راز غیب کو جانے راز دان جانتا ہی اور خدا اُنکا دوامے نے کہا اے دشمن ادھر دیکھ اور سچ کہہ افلاک کو کس لیے دیکھتا ہے تو مکر کرکے دھوکے مین ڈالتا ہے اور شیخی قرب عشق کی مارتا ہی جو کہ تو دل مردہ ہی کس سبب سے آسمان کی طرف منھ کرتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ شہر مین الخ ہ شعر اس بات سے شہر مین ایک غل ہوا کہ وہ مسلمان زمین پر سر رکھتا ہے اے خدا تو بندہ کو رسوا مت کر اگر بد ہون تو راز ظاہر مت کر تو جانتا ہی کہ مین شب بھر تجکو پکارتا تھا سوز و گداز و آہ و نیاز سے آگے خلق کے اسکی قدر نہین ہے چراغ روشن تیرے آگے ہے اے خدا یہ گاؤ مجھ سے مانگتا ہے تو نے بھیجا ہے اور مین نے خطا نہین کی ہے آگے داؤد علیہ السلام کا دریافت حال کرتا ہے فافہم ۱۲

کای خدا این بندہ را رسوا مکن	گر بدم من سر من پیدا مکن
تو ہمی دانی و شبہای دراز	کہ ہمی خواندم ترا با صد نیاز
پیش خلق این را اگر خود قدر نیست	پیش تو ہمچون چراغ روشنی ست
گاو میخواہند از من اے خدا	چون فرستادی نکردم من خطا

اے خدا بندے کو تو رسوا نہ کر	گر ہون بد مین راز تو پیدا نہ کر
جانتا ہے تو کہ مین شب بھر تجھے	تھا بلاتا بس سو نیاز و آہ سے
قدر نے اسکی ہے آگے خلق کے	جون چراغ روشن آگے ہے ترے
مانگتا ہے گاے مجھسے اے خدا	تو نے بھیجا ہے نہ کی مین نے خطا

شنیدن حضرت داؤد سخن خصمان را در ظاہر

چونکہ داؤد نبی آمد برون	گفت ہین چیست این احوال چون
مدعی گفت اے نبی اللہ داد	گاو من در خانۂ او اوفتاد
کشت گاوم را بپرسش کہ چرا	گاو من کشت و بیان کن ماجرا
گفت داؤدش بگو اے بو الکرم	چون تلف کردی تو ملکش ای ندیم
ہین پراگندہ مگو حجت بیار	تا بیک سو گردد این دعوی و کار
گفت اے داؤد بودم ہفت سال	روز و شب اندر دعا اندر سؤال
این ہمے جستم ز یزدان کای خدا	روزی خواہم حلال و بے عنا
مرد و زن بر نالۂ من واقف اند	کودکان این ماجرا را واصف اند
تو بپرس از ہر کہ خواہی این خبر	تا بگوید بے شکنجہ بے ضرر
ہم ہویدا پرس و ہم پنہان ز خلق	کہ چہ میگفت این گدای ژندہ دلق
بعد ازین جملہ دعا و این فغان	گاو اندر خانہ دیدم ناگہان
چشم من تاریک شد نے بہر قوت	شادی آن کہ قبول آمد قنوت
کشتم آن را تا دہم در شکر آن	کہ دعای من شنید آن غیب دان

سننا حضرت داؤد علیہ السلام کا ماجرا دشمنون کا ظاہر مین

[1] باہر آئے جو کہ داؤد نبی	بولے کیا ہے کیفیت اس حال کی
مدعی بولا کہ حضرت بے جفا	گاؤ میرا اسکے گھر مین جو گیا
گاؤ میرا مارا اس سے پوچھیے	حال کو کہ گاؤ مارا کس لیے
بولے داؤد اس سے کہ اے نیک خو	کیون تلف کی تو نے اسکی ملک کو
مت کہے بیہودہ اور حجت تو لا	تا کرون فیصل مین یہ دعوی ترا
بولا اے داؤد گذری سات سال	رات دن کرتا دعا مین و سوال
[2] مانگتا تھا حق سے مین کہ اے خدا	روزی دے مجکو حلال اور بے جفا
مرد و زن نالے سے ہین واقف مرے	لڑکے سب یہ ماجرا ہین جانتے
جس سے چاہے پوچھ لے تو یہ خبر	تا کہین بے رنج وہ اور بے ضرر
پوچھ پوشیدہ و ظاہر خلق سے	کہ یہ کیا بکتا گدا تھا حلق سے
بعد اس پوری دعا کے اس زمان	گاؤ گھر مین دیکھا مین نے ناگہان
قوت کی خاطر نہ تیرہ آنکھ ہوئی	ہوئی قبولیت دعا سے اور خوشی
مارا وہ تا شکر مین دون اس لیے	کہ دعا میری سنی اللہ نے

[1] باہر آئے الخ، شعر جو باہر آئے داؤد نبی نے فرمایا کہ کیا کیفیت ہے اس حال کی مدعی نے کہا کہ حضرت جفا ہے گاؤ میرا جو اسکے گھر مین گیا اس سے حال پوچھیے کہ میرا گاؤ مارا کس وجہ سے داؤد علیہ السلام نے کہا کہ اے نیک خو تو نے اسکی ملک کیون تلف کی تو بیہودہ مت کہہ اور حجت لا تا یہ دعوی مین فیصل کرون کہا کہ اے داؤد سات برس گذرے کہ مین رات دن دعا و سوال کرتا تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

[2] مانگتا تھا الخ، شعر مین حق سے مانگتا تھا کہ اے خدا روزی مجکو حلال کی بے جفا دے مرد و زن میرے نالے سے واقف ہین اور لڑکے یہ سب ماجرا جانتے ہین تو جس سے چاہے یہ خبر پوچھ لے تا وہ بے رنج و بے ضرر کہین ظاہر اور پوشیدہ خلق سے پوچھ کہ یہ گدا کیا بکتا تھا منہ سے بعد اس تمام دعا کے اس وقت گاؤ گھر مین ناگہان دیکھا یہ آنکھ لقمے کی خاطر اندھی نہین ہوئی قبولیت دعا سے ہوئی اس گاؤ کو اس لیے مارا کہ تا شکر مین خرچ کرون کہ میری دعا اللہ نے سنی آگے ماجرا ہے حکم داؤد علیہ السلام کا ہے- فافہم ۱۲-

حکم کردن داؤد علیہ السّلام بر کشندہ گاؤ

گفت داؤد این سخن ہا را بشو ‏— حجتِ شرعی درین دعوی بگو
تو روا داری کہ من بے حجتے ‏— بنہم اندر شرع باطل سنتی
این کہ بخشیدت خریدی وارثی ‏— ربع را چون مے ستانی حارثی
کسب را ہمچون زراعت دان عمو ‏— تا نکاری دخل نبود آن تو
انچہ کاری بدروی آن آنِ تست ‏— ورنہ این بیداد بر تو شد درست
رو بدہ مالِ مسلمان کژ مگو ‏— رہ بجو دام وبدہ باطل مجو
گفت ای شہ تو ہم این میگوئیم ‏— کہ ہمی گویند اصحابِ ستم

حکم دینا داؤد علیہ السّلام کا مارنے والے گاؤ کو

چھوڑ یہ باتین کہا داؤد نے[سلہ] ‏— حجت شرعی کہو تردید سے
تو روا رکھے کہ بے حجت کہ مین ‏— اک طریقہ رکھون باطل شرع مین
کس نے یہ بخشا دیا وارث ہی تو ‏— جو محاصل لیتا ہی حارث ہی تو
جان تو مثل زراعت کسب کو ‏— تا نہ بوئے کیسی آمد ملک کو
جو کہ بوئے کاٹے تو وہ ملک ہے ‏— ورنہ تجکو ظلم یہ کب چاہیئے
مت بکی مال اس مسلمان کا تو دے ‏— قرض لے اور ن سہی لیکن اسکو دے
بولا ای شہ تو بھی کہتا ہے وہی ‏— بات مین نے ظالمون سے جو سنی

تضرع کردن آن شخص از داؤدی داؤد بہ نزد خدا

پس ز دل آہی بر آورد و بگفت ‏— ای خدا تو ہر کجا طاقی زجفت
سجدہ کرد و گفت ای دانا سوز ‏— در دل او داؤد انداز آن فروز
در دلش نہ انچہ تو اندر دلم ‏— اندر افگندی براز ای مفضلم
این بگفت و گریہ در شد ہائے ہا ‏— تا دل داؤد بیرون شد زجا
گفت ہین امروز ای خواہان گاؤ ‏— مہلتم دہ این دعاوی را مکاؤ
تا روم من سوی خلوت در نماز ‏— پرسم این احوال از دانای راز
خوی دارم در نماز آن التفات ‏— معنی قرۃ عینی فی الصلوٰۃ

زاری کرنا اُس شخص کا انصاف داؤد عم سے پیش خدا

آہ دل سے کر کے وہ کہنے لگا[سلہ] ‏— طاق ہی تو جفت سے میرے خدا
سجدہ کر کہنے لگا کہ اے خدا ‏— وہ چمک داؤد کے دل مین تبا
دل مین ڈال اُسکے جو ہے دل مین مرے ‏— ڈالا تو نے راز اپنے فضل سے
یہ کہا اور ہائے کر رونے لگا ‏— یان تلک داؤد کا کہ دل دکھا
بولے آج اے مدعی گاؤ تو[سلہ] ‏— مجکو مہلت دے ستا مت اسکو تو
سوی خلوت جاتا ہون اندر نماز ‏— پوچھون یہ احوال حق سے با نیاز
ہی نماز اندر وہ خوئے التفات ‏— معنی قرۃ عینی فی الصلوٰۃ
ٹھنڈی ہوتی ہین میری آنکھین نماز مین ۱۲

سلہ چھوڑ یہ باتین الخ، شعر داؤد علیہ السّلام نے کہا کہ یہ باتین چھوڑ و حجت شرعی تردید کے ساتھ کہو کب روا ہی کہ مین بغیر حجت کے ایک طریقہ باطل شرع مین رکھون کس نے یہ بخشا دیا تو وارث ہی جو محاصل لیتا ہی تو بونے والا ہی تو کسب کو مثل زراعت کے جان جب تک نہ بوئے کیسے آمدنی ملک سے ہو جو تو بوئے اور کاٹے وہ ملک ہی ورنہ تجکو یہ ملک کب ملے تو مت بک اور مال اس مسلمان کا دے دوسری جا سے قرض لے و لیکن اسکو دے کہا ای شاہ تو بھی یہی کہتا ہی جو یہ ظالم ظلم سے کہتے ہین آگے اُس گاؤ کش کا حال ہی فافہم ۱۲۔

سلہ آہ دل سے الخ، شعر وہ آہ دل سے کر کے کہنے لگا کہ اے خدا تو طاق ہے جفت سے ہر جا سجدہ کر کے کہنے لگا کہ ای خدا وہ چمک داؤد علیہ السّلام کے دل مین ڈال فضل سے یہ کہا اور ہائے ہا کر کے رونے لگا یہان تک کہ داؤد علیہ السّلام کا دل دُکھ گیا باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

سلہ بولے آج الخ، شعر کہا اے مدعی گاؤ تو مجکو مہلت دے اور مت ستا خلوت کی طرف جاتا ہون نماز مین اور خدا سے یہ حال پوچھون از راہ نیاز کے یعنے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین الصلوٰۃ معراج المومنین یعنے نماز مومن کی معراج ہی آگے حقائق ہین خوے التفات نماز مین ہی ترجمہ ٹھنڈی آنکھ میری نماز مین ہوتی ہی اک روزن جان مین بسبب صفائی کے کھلا ہی پہونچتی ہی بے واسطہ وحی خدا وحی و بارش نور کی، سوراخ سے میرے گھر مین رہتی معدن سے وہ گھر دوزخ ہی کہ جو بے روزن ہی اور روزن کرنا اصل دین ہی یعنے دل مین روزن ہونا طرف باطن کے اصل دین ہی اور اسے کشود کہتے ہین کہ علم اسی راہ سے حاصل ہوتا ہی آگے اسکا حال ہی فافہم ۱۲۔

روزن جانم گشادہ است از صفا ‌ ‌ میرسد بے واسطہ نامۂ خدا
جان میں اک روزن صفائی سے کھلا ‌ ‌ پہونچی ہے بے واسطہ وحی خدا

نامہ و باران نور از روزنم ‌ ‌ مے فتد در خانہ ام از معدنم
وحی و بارش نور کے سوراخ سے ‌ ‌ ہی برستی گھر مین معدن سے مرے

دوزخست آن خانہ کان بے روزنست ‌ ‌ اصل دین بندہ روزن کردنست
ہی وہ دوزخ گھر کہ بے روزن ہی جو ‌ ‌ کرنا روزن اصل دین ہے جان تو

تیشہ در ہر بیشۂ کم زن بیا ‌ ‌ تیشۂ زن در کندن روزن ہلا
تیشہ ہر بیشہ مین پانون پر نہ مار ‌ ‌ تیشہ سے سوراخ کر ای مرد کار

یا نمی دانی کہ نور آفتاب ‌ ‌ عکس خورشید برون ست از حجاب
تو نہین جانے کہ نور آفتاب ‌ ‌ عکس باہر مہر کا ہی بے حجاب

نور آن دانی کہ حیوان دید ہم ‌ ‌ پس چہ کرمنا بود بر آدمم
دیکھے جو حیوان تو نور اسکو کہے ‌ ‌ کس لیے کرمنا پھر آدم پہ ہے

من چو خورشیدم درون نور غرق ‌ ‌ می ندانم خویش کرد از نور فرق
نور مین ہون غرق جون خورشید کے ‌ ‌ خود جدا ہونا نہ جانون نور سے

رفتنم سوے نماز و آن خلا ‌ ‌ بہر تعلیم ست رہ مر خلق را
جانا خلوت اور نمازون مین مرا ‌ ‌ خلق کی تعلیم کا ہے راستا

گر نہم تا راست گردد این جہان ‌ ‌ حرب خدعہ این بود ای پہلوان
ہو نہین ٹیڑھا کہ یہ سیدھا ہو جہان ‌ ‌ بس یہ ہے الحرب خدعہ ای جوان

نیست دستورے وگرنہ ریختم ‌ ‌ گرد از دریاے راز انگیختم
تئے اجازت ہے وگرنہ گرد کو ‌ ‌ مین اٹھاتا راز کے دریا سے تو

ہمچنین داؤد میگفت این نسق ‌ ‌ خواست گشتن عقل خلقان محترق
اس طرح کہتے تھے داؤد نبی ‌ ‌ عقل مخلوق اس گھڑی بس جلتی تھی

پس گریبانش کشید از پس یکے ‌ ‌ کہ ندارم در یکی اش من شکے
پس گریبان اسکا کھینچا ایک نے ‌ ‌ گر نہ اک ہونے مین اسکے شک مجھے

رفتن داؤد علیہ السلام در خلوت و نمودن بہ او آن اسرار را

جانا داؤد علیہ السلام کا خلوت مین اور دکھانا اس اسرار کا انکو

باخود آمد گفت را کوتاہ کرد ‌ ‌ لب ببست و عزم خلوت گاہ کرد
ہوش مین آ قال کو کوتہ کیا ‌ ‌ باندھا لب اور عزم خلوت گہ کیا

در فرو بست و برفت آنگہ شتاب ‌ ‌ سوی محراب و دعائے مستجاب
بند دروازہ کیا جلدی گیا ‌ ‌ جانب محراب مقبول الدعا

حق نمودش آنچہ بنمودش تمام ‌ ‌ گشت واقف بر سزا او انتقام
جو دکھانا تھا دکھایا حق نے سب ‌ ‌ وہ ہوا واقف سزا اسکی ہے تب

دید احوالے کہ کس واقف نبود ‌ ‌ راز پنہانی کہ حیرانی فزود
حال وہ دیکھا نہ واقف تھا کوئی ‌ ‌ راز پوشیدہ سے حیرانی ہوئی

روز دیگر جملہ خلقان آمدند ‌ ‌ پیش داؤد پیمبر صف زدند
دوسرے دن آئی مخلوق جہان ‌ ‌ باندھی صف داؤد کے آگے وہان

سلہ تیشہ الخ ۶ شعر تیشہ ہر بیشہ مین پانون پر نہ مار بلکہ تیشہ سے سوراخ کر ای مرد کار تو نہین جانتا ہی کہ نور آفتاب عکس آفتاب کا باہر ہے بے حجاب تو نور اسکو کہے کہ جو حیوان دیکھتا ہی پھر کس لیے کرمنا آدم پر ہی یعنے بزرگی بنی آدم کو ہم نے دی نور مین غرق ہون مانند خورشید کے اور خود جدا ہونا نہین جانتا ہون نور سے آگے رجوع بقصہ ہی میرا نماز مین جانا حق کی تعلیم کا راستہ ہی مین ٹیڑھا ہون کہ جہان سیدھا رہی الحرب خدعۃ یعنے ضرور کر لڑائی دھوکا ہی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ -
سلہ نے اجازت الخ ۳ شعر اجازت نہین ہی ورنہ گرد کو مین دریاے راز سے اٹھاتا اس طرح داؤد نبی کہتے تھے ہو۔ اس دم عقل مخلوق کی جلتی تھی پس گریبان اسکا ایک نے کھینچا کہ ایک ہونے مین اسکے مجھے شک نہین ہی یعنے خدا ایک ہی اس سے اپنا دعوی لونگا آگے راز کہنا داؤد علیہ السلام کا ہی فافہم ۱۲ سلہ ہوش مین الخ ۵ شعر ہوش مین آکر قال کو کوتہ کیا لب باندھا اور عزم خلوت گاہ کا کیا دروازہ بند کیا اور جلدی سے گیا جانب محراب مقبول الدعا کے جو کچھ کہ دیکھنا تھا وہ حق نے سب دکھایا تھا تب وہ واقف ہوا سزا اسکی سے وہ حال دیکھا کہ کوئی واقف نہ تھا راز پوشیدہ سے حیرانی ہوئی دوسرے دن مخلوق آئی ۔ صف باندھی داؤد علیہ السلام کے آگے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ -

ہمچنین این ماجراہا باز رفت	زود زد آن مدعی تشنیع زفت	اس[1] طرح پر ماجرا واقع ہوا	مدعی وہ طعنہ پھر دینے لگا
زود گاوم را بدہ اے نابکار	از خدائے خویشتن شرمے بدار	جلد میرا گاؤ دے اے نابکار	شرم اپنے حق سے کر تو زینہار
این چنین ظلم صریح و ناسزا	مے رود در عہد پیغمبر ہلا	اس طرح ظلم صریح و ناروا	ہوتا ہے عہد پیمبر میں بھلا
گاؤ کشتہ خوردہ بے ترسے و بیم	در جواب فزودہ تزویر آن لئیم	گاؤ مارا کھایا بے خوف او بیم	مکر کرتا ہے جواب اندر لئیم
گرچہ چندین سال بودم در دعا	من طلب کردم زحق داد او مرا	کر دعا میں میں رہا کتنے برس	کی طلب حق سے دعا مجکو وہ بس
اے رسول حق چنین باشد روا	ملک من بد گاؤ چون داوش خدا	اے رسول حق ہوا ایسا اب روا	ملک میری کیسے دے اسکو خدا

حکم کردن داؤد علیہ السلام بر صاحب گاؤ کہ از سر گاؤ بگذر و تشنیع صاحب گاؤ بر داؤد علیہ السلام

حکم کرنا داؤد علیہ السلام کا گاؤ والے پر کہ گاؤ کا خیال چھوڑ دے اور طعنہ کرنا گاؤ والے کا داؤد علیہ السلام پر

گفت داؤدش خمش کن رو بہل	این مسلمان را ز گاوت کن بحل	بولے داؤد اسے چپ رہ چھوڑ جا	گاؤ کر تو اس مسلمان کو عطا
چون خدا پوشید بر تو اے جوان	رو خمش کن حق ستاری بدان	حق نے پنہان جو کیا تجھپر جوان	جا تو چپ رہ حق کی ستاری کو جان
گفت وا ویلا چہ حکمست انچہ داد	از پے من شرع نو خواہی نہاد	بولا یہ کیا ہائے اب انصاف ہی	شرع نو رکھے ہی کیا میرے لیئے
رفتہ ہست آوازہ عدلت چنان	کہ معطر شد زمین و آسمان	شہرہ تیرے عدل کا ہے بس عیان	کہ معطر ہے زمین و آسمان
بر سگان کور این استم نہ رفت	از تعدی سنگ و کہ بشگافت زفت	یہ ستم اندھے سگون پر نہ ہوا	کوہ اور سنگ اس تعدی سے جلا
ہمچنین تشنیع مے زد بر ملا	کالصلا ہنگام ظلم ست الصلا	ایسے طعنے مارتا تھا بر ملا	ظلم کا ہے وقت لوگو الصلا
این چنین ظلم و جفا بر من مکن	یا نبی اللہ مگو زینسان سخن	اس طرح ظلم و جفا مجھپر نہ کر	یا نبی اللہ نہ دے ایسی خبر

حکم کردن داؤد علیہ السلام بر صاحب گاؤ کہ جملہ مال خود بوی بخش

حکم کرنا داؤد علیہ السلام کا گاؤ والے پر کہ سب مال اپنا اسکو دیدے

بعد ازان داؤد گفتش اے عنود	جملہ مال خویش او را بخش زود	بعدہ[2] داؤد نے اس سے کہا	مال سب اپنا اسے دے جلد لا

سلہ اس طرح پر الخ شعر اس طرح پر ماجرا واقع ہوا مدعی طعنہ دینے لگا کہ میرا گاؤ جلد دے اے نابکار تو شرم حق سے کر زینہار اس طرح ظلم صریح اور ناروا عہد پیمبرؐ میں ہوتا ہے بھلا میرا گاؤ مارا اور کھایا بلا خوف اور جواب دینے میں مکر کرتا ہے کہ مین دعا میں کتنے برس رہا حق سے طلب کی اسنے مجکو بس دیا اے رسول خدا کے ایسا اب روا ہو میری ملک خدا اسکو کیسے دے آگے داؤد علیہ السلام کے حکم کرنے کا بیان حال ہی فافہم ۱۲ سلہ بولے داؤد الخ شعر داؤد علیہ السلام نے اس سے کہا کہ چپ رہ چھوڑ جا اور گاؤ اس مسلمان کو بخش دے اے جوان جو تجھپر حق نے پنہان کیا جا تو چپ رہ اور حق کی ستاری جان کہا کہ افسوس یہ کیا انصاف ہی شرع نو رکھتا ہی کیا میرے لیے تیرے عدل کا شہرہ ظاہر ہے کہ زمین و آسمان معطر ہے یہ ظلم کتون پر نہیں ہوا کوہ و سنگ اس تعدی سے جلا ایسے طعنہ بر ملا مارتا تھا اے لوگو ظلم کا وقت ہی آؤ اس طرح کا ظلم و جفا مجھپر مت کر یا نبی اللہ ایسی خبر نہ دے آگے حکم داؤد علیہ السلام کا ہی فافہم ۱۲-
سلہ بعدہ داؤد الخ شعر بعدہ داؤد علیہ السلام نے اس سے کہا سب مال اپنا اسے جلد لا کر دے ورنہ کہتا ہون کہ مشکل تجھپر ہو اور تیرا ستم اس سے ظاہر ہو کپڑے پھاڑ کر اور سر پہ خاک ڈال کر ستم دیدہ ناک ہر دم کرتا جو اور اس دم طعنے کرنے لگا پھر داؤد علیہ السلام نے اپنے پاس بلا کر کہا کہ اے اندھے بد نصیب ہے تیرا ظلم تیرا اب تھوڑا تھوڑا کھلتا ہے [illegible] آگے ہی فافہم ۱۲-

ورنہ کارت سخت گردد گفتمت — تا نہ گردد ظاہر از وی استمت
خاک بر سر کرد جامہ بردرید — کہ بہ ہر دم مے کنی ظلمی مزید
یک دمے دیگر بدین تشنیع راند — باز داؤدش بہ پیش خویش خواند
گفت چون بختت نہ بد ای بخت کور — ظلمت آمد اندک اندک در ظہور
دیدۂ آنگاہ صد در پیش گاہ — ای دریغ از چون تو خرخاشاک اہ ارکار
رو کہ فرزندان تو با جفت تو — بندگان او شدند افزون مگو
سنگ بر سینہ ہمی زد با دو دست — می دوید از جہل خود بالا و پست
خلق ہم اندر ملامت آمدند — کز ضمیر کار او غافل بدند
ظالم از مظلوم کے داند کسے — کو بود سخرہ ہوا ہم چون خسے
ورنہ آن ظالم کہ نفس ست اندرون — خصم بر مظلوم باشد از جنون
سگ حمارہ حملہ بر مسکین کند — تا توانی زخم بر مسکین زند
شرم شیران راست نی سگ را بر آن — کہ نہ گیرد صید از ہمسایگان
از کمین سگ سیان سو داؤد جست — عامۂ مظلوم کش ظالم تر است
روی بر داؤد کردند آن فریق — کہ نبی مجتبےٰ بر من شفیق
این نشاید از تو کین ظلم ست کاش — قہر کردی بے گناہے را بلاش

ورنہ کہتا ہون کہ مشکل تجھ پہ ہو — اور ستم تیرا نہ ظاہر اس سے ہو
پھاڑی کپڑے اور ڈالی سر پہ خاک — کہ ستم کرتے ہو ہر دم دردناک
اور اُس دم طعنے وہ کرنے لگا — پاس پھر داؤد نے اپنے بلا
بولے اندھے بدنصیبہ ہے ترا — ظلم تیرا تھوڑا تھوڑا اب کھلا
دیکھا [سلہ] تو نے پہلے یہ انصاف گاہ — تجھ گدھے پر خس کو ہے افسوس آہ
جا تو جورو بچے تیرے سب ہوے — اُسکے بندے اور زیادہ مت کرے
مارتا سینے پہ پتھر ہاتھ سے — دوڑتا جہل اپنے سے اوپر تلے
پس ملامت خلق بھی کرنے لگی — کہ نہ تھی فعلون سے اُسکے آگہی
کون [سلہ] جانے ظالم و مظلوم سے — اپنے ظالم نفس کا سر کاٹ دے
ورنہ وہ ظالم کہ اندر نفس ہے — دشمن مظلوم ہے وہ جہل سے
کتا حملہ کرتا ہے مسکین پے — کاٹے وہ مسکین کو جب تک ہو سکے
شرم شیرون کو ہے نہ کتون کو ہے — کہ نہ پکڑین صید وہ ہمسائے کے
دوڑا [سلہ] مثل سگ طرف داؤد کے — عام مظلومون کا ظالم بڑھ کے ہے
سب نے منھ داؤد کی جانب کیا — کہ نبی مجتبےٰ و مشفقا
ظلم تجکو یہ صریح نے چاہیے — بے گنہ پر قہر اتنا مت کرے

عزم کردن داؤد علیہ السلام تا راز را آشکارا بر خلق کنند

ارادہ کرنا داؤد علیہ السلام کا کہ راز خلائق پر ظاہر کرین

سلہ دیکھا الخ یہ شعر تو نے اس دم دیکھا اس انصاف کی جگہ کو کہ تجھ گدھے کو خس پر افسوس آتا ہے جا تو تیرے اہل و عیال اسکے بندہ ہین اب زیادہ مت کہہ وہ ہاتھ سے پتھر سینہ پر مارتا تھا اور اوپر نیچے جہل سے دوڑتا تھا پس خلق ملامت کرنے لگی کہ اس کے فعلون سے کچھ خبر نہ تھی آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

سلہ کون جانے الخ یہ شعر کون ظالم سے جانے کہ مثل خس کے ہوا مین پھنسے ہین ظالم کو وہ کوئی مظلوم ہے کہ اپنے نفس ظالم کا سر کاٹے ورنہ ظالم کہ نفس باطن مین ہے وہ دشمن مظلوم کا ہے جہل سے کتا حملہ کرتا ہے مسکین پر جب تک ہو سکے وہ مسکین کو کاٹے شرم شیرون کو ہے کتون کو نہین ہے کہ صید ہمسایہ کو نہ پکڑین یعنے جو شخص اپنے نفس ظالم کو کشتہ کرے وہ ظالم کو مظلوم سے جدا کرے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲۔

سلہ دوڑا الخ یہ شعر داؤد علیہ السلام کی طرف مثل سگ کے دوڑا کہ تو عام مظلومون کا مارنے والا ہے ظالم تر ہے سب داؤد علیہ السلام کی جانب متوجہ ہوئے کہ اے نبی مجتبےٰ و مشفقا تجکو یہ ظلم صریح نہین چاہیے اتنا قہر بے گناہ پر مت کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

گفت ای یاران زمان آن رسید	کان سر مکتوم او گردد پدید	بولے یارو وقت اب آیا جو دم[سلہ]	کہ وہ پنہان راز ظاہر اُسکا ہو
جمله بر خیزید تا بیرون رویم	تا ازان سر نهان واقف شویم	سب اُٹھو تم تاکہ ہم باہر چلین	آگہی اُس راز پنہان سے کرین
در فلان صحرا درختی بست زفت	شاخهایش انبه و بسیار جفت	اُس فلان جا مین درخت اک ہی بڑا	شاخین رکھتی ہین ہجوم از بس ہوا
سخت راسخ خیمه گاه میخ او	بوی خون می آیدم از بیخ او	خیمہ ہے مضبوط وہ میخین رکھے	اُسکی جڑ سے بوی خون آئی مجھے
خون شدست اندر تن آن خوش درخت	خواجه را کشتست این منحوس بخت	خون ہوا ہی اس شجر کی جڑ تلے	مارا اس منحوس نے خواجہ کو ہی
مال او بر داشتست این قلتبان	وین غلام اوست ای آزادگان	مال اُسکا سب لیا اُسنے نہان	یہ غلام اُسکا ہی اے آزادگان
این جوان مر خواجه را با شد پسر	طفل بود و او ندارد زین خبر	یہ جوان ہوتا ہی خواجہ کا پسر	تھا یہ بچہ ہی نہ اُس سے کچھ خبر
تاکنون حلم خدا پوشید آن	آخر از ناشکری این قلتبان	حلم حق نے آج تک مخفی رکھا	اُسکی ناشکری سے ظاہر ہو گیا
کز عیال خواجه را روزی نه دید	نی به نوروز و نه موسم های عید	کہ عیال خواجہ کو روزی نہ دی	عید اور نوروز کو اُس نے کبھی
بے نوایان را یک لقمه نجست	یاد نا ورد او ز حق های نخست	مفلسون کو ایک لقمہ نے دیا[سلہ]	اور نہ پہلے یاد حق اُنکا کیا
تاکنون از بهر یک گاو آن لعین	می زند فرزند او را بر زمین	یان تلک اک گاو کے وہ واسطے	رنج فرزندون کو اُنکے دیتا ہی
او بخود برداشت پرده از گناه	ورنه می پوشید جرمش را اله	اُسنے جو پردہ اُٹھایا جرم سے	ورنہ حق نے آجتک ڈھانکا اُسی
کافر و فاسق درین دور گزند	پردهٔ خود را بخود ها مے درند	اُس جہان مین کافر و فاسق سبھی	پردہ اپنا پھاڑتے ہین آپ ہی
ظلم مستورست در اسرار جان	مے نهد ظالم به پیش مردمان	ظلم تو اسرار جان مین ہی نہان	سامنے سبکے کرین ظالم عیان
که ببینیدم که دارم شاخها	گاو دوزخ را ببیند از ملا	کہ یہ دیکھو تم رکھون مین شاخ کو	واسطے دوزخ کے ظاہر دیکھ لو

گواہی دادن دست و پا و زبان بر سر ظالم هم در دنیا | گواہی دینا ہاتھ پاؤن زبان کی اوپر بھید ظالم کی بھی دُنیا مین

پس همین جا دست و پایت در گزند	بر ضمیر تو گواهے می دهند	ہاتھ اور پاؤن گواہی دیتے ہین[سلہ]	اُس ضمیری پر تری اس دار مین

سلہ بولے یارو الخ ۹ شعر کہا ای یارو اب وقت آیا ہی کہ راز پنہان اُسکا ظاہر ہو تم سب اُٹھو کہ ہم باہر چلین آگہی اس راز پنہان سے کرین اُس فلانی جا مین ایک بڑا درخت ہی اور شاخین از بس ہجوم رکھتی ہین سو ایک خیمہ مضبوط ہی کہ وہ میخین رکھتا ہی اُسکی جڑ سے بوے خون مجکو آتی ہی اُس شجر کے تلے خون ہوا ہی اُس منحوس نے خواجہ کو مارا ہی اُسنے مال سب لیا اسکا نہان یہ غلام اُسکا ہی ای آزادو یہ جوان خواجہ کا پسر ہوتا ہی یہ بچہ تھا اسے کچھ خبر نہین حلم حق نے آجتک پوشیدہ رکھا اسکی ناشکری سے ظاہر ہو گیا کہ خواجہ کے عیال کو روزی نہ دی عید کو نوروز کو کبھی اسنے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ سلہ مفلسون کو الخ ۶ شعر ایک لقمہ مفلسون کو نہین دیا اور نہ حق کو اُنکے اول یاد کیا یہانتک کہ وہ ایک گاو کے واسطے اُسکے فرزندون کو رنج دیتا ہی اُسنے خود جرم سے پردہ اُٹھایا ورنہ حق نے اُسے آجتک ڈھانکا آگے حقائق ہین اس جہان مین فاسق و کافر سب اپنا پردہ آپ ہی پھاڑتے ہین ظلم تو اسرار جان مین پوشیدہ رہے جبکے روبرو ظالم عیان کرین کہ تم یہ دیکھو مین رکھتا ہون شاخ کو واسطے دوزخ کے ظاہر دیکھ لو یعنے جان مین ظلم پوشیدہ ہی اور ظلم سب کے سامنے خود ظاہر کرتا ہی چنانچہ اسکی مثال آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ ہاتھ اور پاؤن الخ ۶ شعر ہاتھ و پاؤن گواہی دیتے ہین تیری ضمیر دن پر اس جہان مین جو تجھ پر ضمیر موکل ہے کہ اپنا اعتقاد دکھو خاصکر غصہ کے وقت اور بحث مین تیرے بھید ظاہر کرتے ہین جسقدر کہ مین جو موکل ظلم و جفا کا ہی کہ یہین تو ظاہر کرا ای دست دیا وہ گواہ جب باگ کھینچتے ہین خاصکر جب وقت غصہ کا ہوتا ہی پس وہ مالک جو کہ موکل کرتا ہی پس یہ راز تیرا مین ظاہر کرتا ہی یعنے جو کہ دل مین بھید ہوتا ہی وہ موکل ضمیر اُسکا ہنگام خشم کے اُسکو ظاہر کر دیتا ہی اسی طرح ہاتھ و پاؤن بروز حشر کر دینگے چنانچہ اسکا حال آگے ہی فافہم ۱۲

چون موکل می شود بر تو ضمیر	کر بگو تو اعتقادت وا بگیر	جو موکل ہوتا ہے تجھپر ضمیر	کہ کہو تو اعتقاد اپنا اسیر
خاصہ در ہنگام خشم و گفتگو	می کند ظاہر سرت را مو بمو	خاص کر غصہ کے وقت اور بحث مین	کرتے تیرے بھید ظاہر جتنے ہین
چون موکل می شود ظلم و جفا	کہ ہویدا ئن مرا ای دست و پا	جو موکل ہوتا ہے ظلم و جفا	کہ تو کر ظاہر ہمین ای دست و پا
چون ہمی گیرد گواہ سر لگام	خاصہ وقت جوش خشم و انتقام	وہ گواہ جب کھینچتے ہین باگ کو	خاص کر غصہ کا جبکہ وقت ہو
پس ہمان کس کہ موکل میکند	تا نواے راز بر صحرا زند	پس وہ مالک جو موکل کرتا ہی	رازیہ صحرا مین ظاہر رکھتا ہی
پس موکل ہاے دیگر روز حشر	ہم تواند آفرید از بہر نشر	[1] پس موکل دوسرے وہ روز حشر	پیدا کر دیگا کہ تا ہو جاے نشر
ای بدو دست آمدہ در ظلم و کین	گوہرت پیداست حاجت نیست این	ای تو کرتا ظلم دونون ہاتھ سے	ہی عیان گوہر نہ حاجت اسکی ہے
نیست حاجت شہرہ گشتن در گزند	بر ضمیر آتشینت واقف اند	حاجت شہرت نہین کچھ ظلم کو	کہ ضمیر آتشین جانتے ہیں وہ
نفس تو ہر دم برآرد صد شرار	کہ ببینیدم منم اصحاب نار	نفس تیرا لاای ہر دم سو شرار	دیکھیو تم مجکو مین ہون اصحاب نار
جزو نارم سوی کل خود میروم	من نہ نورم کہ سوی حضرت شوم	نار کا جز ہون مین کل کو جاتا ہون	نوری ہون کہ سوی حضرت چلون
ہمچنان کاین ظالم حق ناشناس	بہر گادے کرد چندین التباس	اس طرح ظالم یہ حق ناآشنا	گاؤ کی خاطر کرے آتنا گلا
او از و صد گاو برد و صد شتر	نفس نیست ای پدر از وی بیر	گاؤ اور اونٹ اس سے سو اسنے لیے	نفس ہی ای پدر اب چھوڑ اسے
تیز روزے با خدا زاری نہ کرد	یا ربی نامد از و روزے بہ درد	ایک دن حق سے نہین گریہ کیا	اور نہ اک دن درد سے یارب کہا
کای خدا خصم مرا خوشنود کن	گر منش کردم زیان تو سود کن	میرے دشمن کو خدایا کر تو خوش	گر ستایا مین نے تو کر اسکو خوش
گر خطا گشتم دیت بر عاقلہ است	عاقلہ جانم تو بودی از الست	عاقلہ پر ہے دیت قتل خطا	عاقلہ جان کا مرا بس ہے خدا
سنگ می گردد باستغفار در	این بود انصاف نفس ای جان حر	سنگ استغفار سے ہوتا ہی در	دیکھ یہ انصاف نفس ای جان حر

بیرون رفتن خلائق بسوی آن درخت — باہر جانا خلائق کا طرف اس درخت کے

چون برون رفتند سوی آن درخت	گفت دستش از پس بندید سخت	[2] جو گئے باہر شجر کی سمت وہ	بولے اسکے ہاتھ پیچھے باندھ دو

سلہ پس وہ موکل الخ ۱۱ شعر پس وہ موکل دوسرے حشر کے روز پیدا کریگا تاکہ نشر ہو جاوے ای شخص تو ظلم کرتا ہی دونون ہاتھ سے گوہر تیرا عیان ہے اسکی حاجت نہین ہی ظلم کو کچھ حاجت نہین ہی کہ ضمیر آتشین تیرا وہ موکل جانتے ہین تیرا نفس ہر دم سو شرارے کہ تم مجکو دیکھو مین اصحاب نار ہون مین، نار کا جزو ہون اور کل کو جاتا ہون نور نہین ہون کہ حق کی جانب چلون آگے رجوع بمقصد ہی اس طرف یہ ظالم حق ناآشنا گاؤ کی خاطر آتنا شبہ کرتا ہی اس سے سو گاؤ اور اونٹ اسنے لیے یہ نفس ہے اسکو چھوڑ دے حق کے ساتھ ایک دن گریہ نہ کیا اور ایک دن درد سے یارب نہ کہا یعنی نفس ظالم نے صد ہا جسمون کو مارا مگر واسطے خدا کے ایک دن نہ رویا اور یہ نہ کہا کہ ای خدا میرے دشمن کو خوش کر اگر مین نے ستایا ہی تو اسکو شاد رکھ آگے مثال ہی دیت قتل خطا کی عاقلہ پر ہی میری جان پر عاقلہ کا حق ہی سنگ استغفار کرنے سے گوہر ہوتا ہے یہ انصاف نفس کا ہی دیکھ اے جان آزاد یعنی استغفار سے نفس پاک ہوتا ہی جیسے دیت دینے سے قاتل خطا سے پاک ہو جاتا ہی آگے احوال گاؤکش کا ہی فافہم ۱۲۔

سلہ۲ جو گئے الخ ۲ شعر جو باہر گئے وہ شجر کی سمت کہا کہ اسکے ہاتھ پیچھے باندھ دو تاکہ اسکے جرم کو کھول دون تاکہ عدل صحرا مین ظاہر کرون کہا کہ اسکے دادا کو تو نے مارا ہی کیونکہ تو خواجہ کا غلام ہی خواجہ کو مار کر مال اس کا لیا اسکا حال حق نے ظاہر کر دیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

تا گناه و جرم آن پیدا کنم ۔ تا لوای عدل بر صحرا زنم
گفت ای سگ جد این را کشتهٔ ۔ تو غلام خواجه زین رو گشتهٔ
خواجه را کشتی و بردی مال او ۔ کرد یزدان آشکارا حال او
آن زنت او را کنیزک بوده است ۔ با همین خواجه جفا بنموده است
هرچه زو زائیده ماده یا که نر ۔ ملک وارث باشد آنها سر بسر
تو غلامی کسب و کارت ملک اوست ۔ شرع جستی شرع بستان و نکوست
خواجه را کشتی به استم زار زار ۔ هم بر اینجا خواجه گویان زینهار
کارد از اشتاب کردی زیر خاک ۔ از خیالے که بدیدی سهمناک
نک سرش با کارد در زیر زمین ۔ باز کاوید این زمین را هم چنین
نام این سگ هم نوشته کارد بر ۔ کرد با خواجه چنین مکر و ضرر
هم چنین کردند چون بشگافتند ۔ در زمین آن کارد با سر یافتند
ولوله در خلق افتاد آن زمان ۔ هر یکے زنار ببرید از میان
وانگهی سوئے درخت آور درو ۔ گفت زین حالت چه میدانی بگو
در زمان از شاخ و برگ آن درخت ۔ آمد از صنع خدا آواز سخت
کای رسول حق همی گفتی تو راست ۔ صانع عالم برین گفتت گواست
خواجه را این سگ بدینجا چون بکشت ۔ از فولادک دشنها بودش بدست
جمله از داؤد گشته عذر خواه ۔ زانکه بدظن گشته بودند و تباه

تا کہ اسکے جرم کو میں کھول دوں ۔ تا کہ ظاہر عدل صحرا میں کروں
بولے اسکے جد کو مارا تونے ہی ۔ تو غلام خواجہ ہے اسواسطے
مار کر خواجہ کو مال اُس کا لیا ۔ حال اُسکا حق نے ظاہر کر دیا
تیری[1] وہ عورت بھی لونڈی اسکی ہے ۔ ایسے خواجہ پر جفا کی کس لیے
پیدا اُس سے بیٹی بیٹا جو ہوئے ۔ ملک وارث کے سراسر وہ ہوئے
کسب تیرا ملک اسکی تو غلام ۔ شرع ڈھونڈھے شرع داؤد مرخام
ظلم سے خواجہ کو مارا زار زار ۔ بھی یہاں پر خواجہ کہتا زینہار
اور چھری جلدی سے یاں پر گاڑ دی ۔ مارے ہیبت کے کہ نے دیکھے کوئی
اس زمین میں اسکا سر ہے اور چھری ۔ اس زمین کو کھود تا نکلے سبھی
نام[2] اُس سگ کا چھری پر ہے لکھا ۔ ساتھ خواجہ کے کیا مکر و دغا
جو زمین کو کھودا ویسا ہی کیا ۔ وہ چھری اور سر زمین میں سے ملا
خلق میں اک شور و غل اُس دم پڑا ۔ توڑیں زناریں سبھوں نے برملا
اُس گھڑی سوئے شجر آمادہ ہو ۔ بولے تو کیا جانتا ہے سچ کہو
شاخ[3] پتوں نے شجر کی اُس زمان ۔ صنعت حق سے کیا بس یہ بیان
اے رسول حق تو کہتا ہے بجا ۔ صانع اس کہنے کا تیرے ہے گوا
خواجہ اس کتے نے مارا ہے یہاں ۔ ہاتھ میں خنجر ہے فولادی عیاں
سب ہوئے داؤد سے بس عذر خواہ ۔ کیونکہ بدظن ہو گئے تھے اور تباہ

قصاص فرمودن داؤد علیہ السلام خونی را بعد الزام

قصاص لینا داؤد علیہ السلام کا خونی سے بعد الزام کے

[1] تیری وہ الخ ۶ شعر تیری عورت بھی اسکی لونڈی ہے ایسے خواجہ پر جفا کس واسطے کی جو اس سے بیٹا بیٹی پیدا ہوئے وہ ملک وارث کے بالکل ہوئے تیرا کسب اسکی ملک اور تو غلام ہے جو تو ڈھونڈھتا ہے تو اب شرع لے خواجہ کو ظلم سے مارا زار زار بھی یہاں پر خواجہ نے کہا تھا کہ پناہ دے اور یہاں یہ چھری جلدی سے گاڑ دی مارے ہیبت کے کہ کوئی نہ دیکھے اس زمین میں اسکا سر اور چھری ہے اس زمین کو کھود دو کہ تا سب نکلے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] نام اس الخ ۹ شعر نام اس سگ کا چھری پر لکھا ہے کہ ساتھ خواجہ کے مکر و دغا کی ہے جو زمین کو کھودا داؤد نے ویسا ہی کیا تو وہ چھری اور سر زمین سے ملا خلق میں اس دم اک شور و غل پڑا اور سبھوں نے زناریں توڑیں برملا اس گھڑی شجر کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ تو کیا جانتا ہے سچ کہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] شاخ پتوں نے الخ ۹ شعر اسوقت شاخ و برگ نے شجر کے سبب حق سے یہ بیان کیا۔ اے رسول خدا کے تو بجا کہتا ہے صانع اس تیرے کہنے کا گواہ ہے اس سگ نے خواجہ کو یہاں مارا ہاتھ میں خنجر فولادی ظاہر تھا سب داؤد علیہ السلام سے عذر خواہ ہوئے کیونکہ بدظن اور تباہ ہو گئے تھے آگے قصاص کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

بعد ازان گفتش بیا ای داد خواہ	داد خود بستان ازین روسیاہ
ہم بدان تیغش کہ فرمود اقتصاص	کے کند کش زعلم حق خلاص
حلم حق گرچہ مواساہا کند	چونکہ از حد بگذرد رسوا کند
خون نخسپد درفتد در ہر دلے	میل جست وجو و کشف مشکلے
اقتضاے داوری رب دین	سر بر آرد از ضمیر آن و این
کان فلان چون شد چہ شد حالش چہ گشت	ہم چنانکہ جوشد از گلزار کشت
جوشش خون باشد آن واجستہا	خارش دلہا و بحث ماجرا
چون کہ پیدا گشت سر کار او	معجزہ داؤد شد فاش و دو تو
خلق جملہ سر برہنہ آمدند	سر بسجدہ بر زمین ہامے زدند
ما ہمہ کوران اصلی بودہ ایم	وانچہ می فرمودۂ نشنودہ ایم
وز تو ما صد گون عجائب دیدہ ایم	لیک معذوریم چون بے دیدہ ایم
سنگ با تو در سخن آمد شہیر	کز برائے غزو طالوتم بگیر
تو بسہ سنگ و فلاخن آمدی	صد ہزاران خصم را برہم زدی
سنگہایت صد ہزاران پارہ شد	ہر یکے مر خصم را خون خوارہ شد
آہن اندر دست تو چون موم شد	چون زرہ سازی ترا معلوم شد
کوہہا با تو رسائل شد شکور	با تو میخوانند چون مقری زبور
صد ہزاران چشم دل بگشادہ شد	از دم تو غیب را آمادہ شد

سلہ بعدہ فرمایا اے انصاف جو	داد دے اس روسیہ سے اپنی تو
بس قصاص اسنے کیا اس تیغ سے	حلم حق سے کر اسکا کب چلے
حلم حق کا گرچہ غمخواری کرے	جبکہ گذرے حد سے رسوائی کرے
نہ چھپے خون اور ہر دل مین پڑے	بھید کے کھلنے کی پس رغبت کرے
خواہش انصاف داور کرتی ہے	دل سے ظاہر ہوتی ہے ہر ایک کے
کیا ہوا وہ خواجہ کیا حال اسکا ہے	جیسے کھیتی سبز ہو گلزار سے
اسکا جوش خون ہو دل مین جستجو	دل مین خارش ہو وہ بحث گفتگو
جبکہ اس دم بھید اسکا کھل گیا	معجزہ داؤد کا ظاہر ہوا
سکہ خلق جملہ سر برہنہ ہو گئی	سر کو سجدہ سے زمین پر مارتی
اندھے اصلی ہم ہوئے ہین ظاہرا	جو تو کہتا تھا نہ ہم نے سنا
سیکڑون دیکھے عجائب تجھ سے ہین	پر ہین ہم معذور آنکھیں نہین
پتھرون نے یہ تجھے ظاہر کیا	ہمکو لے طالوت کی کر تو غزا
لے کے گوپھن تین سنگ آیا ہے تو	ماری تو نے صدہا دشمن اور عدو
سنگ تیرے سیکڑون ٹکڑے ہوئے	دشمنون کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے
لوہا تیرے ہاتھ مین جون موم ہے	جو زرہ بنانا تجھے معلوم ہے
سکہ کوہ تیرے ساتھ کرتے تھے شکور	ساتھ تیرے پڑھتے جون قاری زبور
سیکڑون دل کی آنکھین کھل گئین	تیرے دم سے غیب کا آیا یقین

سلہ بعدہ فرمایا الخ۔ شعر بعدہ کہا کہ اے انصاف چاہنے والے اس روسیاہ سے اپنی داد لے پس قصاص اسکا اس تیغ سے کر حلم حق سے اسکا کب کو جو وے آگے اسکے حقائق ہین حق کا حلم اگرچہ غمخواری کرے جبکہ حد سے گذرے رسوائی کرے خون نہ چھپے اور ہر دل مین پڑے بھید کے کھلنے کی رغبت کرے خواہش انصاف داور کی سب ضمیرون سے ظہور کرتی ہے کہ وہ خواجہ کیا ہوا اور حال اسکا کیا ہے جیسے کھیتی سبز ہو گلزار سے اسکا جوش خون دل مین جستجو ہو دل مین خارش ہو اور بحث و گفتگو ہو جبکہ بھید اسکا اس دم کھل گیا معجزہ داؤد علیہ السلام ظاہر ہو گیا یعنے حق تعالی ہر ایک غمخواری سے عیب چھپاتا ہے جبکہ وہ عیب گذرتا ہے تو رسوائی کرتا ہے اور ہر ایک کے دل مین وہ ڈالتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سکہ خلق جملہ الخ۔ شعر سب خلق برہنہ سر ہو گئی سر کو سجدہ سے زمین پر مارتی تھی ہم اندھے اصلی ہوئے ہین ظاہرا کہ جو تو کہتا تھا نہین سنا یہ نشان عجائب تجھ سے دیکھتے ہین ولیکن ہم معذور ہین کہ آنکھین نہین رکھتے ہین پتھرون نے ظاہر کیا کہ ہم کو لے اور طالوت کی طرف سے تو غزا کر گوپھن اور تین سنگ لے کر تو آیا صدہا دشمن تو نے مارے اور عدو تیرے سنگ سے سیکڑون ٹکڑے ہوئے اور دشمنوں کے ٹکڑے کیئے لوہا تیرے ہاتھ مین مثل موم کے ہے جو زرہ بنانا معلوم ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سکہ کوہ تیرے الخ۔ شعر کوہ تیرے ساتھ مثل قاری کے زبور پڑھتے ہین صدہا کے دل کی آنکھین کھول دین ولے یقین غیب کا آیا وہ قوی تر سبب ہے جو کہ دائم زندگی بخشے سدا وہ قائم ہے جملہ معجزون کی جان ہے یہ کہ حیات جاودان مردون کو دے پس ظالم مرا جان زندہ ہوا ہم سے ہر ایک حق کا بندہ ہوا یہ سب معجزون کی جان ہے کہ دل مردہ کو حیات جاودان بخشے پس نفس ظالم مرا اور ہر ایک حق کا بندہ ہوا آگے نتیجہ اس حکایت کا ہے فافہم ۱۲۔

وان قوی تر از ہمہ کان دائم است	زندگی بخشے کہ سرما قائم ست	وہ قوی تر سب سے جو دائم ہے وہ	زندگی بخشے سدا قائم ہے وہ
جان جملہ معجزات اینست خود	کہ بہ بخشد مردہ را جان ابد	جان جملہ معجزون کی بس یہ ہے	کہ حیات جاودان مردون کو دے
کشتہ شد ظالم جہانے زندہ شد	ہر یکے از ما خدا را بندہ شد	بس مرا ظالم جہان زندہ ہوا	حق کا ہم میں سے ہر اک بندہ ہوا

در بیان آنکہ نفس آدمی بجائے آن خونی ست کہ مدعی گاو گشتہ بود و آن کشندہ گاو عقل ست و داود علیہ السلام حق ست یا شیخ کہ نائب حق ست کہ بقوت و یاری او تواند ظالم را کشتن و تواند شدن بروزی بے کسب و رنج

بیان میں اسکے کہ نفس آدمی کا بجائے اس خونی کے ہے کہ مدعی گاو کا گشتہ ہوا تھا اور مارنیوالا گاو کا عقل ہے اور داود علیہ السلام حق ہے یا شیخ کہ نائب حق ہے کر سکتا قوت و یاری کی ظالم کو مار سکتا ہے اور تو انگر ہوتا ساتھ روزی بے کسب و رنج کے

نفس خود را کش جہانے زندہ کن	خواجہ را کشتست او را بندہ کن	مار نفس[۱] اپنا جہان کو زندہ کر	مارا خواجہ کو ہے اسکو بندہ کر
مدعی گاو نفس تست ہین	خویشتن را خواجہ کردہ او مہین	مدعی گاو کا تیرا نفس ہے	خواجہ بن بیٹھا ہے وہ خود آپ سے
آن کشندہ گاو عقل تست رو	بر کشندہ گاو تن منکر مشو	گاوکش وہ عقل تیری ہے شنو	گاوکش ہے تن کے تو منکر نہو
عقل اسیرست و ہمی خواہد ز حق	روزیی بے رنج و نعمت بر طبق	عقل قیدی اس طرح اللہ سے	روزی بے رنج کی خواہان ہی سے ہی
روزی بے رنج او موقوف چیست	آنکہ بکشد گاو را کاصل بدیست	روزے[۲] بے رنج موقوف اسپہ ہی	کہ وہ اپنے گاو کو کشتہ کرے
نفس گوید چون کشی تو گاو من	زانکہ گاو نفس باشد نقش تن	نفس کہوے گاو کیون مارا مرا	کیونکہ گاو نفس نقش ہے جسم کا
خواجہ زادہ عقل ماندہ بے نوا	نفس خونی خواجہ گشتہ پیشوا	خواجہ زادہ عقل کا مفلس رہا	نفس خونی خود ہی خواجہ بن گیا
روزی بے رنج میدانی کہ چیست	قوت ارواح است ارزاق نبی ست	روزی بے رنج کیا ہے جان لے	رزق تیری روح کا غذائے جان ہے

[۱] مار نفس الخ یہ شعر اپنا نفس مار اور جان کو زندہ کر اسنے خواجہ کو مارا ہے اسکو بندہ کر مدعی گاو کا تیرا نفس ہے وہ آپ سے خواجہ بن بیٹھا ہے اور گاوکش وہ تیری عقل ہے تو گاوکش سے تن کے منکر مت ہو عقل قیدی اس طرح اللہ سے روزی بے رنج چاہتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

[۲] روزی بے رنج الخ یہ شعر روزی بے رنج موقوف اسپر ہے کہ وہ اپنے گاو کو کشتہ کرے نفس کہوے کہ میرا گاو کیون مارا کیونکہ نفس جسم گاو ہے نفس کا عقل کا خواجہ زادہ مفلس رہا نفس خونی خواجہ خود ہی بن گیا روزی بے رنج کیا ہے تو جان لے کہ رزق نوری اور غذا کے جوہاں ہے گاو کی قربانی پر موقوف ہے گاو مین گنج ہے اے احمق تو جان لے کل شب کو کما لیا ورنہ بالکل تیرے دست فہم تنگ کام دیتا ہے اگر نفس کشتہ ہو عقل کو غذائے روحی ملے پس حصول گنج معانی کشتگی نفس پر موقوف ہے باقی حال آگے ہے کل شب کو کما لیا افسانہ کے مانند ہے جو کچھ آتا ہے وہ اس عالم کا ہے آنکہ کس سبب سے اسباب پر رکھتا ہے کرشمہ خوش چشمون سے سیکھا ہے انبیا نے دوسرے اسباب ہیں ان اسباب پر اسبابون کو مت دیکھ اسپر نظر کر انبیا علیہ السلام نے ترک اسباب کیا ہے اپنے معجزے پہونچائے ہیں آسمان تک دریا کو پھاڑا بغیر اسباب کے اور گندم صاف بغیر زراعت کے کئے ریگ کو کوشش سے آٹا کر دیا پشم کو محنت سے آبریشم کر دیا ترک سبب تمام قرآن میں تحریر ہے اور عزت فقرا کی ہلاکت ابولہب ہے یعنی ان اسبابون کے اوپر دوسرے اسباب ہیں تو ان پر نظر رکھ اور یہ اسباب انبیا علیہ السلام نے ترک کئے ہیں ابولہب کے مرنے سے رونق صحابہ کی ہوئی آگے مثال ہے فافہم ۱۲-

ملک موقوف ست بر قربان گاو — گنج اندر گاو دان ای گنج کاو
دوش چیزے خوردہ ورنہ تمام — دادمی در دست فہم تو زمام
دوش چیزے خوردہ ام افسانہ ایست — ہر چہ می آید ز پنہان خانہ ایست
چشم را اسباب از چہ دوختم — کہ ز خوش چشمان کرشم آموختم
ہست را اسباب اسبابے دگر — در سبب منگر دران افگن نظر
انبیا در قطع اسباب آمدند — معجزات خویش بر کیوان زدند
بے سبب مر بحر را بشگافتند — بے زراعت جاش گندم یافتند
ریگہا ہم آرد شد از سعی شان — پشم بز ابریشم آمد کش کشان
جملہ قرآن ست در قطع سبب — عز درویش و ہلاک بولہب

گاؤ کے قربان پر موقوف ہے — گاؤ مین ہے گنج احمق جان لے
کھایا کل شب کو کچھ ورنہ تمام — دیتا دست فہم مین تیرے لگام
کھایا کل شب کو افسانہ سا ہے — جو کچھ آتا ہے وہ اس عالم کا ہے
آنکھ رکھی کس سبب اسباب سے — کر کرشمہ سیکھا خوش چشمون سے ہے
دوسرے اسباب مین اسباب پر — ہے سبب مت دیکھ ان پر کر نظر
ترک اسباب انبیا نے ہے کیا — معجزے سو نچا ہے اپنے تا سما
پھاڑا بس دریا کو بے اسباب کے — پائے گیہون بے زراعت کے لیے
ریگ کو کوشش سے آٹا کر دیا — پشم کو محنت سے ابریشم کیا
سارے قرآن مین بھرا ترک سبب — عزت فقرا ہلاک بولہب

مثال

مثال

مرغ بابیلے دو سہ سنگ افگند — لشکر اہل حبش را بشکند
پیل را سوراخ سوراخ افگند — سنگ مرغے کو ببالا بر زند
دم گاؤ کشتہ بر مقتول زن — تا شود زندہ ہمان دم در کفن
حلق ببریدہ جہد از جای خویش — خون خود جوید ز خون پالای خویش
ہمچنین ز آغاز قرآن تا تمام — رفض اسباب ست و علت والسلام
کشف این نز عقل کار افزا شود — بندگی کن تا ترا پیدا شود
بند معقولات آمد فلسفی — شہسوار عقل عقل آمد صفی
عقل عقلت مغز و عقل تست پوست — معدہ حیوان ہمیشہ پوست جوست
مغز جوئے از پوست دارد صد ملال — مغز نغزان را حلال آمد حلال
چونکہ قشر عقل صد برہان دہد — عقل کل کے گام بے ایقان نہد

مرغ بابیل[1] ایک دو کنکر کو ہے — لشکر اہل حبش کو توڑ دے
پیل مین سوراخ کثرت سے کرے — مرغ کنکر ایسا مارے اوج سے
گاؤ کشتہ کی دم بس مقتول پے — مار دم کو تا کفن مین جی اوٹھے
اٹھ کھڑا ہو اپنی جا سے سرکٹا — خون چاہے اپنے قاتل سے بھلا
ایسے ہی اول سے آخر تک قرآن — ترک اسبابون سے ہے بھرا ہی جان
عقل[2] سے ہرگز نہ یہ معلوم ہو — بندگی کرتا کہ تجھے مفہوم ہو
فلسفی معقول مین یہ کہتے ہین غرض — اولیا ہین شہسوار عقل عقل
مغز عقل عقل تیری عقل پوست — معدہ حیوان چاہے اکل پوست
مغز جو کو پوست سے ہووے ملال — مغز نادہ اسکو آیا ہے حلال
عقل کا چھلکا جو سو برہان دے — عقل کل کب بے یقین پاؤن رکھے

سلہ مرغ بابیل الخ یہ شعر مرغ ابابیل ایک دو کنکرے کہ اہل حبش کے لشکر کو توڑ دے پیل مین سوراخ کثرت سے کرے بلندی سے ایسے کنکر مارے مرغ ابابیل مقتول پر وہ گاؤ کشتہ کی دم کو مارتا کہ وہ کفن مین جی اٹھے اپنی جا سے سرکٹا اٹھ کھڑا ہو اور خون اپنا قاتل سے چاہے ایسے اول سے آخر تک ترک اسبابون سے قرآن بھرا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ عقل سے الخ یہ شعر عقل سے ہرگز یہ معلوم نہو بندگی کر تاکہ تجھے مفہوم ہو فلسفی معقول مین غرض کہتے ہین اور اولیا شہسوار عقل کی عقل کے ہین عقل کی عقل مغز اور تیری عقل پوست ہے معدہ حیوان کا چاہتا ہے اکل پوست و مغز ڈھونڈنے والے کو پوست سے ملال ہوئے کیونکہ مغز نادہ اسکو حلال آیا ہے پوست عقل جو سو برہان دے عقل کل کب بغیر یقین کے پاؤن رکھے عقل ایک دفتر کو سیاہ کرتی ہے اور عقل کی عقل نور راہ رکھتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲—

عقل دفترہا کند یکسر سیاہ — عقلِ عقل آفاق دارد پر ز ماہ
عقل اک دفتر کو کرتی ہے سیاہ — عقلِ عقل عالم میں رکھے نور ماہ

از سیاہی وز سپیدی فارغ ست — نور ماہش بر دل و جان بازغ ست
ہے سیاہی اور سپیدی کی نجاتِ لہ — جان و دل پر روشن اسکے نور ماہ

این سیاہ و آن سپیدی قدر یافت — زان شبِ قدرست کاختروار تافت
اس سپید و اس سیہ نے قدر لی — اس شبِ قدرِ منور سے اخی

قیمتِ ہمیان و کیسہ از زرست — بی زری ہمیان و کیسہ ابترست
سیم و زر سے قدر ہمیانی کی ہے — اور بے زر کون ہمیانی کو لے

ہمچنان کہ قدرِ تن از جان بود — قدرِ جان از پرتوِ جانان بود
جس طرح ہے قدر تن کی جان سے — قدرِ جان ہے پرتوِ جانان سے ہے

گر بدی جان زندہ بی پرتو کنون — ہیچ گفتی کافران را میتون
جان بے پرتو کے ہوتی زندہ گر — کستا کب کافر کو میّت حق مگر

ہین بگو کہ ناطقہ جو می کند — تا بہ قرنی بعد ما آبی رسد
کہ کہو دے ناطقہ تا نہر کو — قرن کے بعد آب جاری ہیں ہم

گرچہ ہر قرنی سخن آری بود — لیک گفتِ سابقان یاری بود
گرچہ ہوں اہلِ سخن ہر قرن میں — لیک قول اگلوں کے اچھے یار ہیں

نی کہ ہم توریت و انجیل و زبور — شد گواہِ صدقِ قرآن ای شکور
کہ نہیں توریت و انجیل و زبورِ سلہ — ہوتیں گواہِ صدقِ قرآن ای شکور

روزی بی رنج جو و بی حسیب — کز بہشت آورد جبرئیل سیب
روزی بے رنج چاہے اے خلیل — کہ جنان سے سیب لاوے جبرئیل

بلکہ رزقی از خداوندِ بہشت — بی صداعِ باغبان و رنجِ کشت
بلکہ روزی خالقِ جنت سے لے — بے تردد باغبان و کشت کے

زانکہ نفعِ نان در آن نان داد اوست — بدہدت آن نفع بی توسیطِ پوست
کیونکہ نان میں ذوق رکھا اسنے ہے — بے ذریعہ پوست تجکو ذوق دے

ذوقِ پنہان نقشِ ما چون سفرہ ایست — نان بی سفرہ ولی را بہرہ ایست
ذوق پنہان نقش مثلِ خوان ہے — نان بے خوان اولیا کو بس ملے

رزقِ جانی کی بری با سعی و جست — جز بعدلِ شیخ کو داود تست
رزقِ روحی کب تو پائے سعی سے — جز توجہ شیخ کہ داود ہے

نفس چون با شیخ بیند گامِ تو — از بنِ دندان شود او رامِ تو
نفس معتقد شیخ سے دیکھے ترا — گرگ سا اگر تابع ہو جائے ترا

صاحبِ آن گاو رام آنگاہ شد — کز دمِ داود او آگاہ شد
گاو والا تب ہوا تابع تراِ سلہ — کہ دمِ داود سے آگہ ہوا

سلہ ہے سیاہی الخ یعنی سیاہی و سپیدی کی خواہش نہیں ہے اسکی جان و دل پر نور ماہ روشن ہے اس سپید و سیاہ نے قدر لی اس شب قدر روشن سے آگے اُسکی مثال ہے سیم و زر سے ہمیانی کی قدر ہے اور بے زر ہمیانی کو کون لے جس طرح قدر تن کی جان سے ہے قدر جان کی پرتو جانان سے ہے جان اگر بے پرتو کے زندہ ہوتی کب کافر کو حق میت کہتا کہہ دے کہ ناطقہ کو تا نہر کھودے کہ قرن کے بعد آب جاری ایسی ہو دے اگرچہ اہل سخن ہر قرن میں ہوں لیکن اگلوں کے قول کی مددگاری کریں یعنے عقل پوست ہے اور عقل کی عقل مغز ہے پس عقل کے عقل نور ماہ رکھی ہے اور عقل سیاہ ہے جیسے تن و جان سے زندہ ہے اسی طرح جان جانان سے زندہ ہے اگرچہ اہل سخن ہر قرن میں ہوتے ہیں مگر ہمارا سخن اگلوں کا مددگار ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲۔

سلہ کہ نہیں الخ یعنی کہ نہیں توریت و انجیل و زبور گواہ ہوتے ہیں صدق قرآن کی روزی بے رنج چاہے اے خلیل کہ سیب جنت سے لاوے جبرئیل بلکہ روزی خالق جنت سے لے بغیر تردد باغبان و کشت کے کیونکہ ذوق رکھا اسنے نان میں بغیر ذریعہ پوست کے تجکو ذوق دے ذوق پوشیدہ کا نقش مانند خوان کے ہے نان بے خوان اولیا کو ملتی ہے غذاء روحی کب تو سعی سے پائے سوائے توجہ شیخ کے کہ وہ داود ہے نفس معتقد شیخ سے ہے تیرا اگر گرگ سا کے تیرا تابع ہو جاوے یعنے غذائے روحی توجہ شیخ سے حاصل ہوتی ہے جب نفس تیرا شیخ کا مطیع ہوتا ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ گاو والا الخ یعنی تب تیرا مطیع گاو والا ہوا کہ داود سے آگاہ ہوا عقل غالب تب شکار میں آئے سگ نفس پر کہ جب شیخ یار ہو نفس باعث مکر کے اژدہا بنے مطیع اسکو مانند زمرد کے بنا زمرد سے سانپ اندھا ہو جاتا ہے اسی طرح نفس بد شیخ سے خواہ ظاہر خواہ ہیبت سے پژمردہ ہو جاتا ہے اگر تو چاہے کہ اژدہے سے خشد ہو اسکے دامن کو مت چھوڑ اے بیخبر شیخ کے آگے تو خاک ہو ای دل تا خاک سے تیری کیمیا آگے اگر گاو والے کو تو چاہے ڈرانا مثل خر کے آرا اسکے اندر سے نکالیے یعنے ہیبت شیخ کو قائم رکھ تا نفس تیرا مطیع رہے کیونکہ نفس تیرا مرشد سے مردہ ہوتا ہے بقول مولانا روم سے نفس نتوان کشت الا ظل پیر * دامن آن نفس کش را سخت گیر * باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

عقل گاہی غالب آید در شکار — بر سگ نفست کہ باشد شیخ یار
عقل غالب آئے تب اندر شکار — نفس کے سگ پر کہ جو ہو شیخ یار

نفس اژدرہاست با صد زور و فن — روی شیخ او را زمرد دیدہ کن
نفس باعث مکر کے ہی اژدہا — روئے شیخ اسکو زمرد سا ہوا

گر تو خواہی ایمنی از اژدہا — دستش از داماں مکن بیرون دما
گر تو چاہے اژدہا سے ہو نڈر — اسکے دامن کو نہ چھوڑ لے بے خبر

خاک شو در پیش خاکِ با صفا — تا ز خاکِ تو بروید کیمیا
خاک ہو تو شیخ کے آگے دلا — خاک سے تیرے اُگے تا کیمیا

گر تو صاحب گاو را خواہی زبون — چون خر مخش کن بسوی درون
گاؤ والے کو تو چاہے ڈانٹنا — مثل خر اندر سے آرا اسکے لگا

چون بہ نزدیکِ ولی اللہ شود — آن زبان صد گزش کوتہ شود
اولیا کے پاس جو کہ جاوے ہی — وہ زبان نفس کوتہ پائے سب

صد زبان و ہر زبانش صد لغت — زرق و دستانش نیاید در صفت
سو زبان اور ہر زبان میں سو لغت — اسکے حیلے مکر کی ہو کب صفت

مدعی گاو نفس آمد فصیح — صد ہزاران حجت آرد ناصحیح
مدعی گاؤ ہے نفسِ فصیح — سیکڑوں حجت وہ لائے ناصحیح

شہر را بفریبد الا شاہ را — رہ نتاند زد شہِ آگاہ را
دھوکا دیوے شہریان شاہ کو — پر نہ دھوکا دے شہ آگاہ کو

نفس را تسبیح و مصحف در یمین — خنجر و شمشیر اندر آستین
نفس کی تسبیح و قرآن ہاتھ میں — آستین میں خنجر و شمشیر ہیں

مصحفِ سالوس او باور مکن — خویش با او ہمسر و ہمسر مکن
مکر کے قرآن کو اسکے تو نہ مان — مت کرے ہمراز اپنا ہم عنان

سوی حوضت آورد بہر وضو — واندر اندازد ترا در قعر او
حوض پر لائے وضو کے واسطے — تجکو دھوکا دی کے غرق اسمیں کرے

عقل نورانی و نیکو طالب ست — نفس ظلمانی بر او چون غالب ست
عقل نورانی و طالب خوب ہے — نفس ظلمانی کی کیون مغلوب ہے

زانکہ او در خانہ عقلِ تو غریب — بر درِ خود سگ بود شیر مہیب
کیونکہ وہ گھر میں مسافر عقل ہے — ہووے کتا شیر اپنی جائے پے

باش تا شیران سوی بیشہ روند — وین سگانِ کور آنجا بگروند
ٹھہر تا شیر اپنے جنگل کو چلیں — اور یہ اندھے کتے وان بھونکا کریں

مکر نفس و تن نداند عام شہر — او نگردد جز بوحی القلب قہر
مکر نفس و تن نہ جانے خلق ہے — اور نہ وہ مقہور ہو جز وحی کے

ہر کہ جنس ست یار او شود — جز مگر داؤد کہ شیخت بود
ہم کہ ہمجنس اسکا یار اسکا رہے — بس سوا داؤد کہ وہ شیخ ہے

مو بدل گشت و جنسِ تن نماند — ہر کرا حق در مقام خود نشاند
کہ وہ بدلا قیدِ تن سے بس چھٹا — اپنی جا پر جسکو خالق نے رکھا

۵۱ اولیا کے الخ، شعر جو اولیا کے پاس جاتا ہے وہ زبان نفس کو تاہ پاتا ہے سو زبان اور ہر زبان میں سو صفت ہیں اسکے حیلہ و مکر کی کب صفت ہو سکتی ہے نفس مدعی گاؤ کا پس فصیح ہے کہ صد ہا وہ بحث لاتا ہے تا صحیح شہریان شاہ کو دھوکا نہ دیوے لیکن شاہ کا آگاہ دھوکا نہ دیوے تسبیح و قرآن نفس کے ہاتھ میں اور آستین میں خنجر و شمشیر ہیں اسکے قرآن کو مت مان اور ہمراز و ہمعنان نہ کر وضو کے واسطے حوض پر لائے تجکو دھوکا دوے اور اس میں غرق کرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

۵۲ عقل نورانی الخ، شعر عقل نورانی و طالب خوب ہے نفس ظلمانی کے کیون مغلوب ہے کیونکہ وہ مسافر گھر میں عقل ہے اپنی جگہ پر کتا شیر ہووے تو ٹھہر تا شیر اپنے جنگل کو جائیں اور یہ اندھے کتے وہان پر بھونکا کریں مگر نفس و تن کو خلق نہیں جانتی ہے اور وہ مقہور نہو سوائے وحی کے ہو کہ ہم جنس اسکا ہے سوائے داؤد کے کہ شیخ ہے کہ وہ بدلا اور قید تن سے چھٹا جس کو اپنی جا پر خالق نے رکھا عقل اس تن میں مسافر ہے اور نفس کا بدن گھر ہے اسواسطے نفس عقل کو دھوکا دیتا ہے پس نفس بجز وحی حق کے مردہ نہیں ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

خلق جملہ علتی اند از کمین / یار علت می شود علت الیقین
ہر خسے دعوی داؤدی کند / ہر کہ بے تمییز کف در وی زند
از صیادے بشنود آواز طیر / مرغ ابلہ می کند آنسوے سیر
نقل را از قلب نشناسد غویست / ہین ازو بگریز گر چہ معنوی ست
رستہ و بر بستہ پیش او یکی ست / گر یقین دعوی کند او در شکیست
اینچنین کس گر ذکی مطلق ست / چون اش این تمییز نبود احمق ست
ہین ازو بگریز چون آہو ز شیر / سوی او مشتاب ای دانا دلیر

خلق[1] ساری علتی ہی گمات ہی / یا رعلت کی ہو علت جان لے
دعوی داؤدی ہر ناکس کرے / ہاتھ اسکا پکڑے جو نادان ہی
مرغ کی آواز سن صیاد سے / مرغ نادان اس طرف کو جا ہی
نے کھرا جانے وہ کھوٹے بنی / بھاگ اس سے گرچہ ہووے معنوی
قید و آزاد اسکے آگے ایک ہے / گر کرے دعوی الیقین کا شک ہی
گر ذکی مطلق ایسا کوئی ہو / یہ تمیز اسکو نہو احمق ہی وہ
بھاگ اس سے جیسے آہو شیر سے / ورنہ جا اسکی طرف گر عقل ہے

گریختن عیسے علیہ السلام بفراز کوہ و شخصے درپے او رفتن و سوال کردن

بھاگنا عیسی علیہ السلام کا بلندی کوہ پر اور انکے پیچھے جانا ایک شخص کا اور سوال کرنا

عیسی مریم بکوہے می گریخت / شیر گوئی خون او می خواست ریخت
آن یکے در پے دوید و گفت خیر / در پیت کس نیست چہ گریزی چو طیر
با شتاب او آنچنان می تاخت جفت / کز شتاب خود جواب او نگفت
یک دو میدان در پے عیسی براند / پس بجد و جد عیسی را بخواند
کز پے مرضات حق یک لحظہ ایست / کہ مرا اندر گریزت مشکلے ست
از کہ این سو می گریزی اے کریم / نے پیت شیر و نہ خصم و خوف و بیم
گفت از احمق گریزانم برو / مے رہانم خویش را بندم مشو

عیسے[2] مریم کوہ پر تھا بھاگتا / گویا اسکو شیر تھا اک مارتا
ایک انکے پیچھے دوڑا اور کہا / کون ہی پیچھے اڑے تو مرغ سا
اسطرح تیزی سے تھا وہ بھاگتا / کہ جواب اسکو نہ ہرگز دی سکا
اک دو میدان پیچھے عیسی کے گیا / روکتا عیسے کو با صد التجا
ٹھہر دم بھر تو خدا کے واسطے / بھاگنے مین تیرے مشکل ہے مجھے
کس[3] لیے تو بھاگتا ہے اے کریم / شیر نے پیچھے ترے نے خوف و بیم
بولا مین احمق سے بھاگون ہون تو جا / مین بچون ہون تو نہو زنجیر پا

[1] خلق ساری الخ، شعر خلق تمام علتی ہی گمات سے یا رعلت کی علت ہوتی ہے دعوی داؤد ہونے کا ہر اک ناکس کرے ہاتھ اسکا پکڑے اور وہ نہ پکڑے کہ جو نادان ہے آگے اسکا بیان ہے صیاد سے مرغ کی آواز سن کر نادان اس طرف کو جاتا ہے نہ کھرا کھوٹے سے جانے اس سے بھاگ اگرچہ معنوی ہووے اسکے آگے قید و آزاد ہے ایک ہے اگر دعوی کرے یقین کا تو شک رکھے اگر ایسا کوئی ذکی مطلق ہو اور یہ تمیز اسکو نہو وہ احمق ہے اس سے تو بھاگ جیسے آہو تیزی سے بھاگتا ہے اور اسکی طرف نہ جا اگر عقل ہے پیران ریا کو خود کو کامل جانتے ہین اور نادانون کو مرید کرکے جیسے صیاد آزاد مرغ کو پھانستا ہے ایسے ہی پھانستے ہین پس تو انسے بھاگ جیسے عیسی علیہ السلام نادان سے بھاگتے تھے چنانچہ اسکا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲-

[2] عیسی مریم الخ، شعر عیسی مریم کوہ پر بھاگتا تھا گویا اک شیر اسکو مارتا تھا اک شخص انکے پیچھے دوڑا اور کہا کون ہے کہ تو مرغ کے مانند اڑتا ہے اسقدر تیزی سے بھاگا کہ اسکو جواب ہرگز نہ دے سکا اک دو میدان عیسی کے پیچھے گیا اور عیسی کو سو التجا سے روکا تو ٹھہر دم بھر خدا کے واسطے تیرے بھاگنے مین مجکو مشکل ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

[3] کس لئے تو الخ، شعر تو کس لیے بھاگتا ہی اے کریم نہ شیر تیرے پیچھے ہے نہ خوف ہی کہا کہ مین احمق سے بھاگتا ہون تو جا مین بچون اور تو زنجیر پا نہو کہا کہ تو آخر وہ مسیحا نہین ہی کہ اندھا بہرا تجھ سے اچھا ہو فرمایا بیچ ہم کہا کہ کیا تو شاہ نہین ہے کہ افسون ہے تو آگاہ ہو کہ تو وہ افسون مردہ پر پڑھے وہ بھی اٹھے مانند شیر شکاری کے فرمایا بیچ ہے مین وہی ہون کہا کہ تو مرغ گل سے نہین بناتا ہو تو بے دم اسمین پھونکا کہ تا زندہ ہوا اور بھاگا مین اسدم وہ اڑ گیا باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲-

گفت آخر آن مسیحا نه توئی ‌ ‌ که شود کور و کر از تو مستوی
بولا آخر وہ مسیحا نے ہے تو ‌ ‌ کہ ہوا اندھا بہرا تجھسے بس نکو

گفت آری گفت آن شه نیستی ‌ ‌ که فسون غیب را مادیستی
بولے سچ ہے بولا وہ نے شہ ہے تو ‌ ‌ کہ فسون غیب سے آگہ ہے تو

چون بخوانی آن فسون بر مردهٔ ‌ ‌ بر جهد چون شیر صید آوردهٔ
وہ فسون مردہ پہ جو کہ تو پڑھے ‌ ‌ جی اٹھے وہ جون شکاری شیر کے

گفت آرے آن منم گفتا که تو ‌ ‌ نے ز گل مرغان کنی ای خوبرو
بولے[1] سچ ہے مین ہون وہ بولا کہ تو ‌ ‌ مرغ نے گل سے بنائے خوبرو

می دمی بروی سبک تا جان شود ‌ ‌ در هوا اندر زمان پران شود
پھونکا دم اُسپر کہ تا زندہ ہوا ‌ ‌ پس ہوا مین اس گھڑی وہ اڑ گیا

گفت آری گفت بس ای روح پاک ‌ ‌ هرچه خواهی میکنی از کیست باک
بولے سچ ہے بولا بس اے روح پاک ‌ ‌ جو کہ چاہو سو کرو کس سے ہے باک

با چنین برهان که باشد در جهان ‌ ‌ که نباشد مر ترا از بندگان
جو جہان مین ایسی برہانین رکھے ‌ ‌ کون ہے جو تیرا بندہ نے بنے

گفت عیسی که بذات پاک حق ‌ ‌ مبدع تن خالق جان در سبق
بولے عیسی کہ قسم ہے ذات کی ‌ ‌ جو ہے خالق جان و تن کا اے اخی

حرمت ذات و صفات پاک او ‌ ‌ که بود گردون گریبان چاک او
برکت ذات و صفات یار سے ‌ ‌ کہ فلک اُسپر گریبان چاک ہے

کان فسون و اسم اعظم را که من ‌ ‌ بر کر و بر کور خواندم شد حسن
اُس فسون اور اسم اعظم کو پڑھا ‌ ‌ اندھے اور بہرے پہ تو اچھا ہوا

بر کہ سنگین بخواندم شد شکاف ‌ ‌ خرقه را بدرید بر خود تا به ناف
کوہ سنگین پر جو بس مین نے پڑھا ‌ ‌ وہ فسون تو ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا

بر تن مرده بخواندم گشت حی ‌ ‌ بر سر لاشے بخواندم گشت شی
جو پڑھا مردہ پہ زندہ ہو گیا ‌ ‌ جو پڑھا لاشے پہ وہ شی بن گیا

خواندم آنرا بر دل احمق که بد ‌ ‌ صد هزاران بار و درمانی نشد
احمقون کے دل پہ جب ہے جو پڑھا ‌ ‌ سیکڑون باری اثر نے کچھ ہوا

سنگ خارا گشت و زان خو بر نگشت ‌ ‌ ریگ شد کز وی نروید هیچ کشت
نے[2] چھٹی عادت وہ اور پتھر ہوا ‌ ‌ ریگ تھا کہ کچھ نہین اسمین اگا

گفت حکمت چیست کانجا اسم حق ‌ ‌ سود کرد این جا نبود او را سبق
بولا کیا حکمت ہے اسم حق وہان ‌ ‌ تھا اثر ہے نے اثر کچھ یہان

آن همان رنجست و این رنجے چرا ‌ ‌ او نشد او را و این را شد دوا
وہ بھی رنج اور رنج یہ بھی کس لیے ‌ ‌ وان اثر اور نے اثر یان پر کرے

گفت رنج احمقی قهر خداست ‌ ‌ رنج کوری نیست قهر آن ابتلاست
بولے رنج احمقی قہر خدا ‌ ‌ رنج اندھا پن نہ قہر اک بلا

[1] بولے سچ ہے الخ، شعر فرمایا سچ ہے کہا کہ اے روح پاک جو چاہو وہ ہوتا ہے پھر کس سے خوف ہے جہان مین جو شخص ایسی دلیلین رکھے کہ جو نہ تیرا بندہ ہے فرمایا عیسی علیہ السلام نے کہ قسم ہے ذات حق کی کہ جو جان و تن کا خالق ہے برکت ذات و صفات حق ہے کہ فلک اُسپر گریبان چاک ہے اس افسون اور اسم اعظم کو پڑھا اندھے اور بہرے پر تو اچھا ہوا کوہ سنگین پر جو مین نے پڑھا وہ افسون تو ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا جو لاشے پر پڑھا وہ شے ہو گیا احمقون کے دل پر جو محبت سے پڑھا تو کچھ اثر نہوا یعنے دل احمقون کا سنگ و کوہ سے سخت زیادہ ہے کہ اثر پذیر توجہ مرشد کا نہین ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[2] نے چھٹی الخ، شعر وہ عادت نہ چھٹی اور پتھر ہوا ریگ تھا کہ اس مین کچھ اُگا کہ کیا حکمت ہے خدا کے نام نے وہان اثر کیا اور یہان اثر نہین کیا ہے وہ بھی رنج اور یہ رنج ہے کس واسطے وہان اثر اور یہان اثر نہین کرتا ہے عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ رنج احمقی قہر خدا ہے اندھے پن کا قہر نہین ہے لیکن بلا ہے کہ رنج بلا رحمتین لائے اور رنج احمقی کا زحمتین ہین جو کہ اسکو داغ ہے وہ مہر کی ہے کب علاج اسپر کوئی اثر کرے یعنے رنج احمقی سے رنج بلا کا بہتر ہے کہ احمقی کا رنج زحمت لاتا ہے اور بلا کا رنج رحمت لاتا ہے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

ابتلا رنجی ست کان رحم آورد	احمقی رنجیست کان زخم آورد	گر بلا کا رنج لائے رحمتین	احمقی کا رنج لائے زحمتین
آنچہ داغ اوست مہر او کردہ است	چارہ برچی نیارد بردہ است	مہر کی ہے وہ جو اسکا داغ ہی	کب علاج اسپر اثر پیدا کرے
ز احمقان بگریز چون عیسی گریخت	صحبت احمق بسے خونہا بریخت	مثل عیسیٰ احمقون سے بھاگ جا	صحبت احمق نے خون صدہا کیا
بر سر آرد زخم رنج احمقی	رحم نبود چارہ جوئی آن شقی	سر کو تڑواتا ہے رنج و احمقی	رحم کب ہو چارہ جو جو ہے شقی
اندک اندک آب را دزدد ہوا	وانچنین دزدد ہم احمق از شما	چوری پانی کی کرے جیسے ہوا	اسطرح احمق بھی لے تجھ سے چرا
گرمیت را دزدد و سردی نہد	ہمچنان کو زیر خود سنگے نہد	لیوے گرمی اور دے سردی تجھے	جیسے پتھر اپنے نیچے تو رکھے
آن گریز عیسیٰ نے از بیم بود	ایمن ست آن پی تعلیم بود	بھاگنا عیسے کا نہ تھا خوف سے	وہ نڈر پر واسطے تعلیم کے
زمہریر ار پر کند آفاق را	چہ غم آن خورشید با اشراق را	زمہریر آفاق کو گر پر کرے	شمس کو سردی سے بس کیا فکر ہے

قصۂ اہل سبا و حماقت ایشان و اثر ناکردن پند و نصیحت انبیا در آن

قصۂ اہل سبا و حماقت اُنکی کا اور نصیحت انبیا کا اُنمین اثر نہ کرنا

یادم آمد قصۂ اہل سبا	کز دم احمق صباشان شد وبا	یاد آیا قصۂ اہل سبا	ہوئی حماقت سے صبا انپر وبا
آن سبا ماند بشہری بس کلان	در فسانہ بشنوی از کودکان	وہ سبا بس اک بڑا سا شہر ہے	تم کہانی مین سنو اطفال سے
کودکان افسانہا می آورند	درج در افسانہ شان بس سر و پند	ظاہر الڑکے کہانی بس کہین	پر کہانی مین بھرے اسرار ہین
ہزلہا گویند در افسانہا	گنج مے جو در ہمہ ویرانہا	ہزل کہتے ہین کہانی مین ولے	تو خزانہ ڈھونڈھ ویرانہ مین ہے
بود شہرے بس عظیم و مہ ولے	قدر او از قدر سکرہ بیش نے	شہر تھا وہ بس عظیم اور مہ بڑا	قدر اسکی نے سکورے سے سوا
بس عظیم و بس فراخ و بس دراز	سخت رفت تو بتو ہمچون پیاز	بس بڑا چوڑا وہ و بس تھا دراز	اور گنجان تہ بتہ مثل پیاز
مردم دہ شہر مجموع اندرو	لیک جملہ سہ تن ناشستہ رو	اسمین بس دس شہر کے انسان تھے	تین قسمون پر تھے وہ جملہ ہی

۱؎ مثل عیسیٰ الخ ۲ شعر تو مثل عیسیٰ کے احمقون سے بھاگ جا انکی صحبتون نے صدہا خون کیا ہی رنج احمقی سر کو تڑواتا ہی رحم کب ہو کر جو چارہ جو شقی ہی آگے مثال ہی جیسے چوری پانی کی ہوا کرتی ہی اسی طرح احمق بھی تجھسے چراتا ہی گرمی لیوے اور سردی تجھے دے جیسے پتھر تو اپنے نیچے رکھے عیسیٰ کا بھاگنا خوف سے نہین تھا وہ بے ڈر تھا ولیکن واسطے تعلیم کے تھا اگر دنیا کو زمہریر پر کرے آفتاب کو سردی سے کیا فکر ہے یعنے احمقون مین انبیا اور اولیا کا اثر نہین ہوتا ہے کہ دل انکا پتھر سے ہوا ہے جیسے انبیا کا اثر ہدایت اہل سبا مین نہ ہوا چنانچہ اسکا قصہ آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۲؎ قصۂ ہفتم اثر پذیر نہونے احمقان سنگ دل مین فافہم ۱۲۔

۳؎ یاد آیا آہ ۷ شعر قصۂ اہل سبا کا یاد آیا کہ صبا حماقت سے انپر وبا ہوئی وہ سبا اک بڑا شہر ہے تم اطفال سے کہانیون مین سنو ظاہر الڑکے کہانی کہین لیکن کہانی مین اسرار بھرے ہین کہانی کو ہزل کہتے ہین ولیکن تو خزانہ ڈھونڈھ کہ ویرانہ مین ہے وہ شہر ایک عظیم تھا اور قدر اسکی ایک سکورے سے سوا نہ تھی وہ از بس بڑا اور چوڑا و دراز و گنجان تھا مثل پیاز کے تہ بتہ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۴؎ اُس مین دس شہر کے ۲ شعر اُس مین دس شہر کے انسان تھے اور تین قسمون پر وہ جملہ بٹے ہوئے تھے۔ تین قسمین تھین مخلوق کی بیشمار مگر وہ سب مل کر تین تھے انجام کار آگے حقائق ہین جو غافل جانین طرف جانان کے جائین اگر ہزار دل ہین تو آدھا تن وہ ہین ایک ان مین اندھے تھے اور دور بین تھے کہ سلیمان سے اندھے تھے اور چیونٹی کو دیکھتے تھے دوسرے بہرے تیز گوش انمین تھے بال بھرا انمین گنج ہوش نہین تھا تیسرے ننگے بدن تھے ولیکن انکے جامہ کے دامن بڑے تھے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

اندرو نوع خلائق بے شمار ‌ ‌ ‌ لیک آن جملہ سہ خام پختہ خوار
جان ناکردہ بجانان تا متن ‌ ‌ ‌ گر ہزاران ست باشد نیم تن
آن یکی بس دور بین دیدہ کور ‌ ‌ ‌ از سلیمان کور دیدہ پای مور
آن دگر بس تیز گوش و سخت کر ‌ ‌ ‌ گنج در وی نیست یک جو سنگ زر
وان دگر عور و برہنہ لاشہ باز ‌ ‌ ‌ لیک دامن ہای جامہ او دراز
گفت کوران یک گروہی میرسند ‌ ‌ ‌ من ہمی بینم کہ چہ قوم اند و چند
گفت کر آری شنیدم بانگشان ‌ ‌ ‌ کہ چہ می گویند پیدا و نہان
آن برہنہ گفت ترسان اؤ منم ‌ ‌ ‌ کہ ببرند از درازے دامنم
کور گفت اینک بنزدیک آمدند ‌ ‌ ‌ خیز بگریزیم پیش از زخم و بند
کر ہمے گوید کہ آرے مشغلہ ‌ ‌ ‌ می شود نزدیک تر یاران ہلہ
آن برہنہ گفت آرد دامنم ‌ ‌ ‌ از طمع ببرند و من ناایمنم
شہر را ہشتند بیرون آمدند ‌ ‌ ‌ وز ہزیمت در دہی اندر شدند
اندران دہ مرغ فربہ یافتند ‌ ‌ ‌ لیک ذرہ گوشت بروی نے تر ند
کور دید و آن کر آوازش شنید ‌ ‌ ‌ عور بگرفت و بہ دامن در کشید
مرغ مردہ خشک و زرخم کلاغ ‌ ‌ ‌ استخوانہا زار گشتہ چون نباغ
پس طلب کردند دیگے یافتند ‌ ‌ ‌ بی سر و بے بن سبک بشتافتند
بر سر آتش نہادند آن ستہ تن ‌ ‌ ‌ مرغ فربہ را بہ دیگ اندر زدن
آتشش کردند چندان ای پسر ‌ ‌ ‌ کاستخوان شد پختہ گمش بے خبر

انہین تھین قسم خلائق بیشمار ‌ ‌ ‌ پر وہ سب کل تین تھی انجام کار
سوی جانان جای غافل جان جو ‌ ‌ ‌ گر ہزارون ہون تو آدھا تن ہو
ایک اندھے انہین تھے دوربین ‌ ‌ ‌ کہ سلیمان سے تھے اندھی مور بین
دوسرے بہرے تھے انہین تیز گوش ‌ ‌ ‌ مال بھر انہین نہین تھا گنج ہوش
تیسرے ننگے بدن تھے وہ ولے ‌ ‌ ‌ انکی جامے کے تھے دامن کش بڑے
بولے اندھے اک گروہ آتا ہے اب ‌ ‌ ‌ دیکھتے ہین ہم کہ وہ آتے ہین سب
بولے بہرے ہم صدا انکی سنین ‌ ‌ ‌ کہ وہ ظاہر باطنا کچھ کہتے ہین
بولے ننگے ہمکو انسے خوف ہین ‌ ‌ ‌ کہ بڑے دامن ہماری کاٹ لین
بولے اندھے اب وہ نزدیک آئے ہین ‌ ‌ ‌ بھاگے ہم پہلے سے جو کشتہ کرین
بولے بہرے سچ یہی ہے مشورہ ‌ ‌ ‌ یار ہو جاتے اب ہین نزدیک رو
بولے ننگے ہمکو ہای خوف ہے ‌ ‌ ‌ کاٹین وہ دامن ہمارا طمع سے
شہر کو چھوڑا وہ اور باہر ہوئے ‌ ‌ ‌ بھاگ کر اک گانون کے اندر گئے
گانون مین اک مرغ موٹا سا ملا ‌ ‌ ‌ پر نہ ذرہ بھر بھی اسمین گوشت تھا
دیکھا اندھے نے وہ بہرے نے سنا ‌ ‌ ‌ اور اسے ننگے نے دامن مین رکھا
مرغ مردہ خشک زخم و داغ سے ‌ ‌ ‌ گھل گئین تھین ہڈیان جون تار کے
ڈھونڈھ کر لائے وہ بیسرا اک دیگ کو ‌ ‌ ‌ کہ نہ سر اور نے تلا رکھتی تھی وہ
اسکو ان تینون نے آتش پر رکھا ‌ ‌ ‌ مرغ فربہ اس مین ڈالا بر ملا
آگ سلگائی جو اسمین خوب سی ‌ ‌ ‌ گوشت کچا اور ہڈی گل گئی

؎۱ بولے اندھے الخ، شعر اندھون نے کہا کہ ایک گروہ اب آتا ہے ہم دیکھتے ہین کہ وہ آتے سب ہین بہرون نے کہا کہ ہم صدا انکی سنتے ہین کہ ظاہر و باطن وہ کہتے ہین ننگون نے کہا کہ ہمکو انسے خوف ہے کہ ہمارے بڑے دامن ہین کاٹ ڈالین اور اندھون نے کہا کہ وہ نزدیک ہین ہم پہلے سے بھاگین کہ جو کشتہ کرین بہرے نے کہا کہ یہی مشورہ سچ ہے اے یارو اب ہوتے ہین وہ نزدیک راہ کے ننگون نے کہا کہ ہائے ہم کو خوف ہے ہمارے دامن وہ کاٹین طمع سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

؎۲ شہر کو آہ الخ، شعر شہر کو چھوڑا اور وہ باہر ہوئے اور بھاگ کر اک گانون مین گئے گانون مین اک مرغ موٹا سا ملا ولیکن ذرہ بھر گوشت نہ تھا اندھے نے دیکھا بہرے نے سنا اور ننگے نے دامن مین رکھا مرغ مردہ زخم داغ سے خشک تھا ہڈیان گھل گئی تھین مانند تار کے وہ ڈھونڈھ کر لائے ایک دیگ کہ وہ سر و تلا نہین رکھتی تھی ان تینون نے اسکو آتش پر رکھا اور مرغ فربہ اسمین ڈالا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

؎۳ آگ سلگائی آہ، شعر آگ جو سلگائی اسمین گوشت کچا اور ہڈیان گل گئین اسکو کھایا جیسے شیر شکار کھاتا ہے اور اسکو کھا کر سیر ہوئے مانند پیل کے وہ تینون فربہ ہوئے اس طرح موٹے ہوئے کہ ہر اک جوان نہین سما سکتا تھا جہان مین باوجود ایسے موٹے جسم کے در کی درز سے باہر نکل گئے مرگ خلق کی راہ ناپیدا ہے نظر نہین آتی کہ وہ راہ عجیب ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

زان ہمی خوردند چون از صید شیر — ہر یکے از خوردنش چون پیل سیر
ہر سہ زان خوردند بس فربہ شدند — چون سہ پیل او بزرگ و مہ شدند
آن چنان کز فربہی ہر یک جوان — در نہ گنجیدے ز زفتی در جہان
با چنین گیری و ہفت اندام زفت — از شگاف در برون جستند و رفت
راہ مرگ خلق ناپیدا رہیست — در نظر ناید کہ آن بیجا رہیست
نک بہ پاے کاروانہا متقفے — زین شگاف در کہ ہست آن مختفی
بر در ار جوئی نیابی آن شگاف — سخت ناپیدا و زو چندین زفاف
ای ضیاء الحق حسام الدین عیان — باز باید گفت شرح این بیان
ای پسر ہر مختصر افسانہ نیست — آشنا را وے در بیگانہ نیست

اسکو کھایا شیر جون کھائے شکار — سیر اُسے کھا کر ہوئے وہ پیل وار
تینون وہ کھا کر اُسے فربہ ہوئے — تین ہاتھی کی طرح فربہ بنے
اس طرح موٹے ہوئے کہ ہر جوان — نہ سما سکتا تھا بس اندر جہان
باوجود ایسے مٹاپے جسم کے — درز سے در کے نکل باہر گئے
راہ مرگ خلق ناپیدا ہے راہ — نہ نظر آتی کہ وہ بیجا ہے راہ
آگے پیچھے[۱] کاروان ہین اب روان — درز سے در کے کہ وہ ہے بس نہان
در پہ گر ڈھونڈھے نہ پائے درز کو — ہے بہت طاقون مین اب پوشیدہ وہ
ای ضیاء الحق حسام الدین عیان — چاہیے پھر کرنا یہ شرح و بیان
ای پسر ہر قصہ نے ہے مختصر — آشنا مائل نہین بیگانے پر

شرح کور دوربین و کر تیز شنو و برہنہ دراز دامن

شرح اندھے دوربین و بہرے تیز گوش و ننگے دراز دامن کی

کر امل را دان کہ مرگ ما شنید — مرگ خود نشنید و نقل خود ندید
حرص نابیناست بیند مو بمو — عیب خلقان و بگوید فاش او
عیب خود یک ذرہ چشم کور او — می نبیند گرچہ ہست او عیب جو
عور مے ترسد کہ دامانش برند — دامن مرد برہنہ کے درند
مرد دنیا مفلس ست و ترسناک — ہیچ او را نیست از دزدانش باک
او برہنہ آمد و عریان رود — وز غم دزدش جگر خون می شود
وقت مرگش کہ بود صد نوحہ پیش — خندہ آید جانش را زین ترس خویش
آن زمان داند غنی کش نیست زر — ہم ذکی داند کہ بود او بے ہنر

طول امل[۲] کو بہرا پن تو جان لے — سنتا مرگ غیر ہے اپنی سنی
اندھا حارص ہے کہ دیکھے عیب کو — خلق کے اور اُسکو کھولے فاش وہ
آنکھ اندھی اسکی ذرہ عیب کو — اپنی نہ دیکھے ہے گرچہ عیب جو
ڈرتا ہے ننگا کہ دامن پھاڑ لین — پھاڑتے ننگے کا دامن کون ہین
اہل دنیا[۳] مفلس اور پر خوف ہے — کچھ نہین پاس اور چورون سے ڈرے
آیا وہ ننگا وہ ننگا جائے ہے — غم سے چورون کے جگر خون کھائے ہے
وقت مرنے کے کہ جا رونے کی ہے — جان اسکی ہنستی ہے اس خوف سے
تب غنی جانے کہ نے وہ میر از زر — بھی ذکی جانے کہ تھا مین بے ہنر

سلہ آگے پیچھے الخ یہ شعر کاروان آگے پیچھے اب روان ہین در کی درز سے کہ وہ نہان ہے اگر در پر ڈھونڈھے درز کو نہ پائے بہت طاقون مین وہ پوشیدہ ہے ای ضیاء الحق حسام الدین ظاہر کرنا چاہیے یہ شرح و بیان اے پسر ہر اک قصہ مختصر ہے آشنا مائل بیگانے پر نہین ہے ایک مخلوق در کی درز سے چلی جاتی ہے اور وہ درز دکھائی نہین دیتی ہے اور وہ درز راہ مرگ خلق ہے کہ دکھائی نہین دیتی ہے آگے اُن تینون شخصون کے نتیجہ کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ طول امل الخ یہ شعر طول امل کو تو بہرا پن جان لے دوسرون کے مرگ کو سنتا ہے اور اندھا حارص ہے کہ عیب کو دیکھے خلق کی اور کھولے اُسکو ظاہر اسکی آنکھ اندھی ذرہ عیب کو اپنے نہ دیکھے اگرچہ عیب جو ہے ننگا ڈرتا ہے کہ دامن پھاڑے ننگے کا دامن کون پھاڑتا ہے نتیجہ اسکا آگے ظاہر ہوگا فافہم ۱۲ سلہ اہل دنیا الخ یہ شعر اہل دنیا مفلس اور پر خوف ہے و لیکن چورون سے ڈرتا ہے ننگا آیا و ننگا جاتا ہے اور غم سے چورون کے خون جگر کھاتا ہے مرنے کے وقت کہ جگہ رونے کی ہے اس خوف سے جان اسکی ہنستی ہے تب غنی جانے کہ میر از زر نہین ہے اور ذکی جانے کہ مین بے ہنر تھا آگے اسکی مثال ہے جس طرح بچون کے پاس ٹھیکریان ہون اور وہ اس سے مانند دولتمندون کے خوف زدہ ہون اگر کوئی ٹھیکری چھینے رونے لگین پھر اگر کوئی اُنھین دیدے ہنسنے لگین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

چون کنارِ کودکی پُر از سفال | کو بران لرزان بود چون ربِ مال
گر ستانی پارہ گریان شوند | پارہ گر بازش دہی خندان شوند
چون نباشد طفل را دانش دثار | گریہ و خندہ اش ندارد اعتبار
محتشم چون عاریت را ملک دید | پس بر آن مال دروغین می طپید
خواب می بیند کہ او را ہست مال | ترسد از دزدی کہ برباید جوال
چون ز خوابش برکشاید گوش کش | پس ز ترس خویش تسخر آیدش
ہمچنین ترسانی این عالمان | کہ بود شان عقل و علم این جہان
از پیِ این عاقلانِ ذو فنون | گفت ایزد در نبی لا یعلمون
ہر کسی ترسان ز دزدی کسے | خویشتن را علم پندارد بسے
گوید او کہ روزگارم می برند | خود ندارد روزگارِ سود مند
گوید او کارم برآوردند خلق | غرقِ بیکاریست جانش تا بحلق
عور ترسان کہ منم دامن کشان | چون رہانم دامن از چنگالِ شان
صد ہزاران فضل داند از علوم | جانِ خود را مے نداند از ظلوم
داند او خاصیتِ ہر جوہرے | در بیان جوہرِ خود چون خرے
کہ ہمے دانم یجوز و لا یجوز | خود ندانی تو یجوزے یا عجوز

ٹھیکری ہون جب طرح بچون کے پاس | اُس سے وہ ہون اہلِ دولت پر ہراس
چھینے گر ٹھکری کو وہ رونے لگین | پھر کوئی دیدے انھین ہنسنے لگین
[1] جو نہین لڑکون کو ہی دانش سے کار | رونا ہنسنا اُنکا ہی بے اعتبار
عاریت کو ملک اہل و جاہ نے | جانا اور تڑپا وہ جھوٹے مال پے
خواب مین دیکھے کہ میرا مال ہے | ڈرتا ہے کہ چور میرا مال لے
جو قضا اسکو جگادے خواب سے | پس ہنسی آئے اُسے اس خوف سے
یون ڈرانا عالمون کا جان لے | علم و عقل اُنکو جو اس عالم کا ہی
[2] ان عقیلون کے لیے اے پُر فنون | حق نے قرآن مین کہا لا یعلمون
ہر کوئی چوری سے ہر اک کے ڈرا | اور خود کو جانے بس عالم بڑا
کہتے ہین کہ وقت ہمارا کھوتے ہین | نے زمانہ سے فوائد خود رکھین
کہتے ہین کہ حرج کار اپنا کیا | اور بیکاری مین خود ہر اک رہا
ڈرتا ننگا کہ مرا دامن بڑا | کیسے اُنکے ہاتھ سے رکھون رہا
سیکڑون وہ فضل جانین علم سے | ظلم سے جان کو نہ اپنی جانتے
خاصیت جانین ہر اک جوہر کی یہ | اپنی جوہر کے بیان مین مثل خر
[3] جانتا ہون مین یجوز و لا یجوز | خود نہ جانے تو یجوزی یا عجوز

سلہ جو نہین آہ شعر و لڑکون کو دانش سے کام نہین ہے اُنکا رونا و ہنسنا بے اعتبار ہے عاریت مال کو اہل جاہ نے ملک جانا اور جھوٹے مال پر وہ تڑپا آگے مثال ہے کوئی خواب مین دیکھے کہ میرا مال ہی ڈرتا ہے کہ چور میرا مال لے لے جبکہ قضا اسکو خواب سے جگاوے اسکو اس خوف سے ہنسی آئے اسی طرح عالمون کا ڈرنا جان لے جو اُنکو علم و عقل اُس عالم کا ہے یعنے اہل دُنیا کو اس مال کے تلف ہونے سے رنج ہوتا ہے جبکہ بعد مرگ کے بیداری ہوگی تو ہنسے گا اور کچھ نقصان اپنا نہ جانے گا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ ان عقیلون الخ، شعر ان عقیلون کے واسطے حق نے قرآن مین کہا ہی ترجمہ تم نہین جانتے ہو ہر کوئی ہر ایک کی چوری سے ڈرا اور خود کو جانے ایک عالم بڑا کہتے ہین کہ وقت ہمارا کھوتے ہین اور خود زمانہ سے فائدہ نہین اُٹھاتے کہتے ہین کہ ہمارا حرج کار کیا اور خود بیکاری مین ہر اک رہا ننگا ڈرتا ہے کہ میرا بڑا دامن ہے کیسے اُنکے ہاتھ سے رہا رکھون سیکڑون علم سے وہ فضل جانتے ہین ولیکن ظلم سے اپنی جان کو نہین جانتے ہین خاصیت جوہر کی جانتے ہین ولیکن اپنے جوہر کے بیان مین خر کے مانند ہین یعنی یہ علماء ظواہر علم باطن سے بیخبر ہین اور کہتے ہین کہ لوگ ہمارا وقت ضائع کرتے ہین ہر اک کے جوہر کی خاصیت جانتے ہین اور اپنے جوہر سے بیخبر ہین باقی حال اسکا آگے ہی فافہم ۱۲۔

سلہ جانتا ہون آہ الخ، شعر مین جانتا ہون جائز اور ناجائز کو اور یہ نہین جانتے کہ یہ یجوز ہے یا عجوز ہی تو یہ روا اور ناروا جانتا ہی ولیکن خود کو روا ناروا دیکھ لے قیمت ہر سامان کی تو جانتا ہے ولیکن اپنی قیمت کو نہین جانتا ہے گدھا پن ہی تو بد و نیک کو جانتا ہے ولیکن نہ دیکھا کہ تو نیک ہی یا بد ہے تمام علمون کی جان یہ ہی کہ تو جانے کہ مین حشر مین کون ہون وہ اصول دین جانا تو نے ولیکن اپنی اصل مین دیکھ کہ تو کون ہے آدمی علم اصول کم ہین اصول اپنے سے کہ تو اپنی اصل جانے یعنے اس علوم ظاہری سے یہ علم بہتر ہے کہ تو خود کو پہچانے بموجب اس حدیث کے یعنے جسنے پہچانا اپنے نفس کو اُسنے پہچانا اپنے رب کو پس خود شناسی مین رب شناسی ہے آگے اہل سبا کا قصہ ہی فافہم ۱۲۔

این روا و ناروا دانی ولیک	خود روا یا ناروائی بین تو نیک	یہ روا اور ناروا جانے وے لے	خود روا اور ناروا کو دیکھ لے
قیمت ہر کالا میدانی کہ چیست	قیمت خود را نہ دانی احمقیست	نرخ ہر سامان کا تو جانے اچھی	قیمت اپنی کو نہ جانے ہی خری
سعدہا و نحسہا دانستۂ	ننگری سعدی تو یا ناشستۂ	جانتا ہے بد کو تو اور نیک کو	پر نہ دیکھا نیک ہی یا بد ہی تو
جان جملہ علمہا اینست این	کہ بدانی من کیم در یوم دین	سارے علموں کی یہ جان ہی و فنون	کہ تو جانے حشر مین مین کون ہون
آن اصول دین بدانستی ولیک	بنگر اندر اصل خود کو ہست نیک	وہ اصول دین جانا تو نے پر	دیکھ اپنی اصل مین کیا ہی بستر
از اصولیت اصول خویش بہ	کہ بدانی اصل خود ای مرد بہ	ہی اصولیت سے بہتر یہ اصول	کہ تو جانے اصل اپنی ای فضول

قصۂ خرمی اہل سبا و ناشکری ایشان

قصہ خوشی و خرمی اہل سبا کا او ناشکری کرنا انکا

اصل شان بد بود زان اہل سبا	می رمیدندے ز اصحاب بقا	اصل[۱] انکی بدبختی وہ اہل سبا	بھاگتے تھے انبیا سے جو بھلا
داد شان چندین ضیاع و باغ و راغ	از چپ و از راست از بہر فراغ	پس بہت انکو دیئے جنگل و باغ	ہر طرف سے تاکہ ہو انکو فراغ
بسکہ می افتاد از پُرے شمار	تنگ می شد معبرہ بر رہگذار	میوے افزونی سے از بس گرتے تھے	کہ مسافر تنگ رہ مین ہوتے تھے
آن نثار میوہ رہ را می گرفت	از پری میوہ رہرو در شگفت	راستے بس تنگ میوون نے کیئے	اور مسافر اس سے بس حیران تھے
سلہ بر سر بردر ختستان شان	پر شدی ناخواست از میوہ فشان	ٹوکری سر پر درختون مین بھرین	خود بخود میوے گرین اور وہ بھرین
باد آن میوہ فشاندی بے کسے	پر شدی زان میوہ دامن ہا بسے	میوے بے توڑی ہوا سے جھڑتے تھے	خود بخود دامن سبھوں کے بھر گئے تھے
خوشہ ہائے زفت تا زیر آمدہ	بر سر و روی روندہ مے زدہ	خوشے بھاری ہو کے نیچے جھکتے تھے	اور رہگیرون کے منہ پر لگتے تھے
مرد گلخن تاب بودے پُر ز زر	بستہ بودے بر میان زرین کمر	یان[۲] تلک بھرجی تھا صاحب مال و زر	باندھتا تھا ہر گھڑی زرین کمر
سگ کلیچہ کوفتے در زیر پا	تخمہ بودے گرگ صحرا از نوا	ماری پھرتی روٹیان کتون تلے	بھیڑیے بدہضم صحرا مین ہوئے
گشتہ ایمن شہر و از دزد و گرگ	بز نہ ترسیدے ہم از گرگ سترگ	شہر و دہ مین امن گرگ و چور سے	بھیڑیون سے بھیڑ نے دہشت رکھے

سلہ اصل انکی الخ، شعر انکی اصل بدبختی کہ وہ اہل سبا بھاگتے تھے انبیا سے انکو بہت جنگل و باغ دیئے تاکہ انکو فراغ ہو ہر طرف سے میوے کثرت سے گرتے تھے کہ مسافر تنگ راہوں سے ہوتے تھے تنگ راستے میوے نے کیئے اور مسافر اس سے حیران تھے ٹوکرے لے کر درختون مین پھرین میوے خود بخود گرین اور وہ بھرین میوے بغیر توڑے ہوا سے جھڑتے تھے خود بخود دامن سب کے بھرتے تھے خوشے بھاری ہو کر نیچے جھکتے تھے اور راہگیرون کے منہ پر لگتے تھے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

سلہ یان تلک آہ الخ، شعر یان تک کہ بھرجی بھی صاحب مال و زر تھا اور ہر گھڑی باندھتا تھا زرین کمر کتون کے نیچے روٹیان ماری پھرتی تھین اور بھیڑیے بدہضم صحرا مین ہوئے تھے شہر و گانون مین گرگ و چورون سے امن تھا بھیڑیون سے بھیڑ دہشت نہین رکھتی تھین اگر انکے کپڑے میلے ہو جاتے آتش انکی صابون ہو جاتی وہ تنور مین کپڑے جو ڈالتے دم بھر مین وہ صاف ہو جاتے تھے اگر مین انکی نعمت کا بیان کرون دن بدن یہ قصہ رسوا ہو مجکو زیادہ کہنا ناروا ہے انبیا نے فاستقم کو جو سنا ہی یعنے قائم رہو زیادہ مت کہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

جامۂ ایشان اگر چرکین شدے | آتش سوزندہ شان صابون بُدے
در تنور انداختندے جامہ را | بعد یک ساعت شدے خوش باصفا
گر بگویم شرح نعمتہاے قوم | کز زیادت می شد آن یوماً فیوم
مانع آمد از سخنہاے مہم | انبیا بردند امر فاستقم

میلے کپڑے اُنکے ہو جاتے اگر | آگ صابون اُنکی ہوتی بیشتر
دو تنور اندر جو کپڑے ڈالتے | ایک دم مین بس صفا ہو جاتے تھے
گر کرون نعمت کا اُنکی مین بیان | دن بدن زیادہ ہو یہ قصہ بیان
مجکو بھی کہنا زیادہ ناروا | انبیا نے حکم فاستقم کیا

آمدن سیزدہ پیغمبر بہ نصیحت اہل شہر سبا | آنا تیرہ پیغمبرون کا واسطے نصیحت اہل سبا کے

سیزدہ پیغمبر آنجا آمدند | گمرہان را جملہ رہبر می شدند
کہ ہلا نعمت فزون شد شکر گو | مرکب شکر ار بخسپد حرکو
شکر منعم واجب آمد در خرد | ورنہ بکشاید در خشم ابد
ہین کرم بینید و این خود کس کند | کز چنین نعمت بہ شکری بس کند
سر ببخشد شکر خواہد سجدۂ | پا ببخشد شکر خواہد قعدۂ
شکر نعمت نعمتت افزون کند | صد ہزاران گل ز خاری سر زند

تیرہ پیغمبر وہان پر آئے تھے | ہوتے تھے ہادی وہ اُن گمراہون کے
ہوئی فزون نعمت کرو تم شکر کو | مرکب شکر کا جولان کرو
شکر منعم واجب آیا عقل پے | ورنہ اسکے وہ عوض غصہ کرے
تم کرم دیکھو کوئی ایسا کرے | کہ نہین شکر ایسی نعمت کا کرے
بخشا سر سجدہ کا چاہے شکر وہ | بخشا پا قعدہ کا چاہے شکر وہ
شکر نعمت نعمتین زیادہ کرے | سیکڑون گل خار سے پیدا کرے

جواب دادن قوم انبیا علیہم السلام را | جواب دینا قوم کا انبیا علیہم السلام کو

قوم گفتہ شکر ما را برد غول | ما شدیم از شکر و از نعمت ملول
نعمت چہ سیر شد جان ما ازین | شکر چہ گوئیم بر گوئید ہین
پیش ما این نعمت آمد محنتے | شکر محنت کس نگفت ست ای خرہ
ما چنان پژمردہ گشتیم از عطا | کہ نہ طاعت ما خوش آید نے خطا
ما نمی خواہیم نعمتہا و باغ | ما نمی خواہیم اسباب فراغ

قوم بولی لے گیا شکر اپنا غول | ہم ہوئے ہین شکر و نعمت سے ملول
کیا ہی نعمت سیر جان ہم سے ہوئی | شکر کیا کہوین کہو تم ای نبی
نعمت اب یہ ہم پہ محنت ہو گئی | شکر محنت کا بھی کرتا ہی کوئی
ہم عطا سے ایسے پژمردہ ہوئے | کہ نہ طاعت نے خطا خوش ہمکو دے
ہم نہین چہتے ہین نعمت اور باغ | ہم نہین چہتے ہین اسباب فراغ

سلہ تیرہ پیغمبر آہ ۶ شعر وہان پر تیرہ پیغمبر آئے تھے اور ان گمراہون کے ہادی ہوئے تھے کہ فزون نعمت ہوئی تم شکر کرو مرکب شکر کا ٹھہرا ہے تم جولان کرو منعم کا شکر عقل پر واجب آیا ورنہ اسکے عوض وہ غصہ کرے تم کرم کو دیکھو کوئی ایسا کرتا ہے کہ ایسی نعمت کا شکر نہین کرتا ہے سر کو بخشا وہ شکر سجدہ کا چاہیے پاؤن کو بخشا وہ شکر بیٹھنے کا بھی طرح کرے ہے حضور شکر نعمت زیادہ نعمتون کو کرکے سیکڑون گل پیدا خار سے کرے یعنے شکر نعمتون کو زیادہ کرتا ہے بس جو نعمت کہ حاصل ہو شکر واجب ہے آگے جواب قوم کا ہے فافہم ۱۲

سلہ قوم بولی الخ ۵ شعر قوم نے کہا کہ ہمارا شکر غول لے گیا ہم شکر نعمت سے ملول ہین نعمت کیا ہے سیر جان سے ہوئے ہم شکر کیا کہوین تم کہو اے نبی یہ نعمت ہو گئی ہم پر محنت محنت کا بھی شکر کوئی کرتا ہے ہم ایسی عطا سے پژمردہ ہوے کہ نہ طاعت ونہ خطا ہم کو خوشی دے ہم نعمت و باغ نہین چاہتے ہین اور ہم اسباب فراغ نہین چاہتے ہین آگے جواب انبیا علیہم السلام کا ہے فافہم ۱۲

جواب گفتن انبیا علیہم السلام مر قوم را

انبیا گفتند در دل علتی ست	کہ از آن در حق شناسی آفتی ست
نعمت از وی جملگی علت شود	طعمہ از بیمار کے قوت شود
چند خوش پیش تو آمد ای مصر	جملہ ناخوش گشت و صاف او کدر
تو عدوے این خوشیہا آمدے	گشت ناخوش ہر چہ بردی کف زدے
ہر کہ او شد آشنا و یار تو	شد حقیر و خوار در دیدار تو
ہر کہ او بیگانہ باشد با تو ہم	پیش از تو بس ورا ہست محترم
این ہم از تاثیر آن بیماری ست	زہر او در جملہ طعمان ساری ست
دفع آن علت بباید کرد زود	کہ شکر با آن حدث باید نمود
ہر خوشی کاید بتو ناخوش بود	آب حیوان گر رسد آتش شود
کیمیاے مرگ و جسک ست آن صفت	مرگ گردد زان حیات عاقبت
بس غذاے کہ زوی دل زندہ شد	چون بیاید در تن تو گندہ شد
بس عزیزے کہ بناز اشکار شد	چون شکارت شد بر تو خوار شد
آشنائی عقل با عقل از صفا	چون شود ہر دم فزون باشد ولا
آشنائی نفس با ہر نفس پست	تو یقین میدان کہ دم دم کمتر است
زانکہ نفسش گرد علت می تند	معرفت را زود فاسد می کند

جواب دینا انبیا علیہم السلام کا قوم کو

انبیا[۱] بولے کہ علت دل میں ہے	جو ہی آفت حق شناسی کے لیے
ساری نعمت اس سے بس علت بنے	کھانا بیماری میں کب قوت بنے
چند خوش جو پاس تیرے آئیں گر	ہو دیں ناخوش منفعت ہو دے ضرر
ان خوشی جملہ کا بس دشمن ہے تو	اس سے ناخوش ہووے جو کچھ پاے تو
آشنا اور یار تیرا جو ہوا	وہ حقیر اک تیری نظروں میں رہا
جو کوئی بیگانہ بس تجھ سے ہوا	آگے تیرے محترم وہ ہو گیا
یہ بھی[۲] اس علت کی ہے تاثیر سے	زہر اسکا پہونچا سب خلقت میں ہے
دفع علت جلد کرنا چاہیے	شکر اس سے پیدا کرنا چاہیے
جو خوشی آئی تجھے ناخوش کرے	آب حیوان آئی تو آتش بنے
کیمیای رنج و دکھ ہی وہ صفت	زندگی ہو موت اس سے عاقبت
وہ غذا[۳] کہ اس سے بس زندہ ہو دل	تیری تن میں آئے وہ گندہ ہو دل
جو ہوا اک ناز سے تیرا شکار	پاس تیرے وہ ہوا آخر کو خوار
آشنائی عقل کی ہو عقل سے	دوستی ہر دم صفائی سے بڑھے
آشنائی نفس کی ہو نفس سے	کر یقین کہ دم بدم بس وہ گھٹے
گرد علت کی جو نفس اسکا پھرے	معرفت کو جلد تر فاسد کرے

[۱] انبیا بولے الخ ۶ شعر انبیا نے کہا کہ دل میں علت ہے جو حق شناسی کے لیے آفت ہے تمام نعمت اس سے علت بنے کھانا کب بیماری میں قوت بنے چند خوش لوگ اگر تیرے پاس آئیں ناخوش ہو دیں اور نفع ضرر ہوں ان سب خوشی کا تو دشمن ہے جو کچھ تو پائے اس سے ناخوش ہوئے جو تیرا یار و آشنا ہوا وہ تیری نظروں میں حقیر رہا جو کوئی تجھ سے بیگانہ رہا وہ آگے تیرے محترم رہا یعنے دل میں جب علت ہوتی ہے تو سب نعمت علت ہو جاتی ہے اور یار و آشنا حقیر نظر میں آتے ہیں اور بیگانے محترم دکھائی دیتے ہیں باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲

[۲] یہ بھی اس الخ ۲ شعر یہ بھی اس علت کی تاثیر سے ہے کہ اسکا زہر سب خلقت میں پہونچا پس علت کو جلدی دفع کرنا چاہیے اور اس سے شکر پیدا کرنا چاہیے جو خوشی آئے تجھے ناخوش کرے آب حیوان آئے تو آگ بنے وہ صفت کیمیائے رنج و دکھ کی ہے موت ہووے زندگی اس سے آخر کار یعنے ان صفتوں سے رنج و دکھ پیدا ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[۳] وہ غذا الخ ۷ شعر وہ غذا کہ اس سے دل زندہ ہو تیرے تن میں آئی تو اس سے دل گندہ ہو ناز سے تیرا شکار ہوا تیرے پاس وہ ذلیل و خوار ہوا آگے حقائق ہیں آشنائی عقل کی عقل سے ہو دوستی ہر دم صفائی سے بڑھے آشنائی نفس کی نفس سے ہو تو نفس گھٹے دمبدم کیونکہ اسکا نفس گرد علت کے پھرے معرفت کو جلد فاسد کرے تو اگر معرفت کل دوست سے چاہے تو دوستی عقل اور عاقل سے کر جو علت نفس کی گرمی سے بنے وہ مرض کا آلہ ہو جو کچھ کہ تو حاصل کرے یعنے دوستی نفس کی نفس سے علت کو زیادہ کرتی ہے پس دوستی عقل سے کرنا چاہیے کہ علت دور ہو و صفائی ملے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

گر نخواہی دوست را فرد و نفیر	دوستی با عاقل و با عقل گیر	کل نفرت دوست سے تو چاہے گر	دوستی تو عقل اور عاقل سے کر
از سموم نفس چون با علتے	ہرچہ گیری تو مرض را آلتے	سلہ نفس کی گرمی سے جو علت میں ہے	ہو مرض کا آلہ تو جو کچھ کرے
گر بگیری گوہرے سنگے شود	گر بگیری مہر دل جنگے شود	گر تو اک گوہر لیوے سنگ ہو	گر محبت دل کی لیوے جنگ ہو
ور بگیری نکتۂ بکر لطیف	بعد درکت گشت بے ذوق و کثیف	گر تو لیوے نکتہ نادر لطیف	بعد آگاہی ہو بے ذوق و کثیف
کہ من این را شنیدم کہنہ شد	چیز دیگر گو بجز آن اے عضد	یہ سنا میں نے پرانا ہو گیا	دوسری چیز اور کہہ اسکے سوا
چیز دیگر تازہ و نو گفتہ گیر	باز فردا زو شوی زار و نفیر	بیان یون ہی دوسرے تو چیز کو	کل کو پھر نفرت تجھے بھی اس سے ہو
دفع علت کن چو علت خو شود	ہر حدیث کہنہ پیشت نو شود	دفع علت کر تو علت دور ہو	ہر پرانی بات تجکو ہووے نو
تا کہ از کہنہ برآرد شاخ نو	بشگفد صد خوشۂ کہنہ زگو	تا پرانی سے ہو پیدا شاخ نو	نکلیں خاک کہنہ سے نو خوشہ سو
ما طبیبانیم شاگردان حق	بحر قلزم دید ما را فانفلق	ہم طبیب اللہ کے شاگرد ہیں	پھٹ گیا جو بحر نے دیکھا ہمیں
آن طبیبان طبیعت دیگر اند	کہ بدل از راہ نبضے بنگرند	وہ طبیبان طبیعت اور ہیں	نبض سے دیکھیں دل بیمار ہیں
ما بدل بے واسطہ خوش بنگریم	کز فراست ما بعالی منظریم	دل میں ہم بے واسطہ ہیں دیکھتے	ہے فراست سے نظر اعلیٰ پہ ہی
آن طبیبان غذا اند و ثمار	جان حیوانی بدیشان استوار	وہ طبیب آگے غذا اور پھل کے ہیں	روح حیوانی کو وہ قائم رکھیں
ما طبیبان فعالیم و مقال	ملہم ما پرتو نور جلال	ہیں طبیب ہم فعل کے اور قال کے	نور حق الہام دیتا ہم کو ہے
کاین چنین فعلے ترا نافع بود	وان چنان فعلے زرہ قاطع شود	کہ یہ ایسے فعل نافع تجکو ہیں	اور ویسے فعل قاطع تجکو ہیں
این چنین قولی ترا پیش آورد	وان چنان قولی ترا نیش آورد	قول ایسا تجکو بس بہتر کرے	قول ویسا تجکو بس بدتر کرے
آنچنان و این چنین از نیک و بد	پیش تو بنہیم و بنمائیم جد	نیک و بد سے ایسا ویسا ہم رکھیں	آگے تیرے اور بتائیں کوششیں
گر تو خواہی این گزین و خواہی آن	زہر و شکر سنگ و گوہر شد عیان	گر تو چاہے اسکو لے یا اسکو لے	زہر و شکر سنگ و گوہر ہیں کھلے

سلہ گر تو ایک الخ، شعر اگر تو ایک گوہر لیوے پتھر ہو اور محبت دل کی لیوے جنگ ہو اگر تو نکتہ نادر و لطیف لیوے بعد دریافت کے بے ذوق و کثیف ہووے یہ جو میں نے سنا پرانا ہو گیا دوسری چیز اور کہہ اسکے سوا دوسری تازی چیز کر تو یون ہی بیان کر کل پھر نفرت اس سے بھی تجکو ہووے تو دفع علت کر جو دور علت ہو اور ہر ایک پرانی بات تجکو نئی ہو پرانی شاخ سے نو پیدا ہو اور خاک پرانی سے خوشے نو نکلیں یعنی علت کے سبب سے جو چیز کہ تو نے دوسرے دن اس سے تو متنفر ہووے پس علت کو دفع کر وایک شے تجکو ہر دم بہتر معلوم ہووے۔ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ہم طبیب الخ، شعر ہم طبیب شاگرد ہیں اللہ کے جو بحر نے ہمکو دیکھا پھٹ گیا وہ طبیب طبیعت کے اور ہیں کہ نبض سے دل بیمار ہین دیکھیں ہم دل میں بے واسطہ دیکھتے ہیں کہ فراست سے اعلیٰ پر نظر ہے وہ طبیب غذا و ثمر کے آگاہ ہیں اور روح حیوانی کو قائم رکھتے ہیں ہم طبیب قول و فعل کے ہیں نور حق ہمکو الہام دیتا ہے کہ یہ فعل ایسے تجکو نافع ہیں اور ویسے فعل قاطع تجکو ہیں ایسا قول تجکو بہتر کرے اور قول ویسا تجکو بدتر کرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ نیک و بد آوا الخ، شعر ہم نیک و بد سے ایسا ویسا رکھیں اور تیرے آگے دوستی کوشش بتائیں اگر چاہے اسکو لے یا اسکو لے زہر شکر سنگ و گوہر ظاہر ہیں ان طبیبوں کا قارورہ دلیل ہے اور انکی رہبر وحی خدا کی ہے ہم کسی سے مزدوری نہیں چاہتے ہیں ہم کو مزدوری خدا سے ملتی ہے آؤ تم کہ بیماری ناسور کو ایک پر ایک دوا دیں بیمار کو یعنی طبیبان الٰہی اولیاء اللہ ہیں کہ دل میں بیواسطہ دیکھتے ہیں قول و فعل سے اور مزدوری نہیں چاہتے اور بیماری ناسور دل کی ایک پر ایک دوا دیتے ہیں آگے معجزوں کا انبیا کے حال ہے فافہم ۱۲۔

آن طبیبان را بود بولی دلیل	وین دلیل ما بود وحی جلیل
دست مزدی می نخواهیم از کسی	دست مزد ما رسد از حق بسی
هین صلا بیمارِ ناسور را	داروی ما یک بیک رنجور را

اُن طبیبون کا ہی قارورہ دلیل	اور دلیل اپنی ہی بس وحی جلیل
ہم نہ مزدوری کسی سے چاہتے	ہم کو مزدوری ملے اللہ سے
آؤ تم بیمار ہے ناسور کو	اک پہ اک دیوین دوا رنجور کو

معجزه خواستن قوم از پیغمبران علیهم السلام

معجزہ چاہنا قوم کا پیغمبران علیہم السلام سے

قوم گفتند ای گروهِ مدعی	کو گواهِ علمِ طب و نافعی
چون شما بستهٔ همین خواب و خورید	همچو ما باشید در ده می چرید
چون شما در دام این آب و گل اید	کی شما صیاد سیمرغ دل اید
حبِ جاه و سروری دارد بجان	که شمارد خویش از پیغمبران
ما نخواهیم این چنین لاف و دروغ	کردن اندر گوش و افتادن بدوغ
انبیا گفتند کاین زان علت ست	مایهٔ کوری حجابِ رؤیت ست
دعوی ما را شنیدید و شما	می نه بینید این گهر در دست ما
امتحان ست این گهر مر خلق را	ماش گردانیم گردِ چشمها
هر که گوید کو گوا گفتش گواست	کو نمی بیند گهر حبس عماست
آفتابی در سخن آمد که خیز	که برآمد روز برجه کم ستیز
تو بگوئی آفتابا کو گواه	گویدت ای کور از حق دیده خواه
روز روشن هر که او جوید چراغ	عین جستن کوریش دارد بلاغ
ور نمی بینی گمانی برده	که صباحست و تو اندر پرده

قوم بولی اے گروہِ مدعی	نفعِ علمِ طب کی گواہی کس نے دی
ایسے ہی کمانے مین تم بھی ہو پھنسے	جیسے ہم کماتے ہین اندر دیہ کے
دام مین اس آب و گل کے تم ہو جو	دل کے کب سیمرغ کے صیاد ہو
حبِ جاہ و سروری تم رکھتے ہو	خود کو تم پیغمبرون سے تا گنو
ہم نہین سُنتے ہین ایسے جھوٹھ کو	سننا اور پڑنا کھٹائی مین سُنو
انبیا بولے یہ اُس علت سے ہے	اندھاپن رویت کا جو پردہ بنے
امتحان ہی اس گہر کا خلق کو	نے گہر دیکھو ہمارے پاس جو
امتحان ہی اس گہر کا خلق کو	ہم دکھا دیتے ہین ظاہر اسکو جو
جو گواہ پوچھے ہی قول اُسکا گواہ	وہ نہین دیکھے گہر کہ ہے چھپا
گر کہے خورشید کہ اب تم اٹھو	کہ ہوا اب روز روشن مت لڑو
تو کہے ای شمس کون اسکا گواہ	وہ کہے ای اندھے حق سی چشم چاہ
دن ہی روشن جو ہی شمع ڈھونڈھتا	اندھاپن ہی مین اسکا ڈھونڈھنا
گر نہ دیکھے تو گمان ہو جائے ہی	کہ تو اک لڑکا ہی اور پردہ رکھے

سلہ قوم بولی آہ الخ، شعر قوم نے کہا کہ اے گروہ بد اس نفع طب کی گواہی کسنے دی ایسے ہی تم بھی کمانے مین پھنسے ہو جیسے ہم کماتے ہین گاؤن مین جو تم اس آب و گل کے دام مین پھنسے ہو تم دل کے سیمرغ کے کب صیاد ہو جب جاہ و سرداری کی تم رکھتے ہو اور خود کو پیغمبرون سے کہتے ہو ایسے جھوٹ کو نہین جانتے ہین سُننا اور کھٹائی مین پڑنا انبیا نے کہا یہ اس علت سے ہے جو رویت کا اندھاپن پردہ بنے تم سنتے ہو ہمارا دعوی ولیکن گوہر کو نہین رکھتے ہو کہ ہمارے پاس ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ امتحان الخ، شعر امتحان اس گوہر کا خلق کو ہے جو ہم دکھا دیتے اسکو ظاہر ہے جو گواہ کو پوچھے اُس کا قول گواہ ہی وہ گوہر نہین دیکھے کہ پوشیدہ ہے آگے اسکی مثال ہے اگر خورشید کہے کہ تم اب اٹھو کہ روز روشن ہوا مت لڑو تو کہے کہ ای خورشید اسکا کون گواہ ہے وہ کہے کہ اے اندھے چشم حق سے چاہ دن روشن ہے جو تو شمع ڈھونڈھتا ہی عین ڈھونڈھنا اُسکا اندھاپن ہی اگر تو نہ دیکھے گمان لے جائے کہ تو ایک لڑکا ہی اور پردہ رکھتا ہی یعنے ہمارا گوہر اظہر من الشمس ہے اور تم دیکھتے ہو ولیکن گواہ چاہتے ہو پس نور آفتاب کا گواہ نور ہے یہ سب بیماری علت کا سبب ہے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲-

کوری خود را مکن زین گفت فاش — خامشی در انتظار فضل باش
فضل بے علت گر در بایدت — زین شقاوت دی دل بر تابدت
در بیابانی او چنین کوری آید — آئینہ پنہان شد از تو در نمد
درمیان روز گفتن روز کو — خویش رسوا کردن است ای تند خو
صبر خاموشی جذوب رحمت ست — وین نشان جستن نشان علت ست
انصتوا بپذیر تا بر جان تو — آید از جانان جزای انصتوا
گر نخواہی نکس پیش این طبیب — بر زمین زن زود سر را ای لبیب
گفت افزون را تو بفروش و بخر — بذل جان و بذل جاه و بذل سر
تا ثنائے تو بگوید فضل ہو — کہ حسد دارد فلک بر جاه او
چون طبیبان را نگہدارید دل — خود بہ بینید و شود از خود خجل
دافع این کوری بدست خلق نیست — لیک اکرام طبیبان از ہدیست
این طبیبان را بجان بندہ شوید — تا بہ مشک و عنبر آگندہ شوید

(۱) اندھاپن ظاہر نہ کر اس قول سے — انتظاری میں تو چپ رہ فضل کے
فضل بے علت کو تو پائے مگر — اس شقاوت سے پھرے دل اے بشر
ایسے اندھے پن میں گر ہوئی سدا — آئینہ چھپ جائے نمدے میں ملا
دن کہاں ہے دن میں جو کہتا ہے تو — آپ کو رسوا نہ کر اے تند خو
صبر کرنا جاذب اس رحمت کا ہے — یہ پتا چننا پتا علت کا ہے
انصتوا کو کر قبول اب جان سے تو — آئی جانان سے جزای انصتوا
گر طبیبوں سے نہ چاہے گمرہی — سر زمین پر مار جلدی ای اخی
(۲) لاف گوئی بیچ تو اور مول لے — بذل جان و جاہ کو لے جان سے
تا ثنا تیری کہے فضل خدا — جاہ پر تیری حسد رکھے سما
جو طبیبوں کا نگہ رکھتے ہو دل — خود کو دیکھو اور خود ہی ہو تو بس خجل
خلق اندھاپن نہ دفع کر سکے — پر طبیبوں کی ہدایت چاہیے
جان سے بندہ ان طبیبوں کا رہو — تا معطر مشک اور عنبر سے ہو

متہم داشتن قوم انبیا علیہم السّلام را

متہم کرنا قوم کا انبیا علیہم السّلام کو

قوم گفتند انیہمہ زرق ست و مکر — کے خدا نائب کند از زید و بکر
ہر رسول شاہ باید جنس او — آب و گل کو خالق افلاک کو
مغز خر خوردیم تا ما چون شما — پشہ را داریم ہمراز ہما

(۳) قوم بولی یہ ہے سب مکر و دغا — کب کرے زید و عمر و نائب خدا
جنس شہ ہوئے رسول اندر جہان — پانی مٹی ہے کہاں خالق کہاں
ہم ہی احمق ہو گئے ہیں تم سے کیا — ہم کہیں مچھر کو ہمراز ہما

(۱) اندھاپن الخ، شعر اس قول سے اندھاپن ظاہر مت کر کہ انتظاری میں فضل کے تو چپ رہ فضل بے علت کو تو شاید کہ تو پائے اس شقاوت سے دل پھرے اگر ایسے اندھے پن میں سدا رہے نمدے میں چھپ جائے جو تو دن میں کہتا ہے کہ دن کہاں ہے خود کو رسوا مت کر اے تند خو صبر کرنا اس رحمت کا جاذب ہے اور یہ پتا چاہنا علت کا پتا ہے انصتوا کو قبول کر تو جان سے تا جانان سے آئے چپ رہنے کی جزا اگر طبیبوں سے گمراہی نہ چاہے سر زمین پر جلدی مار باقی معانی آگے ہیں فافہم ۱۲۔

(۲) لاف گوئی، الخ، شعر لاف گوئی تو بیچ اور بذل جان و بذل جاہ کو جان سے خرید کر تا تیری ثنا کہے فضل خدا کا اور تیری جاہ پر انکا حسد رکھے جو طبیبوں کا دل نگاہ رکھتے ہو خود کو دیکھو اور خود سے خجل ہو خلق اندھاپن دفع نہ کر سکے لیکن طبیبوں کی ہدایت چاہیے جان سے ان طبیبوں کا بندہ رہو تا معطر مشک عنبر سے ہو یعنے طبیبان الٰہی کو تو راضی رکھ کہ تا اندھاپن دل کا تیرے دفع ہو آگے قوم کا انبیا کو متہم کرنے کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

(۳) قوم بولی الخ، شعر قوم نے کہا یہ سب مکر و دغا ہے کہ زید و عمر کو خدا نائب کرے رسول شاہ کا ہم جنس جہان میں ہونا ہے پانی مٹی کہاں اور خالق کہاں ہے ہم ہی کیا احمق ہو گئے ہیں تمھارے مانند کہ مچھر کو ہمراز ہما کا ہم کہیں کہاں ہما و مچھر کہاں گل و خدا شمس سے ذرہ کو کیا نسبت ہے و پیوند ہی کیا ہے کب دماغ و عقل تیرا رسا ہوئے ہم کہاں یہ بیہودہ کہنا گمان کیا مکر و دغا و گمان بد ہے کہاں و آسمان کہاں رسیاں کب دماغ اپنا یہ داستان سُنے ہم اسقدر عقل و دانش رکھتے ہیں گندنا کو گاجر سے جانتے ہیں یعنے ہم کب تمھارا کہنا سنتے ہیں بُرے بھلے کو ہم پہچانتے ہیں وحشی ہاتھی کے کب دھوکہ خرگوش سے کھاتے ہیں چنانچہ قصہ اسکا آگے مثال میں بتاتے ہیں فافہم ۱۲۔

گو ہما کو پشہ کو گل کو خدا ‏ ز آفتاب چرخ چہ بود ذرہ را
این چہ نسبت وین چہ پیوندی بود ‏ تا کہ در عقل و دماغ در رود
تا کجا این گفت بیہودہ کجا ‏ انچہ زرق ست و چہ شید ست و دغا
خود کجا کو آسمان کو ریسمان ‏ ے نگیرد مغز تا این داستان
غالباً ما عقل داریم این قدر ‏ گندنا را می شناسیم از گزر

کیا ہما مچھر کہان گل اور خدا ‏ شمس سے نسبت بھلا ذرہ کو کیا
ہی یہ کیا نسبت و پیوندی ہی کیا ‏ کب دماغ و عقل مین ہووی رسا
ہم کہان یہ کہنا بیہودہ کہان ‏ ہی یہ کیا مکر و دغا اور بدگمان
ہین جدا بس آسمان و ریسمان ‏ کب دماغ اپنا سنے یہ داستان
اسقدر ہم عقل و دانش رکھتے ہین ‏ گندنا کو جانتے گاجر سے ہین

حکایت خرگوشان کہ خرگوشے را برسالت پیش پیل فرستادند کہ بگو کہ من رسول ماہِ آسمانم لہذا در پیش تو آمدہ ام کہ تو ازین چشمۂ آب حذر کن چنانچہ در کتاب کلیلہ دمنہ برآمدہ

حکایت خرگوشونکی کہ ایک خرگوش کو قاصد کر کے ہاتھی کے پاس بھیجا کہ کہو کہ مین ماہ آسمان کیطرف سے قاصد ہو کر تیرے پاس آیا ہون کہ تو اس پانی کے چشمہ سے بھاگ جا چنانچہ کتاب کلیلہ دمنہ مین آیا ہے

این بدان ماند کہ خرگوشے بگفت ‏ من رسول ماہم و با ماہ جفت
کز رمہ پیلان بران چشمۂ زلال ‏ جملہ نخچیران بُدند اندر وبال
جملہ محروم و زخوف از چشمہ دور ‏ حیلۂ کردند چون کم بود زور
از سرِ کہ بانگ زد خرگوش زال ‏ سوی پیلان در شب غرّہ ہلال
کہ بیا رابع عشر ای شاہ پیل ‏ تا درون چشمہ یابی این دلیل
شاہ پیلا من رسولم پیش آیست ‏ بر رسولان بند و زجر و خشم نیست
ماہ می گوید کہ ای پیلان روید ‏ چشمۂ آن ماست زان یکسو شوید
ورنہ من تان کور گردانم ستم ‏ گفتم از گردن برون انداختم
ترک این چشمہ بگوئید و روید ‏ تا ز زخم تیغ من ایمن شوید
نیک نشان آنست کاندر چشمہ ماہ ‏ مضطرب گردد ز پیل آب جو

یہ مثل[1] وہ ہی کہا خرگوش نے ‏ مہ کا قاصد ہون و ہمرہ ماہ کے
گلۂ پیلون سے چشمۂ آب پر ‏ پہونچا تھا سب شکاریونکو ضرر
سب تھے محروم اور تھے چشمہ سے دور ‏ پس کیا حیلہ جو کم تھا انکا زور
کوہ پر سے[2] بس کہا خرگوش نے ‏ ہاتھیونکو پہلی شب مین ماہ کے
چودھوین شب کو تو آ ای شاہ پیل ‏ تا کہ اس چشمہ مین پائے یہ دلیل
مین ہون قاصد شاہ پیلان آگیا ‏ قاصدون پر ہی نہین جور و جفا
ماہ کہتا ہی کہ اے پیلو تم اب ‏ چھوڑ دو یہ چشمہ مرا ہی جاؤ سب
ورنہ اندھا کردون تمکو زور سے ‏ کہہ دیا بوجھا اتارا سر سے ہے
چھوڑو اس چشمہ کو اور بس جاؤ تم ‏ تا نہ میری تیغ سے کشتہ ہو تم
ہی پتا یہ چشمہ اندر ماہتاب ‏ مضطرب ہو جو پئے پیل اسکا آب

[1] یہ مثل الخ ۳ شعر یہ وہ مثل ہے کہ خرگوش نے کہا کہ مین ماہ کا قاصد ہون ہمراہ ماہ کے ہون چشمۂ آب پر ہاتھیون سے سب شکاریون کو ضرر پہونچتا تھا سب محروم تھے اور چشمہ سے دور تھے پس حیلہ کیا چونکہ زور کم تھا باقی حال اسکا آگے ہی فافہم ۱۲۔

[2] کوہ پر سے الخ ۶ شعر یعنی خرگوش نے کوہ پر سے کہا ہاتھیون کو ماہ اول کے شب مین چودھوین شب کو تو آ ای شاہ پیل تاکہ اس چشمہ مین یہ دلیل پائے مین قاصد ہون اے شاہ پیل آگئے قاصدون پر نہین ہے جور و جفا ماہ کہتا ہے کہ اے پیلو تم اب یہ چشمہ میرا ہے چھوڑو اور جاؤ سب ورنہ اندھا کردون زور سے کہہ دیا و بوجھا اتارا سر سے اس چشمہ کو چھوڑ دو اور تم جاؤ تاکہ میری تیغ سے تم کشتہ نہو پتا ہے کہ چشمہ مین ماہتاب مضطرب ہو جو پیل اسکا آب پئے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

آن فلان شب حاضر آی شاہ پیل ۔۔۔ تا درون چشمہ یابی آن دلیل
چونکہ ہفت و ہشت از ہمہ بگذرید ۔۔۔ شاہ پیل آمد ز بن چشمہ خزید
چونکہ زد خرطوم پیل آن شب در آب ۔۔۔ مضطرب شد آب مہ کرد اضطراب
پیل باور کرد از وی آن خطاب ۔۔۔ چون درون چشمہ گیرد اضطراب
ترس ترسان بازگشتند آن رمہ ۔۔۔ بعد ازان نامد یکے ز ایشان ہمہ
ما نہ زان پیلان گولیم ای گروہ ۔۔۔ کاضطراب ماہ آرد مان شکوہ

اس[1] فلانی شب کو آ ای شاہ پیل ۔۔۔ تا کہ چشمہ مین تو پاوے وہ دلیل
آٹھوین یا ساتوین تاریخ آ ۔۔۔ شاہ پیل اُس آب کے اندر گھسا
آب مین جب سونڈ ڈالی پیل نے ۔۔۔ مہ ہلا اُس آب کی تحریک سے
جانا سچ اُس پیل نے بس وہ خطاب ۔۔۔ جو کیا چشمہ مین مہ نے اضطراب
پس وہ گلہ ڈر کے بھاگا پُشت پا ۔۔۔ بعدہٗ آیا نہ کوئی اُس جگہ
ای گروہ ہم وہ نہ احمق پیل ہین ۔۔۔ اضطرابی مہ کی دھمکائی ہمین

جواب گفتن انبیا طعن ایشان را و مثل آوردن ایشان را

جواب دینا انبیا علیہم السلام کا انکے طعنے کا اور مثل لانا انکا

انبیا گفتند آہ پندمان ۔۔۔ سخت تر کرد ای سفیہان بندتان
ای دریغا کہ دوا در رنج تان ۔۔۔ گشت زہر و قہر جان آہنج تان
ظلمت افزود این چراغ آن چشم را ۔۔۔ چون خدا بگماشت بر دل خشم را
چہ رئیسی جُست خواہیم از شما ۔۔۔ کہ ریاست مافزون ست از شما
چہ شرف یابد ز کشتی بحر در ۔۔۔ خاصہ کشتی ز سرگین گشتہ پُر
ای دریغ آن دیدۂ کور و کبود ۔۔۔ آفتابے اندرو ذرہ نمود
کادمی کو بود بے مثل و ندید ۔۔۔ دیدۂ ابلیس جز طینے ندید
چشم دیوانہ بہارش دی نمود ۔۔۔ زانکہ جنبید کو را خانہ بود
ای بسا دولت کہ آید گاہ گاہ ۔۔۔ پیش بے دولت بگردد او ز راہ[5]

انبیا[2] بولے کہ ہائے پند نے ۔۔۔ بند جان کردی تمھاری سخت ہے
ہای بیماری تمھاری مین دوا ۔۔۔ ہو گئی سم اور قصدِ جان کیا
آنکھ کو اُس شمع نے اندھا کیا ۔۔۔ جو خدا نے ڈالا پردہ خشم کا
کیا حکومت تم سی ہم چاہین بھلا ۔۔۔ ہے حکومت ہمکو بس تم سے سوا
کیا شرف کشتی سی پائے بحر در ۔۔۔ خاص وہ کشتی جو گوبر سے ہو بھر
ہای وہ آنکھین کہ اندھی اور سیاہ ۔۔۔ آفتاب اُنمین بس اک ذرہ بنا
ایسا آدم کہ نہ مثل اپنا رکھے ۔۔۔ دیکھا جز خاک اُسکو نا ابلیس نے
چشم[3] دیوی نے بہار اُسکو خزان ۔۔۔ بس وہ کھائی اور گئی گھر تھا جہان
ای بہت دولت کہ آئی گاہ گاہ ۔۔۔ آ گئے بے دولت کے بس چھوڑ دے راہ[5]

[1] اس فلانی الخ، شعر اس فلانی شب کو آئے شاہ پیل تا کہ چشمہ مین پائے وہ دلیل آٹھوین یا ساتوین تاریخ کو آیا شاہ پیل اس آب مین گھسا جب پیل نے سونڈ ڈالی ماہ ہلا اس آب کی تحریک سے پیل نے سچ جانا وہ خطاب جو ماہ نے چشمہ مین اضطراب کیا پس وہ گلہ ڈر کے بھاگا پُشت پا بعدہٗ پھر کوئی نہ آیا اس جگہ آگے قول قوم کا ہے ای گروہ انبیا ہم وہ احمق پیل نہین ہین کہ اضطرابی ماہ کی ہمین دھمکائے یعنے انبیا کو قوم نے کہا کہ ہم احمق مثل ہاتھی کے نہین ہین کہ ماہ کی اضطرابی ہمین دھمکائے آگے جواب انبیا کا ہے فافہم ۱۲۔

[2] انبیا بولے الخ، شعر انبیا نے کہا کہ افسوس نصیحت نے تمھاری جان کو سخت بند کر دیا ہے افسوس بیماری تمھاری مین دوا سم ہو گئی اور جان کا قصد کیا اس شمع نے آنکھ کو اندھا کیا جو خدا نے پردہ چشم کا ڈالا ہم تم سے کیا حکومت چاہین ہم کو حکومت تم سے سوا ہے آگے اسکی مثال ہے دریائے گوہر کشتی سے کیا شرف پائے خاصکر وہ کہ جو گوبر سے بھری ہو افسوس وہ آنکھین کہ اندھی و سیاہ ہین آفتاب ان مین ایک ذرہ دکھائی دیتا ہے ایسا آدم کہ مثل اپنا نہین رکھتا ہے اسکو ابلیس نے بجز خاک کے نہ دیکھا یعنے بجز نصیحت کے تمھارا دل اور تیرہ ہو گیا کہ حکم خدا سے تم منکر ہو گئے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] چشم دیوی الخ ہے شعر چشم شیطانی نے بہار اسکو خزان دکھائی اور ادھر ادھر حرکت کری جہان تھا گھر اُسکا اے دولت بہت کہ گاہ گاہ آئی آگے بے دولت کے وہ راہ کو چھوڑ دے ای معشوق بہت بدکے پاس آتے ہین عشق بازی وہ ناشناس نہین جانتے احمقون کو ایسی مایوسی کس واسطے اُنکو سیدھی راہ پر نہ کرے یعنے ان احمقون کو ایسی بے نصیبی کیون ہے اور کیون نہین عطا فرماتا ہے گمراہون کو راہ نجات کی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

ای بسا معشوق کاید ناشناخت	پیش بدبختی نداند عشق باخت	ای بت معشوق آئین بد کی پاس	عشق بازی وہ نہ جانے ناشناس
احمقان را این چنین حرمان چراست	می نسازد گمرہان را راہ راست	احمقون کو ایسے حرمان کس لیے	کیون نہ سیدھی راہ پر انکو کرے
این غلط دہ دیدہ را حرمان ماست	وین مقلب قلب را سوء القضاست	سلہ یہ غلط بین ہمکو حرمان نے کیا	یہ مقلب قلب کی ہے بد قضا
چون بت سنگین شما را قبلہ شد	لعنت و کوری شما را ظلہ شد	ہی بت سنگین کے قبلہ پر نگاہ	لعنت و کوری تمہاری ہو پناہ
چون نشاید سنگ تان انباز حق	چون نشاید عقل و جان ہمراز حق	سنگ کیون لائق شریک حق ہوا	کیون نہ لائق عقل ہمراز خدا
پشہ مردہ ہما را شد شریک	چون نشاید زندہ ہمراز ملیک	مردہ مچھر تو ہما کا ہو شریک	کیون نہ لائق زندہ ہمراز ملیک
یا مگر مردہ تراشیدہ شماست	پشہ زندہ تراشیدہ خداست	مردہ شاید کہ تمہارا ہے بنا	زندہ مچھر ہے بنا اللہ کا
عاشق خویشید و صنعت کرد خویش	دم ماران را سر مار است کیش	عاشق اپنی اپنی صنعت کے ہو تم	سر کو مذہب سانپ کی جانے ہی دم
نی در آن دم دولتی و نعمتی	نی دران سر راحتی و لذتی	دولت و نعمت نہین وہ دم رکھے	راحت و لذت نہین اس سر مین ہے
گرد سرگردان بود آن دم مار	لائق اندر خوربند آن ہر دو یار	سلہ گرد سر کے پھرتی ہے وہ دم مار	لائق و معقول ہین وہ دونون یار
آنچنان گوید حکیم غزنوی	در الٰہی نامہ گر خوش بشنوی	ایسا کہتا ہے حکیم غزنوی	سن الٰہی نامہ مین گر ہے خوشی
کم فضولی کن تو در حکم قدر	در خور آمد شخص خر با گوش خر	کم فضولی کر تو با حکم قدر	گوش خر کے لائق آیا جسم خر
شد مناسب عضوہا ابدانہا	شد مناسب وصفہا با جانہا	پس مناسب جسم کے اعضا ہوئے	پس مناسب جان کی وصفا سکے بنے
وصف ہر جانی مناسب باشدش	بیگمان جانی کہ حق آراشدش	وصف ہوتا ہی مناسب جان کے	بیگمان وہ جان کہ حق ترتیب دے
چون صفت با جان قرین کرد ست او	پس مناسب دانش ہمچون چشم و رو	جو گیا نزدیک جان کے جان کو	پس مناسب دیکھ آئے جون چشم و رو
شد مناسب وصفہا در خوب و زشت	زین مناسب حرفہا کہ حق نوشت	سلہ ہین مناسب وصف خوب و زشت سے	ہین مناسب حرف جو حق نے لکھے
دیدہ و دل ست بین الاصبعین	چون قلم در دست کاتب ای حسین	پس ہین آنکھین دل کی بین الاصبعین	دست کاتب مین قلم جون ای حسین
اصبع لطف ست و قہر اندر میان	کلک دل با قبض و بسطی زین بنان	انگلیان ہین لطف و قہر اور دل قلم	انکے قبض و بسط مین اے محتشم

سلہ یہ غلط بین الخ۔ شعر ہمکو حرمان نے یہ غلط بین کیا اور مقلب قلب کی بد قضا ہے بت سنگین کے قبلہ پر کیون نگاہ ہے لعنت و کوری تمہاری پناہ ہوئی سنگ لائق و شرکت حق کیون ہوا عقل کیون نہین لائق ہمرازی خدا ہوئی مچھر مردہ تو ہما کا شریک ہو کیون نہ زندہ لائق ہمراز پادشاہ کا ہو شاید کہ مردہ تمہارا بنایا ہوا ہے تو زندہ مچھر اللہ کا بنایا ہوا ہے تم عاشق اپنی اپنی صنعت کے ہو سر کو سانپ کے دم مذہب جانتے ہو دولت و نعمت وہ دم نہین رکھتی ہے راحت و لذت اس سر مین نہین ہے یعنے بت سنگین تو خدا کا شریک ہوا اور زندہ تن شریک حق نہو باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

سلہ گرد سر کے الخ۔ شعر گرد سر کے وہ دم مار پھرتی ہے وہ دونون یار لائق و معقول ہین حکیم غزنوی کہتا ہے الٰہی نامہ مین سن اگر خوشی ہے تو فضول کم کر حکم قدرت گوش خر کے لائق جسم خر کا آیا ہے پس جسم کے مناسب اعضا ہوے پس جان کے مناسب وصف ہوتا ہے مناسب جان کے بیگمان وہ جان کہ حق بنائے جو وصف کو نزدیک جان کے کیا پس مناسب اسنے دیکھ مانند چشم و رو کے یعنے جو وصف کہ مناسب جان کے کئے وہ آپس مین ایسے مناسب ہین جیسے چشم و ابرو موزون ہوتے ہین پس جیسے تم ہو ویسے ہی تمہارے بت معبود ہین غرضکہ یہ غلط بینی ہے۔

سلہ ہین مناسب الخ۔ شعر خوب و زشت کے وصف مناسب ہین حق نے جو حرف لکھے وہ مناسب ہین آنکھین دل کی درمیان دو انگشت حق کے ہین جیسے دست کاتب مین قلم ہو انگلیان ہین لطف و قہر اور دل قلم اسکے قبض و بسط مین ہے یعنی قلم کو دیکھ اگر تو چاہے کہ وہ کس کی انگلیون مین پھنسا ہے ان انگلیون سے تیری جنبش ہے سر تیرا چار راہ حج پر ہے یعنے مثل قلم کے پیر لوح اللطف و قہر الٰہی مین پھنسا ہے اسواسطے سر تیرا چار راہ قہر الٰہی مین کہ جدھر چاہے وہ لے جاوے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

اے قلم بنگر کہ اجلالیستی — کہ میانِ اصبعان کیستی
جملہ قصد و جنبشت زین اصبع ست — فرق تو بر چار راہ مجمع ست
این حروف حالہات از نسخ او ست — عزم و فسخت ہم زعزم و فسخ او ست
جز نیاز و جز تضرع راہ نیست — زین تقلب ہر قلم آگاہ نیست
این قلم داند ولے ہر قدر خود — قدر خود پیدا کند در نیک و بد
انچہ در خرگوش و پیل آویختند — تا ازل را با حیل آمیختند

ای قلم کچھ دیکھ گر تو ہے صفا — کہ وہ کس کی انگلیون مین ہی چھپا
جنبش اب سب انگلیون سے تیرے ہے — ہی ترا سر چار راہِ مجمع پے
تیرے حرفِ حال اسکے نسخ سے — عزم و فسخ اُسکے ہی عزم و فسخ سی
آہ و زاری کے سوا بس راہ نہین — خامہ اس گردش سے کچھ آگہ نہین
یہ قلم جانے ولے مقدار خود — کرتا پیدا اپنے لائق نیک و بد
ہاتھی اور خرگوش سے نسبت جو دے — دیتے ہو حیلہ ازل کو باہمی

در بیان آنکہ ہر کس را نہ رسد مثل آوردن خاصۃً در کارخانہ الٰہی کہ نامتناہی ست

بیان مین اُسکے کہ ہر کسی کو مثل لانا لائق نہین خاصکر کارخانہ الٰہی مین کہ نامتناہی ہے

کی رسد تان این مثلہا ساختن — سوی آن درگاہ پاک انداختن
آن مثل آوردن آن حضرت ست — کہ بعلم و سرو جہر او آیت ست
تو چہ دانی سر چیزے تا تو کل — یا بزلف و یا برخ آرے مثل
موسیٰ آنرا کہ عصا دید و نبود — اژدہا بد سر او لب برکشود
چون چنان شاہی نداند سر چوب — تو چہ دانی سر این دام و حبوب
چون غلط شد چشم موسیٰ در مثل — چون شود موسیٰ فضولی مدخل
این مثالت را چو اژدرہا کند — تا بپاسخ جزو جزوت بر کند

یہ مثل کہنا تمھین کب چاہیے — نسبت اُس درگاہ والا جاہ کے
یہ مثل کہنا خدا کو ہے روا — کہ وہ جانے علم و ظاہر باطنا
جانے کیا گنجے تو راز چیز کو — یہ مثل زلف اور رخ سے لائی تو
دیکھا موسیٰ نے عصا اور وہ نہ تھا — اژدہا کھولا لب جو بھید کا
نہ کھلا بھید ایسے شہ پر چوب کا — بھید دانہ دام کا تو جانے کیا
جو مثل مین دھوکا موسیٰ کو ہوا — تجھ جو ہے کب فضولی ہی روا
جو مثل کو اژدہا تیری کرے — ٹکڑے ٹکڑے تو جوابون سی کرے

سلہ تیرے حرف الخ ہہ شعر حال تیرا اسکے نسخ سے ہین اور عزم و فسخ تیرا اسکے عزم و فسخ سے ہے آہ و زاری کے سوا راہ نہین ہے قلم اس گردش سے آگاہ کچھ نہین یہ قلم جانے ولیکن مقدار اپنی لائق پیدا کرتا ہے نیک و بد ہاتھی اور خرگوش سے نسبت جو دے حیلہ و ازل کو باہم کرتے ہین یعنے خداوند عالم جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے سب کچھ اُسکے دست قدرت مین ہے جو حیلہ کو خرگوش و ہاتھی سے نسبت دے تو گویا ازل کو حیلہ کے ساتھ برابر کیا پس حیلہ کب ازل کے برابر ہو سکتا ہے آگے اُس مثال نالائق کا بیان ہے فافہم ۱۲-

سلہ یہ مثل کہنا الخ ہہ شعر یہ مثل تم کو کہنا کب چاہیے بہ نسبت اُس درگاہ والا جاہ کے وہ مثل خدا کو کہنا روا ہے کہ وہ علم ظاہر و باطن جانتا ہی تو اے گنجے کیا جانے راز ہر شئے کو کہ تو مثال زلف و رخ کی لائے آگے حقائق اسکے ہین فافہم ۱۲-

سلہ دیکھا موسیٰ نے الخ، شعر موسیٰ نے عصا دیکھا اور وہ نہ تھا بلکہ اژدہا تھا کہ جو لب بھید کا کھولا ایسے شاہ پر بھید چوب کا نہ کھلا تو دانا دام کا بھید تو کیا جانے جو مثال مین دھوکا موسیٰ کو ہوا پس تجھ جو ہے کو فضولی کب روا ہے تیری مثال کو جو اژدہا کر دے تو ٹکڑے ٹکڑے جوابون سے کر دے یہ مثال جو ابلیس لعین لایا تو ملعون حق کا ہوا حشر تک یہ مثال جو قارون کرے لایا تا گنج دھنسا یا خاک مین یہ مثال جو نمرود دغا باز لایا تا مچھر نے اُسکا سر کھایا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

سلہ درمیان دو انگشت کے ۱۲-

این مثال آورد ابلیس لعین	تا کہ شد ملعون حق تا یوم دین	یہ مثل لایا جو ابلیس لعین	تا ہوا ملعون حق تا یوم دین
این مثال آورد قارون از لجاج	تا فرو شد در زمین با تخت و تاج	یہ مثل لایا جو قارون مکر سے	تا دھسایا گنج اندر خاک کے
این مثال آورد نمرود جہول	تا کہ پشہ مغز سر خوردش عجول	یہ مثل لایا جو نمرود دغا	تا کہ مچھڑ نے سر اُسکا کھالیا
این مثال اندیش گشتہ قوم عاد	کاستخوان شان خردہ بُرد آید ز باد	یہ مثل[ا] سوچی جو قوم عاد نے	تا کہ ریزہ کردی ہڈی باد نے
این مثال آورد شداد لئیم	تا کہ شد محروم از ہردو نعیم	یہ مثل لایا جو شداد لئیم	تا نہ پائین اُسنے بس دونون نعیم
این مثال آورد فرعون از غلط	تا کہ اندر آب دریا شد سقط	یہ مثل لایا جو فرعون مکر سے	تا کہ دریا مین وہ ڈوبائے رکھے
این مثال آورد ہر بدبخت دون	تا کہ شد در قعر دوزخ سرنگون	یہ مثل لایا جو ہر بدبخت دون	تا کہ دوزخ مین پڑا وہ سرنگون
این مثالات را چو زاغ و بوم دان	کز ازیشان گشت شد صد خاندان	ان مثالونکو تو اُلّو زاغ جان	کہ خراب اُنسے ہوئے سو خاندان

مثل زدن قوم نوح باستہزا در کشتی ساختن او	مثالین دینا قوم نوح کی تمسخر کیساتھ کشتی بنانے مین اُسکو

نوح اندر بادیہ کشتی بساخت	صد مثل گو از پی تسخیر تاخت	کشتی صحرا[ب] مین بنائی نوح تھے	سو مثل گو اُنپہ ہنسنے کو گئے
در بیابانی کہ چاہ و آب نیست	میکند کشتی چہ نادان ابلہیست	ایسے جنگل مین کہ نہ چہ آب ہے	ہی بنا تا کشتی نہ دانش رکھے
آن یکی می گفت این کشتی بتاز	وان یکی می گفت پرش ہم بساز	ایک کہتا تھا کہ یہ کشتی چلا	ایک کہتا تھا کہ پر اسکے لگا
آن یکی می گفت دنبالش کج است	وان یکی می گفت پشتش کژ مژ است	ایک کہتا تھا کہ کج دم اُسکی ہے	ایک کہتا پیٹھ ٹیڑھی اسکی ہے
آن یکی می گفت پالانش کجاست	وان یکی می گفت پایش کژ چراست	ایک کہتا اسکا پالان ہی کہان	ایک کہتا پا ہی ٹیڑھا بے گمان
آن یکی می گفت کاین مشکی تہی ست	وان یکی می گفت این خر بہر کیست	ایک کہتا کہ یہ خالی مشک ہے	ایک کہتا یہ گدھا کس کے لیئے
آن یکی می گفت جو چون می خورد	ورنہ بارت کے بمنزل می برد	ایک کہتا کیسے یہ جو کھائے ہے	ورنہ بوجھا تیرا کب لے جائے ہے
آن یکی می گفت بیکاری مگر	یا شدی فرتوت و عقلت شد ز سر	ایک کہتا کہ یہ بس بیکار ہے	یا ہوا بوڑھا کہ بے دانش رکھے
او ہمی گفت این بہ فرمان خدا ست	این بچربکہا نخواہد گشت کاست	وہ یہی کہتے یہ حکم حق سے ہے	یہ تمسخر سے تمہارے کب گھٹے

کژشر

[ا] یہ مثل الخ ۴ شعر یہ مثل جو قوم عاد نے سوچی تا باد نے ہڈی ریزہ کردی یہ مثال جو شداد لئیم لایا اُسنے دونون جنتین نہ پائین یہ مثال فرعون جو مکر سے لایا تا دریا مین وہ بے قیل وقال غرق ہوا یہ مثال جو ہر ایک بدبخت لایا تا دوزخ مین وہ سرنگون پڑا اُن مثالون کو مانند زاغ واُلّو کے جان کہ اُنسے سو خاندان خراب ہوئے یعنے احکام الٰہی وانبیا واولیا مین مثال دینا ہر اک درست نہین ہے کہ اسکے وبال مین انسان گرفتار ہو جاتا ہے چنانچہ مثال دینے کی بُرائی کا آگے بیان ہے فافہم ۱۲-

[ب] کشتی صحرا الخ ۹ شعر حضرت نوح عم کشتی صحرا مین بناتے تھے مثل گو ہنسنے کو اُنپر گئے ایسے جنگل مین کہ نہ چاہ ہے نہ آب ہے اور کشتی بناتا ہے دانش نہین رکھتا ہے ایک کہتا تھا کہ یہ کشتی چلا ایک کہتا تھا کہ اسکے پر لگا ایک کہتا تھا کہ اسکی دم کج ہے ایک کہتا تھا کہ پیٹھ ٹیڑھی رکھتی ہے ایک کہتا تھا کہ اسکا پالان کس جگہ ہے ایک کہتا تھا کہ ٹیڑھا پانون کس لیئے ہے ایک کہتا تھا کہ مشک خالی ہے ایک کہتا تھا کہ یہ گدھا کس لیئے ہے ایک کہتا تھا کہ جو کیسے کھاتا ہے ورنہ تیرا بوجھ کیسے لیجائے ہے ایک کہتا تھا کہ یہ بیکار ہے یا بوڑھا ہوا کہ دانش نہین رکھتا ہے نوح عم یہی کہتے تھے کہ یہ حکم خدا سے ہے یہ تمہارے تمسخر سے کب گھٹے آگے اسکے انجام گھٹنے کا بیان ہے فافہم ۱۲-

حکایت آن دزد کہ حفرہ میکند وی گفت دہل میزنم

این مثل بشنو کہ شب دزد عنید ۔ در بن دیوار حفرہ می برید
نیم بیداری کہ او رنجور بود ۔ طقطق آہستہ اش را می شنود
رفت بر بام و فرو آویخت سر ۔ گفت او را در چہ کاری ای پدر
خیر باشد نیم شب چہ می کنی ۔ تو کئی گفتا دہل زن اے سنی
در چہ کاری گفت می کوبم دہل ۔ گفت کو بانگ دہل ای بو سبل
گفت فردا بشنوی آن بانگ را ۔ نعرۂ یا حسرتا وا ویلتا
من چو رفتم بشنوی بانگ دہل ۔ آن زمان واقف شوی بر جزو و کل
آن دروغ ست و کژ و برساختہ ۔ سر آن کژ را تو ہم نشناختہ
در غلط افتادہ اے نیم خام ۔ پختہ شو در آتش او والسلام

حکایت اُس چور کی کہ نقب دیتا تھا اور کہتا تھا کہ مین ڈھول بجاتا ہون

یہ مثل[1] سُن تو کہ چور ایک رات کو ۔ بس نقب دیوار مین دیتا تھا وہ
آدھا جگتا اک مرض مین تھا پڑا ۔ کھٹ کھٹ آہستہ وہ سُنتا اسکی تھا
بام پر جاکر جُھکا کر اپنا سر ۔ بولا کیا کرتا ہے تو کام ای پدر
خیر ہے کیا کرتا آدھی رات کو ۔ بولا مین ہون ڈھول والا جان تو
کام[2] کیا بولا بجاتا ڈھول ہون ۔ بولا آواز ڈھول اب مین سُنون
بولا کل سُن لے گا اس آواز کو ۔ نعرۂ واحسرتا واویلا تو
جاؤن مین سُن لےگا بانگ ڈھول کو ۔ جزو کل سے اس گھڑی واقف ہو تو
وہ بناوٹ کا اگرچہ جھوٹھ تھا ۔ تو نے پر جانا نہ بھید اُس جھوٹھ کا
تو پڑا غلطی مین بس ای نیم خام ۔ پختہ ہو آتش مین اسکے والسلام

جواب آن مثل کہ منکران گفتند از رسالت خرگوش پیغام پیل را از جانب ماہ آسمان

سر آن خرگوش دان دیو فضول ۔ کہ بہ پیش نفس تو آمد رسول
تا کہ نفس گول را محروم کرد ۔ ز آب حیوانی کہ از وی خضر خورد
باژگونہ کردہ معنیش را ۔ کفر گفتی مستعد شو نیش را
اضطراب ماہ گفتی در زلال ۔ کہ بترسانید پیلان را شغال
قصۂ خرگوش و پیل آری و آب ۔ خشیت پیلان ز مہ در اضطراب

جواب اُس مثال کا کہ منکرون نے کہی قاصدی خرگوش سے پیغام پیل کو ماہ آسمان کی طرف سے

بھید[3] اُس خرگوش کا شیطان ہے ۔ نفس کے پاس آیا قاصد ہو ترے
تا کیا محروم تیرے نفس کو ۔ آب حیوان سے کہ پیتا خضر دو
اُسکے معنی اُلٹے بس تو نے کرے ۔ کفر بولا نیش کے لائق تو ہے
اضطراب مہ کہاں پانی مین ہے ۔ کہ ڈرائے ہاتھی سب خرگوش نے
قصۂ خرگوش و پیل اب لایا تو ۔ مہ سے پانی مین ڈراتا پیل کو

---

۱ یہ مثل الخ ۴ شعر تو یہ مثال سُن کہ ایک چور رات کو نقب دیوار مین دیتا تھا صاحب خانہ کچھ سوتا کچھ جاگتا تھا مرض پڑا تھا اور کھٹ کھٹاہٹ اُسکی سنتا تھا بام پر جاکر سر جھکا کے کہا کہ تو کیا کام کرتا ہے اور خیر ہے کہ تو آدھی رات کو آیا ہے کیا کام ہے کہا کہ مین ڈھول والا ہون جان لے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

۲ کام کیا الخ ۵ شعر کیا کام ہی کہا کہ ڈھول بجاتا ہون کہا آواز ڈھول کی مین نہین سُنتا ہون کہا کہ اس آواز کو کل تو سنےگا نعرۂ واحسرتا واویلا کا مین جاؤن تو سُن لےگا آواز ڈھول کو اُسوقت تو جزو کل سے واقف ہوگا اگرچہ وہ جھوٹ بناوٹ کا تھا لیکن تو نے نہین جانا بھید اس جھوٹ کا تو غلطی مین پڑا ای نیک خام ہکی آتش عشق مین پختہ ہو یعنی اے خام کار تو امورات دنیا کی غلطی مین پڑا ہے اسواسطے انجام کار کو نہین جانتا ہے پس تو آتش محبت ہی مین پختہ کار ہو کہ منزل مقصود کو پہونچے آگے جواب اُس مثال دینے اہل سبا کا ہے فافہم ۱۲۔

۳ بھید اس الخ ۵ شعر بھید اُس خرگوش کا شیطان ہی تیرے نفس کے پاس قاصد ہو کر آیا ہی تاکہ تیرے نفس کو محروم کیا آب حیوان سے کہ جو خضر پیتا تھا اُسکے معنے تو نے اُلٹے کر دیئے تو نے کفر کیا نیش کے لائق ہے یعنے وہ مثال تم پر صادق آتی ہی کہا کہ اضطراب ماہ کو پانی مین ہی کہ ہاتھیون کو ڈرایا خرگوش نے قصہ پیل کا اب تو لایا ہی ماہ سے پانی مین ڈراتا پیل کو یہ کب اس ماہ کے مقابل ہون کہ جس سے خاص و عام منسوب ہے یعنے خرگوش شیطان ہی اور ہاتھی نفس ہے کہ آبحیات سے نفس کو محروم کیا باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

این چه باشد آخرای کوران خام	یا حی کرشد زبونش خاص و عام	کہتے اس کی مقابل ہون ای خام	کہ ہووی مغلوب جس سے خاص و عام
چه مه و چه آفتاب و چه فلک	چه عقول و چه نفوس و چه ملک	کیا مہ[۱] و کیا آفتاب و کیا فلک	کیا عقول اور کیا نفوس اور کیا ملک
چه وحوش و چه طیور و چه جماد	چه ملوک و چه گدا چه کیقباد	کیا وحوش اور کیا طیور اور کیا جماد	کیا ملوک اور کیا گدا کیا کیقباد
چه بلاد و چه جبال و چه بحار	چه مه و چه سال و چه لیل و نهار	کیا بلاد اور کیا پہاڑ اور کیا بحار	کیا مہ و کیا سال کیا لیل و نہار
چه تراب و آب و چه باد و چه نار	چه خریف و صیف و چه دی چه بهار	کیا گل آب اور کیا ہوا کیا آگ و نار	کیا خریف اور کیا خزان اور کیا بہار
جمله اندر حکم و در فرمان او	همچو گوئی در خم چوگان او	سب ہین اسکے حکم اور فرمان مین	جیسے گو ہووی خم چوگان مین
آفتاب ای آفتاب ای آفتاب	اینچه می گویم مگر هستم بخواب	آفتاب ای آفتاب ای آفتاب	یہ جو کہتا ہون مگر ہون مین بخواب
صد هزاران شهر را خشم شهان	سرنگون کرده ست ای بدگوهران	خشم[۲] نے شاہون کے صدہا شہر کو	کردی اوندھے ہین ای بدگوہرو
کوه بر خود می شگافد صد شگاف	آفتابی چون خراسی در طواف	اپنے اوپر آپ کہ از خود پھٹے	مثل خرچکی کے ماہ و خور پھرے
خشم مردان خشک گرداند سحاب	خشم مردان کرد عالم را خراب	خشم مردان خشک کردی ہی سحاب	خشم مردون نے کیا عالم خراب
خاصه خشم شاه یا شاه شهان	گرد واز وی ریزه ریزه آسمان	خاصہ خشم شاہ یا شاہ جہان	ریزہ ریزہ ہووے اس سے آسمان
بنگرید ای مردگان بی حنوط	در سیاست گاه شهرستان لوط	دیکھو تم انے بے حیا مردہ دلو	اس سیاست گہ مین قوم لوط کو
پیل خود چه بود که سی مرغ پران	کوفتند آن پیلگان را استخوان	اصل کیا ہاتھی کی تیس اک مرغ نے	ہاتھیون کے ٹکڑے ٹکڑے کردیے
اضعف مرغان ابابیل ست و او	پیل را بدرید و نپذیرد رفو	ان ابابیلان عاجز مرغ نے	پھاڑے ہاتھی کہ رفو نے ہوسکے
کیست کو نشنید آن طوفان نوح	یا مصاف لشکر فرعون و روح	کون[۳] ہی کہ نے سنا طوفان نوح	یا کہ جنگ لشکر فرعون و روح
روحشان بشکست و اندر آب ریخت	ذره ذره آبشان بر وی گسیخت	روح نے توڑا و پانی مین رکھا	ریزہ ریزہ انکو پانی نے کیا
کیست کو نشنید احوال ثمود	وانکه صرصر عادیان را می ربود	کون ہی کہ نے سنا حال ثمود	عادیون کا لے گئی صرصر وجود

۱ه کیا مہ الخ، شعر کیا ماہ وکیا آفتاب وکیا فلک وکیا عقول وکیا نفوس وکیا ملک وکیا وحوش وکیا جماد وکیا ملوک وکیا گدا وکیا بادشاہ وکیا پہاڑ و کیا دریا وکیا سال وکیا رات دن وکیا پانی مٹی کیا ہوا کیا آگ کیا خریف کیا خزان کیا بہار سب اسکے حکم مین ہین جیسے گیند خم چوگان مین آئے آفتاب ای آفتاب ای آفتاب یہ جو کہتا ہون شاید خواب مین ہون یعنے ای آفتاب نور محمدی یہ ماہ کا جو بیان کیا یہ میری بیہوشی کا باعث ہی کہ تو تو آفتاب ہے اور سب تیرے مغلوب ہین تجکو پانی مین کیا اضطراب ہوگا کہ تجھ سے پیل نفس ڈرینگے سب تیرے مطیع ہین آگے ہیبت مردان خدا کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

۲ه خشم نے الخ، شعر شاہون کے خشم نے صدہا شہر اوندھے کردیئے ہین کوہ اپنے اوپر آپ پھٹا ہے مثل خرچکی کے کہ مہر و ماہ پھرتے ہین مردون کے غصہ نے خشک کردیئے ہین ابر مردون کے غصہ نے خراب کردیا ہے عالم خاص کر غصہ بادشاہ یا بادشاہون کے بادشاہ کا کہ ریزہ ریزہ اس سے آسمان ہووے دیکھو تم اے بیحیا مردہ دلو اس سیاست گاہ مین قوم لوط کو کیا اصل ہاتھی کی ہے کہ ان تیس مرغ نے ہاتھیون کے ٹکڑے ٹکڑے کردئے ان عاجز مرغ ابابیلون نے ایسے ہاتھیون کو پھاڑا کہ رفو نہوسکے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

۳ه کون ہی الخ، شعر کون ہی کہ اسنے طوفان نوح نہین سنا یا کہ انبیا کی لڑائی لشکر فرعون وانبیا نے اسے توڑا و پانی مین رکھا اور انکو ریزہ ریزہ پانی نے کیا کون ہے کہ اسنے نہ سنا حال ثمود کا اور عادیون کا صرصر وجود لے گئی ایسے ہاتھیون پر تو آنکھ کھول کہ وہ جنگ مین پیل کو مارتے تھے ایسے ہاتھی دل سے ہمیشہ سنگہار تھے تا ہمیشہ ایک ظلمت مین جاتے ہین نہ حامی رحمت انبیا کے رہتے ہین شاید کہ تام نیک و بد نہ سنا سب نے دیکھا اور تم کو نہین دکھائی دیا یعنے تم آفات حق کے قابل نہین ہو باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

چشم باری چنان پیلان کشا	کہ بدیدہ سے پیل کش اندر وغا	کھول ایسے ہاتھیون پر آنکھ تو	مارتے تھے جنگ مین وہ پیل کو
آنچنان پیلان و شاہان ظلوم	زیر خشم دل ہمیشہ در رجوم	ایسے ہاتھی اور شاہ ظلم کار	خشم دل سے تھے ہمیشہ سنگسار
تا ابد از ظلمتے در ظلمتے	می روند و نیست غوث و رحمتے	تا ابد ظلمت سے اک ظلمات مین	جاتے ہین جانی نہ رحمت کی رہین
نام نیک و بد مگر نشنیدہ اید	جملہ دیدند و شما نادیدہ اید	نام نیک و بد کا شاید نے سنا	سب نے دیکھا اور تمکو نے ملا
دیدہ را نادیدہ می آرید نیک	چشم تان را وا کشاید مرگ نیک	سلہ دیکھ کر انجان بنتے ہو ولیک	مرگ کھولے گی تمھاری آنکھ نیک
گر دو عالم پر بود خورشید و نور	چون روی در ظلمتے مانند کور	دو نون عالم پر ہون مہر و نور سے	مثل اندھون کے تو ظلمت مین چلے
بے نصیب آئی ازان نور عظیم	بستہ روزن باشی از ماہ کریم	بے نصیبی ہے تجھے اور نور سے	بند روزن ماہ اکرم سے رہے
تو درون چاہ رفتستے ز کاخ	چہ گنہ دارد جہانہائے فراخ	چاہ مین آیا ہے تو ایوان سے	کیا گنہ بس وہ بڑا عالم رکھے
جان کہ اندر وصف گرگی ماند او	چون ببیند روی یوسف را نکو	جان اسکی وصف گرگی مین رہی	کیسے دیکھے روی یوسف ای اخی
لحن داؤدی بہ سنگ و کہ رسید	گوش آن سنگین دلانش کم شنید	سنگ و کہ نے لحن داؤدی سنا	کان مین اُس سنگدل کے نے گیا
آفرین بر عقل و بر انصاف باد	ہر زمان واللہ اعلم بالرشاد	آفرین ہو تمکو بس ای عقل و داد	ہر گھڑی واللہ اعلم بالرشاد
صدقوا رسلا کراما یا سبا سچا کرو اُن رسولان کریم کو ای اہل سبا	صدقوا روحا سباہا من سبا سچا کرو اُس روح کو کہ لے گئے ہو قید اپنی مین	سلہ صدقوا رسلا کراما یا سبا	صدقوا روحا سباہا من سبا
صدقوہم ہم شموس طالعۃ سچا کرو رسولونکو کہ آفتاب ہین ایسے طلوع کرنیوالے	یومنوکم من مخازی القارعۃ اور جو سچا کرو گے تم ان کو بچائینگے تمکو قیامت مین نقصانون سے	صدقوہم ہم شموس طالعۃ	یومنوکم من مخازی القارعۃ
صدقوہم ہم بدور زاہرہ سچا کرو اُن رسولونکو کہ وہ چاند روشن ہین	قبل ان یلقوکم بالساہرہ قبل اسکے کہ ملاقات کرین تم سے قیامت مین	صدقوہم ہم بدور زاہرہ	قبل ان یلقوکم بالساہرہ
صدقوہم ہم مصابیح الدجی سچا کرو تم اُن رسولون کو کہ چراغ ہین	اکرموہم ہم مفاتیح الرجی تعظیم کرو اُن رسولونکی کہ وہ کنجی ہین امید کی	صدقوہم ہم مصابیح الدجی	اکرموہم ہم مفاتیح الرجی

سلہ دیکھ کر الخ، شعر تم دیکھ کر انجان بنتے ہو ولیکن مرگ تمھاری آنکھ کھولے گی دو نون عالم پر ہون خورشید و نور سے تو ظلمت مین چلے مانند اندھون کے اس نور سے تجکو بے نصیبی ہے روزن بند ہے ماہ اکرم سے تو چاہ مین آیا ہے ایوان سے وہ بڑا عالم کیا گناہ رکھتا ہی اسکی جان وصف گرگی مین رہے یوسف کے منھ کو کیسے دیکھے کوہ سنگ نے لحن داؤدی سُنا سنگ دل کے کان مین نہ گیا تم کو آفرین ہو جیو اسے عقل و داد واللہ خوب جانتا ہے نیکی کو یعنے نور انبیا کا جہان مین روشن ہے مگر غافل بسبب کوری دل کے اس نور سے محروم ہین باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲-

سلہ صدقوا الخ، شعر ترجمہ سچا کرو روح کو کہ لے گئے ہو اپنی قید مین اس روح کو سچا کرو انکو کہ آفتاب ہدایت سے طلوع کرنے والے ہین اور جو سچا کرو گے تو امن دینگے تم کو قیامت مین سچا کرو اُن رسولون کو کہ وہ چاند روشن ہین قبل اس سے ملاقات کرین تم سے زمین قیامت مین سچا کرو تم اُن رسولون کو کہ وہ چراغ تاریکی مین بخشش کرو تم ان رسولون کو کہ وہ گنج امید ہین سچائی کرو تم اسکو کہ امید نہین رکھتا ہے تم سے احسان تمھارے کی گمراہ مت ہو اور مت جھٹلاؤ اور مانع ہو سوا اپنے ایمان سے رسولون پر فارسی کہتا ہون اور تازی چھوڑتا ہون تو جان سے غلام ہو اُس رسول کا یعنے انبیا علیہ السلام کا بہرحال مطیع و تابع ہونا چاہئے کہ موجب نجات ہو آگے بیان ترجم کا ہی فافہم ۱۲-

صدقوا من لبیس پر جو خیر کم سچا کر دھنکو جو تمھاری خیر کے ایذا رسین	لاتضلوا الا تصدوا غیرکم گمراہ نہو اور نہ غیر کو رو کو	صدقوا من لبیس پر جو خیر کم	لاتضلوا الا تصدوا غیرکم
پارسی گویم ہین تازے بہل	ہندوی آن ترک باش از جان و دل	پارسی کہتا ہون تازی چھوڑنا	جان سے ہندو ہو تو اس ترک کا

بیان معنی حزم و مثال مرد حازم

بیان معنی حزم و مثال مرد حازم

این گواہیہای شاہان بشنوید	بگرویدند آسمانہا بگروید	تم گواہی[1] بادشاہون کی سنو	آسمان گردیدہ تم گردیدہ ہو
یا بحال اولینان بنگرید	یا سوی آخر بحزمے بر پرید	یا نظر اگلونکی ڈالو چال پے	یا طرف پچھلون کے دوڑو حزم سے
حزم چہ بود در دو تدبیر احتیاط	از دو آن گیری کہ دورست از خباط	حزم کیا ہی حفظ و تدبیر ہے	دوسی دو نے پاک ہی جو رنج سی
آن یکی گوید درین رہ ہفت روز	نیست آب و ہست ریگ پای سوز	ایک کہوی سات دن اس راہ مین	نہ ہی پانی ریت سی پاؤن جلین
آن دگر گوید دروغ است این بدان	کہ بہر شب چشمۂ بینی روان	دوسرا کہوی کہ جھوٹھا اسکو تو جان	کہ ہر اک شب دیکھے تو چشمہ روان
حزم آن باشد کہ برگیری تو آب	تا رہی از ترس و باشی در صواب	حزم وہ ہی کہ تو لیوے آب کو	تا تو چھوٹے ڈر سے اور بےخوف ہو
گر بود در راہ آب این را بریز	ورنہ باشد وای بر مرد ستیز	گر ہو[2] پانی رہ مین اسکو پھینکدی	ورنہ ہو افسوس مرد جنگ پے
ای خلیفہ زادگان دادے کنید	حزم بہر روز میعادے کنید	ای خلیفہ زادو انصاف اب کرو	حزم محشر کے لیے تم سب کرو
آن عدوے کز پدرتان کین کشید	سوی زندانش ز علیین کشید	باپ کو لایا تمھارے جو عدو	باغ علیین سے پس زندان کو
آن شہ شطرنج دل را مات کرد	از بہشتش سخرۂ آفات کرد	وہ شہ شطرنج دل کو مات دے	پھانستا آفت مین ہی جنت سے لا
چند جا بندش گرفت آمد نبرد	تا بکشتی درفگندش روے زرد	چند جا اسکو چڑھا کر پیچ پے	مارا کشتی مین اسے بس دلاؤن سے
این چنین کردست با آن پہلوان	سست سستش منگرید ای دیگران	اسطرح اس پہلوان سی جب کیا	اسکو عاجز تم نہ ہرگز جاننا
مادر و بابای ما را آن حسود	تاج و پیرایہ بچالاکے ربود	پس[3] ہمارا اسنے مان او باپ کا	تاج و پیراہن کو دھوکے سی لیا
کردشان آنجا برہنہ زار و خوار	سالہا بگریست آدم زار زار	کردیا اسنے برہنہ اور خوار	روئے آدم اسپہ برسون ارزار

[1] تم گواہی الخ یہ شعر تم بادشاہون کی گواہی سنو آسمان گردیدہ ہے تم گردیدہ ہو یا اگلون پر نظر ڈالو یا پچھلون کی طرف دوڑو حزم سے حزم کیا ہے حفظ و تدبیر کی ہے وہ دو سے حاصل کرے کہ جو رنج سے پاک ہے ایک کہے سات دن مین اس راہ مین پانی نہین ہے اور ریت سے پاؤن جلتے ہین دوسرا کہوے کہ تو اسکو جھوٹھا جان کہ تو ہر شب چشمہ روان دیکھے حزم وہ ہے کہ تو آب کو لیوے تاکہ تو ڈر سے چھوٹے اور بےخوف ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] گر ہو پانی الخ یہ شعر اگر راہ مین پانی ہو تو اسکو پھینک دے اور اگر نہو تو افسوس ہے مرد لڑنے والے پر آگے اسکے حقائق ہین اے خلیفہ زادو اب انصاف کرو اور تم محشر کے واسطے سب حزم کرو وہ دشمن تمھارے باپ کو لایا باغ علیین سے زندان کو اس شاہ شطرنج دل کو مات دے کر آفت مین پھانسا جنت سے لاکر کئی جا اسکو پیچ پر چڑھا کر کشتی مین مار ڈالا اون سے جبکہ اس پہلوان سے اس طرح کیا ہرگز تم عاجز مت جاننا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] پس ہمارے الخ یہ شعر پس اسنے ہمارے ماں باپ کا تاج و پیراہن لیا دھوکے سے اسے برہنہ اور خوار کردیا آدم علیہ السلام زار زار روئے کہ سبزہ اگا انکے اشک سے کہ دفتر مین لاکو لکھا کس واسطے اب تم روئے اسکی چوری پر قیاس کرو کہ وہ عاجز کرے انکے زور کو اے اہل ریستو تم اسکے شر سے ڈرو اور ہر دم لاحول اسپر پڑھو کہ وہ کمین سے تم کو دیکھتا ہے تم اسکو ذرا نہین دیکھتے ہو یعنے شیطان سے تم ڈرو اور ہر دم اسپر لاحول پڑھتے رہو کہ وہ دیکھتا ہے اور تم اسکو نہین دیکھتے ہو آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔

کز اشک چشم او روید نبت — کہ چرا اندر جریدہ لاست ثبت
تو قیاسے گیر طراریش را — کہ چنان سر ور کند زوریش را
الحذر ای گل پرستان از شرش — تیغ لاحول زنید اندر سرش
کہ ہمین بیند شمارا از کمین — کہ شما او را نمے بینید ہین
دائما صیاد ریزد دانہ ہا — دانہ پیدا باشد و پنہان دغا
ہر کجا دانہ بدیدے الحذر — تا نہ بندد دام بر تو بال و پر
چونکہ دیدی دانہ بگریز ای حمام — ور چون خوردی تو افتادی بدام
شاد مرغی کو بہ ترک دانہ گفت — در ریاض قدس بہرش گل شگفت
ہم بدان قانع شد و از دام رفت — ہیچ دامے پر و بالش را نہ بست

اُگتا گا سبزہ بس اُنکے اشک سے — کر لکھا دفتر مین لا کو کس لیے
اُسکی چوری پر قیاس اب تم کرو — گر کرے عاجز وہ اُنکے زور کو
اسکے شر سے گل پرستو تم ڈرو — ہر گھڑی لاحول کو اسپر پڑھو
کہ کمین سے تم کو ہے وہ دیکھتا — تم نہین ہو دیکھتے اسکو ذرا
ڈالتا صیاد دانے ہے سدا[1] — دانے ظاہر اور پوشیدہ دغا
دانہ دیکھو جس جگہ تو تم ڈرو — تا نہ اُسکے دام مین تم جا پھنسو
ای کبوتر بھاگ دانہ دیکھے جو — گر تو کھائے دام مین بس قید ہو
مرغ وہ خوش ہے کہ دانہ نہ لے — گلشن قدسی مین گل اسکا کھلے
بھی ہوا قانع و چھوٹا دام سے — پھانسا اسکو نے کسی پھر دام نے

و خاتمت حال آن مرغ کہ ترک حزم کرد از حرص و ہوا

نالائق حال اس مرغ کا کہ حرص و ہوا سے ترک حزم کیا

باز مرغی فوق دیواری نشست — دیدہ سوے دانہ و دامی بہ بست
یک نظر او سوے صحرا می کند — یک نظر حرصش بدانہ می کشد
این نظر با آن نظر چالیش کرد — ناگہانی از خرد خالیش کرد
رفت دانہ خورد و اندر دام ماند — صائدش کشت و بخورد و گام راند
باز مرغی کان تردد در گذاشت — زان نظر برکندہ بر صحرا گماشت
شاد پر و بال او بخا لہ — تا امام جملہ آزادان شد او
ہر کہ او را مقتدا سازد برست — در مقام امن و آزادی نشست
زانکہ شاہ حازمان آمد دلش — تا گلستان و چمن شد منزلش

مرغ اک[2] پھر بیٹھ کر دیوار پے — دیکھتا تھا سوے دانہ دام کے
اک نظر وہ جانب صحرا کرے — اک نظر حرص اسکی دانہ پر رکھے
اس نظر نے اس نظر سے جنگ کی — اسکو خالی عقل سے ناگاہ کی
دانہ کھایا دام مین جا کر پھنسا — مار کر صیاد اسکو چل دیا
چھوڑا پھر اک مرغ نے اس فکر کو — اُس نظر سے چاند یا صحرا کو دو
خوش ہوا اور بال و پر اسکا بچا — تا امام جملہ آزادان ہوا
مقتدا جو کہ کرے اسکو چھٹا — اور مقام امن مین بس وہ گیا
حازمونکا[3] اُسکا دل جو شہ ہوا — تب گلستان اسکا منزل گہ ہوا

[1] ڈالتا صیاد الخ ، شعر صیاد ڈالتا ہے ڈالے ظاہرا اور دام و دغا پوشیدہ ہے تم جس جگہ دانہ دیکھو ڈرو تاکہ اسکے دام مین جاکر نہ پھنسو ای کبوتر بھاگ جو تو دانہ دیکھے اگر تو کھائے بس دام مین قید ہو وہ مرغ خوش ہے کہ جو دانہ نہ لے گلشن قدسی مین اسکا گل کھلے بھی قانع ہوا اور دام سے چھوٹا پھر کسی دام نے اسکو نہ پھانسا یعنے جو اول دانہ دیکھ کر بھاگا وہ خوبی دائم مین پڑا اسکو حزم ہوشیاری کہتے ہین آگے ترک حزم کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

[2] مرغ اک الخ ، شعر ایک مرغ دیوار پر بیٹھ کر طرف دانہ و دام کے دیکھتا تھا ایک نظر وہ جانب صحرا کے کرتا تھا اس نظر نے اُس نظر سے جنگ کی اسکو ناگاہ عقل سے خالی کیا دانہ کھایا اور دام مین جاکر پھنسا صیاد اسکو مار کر چل دیا اک مرغ نے پھر اُس فکر کو چھوڑا اُس نظر سے صحرا کو چل دیا خوش ہوا اور بال و پر اسکا بچا تا امام سب آزادون کا ہوا جو کہ مقتدا اسکو کرے چھٹا اور مقام امن مین وہ گیا یعنے جو کہ حرص دنیا سے چھٹا وہ امام آزادون کا ہوا دیا ہین اور جو کوئی اسکو اپنا مقتدا کرے وہ مقام امن مین پہونچے باقی حال اُسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔

[3] حازمون کا الخ ، شعر حازمون کا وہ بادشہ ہوا اُسکا دل اسکا منزل گاہ گلستان ہوا حزم اس سے راضی وہ حزم سے راضی ایسا کہ اگر تو کرتا ہے تدبیر و عزم اکثر تو دام مین حرص کے پڑا اور حق اپنا کاٹنے کو دیا تجکو تو بہ قبول کرنے والے نے آزاد کیا تو بلی اور خوش و شاد بیٹھے رکھا ترجمہ کہا کہ اگر توڑ دی گردن کا مین مین جوڑا ایک فعل کا ساتھ جزا کے اسکی مثال ہے ایک کو جوڑے سے مین جو دور کرون اسکا جوڑا کیا ایک جوڑا جائے دوسرا بھی آئے جو نزکو تو جوڑی سے پکڑ لیوے تو مادہ ڈھونڈھتی اس جوڑے کو آئے یعنے عمل کا جوڑا اثر ہے کہ جب عمل کروگے ضرور اثر پیدا ہوگا یعنے جب حزم کروگے عافیت مین رہوگے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔

حزم از و راضی و او راضی ز حزم　　این چنین کس گر کنی تدبیر و عزم
بارہا در دام حرص افتادۂ　　حلق خود را در بریدن دادۂ
بازت آن تواب لطف آزاد کرد　　توبہ پذرفت و شمارا شاد کرد
گفت ان عدتم کذا عدنا کذا　　نحن زوجنا الفعال بالجزا
چونکہ جفتی را بر خود آورم　　آید آن جفتش و دانہ لاجرم
جفت کردیم این عمل را با اثر　　چون رسد جفتی رسد جفتی دگر
چون رباید غارتی از جفت سوے　　جفت می آید پی او شوی جوے
بار دیگر سوی این دام آمدید　　خاک اندر دیدۂ توبہ زدید
بازت آن تواب بکشود آن گرہ　　گفت ہین بگریز زین سو پا منہ
باز چون پروانۂ نسیان رسید　　جان تان را جانب آتش کشید
کم کن ای پروانہ نسیان و شکے　　در پر سوزیدہ بنگر تو یکے
چون رہیدی شکر آن باشد کہ ہیچ　　سوی آن دانہ نداری پیچ پیچ
تا ترا چون شکر گوئی بخشد او　　روزئے بی دام و بی خوف عدو
شکر آن نعمت کہ تان آزاد کرد　　نعمت حق را باید یاد کرد
چند اندر رنجہا و در بلا　　گفت از دام رہا کن ای خدا
تا چنین خدمت کنم احسان کنم　　خاک اندر دیدۂ شیطان کنم
چون خلاصت داد حق از امتحان　　ہمچنانستے کہ بودی ہمچنان
چون رہا کردت فرامش کردیش　　جان خود را مست و بیہش کردیش

حزم اس سے راضی وہ راضی حزم　　ایسا گر تو کرے تدبیر و عزم
دام مین تو حرص کے اکثر پڑا　　حلق اپنا کاٹنے کو بس دیا
کر دیا آزاد پھر تو آپ نے　　توبہ لی اور شاد خوش رکھا تجھے
بولا ان عدتم کذا عدنا کذا　　نحن زوجنا الفعال بالجزا
ایک کو جوڑی سے مین کرون جو دو　　جوڑا اسکا دوڑتا آئے ضرور
اس عمل کا جفت اثر سے جو کیا　　آئے ایک جوڑا تو آئی دوسرا
نر کو جوڑے سے پکڑ لیوے جو تو　　مادہ آئی ڈھونڈھتی اس جفت کو
پھر طرف اس دام کے جو آئی ہو　　خاک ڈالی آنکھ مین توبہ کے جو
بند کھولا توبہ لینے والے نے　　بولا بھاگ اور پھر قدم یان مت رکھ
آیا پھر پروانہ نسیان کا تمھین　　جان تمھاری کھینچی اسنے آگ مین
کم کر اے پروانہ نسیان اور گمان　　اور جلا پر دیکھ لے اک کا عیان
جو چھٹا تو شکر اسکا بس یہ ہے　　کر نہ اس دانہ کی خواہش ہو تجھے
شکر کر اسکا کہ تا بخشے تجھے　　روزی خود بے دام اور بے خوف کے
شکر نعمت کہ دی آزادی تجھے　　نعمت حق یاد کرنا چاہیئے
کب تلک ہو ہمپہ یہ رنج و بلا　　دام سے ہمکو رہا کر اے خدا
ایسے ہم احسان اور خدمت کرین　　خاک ہم شیطان کی ڈالین آنکھ مین
امتحان سے چھوڑا جب اللہ نے　　ہو گئے پھر ویسے ہی جیسے کہ تھے
جو کہ چھوڑا تمکو تم بھولے اسے　　مست و بیخود کر دی جان کو آپسے

سلہ پھر طرف الخ ۵ شعر پھر تم اس دام کی طرف آئے ہو توبہ کی جو آنکھ مین خاک ڈالی توبہ لینے والے نے جو بند کھولا کہا کہ بھاگ اور پھر قدم یہان مت رکھ تمھین پھر پروانہ نسیان کا آیا اسنے تمھاری جان کھینچی آگ مین اے پروانہ کم کر نسیان اور گمان اور ایک کا پر جلا دیکھ لے ظاہر جو تھا چھٹا شکر اسکا یہ ہے کہ اس دانہ کی خواہش تجکو نہو یعنی توبہ جو کرے گا وہ دام بلا سے بچے گا اور پھر اس دانہ مکر کی طرف نہ جائے گا باقی اسکا حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سٹہ شکر کو الخ ۵ شعر تا تجکو بخشے شکر گوئی کہ روزی بے دام و بے خوف کے تجھے دے شکر نعمت کہ جو آزاد تجکو کیا حق کی نعمت یاد کرنا چاہیئے کب تلک یہ ہم پر رنج و بلا ہو ہم کو دام سے رہا کر اے خدا ہم ایسے احسان و خدمت کرین اور خاک ہم شیطان کی آنکھ مین ڈالین اللہ نے جب چھوڑا امتحان سے پھر ویسے ہی ہو گئے جیسے کہ تھے جو تم کو چھوڑا تم اسے بھولے جان کو مست و بیخود کر دے ایسے یعنی حق جب امتحان سے چھوڑتا ہے تو پھر ویسے ہوتے جاتے ہین جیسے کہ کتے سردی مین توبہ کرتے اور گرمی مین بھول جاتے ہین چنانچہ انکا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

سلہ اگر روگردانی کروگے تم ایسے ہی روگردانی کرونگا مین عسہ ہم نے جوڑا کیا ہر فعل کا ساتھ جزا کے ۱۲۔

حکایت عہد کردن سگان در زمستان کہ چون تابستان آید خانہ بسازیم از بہر زمستان

سگ زمستان جمع گردد استخوانش — زخم سرما خرد گرداند چنانش
کو بگوید این قدر تن کہ منم — خانہ از سنگ باید کردنم
چونکہ تابستان بباید من بچنگ — بہر سرما خانہ سازم ز سنگ
چونکہ تابستان بباید از گشاد — استخوانہا پہن گردد پوست شاد
زفت گردد پاکشد در سایۂ — کاہلے سیرے غرے خود رایۂ
گویدا و چون زفت بیند خویش را — در کدامین خانہ گنجم اے کیا
گویدش دل خانۂ ساز اے عمو — گویدا و در خانہ کے گنجم نگو
استخوان حرص تو در وقت درد — در ہم آید خرد گردد در نورد
گوئے از توبہ بسازم خانۂ — در زمستان باشدم کاشانۂ
چون بہ شد رنج و شدت آن حرص زفت — ہمچو سگ سودائے خانہ از تو رفت
شکر نعمت خوشتر از نعمت بود — شکر بارہ کے سوئے نعمت رود
شکر جان نعمت و نعمت چو پوست — زانکہ شکر آرد ترا تا کوی دوست
نعمت آرد غفلت و شکر انتباہ — صید نعمت کن بدام شکر شاہ
نعمت شکرت کند پر چشم و میر — تا کنی صد رحمت ایثار فقیر

حکایت عہد کرنا کتون کا جاڑون مین کہ جو گرمی آئے تو ہم گھر بنائین جاڑون کے واسطے

کتا[1] جاڑے مین سکڑ از بس گیا — جاڑے کی شدت نے چھوٹا کر دیا
کہتا وہ کہ اسقدر تن جو رہا — سنگ سے گھر اک بنایا بس پڑا
آئے جو گرمی تو مجکو چاہیئے — واسطے جاڑون کے اک گھر سنگ سے
جبکہ گرمی آئے تو خوش ہووے وہ — ہڈیان کھل جائین اور تن شاد ہو
پھول جائے اور سایہ مین گھسے — سست احمق اور خودرایہ بنے
وہ کہے جو موٹا پائے آپ کو — کون سے گھر مین سماؤن دوستو
اسکا دل[2] کہوے بنا خانہ نکو — کہوے کس گھر مین سماؤنگا کہو
درد کے وقت حرص کی ہڈی تری — سمٹے اور ہو جائے چھوٹی اور بری
کہوے توبہ سے بناؤن خانہ اک — ہووے جاڑون مین ہمارا کاشانہ اک
جو گیا رنج اور ہوئی حرص اب ہوا — مثل سگ گھر کا مکان اس سے گیا
شکر نعمت بہتر اب نعمت سے ہے — شکر کرنیوالا خواری کب رکھے
شکر نعمت جان و نعمت پوست ہے — شکر پہونچا دیوے جانان تک تجھے
شکر ہوش اور نعمت اب غفلت کو دی — صید کر نعمت کو دام شکر سے
شکر[3] کی نعمت کرے تجکو امیر — تا کہ لین سو نعمتین تجھ سے فقیر

[1] کتا الخ یہ شعر کتا سرمایہ مین از بس سکڑ گیا اور سردی کی شدت نے چھوٹا کیا وہ کہتا کہ اسقدر جو بدن رہا گھر پتھر کا بنانا پڑا گرمی جو آئے تو مجکو چاہیئے سرمائے واسطے ایک گھر پتھر سے بنانا جبکہ گرمی آئے تو وہ خوش ہوے ہڈیان کھل جائین اور جسم خوش ہو پھول جاوے اور سایہ مین گھسے مست و احمق اور خودرای بنے جو کہ خود کو موٹا پائے تو وہ کہے کہ مین کون سے گھر مین سماؤن اے دوستو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[2] اسکا دل الخ یہ شعر دل اسکا کہوے کہ گھر اچھا بنا وہ کہے کہ مین کس گھر مین سماؤن آگے اسکے حقائق ہین درد کے وقت حرص کی ہڈی تیری سمٹے اور وہ بڑھے بس چھوٹی ہو جائے کہوے کہ توبہ سے گھر بناؤن کہ میرا گھر سردی مین ایک ہو جائے جبکہ رنج گیا اور حرص ہوا ہوئی سگ کے مانند خیال اس سے گھر کا گیا شکر نعمت بہتر نعمت سے ہے کب شکر کرنے والا خواری رکھے شکر نعمت جان اور نعمت پوست ہے شکر جانان تک تجھے پہونچا دیوے شکر ہوش اور نعمت غفلت دیتی ہے تو نعمت کو صید کر دام شکر سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[3] شکر کی نعمت الخ یہ شعر شکر کی نعمت تجکو امیر کرے تا کہ تو سو نعمت تجھ سے فقیر لین اور غذائے حق سے سیری ہوئے تا کہ خواہش بھوک کی جاتی رہے حق کی نعمتوں کا تم شکر کرو اپنے سر منحوس کو مت توڑو پھر شکر زیادہ نعمت کا کرے اور کفران نعمت مردہ کو کافر کرے یعنے شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے اور غذا حق سے سیر کرتی ہے اور جو مثل کتون کے وقت تکلیف کے شکر نعمت کرتے ہین اور وقت فراخی کے کفران نعمت کرتے ہین انجام کار وہ محروم رہتے ہین آگے منع کرنا نصیحت کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

زخم

سیر نوشے از طعام و نقل حق — تا رود از تو شکم خواری و دق
نعمت وہاب را شکرے کنید — تا سرِ منحوس خود را نشکنید
شکر جذبِ نعمت وافر کند — کفرِ نعمت مرد را کافر کند

اور غذائے حق سے ہو سیری تجھے — تا کہ خواہش بھوک کی جاتی رہی
شکر حق کی نعمتوں کا تم کرو — اپنا مت توڑو سرِ منحوس کو
شکر نعمت کو زیادہ پھر کرے — کفر نعمت مرد کو کافر کرے

منع کردن منکران انبیا علیہم السلام را از نصیحت کردن و حجت آوردن بہ طریقۂ جبریان

منع کرنا منکروں کا انبیا علیہم السلام کو نصیحت کرنے سے اور حجت لانا بہ طریق جبریوں کے

قوم گفتند ای نصوحان بس بود — آنچہ گفتید ار درین دہ کس بود
قفل بر دلہاے ما بنہاد حق — کس نداند برد بر خالق سبق
نقش ما این کرد آن تصویر گر — این نخواہد شد بہ گفت و گو دگر
سنگ را صد سال گوئی لعل شو — کہنہ را صد بار گوئی باش نو
خاک را گوئی صفاتِ آب گیر — آب را گوئی عسل شو یا کہ شیر
نار را گوئی کہ نورِ محض شو — پشہ را گوئی کہ سوے باد رو
قلب را گوئی کہ زرِ پاک شو — یا کہ اکسیرے شو و چالاک شو
ہیچ ازان اوصاف دیگرگون شوند — آب کے گردد عسل ای ارجمند
خالقِ افلاک و ہم افلاکیان — خالقِ آب و تراب و خاکیان
آسمان را داد دوران و صفا — آب و گل را تیرہ روئے و نما
کے تواند آسمان دردی گزید — کے تواند آب و گل صفوت خرید
قسمتے کردست ہر یک را رہے — کی کہے گردد بجہدت چون مہے

قوم بولی یہ ہی بس ای ناصحو[۱] — جو کہا تم نے کوئی گردہ میں ہو
قفل حق نے دل ہماری پر دیا — کون غالب ہووے خالق پر بھلا
اس مصور نے یہ نقش اپنا کیا — گفتگو سے یہ نہو گا دوسرا
سو برس[۲] پتھر کو کہوے لعل ہو — سو دفعہ کہنہ کو کہوے تو ہو نو
خاک کو کہوے صفاتِ آب لے — آب کو کہوے کہ ہو چون شہد کے
نار کو کہوے کہ بالکل نور ہو — کہوے مچھڑ کو کہ لیے تو باد کو
کہوے کھوٹے کو کہ زر اک پاک ہو — یا کہ ہو اکسیر اور چالاک ہو
کچھ بدل جاوے نہ اُس اوصاف سے — شہد کے مانند کب پانی بنے
خالقِ افلاک و اہل افلاک نے — خالقِ گل آب و اہل خاک نے
آسمان کو صاف کر پھرنا دیا — آب و گل کو تیرہ کر بڑھنا دیا
آسمان کب تیرگی کو لے سکے — کب صفائی آب و گل وہ لے سکے
بانٹ دی ہر ایک کو اک راہ ہی — کوہ کب کوشش سے مثلِ مہ بنے

جواب دادن انبیا علیہم السلام جبریان را

جواب دینا انبیا علیہم السلام کا جبریوں کو

[۱] قوم بولی الخ ۳ شعر قوم نے کہا کہ ای ناصحو یہ بس کرتا ہے کہ جو تم نے کہا اگر کوئی گانوں مین ہے حق نے ہمارے دل پر قفل دیا ہی بھلا کون غالب ہووے خالق پر اُس مصور نے یہ نقش ہمارا کیا یہ گفتگو سے دوسرا نہ ہوگا آگے اسکے مثال ہے فافہم ۱۲۔

[۲] سو برس الخ ۹ شعر سو برس پتھر کو کہے کہ لعل ہو اور سو دفعہ کہنہ کو کہے کہ نیا ہو خاک کو کہوے کہ صفات پانی کی لے آب کو کہوے کہ مانند شہد کے ہو نار کو کہوے کہ بالکل نور ہو مچھر کو کہے کہ تو ہوا کو لے کھوٹے کو کہے کہ زر خالص ہو کہ اکسیر ہو اور چالاک ہو ان صفتوں سے نہ کچھ بدل جاوے مانند شہد کے کب پانی سے بنے خالق افلاک و اہل افلاک نے و خالق گل و اہل خاک نے آسمان کو صاف کر کے پھرنا دیا آب و گل کو تیرہ کر کے بڑھنا دیا آسمان تیرگی کو کب لے سکے اور آب و گل کب صفائی کو لے سکی ہر ایک کو ایک راہ بانٹ دی ہے کوہ کوشش سے کب ماہ کے مانند بنے ہے خداوند عالم نے جسکو لائق جس صفت کے پیدا کیا ہے وہ بدل نہین سکتا ہے بس تمہاری ہدایت سے کیا ہوتا ہے آگے جواب انبیا عم کا ہے فافہم ۱۲۔

انبیا گفتند کارے آفرید / وصفہائی کہ نتان زان سر کشید
آفرید او وصفہاے عارضی / کہ گہے مبغوض گردد گہ رضی
سنگ را گوئی کہ زر شو بیہدہ ست / مس را گوئی کہ زر شو راہ است
ریگ را گوئی کہ گل شو عاجز است / خاک را گوئی کہ گل شو جائز است
رنجہا داد ست کانرا چارہ نیست / آن بہ مثل لنگی و فطس و عمی ست
رنجہا داد ست کانرا چارہ ہست / آن بہ مثل لقوہ و درد سر ست
این دواہا ساخت بہر ائتلاف / نیست این درد و دواہا از گزاف
بلکہ اغلب رنجہا را چارہ ہست / چون بجد جوئی بیاید آن بدست

انبیا بولے کہ سچ ہی کر دیے۱؎ / وصف پیدا جس سے پھر سکے
عارضی وصفون کو پیدا کر دیا / کہ کبھی راضی کبھی ہووی خفا
کہوے پتھر کو کہ زر ہونا روا / کہوی تانبے کو کہ زر ہو ہی بجا
ریگ کو کہوے کہ گل ہونا رہا / خاک کو کہوی کہ گل ہو ہی بجا
رنج بعضے۲؎ ہیں نہو انکی دوا / چون نیس اور گونگا پن اندھا سا
رنج بعضے ہین کہ ہو انکی دوا / جیسے لقوہ درد سر لاحق ہوا
یہ دوا کہ واسطے صحت کے ہی / یہ دوا اور درد ہی نہ جہونٹھ سے
بلکہ اکثر رنج کی ہے بس دوا / ڈھونڈھی کوشش سے تو وہ پا بھلا

تکریر کردن آن منکران حجت ہای جبریانہ را

دوبارہ کرنا انکا حجت جبریانہ کو

قوم گفتند ای گروہ این رنجہا / نیست زان رنجے کہ بپذیرد دوا
سالہا گفتید زین افسون و پند / سخت تر می گشت زان ہر لحظہ بند
گر دوا را این مرض قابل بدے / آخر از وی ذرۂ زائل شدے
سدہ چون شد آب ناید در جگر / گر خورد دریا رود جاے دگر
لاجرم آماس گیرد دست و پا / تشنگی را نشکند آن استقا
انبیا گفتند نومیدی بدست / فضل و رحمتہای باری بیحد ست
از چنین محسن نشاید ناامید / دست بر فتراک این رحمت زنید

قوم بولی۳؎ یہ نہیں وہ رنج کہیں / جو دوا دن سے بھی ہون اچھے کبھی
اس فسون و پند سی برسون کہا / ہر گھڑی ہوتا تھا بند انکا سوا
یہ مرض قابل دوا کے ہوتا گر / کچھ ذرا بھی اس سے کم ہوتا مگر
گر جگر مین سدہ ہو پانی نہ جای / گر پیے دریا تو جای اور جاے
دست و پا کو اس لیے پکڑی ورم / تشنگی نے ہو وی استقاسے کم
انبیا بولے کہ نومیدی ہے بد / فضل و رحمت ہی خدا کی بے عدد
ایسے محسن سے نہ تو نومید ہو / اور پکڑ رحمت کی اس فتراک کو

۱؎ انبیا بولے الخ یہ شعر انبیا نے کہا کہ سچ ہی وصف پیدا کردے کہ اس سے پھر نہ سکے عارضی وصفون کو پیدا کیا کہ کبھی راضی و کبھی خفا ہووے آگے اسکے مثال ہے پتھر کو کہے کہ زر ہونا روا ہے تانبے کو کہے کہ زر ہو بجا ہے یعنے وصف عارضی بدل جاتے ہین اور وصف ذاتی نہین بدلتے ہین اسواسطے یہ کفر تمھارا وصف عارضی ہے کہ ہدایت سے دور ہو جاتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲؎ رنج بعضے الخ یہ شعر بعضے رنج ہین کہ اسکی دوا نہووے جیسے گونگا اندھا پن ہمیشہ رہے اور بعضے رنج ہین کہ انکی دوا ہوتی ہے جیسے کہ لقوہ و درد سر لاحق ہوتا ہے یہ دوا کہ صحت کے واسطے ہے یہ دوا اور درد ہے اور جھونٹھ نہین ہے بلکہ اکثر رنج کی دوا ہے جو کوشش سے ڈھونڈھے وہ پائے یعنے اکثر رنج کی دوا ہے کہ اس سے صحت ہوتی ہے بموجب حدیث کے لکل داء دواءعہ اور بعضے رنج کی دوا نہین ہے کہ وہ قابل صحت پذیری کے نہین ہے آگے قول قوم کا ہے۔ فافہم ۱۲ ۳؎ قوم بولی الخ یہ شعر قوم نے کہا کہ یہ رنج وہ نہین ہے گروہ کہ جو دوا انکی نہ کر سکین اس فسون و نصیحت سے برسون کہا کہ ہر دم انکا بند سوا ہوتا تھا یہ مرض اگر قابل دوا کے ہوتا کچھ ذرا بھی اس سے کم ہوتا آگے مثال ہے اگر جگر مین سدہ ہو باقی نجائے اگر دریا پئے تو اور جگہ جائے دست و پا کو اسواسطے ورم پکڑے تشنگی استقا سے کم نہووے انبیا نے کہا کہ ناامیدی بڑی ہے فضل رحمت خدا کا بے عدد ہی ایسے محسن سے ناامید مت ہو اور رحمت کی اس سے فتراک کو پکڑو یعنے خدا کی رحمت سے ناامید مت ہو کہ اسکی رحمت بڑی ہے بموجب آیت شریف کے لاتقنطوا من رحمۃ اللہ یعنے ناامید مت ہو تم رحمت اللہ سے آگے جواب انبیا علیہم السلام کا ہے فافہم ۱۲۔

عہ لکل داء دواءٌ یعنے واسطے ہر مرض کے دوا ہے ۱۲۔

باز جواب دادن انبیا علیہم السلام جبریان را

ای بسا کاری کہ اول صعب گشت	بعد ازان بگشادہ شد سختی گذشت
بعد نومیدی بسے امیدہاست	از پس ظلمت بسے خورشیدہاست
خود گرفتم کہ شما سنگین شدید	قفلہا بر گوش و بر دل برزدید
ہیچ ما را با قبولی کار نیست	کار ما تسلیم و فرمان بردنیست
او بہ فرمودہ شما این بندگی	نیست ما را از خود این گویندگی
جان برای امر او داریم ما	گر بریگے گوید او کاریم ما
امر حق را ما گروہ بی ریا	می رسانیم این رسالت با شما
غیر حق جان نبی را یار نیست	با قبول و رد خلقش کار نیست
مزد تبلیغ رسالاتش ازوست	زشت و دشمن رو شدیم از بہر دوست
ما برین درگہ ملولان نیستیم	تا ز بعد راہ ہر جا ایستیم
دل فرو بستہ ملول آنکس بود	کز فراق یار در محبس بود
دلبر و مطلوب با ما حاضرست	در نثار رحمتش جان شاکرست
در دل ما لالہ زار و گلشنیست	پیری و پژمردگی را راہ نیست
دائما تازہ جوانیم و لطیف	تازہ و شیرین و خندان و ظریف
پیش ما صد سال و یک ساعت یکیست	کہ دراز و کوتہ از ما منفکیست
آن دراز و کوتہی در جسمہاست	خود دراز و کوتہ اندر جان کجاست

پھر جواب دینا انبیا علیہم السلام کا جبریون کو

۱؎ کام اکثر پہلے مشکل بس رکھے	بعد ہوجانے کے ذی سختی رکھے
بعد نومیدی بہت امید ہین	بعد ظلمت کے بہت خورشید ہین
ہمنے مانا سنگدل تم ہو گئے	قفل اپنے کان اور دل پر دیئے
کچھ نہ مقبولی سے ہمکو کام ہے	حکم کی تعمیل سے تو کام ہے
اسنے فرمائی یہ ہم کو بندگی	ہم نہین کہتے ہین یہ کچھ آپ ہی
۲؎ جان اُسکے حکم پر رکھتے ہین ہم	ریگ مین گر کہوے وہ تو بوئین ہم
حکم حق ہمکو ہوا بے بیش و کم	یہ رسالت تمکو پہونچاتے ہین ہم
غیر حق جان نبی کا نے ہی یار	خلق کی مقبولی و رد سے نہی کار
اس رسالت کا اجورہ اس سے ہے	یار کے ہم واسطے دشمن ہوئے
نہ ملول اس بارگہ سے ہم ہوئے	دوری رہ سے کہ ٹھہرین ہر جگہے
۳؎ وہ ملول اس بارگہ سے ہم ہوئے	جو فراق یار مین زندان مین ہے
دلبر و مطلوب اپنے پاس ہے	شکر اسکی رحمتون کا جان کرے
لالہ زار و گلشن اپنے دل مین ہے	پیری و پژمردگی کب اسکے ہے
ہم سدا تازہ جوان ہین اور لطیف	اور شیرین اور خندان اور ظریف
سَو برس مثل ایک ساعت کے ہوئے	کہ دراز و کوتہ ہم سے ہی جدا
وہ دراز و کوتہ رکھتا جسم ہے	نہ دراز و کوتہ اندر جان کے

۱؎ کام اکثر پہلے الخ ۵ شعر اکثر اول کام مشکل معلوم ہوتا ہے اور بعد ہوجانے کے سختی نہین رکھتا ہے بعد نا اُمیدی کے بہت اُمیدین ہین اور بعد ظلمت کے بہت خورشید ہین ہم نے مانا کہ تم سنگدل ہوگے و قفل اپنے کان و دل پر دے گئے ہمکو کچھ مقبولی سے کام نہین ہے حکم کی تعمیل سے کام ہے اسنے یہ ہمکو بندگی فرمائی ہے ہم یہ کچھ آپ ہی نہین کہتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

۲؎ جان اُسکی الخ ۵ شعر ہم جان اُسکے حکم پر رکھتے ہین اگر وہ کہے تو ہم ریگ مین بوئین حکم حق ہمکو بے بیش و کم ہوا یہ رسالت ہم پہونچاتے ہین تمکو نبی کی جان کا غیر حق یار نہین خلق کی مقبولی اور رد سے کام نہین ہے اس رسالت کا اجورہ اس سے ہے یار کے واسطے ہم دشمن ہوئے ہین ہم اس بارگاہ سے ملول نہین ہوئے راہ کی دوری سے کہ ہر جگہ ٹھہرین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

۳؎ وہ ملول الخ ۶ شعر وہ کوئی ملول و تنگدل ہے کہ جو فراق یار سے زندان مین ہو اپنے پاس دلبر و مطلوب ہے اسکی رحمتونکا شکر جان کرتی ہے گلشن و لالہ زار اپنے دل مین ہے کب پیری و پژمردگی آسکے ہم ہمیشہ جوان و تازہ و لطیف ہین اور شریف و خندان و ظریف ہین ہمکو سَو برس اور ایک ساعت ایک ہوئی کہ ہم سے دراز و کوتہ جدا ہے دراز و کوتہ جسم رکھتا ہے جان مین دراز و کوتہ نہین ہے یعنے اہل دنیا بسبب فراق یار کے سنگدل ہین اور اولیاء اللہ بسبب وصل کے شیرین و خندان ہین اور ہزار برس اور ایک ساعت ہمکو برابر ہے کیونکہ جان مین دراز و کوتہ نہین ہین چنانچہ اسکی شان ہے فافہم ۱۲۔

سیصد و نه سال آن اصحاب کهف	پیششان یک روز بی اندوه و لهف	تین[۱] سو نو سال بے رنج و جفا	ان صحاب کہف کو اک روز تھا
وانگهی بنمودشان یک روز هم	که بتن باز آمد ارواح از عدم	اس گھڑی انکو نہ اک دن بھی ہوا	تن مین آئی جان عدم سے پھر ذرا
چونکه باشد روز و شب یا ماه و سال	کی بود سیری و پیری و ملال	رات دن ہو جو نہ سال و ماہ کو	کب ملال و پیری اور تسکین ہو
در گلستان عدم چون بیخودیست	مستی از سغراق لطف ایزدیست	جو ہی بستان عدم مین بیخودی	لطف حق کے جام ہی کی ہی امی
لم یذق لم یدر هر کس کو نخورد	کی بوهم آرد جعل انفاس ورد	لم یذق لم یدر جس نے نہ چکھا	کب جعل اس بوئے گل کو پا سکا
نیست موهوم ار بدی موهوم آن	همچو موهومان شدی معدوم آن	ذہن موہوم ہوتا اگر موہوم وہ	ہوتا جون موہوم کے معدوم وہ
دوزخ اندر وهم چون آرد بهشت	هیچ تابد روی خوب از خوک زشت	وہم دوزخ مین نہ جنت آ سکے	خوب و چمکے ہی خوک زشت سے
هین گلوی خود مبر هدیه ای مهان	این چنین لقمه رسیده تا دهان	مت[۲] گلا کاٹو تم اپنا اب بھلا	منھ تلک جو ایسا لقمہ آ گیا
راههای صعب پایان برده ایم	ره بر اهل خویش آسان کرده ایم	سخت رہ کو ہم نے آسان کر دیا	سہل اپنی اہل پر اسکو کیا
هین بجوئید از نجوم سعد راه	زانکه در ظلمت درید و قعر چاه	دوستان حق سی ڈھونڈھو راہ کو	کیونکہ اب تم چاہ اور ظلمت مین ہو
هر که ما را گشت پیرو باز رست	از عذاب نار و در جنت نشست	جو ہوا پیرو ہمارا وہ چھٹا	نار دوزخ سے وہ جنت کو گیا
وانکه نشنید از شقاوت پند ما	در عذاب جاودان شد مبتلا	جو نصیحت کو ہماری نے سُنے	وہ عذاب جاودان مین بس ہی

مکرر کردن قوم اعتراض تزجیه بر انبیا علیهم السلام

دوبارہ کرنا قوم کا اعتراض بڑھ کے انبیا علیہ السلام پر

قوم گفتند از شما سعد خودید	نحس مائید و ضدید و مرتدید	قوم[۳] بولی نیک ہو اپنے لیے	نحس و مرتد ہو ہمارے واسطے
جان ما فارغ بد از اندیشها	در غم انگندید ما را و عنا	جان ہماری فارغ اندیشوں سے تھی	غم مین ڈالا تم نے ہمکو ای نبی
ذوق جمعیت که بود و اتفاق	شد زفال زشتتان صد افتراق	ذوق و جمعیت کہ تھا اور اتفاق	فال بد سے ہو گیا ہم مین نفاق

۱ تین سو الخ، شعر تین سو اور نو برس بے رنج و جفا اصحاب کہف کو ایک روز تھا اس دم انکو ایک دن بھی نہ دکھائی دیا پھر تن مین جو عدم سے جان آئے سال و ماہ کو جو رات دن نہو کب ملال و پیری و تسکین ہو جو بیخودی گلستان عدم مین ہے لطف حق کے بادہ جام سے ہے لم یذق لم یدر جس نے نہین چکھا ہے یعنے نہین ادراک کر سکتا ہے کب کیڑا جعل اس بو کو پا سکتا ہے جو گلاب مین ہے موہوم نہین ہے اگر وہ موہوم ہوتا تو موہوم کے مانند معدوم ہوتا یعنے بیخودی بادہ لطف الٰہی کی گلستان عدم مین ہے جس نے نہ چکھا وہ کب اسکو دریافت کر سکتا ہے اور یہ موہوم اگر موہوم ہوتا معدوم ہوتا آگے اسکی مثال ہے دوزخ کے وہم مین جنت نہین آ سکتی ہے خوک زشت سے کہین خوب چمکتا ہی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

۲ مت گلا الخ، شعر اب تم اپنا گلا مت کاٹو جو ایسا لقمہ منھ تک آ گیا ہم نے سخت راہ کو آسان کر دیا اسکو اپنے اہل پر سہل کیا راہ کو دوستان حق سے ڈھونڈھو کیونکہ تم چاہ ظلمت مین ہو جو ہمارا پیرو ہوا وہ چھٹا نار دوزخ سے جنت کو گیا جو ہماری نصیحت نہ سنے وہ عذاب جاودان مین رہے یعنے راہ باطنی کو تم دوستان حق سے ڈھونڈھو اور نار دوزخ سے چھٹو اور اگر نہ سنو گے عذاب ہمیشگی مین پڑو گے آگے اعتراض قوم کا ہے فافہم ۱۲۔

۳ قوم بولی الخ، شعر قوم نے کہا کہ تم اپنے لیے ہو نیک اور ہمارے واسطے نحس و مرتد ہو ہماری جان اندیشوں سے فارغ تھی تم نے ہم کو غم مین ڈالا ای نبی ذوق و جمعیت اور اتفاق تھا فال بد سے ہمین نفاق ہو گیا ہم طوطی نقل اور شکر خوار تھے ہم تم سے مرغ مرگ اندیش ہو سنہ ہر جا فسانے غم کے ہوتے ہین ہر جا ذکر رہے اور بدبختی کا ہر جا شور ہے تمکو ذوق فال و قصون مین ہی اور غم کے پھیلانے سے تمکو شوق ہے یعنے تم سے ہماری قوم مین فساد پڑ گیا اور تم کہانیان کہتے ہو اور غم سودا کرتے ہو آگے جواب انبیا علیہم کا ہے فافہم ۱۲۔ ؏ جس کسی نے نہین چکھا نہین ادراک کر سکتا ہی۔

طوطی نقل و شکر بودیم ما	مرغ مرگ اندیش گشتیم از شما	نقل و شکر خوار طوطی ہم تو تھے	مرغ مرگ اندیش ہم تم سے ہوئے
ہر کجا افسانۂ غم گستری ست	ہر کجا آوازۂ مستنکری ست	ہر جگہ غم کے فسانہ ہوتے ہین	ہر جگہ آواز بجوئیون کے ہین
ہر کجا اندر جہان فال بدیست	ہر کجا مسخ نکالی و خذلیست	فال بد کا ہر جگہ مذکور ہے	اور بدبختی کا ہر جا شور ہے
در مثال قصہ و فال شماست	در غم انگیزی شما را اشتہاست	فال اور قصون مین تمکو ذوق ہے	غم کے پھیلانے مین تمکو شوق ہے

باز گفتن انبیا علیہم السّلام ایشان را — پھر جواب دینا انبیا علیہم السّلام کا انکو

انبیا گفتند فال زشت و بد	از میان جان تان دارد مدد	انبیا[1] بولے کہ فال زشت و بد	جان سے رکھتی تمھاری ہی مدد
گر تو جائے خفتہ باشی با خطر	اژدہا در قصد تو آید بسر	پرخطر جا مین اگر سوتا ہے تو	اژدہا اک آئے تیرے قصد کو
مہربانے مر ترا آگاہ کرد	کہ بجہ زود ارنہ اژدرہات خورد	ایک مشفق نے تجھے آگہ کیا	کہ تو بھاگ اب کاٹتا ہے اژدہا
تو بگوئی فال بد چون میزنی	فال چہ بر جہ ببین در روشنی	تو کہے گا فال بد تو کیون کرے	فال کیا اٹھ روشنی مین دیکھ لے
از میان فال بد من خود ترا	مے رہانم مے برم سوے سرا	فال بد سے مین چھڑاتا ہون تجھے	اور بچاتا ہون کہ گھر کی راہ لے
چون نبی آگہ کنندہ است از نہان	کو بدید آنچہ ندید اہل جہان	جو نبی آگاہ باطن سے کرے	کہ وہ دیکھے جو نہ دیکھے کوئی ہے
گر طبیبے گویدت غورہ مخور	کہ چنین رنجے بر آرد شور و شر	گر طبیب[2] اک کہوے تو غورہ نہ کھا	کہ یہ تجھے بیمار کر دے بس ہوا
تو بگوئی فال بد چون مے زنی	پس تو ناصح را مؤثم مے کنی	تو کہے گا فال بد کیون کہتے ہو	کرتا مجرم کیون ہے اہل پند کو
ور منجم گویدت امروز ہیچ	آنچنان کارے مکن اندر بسیچ	گر کہے تجھ سے نجومی آج تو	قصد سے اپنے نہ کر کچھ کام کو
زانکہ نیکو نیست وزامروزہات	تا نہ گردی نادم و فاسد دران	کیونکہ دن اچھا نہین ہے آج کا	تا نہ اسمین تو ہو نادم اور برا
صد درہ از بینے دروغ اختری	یک دوبارہ رہت آید مجزے	سو دفعہ جھوٹھا اگر پائے نجوم	دو دفعہ گر سچ ہو تو لے ای ظلوم
این نجوم ما نشد ہرگز خلاف	صحتش چون ماند از تو در غلاف	نے ہمارے یہ نجوم ہرگز خلاف	صحت اسکی تم سے پوشیدہ ہی صاف

[1] انبیا بولے الخ، شعر انبیا نے کہا کہ فال بد جان سے تمھاری مدد رکھتی ہے آگے اسکی مثال ہے اگر تو جائے پرخطر مین سوتا ہی تیرے قصد ہلاکت کو ایک اژدہا آئے اور اب کاٹتا ہے تو کہے گا کہ فال بد تو کیون کرتا ہے وہ کہے کہ فال کیا تو اٹھ روشنی مین دیکھ لے مین فال بد سے تجکو چھڑاتا ہون اور بچاتا ہون کہ گھر کی راہ لے جو نبی باطن سے تجھے آگاہ کرے وہ دیکھتا ہے جو کوئی نہ دیکھے یعنے امر واقعی فال بد نہین ہوتا ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔

[2] گر طبیب الخ، شعر اگر طبیب کہے کہ تو غورہ مت کھا تجھے بیماری سوا کر دے تو کہے گا فال بد کیون کہتے ہو پس اہل پند کو مجرم کیون کرتے ہو اگر نجومی تجھ سے کہے کہ آج تو اپنے ہاتھ سے کام نہ کر کیونکہ آج کا دن اچھا نہین ہے تا اسمین تو نادم نہو اور برا سو دفعہ اسکی نجوم جھوٹھ پائے اگر دو دفعہ سچ ہو تو لیوے آگے حقائق ہین یہ نجوم ہماری ہرگز خلاف نہین ہے صحت اسکی صاف پوشیدہ تم سے یعنے غیب گوئی انبیا کی صحیح اور درست ہے اور کچھ خلاف اسمین نہین ہے باقی حقائق آگے ہین فافہم ۱۲۔

آن طبیب وآن منجم از گمان ۔ میکنند آگاہ وما خود از عیان
دود مے بینیم وآتش از کران ۔ حملہ مے آرد بسوئے منکران
تو ہمیگوئی خمش کن زین مقال ۔ کز زبان ہست فال شوم فال
یکنی نصیح ناصحان را نشنوی ۔ فال بد با تست ہر جا میروی
افعی بر پشت تو بر مے رود ۔ او ز بامے بیندت آگہ کند
گویمش خاموش غمگینم مکن ۔ گوید او خوش باش خود رفت این سخن
چون زند افعی دہان بر گردنت ۔ تلخ گردد جملہ شادی کردنت
پس بدو گوئی ہمین بود ای فلان ۔ چون شد بد ریدے گریبان ز فغان
یار بالائیم تو سنگے مے زدی ۔ تا مرا از جد نمودی آن بدی
او بگوید نے کہ مے آزردہٴ ۔ تو بگوئی نے کہ شادم کردہٴ
گفت من کردم جوانمردے وپند ۔ تا رہانم من ترا زین خشک بند
از لئیمی حق آن نشناختی ۔ مایہٴ ایذا وطغیان ساختی
این بود خوے لئیمان دنی ۔ بد کنند با تو چو نیکوئی کنی
نفس را زین صبر می کن منحنیش ۔ کہ لئیم ست ونساز د نیکوئیش
با کریمے گر کنی احسان سزد ۔ ہر یکے را او عوض ہفصد دہد
با لئیمے چون کنی قہر وجفا ۔ بندہٴ گردد ترا بس باوفا
کافران کارند در نعمت جفا ۔ باز در دوزخ نداشان ربنا
کہ لئیمان در جفا صافی شوند ۔ چون وفا بینند خود جافی شوند

[1] وہ نجومی وطبیب از رہ گمان ۔ کہتے ہیں اور ہم کہیں از خود عیان
دیکھتے ہیں آگ کو ہم اور دھوان ۔ حملہ کرتی ہے وہ سوئے منکران
تم یہ کہتے ہو کرو مت یہ مقال ۔ دی ہمیں نقصان فال شوم فال
تم نصیحت ناصحون کی نے سنو ۔ فال بد ہمراہ ہے تم جس جا پھرو
جا رہا ہو سانپ تیری پیٹھ پے ۔ بام سے اک دیکھے اور آگہ کرے
تو کہے چپ مجکو غمگین مت کرے ۔ وہ کہے کہ اچھا صاحب جائیے
سانپ کاٹے جبکہ گردن پر ترے ۔ عیش سارے تلخ ہو جاوین تجھے
[2] بس کہے تو ای فلان ایسا ہی تھا ۔ کیون نہ چلا کر مجھے تو نے کہا
میرے پتھر مارتا بالا سے تو ۔ وہ بلا مجکو دکھاتا کہ کے تو
وہ کہے کہ تو ہوتا تھا خفا ۔ وہ کہے کہ خوش مجھے تو کرتا تھا
بولے ہم نے کی نصیحت اس لیے ۔ تا چھڑائین تمکو ہم اس قید سے
تم نے حق جانا لئیمی سے نہین ۔ اور کیا پیدا یہ مایہ بغض وکین
ہے یہ عادت بد لئیمون کی اخی ۔ جو کرین نیکی کرین تجھ سے بدی
[3] کر تو لاغر نفس کو اس صبر سے ۔ ہے لئیم اور کچھ نہین نیکی کرے
گر کریمون سے کرے احسان کو ۔ ایک کے دیوین عوض وہ سات سو
جو لئیمون سے کرے قہر وجفا ۔ تیرے بندے ہووین وہ بس باوفا
کرتے ہین کفار نعمت مین جفا ۔ پھر ندا دوزخ مین انکی ربنا
ہون لئیم ابصاف جو دیکھین جفا ۔ اور ظالم تر ہون جو دیکھین وفا

---

[1] وہ نجومی الخ، شرح وہ نجومی اور طبیب از راہ گمان کے کہتے ہین اور ہم از راہ عیان کے کہتے ہین ہم دیکھتے ہین آگ اور دھوان بھی کہ وہ حملہ کرتی ہے طرف منکرون کے تم کہتے ہو کہ یہ باتین مت کرو ہمین باتین بدفالی کی نقصان دیتی ہین تم نصیحت ناصحون کی مت سنو فال بد ہمراہ ہے جس جا تم پھرو آگے اسکی مثال ہے تو جائے اور سانپ تیری پیٹھ پر ہو بام سے ایک دیکھے اور آگاہ کرے تو کہے کہ چپ رہ مجکو غمگین مت کر وہ کہے کہ اچھا صاحب جائیے جبکہ سانپ کاٹے گردن پر تیری عیش سب تلخ ہو جائین تجھے باقی مثال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[2] بس کہے الخ، شرح پس تو کہے کہ ای فلانے ایسا ہی تھا تو نے چلا کر کیون نہین مجھے کہا میرے پتھر مارتا تو اوپر سے اور وہ بلا تو مجکو کہہ کر دکھاتا وہ کہے کہ تو خفا ہوتا تھا تو کہے کہ تو خوش مجھے کرتا تھا کہا کہ ہمنے نصیحت اس لیئے کی کہ تاتمکو چھڑائین اس قید سے تم نے لئیمی سے حق نہ جانا اور مادہ بغض وکینہ کا پیدا کیا آگے حقائق ہین یہ لئیمون کی عادت بد ہے کہ جو کرین نیکی تو بدی اسکا بدلہ دین اور بدون سے بدی پیدا ہوتی ہے باقی حقائق آگے ہین فافہم ۱۲

[3] کر تو لاغر الخ، شرح اس صبر سے تو نفس کو لاغر کر کہ لئیم ہے اور نیکی نہین کرتا ہے اگر تو کریمون سے احسان کرے ایک کے سات سو دیوین جو لئیمون سے قہر وجفا کرے تو وہ تیرے بندے ہو دین باوفا کفار نعمت مین جفا کرتے ہین پھر دوزخ مین وہ ربنا کی ندا کرتے ہین لئیم صاف ہو دین جو جفا دیکھین اور جور وجفا دیکھین تو اور ظالم تر ہو دین یعنے لئیمون پر اگر جفا کرین تو وہ دغا کرتے ہین اور اگر وفا کرین تو ظالم ہو دین چونکہ نفس لئیم ہے تو یہ جفا سے وفا کرتا ہے اسواسطے اللہ نے اہل نفس کے واسطے دوزخ پیدا کی ہے چنانچہ اسکا حال آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

حکمت در آفریدن دوزخ در آن جہان و زندان درین جہان تا معبد متکبران گردد کہ ائتیا طوعاً او کرہاً

حکمت پیدا کرنے مین دوزخ کی اس جہان مین اور زندان کے اس جہان مین تا عبادتگاہ منکرون کی ہو کہ ائتیا طوعاً او کرہاً

مسجد طاعاتشان پس دوزخ ست / پای بند مرغ بیگانہ فخ ست
ہست زندان صومعۂ دزد لئیم / کاندران ذکر شود حق را مقیم
چون عبادت بود مقصود از بشر / شد عبادتگاہ گردنکش سقر
آدمی را ہست در ہر کار دست / لیک ازو مقصود این خدمت بدست
ما خلقت الجن والانس این بخوان / جز عبادت نیست مقصود از جہان
گرچہ مقصود از کتاب آن فن بود / گر تواش بالش کنی ہم میشود
لیک ازو مقصود این بالش نبود / علم بود و دانش و ارشاد و سود
گر تو میخی ساختی شمشیر را / برگزیدی بر ظفر ادبیر را
گرچہ مقصود از بشر علم ہدیٰ ست / لیک ہر یک آدمی را معبدی ست
معبد مرد کریم اکرمتہ / معبد مرد لئیم اسقمتہ
مر لئیمان را بزن تا سر نہند / مر کریمان را بدہ تا بر دہند
لاجرم حق ہر دو مسجد آفرید / دوزخ آنہا را و اینہا را مزید

دوزخ انکی مسجد طاعات ہے[1] / پای بندی مرغ کی پھندہ بنے
ہے عبادت گاہ زندان چور کی / جو کرے اسمین وہ حق کی بندگی
جو عبادت تھی غرض انسان سے / ہوئی عبادت گہ سقر کفار پے
اختیار انسان کو ہے ہر کام مین / پر غرض اس سے یہی طاعات ہین
ما خلقت الجن والانس[a] پڑھو / جز عبادت نے غرض عالم سے ہو
جو کتابوں سے غرض اس فن کی ہے / گر کرے تکیہ تو انکو ہو سکے
پر غرض انکی نہ اس تکیہ سے تھی / علم کی تھی اور خرد ارشاد کی
میخ[2] تونے گر کیا تلوار کو / بس ظفر پر لے لیا ادبار کو
گرچہ انسان سے غرض علم و ہدا / پر ہر اک انسان کا ہے معبد جدا
ہے سعادت معبد مرد کریم / ہے شقاوت معبد مرد لئیم
دے لئیمون کو سزا تا رکھیں سر / دے کریمون کو سخا تا دیں ثمر
اس لئے خالق نے کیں دو مسجدیں / دوزخیں انکو وا انکو جنتیں

---

[1] دوزخ الخ، شعر مسجد طاعت دوزخ انکی ہے مرغ کی پابندی دام ہے چور کی عبادت گاہ زندان ہے کہ اسمین حق کی بندگی کرے جو انسان سے غرض عبادت تھی وہ دوزخ عبادت گاہ ہوئی کفار پر انسان کو اختیار ہے ہر کام مین ولیکن اس سے غرض یہی طاعت ہے ترجمہ نہین پیدا کیا ہم نے جنات وانسان کو اب پڑھو کہ سوا عبادت کے غرض عالم سے نہین ہے آگے اسکی مثال ہے جو کتابوں سے اس فن کی غرض ہے اگر تکیہ تو انکا بنائے ہو سکتا ہے لیکن غرض تکیہ کی اُن سے نہ تھی علم اور عقل اور ارشاد کی تھی یعنے مراد انسان کی پیدایش سے عبادت تھی اگر اور کام کرے ہو سکتا ہے لیکن دوزخ کو عبادت گاہ کفار کا اسواسطے کیا کہ آدمی عبادت حالت تکلیف مین کرتا ہے کہ تا عبادت کے وسیلہ سے اس تکلیف سے نجات پائے جبکہ دوزخ کفارون کی عبادت گاہ ہوئی تو بعد عبادت کے نجات پانا ضرور ہے اس سے ثابت ہوا کہ بعد سزائے دوزخ کے کفار بھی تجلی جیسی سے مشرف ہون کیونکہ دوزخ نام بُعد الٰہی کا ہے جبکہ آہ وزاری کفار سے بُعد الٰہی رفع ہوگا تو قرب رہ جائیگا بس اس قرب مین ہمیشہ رہین گے اور تجلی جیسی ہوگی جبکہ تجلی ہوئی تو وہ دوزخ کفارون کو جنت ہوگی بس رویت حق کفارون کو دوزخ مین ہوگی بقول بحر العلوم آگے دوسری مثال اسکی ہے فافہم ۱۲۔

[2] میخ تو بنی الخ، شعر اگر تو نے تلوار کو میخ کیا پس ظفر پر ادبار کو لے لیا اگرچہ انسان سے غرض علم وہدایت ہے ولیکن ہر ایک انسان کا معبد جدا ہے معبد مرد کریم کی سعادت ہے اور مرد لئیم کی شقاوت ہے لئیمون کو سزا دے تا سر رکھین کریمون کو سخا دے تا ثمر دین اسواسطے خالق نے دو مسجدین کین انکو دوزخین اور انکو جنتین یعنے جنت معبد کریمون کی اور دوزخ معبد لئیمون کی ہے اسواسطے دنیا مین بادشاہون کو واسطے مطیع کرنے سرکشون کے پیدا کیا کہ تا انکے جبر سے راستی اختیار کرین فافہم ۱۲۔

[a] نہین پیدا کیا ہمنے جنات وانسان کو۔

بیان آنکہ حق تعالیٰ صورت ملوک را سبب مسخر کردن جباران کہ مسخر حق نیند ساختہ چنانکہ موسیٰ علیہ السلام باب صغیر ساخت بر بیت قدس جہتہ رکوع جباران بنی اسرائیل کہ در وقت آمدن فروتنی کنند کہ ادخلوا الباب سجدا و قولوا حطۃ الیٰ آخرہ

بیان اس بات کا کہ حق تعالیٰ نے صورت بادشاہون کی واسطے مطیع کرنے سرکشون کے کہ مطیع حق کے نہین ہین بنائی جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام نے دروازہ چھوٹا حریم بیت المقدس کا بنایا واسطے سر جھکانے بنی اسرائیل کے کہ وقت آنے کے عجز کرین کہ ادخلوا الباب سجدا و قولوا حطۃ الیٰ آخرہ

ساخت موسیٰ قدس در باب صغیر　　تا فرود آرند سر قوم زحیر
زانکہ جباران بدند و سر فراز　　دوزخ آن باب صغیرست و نیاز
آنچنان کز حق ز لحم و استخوان　　از شہان باب صغیری ساخت آن
اہل دنیا سجدۂ ایشان کنند　　چونکہ سجدہ کبریا را دشمن اند
ساخت سرگین دانگہے محراب شان　　نام آن محراب میر و پہلوان
لائق این حضرت پاکے نیند　　نیشکر نے ایک در صورت نیند
آن سگان زین خران خاضع شوند　　شیر را عارست کو را بگروند
گربہ باشد شحنۂ ہر موش خو　　موش کی بدتا ز شیران ترسد او
خوف ایشان از کلاب حق بود　　خوف شان کی ز آفتاب حق بود
رب الاعلیٰ ست ورد آن مہان　　رب ادنیٰ درخور این ابلہان
موش کے ترسد ز شیران مصاف　　بلکہ آن آہوگان مشک ناف

قدس کا در تنگ موسیٰ نے کیا[1]　　سر جھکے وان تا کہ گمرہ قوم کا
کیونکہ وہ سرکش تھے اور گردن فراز　　دوزخ انکی تنگ رہ اور نیاز
جیسے ہڈی گوشت سے اللہ نے　　تنگ دروازہ بنای شاہ کے
اہل دنیا انکو تا سجدہ کرین　　دشمنی جو سجدۂ حق سے رکھین
انکی محرابونکو سرگین دان کیا　　نام رکھا شاہ اس محراب کا
تم نہین[2] لائق ہو اس درگاہ کے　　نیشکر پاک اور تم خالی ہونے
ان سگون کے یہ گدھے عاجز نہین　　شیر کو عار انکے گرویدہ رہین
ہووی گربہ موش خو کی کوتوال　　شیر سے موشونکو کب خوف و ملال
ہی سگان حق سی بس ہیبت انھین　　آفتاب حق سے نے دہشت انھین
رب اعلیٰ ورد ان نیکون کا ہی　　رب ادنیٰ ہادی بدکارون کا ہی
موش کب شیران جنگی سے ڈرے　　بلکہ ان آہو کو انسے خوف ہے

---

[1] قدس کا در الخ ۱ شعر حضرت موسیٰ نے بیت المقدس کا دروازہ تنگ کیا تھا کہ وہان سر جھکے گمراہون قوم کا کیونکہ وہ سرکش اور گردن فراز تھے در تنگ اور نیاز ان کی دوزخ ہے آگے اسکی مثال ہے جیسے اللہ نے ہڈی گوشت سے دروازے تنگ بنائے بادشاہون کی اہل دنیا انکو تا سجدہ کرین جو سجدہ حق سے دشمنی رکھتے ہین انکی محرابون کو سرگین دان کیا اور اس محراب کا نام بادشاہ رکھا آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

[2] تم نہین الخ ۲ شعر تم لائق اس درگاہ کے نہین ہو وہ نیشکر پاک ہین اور تم خالی نے ہو ان سگون کے یہ گدھے عاجز رہتے ہین شیرون کو عار ہے کہ انکے گرویدہ رہین گربہ موش خو کی کوتوال ہے موشون کو شیر سے کب خوف ہے ہیبت انھین سگان حق سے ہے آفتاب حق سے انھین دہشت نہین ہے ان نیکون کا رب اعلیٰ ورد ہے اور بدکارون کو رب ادنیٰ ہادی ہے موش شیران جنگی سے کب ڈرین بلکہ آہو ونکو انسے خوف ہے یعنے اہل دنیا انبیاؤن سے ڈرتے ہین کہ اولیا انکی مدارات سے خبردار ہین شاہان اہل دنیا بادشاہون سے ڈرتے ہین اسواسطے اللہ نے بادشاہون کو انکے واسطے تنگ دروازہ کیا ہی تاکہ گردن فراز انکے آگے سر جھکائین باقی حال آگے ذکر فافہم

رو بپیش دیگ لیس ای کاسہ لیس | پیش خداوند ولی نعمت نویس
بس کن این شرحی بگویم دور دست | خشم گیرد میر ہم داند کہ ہست
حاصل آن آمد کہ بد کن ای کریم | با لئیمان تا نہد گردن لئیم
با لئیم نفس چون احسان کند | چون لئیم آن نفس بد کفران کند
زین سبب بد کاہل نعمت شاکر اند | اہل نعمت طاغیند و ماکر اند
ہست طاغی سرور زرین قبا | ہست شاکر خستۂ صاحب عبا
شکر کے روید ز املاک و نعم | شکر مے روید ز بلوا و سقم

عارفون کے آگے جا ای طالع تو[1] | لکہ خداوند جہان شاہان کو
شرح بس کر کہنا طولانی رکھے | شاہ غصہ ہو وجا ہے ہست ہے
اس سے یہ حاصل ہوا بد کر کریم | تو لئیمون سے کہ رکھین سر لئیم
جو لئیم نفس پہ احسان کرے | جون لئیم آخر کو وہ کفران کری
اہل محنت اس سبب شاکر ہوئے | اہل نعمت اس لیے باغی بنے
بس ہین باغی سرور زرین قبا | بس ہے شاکر خستہ دل کہنہ عبا
شکر کب ہوتا ہی ملک و مال سے | شکر ہوتا رنج اور اشکال سے

قصۂ عشق صوفی بر سفرہ تہی از خورش

قصہ عشق صوفی کا خالی دستر خوان پر کھانے سے

صوفئی بر میخ روزے سفرہ دید | چرخ میزد جامہ را می درید
بانگ میزد نک نوائے بے نوا | قحطہا و درد ہا رانک دوا
چونکہ درد و سوز او بسیار شد | ہر کہ صوفی بود با او یار شد
کخ کخے و ہائے ہوئے میزدند | تا کہ چندین مست و بیخود می شدند
بوالفضولی گفت صوفی را کہ چیست | سفرۂ آویختہ از نان تہی ست
گفت رو رو نقش بے معنیستی | بیخبر از خویش و عاشق نیستی
عشق نان بے نان غذای عاشق است | قید ہستی نیست ہر کو صادق است
عاشقان را کار نبود با وجود | عاشقان را ہست بی سرمایہ سود

صوفی کو کھونٹی پہ دستر خوان ملا[2] | ناچا اور اپنے کپڑے پھاڑتا
کہتا یہ سامان ہی بے سامان کا | قحط کی اور درد کی یہ ہے دوا
درد و سوز اسکا ہوا جب بے شمار | جو کہ صوفی تھا ہوا وہ اسکا یار
قہقہے اور ہای ہو وہ کرتے تھے | یان تلک کہ مست و بیخود ہوتے تھے
بس کہا صوفی سے اک نادان نے | خالی روٹی سے یہ دستر خوان ہے
بولا جا جا نقش بے معنی ہے تو[3] | نہ ہی عاشق بیخبر ہی خود سے تو
عشق نان بے نان غذا عاشق کی ہے | قید ہستی کب بھلا صادق کی ہے
عاشقون کو تن سے نہ ہوتا ہی کام | عاشقون کو سود بے پونجی تمام

[1] عارفون کی الخ شعر ای طالع تو عارفون کے آگے جا اور لکہ بادشاہون کو خداوند جہان اسکی شرح بس کر یہ کہنا طول ہوتا ہی شاہ غصہ ہو اور تجھے ہست جانے آگے اسکے حقائق ہین اس سے یہ حاصل ہوا کہ ای کریم تو لئیمون کے ساتھ بدی کر تاکہ وہ لئیم سر رکھین جو تو لئیم نفس پر احسان کرے لئیمون کے مانند وہ آخر کو کفران نعمت کرے اسواسطے اہل محنت شاکر ہوئے اور اہل نعمت باغی ہوئے پس وہ باغی سرداران زرین قبا ہین اور شاکر خستہ دلان کہنہ عبا ہین شکر ملک و مال سے کب ہوتا ہے شکر رنج اور مشکل سے ہوتا ہے یعنے نفس پر تم سختی کرو کہ وہ مثل لئیمون کے مطیع ہووے کیونکہ لئیم بسبب سختی و رنج شکر کیے کرتے ہین چنانچہ اسکا حال قصہ صوفی مین آگے بیان کرتے ہین فافہم ۱۲۔

[2] صوفی الخ شعر ایک صوفی کو دستر خوان کھونٹی پر دکھائی دیا پس وہ ناچتا اور کپڑے پھاڑتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ سامان ہے بے سامان کا اور قحط و درد کی یہ دوا ہے جب درد و سوز اسکا بہوا ہوا جو کوئی صوفی تھا اسکا وہ یار ہوا قہقہے اور ہا ہو وہ کرتے تھے یہانتک کہ مست و بیخود ہوتے تھے پس صوفی سے ایک نادان نے کہا کہ یہ دستر خوان روٹی سے خالی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[3] بولا جا جا الخ شعر صوفی نے کہا جا جا تو نقش بے معنے ہے تو عاشق نہین ہے اپنے سے بیخبر ہے کیونکہ عشق نان کا بغیر نان کے عاشق کی غذا ہی قید ہستی صادق کی کب ہے عاشقون کو بدن سے کام نہین ہوتا ہے عاشقون کو بے پونجی کے سود تمام ہوتا ہے پر نہین ہین اور گرد عالم کے اڑتے ہین اور گیند بغیر ہاتھون کے لے جاتے ہین آگے اسکی مثال ہے معنے کی درویش نے بوپائی زنبیل بنتا تھا وہ بغیر ہاتھون کے یعنے عاشق محتاج جسم کے نہین ہین بغیر جسم کے کام کرتے ہین اور غذاے روحی وہ کھاتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

بال نے وگرد عالم مے پرند   دست نی و گوز میدان می برند
آن فقیری کوز معنی بوی یافت   دست بریدہ ہمی زنبیل بافت
عاشقان اندر عدم خیمہ زدند   چون عدم یکرنگ و نقشِ واحدند
شیر خوارہ کی شناسد ذوق قوت   مر پری را بوی باشد لوت پوت
آدمی کے بو برد از بوے او   چونکہ خوئی اوست ضدِ خوی او
پیش قبطی خون بود آن آب نیل   آب باشد پیش سبطے آن جلیل
جادہ باشد بحر ز اسرائیلیان   غرقہ گہ باشد ز فرعونِ عوان
باد بُد بر عادیان گرز و بتر   لیک بُد بر ہود و بر قومش ظفر
گلستان باشد بر ابراہیم نار   لیک بر نمرود باشد زہر مار
بر سمندر باشد آتش خاندان   لیک باشد بُرد گر مرغان زیان
نزد عاشق درد و غم حلوا بود   لیک حلوا بر خسان بلوا بود

پر نہین اور گرد عالم اڑتے ہین   گیند بے ہاتھونکے وہ لیجاتے ہین
بوئے معنی پائی جو درویش نے   بنتا تھا زنبیل وہ بے ہاتھ کے
[1] جو عدم مین عاشقان خیمہ زن ہین   نقش واحد جون عدم یکرنگ ہین
ذوق کھانے کا نہ جانے شیر خوار   اور پریونکی غذا ہی بوئے یار
پائے کب بو آدمی بو اُسکی سے   کیونکہ خو اُسکی سے ضد خو اُسکی ہے
قبطیون کو خون ہے آب رود نیل   سبطیون کو آب باحکم جلیل
بحر اسرائیلیون کو راہ دے   غرق گہ فرعونیون [illegible] بنے
عادیون پر تھی ہوا گرز و بتر   پر تھی ہود اور قوم پر اُنکی ظفر
[2] ہو گلستان نار ابراہیم پے   ہو وہی نمرود پے آفات سے
اور سمندر پر یہ آتش خانہ ہو   دوسرے مرغون پہ آتش خانہ ہو
عاشقون پر درد و غم حلوا بنے   ناکسون کو حلوا بس کڑوا دکھے

مخصوص بودن یعقوب علیہ السلام بہ چشیدن جام حق تعالےٰ از روی یوسف علیہ السلام و کشیدن بوی حق از بوی یوسف علیہ السلام و حرمان برادران و غیرہم ازین ہر دو صفت

خاص ہونا یعقوب علیہ السلام کا جام نوشی حق تعالیٰ مین رخ یوسف علیہ السلام سے اور پانا بوی حق کو بوی یوسف علیہ السلام سے اور محروم رہنا بھائیون و غیرہ کا ان دونون صفت سے

آنچہ یعقوب از رخ یوسف بدید   وانچہ او از بوے او اندر کشید
وانچہ دروی بود اندر چہ بدید   خاص او بد آن باخوان کے رسید

[3] جو رخ یوسف کو بس یعقوب نے   دیکھا اور بو پائی اُسکے جسم سے
دیکھا جو اُسمین و اندر اسکے تھا   حصہ انکا تھا نہ اخوان کو ملا

سلہ جو عدم الخ ۱ شعر جو عدم مین خیمہ رکھتے ہین نقش واحد مانند عدم کے ایک رنگ ہین آئے اسکی مثال ہے بچے شیر خوار ذوق کھانے کا نہیں جانتے ہین اور پریون کی غذا بو ہے پس آدمی تو کب پائے اُسکی بو سے کیونکہ اُسکے خو سے اس کی خو ضد ہے آب رود نیل قبطیونکو خون ہے اور سبطیون کو آب ہے بحکم خدا دریا اسرائیلیون کو راہ دے اور غرق گاہ فرعون کا بنے ہوا عادیون پر گرز و تبر اور ہود اور انکی قوم پر ظفر ای یعنی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ ہو گلستان الخ ۳ شعر نار ابراہیم پر گلستان ہو اور نمرود پر آتش ہو سمندر پر خانہ ہوا ای دوسری مرغون پر آتش خانہ ہو عاشقون پر درد و غم حلوا بنے ناکسون کو حلوا کڑوا رکھے یعنے عاشق عدم مین رہتے ہین اسواسطے مانند عدم کے سب ایک رنگ ہین وہی ایک شے ہے کہ دوستان حق کو نفع دیتی ہے اور دشمنان حق کو ضرر پہونچاتی ہے جیسے حسن یوسف عم یعقوب عم کو خوش معلوم ہوتا تھا اور بھائیونکو زبون چنانچہ اسکا قصہ آگے مثال مین ہے فافہم ۱۲۔

سلہ جو رخ الخ ۲ شعر جو رخ یوسف کو دیکھا اور اُسکے جسم سے بو پائی وہ اسمین دیکھا کہ جو اسکے اندر تھا بھائیون کو نہ ملا یعنی یہ حکایت مولانا مقام تشبیہ مین فرماتے ہین کہ بوی یار کہ صورتون مین عاشق پالیتے ہین اور غافل اس سے محروم رہتے ہین آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

این ز عشقش خویش در چہ مے فگند — وان بکین از بہر او چہ می کند
سفرۂ او پیش این از نان تہی ست — پیش یعقوب ست پر کو مشتہی ست
روی ناشستہ نہ بیند روی حور — لا صلوۃ گفت الا بالطہور
عشق باشد لوت و پوت جانہا — جوع ازین روی ست قوت جانہا
جوع یوسف بود مر یعقوب را — بوئے نانش میرسید از دور جا
آنکہ بستد پیرہن را می شتافت — بوی پیراہان یوسف می نیافت
وانکہ صد فرسنگ زان سو بد او — چونکہ بد یعقوب می بوئید بو
ای بسا عالم ز دانش بے نصیب — حافظ علم ست آنکس نے حبیب
مستمع از وے ہمے یابد مشام — گرچہ باشد مستمع از جنس عام
زانکہ پیراہن بدستش عاریہ ست — چون بدست آن نخاسی جاریہ ست
جاریہ پیش نخاسی سرسری است — در کف او از برای مشتری ست
قسمت حق ست روزی خواہ نے — ہر یکے را سوئے دیگر راہ نے
یک خیال نیک باغ آن شدہ — یک خیال زشت راہ این زدہ
آن خیالے از اثر باغے شدہ — وان خیالے عالمے برہم زدہ
آن خدائے کز خیالے باغ ساخت — وز خیالی دوزخ و جای گداخت
پس کہ داند راہ گلشن ہاے او — پس کہ داند جای گلخنہاے او

عشق سے[1] اسکے یہ خود چہ مین پڑے — کھو دین کینہ سے وہ چہ اسکے لیئے
آگے انکے خالی دسترخوان دو — آگے پر یعقوب کے خواہش تھی جو
زشت رو کب دیکھتا ہی روی حور — لا صلوۃ بولا الا بالطہور
عشق باطن مین غذا ہی جان کی — اس سبب سے بھوک قوت جان ہوئی
بھوک یوسف کی تھی بس یعقوب کو — دور سے پہنچی تھی اسکی نان کی بو
جو کہ پیراہن کو لے کر کے چلا — بوئے یوسف کو نہ اس سے پا سکا
جو کہ بس سو کوس کے رستہ پہ تھا — بس وہ تھا یعقوب کہ بو سونگھتا
ای بہت[2] عالم کہ ہین دور عقل سے — ہین وہ علامہ زمانہ کے بڑے
سننے والا اُنسے بس پاتا ہی بو — گرچہ جنس عام سامع ہو انکو
کیونکہ پیراہن رکھے وہ عارضی — جیسے بائع رکھے لونڈی عارضی
عارضی لونڈی فروشندہ رکھے — کر لیئے ہی مشتری کے واسطے
قسمت حق ہی نہ روزی خواہ کے — ایک کو وہ دوسرے کی کب ملے
اک خیال نیک باغ اسکا ہوا — اک خیال بد نے بس گمرہ کیا
یہ خیال[3] اک باغ اثر سے ہو گیا — وہ خیال عالم کو برہم کر گیا
اس خدا نے فکر سے گلشن کیا — اور سفر کو فکر سے گلخن کیا
کون جانے اسکے بس گلشن کی راہ — کون جانے اسکے بس گلخن کی راہ

سلہ عشق سے الخ، شعر عشق یوسف سے یعقوب عم چاہ مین پڑے اور بھائی کینہ سے چاہ اسکے لیے کھودین اُنکے آگے وہ دسترخوان خالی تھا اور آگے یعقوب کے پر تھا کہ انکو خواہش تھی آگے حقائق ہین زشت رو کب دیکھتا ہی روے حور کو ترجمہ نہین ہے نماز مگر ساتھ حضور کے باطن مین عشق غذا جان کی ہے یعقوب کو بھوک یوسف کی تھی دور سے انکی نان کی بو پہونچی تھی جو کہ پیراہن لے کر گیا تھا بوے یوسف کو اس سے نہ پا سکا اور جو کہ سو کوس کی راہ پر تھا وہ یعقوب تھا بو سونگھتا تھا یعنے جو کہ عاشق ہوتا ہے وہ اسکی بو پاتا ہے گو سو برس راہ پر ہو اور جو با عشق نہین ہوتا ہے گو وہ پاس ہو بے خبر رہتا ہے اسی طرح عشاق اسی بو یار کی ہر جا سے پاتے ہین اور غافل محروم رہتے ہین آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔
سلہ ای بہت الخ، شعر ای بہت عالم کہ دور عقل سے ہین اور بڑے علامہ زمانہ کے ہین سننے والا انسے بو پاتا ہے اگرچہ سامع جنس عام سے ہو کیونکہ وہ پیراہن عارضی رکھتے ہین جیسے بائع لونڈی رکھتا ہے فروشندہ لونڈی عارضی رکھتا ہی کہ مشتری کے واسطے لایا ہے، قسمت حق کی ہی روزی خواہ کی قسمت نہین ہے کہ ایک کو دوسرے پر راہ کب ملتی ہے ایک کو خیال اسکا نیک باغ ہوا ایک کو خیال بد نے گمراہ کیا یعنے ایک عالم عقل نہین رکھتا ہے اور علامہ زمانہ کا ہی اور عام لوگ اس سے ہدایت پاتے ہین اور خود وہ محروم ہی یہ خدا کی بخشش ہے کہ جسکو چاہا دیا اگر اپنی قسمت ہوتی تو ایک عالم حسب خواہ پاتا باقی حال اسکا آگے ہی فافہم ۱۲ سلہ یہ خیال الخ، شعر یہ خیال اثر سے باغ ہو گیا وہ خیال رسوائی عالم ہو اس غذا نے خیال سے گلشن کیا اور سفر کو خیال سے گلخن کیا کون اسکے گلشن کی راہ جانے اور کون اسکے گلخن کی راہ جانے کیا مجال ہے جو دیدہ بان دل کا دیکھے کہ جان کے کس رکن سے خیال آتا ہے ہان وہ دل کہ جو حق سے مدد چاہے اور ہستی اسکی اللہ نے نیست کی ہے اگر اسکا مطلع کرے دیکھتا راہ خیال بد کی بند کرتا لیکن اس جگہ قدم جاسوس کا کب پہونچے کہ سکونت گاہ اسکی قدم ہے یعنے خداوند عالم نے خیال سے خوشی و غم پیدا کیا ہے و لیکن کون جانتا ہی کہ خیال جان مین کس راہ سے آتا ہے اور اولیاء اللہ جانتے ہین اور اگر ہر کوئی جانتا تو راہ خیال بد کی بند کرتا باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔

دیدہ بانِ دل نہ بیند در مجال ... گر کند این کن جان آید خیال
جز مگر آن دل کہ دارد عونِ حق ... کون او در نیست کردہ کونِ حق
گر بدید مطلعش از احتیال ... بند کردے راہ ہر ناخوش خیال
کے رسد جاسوس رہ آنجا قدم ... کہ بود مرصاد و دربندِ عدم
دامنِ فضلش بکف کن کور وار ... قبض اعمیٰ این بود اے شہریار
دامن او امرِ فرمانِ وصیت ... نیکبختی کہ تقی جانِ ویست
آن یکے در مرغزار و جوئے آب ... وان یکے پہلوے او اندر عذاب
او عجب ماندہ کہ ذوقِ آن ز چیست ... وین عجب ماندہ کہ این در حبس کیست
ہین چرا خشکے کہ اینجا چشمہاست ... ہین چرا زردی کہ اینجا صد دواست
ہین بیا اے ہمنشین در انجمن ... گوید اے جان من نیارم آمدن
ہین بیا جانان کہ پایت بستہ نیست ... گویدش نی زین تنانم تو بایست
یک مثل آمد درین معنی بگفت ... تو کہ یابی زین بیانِ سرِ نہفت
اندرین معنے بگویم قصۂ ... گوش بکشا تا بری زان حصۂ

دیدبانِ دل کا جو دیکھے کیا مجال ... جانکے کس رکن سے آتا خیال
ہان وہ دل جو کہ مدد حق سے رکھے ... ہستی اسکی نیست کی اللہ نے
دیکھتا گر مطلع اسکا مکر سے ... بند کرتا تازہ خیال بدعنلے
پہونچے کب جاسوس کا ہی جا قدم ... کہ سکونت گاہ اسکی ہے عدم
دامنِ سلہ فضل اسکا کورانہ پکڑ ... یہ گرفت اندھون کی ہی اے بخیر
دامن اسکا حکم اور فرمان ہے ... نیکخو ہی وہ کہ صافی جان ہے
ایک وہ ہی نہر و سبزہ زار مین ... اک پھنسا ہی وہ عذابِ نار مین
وہ عجب مین ہی کہ ذوق اسکو ہی کیون ... یہ عجب مین ہی کہ قید اسکو ہی کیون
کس لیے ہی خشک یان ہین چشمہا ... کس لیے ہی زرد یان ہی سو دوا
آؤ تو اے ہمنشین اس باغ مین ... کھوے آسکتا نہین اے جان مین
آؤ سکہ جانان نہ ترا پانون بندھا ... کھوے نے آسکتا ہین تو ٹھہر جا
اک مثل یاد آئی اب اس بات کیلیے ... بھید مخفی پائے تو اُمید ہے
کہتا اس معنی مین ہون قصہ نکو ... کان کھول اپنا کہ حصہ پائے تو

حکایت امیر و غلامش کہ نماز بارہ بود و اُنس غلام در نماز و مناجات

حکایت امیر اور غلام اُسکے کی کہ نماز کا وقت تھا اور اُنسیت غلام کو نماز و مناجات سے تھی

در زمانہ بود امیرے از کرام ... بود سنقر نام او را یک غلام

سکہ تھا زمانہ مین امیر اک نیکنام ... اور سنقر نام اسکا تھا غلام

سلہ دامنِ فضل الخ ۵ شعر اُسکے فضل کا دامن اندھون کے مانند پکڑ یہ اندھون کی گرفت ہی اے بےخبر اسکا دامن کیا ہی حکم اسکا ہی وہ نیکخو ہے کہ جو صافی جان ہی ایک وہ شخص ہی کہ نہر و سبزہ زار مین ہی اور ایک عذاب نار مین پھنسا ہی وہ تعجب مین ہی کہ اسکو ذوق کیون ہی اور یہ تعجب مین ہی کہ اسکو قید کیون ہی خشک کس لیے ہی کہ یہان چشمے ہین زرد کس لیے ہی کہ یہان سو دوا ہی اے ہمنشین آؤ اس باغ مین کھوے کہ مین نہین آسکتا ہون اے جان باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ سکہ آؤ جانان الخ ۳ شعر جان آؤ تیرا پیر بندھا نہین ہی کھوے کہ نہین آسکتا ہون تو ٹھہر جا اس بات پر اب ایک مثل یاد آئی اُمید ہے کہ بھید مخفی تو پائے اس معنے مین ایک قصہ نیک کہتا ہون تو اپنا کان کھول کہ حصہ پائے یعنے اولیاء اللہ ہر ایک اس طرف بلاتے ہین کہ اس باغ مین آؤ اور یہ غافل محبت دُنیا کے سبب سے نہین جاتے چنانچہ اسکی مثال مین امیر و غلام کی حکایت آئی فرماتے ہین فافہم ۱۲ سکہ تھا زمانہ مین الخ ۹ شعر ایک امیر نیکنام زمانہ مین تھا اور سنقر اسکا ایک غلام تھا امیر کو حاجت غسل کی ہوئی صبح کے وقت کہا سنقر کو کہ ابھی جلدی اُٹھ لنگ اور لگنی اور گل لونڈی سے لے تا حمام کو ہم چلین صبح سے سنقر آیا اور لنگ و لگنی کو لے کر اپنے خواجہ کے ہمراہ چل دیا وہان راہ پر ایک مسجد تھی سنقر نے آواز بانگ کی سُنی جو سنقر کو بہت شوق نماز کا تھا خواجہ سے کہا کہ اے بندہ نواز تو ذرا اس دکان پر ٹھہر میَن لم یکن پڑھ کر فرض ادا کرون الغرض وہ سنقر مسجد کو گیا اور امیر منتظر دکان پر رہا امیر اس زندہ جان کی خاطر سے ایک ساعت دکان پر ٹھہرا رہا باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ ـــ

میر شد محتاج گرمابہ سحر
بانگ زد سنقر ہلا بردار سر

طاس و مندیل و گل از التون بگیر
تا بگرمابہ رویم اے ناگزیر

سنقر آمد طاس و مندیل نکو
برگرفت و رفت با او دو بدو

مسجدے در رہ بد و بانگ صلا
آمد اندر گوش سنقر بر بلا

بود سنقر سخت مولع در نماز
گفت ای میر من ای بندہ نواز

تو برین دکان زمانے صبر کن
تا گزارم فرض و خوانم لم یکن

رفت سنقر میر بر دکان نشست
منتظر از بادۂ پندار مست

میر از بہر دل آن زندہ جان
کرد یک ساعت توقف بر دکان

چون امام و قوم بیرون آمدند
از نماز و وردہا فارغ شدند

سنقر آنجا ماند تا نزدیک چاشت
میر سنقر را زمانے چشم داشت

گفت ای سنقر چرا نائی برون
گفت می نگذاردم ای ذو فنون

صبر کن نک آمدم ای روشنی
نیستم غافل کہ در گوش منی

ہفت نوبت صبر کرد و بانگ کرد
تا کہ عاجز گشت از تیباش مرد

پاسخش این بود مے نگذاردم
تا برون آیم ہنوز اے محترم

گفت آخر مسجد اندر کس نماند
کیست وا میدارد آنجاکت نشاند

گفت آنکہ بستہ است در برون
بستہ است او ہم مرا از اندرون

آنکہ نگذارد ترا کائی درون
می نہ بگذارد مرا کایم برون

آنکہ نگذارد کزانیسو پانہے
او بدینسو بست پائے این رہے

میر کو ہوئی صبح حاجت غسل کی
بولا سنقر کو کہ اُٹھ جلدی ابھی

لنگ لنگی اور گل لونڈی سے لے
تا چلین حمام کو ہم صبح سے

سنقر آیا لنگ اور لنگی کو لے
چل دیا پس ساتھ اپنے خواجہ کے

راہ مین مسجد وہان پر ایک تھی
بانگ کی آواز سنقر نے سنی

تھا بہت سنقر کو جو شوق نماز
بولا خواجہ سے کہ ای بندہ نواز

ٹھہر اس دکان پر اب تو ذرا
لم یکن پڑھکر مین کرون فرض ادا

الغرض مسجد کو وہ سنقر گیا
منتظر بس میر دکان پر رہا

میر بس خاطر سے زندہ جان کے
ایک ساعت ٹھہرا بس دکان پے

[1]جو امام اور مقتدی باہر گئے
ور نماز و ورد سے فارغ ہوئے

چاشت تک سنقر وہان ٹھہرا رہا
میر بس سنقر کی رہ دیکھا کیا

بولا ای سنقر تو آتا کیون نہیں
بولا نہ چھوڑی ہے مجکو ای امین

ٹھہر تو آتا ہون ای آقا مرے
مین نہ غافل ہون مجھے تو یاد ہی

سات بار اسکو پکارا صبر کر
تنگ آیا اُسکے غمزہ سے مگر

تھا جواب اسکا نہین چھوڑی مجھ
تا مین باہر آؤن ایکس طور سے

بولا مسجد مین نہین کوئی رہا
کون ہی جسنے پکڑ تجکو رکھا

[2]بولا جسنے روکا باہر سے تجھے
روکتا ہے باہر آنے سے مجھے

جو نہ چھوڑے اندر آنے کو تجھے
وہ نہ چھوڑے باہر آنے کو مجھے

جو نہ چھوڑے کہ یہان پر آئی تو
اُسنے باندھا یان پہ میرے پاؤن کو

سلہ جو امام الخ، شرح جو امام و مقتدی مسجد کے باہر گئے و نماز و اوراد سے فارغ ہوئے چاشت تک سنقر وہان ٹھہرا رہا اور امیر راہ سنقر کی دیکھا کیا کہا کہ اے سنقر تو کیون نہین آتا ہے کہا کہ مجکو نہین چھوڑتا ہے تو ٹھہر اے میرے آقا آتا ہون مین غافل نہین ہون تو مجکو یاد ہے سات بار اسکو صبر کرکے پکارا اگر وہ اسکے غمزہ سے تنگ آیا یہی جواب اسکا تھا کہ مجکو چھوڑتا نہین ہے مین کس طور سے باہر آؤن کہا کہ مسجد مین کوئی نہین ہے رہا کون ہے کہ جس نے تجکو پکڑ رکھا ہے آگے سنقر کا جواب ہے فافہم ١٢۔

سلہ٢ بولا جسنے الخ، شرح کہا کہ جس نے تجکو باہر سے روکا ہے اُسنے اندر سے مجکو روکا ہے جو اندر آنے کو تجھے نہ چھوڑے وہ مجھے باہر آنے کو نہ چھوڑے جو نہین چھوڑتا ہے کہ تو یہان پر آئے اُس نے یہان پر میرے پاؤن کو باندھا ہے آگے اسکی مثال ہے دریا مچھلیون کو باہر نہین نے دیتا ہے اور خاکیون کو اندر نہین آنے دیتا ہے اصل مچھلی کی آب ہے حیوان کی خاک ہے یہان پر حیلہ و تدبیر باطل ہے آگے اسکے حقائق ہین قفل بھاری خدا کھولنے والا ہے اب تو اختیار کر تسلیم و رضا اگر ذرہ ذرہ کنجیان ہو دین بجز خدائے دادگر کے نہ کھلے یعنے تو رضا و تسلیم اختیار کر وہ مشکل تیری خدا حل کرے گا کہ حلال مشکلات بجز خدا کے کوئی نہین ہے باقی حقائق آگے ہین فافہم ١٢۔

ماہیان را بحر نگذارد برون — خاکیان را بحر نگذارد درون
اصل ماہی ز آب و حیوان از گل ست — حیلہ و تدبیر اینجا باطل ست
قفل زفت ست و کشانیدہ خدا — دست در تسلیم زن و اندر رضا
ذرہ ذرہ گر شود مفتاح ہا — این کشائش نیست جز از کبریا
چون فراموشت شود تدبیر خویش — یابی آن بخت جوان از پیر خویش
چون فراموش خودی یادت کنند — بندہ گشتی وانگہ آزادت کنند
گر تو خواہی حری و دل زندگی — بندگی کن بندگی کن بندگی
از خودی بگذر کہ تا یابی خدا — فانی حق شو کہ تا یابی بقا
گر ترا باید وصال راستین — محو شو واللہ اعلم بالیقین

مچھلیون کو باہر آنے دی نہ بحر — خاکیونکو اندر آنے دے نہ بحر
اصل مچھلی آب حیوان خاک سے — حیلہ و تدبیر باطل یان پہ ہے
قفل بھاری کھولنے والا خدا — اختیار اب کر تو تسلیم و رضا
ذرہ ذرہ کنجیان ہووین اگر — نے کھلے یہ جز خدائے دادگر
اپنی گر تدبیر کو تو بھول جائے[1] — اپنی پیری سے جوان بختی تو پائے
خود کو جو بھولا تجھے یاد اب کرین — تو ہوا بندہ تو آزاد اب کرین
چاہے گر آزادگی دل زندگی — بندگی کر بندگی کر بندگی
تو خودی کو چھوڑ تا پائے خدا — حق مین فانی ہو کہ تا پائے بقا
تو اگر چاہے وصال راستین — محو ہو واللہ اعلم بالیقین

نومید شدن انبیا علیہم السلام از قبول و پذیرائی منکران قولہ تعالیٰ حتی اذا استیئس الرسل الخ

ناامید ہونا انبیا علیہم السلام کا منکرون کے قبول کرنے سے قولہ تعالیٰ حتی اذا استیئس الرسل الخ

انبیا گفتند با خاطر کہ چند — می دہیم این را و آن را وعظ و پند
چند کوبیم آہن سردی زغی — در دمیدن در قفس ہین تا بکی
جنبش خلق از قضا و وعدہ است — تیزی دندان ز سوز معدہ است
عقل اول راند بر عقل دوم — ماہی از سر گندہ گردد نی ز دم
لیک ہم میدان و خر میران چو تیر — چونکہ بلغ گفت حق شد ناگزیر

انبیا نے[2] سوچا اپنے ذہن مین — کب تلک انکو نصیحت ہم کرین
کب تلک ہم کوٹین ٹھنڈے لوہے کو — کب تلک پھونکین قفس مین اے نکو
خلق کی حرکت قضا و عدے سے ہے — منہ کی جنبش گرمی معدہ سے ہی
عقل اول عقل دوم پر رکھی — ماہی سر سے سڑتی نی دم سے اخی
پر تو جان اور خر بھگا مانند تیر — حق نے جو بلغ کہا ہی ناگزیر

[1] اپنی گر تدبیر الخ ۵ شعر اگر تو اپنی تدبیر کو بھول جائے تو اپنی پیری سے جوان بختی پائے جو خود کو بھولا اب تجھے یاد کرین تو بندہ ہوا تو اب آزاد کرین اگر آزادگی و دل زندگی چاہے بندگی کر بندگی کر بندگی اگر تو خودی کو چھوڑے خدا پائے حق مین فانی ہو تا بقا پائے اگر تو وصال اہل اللہ خوب چاہتا ہے ساتھ یقین کے یعنے تو اپنی خودی کو چھوڑ خدا ملے گا کیونکہ یہ خودی تیری حجاب ہے پس خودی کو چھوڑ تا محویت پائے آگے ناامید ہونا انبیا کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

[2] انبیا نے الخ ۶ شعر انبیا نے اپنے ذہن مین سوچا کہ انکو نصیحت ہم کب تک کرین ہم ٹھنڈے لوہے کو کب تک کوٹین اور قفس مین کب تک پھونکین خلق کی حرکت وعدۂ قضا سے ہے جنبش منہ کی گرمی معدہ سے ہے عقل اول عقل دوم پر رکھتی ہے ماہی سر سے سڑتی ہے نہ دم سے یعنے جو کچھ کہ بھلائی و برائی عقل سے پیدا ہوتی ہے وہ اعیان ثابتہ سے آتی ہے کیونکہ جو برائی بیان ہے وہ وہان سے آتی ہے دلیکن تو جان اور خر بھگا مانند تیر کے حق کے جو بلغ کہا ہے ضرور کر یعنے نصیحت تو کر اور جاہلون سے بھاگ مانند تیر کے کہ انبیا کو پیغام خدا پہونچا دینے کا کام ہے تو نہین جانتا ہے کہ آخر کو کون ہے سعی کر اور خود سے باہر ہو آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔

تو نمی دانی که آخر کیستی ۔ جهد کن چندانکه دانی چیستی
چون نهی بر پشت کشتی بار را ۔ بر توکل می کنی آن کار را
تو نمی دانی که از هر دو کئی ۔ غرقه اندر سفر یا ناجئی
گر بگوئی تا ندانم من کیم ۔ در نخواهم تاختن بر کشتی و یم
من درین ره ناجیم یا غرقه ام ۔ کشف گردان کز کدامین فرقه ام
من نخواهم رفت این ره با گمان ۔ بر امید خشک همچون دیگران
هیچ بازرگانی ناید ز تو ۔ آنکه غیبست سر این دو رو
تاجر ترسنده طبع شیشه جان ۔ در طلب نی سود دارد نی زیان
بل زیان دارد که محرومست و خوار ۔ نور او یابد که باشد شعله خوار
چونکه بر بوک (احتمال ۱۲) ست جمله کارها ۔ کار دین اولی کزان یابی رها
نیست دستوری درینجا قرع باب ۔ جز امید الله اعلم بالصواب

تو نہ جانے کہ تو آخر کون ہے ۔ سعی کر ہو خود سے ماہر کون ہے
جو رکھے[1] کشتی پہ اپنے بار کو ۔ بس توکل پر کرے اُس کار کو
تو نہ جانے کون ہے اس دو سے تو ۔ ڈوبنے یا بچنے والا اب ہے تو
گر کہے جبتک نہ جانوں کون ہوں ۔ کشتی اور دریا پہ نہ ہرگز چلوں
ناجی یا غرقہ ہوں میں اس راہ میں ۔ کھول دے ہوں کونسے فرقہ سے میں
نہ چلوں یہ رہ گمان و وہم سے ۔ مثل اوروں کے امید خشک سے
کچھ تجارت اب نہ تجھ سے ہو سکے ۔ کیونکہ بھید اب غیب میں ان دو کا ہے
تاجر[2] خوف طمع اور شیشہ جان ۔ نہ طلب میں سود رکھے نہ زیان
بل زیان رکھے کہ مفلس خوار ہے ۔ نور وہ پائے جو شعلہ خوار ہے
جو کہ ساری کام ہیں امید پے ۔ کار دین بہتر رہائی تا ملے
نہ اجازت یاں بجا کوئی باب ۔ جز امید الله اعلم بالصواب

بیان آنکه ایمان مقلد خوف ست و رجا ۔ بیان میں اسکے کہ ایمان مقلد کا خوف ہے اور رجا

داعی هر پیشه امیدست و بوک ۔ گرچه گردنشان ز کوشش شد چو دوک
بامدادان چون سوی دکان رود ۔ بر امید و بوک روزی می دود
بوک روزی نبودت چون میری ۔ خوف حرمانست تو چونی قوی
خوف حرمان ازل در کسبهات ۔ چون نگردی سست اندر جستجوت

قصد[3] پیشہ کا امید و خوف ہے ۔ گرچہ گردن سعی سے تکلا بنے
صبح کو جو سوے دکان جای ہے ۔ دوڑتا ہے روزی کی امید پے
خوف روزی گر نہیں جاتا ہے کیوں ۔ خوف حرمان ہے تو پھر سوتا ہے کیوں
خوف[4] حرمان ازل کے کس لیے ۔ نہ کیا عاجز تلاش رزق سے

[1] جو رکھے الخ ۲ شعر جو اپنے بار کو کشتی پر رکھے وہ توکل پر اس کام کو کرے تو نہ جانے کہ اُس دو سے کون ہے تو اب ڈوبنے والا یا بچنے والا ہے تو اگر تو کہے کہ میں جب تک نہ جانوں کون ہوں کشتی دریا پر ہرگز نہ چلوں بچنے والا یا ڈوبنے والا اس راہ میں ہوں میں تو کھول دے کہ میں کون سے فرقہ سے ہوں یہ راہ نہ چلوں گمان وہم سے دوسروں کی مانند امید خشک پر تجھ سے کچھ تجارت اب نہ ہو سکے کیونکہ غیب میں ان دو کا ماہر ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[2] تاجر خوف الخ ۴ شعر تاجر خوف طمع اور شیشہ جان طلب میں نہ سود رکھتا ہے نہ زیان بلکہ زیان رکھتا ہے کہ مفلس اور خوار ہے جو کہ وہ نور پائے جو شعلہ خوار ہے جو کہ سب کام امید پر ہیں کام دین کا بہتر ہے تا رہائی ملے یہاں اجازت نہیں ہے کہ کوئی در بجائے سوا امید کے الله خوب جانتا ہے یعنے کسی کو اپنا حال معلوم نہیں ہے کہ میں کون ہوں مقبول سے ہوں یا مردود سے ہوں پس تمام کام امید پر ہیں جیسے ایمان مقید کا چنانچہ اسکا بیان آگے ہے فافہم ۱۲۔

[3] قصد پیشہ الخ ۳ شعر قصد پیشہ کا امید و خوف ہے اگرچہ سعی سے گردن تکلا بنے صبح کو جو طرف دکان کے جاتا ہے روزی کی امید پر پڑا رہتا ہے اگر خوف روزی کا نہیں ہے تو کیوں جاتا ہے اور خوف بے نصیبی کا ہے تو پھر سوتا کیوں ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[4] خوف حرمان الخ ۲ شعر ازل کے خوف حرمان نے کس واسطے کیا عاجز تلاش رزق سے اگر تو کہے تو خوف حرمان مجکو ہے کاہلی میں یہ خوف زیادہ ہے مجھے امید کوشش میں زیادہ ہے کاہلی میں ڈر زیادہ رکھتا ہوں اے بدگمان کار دین میں کس واسطے تیرا دامن پکڑے یہ خوف زیان یا اہل اس بازار کے نہ دیکھے تو نے فائدے کہ انبیاء و اولیاء رکھتے ہیں انکو کیا سامان دکھے اس دکان سے اور انکو کیا بازار سے نفع ملے یہاں آنے سے کیا کیا نفع پہونچے یعنے دنیا ہیں کہ ایک بازار ہے انبیاء و اولیا کو یہاں آنے سے کیا کیا نفع پہونچے آگے ان نفعوں کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

گوئی ار چہ خوف حرمان ست بیش ہست اندر کاہلی این خوف بیش
ہست در کوشش امیدم بیشتر دارم اندر کاہلی افزون خطر
پس چہ در کار دین ای بدگمان دامنت می گیرد این خوف زیان
یا نہ دیدی اہل این بازارہا در چہ سود اند انبیاء و اولیا
زین دکان رفتن چکان شان رو نمود اندرین بازار چہ بستند سود
آتش آنرا رام چون خلخال شد بحر اینرا رام چون حمال شد
از دم آن مردہ زندہ شدہ ابر آنرا سایبانے آمدہ
آہن آنرا رام ہمچون موم شد باد آنرا بندہ و محکوم شد
شد ورا در دفع دشمن چوب مار عنکبوتی شد مراین را پردہ دار

گر کہے تو خوف حرمان ہی مجھے کاہلی مین خوف یہ زیادہ رہے
ہی مجھے امید کوشش مین فزون کاہلی مین کھٹکا ہون زمین فزون
کار دین مین کس لئے ای بدگمان تیرا دامن پکڑے یہ خوف زیان
یا نہ دیکھے اہل اس بازار کے انبیاء و اولیا کے فائدے
کیا ہوئی شان انکی اس دکان سے انکو کیا بازار سے نفع ملے
آگ انکے تابع جون خلخال ہے بحر انکا تابع جون حمال ہے
دم سے انکے مردہ زندہ ہو گیا ابر انکا سائبان اک بن گیا
لوہا انکا موم سا تابع ہوا اور ہوئی محکوم انکی بس ہوا
ہو گئی دشمن کی خاطر چوب مار ہو گئی مکڑی انھون کی پردہ دار

معنے حدیث نبوی علیہ السلام ان للہ تعالے اولیاء اخفیاء

بیان حدیث نبوی علیہ السلام ان للہ تعالے اولیا اخفیاء

قوم دیگر سخت پنہان میروند شہرۂ خلقان ظاہر کے شوند
اینہمہ دارند چشم ہیچکس بر نیفتد بر کیا شان یک نفس
ہم کرامتشان ہم ایشان در حرم نامشان را نشنوند ابدال ہم
یا نمی دانی کرمہاے خدا کو ترا میخواند این سو کہ بیا
شش جہت عالم ہمہ اکرام اوست ہر طرف کہ بنگری اعلام اوست
گر کریمے گویدت آتش در آ اندر آ زود و مگو سوزد مرا
کو ز آتش نرگس و نسرین کند و ز میانش غنچہ ہا سر بر زند
در حقیقت آتش از ہیبت چو ماست گاذر دستار خوان انبیاست

جاتی پوشیدہ ہی قوم اک دوسری خلق مین مشہور ظاہر کب ہوئی
رکھتے یہ سب کچھ ہین نے دیکھے کوئی ظاہرا انکی بزرگی کو کبھی
ہی کرامت بھی حرم مین وہ رہین نام انکا سنتے نی ابدال ہین
یا نہ جانے تو کرمہائے خدا وہ بلاتا ہی تجھے اس سمت آ
شش جہت عالم مین اکرام اسکا ہے جس طرف دیکھے ظہور اسکا ملے
گر کہے تجکو کریم آتش مین آ مت کہو مجکو جلائے جلد جا
آگ کو وہ نرگس و نسرین کرے گل و غنچہ اسکے اندر بس کھلے
آگ جو پانی ہی انکے رعب سے انبیا کی دھوبی دسترخوان کی ہے

سلہ آگ انکی الخ ۹ شعر آتش انکی تابع ہے مانند خلخال کے دریا انکے تابع ہے مانند حمال کے انکے دام سے مردہ زندہ ہو گیا ابر انکا ایک سائبان بن گیا لوہا انکا موم کے مانند تابع ہوا اور ہوا انکی محکوم ہوئی دشمن کے لئے لکڑی سانپ ہوئی اور انکی پردہ دار مکڑی ہوئی یعنے اولیا کا تمام جہان تابعدار ہے مگر کوئی قدر و منزلت کو نہین جانتا ہے کہ وہ پوشیدہ ہین چنانچہ انکی پوشیدگی کا حال آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲
سلہ جاتی پوشیدہ الخ ۳ شعر ایک قوم دوسرے سے پوشیدہ جاتی ہی خلق مین ظاہرا مشہور کب ہوتی یہ سب کچھ رکھتے ہین کوئی نہین دیکھتا ہے انکی ظاہر بزرگی کو بھی کرامت بھی حرم مین وہ رہتے ہین نام انکا ابدال سنتے ہین باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲-
سلہ یا نہ جانے الخ ۵ شعر یا تو نہ جانے کرم خدا کا وہ بلاتا ہے تجھکو کہ اس سمت آ عالم شش جہت اسکا ظہور دیکھے اگر تجکو کریم کہے آتش مین آ مت کہو کہ مجکو جلائے تو جلد جا وہ آتش کو نسرین کرے اور گل و غنچہ اسکے اندر کھلے انکے رعب سے آگ مانند پانی کے ہوئی ہے اور انبیا کے دسترخوان کی دھوبی ہے یعنے کرم اولیا ہے تجھے خبر نہین ہے وہ تجکو جو کہین تو اسپر عمل کر کہ وہ تیرے واسطے بہتر ہوگا گو بظاہر وہ تجکو بلا دکھائی دے مگر تجکو اس مین نفع ہوگا جیسے دسترخوان انس رض بن مالک کا آتش مین پاک و صاف ہوا اور کچھ ضرر نہ پہونچا چنانچہ اسکا قصہ آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲-

حکایت مندیل در تنور انداختن انس ؓ بن مالک و ناسوختن آن

از انس فرزند مالک آمدہ است
کہ بہ مہمانی او شخصے شدہ است

او حکایت کرد کز بعد طعام
دید انس دستارخوان از زرد فام

چرکن و آلودہ گفت ای خادمہ
اندر افگن در تنورش یکدمہ

در تنور پر ز آتش درفگند
آن زمان دستارخوان را ہوشمند

جملہ مہمانان دران حیران شدند
انتظار دود کندوری بدند

بعد یک ساعت برآورد از تنور
پاک و اسپید و ازان اوساخ دور

قوم گفتند اے صحابی عزیز
چون نسوزید و منقی گشت نیز

گفت زانکہ مصطفےٰ دست و لبان
بس بمالید اندرین دستارخوان

چون جمادی را چنان تشریف داد
جان عاشق را چہا خواہد کشاد

مر کلوخ کعبہ را چون قبلہ کرد
خاک مردان باش ای جان در نبرد

بعد ازان گفتند با آن خادمہ
تو نہ گوئی حال خود با این ہمہ

چون فگندی زود این از گفت وے
گیرم او بردہ است در اسرار پے

این چنین دستارخوان قیمتی
چون فگندی اندر آتش ای ستی

گفت دارم از کریمان اعتمید
از عباد اللہ دارم بس امید

میزرے چہ بود اگر او گویدم
در رو اندر عین آتش بے ندم

حکایت ڈالنا دسترخوان انس ؓ بن مالک کا تنور مین اور نہ جلنا اُسکا

یہ انس ؓ فرزند مالک سے سُنا
کہ کوئی مہمان کھانے کو گیا

وہ یہ کہتا جبکہ کھانا کھا چکے
دیکھا دسترخوان انس ؓ نے زرد ہے

اور میلا ہے کہا ای خادما
تو تنور اندر اسے ڈال اب ذرا

اُسنے ڈالا بس تنور اندر اُسے
جو کہ اسدم تھا بھڑکتا آگ سے

سارے مہمان اسمین بس حیران ہی
منتظر بس جلنے دسترخوان کے تھے

پھر نکالا اُسکو بس تنور سے
تھا سفید اور صاف مثل نور کے

قوم بولی ای اصحاب نبی ؐ
کیون نہین اب تک جلا ہی صاف ہی

جو لبادست و لب جو دسترخوان سے
مصطفےٰ نے پونچھے اپنے اس لیے

ایسا خلعت جب جمادی کو دیا
جان عاشق کو کری کیا کچھ عطا

خاک کو کعبہ کی جو قبلہ کیا
خاک مردون کا ہو لڑنے مین دلا

بعد اُسکے اس کنیزک سے کہا
باوجود اسکے نہ کچھ تو نے کہا

تو نے کیون پھینکا وہ اسکی کہنے پے
جانا ہمنے وہ تھا واقف بھید سے

ایسا دسترخوان تو نے قیمتی
پھینکا کیون آتش کے اندر ای ستی

بولی رکھتی ہون سخی سے اعتمید
اور عباد اللہ سے رکھتی ہون امید

کیا ہی دسترخوان اگر کہوے مجھے
آگ مین گر مین گرون بے خوف کے

ؔ۱ یہ انس ؓ الخ ۲ شعر یہ انس ؓ بن مالک سے سُنا کہ مہمان کوئی کھانے کو گیا تھا وہ یہ کہتا تھا کہ جب کھانا کھا چکے دیکھا انس ؓ نے دسترخوان زرد ہے اور میلا ہی خادمہ سے کہا کہ اسکو تو تنور مین ڈال اُسنے ڈالا کہ وہ تنور آتش سے اُسدم بھڑکتا تھا سب مہمان اُسمین حیران رہے اور منتظر جلنے دسترخوان کے تھے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ؔ۲ پھر نکالا الخ ۲ شعر پھر اُسکو تنور سے نکالا سفید و صاف تھا مثل نور کے قوم نے کہا کہ اے صحابی نبی ؐ یہ کیون نہین جلا بلکہ اُجلا بھی ہو گیا کہا کہ دست و لب کو دسترخوان سے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پونچھا اسواسطے نہ جلا ایسا خلعت جب جمادی کو دیا عاشق کی جان کو کیا کچھ عطا فرمائیگا جو کعبہ کی خاک کو قبلہ کیا تو پائے خاک مردون کا ہو لڑنے مین آگے رجوع بقصہ ہی فافہم ۱۲ ؔ۳ بعد اسکے الخ ۹ شعر بعد اسکے اُس کنیزک سے کہا کہ باوجود اسکے تو نے کچھ نہ کہا تو نے اسکے کہنے پر کیون پھینکدیا ہمنے جانا کہ وہ اسکے بھید سے واقف تھا ایسا قیمتی دسترخوان تو نے آتش کے اندر پھینک دیا کہا کہ مین اعتماد سخی سے رکھتی ہون اور عباد اللہ سے امید رکھتی ہون دسترخوان کیا ہی اگر مجھے کہوے آتش مین گردن بے تامل اعتقاد از بس کریمون سے رکھون اُنکے کرم سے ناامید نہین ہون سر کو ڈالون نہ دسترخوان کو کریمون کے بھروسے پر اہل درد اپنے کو اس اکسیر پر ڈال صدق مرد کا صدق زن سے کم نہین ہے وہ مرد کا دل کہ عورت سے کم ہی یہ وہ دل ہی جو شکم پرگندگی سے کم ہے یعنے جو دل مرد کا عورت کے دل سے کمتر ہی اعتقاد مین وہ دل مثل شکم کے پُرگندگی سے ہی پس اولیاء اللہ پر عقیدہ کامل رکھنا چاہیے کہ وہ جو کہین تو دل سے اسپر عمل کر کہ مردانسے تجکو پہونچے گی جیسے حضرت رسول صلعم سے کاروان عرب کو مدد پہونچی چنانچہ انکا قصہ مثال مین آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲—

اندر افتم از کمال اعتقاد / نیستم ز اکرام ایشان ناامید
سر در اندازم درین دستارخوان / ز اعتماد ہر کریم رازدان
ای برادر خود برین اکسیر زن / کم نباید صدق مرد از صدق زن
آن دل مردے کہ از زن کم بود / آن دلے باشد کہ کم ز اشکم بود

اعتقاد از بس کہ یون سے رکھون / کب کرم سے انکے ناامید ہون
سر کو ڈالون اوس دسترخوان کو / بس کریمون کے بھروسے پر سنو
خود کو اس اکسیر پر ڈال اہل درد / کم نہین ہے صدق زن سے صدق مرد
مرد کا وہ دل کہ کم عورت سے ہے / بس وہ دل وہ ہے جو کم ہو پیٹ سے

قصۂ فریاد رسیدن رسول علیہ السلام کاروان عرب را کہ از تشنگی و بے آبی درماندہ بودند و دل بمرگ نہادہ و بارکشہای ایشان قریب ہلاکت بودند

قصہ[۱] فریاد کو پہونچنا رسول علیہ السلام کا کاروان عرب کو کہ بسبب نہ ملنے پانی کے پیاس سے مرے جاتے تھے اور شتر وغیرہ قریب ہلاکت تھے

اندران وادی گروہے از عرب / خشک شد از قحط باران شان قِرب
درمیان آن بیابان ماندہ / کاروانے مرگ بر خود خواندہ
ناگہانی آن مغیث ہر دو کون / مصطفے پیدا شد از رہ بہر عون
دید کانجا کاروانی بس بزرگ / بر تف ریگ و رہ صعب و سترگ
اشتران شان را زبان آویختہ / خلق اندر ریگ ہر سو ریختہ
رحمش آمد گفت ہین زوتر دوید / چند یارے سوی آن کثبان دوید
کہ سیاہی بر شتر مشک آورد / سوی میر خود بزودی می برد
آن شتربان سیہ را با شتر / سوی من آرید با فرمان مر
سوی کثبان آمدند آن طالبان / بعد یکساعت بدیدند آنچنان
بندۂ می شد سیہ با اشترے / راویہ پر آب چون ہدیہ برے
پس بدو گفتند می خواند ترا / این طرف فخر البشر خیر الورا

ایک[۲] جنگل مین عرب کا اک گروہ / قحط بارش سے تھا تشنہ او ستوہ
اس بیابان مین پھنسا اک کاروان / تشنگی سے آئی انکے لب پہ جان
ناگہان فریادرس کونین کے / مصطفے آئے مدد کے واسطے
دیکھا وان آکر پڑا اک کاروان / گرم ریتی پر پڑا ہے تشنہ جان
انکے اونٹون کی زبان نکلی ہوئی / خلق اک ریتی پہ وان لیٹی ہوئی
رحم انکو آیا بولے چند بار / جلد دوڑو جاؤ اس ٹیلے کے پار
اونٹ[۳] پر اک مشک حبشی لائے ہے / جلد میر اپنے کی جانب جائے ہے
اس شتربان کو مع اس اونٹ کے / لاؤ میرے پاس تم اس حکم سے
سمت ٹیلون کے گئے وہ ملتجی / بعد اک ساعت کے دیکھا ویسا ہی
اونٹ پر حبشی غلام اک جائے ہے / مشک پانی کی بھری لیجائے ہے
بس کہا اسکو بلاتے ہین تو آ / اس طرف فخر بشر خیر الورا

[۱] قصہ ہشتم مددگاری اولیاء اللہ مین ۱۲ [۲] ایک جنگل الخ ۹ شعر ایک گروہ عرب کا ایک جنگل مین قحط بارش سے تشنہ آب تھا اس بیابان مین ایک کاروان پھنسا تشنگی سے انکے لب پر جان آتی تھی کونین کے فریادرس مصطفے مدد کے واسطے آئے وہان آن کر دیکھا ایک بڑا کاروان گرم ریتی پر تشنہ لب پڑا ہے انکے اونٹون کی زبان نکلی ہوئی ایک خلق ریتی پر لیٹی ہوئی ہے رسول اللہ صلعم کو رحم آیا تو فرمایا چند بار کہ جلد آؤ دوڑ کر ٹیلون کے پار ایک حبشی اونٹ پر مشک لاتا ہے اور جلدی اپنے امیر کی جانب جاتا ہے اس اونٹ والے کو مع اس اونٹ کے میرے پاس لاؤ تم اس حکم سے وہ سمت ٹیلون کے گئے وبعد ایک ساعت کے ویسا ہی دیکھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] اونٹ پر الخ ۷ شعر ایک غلام حبشی اونٹ پر جاتا ہے وپانی کی بھری مشک لیے جاتا ہے اس سے کہا کہ اس طرف بلاتے ہین تجکو فخر بشر خیر الورا کہا کہ مین نہین جانتا کہ وہ کون ہین کہا کہ وہ خوشخو وماہ کونین ہین سید وسردار محمد نور جان بہتر وافضل وشفیع مجرمان ہین ہر طرح انکی تعریف کی و لیکن کہا اسنے کہ وہ تحقیق ایک ساحر ہے کہ ایک گروہ کو سحر سے عاجز کیا ہے آدھا بالشت اس جگہ مین نہ جاؤن وہ کھینچ کر لائے اسکو اس جگہ وہ چیخ کر برا بھلا کہتا تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گفت من نشناسم او را کیست او   گفت او آن ماه روی قند خو
سید و سرور محمد نور جان   مهتر و بهتر شفیع مجرمان
نوع ها تعریف کردندش که هست   گفت مانا او مگر آن ساحر است
اگر گروهی را زبون کرد او به سحر   من نیایم جانب او نیم شبر
کشکشانش آوریدند آن طرف   او فغان برداشت در تشنیع و تف
چون کشیدندش به پیش آن عزیز   گفت نوشید آب و بردارید نیز
جمله را زان مشک او سیراب کرد   اشتران و هر کسی زان آب خورد
راویه پر کرد و مشک از مشک او   ابر گردون خیره ماند از رشک او
این کسی دیدست کز یک راویه   سرد گردد سوز چندین هاویه
این کسی دیده است کز یک مشک آب   گشت چندین مشک پر بی اضطراب
مشک خود روپوش بود و موج فضل   می رسید از امر او از بحر اصل
آب از جوشش همی گردد هوا   وان هوا گردد ز سردی آبها
بلکه بی اسباب بیرون زین حکم   آب رویانید تکوین از عدم
تو ز طفلی چون سببها دیده   در سبب از جهل بر چفسیده
با سببها از مسبب غافلی   سوی این روپوشها زان مایلی
چون سببها رفت بر سر میزنی   ربنا و ربنا ها می کنی
رب می گوید برو سوی سبب   چون ز صنعم یاد کردی ای عجب
گفت زین پس من ترا بینم همه   ننگرم سوی سبب زان دمدمه

بولا نا واقف ہوں میں وہ کون ہے   بولا وہ خوش خو و ماہ کون ہین
سید و سرور محمد نور جان   بہتر و افضل شفیع مجرمان
ہر طرف تعریف کی انکی وے   بولا وہ تحقیق ساحر ایک ہے
کہ گروہ عاجز کیا ہے سحر سے   آدھا بالشت میں نہ جاؤں اس جگہے
کھینچ کر وہ اسکو لائے اس جگہ   چیخ کر کہتا برا وہ برملا
پاس[۵۱] پس حضرت کے لائے اسکو وہ   بولے تم پانی پیو اور بھر رکھو
سب ہوئے سیراب پس اس مشک سے   اور پیا اونٹوں نے اور ہر ایک نے
مشک و مشکیزہ بھرے اس مشک سے   کہ ہوا حیران ابر اس رشک سے
یہ کسی نے دیکھا اک مشکیزہ سے   اتنی دوزخ سرد کی ہین ایک سے
یہ کسی نے دیکھا مشک اک آب سے   اتنی مشکیں پر ہوئین بے سعی کے
مشک پوشیدہ تھی موج فضل تب   آتی بحر اصل سے با حکم رب
جوش[۵۲] سے پانی ہوا جو کہ ہوا   وہ ہوئی سردی سے پانی پھر ہوا
بل علاوہ اس حکم اسباب کے   آب کو تکوین لایا غیب سے
جو تجھے اسباب طفلی سے ملے   جہل سے اسباب کا پابند ہے
اور مسبب بھولا تو اسباب سے   مائل اس روپوش کا ہے اس لیے
ہو گئے اسباب سر پیٹے گا تو   ربنا و ربنا کہوے گا تو
رب کہے اسباب کی جانب تو جا   یاد کیوں صنعت کو میری اب کیا
بولا[۵۳] بعد اسکے ہوں میں تیرا ہو   نہ سبب کو دیکھوں نہ اس مکر کو

۵۱ پاس پس الخ ۲ شعر یا پس حضرت کے وہ اسکو لائے فرمایا کہ تم پانی پیو اور بھر رکھو سب اس مشک سے سیراب ہوئے اور ہر ایک نے واونٹ نے پیا اور مشک و مشکیزہ بھرے اس مشک سے کہ ابر حیران ہوا اسکی مشک سے یہ کسی نے دیکھا ہے کہ ایک مشکیزہ سے اسنے دوزخ سرد کی ہے یہ کسی نے دیکھا ہے کہ ایک مشک آپ سے اتنی مشکیں پر ہوئین بغیر سعی کے آگے حقائق ہین مشک پوشیدہ تھی اور موج فضل آتی تھی بحر اصل سے بحکم خدا یعنے وہ مشک تو پوشیدہ تھی اور موج فضل دریائے اصل سے آتی تھی کہ سب نے پانی پیا اور اپنی مشکیں بھریں اور کسی کو وہ دکھائی نہیں دیتی تھی آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ ۵۲ جوش سے الخ ۲ شعر جو کہ پانی ہوا جوش سے ہوا وہ سردی سے پھر پانی ہوئی بلکہ سوا اس حکم رسول اللہ صلعم اسباب کے آپ کو غیب سے تکوین لایا جو اسباب تو نے طفلی سے دیکھے جہل سے اسباب کا پابند ہے اور اسباب سے سبب کو بھولا ہے اسواسطے اس روپوشی کا مائل ہے جو اسباب گئے تو سر پیٹے گا ربنا ربنا تو کہے گا رب فرمائے گا کہ اسبابکی جانب تو جا کیوں یاد صنعت کو میری کیا یعنے تو بچپن سے اسباب کا پابند ہے اسواسطے مسبب کو بھولے گا جبکہ اسباب فنا ہونگے اسوقت تو رب کو پکارے گا آگے جواب ہے فافہم ۱۲ ۵۳ بولا بعد الخ ۲ شعر کہا کہ بعد اسکے تیرا ہو رہوں نہ سبب دیکھوں نہ اس مکر کو وہ کہے تیرا کام ہے ترجمہ اگر تم کو لوٹا دوں دنیا میں تو تم پھر گناہ کروگے تو عہد و توبہ میں بہت قائم ہے لیکن وہ نہ دیکھوں مین اور رحمت کروں میری رحمت پر ہے میں رحمت پر ہوں بدعہد نہ دیکھوں عطا کرتا ہوں تو میرے کرم سے کیا چاہے مجھ سے سب احسان و وفا ہوتے ہین تجھ سے بدعہدی و نسیان و خطا ہے الغرض کہ تو سبب مین پھنسا ہے تو معذور ہے اب تو نے یہی راستہ دیکھا ہے یعنے تجھ سے بدعہدی ہوتی ہے اور حق وفاداری کرتا ہے کیونکہ تو اسباب مین پھنسا ہے اور خدا بے سبب عطا کرتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم آنکے کام سے حیران ہوا یا محمد کیا ہے ای ذو العطا مشکیزہ کو روپوش کرنا تو نے غرق کر دیا ہم عرب کو آگے مشک غلام کی پر ہونے کا حال ہے فافہم ۱۲

گویدش ردوا لعادوا کار تست ای تو اندر توبه و میثاق سست
لیک من آن ننگرم رحمت کنم رحمتم پر است بر رحمت منم
ننگرم عهد بدت بدهم عطا از کرم این دم چه می خواهی مرا
از من آید جمله احسان و وفا وز تو بد عهدی و نسیان و خطا
حاصل آنکه در سبب پیچیدهٔ لیک معذوری همین را دیدهٔ
قافله حیران شدند از کار او یا محمد چیست این ای بحر جو
کردهٔ روپوش مشک خرد را غرقه کردی هم عرب هم کرد را

وہ کہے ردوا لعادوا تیرا کام ای تو توبہ عہد مین ہی سست خام
پر نہ دیکھون مین وہ اور رحمت کرون میری رحمت پر ہی مین رحمت پہ ہون
عہد بد دیکھون نہ کرتا ہون عطا تو کرم مجھسے سے کیا چاہے بھلا
مجھسے سب ہوتے ہین احسان و وفا تجھسے بد عہدی و نسیان و خطا
تو سبب مین الغرض کہ ہے پھنسا تو ہی معذور اب تجھے یہ ہی ملا
قافلہ کام انکے سے حیران ہوا یا محمد کیا ہے یہ ای ذو العطا
کر دیا روپوش مشکیزہ کو اب غرق تونے کر دیا روم و عرب

مشک آن غلام پر شدن از غیب به معجزهٔ رسول خدا و سپید رو شدن آن غلام سیاه

اُس غلام کی مشک کا پُر ہونا غیب سے برکت معجزہ رسول خدا کے اور سپید رُو ہو جانا اُس غلام حبشی کا

ای غلام اکنون تو بین مشک خود تا نه گوئی در شکایت نیک و بد
آن سیه حیران شد از برهان او می دمید از لامکان ایمان او
چشمهٔ دید از هوا ریزان شده مشک او روپوش فیض آن شده
زان نظر روپوش ها هم بر درید تا معین چشمهٔ غیبی رسید
چشمها پر آب کرد آندم غلام شد فراموشش ز خواجه وز مقام
دست و پایش ماند از رفتن براه زلزله افگند در جانش اله
باز بهر مصلحت بازش کشید که بخویش آ باز رو ای مستفید
وقت حیرت نیست حیرت پیش تست این زمان در ره در آ چالاک و چست
دستهای مصطفی بر رو نهاد بوسه های عاشقانه بس بداد
مصطفی دست مبارک بر رخش آن زمان مالید کرد او فرخش

ای غلام اب دیکھ پُر مشک اپنی خود تا شکایت تو نہ کھوی نیک و بد
حبشی حیرت مین ہوا برہان سے لامکان سی آتا تھا ایمان اُسے
دیکھا اک چشمہ ہوا سے ہی روان مشک اسکی فیض مین اسکے نہان
اس نظر نے پھاڑے پردہ اور بھی چشمہ جاری غیبی تک گئی
دیکھ کر گریان ہوا پھر وہ غلام بھولا وہ خواجہ کو اپنی اور مقام
ہاتھ پانوں راہ چلنے سے رہے جان مین اک لرزہ پڑا اللہ سے
مصلحت سے ہوش مین اسکو کیا لا تو پھر آ ہوش مین اور وان پہ جا
ہو نہ حیران آگے حیرت ہی تجے اب تو کر جلدی سے اس رستہ کو طی
مصطفی کے ہاتھ کو منہ پر رکھا اور بوسہ عاشقانہ بس دیا
مصطفی نے ہاتھ کو اسکے ملا منہ پہ اور خرسند اسی اُس دم کیا

سلہ ای غلام الخ۔ شعر ای غلام تو اپنی مشک کو خود دیکھ تاکہ شکایت مین نیک و بد تو نہ کہے حبشی حیرت مین ہوا دلیل سے کہ لامکان سے اُسے ایمان آتا تھا دیکھا کہ ایک چشمہ ہوا سے روان ہے اُسکی مشک فیض مین اسکی نہان ہے اس نظر سے اور بھی پردے پھاڑے چشمہ جاری غیبی تک گئی چشم گریان وہ غلام اُس دم ہوا وہ خواجہ کو اپنے بھولا اور مقام کو باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

سلہ ہاتھ الخ۔ شعر پانون چلنے سے بذریعہ جان مین ایک لرزہ اللہ سے پڑا اسکو ہوش مین ایک مصلحت کے واسطے کیا کہ تو ہوش مین پھر آ اور وہان پر جا اب حیرت کا وقت نہین ہے حیرت آتی ہے اب تو جلد سے جلد اس راہ کو طی کر مصطفی کے ہاتھ کو منہ پر رکھا اور بوسہ عاشقانہ دیا مصطفی نے ہاتھ اُسکے منہ پر ملا اور اُسے اُس دم خرسند کیا حبشی کا منہ سفید مثل ماہ کے ہوا اور اُسکی شب روز روشن ہوئی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

عہ اگر لوٹا دین تم کو طرف دنیا کے تو لوٹ جاؤ تم اسی منہیات پر ۱۲۔

شد سپید آن زنگی زادہ حبش ‖ ہمچو بدر و روز روشن شد شبش
یوسفے شد در جمال و در دلال ‖ گفتش اکنون رو بدہ واگوی حال
او ہمی شد بے سری پا و مست ‖ پای می نشناخت در رفتن ز دست
پس بیامد با دو مشک پر روان ‖ سوی خواجہ از نواحی کاروان
خواجہ بر رہ منتظر بنشستہ بود ‖ کان غلامش دیر می آمد نہ زود
خواجہ از دورش بدید و خیرہ ماند ‖ از تحیر اہل آن دہ را بخواند
راویہ ما اشتر ما ہست این ‖ پس کجا شد بندۂ زنگین جبین

گورا منھ حبشی کا مثل مہ ہوا ‖ روز روشن شب ہوئی اسکی ولا
مثل یوسف[سلہ] وہ جمال اندر ہوا ‖ بولے اب تو جا بیان کر ماجرا
بے سر و پا مست وہ اک ہو گیا ‖ راہ چلنے میں نہ جانے دست و پا
دو بھری مشکین وہ حبشی ز چلا ‖ سوی خواجہ کاروان سے وہ گیا
خواجہ بیٹھا منتظر تھا راہ پے ‖ کہ غلام اسکا نہ آیا دیر سے
دیکھ خواجہ دور سے حیران ہوا ‖ اہل اس دہ کو تحیر سے کہا
یہ ہمارا اونٹ و مشکیزہ تو ہے ‖ کیا ہوا حبشی غلام اب نہ ملے

دیدن خواجہ غلام خود را سفید رو و نہ شناختن و با غلام گفتن کہ تو غلام مرا کشتۂ و خون او ترا گرفتہ

دیکھنا خواجہ کا غلام اپنے کو سفید رو اور نہ پہچاننا اور کہنا غلام کو کہ تو نے میرے غلام کو مار ڈالا اور اسکی خون نے تجکو پکڑا

آن یکی می بدر سیت می آید ز دور ‖ می زند بر نور روز از روش نور
کو غلام ما مگر سر گشتہ شد ‖ یا بد و گرگے رسید و کشتہ شد
یا مگر او را بکشت این بدگہر ‖ اشترش آورد این جا از قدر
چون بیامد پیش گفتش کیستی ‖ یا یمن زادے و یا ترکیستی
کو غلامم را چہ کردی راست گو ‖ گر بکشتے وا نما حیلت مجو
گفت گر کشتم تو چون آمدم ‖ چون بپای خود درین خون آمدم
گفت نے نے در نگیرد با منت ‖ راست باید گفت سر این جنت (۱۱)
کو غلام من بہ گفت اینک منم ‖ کرد دست فضل یزدان روشنم

ایک وہ[سٹہ] آتا ہی بدر از راہ دور ‖ نور ان پر غالب اسکے رخ کا نور
وہ غلام آوارہ شاید ہو گیا ‖ یا کہ اسکو گرگ نے کشتہ کیا
یا کہ اسکو مار شاید اسنے ہے ‖ اونٹ اسکو لایا یان تقدیر سے
پاس جو آیا کہا تو کون ہے ‖ یا یمن زادہ دیا ہی ترک سے
کیا کیا میرا غلام اب سچ کہو ‖ اسکو گر مارا ہے حیلہ مت کرو
بولا گر میں مارتا پھر آتا کیون ‖ خون میں اپنے آپ پھر میں پھنستا کیون
بولا نے کرتا قبول اب یہ مرا ‖ چاہیئے سچ کہنا بھید اس بات کا
بولا میں ہون وہ غلام ادنی ترا ‖ فضل حق کے ہاتھ نے روشن کیا

سلہ مثل یوسف الخ۔ شعر مثل یوسف کے وہ صاحب جمال ہوا فرمایا کہ اب تو جا اور یہ ماجرا بیان کر وہ ایک مست بے سروپا ہو گیا راہ چلنے میں دست و پا نہیں جانتا وہ حبشی دو بھری مشکین لے چلا اور خواجہ کی جانب اس کاروان سے گیا خواجہ منتظر بیٹھا تھا راہ پر کہ غلام اسکا دیر سے آیا خواجہ دیکھ کر دور سے حیران ہوا اور اس نے اہل دہ کو تحیر سے کہا یہ ہمارا اونٹ و مشکیزہ تو ہے کیا ہوا کہ حبشی غلام نہیں دکھائی دیتا ہے آگے شناخت غلام کا حال ہے فافہم ۱۲۔

سٹہ ایک وہ الخ۔ شعر ایک وہ بدر آتا ہے راہ دور سے دن کے نور پر اسکے رخ کا نور غالب ہے وہ شاید غلام آوارہ ہو گیا یا کہ اسکو گرگ نے مار ڈالا یا کہ اسکو اسنے شاید مارا ہے اسکو اونٹ تقدیر سے یہاں لایا ہے جو نزدیک گیا کہا تو کون ہے یا یمن زادہ یا ترک ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔ سٹہ کیا کیا الخ۔ شعر میرا غلام کیا کیا اب سچ کہو اگر اسکو مارا ہے حیلہ مت کرو کہا کہ اگر میں مارتا پھر کیون آتا اور اپنے خون میں آپ کیون پھنستا کہا کہ اب میرا دل قبول نہیں کرتا ہے سچ کہنا چاہئے بھید اس بات کا کہا کہ میں وہی ادنی غلام تیرا ہون فضل حق کے ہاتھ نے روشن کیا صدر کو دیکھا تو میں ایک بدر ہو گیا اور ایک اہل فضل و قدر میں ہو گیا بولا کیا کہتا ہے میرا غلام کہاں ہے میں تجکو نہیں چھوڑونگا سچ بات کر غلام نے کہا کہ میں تیرے بھید اس غلام کے ساتھ کے سب ایک ایک کہتا ہون تجھ سے آگے بیان بھید دن کا ہے فافہم ۱۲۔

دیده ام صدری و بدری گشته ام | صاحب فضلی و قدری گشته ام
هین چه میگوئی غلام من کجاست | هین نخواهی رست از من جز براست
گفت اسرار ترا با آن غلام | جمله وا گویم یکایک من تمام
زان زمانی که خریدی تو مرا | تا به اکنون باز گویم ماجرا
تا بدانی که همانم در وجود | گرچه از شبدیز من صبحی گشود
رنگ دیگر شد ولیکن جان پاک | فارغ از رنگست و از ارکان خاک
تن شناسان زود ما را گم کنند | آب نوشان ترک مشک و خم کنند
جان شناسان از عددها فارغ اند | غرقهٔ دریای بیچونند و چند
جان شو و از راه جان جان را شناس | یار بینش شو نه فرزند قیاس
چون ملک با عقل یک سر رشته اند | بهر حکمت را دو صورت گشته اند
آن ملک با عقل از یک گوهر اند | در پی هم همچو دنبال و سر اند
آن ملک چون مرغ بال و پر گرفت | وین خرد بگذاشت پر و فر گرفت
لاجرم هر دو مناصر آمدند | هر دو خوش رو پشت همدیگر شدند
هم ملک هم عقل حق را واجدے | هر دو آدم را معین و ساجدے
نفس و شیطان بوده ز اول واحدے | بود آدم را عدو و حاسدے
آنکه آدم را بدن دید او رمید | وانکه نور موتمن دید او خمید
آن دو دیده روشنان بودند زین | وین دو دیده را ندیده غیر طین

صدر دیکھا بدر اک مین ہوگیا | اہل فضل و قدر اک مین ہوگیا
ہین تو کیا کہوے کہان میرا غلام | مین نہ چھوڑون تجکو کر سچا کلام
بولا تیرے بھید اسکے ساتھ کے | کہتا ہون مین ایک ایک اب تجھے
ان دونون سے کہ خریدا مجکو تھا | اب تلک کا کہتا ہون مین ماجرا
تا تو جانے جسم میرا ہے وہی | گرچہ میری رات سے صبح ہوئی
دوسری رنگت ہوئی پر جان پاک | نہ رکھے رنگت نہ ارکان خاک
تن شناس اب مجکو ہین بس بھولتے | آب نوش اب مشک و خم ہین چھوڑتے
جان شناس اعداد سے ہین بے خطر | غرق ہین دریائے بیچون مین مگر
جان ہو از راہ جان کے جان شناس | یار بینش ہو نہ فرزند قیاس
ہین ملک و عقل پیدا ایک سے | واسطے حکمت کے دو صورت ہوئے
وہ ملک او عقل اک گوہر سے ہین | آگے پیچھے مثل دم اور سر کے ہین
ان ملک نے مرغ سان پر کو لیا | عقل نے پر چھوڑا اور فر کو لیا
اس لیے دونون مددگار آئے ہین | دونون خوش رو اور مدد باہم کرین
بھی ملک بھی عقل حق کو جانتے ہین | دونون آدم کو مدد سجدہ کرین
نفس و شیطان ایک ہین قبل سے | دشمن آدم کے وہ حاسد ہوئے
جس نے آدم کو بدن دیکھا پھرا | نور کا جس نے امین دیکھا جھکا
وہ دو دیدہ اس سے روشن ہوگئے | اور دو دیدہ ان مین بس [illegible]

سلہ ان دونون الخ۔ شعر ان دونون سے کہ مجکو خریدا تھا اب تک کا ماجرا کہتا ہون تاکہ تو جانے کہ میرا وہی جسم ہے اگرچہ میری رات سے صبح ہوگئی ہے رنگت دوسری ہوئی لیکن جان پاک نہ رنگت رکھتی ہے اور نہ ارکان خاک کے تن شناس مجکو بھولتے ہین اور آب نوش مشک و خم چھوڑتے ہین آگے حقائق ہین جان شناس اعداد سے بے خطر ہین دریائے بیچون مین غرق ہین جان ہو اور از راہ جان کے جان شناس ہو اور یار بینش کا ہو نہ کہ فرزند قیاس ست نہو یعنے از راہ جان کے جان کا پہچاننے والا ہو تقلید و قیاس کا پابند مت ہو کیونکہ صورت بین قیاس سے جانتے ہین اور اہل جان مشاہدہ جان کا کرتے ہین آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

سلہ ہین ملک الخ۔ شعر فرشتہ اور عقل ایک شے سے پیدا ہین حکمت کے سبب سے دو صورت پیدا ہوئے ہین وہ ملک اور عقل ایک گوہر سے آگے پیچھے مثل سر و دم کے ہین ان ملک نے مانند مرغ کے پر کو لیا اور عقل نے پر چھوڑا اور فر کو لیا اسواسطے دونون مددگار آتے ہین دونون خوش رو اور مدد باہم کرتے ہین حق کو بھی ملک بھی عقل بھی پہچانتی ہے دونون آدم کو مدد و سجدہ کرتے ہین ایسے ہی نفس و شیطان اول سے ایک ہین آدم کے دشمن و حاسد ہوئے ہین جس نے آدم کو جسم دیکھا پھر گیا اور جس نے نور کا آدمی دیکھا جھک گیا وہ دونون دیدے جس سے روشن ہوئے اور ان دونون دیدون نے آدم کو بجز مٹی کے نہ دیکھا یعنے جس نے آدم کی صورت کو دیکھا گمراہ ہوا اور جسنے آدم کی جان کو دیکھا سجدہ کیا ہوا کیونکہ عقل اور ملک ایک شے سے پیدا ہوئے ہین اور نفس و شیطان ایک ہین جن مین عقل غالب ہے وہ معنی کو دیکھتا اور جس مین نفس غالب ہے وہ صورت کو دیکھتا ہے باقی بیان اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔

این بیان اکنون چو خر در یخ بماند	چون نشاید بر جہود انجیل خواند
کی توان با شیعہ گفتن از عمرؓ	کی توان بربط زدن در پیش کر
لیک گر در دہ بگوشہ یک کس ست	ہای ہوی کہ بر آوردم بس است
مستحق شرح را سنگ و کلوخ	ناطقے گردد مشرح بارسوخ
این نیاز مریمی بودست و درد	کہ چنان طفلے سخن آغاز کرد
جزو او بے او برائے او بگفت	جزو جزوت گفت دارد در نہفت
دست و پا شاہد شوندت ای رہے	منکرے را چند دست و پا نہے
ور نباشی مستحق شرح و گفت	ناطقہ ناطق ترا دید و بخفت

یہ بیان[۱] اب مثل خر یخ مین پھنسا	مت جہودونکو تو انجیل اب سنا
حال عمرؓ کا کہ سکے شیعہ سے کب	آگے بہرے کے بجے بربط ہی کب
گانون مین گر سننے والا کوئی ہی	ہای ہو جو کی ہی مین نے بس کرے
مستحق شرع کو مارین کلوخ	شرح کرنے والا کب پائے رسوخ
یہ تو مریم کا نیاز اور درد ہے	کہ گواہی طفل باتین کرکے دے
اسکے[۲] جز نے اسکی خاطر خود کہا	خفیہ گویائی رکھے جز جز ترا
تیرا دست و پا گواہی تیری دے	منکری مین تو پھنسا کب تک رہی
تو نہین ہی مستحق اس شرح کا	ناطقہ چپ ہو جو تو گویا ہوا

در بیان آنکہ حق تعالی ہر چہ داد و آفرید ہمہ باستدعا و حاجت آفرید خود را محتاج چیزے دیگر باید کرد کہ تا بدہد کہ امن یجیب المضطر اذا دعاہ

بیان مین اسکے کہ حق تعالی نے جو کچھ دیا و پیدا کیا موافق حاجت کے پیدا کیا انکو اور چیزونکا محتاج کرکے تا دیوے کہ امن یجیب المضطر اذا دعاہ

ہر چہ روئید از پے محتاج رُست	تا بیابد طالبے چیزے کہ جُست
حق تعالی کاین سموت آفرید	از برائے رفع حاجات آفرید
ہر کجا باشد بیابد عاقبت	مایۂ در دست اصل مرحمت

پیدا[۳] کل ہے واسطے محتاج کے	تا کہ طالب پائے جو کچھ ڈھونڈھی
آسمان اللہ نے پیدا کیئے	جان لے تو رفع حاجت کے لیے
جو کوئی ڈھونڈھے گا آخر پائیگا	رحمتون کی جڑ ہی ہونا درد کا

سلہ یہ بیان الخ ۸ شعر یہ بیان مانند خر کے یخ مین پھنسا ہی جہودون کو اب تو انجیل مت سنا حال عمرؓ کا شیعہ سے کب کہہ سکے آگے بہرے کے بربط کب بجا سکے اگر گانون مین سننے والا کوئی ہے مین نے جو ہا ہو کی ہے وہ بس کرتی ہے مستحق شرع کو کلوخ مارین شرح کہنے والا کب رسوخ پاوے یہ مریم کا نیاز و دردہی کہ طفل باتین کرکے گواہی دے جیسے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وہ مستحق شریعت کے تھے غافلون نے پتھر مارے ہین شرح کرنے والا کب رسوخ پا سکے ہوشمند کو یہ میری ہا ہو بس کرتی ہے مجکو وہ رتبہ کہان ہی کہ مثل مریم عم کے میرا پسر گواہی دے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ اسکے الخ ۳ شعر اسکی خاطر اسکے جز نے خود کہا کہ تیرا جز جز خفیہ گویائی رکھے تیرا دست و پا تیری گواہی دے تو منکری مین کب تک پھنسا رہے تو مستحق اس شرح کا نہین ہے تو گویا ہوا تو ناطقہ چپ ہو گیا تیسے غافلان دنیا اس راز الٰہی کو کب سن سکتے ہین کیونکہ راز گو بسبب کم توجہی غافلون کے راز کہنے سے چپ ہو جاتے ہین بقول استاد سہ در محفل خود راہ مدہ ہیچو منے را ✤ افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را ✤ پس محفل مین مرشدون کے خود کو مشتاق کرنا چاہیے کہ وہ راز الٰہی خود بخود بیان کرین جیسے کہ حق تعالی موافق حاجت کے ہر ایک کو عنایت فرماتا ہے چنانچہ اسکا حال آگے بیان فرماتے ہین- فافہم ۱۲ سلہ پیدا کل الخ ۹ شعر کل پیدا ہے واسطے محتاج کے تاکہ طالب اسکو پائے کہ جسکی تلاش کرے اللہ نے آسمان پیدا کیئے رفع حاجت کے لیے جو کوئی ڈھونڈھے گا آخر پائیگا رحمتون کی جڑ ہے درد کا ہونا آگے اسکی مثال ہے جس جگہ درد ہو دوا وہان جاے جس جا فقر ہو نوا جاے جس جگہ مشکل ہو وہان جواب جائے آگے اسکے حقائق ہین اور پانی کم ڈھونڈھ اور تشنگی تو پیدا کر تاکہ پانی ترا پر جوش ہوا ہو آگے مثال ہے جبتک اسکے بچہ پیدا نہو چھاتیون سے دودھ کیسے جاری ہو آگے حقائق ہین اور پلے دوڑ کر تلاش کرتا حرارت تشنگی زیادہ ہو جبکہ تو آزاد ہوا سے آواز آب نہر کی سنے تیسے آب مت ڈھونڈھ تشنگی پیدا کر کہ آب خود تیری طرف کھینچے کہ جو ڈھونڈھے گا وہ پائے گا آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲-

هر کجا دردی دوا آنجا رود / هر کجا فقری نوا آنجا رود
هر کجا مشکل جواب آنجا رود / هر کجا پستی ست آب آنجا رود
آب کم جو تشنگی آور بدست / تا بجوشد آبت از بالا و پست
تا نزاید طفلک نازک گلو / کی روان گردد ز پستان شیر او
رو بدین بالا و پستیها بدو / تا شوی تشنه حرارت را گرو
بعد از آن از بانگ زنبور هوا / بانگ آب جو بنوشی ای کیا
حاجت تو کم نباشد از حشیش / آب را گیری سوی او می کشیش
گوش گیری آب را می کشی / سوی زرع خشک تا یابد خوشی
زرع جان را کش جواهر مضمرست / ابر رحمت پر ز آب کوثرست
تا سقاهم ربهم آید خطاب / تشنه باش الله اعلم بالصواب

درد ہو جس جا دوا جائے وہاں / فقر ہو جس جا نوا جائے وہاں
جس جگہ مشکل وہاں جائے جواب / جس جگہ پستی وہاں جائے آب
آب کم جو تشنگی پیدا تو کر / تا کہ پانی تیرا ہو پر جوش تر
جب تلک پیدا نہ بچہ اسکے ہو / چھاتیوں سے دودھ جاری کیسے ہو
کر تلاش اوپر تلے تو دوڑ کر / تا حرارت تشنگی ہو بیشتر
بعد اسکے تو ہوا کی بانگ سے / بانگ آب نہر کی از بس سنے
تیری[سلہ] حاجت کم نہ ہووے گھانس سے / کہ وہ لے پانی کو اس جانب کھینچے
کان پانی کا پکڑ کر کھینچے تو / خشک کھیتی کی طرف خوش ہووے تو
بہر کشت جان کہ جوہر ہے چھپا / ابر رحمت آب کوثر سے بھرا
تا سقاہم ربہم آئے خطاب / تشنہ ہو واللہ اعلم بالصواب

آمدن زنی کافر با طفل شیرخوار نزد رسول خدا علیہ السلام و ناطق شدن طفل بہ معجزۂ رسول خدا علیہ السلام

آنا عورت[سلہ] کافرہ کا مع بچہ شیرخوار کے پاس رسول خدا علیہ السلام کے اور گویا ہونا بچہ کا معجزۂ رسول خدا علیہ السلام سے

هم از آن ده یک زنی از کافران / سوی پیغمبر دوان شد زامتحان
پیش پیغمبر در آمد با خمار / کودکی دو ماهه زن او در کنار
گفت کودک سلم الله علیک / یا رسول الله قد جئنا الیک
مادرش از خشم گفتش هین خموش / کیست افگند این شهادت را بگوش
این کی آموخت ای طفل صغیر / کز زبانت گشت در طفلی جریر
گفت حق آموخت وانگه جبرئیل / در بیان با جبرئیلم من رسیل

ایک عورت[سلہ] کافرہ اس گانوں سے / امتحان کو آئی حضرت کے کنے
پاس پیغمبر کے آئی منہ چھپا / ایک بچہ گود میں دو ماہ کا
بولا بچہ سلم اللہ علیک / یا رسول اللہ قد جئنا الیک
ماں نے غصہ ہو کہا چپ رہ و لے / یہ گواہی کس نے سکھلائی تجھے
کس نے یہ سکھلایا اے بچے ذکی / کہ زبان طفلی میں ہوئی گویا تری
بولا حق سکھلائے جبرئیل سے / ہمکلام اب مجھ سے جبرائیل ہے

سلہ تیری حاجت الخ یہ شعر تیری حاجت گھانس سے کم نہووے کہ وہ پانی کو ادھر اسکے جانب کھینچے دکان پانی کا پکڑ کے کھینچے خشک کھیتی کی طرف خوش ہو کے واسطے کشت جان کے کہ جواہر پوشیدہ ہے ابر رحمت آب کوثر سے بھرا ہے ترجمہ تا پلایا انکو رب انکے نے خطاب آئے تشنہ ہو اللہ خوب جانتا ہے یعنے گھانس کو خواہش پانی کی ہوتی ہے تو وہ پانی پاتی ہے تیری حاجت گھانس سے بھی کم ہے کہ تو پانی نہ پائے بس تو تشنگی پیدا کر کہ حق آب رحمت تجکو پہونچائے جیسے عورت کے بچے کو حق نے آگہی دی چنانچہ اسکا حال آگے مثال میں فرماتے ہیں فافہم ۱۲۔

سلہ ایک عورت الخ یہ شعر ایک عورت کافرہ اُس گانوں سے امتحان کو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس منہ چھپا کر پیغمبر صلعم کے پاس آئی ایک بچہ دو مہینے کا گود میں تھا بچہ نے کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ تحقیق کہ آیا میں تمہارے پاس ماں نے خفا ہو کر کہا کہ چپ رہ یہ گواہی تجکو کسنے سکھائی اے بچہ ذکی یہ کسنے سکھایا کہ طفلی میں زبان تیری گویا ہوئی کہا کہ حق تعالیٰ نے جبرئیل نے سکھایا ہے اب ہم کلام جبرئیل ہے مجھ سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ — عہ بلایا انکو رب انکے نے ۱۲ عہ سلام ہو تجھ پر اللہ کا ۱۲۔

گفت کوگفتا کہ بالای سرت	می نہ بینی کن ببالا منظرت	بولا کس جانب کہا سر پہ ترے	تو نہ دیکھے اپنے سر پر دیکھ لے
ایستادہ بر سر تو جبرئیلؑ	مر مرا گشتہ بعد گونہ دلیل	سر پہ تیرے یہ کھڑا ہی جبرئیلؑ	سو طرح سے ہو گیا مجکو دلیل
گفت مے بینی تو گفتا کہ بلے	بر سرت تابان چو بدری کاملے	سلہ بولی تو دیکھے کہا ہون دیکھتا	سر پہ تیرے ہی چمکتا بدر سا
می بیاموزد مرا وصف رسولؐ	بر علوی میرساند زین سفول	مجھکو سکھلاتا ہی وہ وصف نبیؐ	اور بلندی ہی مجھے پستی سی بھی
پس رسولش گفت ای طفل رضیع	چیست نامت بازگو و شو مطیع	بولے حضرت کہ ای طفل شیر خوار	نام بتلا ہو مطیع ای ہوشیار
گفت نامم پیش حق عبد العزیز	عبد عزی پیش این یکمشت حیز	بولا حق کے پاس نام عبد العزیز	عبد عزی کہتی ہے یہ بدتمیز
من ز عزی پاک و بیزار و بری	حق آنکہ دادت این پیغمبری	مین ہون عزی سی بیزار و بری	ہے قسم اُس کی کیا تجکو نبی
کودک دو ماہہ ہمچون ماہ بدر	درس ناگفتہ چون اصحاب صدر	سلہ دو مہینے کا وہ بچہ مثل بدر	گفتگو کامل کری جون اہل صدر
پس حنوط آندم ز جنت در رسید	تا دماغ طفل و مادر بو کشید	آ گئی بس جنت سی خوشبو اس گھڑی	مان و بچہ کے دماغ اندر گئی
ہر دو میگفتند کز خوف سقوط	جان سپردن بہ برین بوی حنوط	دونون کہتے تھے کہ یہ زائل نہو	بوی خوش بہتر ہی جائے جان جو
آنکہ تعریفش شہنشہ خود کند	جامد و نامیش صد مرحق زند	جسکی تعریفین شہنشہ خود کرے	جامد و نامی اسے تحسین دے
آن کسی را کش معرف حق بود	جامد و نامیش صد صدق نہد	وہ کوئی کہ عارف باللہ ہے	جامد و نامی اسے سچا کہے
آن کسی را کش خدا حافظ بود	مرغ و ماہی مر ورا حارس شود	اس کسی کا جو کہ حافظ ہو خدا	مرغ و ماہی تک نگہبان ہو سدا

ربودن عقاب موزہ رسول علیہ السلام را و بردن بہوا و نگون کردن و از موزہ مار سیاہ افتادن

لیجانا عقاب کا موزہ رسول علیہ السلام کو ہوا پر اور اُلٹ دینا موزے کا اور گرنا سانپ سیاہ کا اُس میں سے

اندرین بودند کآواز صلا	مصطفیٰ بشنید از سوی علا	اسی میں تھے کہ آئی آواز صلا	مصطفیٰ نے ہکو اعلا سے سُنا

سلہ بولی الخ یعنی شیرخوار نے کہا کہ کہان ہے کہا کہ تیرے سر پر ہے تو نہین دیکھتی ہے سر پر نظر کر یہ جبرئیلؑ تیرے سر پر کھڑا ہے سو طرح سے دلیل ہو گیا ہے بولی تو دیکھتا ہے کہا کہ دیکھتا ہون سر پر تیرے چمکتا ہے بدر کے مانند وہ سکھلاتا ہے وصف نبیؐ کا اور بلندی مجکو پستی سے دیتا ہے حضرتؐ نے کہا کہ ای طفل شیر خوار نام بتلا اور مطیع بن اے ہوشیار کہا کہ میرا نام خدا کے پاس عبد العزیز ہی اور عبد عزی یہ بدتمیز کہتی ہے مین عزی سے پاک ہون اور بیزار و بری ہون اُسکی قسم ہے کہ جس نے نبیؐ تجکو کیا ہی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

سلہ دو مہینے کا الخ یعنی شعر دو۔ بچہ دو مہینے کا مثل بدر کے گفتگو کرتا تھا مانند اہل صدر کے اُس گھڑی جنت سے خوشبو آئی مان و بچہ کے دماغ مین گئی دونون کہتے تھے کہ یہ زائل نہووے بوے خوش بہتر ہے جو جان جائے آگے حقائق ہین جس کی تعریفین خود شہنشاہ کری جمادات و نباتات تحسین جنکو دے وہ کوئی کہ عارف باللہ ہے جمادات و نباتات سے سچا کہے اُس کسی کا کہ جو خدا حافظ ہو مرغ و ماہی تک نگہبان اسکی ہو یعنے جسکی خدا تعریف کرے تمام مخلوق اسکی تحسین کرے جس کا خدا نگہبان ہو اُسکا مرغ و ماہی تک محافظ ہو جیسے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا موزہ عقاب لے گیا اور سانپ سے بچایا چنانچہ اسکا قصہ آگے مثال مین فرماتا ہی فافہم ۱۲۔

سلہ اس مین الخ یعنی شعر اس حال مین تھے کہ آواز صلا کی آئی اور مصطفیٰ نے اعلیٰ سے اسکو سُنا پانی مانگا اور وضو تازہ کیا ہاتھ و منہ کو دھویا اور تر کیا پاؤن دھو کر موزہ کا قصد کیا اُس دم موزہ رُبا موزہ لے گیا جبکہ موزہ لینے کو حضرت صلعم جھکے آپ کے ہاتھ سے عقاب موزہ لے اوڑا موزہ لے گیا ہوا مین مانند ہوا کے جو اے پلٹا ایک سانپ اُس مین سے گرا یعنے ایک مار سیاہ موزے سے گرا اس بات سے عقاب نیک خواہ ہوا آگے قول عقاب کا ہی فافہم ۱۲۔

خواست آبی و وضو را تازه کرد | دست و رو را شست او زان آب سرد
هر دو پا شست و بموزه کرد رای | موزه را بربود یک موزه ربای
دست سوی موزه برد آن خوش خطاب | موزه را بربود از دستش عقاب
موزه را اندر هوا برد او چو باد | پس نگون کرد و ازان ماری فتاد
در فتاد از موزه یک مار سیاه | زان عنایت شد عقابش نیکخواه
پس عقاب آن موزه را آورد باز | گفت هین بستان و رو سوی نماز
از ضرورت کردم این گستاخی | من ز ادب دارم شکسته شاخی
وای کو گستاخ پایی می نهد | بی ضرورت کش هوا فتوی دهد
پس رسولش شکر کرد و گفت ما | این جفا دیدیم و خود بود آن وفا
موزه بربودی و من درهم شدم | تو غمم بردی و من در غم شدم
گرچه هر غیبی خدا ما را نمود | دل دران لحظه بخود مشغول بود
گفت دور از تو که غفلت از تو رست | دیدنم آن غیب را هم عکس تست
مار در موزه ببینم در هوا | نیست از من عکس تست ای مصطفی
عکس نورانی همه روشن بود | عکس ظلمانی همه گلخن بود
عکس عبدالله همه نوری بود | عکس بیگانه همه کوری بود
عکس هر کس را بدان ای جان بهین | پهلوی جنسی که میخواهی نشین

پانی مانگا اور وضو تازہ کیا | ہاتھ منہ کو دھویا اور زیبا کیا
پاؤن دھو کر قصد موزہ کا کیا | موزہ اُس دم لے گیا موزہ ربا
موزہ لینے کو جھکے وہ خوش خطاب | لے اُڑا بس ہاتھ سے موزہ عقاب
لے گیا موزہ ہوا مین جون ہوا | جو کر پلٹا سانپ کہ اس سے گرا
جو گرا موزہ سے اک مار سیاہ | ہی عقاب بساہے بس نیکخواہ
لایا[51] پھر موزہ عقاب با نیاز | بولا لیجے جائیے سوئے نماز
یہ تو گستاخی ضرورت سے ہی کی | مین نے گستاخی ادب سے ہی کری
ہای وہ گستاخ پاؤن کو رکھے | بے ضرورت کے ہوا فتویٰ جو دے
شکر کرکے اسکا حضرت نے کہا | مین نے جانی یہ جفا وہ تھی وفا
لے گیا تو موزہ مین برہم ہوا | لے گیا تو غم مرا غم مجکو تھا
گرچہ مجھپر غیب ظاہر حق سے تھا | خود سے تھا مشغول اسدم دل مرا
بولا[52] تجھ سے دور کب غفلت تجھے | غیب بینی میری تیرا عکس ہے
سانپ موزہ مین ملے اندر ہوا | مجھسے نے ہے عکس تیرا مصطفیٰ
عکس نورانی ہے روشن بس تمام | عکس ظلماتی ہے گلخن بس تمام
عکس عبداللہ بالکل نور ہے | عکس بیگانہ کا بالکل کور ہے
عکس ہر اک اسکے لائق جان تو | پاس بیٹھ اسکے جو چاہے جنس کو

وجہ عبرت گرفتن ازین حکایت و معنی انّ مع العسر یسرا

وجہ عبرت لینے کی اس حکایت سے و معنی انّ مع العسر یسرا کے

سلہ لایا الخ ۔ شعر پھر عقاب موزہ لایا از راہ نیاز کے او کہا کہ لیجئے اور جائیے جانب نماز کے جو یہ گستاخی ضرورت سے کی ہے پس مین نے گستاخی ادب سے کی ہے۔ آگے حقائق ہین افسوس وہ گستاخ پاؤن رکھے بغیر ضرورت کے کہ جو ہوا اسکو فتویٰ دے یعنے عقاب جانور گستاخی کرے تو ادب سے کرے اور انسان باوجود عقل کے خواہش نفسانی سے گستاخی کرے آگے رجوع ہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شکر حق کا کرکے کہا کہ جو مین نے جفا جانی وہ وفا تھی تو موزہ لے گیا اور مین برہم ہوا تو میرا غم لے گیا اور مجکو غم تھا اگرچہ مجھپر حق کی جانب سے غیب ظاہر تھا میرا دل اس دم خود سے مشغول تھا یعنے انبیاء و اولیا کو اگرچہ کشف ہوتا ہے مگر مشغولی حق و یا مشغولی خود کے اور طرف نظر نہین ہوتی ہے اس واسطے لاعلمی رہتی ہے آگے جواب عقاب کا ہے بطور حقائق کے فافہم ۱۲۔

سلہ ۵۲ بولا الخ ۔ شعر عقاب نے کہا کہ تجھ سے غفلت دور ہو جیو کہ کب غفلت تجکو ہے میری غیب بینی تیرا عکس ہے سانپ موزہ مین دیکھے اندر ہوا کے مجھ سے نہین ہے بلکہ تیرا عکس ہے ای مصطفیٰ صلعم آگے حقائق ہین نور ربانی ہی بالکل روشن اور عکس ظلماتی بالکل گلخن عکس عبداللہ کا نور ہے عکس بیگانہ کا بالکل اندھا ہی عکس ہر ایک کا اسکے لائق تو جان پر اس کے پاس بیٹھ کہ جو جنس تو چاہے یعنے صحبت نیک مین نیک ہوا اور صحبت بد مین بد ہو بموجب قول مشہور کے الصحبۃ موثرۃ کے اس حکایت کا نتیجہ ہے فافہم ۱۲۔

عبرت است این قصه ای جان مر ترا	تا شوی راضی تو در حکم خدا	[1] یہ ہے قصہ تیری عبرت کے لیے	تا ہو راضی حکم پر اللہ کے
تا که زیرک باشی و نیکو گمان	چون ببینی واقعهٔ بد ناگهان	تاکہ ہو ہشیار تو نیکو گمان	واقعہ بد دیکھے جو تو ناگہان
دیگران گردند زرد از بیم آن	تو چو گل خندان گه سود و زیان	دوسرے ہون زرد ڈر سے ہیان	تو ہنسے جون گل جو ہو سود و زیان
زانکه از گل گر تو برگش می کنی	خنده نگذارد نه گردد منثنی	کیونکہ گل کی پتی پتی توڑے تو	نہ ہنسی چھوڑے نہ ہو پژمردہ وہ
گوید از خاری چرا افتم بغم	خنده را من خود ز خار آورده ام	خار کو کہوے مین غم مین کیون پڑون	خود ہنسی کو خار سے مین لایا ہون
هر چه از تو یاوه گردد از قضا	تو یقین دان که خریدت از بلا	جو ہو فوت تجھ سے از راہ قضا	کر یقین تجھکو بلا سے لے لیا
[2] ما التصوف قال وجدان الفرح	فی الفؤاد عند اتیان الترح	ما التصوف قال وجدان الفرح	فی الفؤاد عند اتیان الترح
آن عقابش را عقابی دان که او	در ربوده موزه زان نیک خو	اس بلا کو تو عقاب اک جان لے	لے گیا موزہ حبیب اللہ سے
تا رهاند پاش را از زخم مار	ای خنک عقلی که باشد بی غبار	تا چھڑائے پا کو زخم مار سے	ای وہ بہتر عقل نے لغزش رکھے
گفت لا تأسوا علی ما فاتکم	ان اتی السرحان اردی شاتکم	بولا لا تاسوا علی ما فاتکم	ان اتی السرحان اردی شاتکم
یک هر چه آن فوت شد غمگین مشو	زانکه گر شد کهنه آید باز نو	فوت جو کچھ وہ ہوا غمگین نہو	گر گیا ہے کہنہ تو پھر آئے گا نو
گر بلا آید ترا اندوه مبر	ور زیان بینی غم او را مخور	تو نہ رنجیدہ ہو گر آئے بلا	گر زیان دیکھے تو غم اسکا نہ کھا
کان بلا دفع بلاهای بزرگ	وان زیان منع زیانهای سترگ	وہ بلا دافع بلائے کر بلا	وہ زیان مانع زیان لا دوا
راحت جان آمد ای جان فوت مال	مال چون جمع آمد ای جان شد وبال	راحت جان آیا ای جان فوت مال	جمع ہو گر مال ای جان ہے وبال

استدعا نمودن شخصی از موسیٰ زبان بہائم را | چاہنا ایک شخص کا موسیٰ علیہ السلام سے جانورونکی زبانکو

گفت موسیٰ را یکی مرد جوان	که بیاموزم زبان جانوران	[3] بولا اک موسیٰ کلیم اللہ سے	کہ زبان حیوان کی سکھلا دو مجھے

[1] یہ ہے الخ ۔ شعر یہ قصہ تیری عبرت کے واسطے ہے تا اللہ کے حکم پر راضی ہو تاکہ تو ہوشیار و نیک گمان ہو جو کہ واقعہ بد دیکھے ناگہان دوسرے زرد ہون ڈر سے اور تو ہنسے مانند گل کے جو نفع و نقصان ہو آگے مثال ہے کیونکہ تو گل کی پتی پتی جو توڑتا ہے وہ ہنسے نہین چھوڑتی اور نہ وہ پژمردہ ہووے خار کو کہے کہ مین غم مین کیون پڑون مین خود ہنسی خار سے لایا ہون آگے حقائق ہین جو تجھ سے فوت ہوا ورا قضا کی یقین جان کہ تجکو بلا سے لے لیا یعنی تجھ سے جو کام فوت ہو جائے تو یقین کر کہ وہ کام تجپر بلا تھا کہ یار نے تجکو اس بلا سے بچا دیا آگے اس حقائق کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

[2] ما التصوف الخ ۔ شعر ترجمہ تصوف کیا ہے کہ پانا خوشی کا دل مین وقت آنے تکلیف اُس بلا کو تو ایک عقاب جان کہ حبیب اللہ کا موزہ لے گیا تاکہ پاؤن کو زخم مار سے چھڑائے ای بہتر وہ عقل ہے کہ لغزش نہ رکھے کہا ترجمہ غمگین مت ہو اُس چیز سے کہ فوت تم سے ہوئی اگر آئے بھیڑیا اور لے جائے تمہاری بکری کو وہ جو کچھ فوت ہوا غمگین مت ہو اگر کہنہ گیا ہے تو پھر نیا آوے تو رنجیدہ مت ہو اگر بلا آئے اگر زیان دیکھے تو غم مت اُسکا کھا وہ بلا دفع کرنے والی ہے بلائے سخت کی اور زیان مانع ہے زیان لا دوا کا اے جان جان کی راحت فوت مال آیا ہے اگر مال جمع ہو وبال ہے یعنے بلا یار کی راحت ہے کہ وہ تجکو اور آفتون اور بلاؤن سے بچاتی ہے پس یار کی رائے پر چلنا چاہیے اور اپنی رائے کو دخل نہ دینا چاہیے ورنہ اس شخص کے مانند بلا مین پڑے گا کہ جس نے زبان مرغون کی سیکھی اور آفت مین پڑا چنانچہ اسکا قصہ مثال مین آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

[3] بولا الخ ۔ شعر ایک شخص نے موسیٰ کلیم اللہ سے کہا کہ مجھے زبان حیوانون کی سکھا دو تاکہ ان حیوانون کی آواز سے اپنے دین مین مجھے عبرت حاصل ہو یہ زبان کہ نبی آدم کی ہے درپے سارا ان سب کا آب و نان کے ہے شاید حیوانون کا اور طریقہ ہو کہ وہ گذارا کیا کرتے ہون آگے جواب موسیٰ کا ہے فافہم ۱۲۔ عہ تصوف مین کیا ہے کہا بدن مین خوشی کا پایا جانا ہمیشہ دل مین وقت آنے تکلیف کے عہ غمگین مت ہو اس چیز سے کہ فوت ہو گئی تم سے ۱۲۔ عہ اگر آئے بھیڑیا اور لے جائے بکری تمہاری کو ۱۲۔

تا بود کز بانگ حیوانات و دد	عبرتے حاصل کنم در دین خود	تا کہ ان حیوان کی آواز سے	حاصل اپنے دین میں ہو عبرت مجھے
چون زبانہائے بنی آدم ہمہ	در پی آبست و نان و دمدمہ	یہ زبان جو کہ بنی آدم کی ہے	در پے ہی سامان آب و نان کے
بو کہ حیوانات را درد دگر	باشد از تدبیر ہنگام گذر	شاید حیوان کا طریقہ اور ہو	کہ گذر اوقات کی کرتے ہیں وہ
گفت موسیٰ رو گذر کن زین ہوس	کاین خطر دارد بسے در پیش و پس	بولے[۱] موسیٰ جاہ و ہوس کو چھوڑ دے	کہ خطر یہ آگے پیچھے بس رکھے
عبرت و بیداری از یزدان طلب	نہ از کتاب و از مقال و حرف و لب	عبرت اور بیداری حق سے کر طلب	کیا کتاب اور کیا مقال و حرف و لب
گرم تر شد مرد زان منعش کہ کرد	گرم تر گردد ہمی از منع مرد	تیز تر وہ منع کرنے سے ہوا	مرد ہووی منع سے تیز اور سوا
گفت اے موسیٰ چو نور تو بتافت	ہر کہ چیزی یافت از تو چیز یافت	بولا چمکا نور موسے تیرا جو	جنے پائی چیز تجھ سے پائی وہ
مر مرا محروم کردن زین مراد	لائق لطفت نباشد اے جواد	کرنا محروم اس تمنا سے مجھے	لائق لطف و کرم کب ہی ترے
این زمان قائم مقام حق توئی	یاس باشد گر مرا مانع شوی	حق کی جا قائم مقام اب ہی جو تو	یاس ہووی گر مرا مانع ہو تو
گفت موسیٰ یارب این مرد سلیم	سخرہ کردستش مگر دیو رجیم	بولے[۲] موسیٰ اے خدا اس مرد کو	پھانسا ملعون دیو نے شاید کہ ہو
گر بیاموزم زیان کارش بود	ور نیاموزم دلش بدمے شود	گر سکھاؤں اسکو تو نقصان ہو	گر نہ سکھلاؤں تو بے ایمان ہو
گفت اے موسیٰ بیاموزی کہ ما	رد نہ کردیم از کرم ہرگز دعا	بولے اے موسیٰ تو اسکو دی سکھا	نے کرم سے ہم نے رد کی ہے دعا
گفت یارب او پشیمانی خورد	دست خاید جامہ ہا را بردرد	بولے یارب ہو پریشانی اسے	ہاتھ چابے چاک جامہ کو کرے
نیست قدرت ہر کسے را سازوار	عجز بہتر مایۂ پرہیزگار	سب کو کب ہوتی ہے قدرت سازوار	عجز اچھی دولت پرہیزگار
فقر زین رو فخر آمد جاودان	کہ بتقوی ماند دست نارسان	فقر فخر آیا ہے اس باعث سدا	کر رہا تقوی میں دست نارسا
زان غنا و زان غنی مردود شد	کہ ز قدرت صبر ہا پدرود شد	یوں غنا اور یوں غنی مرتد ہوا	صبر جو مقدور سے جاتا رہا
آدمی را عجز و فقر آمد امان	از بلای نفس پر حرص و غمان	عجز اور فقر آدمی کا امن ہے	اور بلائے نفس حرص و غم رکھے

۱ بولے موسیٰ الخ یعنی شعر موسیٰ نے کہا کہ جاہ و ہوس چھوڑ کہ یہ آگے پیچھے خطرہ رکھتی ہے حق سے عبرت و بیداری طلب کر یہ کتاب و قال و حروف لب کیا ہیں منع کرنے سے وہ تیز تر ہوا کہ مرد منع کرنے سے تیز تر ہوتا ہے یعنے منع کرنے سے انسان زیادہ حریص اُس چیز کا ہوتا ہے بموجب حدیث شریف کے الانسان حریص علی ما منع یعنے ضرور کر انسان حرص کرنے والا ہے اُس چیز میں کہ منع کیا گیا کہا کہ اے موسیٰ جو تیرا نور چمکا جس نے چیز پائی وہ تجھ سے پائی ہوگی مجکو اس تمنا سے محروم کرنا لائق تیرے لطف و کرم کے کب ہے جو حق کی اب تو قائم مقام ہے اگر تو میرا مانع ہو تو یاس ہووے آگے جواب موسیٰ کا ہے فافہم ۱۲۔

۲ بولے الخ یعنی شعر موسیٰ نے کہا کہ اے خدا اس مرد کو شاید کہ دیو ملعون نے پھانسا ہو اگر سکھاتا ہوں تو نقصان ہو اور اگر نہ سکھاؤں تو بے ایمان ہو آگے قول حق تعالیٰ کا ہے فرمایا کہ اے موسیٰ تو اسکو سکھا ہم نے کرم سے دعا رد نہیں کی ہے موسیٰ نے کہا کہ اے رب اسے پشیمانی ہو ہاتھ چابے اور جامہ چاک کرے آگے اسکے حقائق ہیں کب قدرت لائق ہر ایک شخص کے ہے عجز مایۂ پرہیز بہتر ہے فقر فخر اس باعث سے سدا آیا ہے کہ دست نارسا تقوی میں رہا ہے یوں غنا اور یوں غنی مرتد ہوا کہ جو صبر مقدور سے جاتا رہا عجز و فقر آدمی کا جائے امن ہے اور بلا نفس کی حرص و غم رکھتی ہے اور غم تمنا سے مشغول رہا ہے کہ اسکی عادت رکھتا ہے جیسے غول خواہش گل کی ہوتی ہے گل کھانے والے کو گل شکر ایسے بیمار کو کب پسند آتی ہے جیسے جو کہ فقر میں انسان راستی پر رہتا ہے اور غنا میں باغی ہوتا ہے اسواسطے فقر فخر آیا ہے اور غنا مرتدی رکھتا ہے تو گے حال سکھانے زبان حیوانوں کا ہے فافہم ۱۲۔

آن غم آمد آرزوہای فضول	کہ بدان خو کردہ است آن صید غول	وہ ہواہی غم تمنائے فضول	کہ رکھی عادت ہی اسکی صید غول
آرزوے گل بود گل خوار را	گل شکر نگوارد آن بیمار را	خواہش گل ہوتی ہی گل خوار کو	ناپسند ہو گل شکر بیمار کو

وحی آمدن از حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام که بیاموزش چیزے را که استدعا مے کند

وحی آنا جانب حق تعالیٰ سے موسیٰ علیہ السلام پر کہ سکھا اُسے وہ چیز کہ خواہش کرتا ہے

بعد ازان وحی آمد از حضرت کہ رو	ہرچہ می گوید بلطف خود شنو	سلہ بعدہٗ وحی آئی حضرت سے کہ جا	جو کہے وہ سُن بالطاف و رضا
گفت یزدان کہ بدہ بایست او	برکشا در اختیار آن دست او	بولا یزدان اُسکے لائق اسکو دے	قدرت اسکی اختیار میں تو دے
اختیار آمد عبادت را نمک	ورنہ می گردد بناخواہ این فلک	اختیار آیا عبادت میں نمک	ورنہ بے خواہش کے پھرتا ہی فلک
گردش او را نہ اجر و نے عقاب	کاختیار آمد ہنر وقت حساب	اسکی گردش کو ثواب اور نے عذاب	اختیار آیا ہنر وقت حساب
جملہ عالم خود مسبح آمدند	نیست زان تسبیح جبری سودمند	سارا عالم پڑھتا وہ تسبیح ہے	سود جبری کو نہ اُس تسبیح سے
تیغ در دستش نہ از عجزش مکن	تاکہ غازی گردد او یا راہزن	سلہ تیغ اسکو دے نہ کر عاجز اسے	تاکہ غازی ہو وہ یا رہزن بنے
زانکہ کرمنا شد آدم ز اختیار	نیم زنبور عسل شد نیم مار	جو ہوا کرمنا آدم ز اختیار	آدھا ہی زنبور شہد آدھا ہی مار
مومنان کان عسل زنبور وار	کافران خود کان زہری ہمچو مار	کان مومن شہد کے زنبور وار	کان کافر زہر کے مانند مار
زانکہ مومن خورد بگزیدہ نبات	تا چو نحلے گشت ریق آب حیات	کھائی ہی مومن نے جو بہتر نبات	تھوک جون زنبور ہوا آب حیات
باز کافر خورد شربت از صدید	ہم ز قوتش زہر شد در وے پدید	کھایا جو کافر نے گندہ آب سے	قوت اُسکا زہر ظاہر اُس سے ہی
اہل الہام خدا عین الحیات	اہل تسویل ہوا سم الممات	سلہ اہل الہام خدا چشمہ حیات	اہل تاویل ہوا زہر ممات
در جہان این مدح و شاباش و زہی	ز اختیار است و حفاظ و آگہی	یہ جہان میں مدح اور شاباش ہی	اختیار و حفظ ہی اور ادراک سے

سلہ بعدہٗ الخ یہ شعر بعدہٗ جانب حق سے وحی آئی کہ جا جو وہ کہے تو سن ساتھ لطف و رضا کے حق نے کہا کہ اسکو اُسکے لائق دے اور اسکے اختیار میں تو قدرت دے آگے اسکے حقائق ہیں اختیار عبادت میں نمک آیا ہے ورنہ بغیر خواہش کے آسمان پھرتا ہے اُسکی گردش کو نہ ثواب نہ عذاب ہے اختیار وقت حساب کے ہنر آیا ہے تمام عالم وہ تسبیح پڑھتا ہے جبری کو اس تسبیح سے فائدہ نہیں ہے یعنے عبادت میں اختیار نمک ہے ورنہ مثل فلک کے بے اختیاری ہیں ثواب اور عذاب نہیں ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ تیغ الخ یہ شعر تیغ اُسکو دے وعاجز نہ کر تاکہ غازی ہو یا رہزن بنے جو آدم اختیار سے کرمنا ہوا ہے پس آدھا زنبور شہد و آدھا مار ہوا ہے مومن کان شہد کی زنبور کے مانند ہے اور کافر کان زہر کی مار کے مانند ہے مومن نے جو بہتر نبات کھائی ہے تھوک اُسکا مانند زنبور کے آب حیات ہے کافر نے جو گندہ آب سے کھایا ہے اُسکا قوت زہر ہے جو کہ اسمین ظاہر ہے یعنے آدم کو جو مزا رب سے کرمنا کا ملا ہے اسواسطے آدمے انسان زنبور شہد و آدھے مار ہین پس مومن کان شہد و کافر کان زہر ہین مومن کی غذا عبادت و کافر کی غذا گندہ آب ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ اہل الہام الخ یہ شعر اہل الہام خدا کے چشمہ آب حیات ہین اور اہل تاویل ہوا زہر ممات کے ہین یہ جہان میں مدح و شاباش و اختیار و ادراک سبب سے آگے مثال ہے جو زندان میں جاتے ہین متقی و زاہد حق خوان ہوتے ہین جبکہ قدرت گئی عمل کھوٹا ہوا تا پونجی میری اجل نہ لیجاوے تیری قدرت پونجی فائدہ کی ہے تو وقت قدرت کو نگاہ رکھ انسان کرمنا کے گھوڑے پر سوار ہے کہ ادراک اسکا پکڑے ہی باگ اختیار کی یعنے مدح و شاباش اختیار کے سبب سے ہے اگر اختیار نہوتا کوئی مدح و تعریف نہ کرتا پس تو اختیار و قدرت کو غنیمت جان اور دقت کو ہاتھ سے نہ دے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

جملہ رندان چونکہ در زندان روند ۔ متقی و زاہد و حق خوان شوند
چونکہ قدرت رفت کاسد شد عمل ۔ ہین کہ تا سرمایہ نستاند اجل
قدرت سرمایۂ سود ست ہین ۔ وقت قدرت را نگہدار و ببین
آدمی بر خنگ کرمنا سوار ۔ در کف درکش عنانِ اختیار
باز موسیٰ داد پند او را بمہر ۔ کہ مرادت زرد خواہد کرد چہر
ترک این سودا بگو وز خود بترس ۔ دیو دادستت برائے مکر درس
ہین برو در دِ سرِ خود کم طلب ۔ کاین مرادت افگند در صد تعب
گفت بارے نطق سگ کو بر درست ۔ نطق مرغ خانگی کاہل پرست

جاتے ہیں جو رند سب زندان میں ۔ متقی و زاہد حق ہوتے ہیں
جو گئی قدرت ہوا کھوٹا عمل ۔ تا نہ پونجی میری لیجاوی اجل
فائدہ کی پونجی قدرت ہے تری ۔ وقت قدرت کو نگہ رکھ ای اخی
اسپ کرمنا پہ انسان ہے سوار ۔ رکھے در کف اسکا عنانِ اختیار
پھر نصیحت[1] اسکو یہ موسیٰ نے کی ۔ زرد رو کردے تمنا یہ تری
ع سے ڈر اور چھوڑ اس سودا کو تو ۔ دھوکا شیطان نے دیا انسان کو
جا طلب تو درد سر اب مت کرے ۔ یہ تمنا رنج مین ڈالے تجھے
بولا کتے کی زبان بتلا مجھے ۔ مرغ خانہ کی زبان سکھلا مجھے

قانع شدن آن مرد طالب بتعلیم زبان مرغ خانگی و سگ و اجابت کردن موسیٰ علیہ السلام اورا

قناعت کرنا اُس مرد طالب کا تعلیم زبان مرغ خانگی و کُتے پر اور قبول کرنا موسیٰ علیہ السلام کا اُسکو

گفت موسیٰ ہین تو دانی در رسید ۔ نطق این ہر دو شود بر تو پدید
بامدادان آن برائے امتحان ۔ ایستادہ منتظر بر آستان
خادمہ سفرہ بیفشاند و فتاد ۔ پارۂ نانِ بیات آثار زاد
در ربود آنرا خروسے چون گرو ۔ گفت سگ کردی تو بر ما ظلم رو
دانۂ گندم تو دانی خورد و من ۔ عاجزم ز دانہ خوردن در وطن
گندم و جو را و باقی حبوب ۔ تو توانی خورد و من نے ای طرب
این لب نانے کہ قسم ماست آن ۔ مے ربائی این قدر را از سگان

بولے[2] موسیٰ اب تجھے آجائیگی ۔ یہ زبان دونکی ظاہر ہو گئی
صبح کو وہ امتحان کے واسطے ۔ منتظر در پہ کھڑا خود آن کے
خادمہ نے جھاڑا دسترخوان کو ۔ ٹکڑے روٹی کے گرے کھاؤ تھے جو
مرغ نے ٹکڑون کو پہلے لے لیا ۔ بولا کتا ظلم یہ تو نے کیا
تو تو بس کھائیگا دانے گیہون کے ۔ اور مین عاجز ہون کھاؤ گیہون سے
گیہون اور جو اور باقی دانے سب ۔ کھا سکے تو اور نہ مین ای پر طرب
ٹکڑے روٹی کے ہین قسمت مین مرے ۔ جبکہ تو لے کتا بس بھوکا ہے

جواب خروس سگ را

جواب دینا مرغ کا کُتے کو

[1] پھر نصیحت الخ یعنی موسیٰ عم نے یہ نصیحت اسکو کی کہ زرد رو تجکو یہ تمنا تیری کردے تو خدا سے تو ڈر اور اس خیال کو تو چھوڑ شیطان نے دھوکا انسان کو دیا ہے تو جا اور درد سر طلب نکر یہ تمنا تجکو رنج مین ڈالے کہا کہ کتے کی زبان مجکو بتلا اور مرغ خانگی کی زبان مجکو سکھلا آگے زبان سیکھنے کا بیان ہے فافہم ۱۲-

[2] بولے موسیٰ الخ یعنی موسیٰ عم نے کہا کہ اب تجکو آجائے گی یہ زبان دونون کی وہ صبح کو امتحان کے واسطے منتظر خود در پر آن کر کھڑا ہوا خادمہ نے دسترخوان کو جھاڑا روٹی کے ٹکڑے گرے کہ جو کھائے نہ تھے مرغ نے پہلے ٹکڑون کو لے لیا کتے نے کہا کہ یہ تو نے ظلم کیا تو تو گیہون کے دانے کھالے گا اور مین گیہون کھانے سے عاجز ہون گیہون و جو باقی سب دانے تو کھا سکے اور مین نہین روٹی کے ٹکڑے میری قسمت کے ہین جب کہ تو کھائے تو کتا بھوکا رہے گا آگے جواب مرغ کا ہے ۔ فافہم ۱۲-

پس خروسش گفت تن زن غم مخور ۔ کہ عوض بدہد خدا زین بہ دگر
اسپ این خواجہ سقط خواہد شدن ۔ روز فردا سیر خور کم کن حزن
مر سگان را عید باشد مرگ اسپ ۔ روزئی وافر بود بے جہد و کسب
اسپ را بفروخت چون بشنید مرد ۔ پیش سگ شد آن خروس زرد روی
روز دیگر ہمچنان نان را ربود ۔ آن خروس و سگ برو لب بر گشود
ای خروس عشوہ دہ چندین دروغ ۔ ظالمی و کاذبی و بے فروغ
اسپ کش گفتی سقط گردد کجاست ۔ کور اختر گوی محرومی ز راست
گفت او را آن خروس با خبر ۔ کہ سقط شد اسپ او جائے دگر
اسپ را بفروخت جست او از زیان ۔ آن زیان انداخت او بر دیگران
لیک فردا اشترش گردد سقط ۔ مر سگان را باشد این نعمت فقط
زود اشتر را فروشید آن حریص ۔ یافت از غم وز زیان آندم محیص
روز ثالث گفت سگ با آن خروس ۔ ای امیر کاذبان با طبل و کوس
تا بکی گوئی دروغ ای بے فروغ ۔ دوغی ای نا اہل تو عین دوغ دوغ
گفت او بفروخت اشتر را شتاب ۔ لیک فردایش غلام آید مصاب
چون غلام او بمیرد نان ہا ۔ بر سگ و خواہندہ ریزند اقربا
این شنید و آن غلامش را فروخت ۔ دست از خسران و رخ را بر فروخت
شکرہا می کرد و شادیہا کہ من ۔ رستم از سہ واقعہ اندر زمن

مرغ بولا صبر کر اور غم نہ کھا[1] ۔ کہ عوض بہتر دے حق اسکے سوا
گھوڑا اس خواجہ کا کل مر جائیگا ۔ سیر ہو کر کھائیو تو خوب سا
عید کتون کو ہی مرنا اسپ کا ۔ کیونکہ بے کوشش کے کھانا پائیگا
گھوڑا بیچا مرد نے جو یہ سنا ۔ مرغ بس شرمندہ کتے سے ہوا
دوسرے دن روٹی لی پھر مرغ کی ۔ کتا پھر جھنجھلا کے بولا مرغ سے
ای فریبی مرغ[2] جھوٹے اب اسقدر ۔ ہے تو ظالم اور جھوٹا بیشتر
ہی کہاں جو گھوڑا مرنے کا کہا ۔ تو بجز بی اندھا اور گمراہ ہوا
با خبر اس مرغ نے اس سے کہا ۔ گھوڑا اسکا مر گیا بس اور جا
جلد اسنے بیچ ڈالا اسپ وہ ۔ وہ زیان اپنا دیا ہے اور کو
لیکن اسکا اونٹ کل مر جائیگا ۔ ہی یہ نعمت خاص کتون کا بھلا
جلد بیچا اونٹ اس حارص نے جا ۔ غم سے اس نقصان کی اسدم بچا
تیسرے دن کتا بولا مرغ سے ۔ اب تا سردار جھوٹون کے مجھے
کب تلک[3] کہوگے دروغ ای بے فروغ ۔ تو دروغی مین ہی بس اک اہل دروغ
بولا اسنے اونٹ بیچا جلد جا ۔ پر غلام اب اسکا کل مر جائیگا
جو غلام اسکا مری تو روٹیان ۔ دین گدا کتون کو اہل خاندان
یہ سنا تو بیچا اپنا وہ غلام ۔ بس ہوا نقصان سی فارغ تمام
شکر کرتا اور خوش ہوتا کہ مین ۔ تین صدمون سے بچا اسوقت مین

[1] مرغ بولا الخ۔ شعر مرغ نے کہا کہ تو صبر کر و غم نہ کھا کہ حق اسکے سوا عوض پھر دیگا اس خواجہ کا گھوڑا کل مرجائے گا تو سیر ہو کر خوب سا کھائیو کتون کو عید ہے گھوڑے کا مرنا کیونکہ کھانا بے کوشش کے ملے گا مرد نے گھوڑا بیچا جبکہ یہ سنا مرغ شرمندہ کتے سے ہوا دوسرے روز پھر مرغ نے روٹی لی کتا جھنجھلایا پھر مرغ سے بولا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[2] ای فریبی الخ۔ شعر اے فریبی مرغ اسقدر جھوٹ تو ظالم و جھوٹا ہے بیشتر کہاں ہے کہ جو تو نے گھوڑا مرنے کو کہا تو بجز بی اندھا و گمراہ ہوا اس مرغ باخبر نے کہا اس سے کہ گھوڑا اسکا مر گیا دوسری جگہ اسنے جلد فروخت کیا وہ گھوڑا وہ زیان اپنا دوسرے کو دیا لیکن اونٹ اسکا کل مرجائیگا یہ نعمت خاص کتون کے واسطے ہے اس حارص نے جلد بیچا اونٹ کو اس نقصان کے غم سے اسدم بچا تیسرے دن کتے نے کہا مرغ سے اب کہو اے سردار جھوٹون کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[3] کب تلک الخ۔ شعر تو کب تلک دروغ بے فروغ کہے تو دروغ مین ایک اہل دروغ ہے کہا کہ اسنے اونٹ جلد جاکر بیچا لیکن اسکا غلام کل مرجائیگا جبکہ اسکا غلام مرے تو روٹیان اہل خاندان گدا و کتون کو دین یہ سنا تو وہ غلام اپنا فروخت کیا پس نقصان سے فارغ بالکل ہوا شکر کرتا اور خوش ہوتا کہ مین تین صدمون سے اسوقت بچا جب سے مرغ و کتے کی زبان سیکھی قضائے بد کی آنکھ مین نے پوشیدہ کی یعنے قضائے بد سے مین بچا اور آفتون سے چھٹا آگے شرمندہ ہونے مرغ کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

تا زبانِ مرغ و سگ آموختم | دیدهٔ سوء القضا را دوختم
سیکھی جب سے مرغ و کُتّے کی زبان | بدقضا کی آنکھ مین نے کی نہان

خجل شدن خروس پیش سگ بسبب دروغ شدن سه وعده
شرمندہ ہونا مُرغ کا آگے کُتّے کے بسبب جھونٹھ ہو جانے تین وعدون کے

روز دیگر آن سگِ محروم گفت | کای خروسِ ژاژخا کو طاق و جفت
چند چند آخر دروغ و مکرِ تو | خود نپرّد جز دروغ از وکرِ تو
گفت حاشا از من و از جنسِ من | که بگردیم از دروغِ ممتحن
ما خروسان چون مؤذن راستگو | هم رقیبِ آفتاب و وقت جو
پاسبانِ آفتابیم از درون | گر کنی بالای ما طشتی نگون
پاسبانِ آفتاب اند اولیا | در بشر واقف ز اسرارِ خدا
اصلِ ما را حق پی بانگِ نماز | داد هدیه آدمی را در جهاز
گر بنا هنگام سهوا از ما رود | در اذان آن مقتلِ ما می‌شود
گفتنِ ناهنگام حی علی الفلاح | خونِ ما را می‌کند خوار و مباح
آنکه معصوم آمد و پاک از غلط | آن خروسِ وحی جان آمد فقط
آن غلامش مرد پیشِ مشتری | شد زیانِ مشتری آن یکسری
او گریزانید مالش را ولیک | خونِ خود را ریخت اندر یاب نیک
یک زیان دفعِ زیانها می‌شدی | جسم و مالِ ماست جانها را فدی
پیشِ شاهان در سیاست گستری | می‌دهی تو مال و سر را می‌خری

دوسرے دن بولا وہ کُتّا کہ ہان | مرغ بیہودہ وہ کل پرسون کہان
کب تلک یہ جھونٹ و مکر آخر ترا | آشیان سے نے بجز جھونٹ اور اُڑا
بولا حاشا نہ وہ میری جنس سے | جھونٹ سے رسوا ہوئی ہم کب ولے
چون مؤذن مرغ ہم ہین راست گو | ہین رقیبِ آفتاب و وقت جو
پاسبان خورشید کی ہم دل سے ہین | گر چھپا دین ہمکو اوندھی طشت مین
پاسبان خورشید کے ہین اولیا | ہین بشر مین جانتے سرِ خدا
حق نے ہمکو واسطے بانگِ نماز | تحفہ انسان کو دیا اندر جہاز
ہم سے گر بے وقت ہو جاوے اذان | سہو سے تو قتل کردین بیگمان
کہنا بے ہنگام حی علی الفلاح | خون ہمارا کرتا ہے خوار و مباح
جو کہ معصوم اور غلط سے پاک ہے | وحی جان کا مرغ وہ بیباک ہے
مشتری کے پاس جا کر وہ غلام | مر گیا نقصان ہوا اُسکا تمام
مال اپنے کو بچایا اُس نے پر | کشتہ اپنے کو کیا ہے نفع پر
ایک نقصان دافعِ نقصان ہے | اپنی جان پر مال و تن قربان ہے
بادشاہوں کی سیاست گر مین تو | مال دے کر کے چھوڑائی جان کو

۱؎ دوسرے دن الخ ۲ شعر دوسرے دن اُس کُتے نے کہا کہ اے مُرغ بیہودہ وہ کل پرسون کہان ہے آخر کب تک یہ مکر و جھونٹ تیرے آشیانہ سے بجز جھونٹ کے کچھ نہ اُڑا کہا کہ حاشا مین اور میری جنس سے ہم جھونٹ سے کب رُسوا ہوئے مانند موذن کے ہم مرغ ہین راست گو اور رقیب آفتاب و وقت ڈھونڈھنے والے ہین ہم پاسبان خورشید کے دل سے ہین اگرچہ ہم کو اوندھے طشت مین چھپائین آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ ۲؎ پاسبان الخ ۱ شعر پاسبان خورشید کے اولیاء اللہ ہین جامہ بشری مین بھید اللہ کا جانتے ہین یعنے اولیاء اللہ نور باطن کو صورت انسانی مین ایسا جانتے ہین جیسے مرغ نور صبح کو پہچانتا ہے گو رکھا بچے کے اندر پوشیدہ ہو آگے رجوع بقصہ ہے ہم کو حق نے واسطے بانگ نماز کے تحفہ انسان کو دیا جہاز مین ہم سے اذان اگر بے وقت ہو جائے سہو سے تو بیگمان ہم کو قتل کرین کہنا بے وقت حی علی الفلاح ہمارا خون کرتا ہے خوار و مباح آگے حقائق ہین جو شخص معصوم اور غلطی سے پاک ہے وہ مُرغ بیباک وحی جان کا ہے یعنے اولیاء اللہ ہین آگے رجوع بقصہ ہے مشتری کے پاس جا کر وہ غلام مر گیا اسکو نقصان بالکل ہوا اُسنے مال اپنے کو بچایا ولیکن خود کو نفع پر کشتہ کیا آگے حقائق ہین ایک نقصان دافع نقصان ہے اپنی جان پر مال و تن قربان ہے آگے اسکی مثال ہے تو بادشاہوں کی سیاست گاہ مین مال دے کر جان چھوڑتا ہے کیونکہ قضا مین اب تو نادان ہو گیا کہ مال کو داور سے بچا رکھتا ہے یعنے نقصان مال کا جان کے نقصان سے بچاتا ہے پس مال کو حق سے بچانا نہ چاہئے کہ جان کا صدقہ مال ہے کیونکہ جان کی بلا اول مال پر آتی ہے جبکہ نقصان مال ہو تو خوش ہونا چاہئے کہ حق نے بلائے جان کو مال پر گذار دیا ہے آگے خبر دینے مُرغ کی مرگ خواجہ سے ہے فافہم ۱۲-

اعجمی چون گشتهٔ اندر قضا	می گریزانی ز داور مال را	کیون تھا مین اب تو نادان ہو گیا	مال کو داور سے رکھتا ہی بچا

خبر دادن خروس از مرگ خواجه

خبر دینا مرغ کا مرگ خواجہ سے

لیک فردا خواهد او مردن یقین	گاؤ خواهد کشت وارث در حنین	[۱] پر مریگا خواجہ کل کو کر یقین	گاؤ اس غم مین کرینگے ذبح جنین
صاحب خانه بخواهد مرد و رفت	روز فردا نک رسید آن فوت زفت	صاحب خانہ ہی کل مر جائیگا	اور بہت کھانا یہان پر آئیگا
پارہای نان و لالنگ و طعام	در میان کوی یابد خاص و عام	پارۂ نان اور کھانا اور طعام	ہر گلی کوچہ مین پائین خاص و عام
گاؤ قربانی و نان های تنک	بر سگان و سائلان ریزد سبک	گاؤ قربانی خمیری روٹیان	پائینگے کتے گدا اور سائلان
مرگ اسپ و اشتر و مرگ غلام	بد قضا گردان این مغرور خام	مرگ گھوڑا اونٹ اور مرگ غلام	تھی قضا لوٹانے والی اسکی خام
از زیان مال و درد آن گریخت	مال افزون کرد و خون خویش ریخت	مال کے نقصان سے تو خود بچا	مال کو زیادہ کیا جان کو دیا
این ریاضتهای درویشان چراست	کان بلا بر تن بقای جانہاست	یہ ریاضت سالکون کی کس لیئے	کہ بلا تن پر ہو جان باقی رہے
تا بقای خود نیابد سالکے	چون کند تن را سقیم و ہالکے	گر نہ سالک اپنی پاتے مین بقا	کرتے کیون ہین تن کو لاغر اور فنا
دست کے جنبد بایثار و عمل	تا نه بیند داده را جانش بدل	کب ہو اسکے ہاتھ سے جود و عمل	تا نہ دیکھے اپنی بخشش کا بدل
آنکه بدہد بے امید سودہا	آن خدایست آن خدایست آن خدا	[۲] جو کہ بے امید دے اور بے رجا	وہ خدا ہی وہ خدا ہی وہ خدا
یا ولی حق که خوئے حق گرفت	نور گشت و تابش مطلق گرفت	یا ولی اللہ کہ عادت حق کی لے	نور ہو کر روشنی مطلق کی لے
او غنی ست و جز او جمله فقیر	کے فقیرے بے عوض گوید که گیر	وہ غنی اسکے سوا ہین سب فقیر	بے عوض دیتے ہین یارو کب فقیر
تا نه بیند کودکے که سیب ہست	او پیاز گنده را ندہد ز دست	طفل جبتک دیکھتا نہ سیب ہے	نے پیاز گندہ دے وہ ہاتھ سے
این ہمه بازار بہر این غرض	بر دکانہا شسته بہر این عوض	سب یہ بازاری غرض کے واسطے	بیٹھے دکان پر عوض کے واسطے

سلہ پر مریگا الخ و شعر لیکن کل خواجہ مریگا یقین کر کہ وارث اُسکے غم مین گاؤ ذبح کرین گے کل صاحب خانہ مر جائیگا اور کھانا بہت یہان پر آئے گا روٹی کے ٹکڑے اور کھانا اور طعام ہر گلی کوچہ مین خاص و عام پائین گے قربانی گاؤ اور خمیری روٹیان کتے و گدا و سائل پائین گے مرگ اسپ و اونٹ و غلام ایک قضا لوٹانے والی تھی تو مال کے نقصان سے بچا زیادہ مال کو کیا اور جان کو دیا ریاضت سالکون کی کس واسطے ہے کہ بلا جسم پر ہو اور جان باقی رہے اگر سالک اپنی بقا نہین پاتے ہین کیونکر کرتے ہین جسم کو لاغر و فنا کب اسکے ہاتھ سے جود و عمل ہو جب تک نہ دیکھے اپنی بخشش کا بدلا یعنے ریاضت کی مشقت سالکون کی صدقہ جان ہے کہ اس ریاضت کے سبب سے ہر بلا سے وہ سالک بچتے ہین پس کوئی شخص بخشش بغیر اپنے فائدے کے نہین کرتا ہے اور جو کہ بغیر فائدہ کے کرتا ہے وہ خدا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سٹہ جو کہ الخ و شعر جو کہ بغیر امید و رجا دیتا ہے وہ خدا ہے یا ولی اللہ کہ روشنی حق کی لیتا ہے اور نور ہو کر روشنی مطلق کی پاتا ہے وہ غنی ہے اور اُسکے سوا سب فقیر ہین اور بغیر عوض کے کب فقیر دیتے ہین آگے اسکی مثال ہے طفل جب تک نہ دیکھے سیب کو پیاز گندہ نہ دیوے ہاتھ سے یہ سب اہل بازار غرض کے واسطے دوکان پر بیٹھے ہین عوض کے واسطے وہ عمدہ سامان بتلاتے ہین مدعا تمنا دل مین عوض کی رکھتے ہین او مرد دین ایک سلام تو نہ سنے کہ وہ آخر کو آستین نہ پکڑے مین نے سلام خاص و عام نہ سنا بغیر طمع کے اے برادر والسلام یعنے دنیا مین کوئی شخص کام بغیر مطلب کے نہین کرتا ہے یہان تک کہ سلام بھی بے مطلب نہین کرتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

صد متاع خوب عرضه می کنند — واندرون دل عوضها می نهند
یک سلامی نشنوی ای مرد دین — که نگیرد آخرت آن آستین
بی طمع نشنیده ام از خاص و عام — من سلامی ای برادر والسلام
جز سلام حق تو هین آنرا بجو — خانه خانه جا بجا و کو بکو
از دهان آدمی خوش مشام — هم پیام حق شنیدم هم سلام
وین سلام باقیان بر بوی آن — من همی نوشم بدل خوشتر ز جان
زان سلام او سلام حق شده است — کآتش اندر دودمان خود زده است
مرده است از خود شده زنده برب — زان بود اسرار حقش در دو لب
مردن تن در ریاضت زندگیست — رنج این تن روح را پایندگیست
گوش بنهاده بدان مرد خبیث — می شنود او از خروسش این حدیث

عمدہ وہ سامان کو تبلائین ہین — اور تمنا کے عوض دل مین رکھین
نی سلام ایک تو سنے ای مرد دین — کہ نہ وہ آخر کو پکڑین آستین
نی سنا مین نے سلام خاص و عام — بے طمع کے ای برادر والسلام
جز سلام حق اسی کو ڈھونڈھ تو[1] — گھر بہ گھر اور جا بجا اور کو بکو
آدمی کے منہ سے جو ہین خوش کلام — بھی پیام حق سنا ہی بھی سلام
باقیون کا یہ سلام امید پے — سنتا ہون مین دل مین خوشتر جان سے
کہ سلام انکا سلام حق ہوا — آگ سے جو دودمان انکا جلا
خود سے مردہ اور زندہ حق سے ہین — اس لیے راز حق کے انکے لب پہ ہین
تن ریاضت مین مرے ہے زندگی — رنج تن ہے جان کو پایندگی
کان رکھتا تھا وہ بس مرد خبیث — مرغ سے سنتا تھا اپنی یہ حدیث

دویدن آن شخص بسوی موسی علیه السلام زینهار چون خبر مرگ خود شنید

دوڑنا اُس شخص کا طرف موسی علیہ السلام کے واسطے پناہ کے جو خبر مرگ اپنی کی سُنی

چون شنید اینها دوان شد تیز و تفت — بر در موسی کلیم الله رفت
رو همی مالید بر خاک او ز بیم — که مرا فریاد رس زین ای کلیم
گفت رو بفروش خود را و بره — چونکه استا گشته بر جه ز چه
بر مسلمانان زیان انداز تو — کیسه و همیانها را کن دو تو
من درون خشت دیدم این قضا — که در آئینه عیان شد مر ترا

جو سُنا یہ تو گیا وہ دوڑ کر[2] — بس در موسی کلیم اللہ پر
خاک پر ملتا تھا منہ وہ خوف سے — کہ سنو فریاد تم حق کے لیے
بولے بیچ اپنے کو جا تو ہو رہا — جو ہوا استاد چہ سے ہو جدا
تو مسلمانونکو اب دیوے زیان — اور بھر ہمیانی اپنی ای جوان
اینٹ مین دیکھی ہے مین نے یہ قضا — کہ تو آئینہ مین دیکھے ظاہرا

[1] جز سلام الخ۔ شرح۔ سلام حق کے مت ڈھونڈھ تو تو اُسی کو ڈھونڈھ گھر گھر اور جا بجا اور کو بکو آدمی کے منہ سے جو کلام خوش ہین بھی پیام حق سنا اور بھی سلام باقیون کے یہ سلام امید پر مین سنتا ہون دل مین خوشتر جان سے کہ سلام انکا سلام حق ہوا جو اُن کا دودمان آگ سے جلا خود سے مردہ اور حق سے زندہ ہین اس لیے راز خدا کے اُنکے لب پر ہین اگر تن ریاضت پر اُنکے مرے تو زندگی ہے تن کا رنج جان کو پایندگی ہے یعنے اولیاء اللہ کا سلام عین سلام حق ہے کہ غیرت انکی سب در خود سے مردہ اور حق سے زندہ ہین اس لیے راز خدا انکے لب پر ہے وہ مرد خبیث کان رکھتا تھا اور مرغ سے سنتا تھا یہ باتین آگے پریشان ہونے اُس مرد کا بیان ہے فافہم ۱۲

[2] جو سنا الخ۔ شرح جو یہ سنا تو دوڑ گیا موسی کلیم اللہ کے دروازہ پر اور منہ خاک پر ملتا تھا خوف سے کہ سنو تم فریاد خدا کے واسطے کہا کہ خود کو بیچ اور تو جا رہا ہو جو استاد ہوا ہی چاہ سے نکل تو اب مسلمانون کو نقصان دیتا ہی اور ہمیانی اپنی بھر آگے اسکے حقائق ہین یہ قضا مین نے اینٹ مین دیکھی ہی کہ تو آئینہ مین دیکھتا ہی ظاہر عاقل اول دیکھے بدلا آخر کا اور احمق دیکھے کہ جو عقل سے کامل ہو یعنے عقلمند اول مین انتہا کو دیکھتا ہی اور احمق آخر مین دیکھتا ہی سبب بے عقلی کے آگے رجوع بعقد ہے فافہم ۱۲

عاقل اول بیند آخر را بدل ، اندر آخر بیند از دانش مقل
باز زاری کرد کای نیکو خصال ، مر مرا در سر مزن بر رو ممال
از من آن آمد که بودم ناسزا ، ناسزایم را تو ده حسن الجزا
گفت تیری جست از شست ای پسر ، نیست سنت کاید او واپس دگر
لیک درخواهم ز نیکو داورے ، تا که ایمان آن زمان با خود برے
چونکہ ایمان بردہ باشے زندهٔ ، چونکه با ایمان روے پایندهٔ
سجده کردش مرد کین یاری بکن ، من بریدم خویش را از بیخ و بن
گفت موسی کاین بعون حق کنم ، چنگ در دامان فضل او زنم
هم در آن دم حال بر خواجه بگشت ، تا دلش شوریده آورد طشت
سوزش مرگست نے هیضه طعام ، قی چه سودت دارد ای بدبخت خام
چار کس بردند تا سوی وثاق ، ساق می مالید او بر پشت ساق
پند موسی نشنوی شوخی کنے ، خویشتن بر تیغ فولادی زنے
شرم ناید تیغ را از جان تو ، آن تست این ای برادر آن تو

عاقل اول دیکھے آخر کا بدل ، احمق آخر دیکھے جو ہو پر خلل
پھر تھی کی زاری کہ ای نیکو خصال ، مت مجھے طعنے دے اور غم میں نہ ڈال
مجھ سے وہ آیا کہ نالائق میں تھا ، نیک دے نالائقی کی تو جزا
بولے چھوٹا تیر اب تو ہاتھ سے ، کب ہے عادت کہ وہ واپس اب پھرے
پر میں اب چاہتا ہوں اور سے نکو ، تاکہ ایمان اس گھڑی لے جائے تو
جو کہ ایمان لے گیا زندہ ہی تو ، جو کہ با ایمان گیا بندہ ہے تو
سجدہ کر بولا مددگاری کرو ، میں نے جڑ سے کاٹا اپنے آپ کو
بولے موسیٰ یہ بعون حق کروں ، فضل کے دامن کو اسکے تھام لوں
پس اسی دم حال بدلا خواجہ کا ، اور مالش اسکا دل کرنے لگا
مرگ کی سوزش تھی نے ہیضہ ہوا ، قے کے اب کرنے سے کیا ہی فائدہ
چار شخص اسکو اٹھا کر لے گئے ، پاؤں کو ملتا تھا اپنے پاؤں سے
پند موسیٰ نے سنے شوخی کرے ، آپ کو کشتہ کرے تو تیغ سے
جان سے تیری تیغ نے شرمندہ ہو ، ملک گو تیری ہے اے یار نکو

دعا کردن موسی علیہ السلام جہت سلامتی ایمان آن شخص

موسی آمد در مناجات آن سحر ، کای خدا ایمان ازو مستان مبر

دعا کرنا موسیٰ علیہ السلام کا واسطے سلامتی ایمان اس شخص کے

کی دعا اسدم کلیم اللہ نے ، کہ خدا ایمان اسکا تو نہ لے

سلہ پھر کی الخ، شعر پھر زاری کی کہ اے نیک خصال مجکو طعنے مت دے اور غم میں مت ڈال مجھ سے وہ آیا کہ میں نالائق تھا نالائقی کی جزا تو نیک دے کہا کہ تیر اب تو ہاتھ سے چھوٹا عادت کب ہے کہ وہ واپس پھرے ولیکن اب میں خدا سے نیک چاہتا ہوں کہ تا ایمان اس دم تو لے جائے جبکہ ایمان لے گیا تو زندہ ہے آگے جواب مرد کا ہے فافہم ۱۲۔

سلہ سجدہ کر الخ، شعر سجدہ کر کے کہا کہ مددگاری کرو میں نے اپنے آپ کو جڑ سے کاٹا ہے موسیٰ نے کہا کہ یہ بمدد حق کروں اسکے دامن فضل کو تھام لوں پس اسی دم خواجہ کا حال بدلا اور اسکا دل مالش کرنے لگا سوزش مرگ تھی ہیضہ نہ تھا قے کے کرنے سے کیا فائدہ ہے چار شخص اسکو اٹھا کر گھر لے گئے پاؤں کو اپنے پاؤں پر ملتا تھا آگے حقائق ہیں نصیحت موسیٰ عم کی نہ سنی اور شوخی کی خود کو کشتہ کیا تو تیغ سے اپنی جان کو کشتہ کرے تیری جان سے تیغ سے شرمندہ ہو گو ملک تیری تیغ ہو اے یار نکو یعنے جو کہ ہدایت ہادی کی نہ سنے وہ خود کو گویا کشتہ کرے آگے دعا کرنے موسیٰ عم کا حال ہے فافہم ۱۲۔

سلہ کی دعا الخ، شعر اس دن دعا کلیم اللہ نے کی کہ اے خدا تو ایمان اسکا نہ لے تو بادشاہی سے کام لے اور اسکو بخش دے اسنے گستاخی و شوخی سہو سے کی کہہ دیا تھا کہ یہ علم تیرے لائق نہیں ہے وہ مثال سمجھا اس کہنے کو میرے حق یہ ہے وہ کوئی اژدہا پر ہاتھ مار کر خود عصا کو اژدہا کر دے اسرار غیبی اُسے سیکھنا لائق ہے کہ وہ لب کو کہنے سے بند کرلے دریا کے لائق نہیں سوا مرغابی کے تو بجز اللہ خوب جانتا ہے وہ دریا میں گیا مرغابی نہ تھا وہ ڈوبا اسکا ہاتھ پکڑ تو اے خدا یعنے راز الٰہی سیکھنا اسکو لائق ہے کہ جو اپنی زبان کو راز گوئی سے بند کرے ورنہ اسکے وبال سے جانبر ہونا مشکل ہے آگے دعا قبول کرنے کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

بادشاہی کن بر و بخشا کہ او — سہو کرد و خیرہ روئے و غلو
گفتمش این علم نی در خورد تست — دفع پنداری دید قولم را و سست
دست را بر اژدہا آنکس زند — کہ عصا را دستش اژدرہا کند
سر غیب آنرا سزد آموختن — کہ ز گفتن لب تواند دوختن
در خور دریا نشد جز مرغ آب — فہم کن واللہ اعلم بالصواب
او بہ دریا رفت و مرغابی نبود — گشت غرقہ دست گیرش ای ودود

بادشاہی کر تو اسکو بخش دے — اُسنے کی گستاخی شوخی سہو سے
کہہ دیا یہ علم نے لائق ترے — ٹال سمجھا وہ یہ کہنے کو مرے
اژدہا پے ہاتھ مارے وہ کوئی — کہ عصا کو اژدہا کر دے وہی
سر غیبی سیکھنا لائق اسے — کہ وہ لب کہنے سے اپنی باندھ لے
لائق دریا نہو جز مرغ آب — تو سمجھ واللہ اعلم بالصواب
وہ گیا دریا مین مرغابی نہ تھا — ڈوبا ہاتھ اُسکا پکڑ تو ای خدا

اجابت کردن حق تعالی دعاء موسی علیہ السلام را

قبول کرنا حق تعالی کا دعاء موسی علیہ السلام کو

کرد اجابت آن دعا را کردگار — رحم فرمودش بعجز و افتقار
گفت بخشیدم باو ایمان نعم — ور تو خواہی این زمان زندہ اش کنم
بلکہ جملہ مردگان خاک را — زندہ سازیم این زمان بہر تو ما
گفت موسی این جہان مردن است — آن جہان انگیز کانجا روشن است
این فنا جا چون جہان بود نیست — بازگشت عاریت پس سود نیست
رحمتی افشان بر ایشان ہم کنون — در نہان خانہ لدنیا محضرون
تا بدانی کہ زیان جسم و مال — سود جان باشد رہاند از وبال
پس ریاضت را بجان شو مشتری — چون سپردی تن بخدمت جان بری
در ریاضت آیدت بے اختیار — سر بنہ شکرانہ دہ اے کامیار
چون حقت داد این ریاضت شکر کن — تو نہ گردی از ریاضت زامر کن
این حکایت بشنو و وعظی شمر — تا نہ گردی خستہ از نقص و ضرر

وہ[1] دعا کرلی قبول اللہ نے — رحم فرمایا بس اُسکے عجز پے
بولا بخشا مین نے اب ایمان ہے — گر تو چاہے کر دون زندہ جان سے
بلکہ سارے مُردے مدفون خاک کے — زندہ کر دون اس گھڑی تیرے لیے
بولے موسی یہ جہان مرنے کا ہے — اُس جہان مین زندہ کر جینے کا ہے
نے جگہ رہنے کی یہ جای فنا — آنا جانا عاریت بے فائدا
رحمتین اپنی تو کر اسپر نہان — گھر لدنیا محضرون کے درمیان
تا[2] تو جانے کہ زیان جسم و مال — جان کو دے فائدہ کھووے وبال
ہو ریاضت کا تو جان سے مشتری — سونپا جو خدمت مین تن تو جان لی
گر ریاضت پاے تو بے اختیار — سجدہ شکرانہ کر اے میرے یار
یہ ریاضت حق نے جو دی شکر کر — کی نہ تو نے اس نے بھیجی ای بشر
یہ حکایت سُن و اسکو وعظ جان — تا نہو نقصان سے خستہ دل و جان

سلہ وہ دعا الخ ۱ شر اس دعا کو اللہ نے قبول کیا رحم فرمایا اسکے عجز پر فرمایا کہ اُسے ایمان بخشا مین نے اگر تو چاہے تو زندہ جان سے کر دون بلکہ تمام مُردے مدفون خاک کے اس دم زندہ کر دون تیرے واسطے موسیٰ نے کہا کہ یہ جہان مرنے کا ہے اُس جہان مین زندہ کر کہ وہ جینے کا ہے یہ جائے فنا رہنے کی نہین ہے عاریت آنا جانا بے فائدہ ہے تو اپنی رحمتین اسپر پوشیدہ کر اس گھر مین تو جان کہ ہمارے ہاتھ مین عاجز ہین آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ تا تو الخ ہ شر تاکہ تو جانے کہ نقصان جسم و مال کا جان کو فائدہ دے اور مال کھووے تو ریاضت کا جان سے خریدار ہو کہ خدمت مین جو تن سونپا تو جان حاصل ہو اگر ریاضت تو بے اختیار پائے سجدہ شکرانہ کر اے میرے یار یہ ریاضت جو حق نے دی تو شکر کر کہ تو نے نہین کی کہ اُسنے بھیجی ہے تینے تو جسم کو ریاضت حق مین فنا دے تا جان اُسکی عوض مین تجکو ملے اور ریاضت بھی جو تو نے کی خدا کی طرف سے ہے تیری کیا طاقت ہے کہ تو خود کر سکے یہ حکایت سُن اور اسکو وعظ جان تا نقصان سے دل و جان خستہ نہو آگے اس ریاضت کی خوبی کا حال ہے فافہم ۱۲ مہ وہ ہمارے ساتھ حاضر ہین ۱۲

حکایت آن زن کہ فرزندش نمی زیست بحق تعالے بنالید جواب آمد کہ این عوض ریاضت و مجاہدہ تست

آن زنے ہر سال زائیدے پسر … بیش از شش مہ نبودی عمر در

یا سہ مہ یا چار مہ گشتی تباہ … آہ کرد آن زن کہ افغان اے اِلٰہ

نہ مہم بارست وسہ ماہم فرح … نعمتم زودتر رواز قوس قزح

پیش مردانِ خدا کردے نفیر … این شکایت آن زن از درد نذیر

بیست فرزندش چنین در گور رفت … آتشے در جانِ او افتادہ تفت

تا شبے بنمود او را جنتے … باغکے سبزے خوشی بیجنتے

باغ گفتم نعمتِ بے کیف را … کاصل نعمتہاست مجمع باغہا

ورنہ لاعین رأت چہ جاے باغ … گفت نورِ غیب را یزدان چراغ

مثل نبود آن مثالِ آن بود … تا برد بو آنکہ او حیران بود

حاصل آن زن دید آنرا مست شد … زان تجلی آن ضعیف از دست شد

دید در قصرے نبشتہ نام خویش … آن خود دانستش آن محبوب کیش

بعد ازان گفتند کاین نعمت ورا … کو بجانبازی بجز صادق نخاست

خدمتِ بسیارے بایست کرد … مرترا تا بر خوری زین چاشت خورد

چون تو کاہل بودی اندر التجا … آن مصیبتہا عوض دادت خدا

حکایت اُس عورت کی کہ اولاد اُسکی نہین جیتی تھی درگاہ حق مین روئی جواب آیا کہ یہ عوض ریاضت و مجاہدے تیرے کا ہے

ہر برس جنتی تھی وہ عورت پسر … چھ مہینے وہ نہ جیتا تھا مگر

تین مہ یا چار مہ جیتا وہ تھا … روتی وہ عورت کہ فریاد اے خدا

نو مہینے بار و فرحت تین ماہ … جلدتر نعمت دھنک سے ہو تباہ

کرتی وہ فریاد اہل اللہ سے … اور شکایت اُس غم جانکاہ سے

بیس بچے اُسکے ایسے ہی مرے … رحم اُسکی جان پہ آیا سوز سے

رحم نے دکھلائی اک جنت اُسے … سبز باغ اک پُر خوشی بے بجل کے

نعمتِ بے کیف کو باغ اک کہا … کاصل نعمت ہے و مجمع باغ کا

ورنہ لاعین رأت کیا جاے باغ … بولا نور غیب کو یزدان چراغ

نہ ہے مثل اُسکی مثال اک اسکی ہے … تا کہ حیران آگئی بس اُس سے نے

الغرض وہ دیکھ عورت مست تھی … اُس تجلی سے وہ عاجز گم ہوئی

دیکھا نام اپنا لکھا اک قصر پہ … جانا ملک اپنی اُسے دل خستہ نے

بعدہٗ بولے یہ نعمت اسکی ہے … جو کہ جانبازی مین ہو صادق رہے

چاہیئے خدمت بہت کرنا تجھے … تا تجھے پھل اُس عبادت سے ملے

التجا مین بسکہ تو کاہل جو تھی … وہ مصیبت اسکے بدلے حق نے دی

۱ حکایت نہم ریاضت کی عمدگی مین ۱۲

۲ ہر برس الخ ۹ شعر ہر برس وہ عورت پسر جنتی تھی مگر چھ مہینے وہ جیتا نہ تھا تین مہینے یا چار مہینے مین وہ مرتا تھا وہ عورت روتی تھی کہ فریاد ہے اے خدا نو مہینے بار اور تین مہینے خوشی نعمت تیری جلد ترمثل دھنک کے تباہ ہو اہل اللہ سے وہ فریاد کرتی اور شکایت اُس غم جانکاہ سے کرتی اسی طرح اسکے بیس بچے مرے بسبب سوز کے رحم اُسکی جان پر آیا رحم نے ایک جنت اُسکو دکھلائی اور سبز باغ پر از خوشی و بے بجل آگے حقائق مین نعمت بے کیف کو مین نے ایک باغ کہا کہ اصل نعمت و مجمع باغ کا ہے ورنہ نہین دیکھا تیری آنکھون نے کیا جگہ باغ کی حق نے نور غیب کو چراغ کہا اُسکی مثال نہین ہے مثال اسکی یہ ہے تا کہ حیران اُس سے آگئی ملے تینے نعمت بے کیف جنت ہے کہ نہ کسی آنکھ نے اسکو دیکھا نہ کسی گوش نے اُسکو سنا اور بعضے نعمت بے کیف رویت حق کو کہتے ہین پس اُس عورت کو اس رنج کے عوض حق نے نعمت بے کیف دی اسی طرح دوستان حق کو عوض رنج ریاضت کے نعمت بے کیف حق تعالی عنایت کرتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ -

۳ الغرض ۵ شعر الغرض وہ عورت دیکھ کر مست ہوئی اور وہ عاجزہ اُس تجلی سے گم ہوگئی ایک قصر پر اپنا نام لکھا دیکھا بس اسکو اپنی ملک جانا بعدہٗ فرشتون نے کہا کہ یہ نعمت اسکی ہے جو کہ جانبازی مین صادق ہے تجکو خدمت بہت کرنا چاہیئے تا کہ تجکو اس عبادت سے پھل ملے جو تو التجا مین بہت کاہل تھی حق نے وہ مصیبت اسکے بدلے دی آگے عورت کی التجا کا بیان ہے فافہم ۱۲ - ۵ نہین دیکھا آنکھون تیری نے ۱۲ -

گفت یارب تا بصد سال فزون	این چنینم ده بریز از من تو خون	بولی یارب سو برس تک بل فزون	ایسا مجکو دے بہا تو میرا خون
اندران باغ آمد آمد پیش پیش	دیدہ شد جملہ فرزندان خویش	بس بڑھی اُس باغ مین آگے جو وہ	دیکھا سب بچون کی اپنے شکل کو
گفت از من گم شد از تو گم نشد	بے دو چشم غیب کس مردم نشد	بولی مجھسے گم نہ تجھسے گم ہوئے	کوئی بے چشم غیب انسان ہے
تو نکردی فصد و از بینی دوید	خون افزون تا ز تب جانت رسید	تو نہ کھولے فصد اور خون ناک سے	خود ہو جاری جان تری تپ سے چھٹے
مغز ہر میوہ بہست از پوستش	پوست تن دان و مغز آن دوستش	مغز ہر میوہ ہے بہتر پوست سے	مغز ہے وہ دوست اور تن پوست ہے
مغز نغزے دارد آخر آدمی	یکدمی آنرا طلب گر زان دمی	مغز نادر رکھے آخر آدمی	گر ہے اُس دم سے طلب کر اک گھڑی

درآمدن حمزہ رضی اللہ عنہ در حرب بے زرہ

جانا امیر المومنین حمزہ رضی اللہ عنہ کا لڑائی مین بے زرہ کے

در جوانی حمزہؓ عم مصطفےؐ	با زرہ مے شید مدام اندر وغا	با زرہ حمزہؓ محمدؐ کے چچا	جنگ مین جاتے جوانی مین سدا
اند آخر حمزہ چون در صف شدے	بی زرہ سرمست در غزو آمدے	حمزہؓ آخر مین جو لڑنے جاتے تھے	بے زرہ پہنے غزا مین آتے تھے
سینہ باز و تن برہنہ پیش پیش	در فگندی در صف شمشیر خویش	تن برہنہ سینہ کھولے بڑھ کے وہ	مارتے تھے صف مین خود تلوار کو
خلق پرسیدند کای عم رسولؐ	ای ہزبر صف شکن شاہ فحول	خلق نے پوچھا ای عم مصطفےؐ	ای دلیر صف شکن شیر وغا
نے کہ لا تلقوا بایدیکم الے	تہلکہ خواندے ز پیغام خدا	نے کہ لا تلقوا بایدیکم الے	تہلکہ تونے پڑھا قول خدا
پس چرا تو خویش را در تہلکہ	مے در اندازی چنین در معرکہ	تہلکہ مین کس لیے تو آپ کو	ڈالے ایسے معرکہ مین جان تو
چون جوان بودی و زفت و سخت زہ	تو نمے رفتی سوی صف بی زرہ	تھا جوان اور سخت بازو جبکہ تو	بے زرہ جاتا نہین تھا جنگ کو
چون شدی پیر و ضعیف و منحنی	پردہ ہائے لاابالی مے زنی	جب ہوا بوڑھا ضعیف اور ناتوان	لاابالی کرتا ہی حرکت عیان
لاابالی وار با تیغ و سنان	مے نمائی دار و گیر و امتحان	لاابالی کی طرح تیغ و سنان	لے کے بتلائی شجاعت امتحان
تیغ حرمت مے ندارد پیر را	کے بود تمیز تیغ و تیر را	تیغ عزت نے رکھے گو پیر ہو	کب تمیز ہو تیغ کو اور تیر کو

ے بولی الخ ۔ شعر عورت نے کہا کہ ای رب سو برس تک بلکہ سوا ایسے ہی مجکو دے وخون میرا بہا بس جو وہ اُس باغ مین بڑھی اپنے سب بچون کی شکل کو دیکھا عورت نے کہا کہ یہ مجھ سے گم ہوئے مگر تجھ سے گم نہین ہوے کوئی بغیر چشم غیب کے انسان نہین بنتا ہے یعنے جو شخص چشم باطن نہین رکھتا ہے اُسکو انسان نہین کہنا چاہیے آگے اسکی مثال ہے کہ تو فصد نہ کھولے تو خون ناک سے جاری ہوے تیری جان تپ سے نجات پائے آگے حقایق یہ ہین ہر میوہ کا مغز بہتر پوست سے ہے پس وہ پوست مغز ہے اور تن پوست ہے آخری آدمی نادر مغز رکھتا ہے اگر اسلام سے ہے تو ایک گھڑی طلب کر لیجئے بدن سے جان بہتر ہے پس تو جان آگاہ کو طلب کر کہ تو سب پر غالب رہے جیسے امیر حمزہ رضی اللہ تعالے عنہ جنگ مین بیخوف جم جاتے تھے چنانچہ انکا قصہ مثال مین آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ ے با زرہ الخ ۔ شعر حمزہؓ محمدؐ کے چچا با زرہ جنگ مین جاتے تھے ہمیشہ جوانی مین آخر مین جو حمزہ لڑنے کو جاتے تھے بغیر زرہ کے غزا مین آتے تھے تن برہنہ اور سینہ کھولے صف مین بڑھ کر تلوار مارتے تھے خلق نے پوچھا کہ ای عم مصطفےؐ ای دلیر صف شکن و شیر وغا کیا آپنے نہین پڑھا قول خدا کا ترجمہ مت ڈالو تم ہاتھون اپنے کو طرف ہلاکت کے آپکو تم ہلاکت مین کسواسطے ڈالتے ہو ایسے معرکہ مین تو جبکہ جوان و سخت بازو تھا بغیر زرہ کے جنگ کو نہین جاتا تھا جبکہ بوڑھا و ضعیف و ناتوان ہوا لاابالی حرکت ظاہر کرتا ہے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ ے لاابالی الخ ۔ شعر مانند لاابالی کے مانند تیغ و سنان لیکر شجاعت و امتحان دکھاتا ہی تیغ عزت نہین رکھتی ہی گو پیر ہو کب تمیز تیغ و تیر کو ہو کب روا ہو کہ تجھ سے

شیر کو ہلا تھا دشمن کا مار ڈالے اسطرح کے جو نادان عجز ار رکھتے سخت باعبرت ۔ سے کرتے تھے آگے جواب امیر حمزہؓ کا ہی فافہم ۱۲ ے مت ڈالو تم ہاتھون کو اپنے طرف ہلاکت کے ۱۲ -

که روا باشد که شیرے همچو تو / کشته گردد هست بر دست عدو
زین نسق غمخوارگان بے خبر / پند مے دادند اورا از عبر

کب روا ہووے کہ تجھ سے شیر کو / مار ڈالے دست دشمن ور عدو
اس طرح غمخوار جو نادان تھے / پس نصیحت کرتے باعبرت اسے

جواب دادن امیر المؤمنین حمزہ رضی اللہ عنہ بآن مخلوق
جواب دینا امیر المؤمنین حمزہ رضی اللہ عنہ کا اُس مخلوق کو

گفت حمزہ چونکہ بودم من جوان / مرگ میدیدم وداع این جہان
سوے مردن کس برغبت کے رود / پیش اژدرہا برہنہ کے شود
لیک از نور محمد من کنون / نیستم این شہر فانی را زبون
از برون حس لشکرگاہ شاہ / پُر ہمے بینم ز نور حق سپاہ
خیمہ در خیمہ طناب اندر طناب / شکر آنکہ کرد بیدارم ز خواب
آنکہ مردن پیش چشمش تہلکہ است / امر لا تلقوا بگیرد او بدست
آنکہ مُردن پیش او شد فتح باب / سارعوا آید مر او را در خطاب
الحذر ای مرگ بینان وارعوا / العجل اے حشر بینان سارعوا
الصلا ای لطف بینان افرحوا / البلا اے قہر بینان اترحوا
ہر کہ یوسف دید جان کردش فدا / ہر کہ گرگش دید برگشت از ہدیٰ
مرگ ہر یک ای پسر ہمرنگ اوست / آئینہ صافی یقین ہمرنگ روست
پیش ترک آئینہ را خوش رنگی ست / پیش زنگی آئینہ ہم زنگی ست
ایکہ مے ترسی ز مرگ اندر فرار / آن ز خود ترسانی ای جان ہوش دار

بولے حمزہؓ جبکہ مین تھا بس جوان / دیکھتا تھا مرگ کو ترک جہان
کون جاتا مرگ کو رغبت سے ہے / کب ہونگا اژدہا کے سامنے
لیک نور مصطفےٰ سے وفنون / شہر فانی کا نہ مین مغلوب ہون
حس لشکرگہ سے باہر شاہ کے / نور حق سے پُر سپاہ مجکو ملے
خیمہ خیمہ ہین طناب اندر طناب / شکر مجکو کر دیا بیدار خواب
جس کو مرنا تہلکہ معلوم ہو / ما ذی لاتلقو کو وہ اے رہت گو
جسکے آگے ہووے مرنا فتح باب / سارعوا کا آئے اُنکو بس خطاب
الحذر اے مرگ بینو ارعوا / العجل اے حشر بینو سارعوا
الصلا ای لطف بینو افرحوا / البلا اے قہر بینو اترحوا
جسنے یوسف دیکھا جان قربان کی / جسنے دیکھا گرگ کی بس گمرہی
موت ہر اک کی اُسی کی رنگ ہے / مُنہ کے ہمرنگ آئینہ صافی بنے
پیش ترکی آئینہ خوشرنگ ہے / پیش زنگی آئینہ پُر زنگ ہے
بھاگتا ہی مرگ سے ڈر کر جو تو / خود سے ڈرتا ہی تو اے یار نکو

سلہ بولے حمزہؓ الخ ۳ شعر حمزہؓ نے کہا کہ جب مین جوان تھا مرگ کو ترک جہان دیکھتا تھا کون مرگ کو رغبت سے جاتا ہے اژدہا کے روبرو کب ننگا ہوتا ہے لیکن بسبب نور مصطفےٰ کے مین شہر فانی کا مغلوب نہین ہون یعنے دُنیا کا مین خواہان نہین ہون کہ مرنے سے ڈرون باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ حس الخ ۲ شعر شاہ کے حس لشکرگاہ کے باہر مجھے نور حق سے سپاہ پُر دکھائی دیتی ہے کہ خیمہ خیمہ مین اور طناب مین طناب شکر ہے کہ مجکو کر دیا ہے بیدار خواب سے آگے اسکے حقائق ہین جسکو مرنا تہلکہ کا ظاہر معلوم ہو امر لا تلقوا وہ ہاتھ سے پکڑے جسکے آگے مرنا فتح باب ہووے سارعوا کا اسکو خطاب آئے کنارہ کرو اے مرگ بینو زرہ پوشی سے جلدی کرو اے حشر بینو جلدی کرو آؤ اے لطف بینو خوشی کرو ضرور کر بلا ہے اے قہر بینو غم کرو جسنے یوسف کو دیکھا جان قربان کی جس نے گرگ دیکھا گمراہی کی یعنے عاشقان اُنسی کو مرنا عید ہے کیونکہ وہ مرگ کو رہائی جانتے ہین جو مرگ کو قید جانتے ہین اُنھین فرمایا غم ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔
سلہ موت الخ ۴ شعر ہر ایک کی موت اُسی کے ہمرنگ ہے جیسے آئینہ مُنہ کے ہمرنگ ہوتا ہے آگے ترکی کے آئینہ خوشرنگ ہے آگے زنگی کے آئینہ پُر زنگ ہے آگے حقائق ہین جو تو ڈر کر مرگ سے بھاگتا ہے تو خود سے ڈرتا ہے تیری صورت بد ہے مرگ بدصورت نہین ہے کیونکہ تیری جان مثل درخت اور موت برگ ہے یعنے جیسے تیری جان ہے ویسے ہی تیری موت ہے اگر جان پاک ہے موت خوش ہے اگر جان تیرہ ہے موت پُر غم ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔
سلہ مت ڈالو تم ہاتھ کو ۱۲۔

زشت روی تست نے رخسار مرگ — جان تو ہمچو درخت و مرگ برگ
از تو رستست ار نکویست ار بدست — ناخوش و خوش ہم ضمیرت از خودست
گر بخارے خستۂ خود کشتۂ — ور حریر و قز دری خود رشتۂ
لیک بنود فعل ہمرنگ جزا — ہیچ خدمت نیست ہمرنگ عطا
مزد مزدوران نمی ماند بکار — کان عرض وین جوہرست و پایدار
آن ہمہ سختی و زورست و عرق — وین ہمہ سیم ست و زر و پر طبق
گر ترا آید ز جائے تہمتے — کردہ مظلومت دعا در محنتے
تو ہمی گوئی کہ من آزادہ ام — بر کسے من تہمتے نہ نہادہ ام
تو گناہے کردۂ شکل دگر — دانہ کشتے دانہ کے ماند ببر
او زنا کردہ جزا صد چوب بود — گوید او من کے زدم کس را بعود
نے جزای آن زنا بود این بلا — چوب کے ماند زنا را در خلا
مار کے ماند عصا را اے کلیم — درد کے ماند دوا را ای حکیم
تو بجائے آن عصا آب منی — چون بیفگندی شد آن شخص سنی
یار شد یا مار شد آن آب تو — زان عصا چونست این اعجاب تو
ہیچ ماند آب آن فرزند را — ہیچ ماند نیشکر مر قند را
چون سجودے یا رکوعے مرد کشت — شد دران عالم سجود او بہشت
چونکہ پرید از دہانش حمد حق — مرغ جنت ساختش رب الفلق

تیری صورت بد ہے نہ شکل مرگ — جان تری مثل درخت اور موت برگ
گر ہے[۵۱] نیکی یا بدی تجھ سے اُگی — ہے ضمیر اپنہ تری ناخوش اور خوشی
بویا ہی تو خار سے خستہ ہے گر — خود بنا ہی پھاڑ اگر جامہ بسر
پر نہووے فعل ہمرنگ جزا — اور نہین خدمت ہے ہمرنگ عطا
مزد مزدوری نے ہے مثل کار — وہ عرض اور یہ ہے جوہر پایدار
وہ ہے بالکل زور اور محنت کشی — یہ ہے بالکل سیم اور زر ای اخی
گر کسی جا سے تجھے تہمت ملے — بد دعا کی ہے ترے مظلوم نے
تو کہے آزاد ہون مین اس لیے — نے کسی پر رکھی تہمت مین نے ہے
اور صورت پر گنہ تو نے کیا — دانہ بویا کب ثمر ہو دانہ سا
گر زنا[۵۲] ہو اس سے سو لاٹھی جزا — کہوے کس کو مارا لاٹھی سے بھلا
اس زنا کی نے جزا تھی یہ بھلا — لاٹھی کب دنیا مین ہم شکل زنا
کب عصا کی طرح ہو مار اے کلیم — کب دوا کے درد ہم شکل ای حکیم
اس عصا کی جا پہ تو آب منی — جو کہ ڈالے پیدا ہو اک آدمی
یار یا مار آب وہ تیرا بنے — اس عصا سے کیون تعجب ہے تجھے
کب مشابہ آب ہو فرزند کے — کب مشابہ نیشکر ہے قند کے
مرد[۵۳] نے سجدہ رکوع جو کہ کیا — سجدہ اس عالم مین جنت ہو گیا
اسکے منہ سے جو اڑی حمد خدا — مرغ جنت اسکو حق نے کر دیا

۵۱ اگر ہے الخ یہ شعر اگر نیکی ہے یا بدی تجھ سے پیدا ہوتی ہے خوشی و ناخوشی تیری ضمیر دل ہے اگر خار سے تو خستہ ہے تو نے خود ہی بویا ہے اگر جامہ پھاڑا تو نے خود ہی بنا ہے ولیکن فعل ہمرنگ جزا نہووے اور نہ خدمت ہے ہمرنگ عطا کے آگے مثال ہے مزد مزدوری کی مزد مثل کام کے نہین ہے وہ عرض اور یہ جوہر ہے پائدار وہ بالکل سیم و زر ہے اگر کسی جگہ سے تجکو تہمت ملے تیرے مظلوم نے بد دعا کی ہے تو کہے کہ مین آزاد ہون اسواسطے کہ مین نے کسی پر تہمت نہین رکھی ہے تو نے اور صورت پر گناہ کیا ہے ورنہ ثمر کب دانہ بوے ہوے کے مانند ہے جیسے آدمی جو کرتا ہے آخر خود ہی جزا پاتا ہے گو خواب صورت دیگر ہو چنانچہ اسکی مثال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ گر زنا الخ یہ شعر اگر زنا ہو تو اسکی سو لاٹھی جزا ہے وہ کہے کہ مین نے کسی کو لاٹھی سے مارا ہے اس زنا کی یہ جزا نہین تھی لاٹھی دنیا مین کب ہم شکل زنا ہے ای کلیم مار عصا کے کب مشابہ ہے ای حکیم کب دوا کے درد ہم شکل ہے اس عصا کی جا پر تو آب منی جو کہ ڈالے ایک آدمی پیدا ہو وہ آب تیرا یار یا مار بنے اس عصا سے تجکو کیون تعجب ہے کب وہ آب مشابہ فرزند کے ہے کب قند مشابہ نیشکر کے ہے جیسے آب منی کہ آخر کو صورت بشر کی پاتا ہے کب نتیجہ ہمشکل کام کے ہوا پس جو بلا دنیا مین آئے جان لے کہ تمھارے افعال کا نتیجہ ہے کہ دوسری صورت پر تجکو پہونچا ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ ۵۳ مرد نے الخ یہ شعر مرد نے سجدہ رکوع کیا اس عالم مین وہ سجدہ جنت بنا جو اسکے منہ سے حمد خدا اڑی اسکو حق نے مرغ جنت کا کر دیا کب حمد خدا مرغ کے ہمشکل ہے اگرچہ مرغ کا نطفہ ایک ہوا ہے تیرے ہاتھ سے جو دو زکات ہوئی وہان پر تیرے ہاتھ نے نخل و نبات بوئی تیرا ضمیر خلد کا آب نہر ہے اور تیرے سر خلد کی جوئے شیرین ہے ذوق و طاقت ایک شہد کی نہر ہے اور شوق و مستی ایک شراب کی نہر ہے یہ سبب اُن اثر کے مشابہ نہین ہین کون جانے کہ یہ کون اسکی جا ہین یعنے اسباب ہمشکل اثرات کے نہین ہوئے ہین ور اس سے

حمد و تسبیحت نماند مرغ را	گرچہ نطفہ مرغ باد ست و ہوا	مرغ کی ہم شکل کب حمد خدا	گرچہ نطفہ مرغ کا ہی اک ہوا
چون ز دستت رفت ایثار و زکات	گشت این دست آنطرف نخل و نبات	ہاتھ سے تیرے ہوئی جو دو زکات	ہاتھ نے بویا وہان نخل و نبات
آب صبرت آب جوی خلد شد	جوی شیر خلد مہر تست و ود	صبر تیرا خلد کا ہے آب نہر	جوی شیرین خلد ہی یہ تیری مہر
ذوق طاعت گشت جوی انگبین	مستی و شوق تو جوی خمر بین	ذوق و طاعت شہد کی اک نہر ہی	شوق و مستی جوی خمر اک نیکی لے
این سببہا آن اثرہا را نماند	کس نداند چونش جای آن نشاند	نے مشابہ اُن اثر کے یہ سبب	کون جانے کیون یہ انکی جا ہین سب
این سببہا چون بفرمان تو بود	چار جو ہم مر ترا فرمان نمود	یہ سبب تھے جو کہ تیرے حکم مین	چار جوئی تیری کی ہر حکم مین
ہر طرف خواہی روانش می کنی	آن صفت چون بد چنانش میکنی	جس طرف چاہے انھین جاری کرے	وہ صفت جو تھی تو ویسا ہی کرے
چون منی تو کہ در فرمان تست	نسل تو در امر تو آیند چست	جو منی تیری ترے فرمان مین ہے	نسل تیری حکم مین تیرے رہے
می دود در امر تو فرزند تو	کہ منم جزوت کہ کردیش گرو	دوڑتے ہین حکم مین تیرے پسر	کہ ترے ہم جزو ہین اور تابع پدر
آن صفت در امر تو بود این جہان	ہم در امر تست آن جوہا روان	وہ صفت تھین حکم مین تیری یہان	بھی تری فرمان مین وہ جوی روان
آن درختان مر ترا فرمان برند	کان درختان از صفاتت بابرند	وہ شجر ہین سب ترے فرمان مین	گر ثمر تیری صفت سے وہ رکھین
چون بامر تست اینجا این صفات	پس در امر تست آنجا آن جزات	یہ صفت فرمان مین جو تیری یہان	وہ جزا فرمان مین پس تیری وہان
چون ز دستت زخم بر مظلوم رست	آن درختے گشت از ان زقوم رست	زخم جو مظلوم پر تجھ سے لگا	اک شجر ہو کر زقوم اُس سے اگا
چون ز خشم آتش تو در دلہا زدے	مایۂ نار جہنم آمدے	تو نے غصہ سے پُر آتش دل کیا	مادہ تو نار دوزخ کا ہوا
آتشت اینجا چو آدم سوز بود	آنچہ از وی زاد مرد افروز بود	آگ تیری یان جو آدم سوز تھی	اُسکا پیدا بھی جلائے آدمی
آن سخنہائی تو مار و کژدم است	مار و کژدم گشت و میگیرد دست	تیری باتین مثل بچھو سانپ ہین	سانپ بچھو ہو تجھے تکلیف دین
اولیا را داشتی در انتظار	انتظار رستخیزت گشت مار	جو ولی کو انتظاری مین رکھا	انتظار حشر ہو مار اک ترا

[1] یہ سبب الخ، شعر یہ سبب جو تیرے حکم مین تھے تو تیرے حکم مین چارہ جوئی بھی کی ہے کہ جس طرح تو چاہے انھین جاری کرے جیسے وہ صفت تھی تو وہ ایسا ہی کرے جو تیری منی تیرے حکم مین ہے پس تیری نسل تیرے حکم مین رہے تیرے پسر حکم مین دوڑتے ہین کہ تیرے ہم جزو تابع ہین وہ صفت تیرے حکم مین یہان تھین بھی حکم مین تیرے وہ جوے روان ہین وہ شجر سب تیرے حکم مین ہین کہ ثمر تیری صفت سے رکھتے ہین یہ صفت تیرے حکم مین یہان ہے وہ جزا تیرے حکم مین وہان ہے جتنے جو صفتین کہ اس عالم مین تیرے اختیار مین ہین اور تیرے حکم پر چلتی ہین ان صفتون کی جزای اعمال اس عالم مین صورت پکڑ کے بھی تیرے حکم مین رہین گے اور تو اسی طرح پر اُس عالم مین اُن جزاؤن سے کام لے گا جیسے یہان صفات سے کام لیتا ہے آگے ان جزاؤن کا حال ہی فافہم ۱۲ [2] زخم جو مظلوم الخ شعر تجھ سے جو زخم مظلوم پر لگا وہ درخت ہو کر اُس سے زقوم اُگا تو نے دل غصہ سے پر آتش کیا تو نار دوزخ کا مادہ ہوا جو یہان تیرے آگ مردم سوز تھی اُسکا پیدا بھی آدمی کو جلائے تیری آگ قصد مردم کا کرتی ہے اسکی نار آخر تجھے جلا دے تیری باتین مثل سانپ بچھو کے ہین سانپ بچھو ہو کر تجھے تکلیف دینگی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] جو ولی الخ شعر جو ولی کو تو نے انتظاری مین رکھا انتظار حشر کا تیرا سانپ ہووے تیرے وعدہ کل پرسون انتظار حشر کے ہوئے ہین اُسدن تو منتظر حساب کے رہے اور آفتاب سوا جان سے جلے تو آسمان کو منتظر رکھتا ہی تخم کل چلنے کا بویا ہے جتنے طول امل جو تو بیان کرتا ہے وہ حشر مین تیرے آزار کا سبب ہوگا پس تجکو چاہیے کہ جو کچھ تو کرتا ہے ابھی کرے کل کی انتظار کی مت کر آگے اسکے حقائق ہین یہ تیرا غصہ دوزخ کا تخم ہے اس دوزخ کو مار کہ یہ بڑا ہی نار کشتہ ہوگی بجز نور کے ترجمہ نور تیرا آگ ہماری بجھائے ہم شکر کرنیوالے ہین جتنے نفس تیرا کہ نار دوزخ ہی بجز نور معرفت کے کہ مرشد سے طالب کے قلب مین آتا ہی نہین کشتہ ہوتا ہی پس تو نور معرفت کو حاصل کر کہ سوزش نفس امارہ سے نجات ملے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

وعدهٔ فردا و پس فردای تو	انتظارِ حشرت آمد وای تو	وعدے کل کے اور پرسون کے ترے	انتظارِ حشر ہے افسوس ہے
منتظر مانی دران روزِ دراز	در حسابِ آفتابِ جانگداز	منتظر اسدن حساب اندر رہے	آفتابِ سوزجان سے تو جلے
کاسمان را منتظر میداشتی	تخمِ فردا ره روم می کاشتی	آسمان کو منتظر رکھتا ہے تو	تخمِ کل چلنے کا بس بوتا ہی تو
خشمِ تو تخمِ سعیرِ دوزخ ست	هین بکُش این دوزخت اکان فخست	تخم دوزخ کا ترا غصہ ہے یہ	باس اس دوزخ کا تو پھندہ ہے یہ
کشتنِ این نار نبود جز بنور	نورک اطفا نارنا نحن الشکور	نار یہ کشتہ نہووے جز بہ نور	نورک اطفا نارنا نحن الشکور
گر تو بی نورے کنی خاکی بدست	آتشت زنده است در خاکستر است	ہاتھ مین گر خاک ہے بے نور کے	راکھ مین بس زندہ تیری آگ ہے
آن تکلف باشد و روپوش هین	نار را نکشد بغیر از نورِ دین	وہ ہے پردہ اور تکلف کر یقین	کون مارے نار کو جز نورِ دین
تا نه بینی نورِ دین ایمن مباش	کاتشِ پنهان بود دیگر ز فاش	نورِ دین جبتک نہ دیکھے امین نہو	ایکدن ظاہر ہو پنہان آگ وہ
نور آبی دان و هم بر آب چفس	چونکه داری آب از آتش مترس	جان پانی نور کو مت چھوڑ اسے	آگ سے مت ڈر جو پانی تو رکھے
آب آتش را کشد آتش مجو	مے بسوزد نسلِ فرزندان او	آگ مت ڈھونڈھ آب مارے آگ کو	کر جلائے نسلِ فرزندون کی وہ
سوی آن مرغابیان رو زود چند	تا ترا در آبِ حیوانے کشند	پاس ان مرغابیون کے تو رہو	آبِ حیوان تک تجھے پہونچادین وہ
مرغِ خاکی مرغِ آبی هم تن اند	لیک ضد انند و آب و روغن اند	مرغِ خاکی مرغِ آبی ہم مثال	پر وہ ضد ہین تیل پانی کی مثال
هر یکے بر اصلِ خود رانندہ اند	احتیاطے کن بہم مانندہ اند	ہے روان ہر ایک اپنی اصل پے	احتیاطین کر ہر اک ہمشکل ہے
همچنانکه وسوسه و وحی الست	هر دو معقول اند لیکن فرق ہست	جس طرح وحی الست اور وسوسے	دونون معقولی ہین لیکن فرق ہے
هر دو دلالان بازارِ ضمیر	رختها را مے ستانند اے امیر	دونون ہین دلال بازارِ ضمیر	لیتے ہین سامان جملہ ای امیر
گر تو صرافِ دلی فکرت شناس	فرق کن سرِ دو فکرت چون نخاس	گر تو ہے صراف دل کا فکر دان	فرق کر دو فکر مین دلال سان
ورندانی این دو فکرت را گمان	لاخلابه گوی و مشتاب اے مران	گر نہ یہ دو فکر جانے باگمان	لاخلابہ کہہ عمل مت کر عیان

سلہ ہاتھ مین الخ، شعر اگر ہاتھ مین خاک بغیر نور کے تیری آگ پس زندہ راکھ مین ہے وہ پردہ و تکلف ہے یقین کر نار کو کون مارے بجز دین کے نور کے تو جب تک نور دین نہ دیکھے امین مت ہو کہ ایک دن نار پنہان ظاہر ہوگی نور کو تو پانی جان اور اُسے مت چھوڑ اور آگ سے مت ڈر جو پانی رکھتا ہے تو آگ مت ڈھونڈھ آب مارے آگ کو کہ نسل فرزندون کو وہ جلاے تو اُن مرغابیون کے پاس رہ کہ آب حیوان تک وہ تجھے پہونچادین یعنے تو اولیا اللہ کی خدمت مین رہ کہ وہ دریاے معنی کی مرغابی ہین تجھے بھی اس دریا تک پہونچادین کے آگے اُس کا بیان ہے فافہم ۱۲

ستہ مرغ خاکی الخ، شعر مرغ آبی اور مرغ خاکی ہم صورت ہین لیکن وہ ضد مین مانند تیل و پانی کے ہر ایک روان ہے اپنی اصل پر تو احتیاطین کر کہ ہر ایک ہمشکل ہے آگے اسکی مثال ہے جس طرح وحی الست اور وسوسہ دونون معقول ہین ولیکن فرق ہے یعنے خطرات شیطانی ہم صورت ہین مگر فرق انکا جاننا ضرور ہے یہ دونون دلال ہین بازار ضمیر کے اور جملہ سامان لیتے ہین ای امیر اگر تو صراف دل کا فکر دان ہے دونون فکرون مین فرق کر دلال کے مانند اگر یہ دونون فکر نہین جانتا ہے بسبب گمان کے لاخلابہ کہہ عمل ظاہر مت کر تا جان تیری تفکر مین تو نہ تجکو غبن ہو اور نہ دوسرے کو یعنے تو خطرہ رحمانی اور خطرۂ شیطانی مین فرق دیکھ اگر تو صراف دل کا ہے ورنہ عمل مت کر کہ غبن فاش مین تو پڑے آگے اس غبن کا حال فرماتے ہین فافہم ۱۲۔ عہ نور تیرے نے بجھائی آگ ہماری ہم شکر کرنے والے ۱۲۔

تا نماند در تفکر جان تو	غبن نیاید بر تو در بر خوان تو	تا تفکر مین نہ تیری جان ہو	نے ہو تجکو غبن نے ہو اور کو

حیلۂ دفع مغبون شدن در بیع و شری

حیلہ دفع غبن ہونے کا خرید و فروخت مین

آن یکے یاری پیمبر را بگفت	کہ منم در بیعہا با غبن جفت	۱ اک صحابی نے پیمبر سے کہا	غبن مجھکو بیع مین ہی دائما
مکر ہر کس کو فروشد یا خرد	ہمچو سحرست و ز راہم می برد	مکر ہر اک کا یہ بیچے یا کہ لے	مثل جادو کے مجھے گمرہ کرے
گفت در بیعے کہ ترسے از غرار	شرط کن سہ روز خود را اختیار	جو ڈرے سودے مین کچھ تو غبن سے	کرکے لازم تین دن کو آپ لے
کہ تانی ہست از یزدان یقین	ہست تعجیل ز شیطان لعین	کہ تامل ہی خدا سے کر یقین	تیری جلدی فعل ابلیس لعین
پیش سگ چون لقمۂ نان افگنی	بو کند وانگہ خورد اے معتنی	آگے سگ کے جبکہ ڈالے نان تو	پہلے سونگھے بعد کھائے نان کو
او بہ بینی بو کند ما با خرد	ہم بہ بوئیمش بہ عقل منتقد	ناک سے وہ سونگھے اور ہم عقل سے	سونگھے وہ کہ آزمودہ عقل ہے
با تانی گشت موجود از خدا	تا بشش روز این زمین و چرخہا	۲ اور تامل کے سبب چھ روز مین	حق سے پیدا زمین و چرخ ہین
ورنہ قادر بود کز کن فیکون	صد زمین و چرخ آوردی برون	ورنہ قادر تھا کہ سو چرخ و زمین	پیدا کرتا ایک کن سے بالیقین
آدمی را اندک اندک آن ہمام	تا چہل سالش کند مردم امام	آدمی کو تھوڑا تھوڑا وہ کرام	کرتا ہی چالیس سال اندر تمام
گرچہ قادر بود کاندر یک نفس	از عدم پران کند پنجاہ کس	گرچہ قادر تھا عدم سے بگمان	وہ پچاس انسان کر دم مین عیان
بود عیسی را دمی کز یک دعا	بے توقف بر جہاندے مردہ را	ایسا دم عیسے کو تھا کر بسکہ دعا	بے تامل مردہ زندہ کرتا تھا
خالق عیسی نتواند کہ او	بے توقف مردم آرد توبتو	خالق عیسی نہین کیا کر سکے	بے تامل خلق پیدا آپ سے
این تانی از پئے تعلیم تست	کہ طلب آہستہ باید بی شکست	یہ تامل ہے تری تعلیم کو	کہ طلب آہستہ کر بے رنج تو

۱ ایک صحابی الخ، شعر ایک صحابی نے پیغمبر صلعم سے کہا مجکو غبن و نقصان ہمیشہ بیع مین ہوتا ہے ہر ایک کا مکر کہ بیچے یا خرید کرے مثل جادو کے مجکو گمراہ کرتا ہی فرمایا کہ بیع مین جو تو غبن سے ڈرتا ہی تین دن کو لازم تو خود پر کر لے یعنی خیار بیع تو اختیار کر کہ تین دن کی مہلت مین برا بھلا تجکو معلوم ہو جاویگا کہ خدا کی طرف سے تامل ہے تیری جلدی فعل ابلیس کا ہی آگے اسکی مثال ہی جبکہ سگ کے آگے تو روٹی ڈالے پہلے سونگھے و بعدہ روٹی کھائے وہ ناک سے سونگھتا ہے اور ہم عقل سے مگر وہ سونگھے کہ جو آزمودہ عقل ہے یعنی کام مین تامل کرنا بہتر ہی جلدی کام شیطان کا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

۲ اور تامل الخ، شعر بسبب تامل کے چھ روز مین حق تعالے نے یہ زمین و آسمان پیدا کیے ورنہ حق قادر تھا کہ سو آسمان و زمین ایک کن سے پیدا کرتا آگے مثال ہے آدمی کو حق تعالی تھوڑا تھوڑا چالیس برس مین تمام کرتا ہے اگرچہ قادر تھا کہ بگمان عدم سے پچاس انسان دم بھر مین ظاہر کرتا ہے عیسیٰ کو ایسا دم تھا کہ دعا کر کے بے تامل مردہ زندہ کرتے تھے خالق عیسی کو نہ طاقت ہی کہ کر سکے پس تامل تیری تعلیم کے واسطے ہے کہ آہستہ آہستہ طلب کر بغیر رنج کے یعنی حق تعالی نے زمین و آسمان کو چھ روز مین پیدا کیا اور ایک دم مین نہین پیدا کیا پس یہ تامل بندون کی تعلیم کے واسطے کیا کہ تا بندہ ہر کام تامل کرین اور آفت سے کام کے بچین آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔

چونکہ جو چک کرد دائم می پرد / زی نجس گردد نہ گندہ می شود
زین تأنی زاید اقبال و سرور / این تأنی بیضۂ دولت چون طیور
باش تا اعضای تو چون بیضہ ہا / مرغ باز زائیدہ اندر انتہا
بیضۂ باز ار چہ ماند در شبہ / بیضۂ گنجشک را دورست رہ
دانی ای غافل کہ ماند سین و شین / در نوشتن لیک اندر نقطہ بین
دانۂ آبی بدانۂ سیب نیز / گر چہ ماند فرقہا دان ای عزیز
برگہا ہمرنگ باشد در نظر / میوہ ہا ہر یک بود نوع دگر
برگہاے جسمہا ماننده اند / لیک ہر جانے بریعے زندہ اند
خلق در بازار یکسان میروند / آن یکے در ذوق و دیگر دردمند
ہمچنان در مرگ یکسان میرویم / نیم در خسران و نیمے خسرویم
این سخن پایان ندارد باز گو / از بلال و از بلال و کار او

چھوٹا نالا کہ سدا جاری وہ ہے / نی نجس ہوا وہ نہ گندہ ہووے
اس تأمل سے ہو اقبال آشکار / یہ تأمل بیضۂ دولت مرغ دار
کر تأمل عضو چون بیضہ ترے / مرغ اعمال انتہا میں بس جنے
گرچہ بیضہ باز کا ہم شکل ہے / بیضۂ چڑیا سے فرق از بس رکھے
سین شین ہم شکل بس لکھنے میں ہے / ایک نقطہ کو تو غافل دیکھ لے
دانۂ سیب و بہی ہم شکل ہے / پر تو ظاہر فرق اسمیں جان لے
پتے سب ہمرنگ ہوتے ہیں سے / میوہ ہر یک ہو اور ہی طور سے
گرچہ پتے جسم کے ہم شکل ہیں / پر ہر اک جان زندہ اپنی ذات میں
خلق یکسان جاتی بازار میں / ذوق میں اک دوسرا آزار میں
ایسے ہی ہم ہیں روانہ مرگ میں / آدھے بدحال آدھے ہم خوشحال میں
بات یہ بے انتہا ہے پھر کہو / اس بلال مصطفٰے کے حال کو

وفات یافتن بلال رضی اللہ عنہ با شادی

وفات پانا بلال رضی اللہ عنہ کا ساتھ خوشی کے

چون بلال از ضعف شد ہمچون ہلال / رنگ مرگ افتاد بر روے بلال
جفت او دیدش بگفتا وا حرب / پس بلالش گفت نی نی وا طرب
تا کنون اندر حرب بودم ز زیست / تو چہ دانی مرگ چہ عیش ست و چیست
این ہمی گفت و رخش در عین گفت / نرگس و گلبرگ و لالہ میشگفت

جو بلال آزار سے مثل ہلال / ہو گئے تو مرگ نے چاہا وصال
دیکھ زوجہ نے کہا وا حسرتا / بس بلال اٹھ بولے نہ وا فرحتا
اب تلک لٹنے میں اور جینے میں تھا / مرگ عجب اک عیش ہے تو جانے کیا
یہی کہتے تھے رخ انکا کھلتے ہیں / نرگس و گل لالہ اک تھا کھلتے ہیں

سلہ چھوٹا نالا الخ یہ شعر چھوٹا نالا کہ ہمیشہ جاری ہو نہ نجس ہوا اور نہ گندہ ہوا اس تأمل سے اقبال آشکار ہو تأمل مثل مرغ کے ہے تأمل کر کہ تیرے عضو مانند بیضہ کے مرغ اعمال کی انتہا میں جنیں اگرچہ بیضہ باز کا ہم شکل ہے مگر بیضۂ چڑیا سے فرق بہت رکھتا ہے سین و شین لکھنے میں ہم شکل ہے لیکن اے غافل نقطہ کو دیکھ لے دانہ سیب و بہی کا ہم شکل ہے ولیکن تو فرق اسمیں ظاہر کر جان لے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔
سلہ پتے الخ یہ شعر پتے سب ہمرنگ ہوتے ہیں ولیکن میوہ ہر اک اور ہی طور پر ہوتا ہے اگرچہ جسم کے پتے ہم شکل ہوتے ہیں ولیکن ہر ایک جان زندہ اپنی غذا میں ہے خلق بازار میں ایک ڈھنگ پر جاتی ہے ایک ذوق میں اور دوسرا آزار میں ایسے ہی ہم مرگ میں روانہ ہیں آدھے بدحال اور آدھے خوش حال ہیں یہ بات بے انتہا ہے پھر اس بلال مصطفٰے کے حال کو کہیے تو ہر کام میں تأمل کر کہ تیرے عضو سے احوال نیک پیدا ہوں کہ مرگ میں سب ایک صورت میں جاتے ہیں مگر کوئی خوش حال اور کوئی بدحال جیسے حضرت بلال رضی اللہ عنہ بہنگام مرگ کے خوش تھے چنانچہ انکا قصہ مثال میں آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲۔
سلہ جو بلال الخ یہ شعر جو کہ بلال رضی اللہ عنہ مرض سے مثل ہلال کے ہوگئے تو مرگ نے وصال چاہا انکی زوجہ نے دیکھکر کہا کہ واحسرتا پس بلال رضی اللہ عنہ نے اٹھکر کہا کہ نہیں وافرحتا اب تک میں جینے کی لڑائی میں تھا عجب ایک عیش ہے مرگ کا تو کیا جانے یہی کہتے تھے کہ انکا رخ کھلنے میں نرگس و گل لالہ کے مانند کھلنے میں تھا چشم پر نورانی اور رخ تابش سے گواہی دیتے تھے گنہگار پر اثر سیاہ دل انکا سیاہ دیکھتا تھا فافہم ۱۲۔

آب رو دو چشم پر انوار او — می گواهی داد بر گفتار او
مردم نادیده باشد رو سیاه — مردم دیده بود مرآة ماه
خود که بیند مردم دیده ترا — در جهان جز مردم دیده فزا
چون بغیر مردم دیده اش ندید — پس بغیر او که در رنگش رسید
پس جز او جمله مقلد آمدند — در صفات مردم دیده بلند
گفت جفتش الفراق ای خوشخصال — گفت نی نی الوصال است الوصال
گفت جفت امشب غریبی میروی — از تبار و خویش غایب میشوی
گفت نی نی بلکه امشب جان من — می رسد خوش از غریبی در وطن
گفت ای جان و دم و دل واحسرتا — گفت نی نی جان من وادولتا
گفت آن رویت کجا بینیم ما — گفت اندر خلوت خاص خدا
حلقهٔ خاصش تو پیوسته است — گر نظر بالا کنی نی سوی پست
اندر آن حلقه ز رب العالمین — نور می تابد چو در حلقه نگین
گفت ویران گشت این خانه دریغ — گفت اندر مه نگر منگر بمیغ

چشم پر نور اسکا در رخ تاب سے — بس گواہی دیتے تھے گفتار پے
مردم نادیدہ دیکھتا انکو سیاہ — مردم دیدہ ہے بس مرآۃ ماہ
دیکھے خود کب مردم دیدہ تجھے — اس جگہ جز مردم اہل دید کے
اسکو دیکھا جو کہ اہل دید نے — اس سوا کون اسکی رنگت پا سکے
اس سوا جملہ مقلد آئے ہیں — مردم دیدہ علا کے وصف مین
بولی زوجہ الفراق ای خوشخصال — بولا نی نی الوصال الوصال
بولی زوجہ تو سفر کو جائے ہے — ہوئے غائب آج شب کو خویش سے
بولا نی آج شب کو میری جان — بس سفر سے آتی ہے سوئے مکان
بولی میری جان و دل واحسرتا — بولا نی جان میری وادولتا
بولی وہ دیدار مین دیکھوں کہان — بولا خلوت خاص حق کے درمیان
حلقہٴ خاص اسکا تجھ سے ہے ملا — گر نظر بالا ہے نیچے کو نہ لا
چمکے اس حلقہ مین نور اللہ سے — جیسے حلقہ مین نگین پر نور ہے
بولی اب ویران ہوا یہ خانہ آہ — بولا مت دیکھ ابر تو اور دیکھ ماہ

حکمت ویران شدن این بدن بسبب مرگ

حکمت ویران ہونے اس بدن کی بسبب موت کے

کرد ویران تا کند معمورتر — قوم انبه بود و خانه مختصر
من چو آدم بودم اول حبس کرب — پر شد اکنون نسل جانم شرق و غرب

کر دیا ویران کہ ہو معمور تر — قوم زیادہ اور گھر تھا مختصر
مین جو آدم تھا مین اول قید کرب — پر ہوا اب نسل جان سے شرق و غرب

سلہ مردم الخ، شعر مردم نادیدہ رو سیاہ ہوتے اور مردم دیدہ آئینہ ماہ ہے تجکو کب مردم دیدہ خود دیکھے اس جگہ سوائے مردم اہل دید کے جو کہ اسکو دیکھا اہل دید نے انکے سوا کون اسکی رنگت پا سکے انکے سوا جملہ مقلد آئے یعنی دیدہ مردم دیدہ اعلاکے وصف مین جیسے ظاہر مین انکو سیاہ دیکھتے تھے مگر انکی رنگت کا پتا سوا اہل دید کے کون پا سکتا ہے آگے پھر رجوع بقصہ ہے زوجہ نے کہا الفراق ای خوشخصال بلال نے کہا کہ نہین نہین الوصال الوصال زوجہ نے کہا کہ تو سفر کو جاتا ہے اور آج شب کو غائب ہوتا ہے خود سے کہا کہ نہین نہین کہ آج شب کو میری جان سفر سے آتی ہے طرف مکان کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ بولی الخ، شعر کہا کہ اے میری جان و دل واحسرتا کہا کہ نہین جان میری وادولتا کہ وہ دیدار مین کہان دیکھون فرمایا کہ درمیان خلوت خاص حق کے اسکا حلقہ خاص اسلئے تجھے ملا ہے نظر بالا کر نیچے نہ لا اس حلقہ مین چمکے نور اللہ سے جیسے حلقہ مین نگین روشن دکھائی دیتا ہے یعنی تو تجکو مقام وجد مین دیکھے اور نظر ہر ایک کے رخ پر کر مین وہان موجود ہون نور حق مین کہ کہا یہ ویران مین افسوس فرمایا کہ ابر کو مت دیکھ اور ماہ کو دیکھ یعنی میرے جسم کو مت دیکھ جان کو مقام دید مین دیکھ کہ ہر جا موجود ہے اس جسم کے ویران ہونے مین حکمت ہے آگے اس حکمت کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

سلہ کرد الخ، شعر ویران کر دیا کہ ویران جو آباد تر ہو کہ قوم زیادہ اور گھر مختصر تھا اب مین شاہ ہوا شاہ محل چاہیے کیونکہ بادشاہون کو محل مرغوب ہے مردہ گور کا ایک گھر سب کرتا ہے انبیا کو یہ جہان تنگ آیا شاہ کے مانند جلد سے لامکان کی طرف جہان مردہ لیتے جان فانی مردہ دون کو بڑا کشادہ معلوم ہوتا ہے اور زندہ دونکو تنگ و تاریک دکھائی دیتا ہے اگر تنگ زمین ہو دو زبان کسواسطے ہوا اگر زیادہ دور رہے تو پشت خم ہوتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ یہ جہان

من گدا بودم درین خانه چو چاه   شاه گشتم قصر باید بهر شاه
قصرها خود مر شهان را انس نیست   مرده را خانه و مکان گوری بس ست
انبیا را تنگ آمد این جهان   چون شهان گشتند اندر لامکان
مردگان را این جهان بنمود فر   ظاهرش زفت و بمعنی تنگ تر
گر نبودی تنگ این افغان ز چیست   چون دو تا شد هر که در وی بیش زیست
در زمان خواب چون آزاد شد   زان مکان بنگر که جان چون شاد شد
روح از ظلم طبیعت باز رست   مرد زندانی ز فکر حبس رست
این زمین و آسمان بس فراخ   سخت تنگ آمد بهنگام مناخ
چشم بند آمد فراخ و وقت تنگ   خنده او گریه فخرش جمله ننگ

میں گدا تھا اس خانہ میں جون چاہ میں تھا   قصر شہ کو چاہیے میں شہ ہوا
بادشاہوں کو محل مرغوب ہے   گور کا مردہ کو گھر اک بس کرے
انبیا کو تنگ آیا یہ جہان   جلد یئے چون شاہ اندر لامکان
یہ جہان مردوں کو دکھتا ہے بڑا   تنگ معنے میں کشادہ نما ہے
گر نہیں ہے تنگ نالہ کس لیے   جو زیادہ دن رہے کبڑا بنے
خواب [1] میں جسوقت کہ آزاد جان   دیکھ ویران کسطرح جان شاد ہو
جان ہوئی ظلم طبیعت سے رہا   قید سے فکروں کی قیدی بس چھٹا
پس کشادہ یہ زمین و آسمان   تنگ تر آیا ہے وقت دن
ہے نظر بندی سے چوڑا اور تنگ   خندہ اسکا گریہ و فخر اسکا ننگ

تشبیه دنیا که بظاهر فراخ ست و بمعنی تنگ
تشبیه خواب را به موت که خلاصی از تنگی ست

تشبیہ دنیا کی کہ بظاہر کشادہ ہی اور بمعنی تنگ جیسے کی
تشبیہ خواب کی ساتھ موت کے کہ رہائی تنگی سے ہے

همچو گرمابه که تفسیده بود   تنگ آید جانت پخسیده شود
گرچه گرمابه عریض ست و طویل   زان تپش تنگ آیدت جان و کلیل
تا برون نایی نبگشاید دلت   پس چه سود آمد فراخی منزلت
یا که کفش تنگ پوشی ای غوی   در بیابان فراخی میروی
آن فراخی بیابان تنگ گشت   بر تو زندان آمد آن صحرا و دشت
هر که دید او مر ترا از دور گفت   که در آن صحرا چو لاله بشگفت
او نداند که تو همچون ظالمان   از برون در گلشنی جان در فغان
خواب تو آن کفش بیرون کردن ست   که زمانی جانت از زندان رست
اولیا را خواب ملک ست ای فلان   همچو آن اصحاب کهف اندر جهان

جسطرح [2] حمام کہ بس گرم ہو   جان تری گھبرائے اور تنگ آئے وہ
گرچہ لمبا چوڑا وہ حمام ہے   تنگ ہو جان گرمی حمام سے
تا نہ نکلے دل نہ خوش ہووے ترا   اس کشادے گھر سے تجھے کیا فائدہ
یا کہ پہنے تنگ تو بس جوتیان   ہو تو صحرائے فراخ اندر دوان
وہ فراخی بیابان تنگ ہو   تجھے زندان ہو وہ کاسنگ ہو
جس نے دیکھا دور سے تجکو کہا   کہ گل و لالہ ہے تو بس کھلا
وہ نہ جانے کہ تو مثل ظالمان   ظاہر گلشن میں باطن میں فغان
خواب ہے جوتے جدا کرنا ترا   ہو تری جان قید سے دم بھر رہا
[3] اولیا کی ملک ہی خواب اے فلان   جس طرح اصحاب کہف اندر جہان

۱ خواب میں الخ یہ شعر جسوقت خواب میں تو آزاد ہو دیکھ جان وہان پر شاد ہو جان ظلم طبیعت سے رہا ہوئی ہے چھوٹا قید فکروں سے قیدی یہ زمین و آسمان کشادہ اسکو تنگ تر وقت ۔ داتگی کے معلوم ہوا نظر بند کا ست سے چوڑا ہے اور نہ تنگ ہے اسکا خندہ گریہ اور فخر ننگ ہے فافہم ۱۲

۲ جس طرح الخ یہ شعر جسطرح کہ حمام گرم ہو جان تیری گھبرائے اور وہ تنگ آئے تجھے ۔ گرچہ جہان مثل حمام کے فراخ ہے ولیکن بسبب تکلیف کے تنگ ہے اسطرح جان خواب میں جو قید تن سے چھوٹی ہے خوش ہوئی ہے آگے اس خواب کا بیان ہے فافہم ۱۲-

۳ اولیا الخ یہ شعر ای شخص خواب اولیا کی ملک ہے جیسے دنیا میں اصحاب کہف خواب دیکھتے ہیں ولیکن خواب وہان پر نہیں ہے عدم کو جاتے ہیں ولیکن دروازہ وہان پر نہیں ہے مگر تنگ اور ٹیڑھا ایسے ہے ویران کر دیا تا کہ کھل جائے آگے رجوع قصہ سابقہ مثل جنین پیٹ میں ٹیڑھا پڑا ہوں نو مہینے ہو گئے ماں کو اگر درد زہ نہووے میں اس زندان میں ہوں آگ میں تیری شمع کی ماں درد رگ سے درد زہ کرتی ہے کہ پھر بچہ جنے یعنے ہنگام مرنے کے جان جو تن سے نکلتی ہے خوش ہو کہ اس جہان کا مرنا گویا اس جہان میں پیدا ہونا ہے آگے بیان بچہ کا ہے فافہم ۱۲

خواب مے بینند وآنجی خواب — در عدم در میروند ویاب نے
خانۂ تنگ و درو تن چیکوک — کردہ ویران تاکند قصر ملوک
گر نباشد درد زہ بر مادرم — من درین زندان این آذرم
چیکمو کم چون جنین اندر شکم — نہ مہہ گشتم شدہ نقل آن اہم
درد زہم زند در مرگ خویش — میکند زہ تا رہد برہ ز میش
تاچرد آن برہ در صحرائے سبز — مین رحم بکشا کہ گشت آن برہ گبز
درد زہ گر رنج آبستن شود — بر جنین اشکستن زندان بود
حاملہ گریان زہ کاین المناص — وان جنین خندان کہ پیش آمد خلاص
ہرچہ زیر چرخ ہستند امہات — از جماد واز بہیمہ وز نبات
ہر یکے از درد غیرے غافلند — جز کسانے کہ نبیہ و عاقلند
آنچہ کوسہ داند از خانۂ کسان — لحیہ از خانۂ خودش کے داند آن
آنچہ صاحب دل بداند حال تو — تو ز حال خود ندانی اے عمو
آنچہ بیند در جبینت اہل دل — از بہبی در خودی از خود خجل

خواب دیکھیں اور زبان پر خواب نے — اور عدم میں جائینگے وان باپ نے
تنگ گھر اور ٹیڑھا بیڑا سمین ہے — کردیا ویران محل تاکہ بنے
گر نہو وے دردِ زہ مان کو مرے — ہونیں اس زندان مین اندرآگ کے
ٹیڑھا بیڑا جو جنین ہو پیٹ مین — نو مہینے ہو گئے نکلون ہون مین
جسکی مان میری دردِ مرگ سے — دردِ زہ کرتے ہی تو بچہ جنے
تا وہ بچہ سبز جنگل مین چرے — بچہ موٹا ہے رحم کو کھول دے
حاملہ پر دردِ زہ سے گر بلا — بچہ اپنی قید سے ہے چھوٹتا
دردِ زہ سے حاملہ مانگے پناہ — اور ہنسے بچہ بلا سے مین چھٹا
جسقدر ہا در ہین نیچے چرخ کے — بس نبات اور بس جماد حیوان سے
غیر کے ہر ایک غافل درد سے — ہے سوا انسان دانشمند کے
جو کہ کوسہ جانے گھر سے غیر کے — ریش والا کب خبر گھر سے رکھے
اہل دل جانتے ہین تیرا حال — تو نہین وہ جانتا ہے اپنا حال
جو جبین ہین اہل دل دیکھیں ترے — کب تو دیکھے خود مین ہو جانی مرے

بیان آنکہ ہر غفلت و کاہلی و تاریکی ست ہمہ از تن ست

بیان اس بات کا کہ جو غفلت و کاہلی و سیاہی ہے سب بدن سے ہے

غفلت از تن بود چون تن روح شد — بیند او اسرار را بے ہیچ بد
چون زمین برخاست از جوِّ فلک — نے شب و نے سایہ ماند نے درک
ہر کجا سایہ ست و شب یا سائگہ — از زمین باشد نہ از خورشید و مہ
دود پیوستہ ہم از ہیزم بود — کے ز آتش ہائے مستحکم بود
وہم افتد در خطا و در غلط — عقل باشد در اصابتہا فقط
ہر گرانی و کسل خود از تن ست — جان ز خفت جملہ در پریدن ست

تن سے ہے بس غفلت بنتی جو تن جان ہو — دیکھے اس اسرار کو تو بے بلا
جو زمین اٹھ جائے جوف چرخ سے — نہ شب تار اور نہ سایہ رہے
جس جگہ پر سایہ ہو اور رات ہو — وہ زمین سے ہے نہ ہے خورشید سے
ہیں دھوان لکڑی سے ہوتا ہے دھوان — آتش روشن سے کب ہوئے دھوان
وہم آتا ہے خطا و شبہہ مین — ہوتی مضبوطی مین عقل و دانش مین
ہر کثافت اور سستی تن سے ہے — جان اڑے ہے جملہ خفت جسم سے

ـــ

سلہ تا وہ بچہ الخ یعنی شعر تاوہ بچہ صحرائے سبز مین چلے بچہ موٹا ہے تو رحم کو کھول دے حاملہ پر بلاء دردزہ سے ہے اور بچہ ہنستا ہے کہ مین بلا سے چھٹا ہون جسقدر ماین زیر فلک مین نبات و جماد و حیوان سے درد سے غیر کے ہر ایک غافل ہے مگر انسان عقلمند کے آگے مثال ہے جو کہ بے ریش غیر کے گھر سے جانتا ہے ڈاڑھی والا کب گھر سے خبر رکھتا ہے یعنی بے ریش ہر گھر مین آجا سکتا ہے جیسے اہل دل دوسرون کے دل سے خبردار رہتے ہین چنانچہ اہل دل کا حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ اہل دل الخ یعنی شعر جو اہل دل تیرا حال جانتے ہین تو وہ اپنا حال نہین جانتا ہے جو حال دل تیرے جبین مین اہل دل دیکھے تو کب دیکھتا ہے وہ خود مین جتنے اہل دل حال تیرا تیرے جبین سے جانتے ہین اور تجکو اپنی خبر نہین ہے بیان آگے ہے فافہم ۱۲۔ سلہ تن سے الخ یعنی شعر تن سے غفلت بنتی جو کر تن جان ہوا تو اس اسرار کو بے بلا دیکھے جو زمین جوف آسمان سے اٹھ جائے تو نہ شب تار رہے نہ سایہ یعنی ہر ایک کثافت اور سستی تن سے ہے اور جان اڑتی ہے خفت جسم سے مثال ہے کہ دھوان جب اٹھتا ہے لکڑی سے اٹھتا ہے کہ روشن آگ سے وہم خطا اور شبہہ مین پڑتا ہے عقل مضبوطی مین رہتی ہے جو کہ کسل اور نکان ہے وہ تن کی وجہ سے ہے جان ہلکی ہے وہ اڑتی ہے فافہم ۱۲۔

روی سرخ از کثرت خونها بود — روی زرد از جنبش صفرا بود
رو سپید از قوت بلغم بود — باشد از سودا که روی اد هم بود
در حقیقت خالق آثار اوست — لیک جز علت نبیند اهل پوست
مغز کو از پوست آواره نیست — از طبیب و علت او را چاره نیست
چون دوم بار آدمی زاده بزاد — پای خود بر فرق علتها نهاد
علت اولی نباشد دین او — علت آخر نباشد کین او
ذره چون آفتاب اندر افق — با عروس صدق و صفوت بر تتق
بلکه بیرون از افق وز چرخها — بی مکان باشد چو ارواح و نهی
بل عقول ما چو سایه‌های او — می‌فتد از هر طرف بر پای او

سرخ منہ ہے زیادتی سے خون کے — زرد منہ بس جنبش صفرا سے ہی
منہ سپید اب قوت بلغم سے ہی — منہ سیاہ سودا کی بس کثرت کرے
اصل میں ہے خالق اثرات دوست — پر بجز علت نہ دیکھیں اہل پوست
پوست جو کہ مغز کے ہمراہ ہے — نے طبیب و وجہ کی حاجت رکھے
دوسری بار آدمی پیدا ہوا — سر پہ علت کے قدم اسنے رکھا
علت ادنیٰ نہ ہووے اسکا دین — علت اخریٰ نہ رکھے اُس کی کین
دو افق میں جاتا ہے جون آفتاب — ساتھ عروس صدق کے اندر حجاب
بلکہ باہر وہ افق اور چرخ سے — بے مکان ہوتا ہے جون ارواح ہے
بلکہ سب عقلین ہماری سایہ دار — اسکے پانون پر گرین ہو کر نثار

تشبیه کردن نصّ مطلق که بے قید بود با قیاس را

تشبیہ کرنا نص مطلق کو کہ بے قید ہے ساتھ قیاس کے

مجتهد هرگه که باشد نص شناس — اندر آن صورت نیندیشد قیاس
چون نیابد نص اندر صورتی — از قیاس آنجا نماید عبرتی
نص وحی روح قدسی دان یقین — وان قیاس عقل جزوی تحت این
عقل از جان گشت با ادراک و فر — روح او را کے شود زیر نظر
لیک جان در عقل تاثیرے کند — زان اثر آن عقل تدبیرے کند
نوح وار ار صدقے زد بر تو روح — کو یم و کشتی و کو طوفان نوح
عقل اثر را روح پندارد ولیک — نور خور از قرص خور دورست لیک

مجتہد جس وقت نص کو جان لے — نے قیاس اُس حال میں جاری کرے
جو نہیں نص پائیگا وہ ظاہرا — تو قیاس اُس جا عمل میں لائیگا
نص کو وحی روح قدسی جان تو — تابع اسکا رکھ قیاس و عقل کو
عقل کو ادراک بس جان سے ہوا — کب ہے جان زیر نظر اسکے بھلا
عقل میں پر جان تاثیرین کرے — اس اثر سے عقل تدبیرین کرے
نوح سان گر صدق دل سے تجھ پہ روح — ہے کہاں کشتی کہان طوفان نوح
عقل اثر کو روح جانے ہو بھلے — نور خور کا قرص خور سے دور ہے

سلہ سرخ منہ الخ یہ شعر منہ سرخ زیادتی خون سے ہے اور منہ زیادہ زرد جنبش صفرا سے ہے منہ سپید قوت بلغم سے ہے منہ سیاہ کثرت سودا سے ہے در حقیقت اثروں کا خالق دوست ہے لیکن اہل پوست بجز غفلت کے نہیں دیکھتے ہیں پوست کہ مغز کے ہمراہ ہے وہ نہ طبیب رکھتا ہے نہ علت کی حاجت رکھتا ہے یعنے صورت پرست بجز علت کے نہیں دیکھتے ہیں اور جو اہل صورت معنی سے خبردار ہیں انکو نہ طبیب و نہ علت کی حاجت ہے آگے حقائق ہیں فافہم ۱۲۔

سلہ دوسری بار الخ یہ شعر دوسری بار جو آدمی پیدا ہوا سر پہ علت کے قدم رکھا اسنے نہ اسکا دین علت ادنی ہووے و نہ اس سے علت اخری کی اُمید رکھے وہ افق میں مانند آفتاب کے جاتا ہے صدق کے ساتھ حجاب میں بلکہ وہ افق سے اور چرخ سے باہر بے مکان ہوتا ہے مانند ارواح کے بلکہ ہماری عقلیں سایہ کے مانند اسکے پانون پر نثار ہو کر گرین یعنے جبکہ سالک فنائیت سے مقام بقا کو پہونچا ہے تو سر پر علت کے قدم رکھتا ہے علت اولی کہ ذات حق کے ہے اور علت اخری کہ عقل فعال ہے اسکو نفع و نقصان نہیں دیتی ہے وہ ہر چیز کو باقتیار حق جانتا ہے بلکہ سب عقلیں اُسپر قربان ہوتی ہیں کیونکہ وحی حق رہبر ہے قیاس کی کیا حاجت ہے چنانچہ اسکا بیان آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ مجتہد الخ یہ شعر جس وقت مجتہد نص کو جان لے اس حال میں قیاس جاری نہ کرے جو نص ظاہری نہ پائیگا تو قیاس اسکا عمل میں آجائیگا نص کو وحی روح قدسی جان اور قیاس و عقل کو اسکا تابع سمجھ فافہم ۱۲۔

این بقرص سالکی خورسند شد / که ز نورش سوی قرص افگنده شد
زانکه این نوری که اندر سافل است / نیست دائم روز و شب او آفل است
وانکه اندر قرص دارد باش و جا / غرقه آن بحر باشد دائما
نی سحابش ره زند نی خود غروب / وا رهید او از فراق سینه کوب
اینچنین کس اصلش از افلاک بود / یا مبدل گشت اگر از خاک بود
زانکه خاکی را نباشد تاب آن / که زند بروی شعاع جاودان
گر زند بر خاک دائم نور خور / آنچنان سوزد که ناید زو ثمر
دائم اندر آب کار ماهی است / مار را با او کجا همراهی است
لیک در که مارهای پرفنند / اندرین یم ماهیانی می کنند
مکرشان گر خلق را شیدا کند / هم ز دریا تاسه شان رسوا کند
واندرین یم ماهیان پرفنند / مار را از سحر ماهی می کنند
گر تو مارے شو قرین ماهیان / تا شوی چون ماهیان در یم روان
ماهیان قعر دریای جلال / بحرشان آموخته سحر حلال
پس محال از تاب ایشان حال شد / نحس آنجا رفت و نیکو فال شد
زهر آنجا رفت و شکر شد یقین / سنگ آنجا رفت و شد در ثمین
خاک زر شد سنگ گوهر پای سر / می نه بیند جز بشر چشم بشر
تا قیامت گر بگویم زین کلام / صد قیامت بگذرد وین ناتمام

قرص سے سالک ہی خوش اسواسطے / قرص کی جانب گیا ہی نور سے
کیونکہ پستی میں جو کہ نور ہے / رات دن فانی ہی نی قائم رہے
جو اندر قرص کے رکھے مقام / غرق دریا میں وہ بس ہو مدام
حاجب اسکا غروب ہوئے ابر ہو / وہ فراقوں سے چھٹا تم جان لو
اصل ایسی کس کی ہی افلاک سے / یا ہوا تبدیل گر تھا خاک سے
کیونکہ خاکی کو نہ طاقت ہو وہ دو / کہ شعاع اسپر ہمیشہ ڈالے وہ
خاک پر گر نور ڈالے خور سدا / بس جلے ایسا نہ پیدا ہو گیا
آب میں مچھلی کا دائم کام ہے / مار کب ہمراہی اسکا ہو سکے
مار پر فن ہیں ولیکن کوہ میں / مچھلیاں دریا میں خود کو کرتی ہیں
مکر انکا خلق کو شیدا کرے / بحر سے بیتابی پر رسوا کرے
مچھلیاں پر فن ہیں بس اس بحر میں / سحر سے وہ مار کو مچھلی کریں
مار گر ہے پاس مچھلی کے رہو / مثل مچھلی تا رواں دریا میں ہو
بحر حق کی مچھلیوں کو ہی کمال / ہی سکھایا بحر نے سحر حلال
بن گیا حال انکے پرتو سے محال / نحس واں جا کر ہوا ہی نیک فال
زہر واں جا کر کے شکر ہو گیا / سنگ واں جا کر کے گوہر ہو گیا
خاک ہی زر سنگ گوہر پانوں سر / جز بشر دیکھے نہیں چشم بشر
تا قیامت گر کہوں میں یہ کلام / سو قیامت گذریں نہ ہو یہ تمام

آداب المستمعین والمریدین عند فیض الحکمۃ من لسان الشیخ

آداب سننے والوں و مریدوں کا وقت فیض حکمت کے زبان شیخ سے

سلہ قرص سے الخ۔ شعر سالک اسواسطے قرص سے خوش ہے کہ قرص کی جانب وہ گیا ہے کیونکہ نور پستی میں جو کہ ہے رات دن فانی ہے اور قائم ہی نہیں رہتا ہے اور جو سالک ہے قرص سے مقام رکھتا ہے وہ غرق اس دریا کا ہے اسکا نہ حارج اسکا نہ غروب ہو اور نہ ابر ہو اس لیئے آسنے اسکو پسند کیا یعنی قرص کو آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔
سلہ ۵۲ آب میں الخ۔ شعر آب میں ہمیشہ مچھلی کا کام ہے مار اسکا ہمراہی کب ہو سکتا ہے یار پر فن ہیں ولیکن کوہ میں اور خود کو اس دریا میں مچھلیاں بناتے ہیں انکا مکر مخلوق کو شیدا کرتا ہے ولیکن بیتابی بحر سے رسوا کرتی ہے جیسے پیران ریاکار دریاے سنہ میں مثل اولیا کے کب چل سکتے ہیں اور اگر چلیں بحر سے بیتابی انکی رسوا کرے مچھلیاں پر فن ہیں اس بحر میں سحر سے مار کو مچھلی کریں اگر تو مار ہے مچھلی کے پاس رہو حق کی مچھلیوں کو کمال ہے بحر نے سکھایا ہے انکو سحر حلال جیسے اولیا اللہ کے ساتھ دیا کار کیونکہ رہیں حق انکو سحر حلال سے کرامت سکھاتا ہے آگے بیان ہے فافہم ۱۲۔ سلہ ۵۳ بن گیا الخ۔ شعر محال انکے پرتو سے حال بن گیا اور نحس وہاں جا کر نیک فال ہو گیا زہر وہاں شکر ہو گیا سنگ وہاں گوہر ہو گیا خاک زر اور سنگ وہاں جا کر گوہر اور پانوں سر ہوئے سوا بشر کے نہیں دیکھتی ہے چشم بشر اگر میں یہ کلام قیامت تک کروں سو قیامت گذریں اور یہ تمام نہووے فافہم ۱۲۔

بر ملولان این مکرر کردن است	نزد من عمر مکرر بردن است	ہین ملول انکو فضول بے جانیے	میرے نزدیک عمر دو بارہ یہ ہے
شمع از برق مکرر بر شود	خاک از تاب مکرر زر شود	شمع روشن ہو مکرر برق سے	تاب دوبارہ سے مٹی زر بنے
گر ہزاران طالب اند و یک ملول	از رسالت باز می ماند رسول ۱	سیکڑوں طالب ہیں اور اک ملول	باز رہتا ہے رسالت سے رسول
این رسولان ضمیر راز گو	مستمع خواہند اسرافیل خو	یہ رسولان ضمیر راز گو	ڈھونڈھتے ہیں سننے والا اسرافیل کو
نخوتی دارند و کبری چون شہان	چاکری خواہند از اہل جہان	کبر و نخوت رکھتے ہیں مثل شہان	چاہتے ہیں خدمت کریں اہل جہان
تا ادبہاشان بجاگہ ناوری	از رسالتشان چگونہ برخوری	جب تلک انکا ادب تو نہ کرے	کب ثمر انکے رسالت سے تو لے
کی رسانند آن امانت را بتو	تا نباشی پیششان راکع دوتو	کب وہ پہونچائیں امانت کو تجھے	جب تلک آگے نہ انکے تو جھکے
ہر ادب شان کی ہمی آید پسند	کامدند ایشان ز ایوان بلند	ہر ادب انکو پسند آتا ہے کب	کہ بلند اک محل سے آئے ہیں سب
نے گدایانند کز ہر خدمتے	از تو دارند اے مزور منتے	نہ گدا ہیں کہ ہر اک خدمت سے وہ	تجھسے اے مکار لیں احسان کو
لیک با بی رغبتیہاے ضمیر	صدقۂ سلطان بیفشان وا مگیر	دل کی بے رغبتی سے اے معین	صدقہ اب سلطان کا دو انکو ہین
اسپ خود را اے رسول آسمان	در ملولان منگر و اندر جہان	گھوڑا اپنا اے رسول کبریا	نہ ملولون پے نظر رکھ اور گدا
فرخ آن ترکے کہ استیزہ نہد	اسپش اندر خندق آتش جہد	وہ سپاہی اچھا جو اڑتا رہے	آگ کے خندق مین [illegible]
گرم گرداند فرس را آنچنان	کہ کند آہنگ اوج آسمان	گرم کر دے اسقدر گھوڑے کو وہ	آسمان پر [illegible]
چشم را از غیر و غیرت دوختہ	ہمچو آتش خشک و تر را سوختہ	غیر و غیرت سے نظر کو لے اٹھا	خشک و تر کو مثل آتش کے جلا
گر پشیمانی برو عیبے کند	آتش اول در پشیمانی زند	عیب اسپر گر پشیمانی کرے	وہ پشیمانی جلا دین تپش سے
خود پشیمانی نروید از عدم	چون بہ بیند گرمی صاحب قدم	نے پشیمانی عدم سے پیدا ہو	گرمی صاحب قدم کو دیکھے جو

شناختن ہر حیوانے بوے عدوے خویش را و حذر کردن و بمالت خسارت آنکس کی عدو کسی بود کہ از و حذر کردن و گریختن ممکن نباشد

پہچاننا ہر حیوان کا بوی دشمن اپنے کو اور پرہیز کرنا و گمراہی و خرابی اُس شخص کی کہ وہ دشمن ایسا ہو کہ اُس سے پرہیز کرنا و بھاگنا ممکن نہو

اسپ داند بانگ و بوے شیر را	گرچہ حیوان ست الا نادر را	گھوڑا جانے بانگ و بوی شیر کو	گر نجانے جانور نادر ہے وہ

۱ ہین ملول الخ شعر ملول اسکو فضول جانتے ہین اور میرے نزدیک یہ عمر دوبارہ ہے اگرچہ برق سے مکرر روشن ہوتی ہے روشن اور تاب مکرر سے خاک زر ہو سیکڑوں طالب ہین اور ایک ملول رسول پاک رسالت سے یہ رسولان ضمیر راز گو ڈھونڈتے ہین سننے والے اسرافیل کو یعنے اولیا کرام کسی کا احسان نہین رکھتے ہین اور خود بے احسان فیض پہونچاتے ہین اور پشیمان نہین ہوتے ہین اور اپنے دوست دشمن کو پہچانتے ہین چنانچہ اسکا بیان آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲

۲ گھوڑا الخ اس شعر گھوڑا جانتا ہے آواز و بوے شیر کو اگر جانور نہ جانے وہ نادر ہے کہ ہر ایک جانور اپنے دشمن کے نشان واقف ہے ہرچند آگے اسکی مثال ہے چمگادڑ جو دن کو اڑتی نہین ہے اور رات کو چور کے مانند نکلتی ہے سبب سے چمگادڑ محروم تر ہے کہ خورشید کی دشمن ہوتی ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

بل عدوے خویش را ہر جانور	خود بداند از نشان واز اثر
روز خفاشک نیارد بر پرید	شب برون آید چو دزدان جرید
از ہمہ محروم تر خفاش بود	کہ عدوے آفتابِ فاش بود
نے تواند در مصافش زخم خورد	نی بنفرین تا بندیش مہجور کرد
آنکہ آن خورشید از احسان و جود	پرنہ دراند زقہرش تار و پود
آفتابے کے بگرداند قفاش	از برائے غصہ و قہرِ خفاش
غایتِ لطف و کمال او بود	ورنہ خفاشش کجا مانع شود
دشمن ار گیری بحد خویش گیر	تا بود ممکن کہ گردانی اسیر
قطرہ با قلزم کہ استیزہ کند	ابلہ است وریش خود بر می کند
حیلتِ او از سبالش نگذرد	چنبرِ حجرۂ قمر چون بر رود
با عدوی آفتاب این بد عتاب	ای عدوے آفتابِ آفتاب
ای عدوے آفتابے کز فرش	می بلرزد آفتاب و اخترش
تو عدوے او نۂ خصمِ خودی	چہ غم آتش را کہ تو ہیزم شدی
ای عجب از سوزشت او کم شود	یا ز دردِ غصہ ات درہم شود
رحمتش نے رحمتِ آدم بود	کہ مزاجِ رحمِ آدم غم بود
رحمتِ مخلوق باشد غصہ ناک	رحمتِ حق از غم و غصہ است پاک
رحمتِ بیچون چنین دان ای پسر	نا ید اندر وہم از وی جز اثر

بل عدو اپنے سے بھی ہر جانور	ہے نشان سے اور اثر سے باخبر
دن کو چمگادڑ نہین اڑتی ہی جو	چور کے مانند نکلے رات کو
سب سے چمگادڑ ہے بس محروم تر[1]	کہ ہوئی خورشید کی دشمن بتر
زخم لڑنے مین نہ اسکا کھا سکے	نے تنفر سے جدائی لا سکے
باعث احسان و کرم کے آفتاب	تن نہ پھاڑے انکا از راہِ عتاب
آفتاب ایسا کہ منہ کو پھیر لے	ایک چمگادڑ سے مارے خشم کے
یہ نہایت لطف و احسان اسکا ہے	ورنہ چمگادڑ کب اس سے بچ سکے
کر تو ہی دشمن تو لائق اپنے کر	تا ہو ممکن کہ تو غالب ہو اسپر
ساتھ دریا کے اگر قطرہ لڑے[2]	احمق اپنی جڑ کو کھودے آپ سے
حیلہ اسکا موچھ سے نہ بڑھ سکے	توڑے ہالۂ ماہ کو کس طرح سے
دشمنِ خورشید پہ ہووی عتاب	ای عدوے آفتابِ آفتاب
تو عدو اس نور کا ہے رعب سے	جسکے کانپے ماہ اور خورشید ہے
تو عدو اپنا ہے نہ اسکا ہے تو	کیا غم آتش کو کہ ہیزم ہووی تو
سوز سے تیرے عجب کہ کم ہو وہ	یا کہ تیرے درد سے درہم ہو وہ
رحمت اسکی رحمتِ آدم نہین	ہے مزاج رحم آدم غم گزین
رحمتِ مخلوق ہے بس خشمناک[3]	رحمتِ حق غصہ و غم سے ہے پاک
رحمتِ بیچون کو جان اے پسر	وہم مین آئے نہ اس سے جز اثر

[1] زخم الخ یہ شعر نہ زخم لڑنے مین اسکا کھا سکے اور نہ تنفر سے جدائی کر سکے آفتاب بباعث احسان وکرم کے تن نہ اسکا نہ پھاڑے ایسا آفتاب کہ منھ کو پھیر لے ایک چمگادڑ سے مارے غصہ کے یہ اسکا نہایت لطف ہے ورنہ چمگادڑ اس سے کب بچ سکے آگے حقائق ہین دشمن کرتا ہے تو اپنے لائق کر تا اسپر غالب ہونا ممکن ہو یعنے اپنے سے اعلی کے ساتھ دشمنی نہ کرنا چاہئے اس سے کچھ حصول نہین ہاں اگر دشمنی کرنا ہو تو اپنے برابر والے سے کر کہ اسپر غالب بھی آسکے چنانچہ اسکی مثال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[2] ساتھ دریا کے الخ یہ شعر اگر قطرہ دریا کے ساتھ لڑے اپنی جڑ کو آپ احمق کھووے اس چمگادڑ کا حیلہ موچھ سے نہ بڑھے جسکے ماہ کا ہالہ کس طور آفتاب توڑ سکے دشمن خورشید پہ عتاب ہو کہ اے آفتاب آفتاب کے دشمن تو ایسے خورشید کا دشمن ہے کہ رعب سے اسکے مہر و ماہ کانپتا ہے تو اپنا دشمن ہے اسکا نہین ہے آتش کو کیا غم ہے کہ تو اسکی ہیزم ہووے تعجب ہے کہ تیرے سوز سے وہ کم ہووے تا کہ تیرے درد سے وہ درہم ہووے اسکی رحمت انسان کی رحمت نہین ہے کیونکہ مزاج رحم انسان کا غم قبول کرنے والا ہے یعنے اے کوران دنیا تم بادشاہ انبیا کے دشمن ہوتے ہو تمہارا کیا حال ہوگا رحمت انکی رحمت دنیاداروں کی سی نہین ہے اور نہ غصہ انکا انکے مانند ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[3] رحمت الخ یہ شعر رحمت مخلوق کی خشناک ہے اور رحمت حق کی غم و غصہ سے پاک ہے رحمت حق کو یسی جان کہ وہم مین نہ آئے بجز اثر کے اسکی رحمت کا بجز ظاہری ماہیت اسکے سوا کون جانے یعنے رحمت مخلوقات کی خشناک ہے اور رحمت شاہ کی غم و غصہ سے پاک ہے اور کسی کے وہم مین وہ نہین آسکتی ہے بجز اثر کے پس اسکا اثر جانتے ہین ماہیت سے اسکی خبردار نہین ہے فرق اثر جاننے والوں و ماہیت جاننے والوں کا حال آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

ظاہرست آثار و میوہ رحمتش	لیک کو داند جز از ماہیتش	اسکی رحمت کا اثر ہے ظاہرا	کون جانے ماہیت اسکے سوا

فرق درمیان دانستن چیزی کہ بمثال و تقلید باشد و دانستن ماہیت آن چیز کہ بہ تحقیق بود

فرق درمیان جاننے اُس چیز کے کہ مثال و تقلید سے ہو اور جاننے ماہیت اُس چیز کے کہ تحقیق سے ہو

ہیچ ماہیات اوصاف کمال	کس نداند جز بآثار و مثال	ماہیت[1] بس وصف کامل کی کبھی	جز مثال آثار نے جانے کوئی
طفل ماہیت نداند طمث را	جز کہ گوئی ہست چون حلوا ترا	ماہیت لڑکا جماع کی جانے کب	تو کہے وہ مثل حلوا کے ہے اب
طفل را نبود ز وطی زن خبر	جز کہ گوئی ہست آن خوش چون شکر	نہ جماع سے طفل کو ہووے خبر	ہان تو کہ اسمین مزا ہے جون شکر
کی بود ماہیت ذوق جماع	مثل ماہیات حلوای مطاع	کب جماع کی ماہیت کا شوق ہو	مثل ماہیات حلوائے نکو
لیک نسبت کرد از روی خوشی	با تو آن عاقل کہ تو کودک وشی	ساتھ تیرے نسبت اس عاقل نے کی	تو ہے لڑکا تاکہ ہو تجکو خوشی
تا بداند کودک آنرا از مثال	گر نداند ماہیت را عین حال	ان مثالون سے کہ لڑکا جانلے	نہ خبر ہے ماہیت کی حال سے
پس اگر گوئی بدانم دور نیست	ور بگوئی کہ ندانم زور نیست	گر کہے تو جانتا ہون نہ ہی دور	گر کہے نہ جانتا ہون نہ ہی زور
گر کسے گوید کہ داند نوح را	آن رسول حق و نور روح را	گر کوئی کہوے کہ جانے نوح کو	اُس رسول حق و نور روح کو
گر بگوئی چون ندانم کان قمر	ہست از خورشید و مہ مشہورتر	گر[2] کہے تو کیون نجانون وہ قمر	چاند اور سورج سے ہی مشہورتر
کودکان مکتب و در کتابہا	وان امامان جملہ در محرابہا	سارے لڑکے چھوٹی مکتب مین جو ہین	اور امام اکثر عبادتگہ مین ہین
نام او خوانند در قرآن صریح	قصہ اش گویند از ماضی فصیح	نام انکی پڑھتے ہین قرآن مین	اور گذشتہ قصہ انکا کہتے ہین
راست گو دانند ترا از روے وصف	گرچہ ماہیت نشد از نوح کشف	جانے سچا تجکو وہ از روے وصف	ماہیت ہو نوح سے گرچہ نہ کشف
ور بگوئی من چہ دانم نوح را	ہمچو او ای داند او را اے فتی	گر کہے تو مین نہ جانون نوح کو	جانے اُسکو جو کہ ہم مثل اسکے ہو
مور لنگم من چہ دانم فیل را	پشہ کے داند اسرافیل را	چیونٹی لنگڑی ہون نہ جانون فیل کو	جانے کب مچھر ہے اسرافیل کو

[1] ماہیت الخ یہ شعر وصف کامل کی ماہیت کبھی بجز مثال و آثار کے کوئی نہین جانتا ہے آگے اسکی مثال ہے ماہیت جماع کی لڑکا کب جانے مگر جب کہ تو کہے کہ وہ مثل حلوے کے ہے جماع سے طفل کو خبر نہووے مگر جب کہ تو کہے کہ اُسمین مزا شکر کے مانند ہے جماع کی ماہیت کا کب ذوق ہو مثل ماہیت حلوے کے تیرے ساتھ نسبت عاقل نے کی ہے تو لڑکا ہے کہ تاتجکو خوشی ہو ان مثالون سے کہ لڑکا جان لے خبر نہین ہے ماہیت کے حال سے اگر تو کہے جانتا ہون دور نہین ہے اگر کہے نہین جانتا ہون جو تجھ نہین ہے آگے مثال ہے اگر کوئی کہے کہ نوح کو جانتا ہے اور رسول حق و نور روح کو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[2] گر کہے الخ یہ شعر اگر تو کہے کہ مین کیون نہین جانتا ہون کہ وہ قمر چاند سورج سے مشہورتر ہے سب چھوٹے لڑکے جو کہ مکتب مین ہین اور اکثر امام عبادتگاہ مین ہین نام انکا قرآن مین پڑھتے ہین اور انکا قصہ گذشتہ کہتے ہین پس وہ تجکو سچا جانتے از روے وصف کے اگرچہ ماہیت نوح سے آگاہ نہووے اگر تو کہے کہ مین نوح کو نہین جانتا ہون وہ اسکو جانے کہ جو اسکی مثل ہو تین چیونٹی لنگڑی ہون فیل کو نہ جانون مچھر کب جانے اسرافیل کو یہ تیرا کہنا اس سبب سے سچ ہے کہ تو اسکی ماہیت نہین جانتا ہے جو اور اگر ماہیت سے عاجز ہین یہ عام حالت ہے سب کو مت کہو لیکن عام وصف شے کو جانتے ہین اور ماہیت سے واقف نہین ہین یہ مت کہو کہ سب نہین جانتے ہین آگے اُسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

این سخن ہم راست است از روی آن	کہ بماہیت نہ نخیش ای فلان	اس سبب سے سچ ہے یہ کہنا ترا	تو نہ جانے ماہیت اسکی بھلا
عجز از ادراک ماہیت عمو	حالت عامہ بود مطلق بگو	ماہیت کی درک سے عاجز ہین جو	عام کی حالت ہی مت سب کو کہو
زانکہ ماہیات و سر سر آن	پیش چشم کاملان باشد عیان	کیونکہ وہ ماہیت اور سر نہان	آگے چشم کاملون کے ہی عیان
در وجود از سر حق و ذات او	دورتر از وہم استبصار کو	ذات سر حق بدن کے درمیان	وہم بینائی سے دور اسکی کہان
چونکہ او مخفی نماند محرمان	ذات وصفی چیست کان ماند نہان	محرمون پر وہ ہوا جبکہ عیان	ذات وصفی کیا ہی جو رہوے نہان
عقل بحثی گوید این دورست او	بی ز تاویلی محالی کم شنو	کہوے عقل بحثی یہ دور ہے	بے کئے تاویل مشکل مت سنے
قطب گوید مر ترا کای سست حال	آنچہ فوق حال تست آید محال	تجکو کہوے قطب کہ ای سست حال	جو ہی دور از عقل وہ آوے محال
واقعاتے کہ کنونت بر کشود	نی کہ اول ہم محالت مے نمود	واقعات اب جو کہ ہین تجھپر کھلے	کیا وہ اول مین تجھے مشکل نہ تھے
چون رہانیدت ز دہ زندان کرم	تیہ را بر خود مکن حبس از ستم	قید دس سے جو چھڑایا جود نے	تنگ دنیا خود پہ مت کر ظلم سے
چون خلاصی یافتی از صد بلا	فقر را بر خود مکن رنج و عنا	سو بلا سے تو رہا جو ہو گیا	فقر کو خود پر نہ کر رنج و عنا
سہل گیرش تا نگردد مشکلت	ورنہ شد شکر چو زہر قاتلت	سہل لے مشکل نہو تا وہ تجھے	ورنہ شکر زہر قاتل ہو تجھے
سوی بحث خویش باز ای بوالحسن	کاین سخن پایان ندارد جان من	اپنے قصّہ کی طرف جا اے حسن	بات یہ بے انتہا ہے جان من
نسبت اثبات یا نفی از نخست	گر بیانش میکنی بر گو درست	نسبت اثبات یا نفی پہلے سے	گر بیان کرتا ہی کر خوش طور سے
نفی آن یک چیز اثباتش رواست	چون جہت شد مختلف نسبت دوتاست	نفی اور اثبات اک شی کا روا	جو جہت ہو مختلف نسبت دوتا

جمع و تفریق درمیان نفی و اثبات یک چیز ازروے نسبت و اختلاف جہت

جمع و تفریق درمیان نفی و اثبات ایک چیز کے ازروے نسبت و اختلاف جہت کے

ما رمیت اذ رمیت از نسبت ست	نفی و اثبات ست ہر دو مثبت ست	ما رمیت اذ رمیت اک بات ہی	نفی اور اثبات جو دونو رکھے

سلہ کیونکہ الخ ۃ شعر کیونکہ وہ ماہیت اور سر نہان آگے چشم کاملون کے عیان ہے ذات اور سر خدا درمیان جسم کے انکے وہم بینائی سے دور کہان ہے جبکہ وہ محرمون پر عیان ہو ذات وصفی کیا ہی کہ جو نہان رہوے عقل بحثی کہوے یہ دور ہے بے کئے تاویل کے مشکل ہے اسے مت سن تجکو قطب کہے کہ جو دور عقل سے ہو اب وہ محال ہے تیئنے ماہیت کاملون پر عیان ہے ذات وصفی کیا چیز ہے کہ جو پوشیدہ رہے پس ثابت ہوا کہ خاص ذات شے کو جانتے ہین اور عام وصف شے کو جانتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ واقعات الخ شراب جو واقعات تجھپر کھلے ہین وہ اول سے مشکل نہین دکھائی دیتے تھے تیئنے دکھائی دیتے تھے جود نے جو دس قید سے چھڑایا خود پر تنگ دنیا مت کر ظلم سے سو بلا سے جو رہا ہوا فقر کو خود پر رنج و عنا مت کر سہل سے تا وہ تجھپر مشکل نہو ورنہ شکر زہر قاتل تجکو ہوے اے حسن اپنے قصہ کی طرف جا کہ بات یہ بے انتہا ہی پہلے سے یہ نسبت اثبات یا نفی اگر بیان کرتا ہے خوش طور سے کر نفی و اثبات ایک شے کا روا ہے کہ جو جہت مختلف و نسبت داری ہو تیئنے ایک ہی چیز کی نفی و اثبات روا ہی اگر جہت مختلف و نسبت دو ہون چنانچہ اسی کا حال آگے ہی فافہم ۱۲ سلہ ما رمیت الخ شعر ما رمیت اذ رمیت ایک نسبت ہی کہ نفی و اثبات دونون رکھتا ہی تو نے پھینکا جو تیرے ہاتھ مین تھا تو نے نہین پھینکا مگر اللہ نے پھینکا زور آدم زاد کا ایک حد رکھتا ہی کب لشکر بھاگے مٹھی خاک سے تیری مٹھی ہے اور پھینکا مین نے ہے یہ دو نسبت نفی و اثبات سے ہے ترجمہ انبیا کو کفار جانتے ہین جیسے اپنی اولاد کو بے شبہ پہچانتے ہین تیئنے مٹھی خاک کا پھینکنا ایک شی ہے مگر نسبت اسمین دو ہین ایک جانب رسول اللہ دوسری جانب حق تعالیٰ کے اسواسطے ایک شی کی نفی و اثبات صادق آتی یعنے پھینکنا نسبت رسول اللہ کے نفی اور نسبت اللہ کے اثبات ہی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲-

[illegible] ۱۲

آن تو افگندی که بر دست تو بود / تو نیفگندی که حق قوت نمود

زور آدم زاده را حدی بود / مشت خاک اشکست لشکر کی شود

مشت مشت تست افگندن ز ما / زین دو نسبت نفی و اثباتش رواست

یعرفون الانبیا اضداد هم / مثل ما لا یشتبه اولادهم

همچو فرزندان خود دانند شان / منکران با صد دلیل و صد نشان

لیک از رشک و حسد پنهان کنند / خویشتن را بر ندانم می‌زنند

پس چو یعرف گفت چون جای دگر / گفت لا یعرفهم غیری فذر

انهم تحت قبائی کامنون / جز که یزدانشان نداند ذو فنون

هم بنسبت گیر این مفتوح را / که بدانی و ندانی نوح را

زین نسق بسیار آمد در خبر / کان بنسبت باشد ای جان معتبر

تو نے پھینکا جو ترے تھا ہاتھ پے / پھینکا نے تو نے مگر اللہ نے

زور آدم زاد کا اک حد رکھے / بھاگے کب لشکر اک مٹھی خاک سے

تیری مٹھی مٹھی پھینکا میرے سے ہے / یہ دو نسبت نفی اور اثبات سے

یعرفون الانبیا اضداد ہم / مثل ما لا یشتبہ اولادہم

جانتے فرزند سان کفار ہین / سو نشان اور سو دلیلون سے انھین

پر حسد اور رشک سے پنہان کرین / خود کو وہ نادانستگی مین رکھین

جو کہا یعرف تو کیون جا دوسری / بولا لا یعرفہم غیری اخی

انہم تحت قبائی کامنون / جز خدا انکو نہ جانے ذو فنون

جان نسبت سے بھی اس مفتوح کو / کہ تو جانے اور نہ جانے نوح کو

اکثر آیا ہے خبر مین ایسے ہی / معتبر ہوتا ہی نسبت سے اخی

مسئلہ فنا وبقائے درویش کامل

مسئلہ فنا اور بقائے درویش کامل کا

گفت قائل در جهان درویش نیست / ور بود درویش آن درویش نیست

هست از روی بقای ذات او / نیست گشته وصف او در وصف او

چون زبانهٔ شمع پیش آفتاب / نیست باشد هست باشد در حساب

هست باشد ذات او تا تو اگر / بر نهی پنبه بسوزد زان شرر

نیست باشد روشنی ندهد ترا / کرده باشد آفتاب او را فنا

بولا اک عالم مین نہ درویش ہے / گر وہ ہی درویش تو درویش نے

ہست از روئے بقا ہی اسکی ذات / ہی صفات حق مین لا اسکی صفات

جیسے شعلہ پیش شمع آفتاب / نیست ہی اور ہست از روئے حساب

ہست ہے ذات اسکی ظاہر تو اگر / رکھے پنبہ تو جلادے وہ شرر

نیست ہووے روشنی بس ظاہرا / کر دیا خورشید نے اسکو فنا

سلہ جانتے الخ ۔ شعر فرزند کے مانند کفار جانتے ہین سو نشان و سو دلیلون سے انکو ولیکن رشک وحسد سے پوشیدہ کرتے ہین اُن کو نادانستگی مین رکھتے ہین جو کہا یعرف تو کیون دوسری جگہ لا یعرفہم غیری یعنے نہین پہچانتا ہے انکو میرے سوا ترجمہ تحقیق وہ نیچے قبا میری کے پوشیدہ ہین سوائے خدا کے انکین نہ جانے عقلمند اُس مفتوح کو نسبت سے جان کہ تو جانے اور نہ جانے نوح کو ایسی ہی خبر مین اکثر آیا ہے معتبر نسبت سے ہونا یعنے نوح کو بھی جانتے تھے سوائے لڑکے کے کہ نبی کو حق نہیں جانتے تھے درود ایمان لائے پس ایک شی کو بسبب نسبت مختلف کے ہم نفی ہم اثبات ہو چنانچہ بقا و فنا درویش کامل کا حال آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

سلہ بولا الخ ۔ شعر کہا کہ عالم مین ایک درویش نہین ہے اگر وہ درویش ہے اُسکی ذات از روے بقا کے ہست ہے اور صفات حق مین اسکی فنا ہے آگے اسکی مثال ہے جیسے شعلہ شمع کا آگے آفتاب کے نیست ہے از روے حساب کے ہست ہے اُسکی ذات ہست ہے ظاہرا تو پنبہ رکھے تو وہ شرر جلادے روشنی نیست ہووے ظاہرا کہ خورشید نے اسکو نار کر دیا ایک سیر کہ سو من شہد مین جو کر ڈالین اسکو حل کرین نیست مزاہ سرکہ کا جو چکھین مگر وہ تول زیادہ ہو جاسکو تو لین شیر کے آگے آہو بیخود ہو اسکی ہستی اسکی ہستی مین فنا ہوئی ناقص ہے حق کے کام مین جوش عشق سے ہے اور ترک ادب سے نہین ہے یعنے سالک ایک نسبت سے ذات حق مین فنا ہے اور دوسری نسبت سے قائم ہے جیسے آہن آتش مین و شمع پیش آفتاب ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔

عہ اس سے آنحضرت صلعم کا مجزہ مراد ہے ۱۲ ۔ سہ جانتے ہین انبیا کو کفار ۱۲ ۔ للعہ جیسے کہ اولاد اپنی کو بلا شبہ پہچانتے ہین ۱۲ ۔ ۵ہ نہین پہچانتا ہے انکو سوا میرے ۱۲ ۔ سہ تحقیق وہ نیچے قبا میری کے پوشیدہ ہین ۱۲۔

در دو صد من شهد یک اوقیه خل	چون درافگندی و در وی گشت حل	ایک تولہ سرکہ دو سو من شہد مین	جو کہ ڈالین اور اسکو حل کرین
نیست باشد طعم خل چون می چشی	هست آن اوقیه فزون چون میکشی	نیست سرکہ کا مزہ ہو جو چکھے	تولا وہ زیادہ ہو جو تولے اُسے
پیش شیرے آهوی بیهوش شد	هستیش در هست او روپوش شد	شیر کے آگے ہرن بیخود ہوا	اُسکی ہستی اُسکی ہستی مین فنا
این قیاس ناقصان بر کار رب	جوشش عشق ست نی ترک ادب	یہ قیاس ناقصان نزد کار رب	جوش عشقی ہے نہین ترک ادب
نبض عاشق بی ادب بر مے جهد	خویش را در کفهٔ شه مے نهد	نبض[1] عاشق بے ادب تر کودتی ہے	کیونکہ خود کو شہ کا ہم پلہ رکھے
بی ادب تر نیست زو کس در جهان	با ادب تر نیست زو کس در نهان	بے ادب تر نہ جہان مین اس سوا	با ادب تر نہ نہان مین اس سوا
هم بنسبت دان وفاق ای منتجب	این دو ضد با ادب یا بی ادب	جان تو نسبت سے انہین دو سچی	با ادب اور بے ادب ضد مین رہی
بی ادب باشد چو ظاهر بنگری	که بود دعوی عشقش همسرے	بے ادب ہے جو کہ ظاہر دیکھے تو	کہ ہے دعوی عشق کا اس شخص کو
چون بباطن بنگری دعوی کرا ست	او و دعوی پیش آن سلطان فنا ست	دیکھے جو باطن مین نہ دعوی رہا	وہ وہ دعوی آگے اس شہ کے فنا
مات زید زید اگر فاعل بود	لیک فاعل نیست کو عاطل بود	مات زید زید فاعل گرچہ ہے	پر نہین فاعل ہے بیکاری رکھے
او ز روی لفظ نحوی فاعل ست	ورنه او مقتول و موتش قاتل ست	لفظ نحوی کے سبب فاعل بنے	ورنہ قاتل موت وہ مقتول ہے
فاعلی چه کو چنان مقهور شد	فاعلیها جمله از وی دور شد	فاعلی کیا وہ تو خود مقہور ہے	اُس سے جملہ فاعلی بس دور ہے

قصهٔ وکیل صدر جهان که متهم شد و از بیم جان از بخارا گریخت باز عشق گریبان گرفت که کار جان بهر جانان سهل باشد

قصہ[2] وکیل صدر جہان کا کہ متہم ہو کر بسبب دہشت کے جان کے بخارا سے بھاگا پھر عشق نے اسکو کھینچا کہ کام جان کا واسطے جانان کے آسان ہوتا ہے

در بخارا بندهٔ صدر جهان	متهم شد گشت از صدرش نهان	متہم[3] ہو بندہ صدر جہان	ہو گیا وہ بس بخارا سے نہان

[1] نبض الخ یہ شعر نبض عاشق بے ادب کا ہوا کودتی ہے کیونکہ شاہ کا خود کو ہم پلہ کرتا ہے بے ادب تر اسکے سوا جہان مین نہین با ادب تر اسکے سوا نہان مین نہین نسبت سے انہین تو دو سچی جان با ادب اور بے ادب ضد ہین کہ جو ظاہر دیکھے بے ادب ہے کہ دعوی اس شخص کو عشق کا ہے باطن مین جو دیکھے دعوی اسکا آگے شاہ کے فنا ہے آگے اسکی دلیل ہے مات زید مین اگرچہ زید فاعل ہے لیکن فاعل نہین ہے بلکہ بیکاری رکھتا ہے نحوی کے سبب سے فقط فاعل بنتا ہے ورنہ وہ مقتول ہے اور موت اسکی قاتل ہے فاعل کیا وہ تو خود ہی مقہور ہے اس سے سب فاعلی دور ہے جیسے عاشق بے ادب ظاہر مین اور با ادب باطن مین ہے پس بسبب اختلاف نسبت کے دونون صورتون مین موافق ہے جیسے کہ بظاہر زید فاعل مارنے کا ہے ولیکن باطن مین موت فاعل ہے پس ظاہر مین انسان چیز کا فاعل ہے مگر باطن مین حق فاعل ہے کہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے جیسے وکیل صدر جہان سے بھاگا اور پھر اسکے پاس آیا چنانچہ اسکا قصہ آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

[2] قصہ وہم جذب عشق مین ۱۲۔ [3] متہم الخ یہ شعر بندہ صدر جہان کا متہم ہو کر بخارا سے پوشیدہ ہو گیا دس برس تک در بدر گردان پھرا گاہ خراسان گاہ کوہستان مین رہا دس برس کے بعد بس وہ شوق و فرقت سے بیتاب ہو گیا کہ اب تاب فرقت کی نہ رہی صبر فرقت سے کب آزادگی دیوے آگے مثال ہے اس فرقت کی فافہم ۱۲۔

مدت ده سال سرگردان بگشت — گه خراسان گه قہستان گاه دشت
از پس ده سال او از اشتیاق — گشت بی طاقت ز ایام فراق
گفت تاب فرقتم زین پس نماند — صبر کی داند خلاعت را نشاند
از فراق این خاکہا شوره بود — آب زرد و گنده و تیره بود
باد جان افزا وخم گردد وبا — آتش خاکستری گردد ہبا
باغ چون جنت شود دار المرض — زرد و ریزان برگ او اندر حرض
عقل دراک از فراق دوستان — ہمچو تیر انداز اشکستہ کمان
دوزخ از فرقت چنان سوزان شدست — بید از فرقت چنین لرزان بدست
گر بگویم از فراق چون شرار — تا قیامت یک بود از صد ہزار
پس ز شرح سوز او کم زن نفس — رب سلم رب سلم گوی و بس
ہر چہ از وی شاد گشتی در جہان — از فراق او بیندیش آن زمان
زانچہ گشتی شاد بس کس شاد شد — آخر از وی جست و ہمچون باد شد
از تو ہم بجہد تو دل بر وے منہ — پیش از ان کو بجہد از تو تو بجہ
ہمچو مریم گوی پیش از فوت ملک — نفس را کاعوذ بالرحمن منک

پیدا شدن روح القدس بصورت آدمی بر مریم بوقت غسل و برہنگی و پناه گرفتن او بحق تعالےٰ

دس برس تک بس وہ سرگردان رہا — گہ خراسان گاہ کوہستان رہا
دس برس کے بعد بس وہ شوق سے — ہوگیا بیتاب فرقت سے ولے
بولا اب تاب فرقت کی رہی — صبر کب فرقت سے دی آزادگی
خاک اس فرقت سے ہوتی شور ہے — پانی گدلا زرد اور گندہ بنے
باد خوش ہو ناگوار اور ہو وبا — آگ ہو کر راکھ کم ہوا ور فنا
باغ جون جنت مرض کا گھر بنے — زرد پت جھڑ ہو خرابی مین پڑے
عقل ماہر فرقت احباب سے — جون کمان دار اک کمان ٹوٹی رکھے
دوزخین فرقت سے سوزان ہو گئین — بید ہین فرقت سے لرزان ہمنشین
گر کہون فرقت سے جو اک نار ہے — تا قیامت ایک ہو سو لاکھ سے
اسکی شرح سوز سے تو دم نہ مار — رب سلم رب سلم کہہ تو یار
خوش ہو جس چیز سے اندر جہان — اسکی فرقت سوچ لے تو اس زمان
خوش ہوا تو جس سے اور اکثر ہوئے — آخر اُس سے بھاگے مثل باد کے
تجھسے بھی بھاگے نہ خواہان اسکا ہو — پہلے اُس سے بھاگ بھاگے تجھسے وہ
مثل مریم کہہ تو پیش از فوت ملک — نفس کو کاعوذ بالرحمن منک

ظاہر ہونا روح القدس کا بصورت آدمی پاس مریم کے بوقت برہنہ نہانے کے اور پناہ لینا انکا ساتھ حق تعالیٰ کے

سلہ خاک ۱۷ شعر اس فرقت سے خاک شور ہوتی ہے پانی گدلا و زرد و گندہ ہوتا ہے باد خوش ناگوار ہو اور وبا ہو آگ راکھ ہو اور تھوڑی رہے باغ جنت مثال خانہ مرض بنے اور زرد و پت جھڑ ہو و خرابی مین پڑے عقل ماہر فرقت احباب سے مانند اس کماندار کے ہے جو ایک کمان ٹوٹی رکھے دوزخین فرقت سے سوزان ہو گئین اور بید فرقت سے لرزان اگر فرقت سے کہون کہ جو ایک نار ہے قیامت تک سو لاکھ سے ایک ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

سلہ اسکی الخ ۹ شعر اسکی شرح سوز سے تو دم نہ مار + رب سلم رب سلم کہہ تو یار + جہان مین جس چیز سے خوش ہو تو اسکی فرقت کو تو اُسوقت سوچ لے تو جس چیز سے خوش ہوا اور اکثر ہوے آخر اس سے مثل باد کے بھاگے تجھ سے بھی بھاگے اسکا خواہان نہو پہلے ہی اس سے بھاگ کر وہ بھاگے تجھ سے مثل مریم کے تو کہہ نفس کو اوّل فوت ہونے ملک سے ترجمہ پناہ مانگتی ہون ساتھ خدا کے تجھ سے تجھے تو دنیا مین جس چیز سے خوش ہوگا آخر کار اُسکی فرقت مین پڑے گا پس تو اُس چیز سے اوّل بھاگ کر جو تجھ سے آخر کار جاگے جیسے بی بی مریم نے کیا چنانچہ اسکا قصہ مثال مین آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲-

دید مریم صورتے بس جانفزا — جانفزائے دلربائے در خلا
پیش او بر رست از روئے زمین — چون مہ و خورشید آن روح الامین
از زمین بر رست خوبی بی نقاب — آنچنان کز شرق روید آفتاب
لرزہ بر اعضائے مریم اوفتاد — کو برہنہ بود و ترسید از فساد
صورتے کہ یوسف ار دیدے عیان — دست از حیرت بریدے چون زنان
ہمچو گل پیشش بروئید او ز گل — چون خیالے کہ برآرد سر ز دل
گشت مریم بیخود و بیہوش او — گفت بجہم در پناہ لطف او
زانکہ عادت کردہ بود آن پاک جیب — در ہزیمت رخت بردن سوئے غیب
چون جہان را دید ملکے بیقرار — حازمانہ ساخت زان حضرت حصار
تا بگاہ مرگ حصنے باشدش — کہ نیابد خصم راہ مقصدش
از پناہ حق حصارے بہ ندید — یورتگہ نزدیک آن دز برگزید
چون بدید آن غمزہا عقل سوز — کہ ازو مے شد جگرہا تیردوز
شاہ و لشکر حلقہ در گوشش ہمہ — خسروان عقل بہوشش ہمہ
صد ہزاران شاہ مملوکش بحق — صد ہزاران بدر را دادہ بدق
زہرہ نے زہرہ را تا دم زند — عقل کلش چون ببیند گم زند
من چہ گویم چون مرا بر دوخت ست — دیدہا را او کہ او خود سوخت ست
دود آن نارم دلیلم من برو — دور از آن شہ باطل ما عبر او
خود نباشد آفتابے را دلیل — غیر نور آفتاب مستطیل

صورت اک مریم نے دیکھی خوشنما — غسل خانہ میں کہ تھی وہ جانفزا
نکلا اُنکے آگے اندر ہی زمین — چاند سورج کی طرح روح الامین
بس زمین میں سے نکلا خوب اک بے نقاب — جس طرح مشرق سے نکلے آفتاب
عضائے مریم سے لگے بس کانپنے — تھی برہنہ مفسدہ کے خوف سے
ایسی صورت گر وہ یوسف دیکھتا — ہاتھ حیرت سے زنان سا کاٹتا
اسکے آگے مثل گل گل سے اگا — جیسے دل سے خطرہ پیدا ہو بھلا
بیخود و بیہوشش مریم ہو گئی — بولی لیتی ہون پناہ اللہ کی
کیونکہ عادت کی تھی اُس معصوم نے — بھاگ کر کے جانا جانب غیب کے
جو جہان کو دیکھا ملک اک بیقرار — مثل دانا کے کیا حق کو حصار
اسکا قلعہ مرگ تک قائم رہے — کہ نہ دشمن اُسپہ غالب ہو سکے
امن حق سے قلعہ بہتر نے ملا — پاس اُس قلعہ کے گھر اپنا کیا
غمزہ بیخود کرنیوالا دیکھا جو — کہ جگر پر تیر سا لگتا تھا جو
شاہ و لشکر اسکے سب حلقہ بگوش — خسروان عقل کو اُس سے نہ ہوش
شہر صدہا ملک اسکی اور غلام — بدر صدہا کو کثافت دے تمام
زہرہ کو طاقت نہیں کہ مارے دم — عقل کل دیکھے جو اسکو ہووے گم
کیا کہوں میں جو مجھے مائل کیا — حلق میرا حلق سے اُسکے جلا
میں دھوان اسکا ہوں ہے میری دلیل — سب ہے باطل بس بجز رب جلیل
کچھ نہیں خورشید کی بجز خود دلیل — بس سوا نور خور کے اے ذلیل

سلہ صورت الخ۔ شعر حضرت مریم نے ایک صورت خوشنما دیکھی غسل خانہ میں کہ وہ بس جانفزا تھی انکے سامنے زمین میں سے نکلا ایک خوبصورت بے نقاب جیسے مشرق سے آفتاب نکلتا ہے مریم کے اعضا لگے کانپنے تھے خوف مفسدہ سے کہ برہنہ تھیں آگے اسکی مثال ہے اگر یوسف ایسی صورت دیکھتا مثل عورتون کے ہاتھ حیرت سے کاٹتا اُسکے آگے مثل گل کے گل سے اُگا جیسے دل سے خطرہ پیدا ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔ سلہ بیخود الخ۔ شعر مریم بیخود و بیہوش ہوگئی کہا کہ پناہ لیتی ہون اللہ کی کیونکہ عادت اُس معصوم نے کی تھی بھاگ کر جانب غیب جانا آگے حقائق اسکے ہین جو جہان کو ایک ملک بیقرار دیکھا مانند دانا کے حق کو حصار کیا اسکا تاکہ یہ قلعہ مرگ تک قائم رہے کہ دشمن اسپر غالب نہو سکے قلعہ بہتر امن حق سے نہ دیکھا اپنا گھر اُس قلعہ کے پاس کیا جو اُس نے غمزہ عقل سوز دیکھا کہ جگر اس سے زخم تیر کھاتا تھا یعنے جو پناہ حق کو اپنا قلعہ کرے اُسپر دشمن ہرگز غالب نہو سکے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔
سلہ شاہ الخ۔ شعر شاہ و لشکر سب حلقہ بگوش اُسکے اور بادشاہان عقل کو نہ ہوش اس سے سیکڑون بادشاہ اُسکے ملک و غلام و صدہا بدر کو کثافت دیوے بالکل زہرہ کو نہیں طاقت کہ دم مارے عقل کل جو اسکو دیکھے تو گم ہووے میں کیا کہون جو مجھکو مائل کیا میرا حلق اسکے حلق سے جلا میں اسکا دھوان ہون یہ میری دلیل ہے سب باطل ہے بجز رب جلیل کے خود خورشید کی کچھ دلیل نہیں ہے۔ بس سوا نور خورشید کے یعنے وہ صورت روح الامین کی جو غسل خانہ میں پیش مریم آئے ذات مقدس تھی کہ بشکل جبریل کی ہو گئی تھی آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

سایہ کہ بود تا دلیل او بود — این بستش کہ ذلیل او بود
سایہ[1] کیا شے ہی کہ اُسکا ہو دلیل — کافی ہی اتنا کہ ہو اس سے ذلیل

این جلالت در دلالت صادق ست — جملہ ادراکات پس او سابق ست
برتری اسکی دلیلون مین ہی اب — کہ وہ پہلے پیچھے ہین ادراک سب

جملہ ادراکات بر خرہاے لنگ — او سوار باد پایان چون خدنگ
سب ہین ادراک اب خر پا لنگ ہے — وہ سوار بادپا جون تیر کے

خود نباشد آفتابے را دلیل — غیر نور آفتاب مستطیل
کچھ نہین خورشید کی ہی خود دلیل — بس سواے نور خور کے ای ذلیل

جملہ ادراکات را آرام نے — وقت میدان ست وقت جام نے
جملہ ادراکون کو نے آرام ہے — جنگ کا ہی وقت وقت جام نے

آن یکے وہمی چو بادے می برد — وان یکے چون تیغ مغفر میدرد
وہم انمین سے ہوا سا اڑتا ہے — ایک کاٹے خود کو جون تیغ کے

وان دگر چون کشتی با بادبان — وان دگر اندر تراجع ہر زمان
دوسرا جون کشتی با بادبان — تیسرا ہی لوٹنے مین ہر زمان

چون شکاری می نمایدشان ز دور — جملہ حملہ مے نمایند از طیور
جون[2] شکار انکو دکھائین دور سے — مل کے وہ حملہ کرین سب صید پے

چونکہ ناپیدا شود حیران شوند — ہیچو جغدان سوے ہر ویران روند
چونکہ ناپیدا ہو حیران ہوویں وہ — جائین مثل جغد ہر ویران کو

منتظر چشمے بہم یک چشم باز — تا کہ پیدا گردد آن صید نیاز
منتظر ایک آنکھ بند اور ایک باز — تا کہ پیدا ہوئے وہ صید نیاز

چون بماند دیر گویند از ملال — صید بود آن خود عجب یا بد خیال
دیر ہووی تو کہین کرکے ملال — صید تھا یا وہ عجب تھا اک خیال

مصلحت آنست تا یک ساعتے — قوتے گیرند و زور از راحتے
ہی یہ بہتر اک گھڑی بھر ٹھہر کے — زور اور قوت کو لین آرام سے

گر نبودے شب ہمہ خلقان ز آز — خویشتن را سوختندے ز اہتزاز
شب ہوتی خلق جملہ حرص سے — بس جلاتی خود کو پھر کے دوڑ کے

از ہوس و ز حرص سود اندوختن — ہر کسے دادے بدن را سوختن
لیتے بس حرص و ہوا سے فائدہ — ہر کوئی دیتا بدن اپنا جلا

شب پدید آید چو گنج رحمتے — تا رہند از حرص خود یک ساعتے
گنج راحت کی طرح شب آئی ہے — اک گھڑی تا چھوٹین اپنی حرص سے

چونکہ قبضے آیدت ای راہرو — آن صلاح تست آیس دل مشو
قبض[3] ای سالک تجھے بس آئے تو — بہتری تیری ہی مت مایوس ہو

---

[1] سایہ الخ، شعر سایہ کیا شے ہے کہ دلیل اُسکا ہو پس اُسکو یہ کافی ہے کہ ذلیل اُسکا ہو اسکی برتری اب دلیلون مین ہی کہ وہ پہلے اور اور اک سب پیچھے ہین سب اور اک سوار ہین گدھے لنگڑے پر اور وہ سوار بادپا مانند تیر کے ہی اگر کوئی بھاگے وہ رد کے جملہ اور اکون کو آرام نہین ہے وقت جنگ ہے وقت جام نہین ہے انمین سے ایک وہم ہے سو وہم مثل ہوا کے اڑے وہ ایک خود کو کاٹے مانند تیغ کے دوسرا کشتی با بادبان سے تیسرا لوٹنے مین ہر وقت ہے جیسے وہ ذات پاک اور اکون مین کب ہو سکتی ہے کہ اسکو اور اک پا سکین آگے بیان اور اکون کا ہے فافہم ۱۲ [2] جو شکار الخ، شعر جون شکار انکو دور سے دکھائین وہ سب حملہ کرین صید پر جو کہ ناپیدا ہو وہ حیران ہووین اور مثال جغد کے ویرانے کو جائین منتظر کر ایک آنکھ بند اور ایک کھلی تا کہ وہ صید نیاز پیدا ہو دیر ہوے تو از راہ ملال کے کہین وہ صید تھا یا عجب ایک خیال تھا یہ مصلحت ہے کہ ایک گھڑی اور ٹھہر کے زور اور قوت کو لین آرام سے اگر شب نہوتی تمام خلق حرص سے خود کو جلا دیتی دوڑ دوڑ کر حرص و ہوا سے فائدہ لینے کو ہر کوئی اپنا جسم جلا دیتا شب گنج راحت کی طرح آئی ہے ایک ساعت تا اپنی حرص سے چھوٹین یعنے حرص و ہوا سے شب کو آرام ہوتا ہے ورنہ خلق بیقرار خود کو جلا دیتی بس شب انسان کو گنج راحت ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

[3] قبض الخ، شعر ای سالک جو تجکو قبض آئے وہ تیری اصلاح ہی تو مایوس نہو کیونکہ اس لبسط کے خرچ ہونے مین آمد چاہیے کہ جمع سے خرچ ہو اگر فصل گرمی کی صدا رہی تیزی آفتاب کی بستان کو بالکل جلاتی کہ وہ سبزہ کو جڑ پیڑ سے ایسا جلاتی کہ وہ سر سبز نہوتا اگرچہ سردی کا ترش ہی دیکن مشفق بھی ہی گرمی خوشتر ہے وے سوزش بھی رکھتی ہے جیسے فیض ہونے مین سالک کو فائدہ ہی کہ ترقی ہوتی ہی اور اگر بسط ہمیشہ رہتا تو آیندہ نقصان ہوتا کیونکہ خرچ کو آمدنی چاہیے پس سردی و گرمی اسیواسطے ہی کہ ترقی ہو دے باقی حال اسکا آگے ہی فافہم ۱۲۔

زانکه در خرجی ازان بسط و کشاد — خرج را دخلے بباید ز اعتداد
گر بهاره فصل تابستان بدے — سوزش خورشید در بستان زدے
منبتش را سوختے از بیخ و بن — که دگر تازه نگشتے آن کهن
گر ترش رویست آذی مشفق ست — صیف خندانست اما محرق ست
چونکه قبض آید تو در وی بسط بین — تازه باش و چین میفگن بر جبین
کودکان خندان و دانایان ترش — غم جگر را باشد و شادی ز شش
چشم کودک همچو خر در آخر ست — چشم عاقل در حساب آخر ست
او در آخر چرب می بیند علف — وین ز قصاب آخرش بیند تلف
آن علف تلخست کان قصاب داد — بهر لحم ما ترازوے نهاد
رو ز حکمت خور علف کان را خدا — بی عوض داد ست و از محض عطا
فهم نان کردی نه حکمت ای رهی — چونکه حق گفت کلوا من رزقه
رزق حکمت بود در مرتبت — کان گلوگیرت نگردد عاقبت
این دهان بستی دهانے باز شد — کو خورنده لقمه هاے راز شد
گر ز شیر دیو تن را وا بری — در فطام او بسے حلوا خوری
ترک جوشش کرده ام من نیم خام — از حکیم غزنوی بشنو تمام
در الهی نامه گوید شرح این — آن حکیم غیب و فخر العارفین
غم خور و نان غم افزایان مخور — زانکه عاقل غم خورد کودک شکر
قند شادی میوهٔ باغ غم ست — این فرح زخم ست و آن غم مرهم ست

منبتش

کیونکہ ہونے خرچ مین اس بسط کے — چاہیئے آمد کہ خرچ جمع سے
فصل گرمی کی اگر رہتی مدام — خور کی تیزی پھونکتی بستان تمام
پھونکتی سبزہ کو وہ جڑ پیڑ سے — کہ نہ پھر سرسبز ہوتا جان لے
سردی گرچہ ہے ترش مشفق ہمی ہے — گرمی خوشتر ہے ولے سوزش رکھے
[۱] قبض آئے دیکھ اسمین بسط کو — خوش تو رہ اور مت بنے تو تندخو
طفل خوش دانا کو ہو رنجیدگی — غم جگر کو پھیپھڑے کو ہو خوشی
چشم کودک جون طویلہ مین ہے خر — چشم غافل کی ہے آخر بین مگر
گھانس وہ دیکھے طویلہ مین عیان — وہ دیکھے یہ قصاب سے اسکا زیان
گھانس کڑوی ہے جو دی قصاب نے — گوشت کی خاطر ترازو وہ رکھے
جا تو کھا حکمت کی گھانس اللہ نے — دی عوض اسکو دیا ہے لطف سے
روٹی سمجھی اور نہ حکمت اے غنی — جو کہا حق نے کلوا من رزقہ
[۲] مرتبہ مین رزق حکمت ہے بڑا — کہ گلا پکڑے نہ آخر کو ترا
بند اس منہ کو کیا وہ منہ کھلا — کہ وہ کھائے رزق و لقمہ راز کا
گر چھڑائے تن کو شیر دیو سے — اس چھڑانے دودھ سے حلوا ملے
ترک مین نے اب کیا جوش کلام — اس حکیم غزنوی سے تو تمام
کہ الٰہی نامہ مین شرح و بیان — اسکی کرتا ہے حکیم غیب دان
غم کو کھا غمگین کی روٹی تو نہ کھا — طفل شکر کھائین عاقل غم سدا
[۳] قند شادی میوہ باغ غم ہوا — یہ خوشی زخم اور غم مرہم ہوا

[۱] قبض الخ، شر قبض آئے تو اسمین بسط کو دیکھ تو خوش رہ اور تندخو مت بنے آگے مثال ہے طفل کو خوشی آئی دانا کو رنجیدگی ہو چشم کودک جیسے طویلہ مین خر ہے چشم عاقل کی آخر مین ہے وہ طویلہ مین گھانس ظاہر دیکھے یہ قصاب سے اسکا زیان دیکھے گھانس کڑوی ہے جو قصاب نے دی کہ وہ گھانس کی خاطر ترازو رکھتا ہے تو جا حکمت کی گھانس کھا کہ اللہ نے بے عوض اسکو لطف سے دیا ہے روٹی سمجھی اور حکمت نہ جانی کہ جو حق نے کہا ترجمہ اس غذا دنیا کو چھوڑ اور غذا حکمت کو کھا کہ حق نے بہتر حکمت کے رزق حکمت عطا فرمایا ہے یہ رزق دنیا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔
[۲] مرتبہ مین الخ، شر رزق حکمت مرتبہ مین بڑا ہے کہ آخر کو تیرا گلا نہ پکڑے اس منہ کو جو بند کیا تو وہ منہ کھلا کہ وہ رزق راز کا کھائے اگر تن کو شیر دیو سے چھڑائے اس دودھ کو چھڑانے سے حلوا ملے اب مین نے ترک کیا جوش کلام کو تو حکیم غزنوی سے تمام سن لے کہ الٰہی نامہ مین اسکی شرح و بیان کرتا ہے حکیم غیب دان تو غم کھا اور غمگین کی روٹی مت کھا کہ طفل شکر کھائین اور عاقل ہمیشہ غم کھائین یعنی تو غم کھا اور غمگین کی روٹی نہ کھا کہ جس سے دل مردہ ہو آگے اس غم کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۳] قند الخ، شر قند شادی باغ کا میوہ ہے یہ خوشی زخم اور غم مرہم ہے جو عشق مین غم دیکھے تو اسکو لے شیلے پہیے تو شہر کو دیکھ لے عاقل بادہ کو دیکھے انگور سے عاشق حدوم سے دیکھتا ہے شے کو آگے اسکی مثل ہے پر سوت جاال جو لڑتے تھے آپس مین کہ تو مت اٹھا بوجھ کو مین اٹھاؤن دیکھتے تھے کہ بوجھ اٹھانے مین فائدہ ہے باقی حقائق ہین یہ مرد حق کہان اور وہ کم پونجی کہان یہ مزدوری مین گنج دے اور وہ کوڑیان ایسا گنج زر کہ جسدم تو مرے وہ میراث نہو اور تیرے ہمراہ رہے وہ تیرے جنازہ کے آگے چلے وقبر مین تیرا مونس ہو کہ تیرے غم عشق وہ پونجی ہو کہ تیرے ہمراہ عدم کو جائے پس تو گنج عشق کو حاصل کر اور اس گنج دنیا کو مت لے کہ تیرے ہمراہ نہ جائیگا۔

غم چو بینی در کنارش کش بہ عشق	از سر ربوہ نظر کن در دمشق	غم جو دیکھے عشق سے تو اسکو لے	ٹیلے پہ سے تو دمشق اب دیکھ لے
عاقل از انگور مے بیند ہمے	عاشق از معدوم شی بیند ہمے	دیکھے عاقل بادہ کو انگور سے	دیکھتا معدوم سے عاشق ہے شے
جنگ میکردند حمالان پریر	تو مکش تا من کشم حملش چو شیر	لڑتے تھے حمال باہم پرسون خوب	مت اٹھا تو مین اٹھاؤن بوجھ کو
زانکہ در آن رنج می دیدند سود	حمل را ہر یک ز دیگر مے ربود	دیکھتے اُس رنج مین تھے فائدا	بوجھ لیتا ایک کا تھا دوسرا
مزد حق کو مزد آن بے مایہ کو	این دہد گنجت مزد آن لستو	مزد حق یہ دہ کم پونجی کہان	گنج دی یہ مزد مین وہ کوڑیان
گنج زری کو چو خسپی زیر ریگ	با تو باشد آن نماند مردہ ریگ	ایسا گنج زر کہ جس دم تو مرے	ہو نہ میراث اور ترے ہمراہ رہے
پیش پیش آن جنازہ ات دود	مونس گور و غریبے می شود	وہ جنازہ کے ترے آگے چلے	گور غربت مین ترا مونس رہے
بہر روز مرگ اینمدم مردہ باش	تا شوی با عشق سرمد خواجہ تاش	موت کے دن کے لیئے مُردہ ہو تو	عشق سرمد کا کہ تا بردہ ہو تو
صبر مے بیند ز پردہ اجتہاد	روے چون گلنار و زلفین مراد	دیکھتا ہی صبر با پردہ جہاد	رُخ مثال گل و زلفین مراد
گرچہ آئینہ است پیش مجتہد	کاندران ضد می نماید روے ضد	آئینہ سا غم ہے پیش مجتہد	کر دکھائی ضد ہی اسمین روے ضد
بعد ضد رنج آن ضد دگر	رو دہد یعنی کشاد و کر و فر	بعد ضد رنج کے ضد دوسری	منہ دکھائے یعنی منہ کھولے خوشی
این دو وصف از پنجۂ دستت ببین	بعد قبض مشت بسط آید یقین	دیکھ لے دو وصف اپنے ہاتھ سے	بعد مٹھی بند کرنے کے کھلے
پنجہ را اگر قبض باشد دائما	یا ہمہ بسط او بود چون مبتلا	قبض گر مٹھی کو ہووے دائما	یا ہو بالکل بسط ہے وہ مبتلا
زین دو وصفش کار و مکتب منتظم	ہمچنان پر مرغ این دو حال او را ہم	کام ان دو وصف سے پائے تمال	جون پر مرغ اسکو لازم ہے دو حال

گفتن روح القدس مریم علیہا السلام را کہ من رسول حقم آشفتہ و پنہان از من مشو

کہنا روح القدس کا مریم علیہا السلام کو کہ مین رسول حق ہون مجھ سے مت ڈرو مت بھاگ

چونکہ مریم مضطرب شد یکزمان	ہمچنانکہ بر زمین بر ماہیان	جو کہ ایکدم مضطرب مریم ہوئی	جیسے مچھلی خاک پر تڑپے پڑی

سلہ موت کے الخ، شعر موت کے دن کے لیئے مرتا کہ عشق سرمد کا تو بردہ ہو صبر دیکھتا ہے پردہ سے اجتہاد رُخ مثل گل اور زلفین مراد کو آگے اعتبار کرنے والے کے غم مثل آئینہ کے ہے کہ اُسمین ضد دکھائی دیتی ہے رو کے ضد کو بعد ضد رنج کے دوسری ضد مُنہ دکھلائے یعنی خوشی مُنہ کھولے یہ دونون وصف اپنے ہاتھ سے دیکھ بعد مٹھی بند کرنے کے کھلنے اگر مٹھی کو قبض ہووے ہمیشہ یا بسط ہووے بالکل وہ مبتلا ہے آخر کار کام ان دو وصف سے پائے مانند پر مرغ کے کہ اسکو دو حال لازم ہے یعنے ہمیشہ قبض رہے یا بسط رہے تو کام ابتر ہو بس درستی کام کی کبھی قبض و کبھی بسط سے ہوتی ہے ایسے ہی کبھی غم اور کبھی شادی چاہیئے کہ ترقی کام کی ہو فافہم ۱۲۔

سکہ جو کہ الخ۔ اشعر جو کہ مریم ایک دم مضطرب ہوئی جیسے مچھلی خاک پر تڑپے حضرت جبریل نے اُسے آواز دی کہ مین امین حق ہون مجھ سے مت ڈر اور سرفرازان حق سے مت چھپ اور ایسے اچھے مہربان سے مت رُک وہ یہی کہتا تھا کہ شعلہ نور کا دمبدم مُنہ سے فلک پر پہونچتا تھا تو عدم کو میرے خوف سے بھاگتی ہے عدم بھی تو میرا حکم ہے نیستی مین میرے لشکر و سامان ہین اور ادنیٰ نقش ترے سامنے ہے تو دیکھ اے مریم مین ایک مشکل نقش ہون ہم ہلال و ہم خیال ایک دل مین ہون یعنے اس عالم حسن مین میں ہی موجود ہون ہمگے اسکی مثال ہے جیسے ایک خیال دل مین آئے تو جس جا جاے ترے ہمراہ رہے سوا خیال عارضی اور نار و اکے کہ مثال صبح کاذب کی فنا ہو صبح صادق کی طرح ہون نور اللہ سے کہ میرے دن کو کوئی شب نہ پاسکے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲۔

بانگ بر وے زد نمود اے کرم | کہ امین حضرتم از من مرم
دی ئی سے آواز یہ جبریل نے | کہ امین حق ہون مجھ سے مت ڈرے

از سرافرازان عزت سرمکش | از چنین خوش مہربان دم در مکش
اور سرافرازان حق سے مت چھپے | ایسے اچھے مہربان سے مت رُکے

این ہمے گفت و زبانہ نور پاک | از لبش مے شد پیاپے بر سماک
یہ ہی کہتا تھا وہ شعلہ نور کا | دمبدم مُنھ سے فلک پر پہونچتا

از وجودم مے گریزے در عدم | در عدم من شاہم و صاحب علم
تو عدم کو بھاگی میرے خوف سے | پس عدم مین بھی تو میرا حکم ہے

خود بن و بنگاہ من در نیستی ست | یکسوارہ نقش من پیش ستی ست
نیستی مین لشکر و سامان مرے | ہین وہ اولی نقش تیری سامنے

مریا بنگر کہ نقش مشکلم | ہم ہلالم ہم خیال اندر دلم
دیکھ مریم نقش اک مشکل مین ہون | ہم ہلال و ہم خیال اک دل مین ہون

چون خیالے در دلت آمد نشست | ہر کجا کہ می گریزی باتو ہست
جب خیال اک دل مین آجاوے مرے | جس جگہ جاوے وہ تیرے ساتھ ہے

جز خیالے عارضی باطلے | کہ بدست چون صبح کاذب آفلے
جز خیال عارضی ناروا | کہ مثال صبح کاذب ہو فنا

من چو صبح صادقم از نور رب | کہ نگردد گرد روزم ہیچ شب
صبح صادق سا ہون نور اللہ سے | میرے دن کو کوئی کوئی شب پا سکے

ہین مگو لاحول عمران زادہ ام | من ز لاحول این طرف افتادہ ام
دخترِ عمران[۱] نہ کہہ لاحول کو | آیا یان لاحول سے ہون ای تجکو

مر مرا اصل و غذا لاحول بود | نور لاحولی کہ پیش از قول بود
اصل میری اور غذا لاحول تھا | نور اول قول سے لاحول کا

تو ہمی گیری پناہ از من بحق | من نگارندہ پناہم در سبق
ساتھ حق کے مجھ سے تو لیوی پناہ | مین پناہ کو دیتا ہون پہلے پناہ

آن پناہم کہ مخلصہات بود | تو اعوذ آری و من خود آن اعوذ
وہ پناہ مین ہون کہ تیری امن گاہ | تو پناہ لائی وہ خود ہون مین پناہ

آفتے نبود بتر از ناشناخت | تو بر یار و ندانی عشق باخت
ناشناسی سے نہ آفت بد ہوا | یار پاس اور عشق نہ تو نے کیا

یار را اغیار پندارے ہمی | شادیٔ را نام بنہادے غمی
یار کو اغیار تو ہے جانتی | نام شادی کا تو رکھتی ہے غمی

این چنین لطفے کہ دارد یار ما | تو گریزانے از و اے بیوفا
لطف ایسا یار رکھتا ہے بھلا | بھاگتی ہے اُس سے تو اے بیوفا

این چنین نخلے کہ قد یار ماست | چونکہ ما دزدیم نخلش دار ماست
نخل[۲] ایسا کہ مرا ہے قد یار | چور جب ہم ہون تو ہے وہ نخل دار

این چنین مشکین کہ زلف میر ماست | چونکہ ما بے عقل آن زنجیر ماست
ایسی مشکین کہ وہ زلف میر ہے | ہم جو ہین بے عقل وہ زنجیر ہے

این چنین لطفے چو نیلے مے رود | چونکہ فرعونیم بر ما خون شود
لطف ایسا جاری مثل نیل کے | ہین جو ہم فرعون ہم پر خون ہے

خون ہمی گوید من آبم ہین مریز | یوسفم گرگ از تو ام اے پر ستیز
خون کہے مین آب ہون تم مت لڑو | ہون مین یوسف اور تجھے گرگ ہو

سلہ دخترِ عمران الخ، شعر اے دخترِ عمران لاحول مت کہ یہان لاحول سے آیا ہون میری اصل اور غذا لاحول تھا قول سے نور لاحول کا تھا حق کے ساتھ تو مجھ سے پناہ نہ لے مین پناہ کو پہلے پناہ دیتا ہون کہ تیری امن کی جا ہون تو پناہ لائی وہ مین خود پناہ ہون آگے اسکے حقائق ہین نہ پہچاننے سے کوئی آفت بدسوا نہین ہے کہ یار پاس ہے اور تو نے عشق نہ کیا تو یار کو اغیار جانتی ہے اور نام شادی کا غم رکھتی ہے یار تو ایسا لطف رکھتا ہے اور تو بھاگتی ہے اُس سے بیوفا یعنے دُنیا مین نہ پہچاننے کے سوا کوئی آفت بُری نہین ہے کہ یار پاس ہو اور اُس سے تو عشق نہ کرے بلکہ یار کو اغیار جانے باقی حقائق آگے ہین فافہم ۱۲

سٹہ نخل الخ، شعر ایسا نخل کہ قد یار میرا ہے جب ہم چور ہون تو وہ نخل دار ہے ایسی مشکین کہ وہ زلف میر ہے جبکہ ہم بے عقل ہون وہ زنجیر ہے ایسا لطف جاری ہے مثل رود نیل کے ہے جبکہ ہم فرعون ہون ہم پر خون ہے خون کہوے کہ مین آب ہون تم مت لڑو مین یوسف ہون اور تجھے گرگ ہو ہون تو نہین جانتا ہے کہ یار بہ یار جبکہ تو دشمن ہو تو وہ مثل مار کے ہو گوشت و چربی ذرا کچھ نہ بدلے وہی قائم ہی کہ جو انسان تھا شمع مریم کو تو روشن چھوڑ کر بھاگا کو جاتا ہے وہ سوختہ یعنے یار کو تو پہچانے تو وہ کام اغیار کا دے آگے حال وکیل صدر جہان کا ہے فافہم ۱۲-

تو نمی بینی کہ یارِ بُردبار / چونکہ با او ضد شوی گردد چو مار
لحم او و شحم او دیگر نشد / بر قرار اوّل ست انسان کہ بُد
شمع مریم را بہل افروختہ / کہ بخارا مے رود آن سوختہ

تو نہین جانے کہ یارِ بُردبار / جو تو دشمن ہو تو وہ ہو مثل مار
گوشت اور چربی نہ بدلے کچھ ذرا / ہی وہی قائم کہ جو انسان تھا
شمع مریم کو تو چھوڑ افروختہ / کہ بخارا جاتا ہے وہ سوختہ

عزم کردن آن وکیل از عشق کہ رجوع کند بہ بخارا

ارادہ کرنا اُس وکیل کا بسبب عشق کے کہ رجوع کرے طرف بخارا کے

سخت بے صبر و در آتشدان تیز / رو سوی صدرِ جہان کن مَی گریز
این بخارا منبع دانش بود / پس بخارائیست ہر کانش بود
پیش شیخے در بخارا اندرے / تا بخواری در بخارا ننگرے
جز بخواری در بخارائے دلش / راہ ندہد جزر و مد مشکلش
ای خنک آن را کہ ذَلَّت نفسہٗ / وائے آنکس را کہ یُردِی رفسہٗ
فرقتِ صدرِ جہان در جان او / پارہ پارہ کردہ بود ارکان او
گفت برخیزم ہمانجا وا روم / کافر ار گشتم دگر رہ بگروم
وا روم آنجا بیفتم پیش او / پیش آن صدرِ نکو اندیش او
گویم افگندم بہ پیشت جان خویش / زندہ کن یا سر ببر بارا چو میش
کشتہ و مردہ بہ پیشت اے قمر / بہ کہ شاہِ زندگان جائے دگر
آزمودم صد ہزاران بار بیش / بی تو شیرین مے نہ بینم کار خویش
غَنِّ لی یا مُنیتی لحن النشور / ابرکی یا ناقتی تم السرور

ہی بہت بے صبر اور آتش مین ہی / جا سوی صدرِ جہان تو بھاگ کے
یہ بخارا چشمہ اک دانش کا ہی / وہ بخارا ہی جو ہی ملک اسکی سے
شیخ کے آگے بخارا مین ہی تو / تا بخارا مین یہ خواری دیکھے تو
وہ بجز خواری نہ دل مین آنے دے / مشکلونکو جزر و مد کو رہ نہ دے
ای وہ بہتر کہ ہو نفس اسکا ذلیل / ای وہ بدتر کہ ہی نفس اُسکا رذیل
فرقتِ صدرِ جہان تھی جان مین / اُسکے ٹکڑے کر دیے ارکان مین
بولا مین اُٹھ کرکے پھر وان پر چلون / ہوؤن کافر گر مین آئندہ سے پھرون
جاؤن اُس جا اُسکے آگے مین گرون / صدر کے آگے کہ ہی وہ ذو فنون
مین کہون جان ہی رکھی آگے تیرے ہی / زندہ کر یا ذبح کر جون میش کے
تیرے آگے میرا مرنا ہی روا / اس سے جو زندونکا شہ ہون اور جا
پہلے اس سے آزمایا لاکھ بار / بن ترے شیرین نہ پایا اپنا کار
غن لی یا منیتی لحن النشور / ابرکی یا ناقتی تم السرور

سلہ ہی بہت بے صبر الخ یہ شعر جو تو بہت بے صبر اور آتش مین ہی تو جا طرف صدر جہان کے بھاگ کر آگے اسکے حقائق مین یہ بخارا ایک چشمہ دانش کا ہے وہ ہے بخارا جو اسکے ملک سے ہی شیخ کے آگے تو بخارا مین ہی تو یہ خواری دیکھے وہ بجز خواری کے دل مین نہ آنے دے اور مشکلون سے جزر و مد کو نہ دیوے ای وہ شخص بہتر ہے کہ اسکا نفس ذلیل ہو اور وہ بدتر ہی کہ نفس اسکا ذلیل نہین ہی یعنے بخارا چشمہ دانش ہی اور وہ شیخ ہی کہ اسکے روبرو نفس طالب فوا ہو آگے رجوع بقصہ ہی فافہم ۱۲ سلہ فرقت الخ یہ شعر صدر جہان کی فرقت نے اُسکے ارکان مین ٹکڑے کر دیے کہا کہ مین اُٹھ کر پھر وہان چلون مین کافر ہوؤن اگر اس سے پھرون جاؤن اس جگہ اور اسکے آگے گرون مین کہ وہ صدر ہے ذو فنون مین کہون کہ یہ جان تیرے آگے رکھی ہی زندہ کر یا ذبح کر مانند گوسفند کے تیرے آگے کشتہ ہونا خوب ہے کہ زندون کا مین شاہ ہون دوسری جا پر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔ سلہ پہلے الخ یہ شعر اس سے پہلے آزمایا لاکھ بار بغیر تیرے اپنا کام شیرین ایک بار نہ پایا ترجمہ ای آرزو دل میرے کی خوش گا اس آواز سے کہ وہ مُردہ زندہ کرے ای شتر بیٹھ کہ تمام ہوا سرور میرا ای زمین نوش کر کہ آنسو میرے تجکو کفایت کرتے ہین ای نفس پی وہ پانی دوستی کا کہ صاف ہوا ہی اے عہد میری جو تو لوٹے میری طرف میری آفرین ہو جیو اور اے باد صبا کیسا اچھا تیرے خوشبو سے خوشنود ہوا ہون بولا اب مین رخصت ہوا اور اس صدر جہان کی طرف مین چلا دیدم مین اُس سوز مین بھنتا ہون اُس جگہ جو ہو سو ہو مین جاتا ہون اگرچہ دل سنگ خارا کی طرح ہے ولیکن میری جان عزم بخارا کا رکھتی ہے بادشاہ کا شہر ہے اور میری جان کی جگہ ہے آگے عاشق کے یہ حب الوطن ہے یعنے جہان یار ہو عاشق کا دل اُدھر کشش کرے یہ عاشق کے لیے حب الوطن ہے آگے عاشق و معشوق کا راز و نیاز ہے فافہم ۱۲۔

مہ خوش گا اے آرزو دل میرے کی اُس آواز سے کہ مُردہ کو زندہ کرے ۱۲ مہ بیٹھ ای شتر کہ تمام ہوا سرور ۱۲۔

البعی یا ارض دمعی قد کفی — اشربی یا نفس وردًا قد صفا
عدت یا عیدی الینا مرحبا — نعم ما روحت یا ریح الصبا
گفت ای یاران روان گشتم وداع — سوی آن صدری کہ میرست مطاع
دمبدم در سوز بریان مے شوم — ہرچہ بادا باد آنجا مے روم
گرچہ دل چون سنگ خارا مے کند — جان من عزم بخارا مے کند
مسکن یارست و شہر شاہ من — پیش عاشق این بود حب الوطن

البعی یا ارض دمعی قد کفی — اَشربی یا نفس وردًا قد صفا
عدت یا عیدی الینا مرحبا — نعم ما روحت یا ریح الصبا
بولا ای یارو مین رخصت اب ہوا — جانب اس صدرِ جہان کے مین چلا
دمبدم اس کی زمین بھنتا ہون مین — اس جگہ جو ہو سو ہو جاتا ہون مین
سنگ خارا گرچہ یہ دل ہے ولے — جان مری عزم بخارا رکھتی ہے
شاہ کا ہے شہر و جائے جان من — آگے عاشق کے ہے یہ حب الوطن

پرسیدن معشوقے از عاشق کہ از شہرہا کدام بہتر ست

پوچھنا معشوق کا عاشق مسافر اپنے سے کہ شہرون مین سے کونسا بہتر ہے

گفت معشوقی بعاشق کاے فتی — تو بغربت دیدۂ بس شہرہا
پس کدامین شہر زانہا خوشترست — گفت آن شہری کہ درروی دلبرست
ہر کجا باشد شہ ما را بساط — ہست صحرا گر بود سم الخیاط
ہر کجا یوسف رخے باشد چو ماہ — جنت ست آن گرچہ باشد قعر چاہ
با تو دوزخ جنت ست ای جانفزا — با تو زندان گلشن ست ای دلربا
شد جہنم با تو رضوان و نعیم — بے تو شد ریحان و گل نارِ جحیم
ہر کجا تو با منی من خوشدلم — ور بود در قعر گورے منزلم
خوشتر از ہر دو جہان آنجا بود — کہ مرا با تو سرِ سودا بود
بس دراز ست این سخن در انتظار — عاشقِ صدرِ جہان شد شکبار

بولا[1] معشوق عاشق اپنے سے کہ اب — بس سفر مین تو نے دیکھے شہر سب
کونسا بس شہر اسمین خوب ہے — بولا وہ جسمین مرا محبوب ہے
جس جگہ ہو فرش میرے شاہ کا — ہے وہ صحرا گر ہو ناکا سوئی کا
ہووے یوسف رخ جہان مانند ماہ — ہے وہ جنت گرچہ ہووے قعر چاہ
ساتھ[2] تیرے دوزخ اب جنت ہے یار — ساتھ تیرے قید ہے باغ و بہار
ساتھ تیرے ہو سفر باغِ نعیم — بے ترے گلشن ہوا نارِ جحیم
جس جگہ تو ساتھ ہو خوشدل ہون مین — گرچہ منزل میری ہووے قبر مین
دونون عالم سے وہ خوشتر ہووے جا — ساتھ تیرے عشق ہووے بس مرا
بات یہ بیحد ہے اندر انتظار — عاشقِ صدرِ جہان ہے اشکبار

منع کردن دوستان او را از مراجعت بہ بخارا

منع کرنا دوستون کا پھر جانے بخارا سے

[1] بولا الخ یہ شعر معشوق نے اپنے عاشق سے کہا کہ تو نے سفر مین بہت شہر دیکھے ہین اسمین کونسا شہر بہتر ہے کہا وہ شہر کہ جسمین میرا محبوب ہے آگے حقائق ہین جس جا میرے شاہ کا فرش ہو وہ صحرا ہے اگرچہ سوراخ سوزن ہو جس جا رخ یوسف کا ماہ کے مانند ہو وہ جنت ہے اگرچہ قعر چاہ ہو یعنے جس جا یار ہو وہ صحرا گلشن و چاہ جنت ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [2] ساتھ تیرے الخ یہ شعر ای یار تیرے ساتھ دوزخ جنت ہے اور تیرے ساتھ زندان بستان ہے تیرے ساتھ دوزخ جنت ہوئی اور بے تیرے گلشن نار دوزخ ہوئی جس جا تو ساتھ ہو مین خوشدل ہون اگرچہ میری منزل قبر مین ہووے دونون عالم سے وہ جا خوشتر ہووے کہ تیرے ساتھ جو عشق ہووے میرا یہ بات بے انتہا ہے کہ انتظار مین عاشق صدر جہان کا اشکبار ہے آگے ممانعت دوستون کی ہے فافہم ۱۲ [3] نوش کر ای زمین کہ آنسو میرے تجھکو کفایت کرتے ہین ۱۲ [4] پی اے نفس وہ پانی محبت کا کہ صاف ہوا ہے ۱۲ [5] لوٹا تو اے عید کہ میری طرف آفرین ہو جیو ۱۲ [6] تو نیک ہر کہ خوشنود کیا تو نے ای باد صبا ۱۲

گفت او را ناصحی کای بی خبر   عاقبت اندیش گر داری ہنر
در نگر پس را بعقل و پیش را   ہمچو پروانہ مسوزان خویش را
چون بخارا می روی دیوانۂ   لائق زنجیر و زندان خانۂ
او ز تو آہن ہمی خاید ز خشم   او ہمی جوید ترا با بیست چشم
می کند او تیز از بہر تو کارد   او سگ قحط ست و تو انبان آرد
چون رہیدی و خدایت راہ داد   سوی زندان میروی چونت فتاد
بر تو گر دہ گون موکل آمدے   عقل بایستے کز ایشان کم زدے
چون موکل نیست بر تو ہیچکس   از چہ بستہ گشت بر تو پیش و پس
عشق پنہان کردہ بود او را اسیر   آن موکل را نمی دید آن نذیر
ہر موکل را موکل مختفی ست   ورنہ او در بند سگ طبعی ز چیست
خشم شاہ عشق بر جانش نشست   بر عوانی و سیہ رویش ببست
میزند آن را کہ بینا این را بزن   زان عوانان نہان افغان من
ہر کہ بینی در زیانے میرود   گرچہ تنہا با عوانے میرود
گر ازو واقف بدے افغان زدے   پیش آن سلطان سلطانان شدے
ریختی بر سر بہ پیش شاہ خاک   تا امان دیدی ز دیو سہمناک
میر دیدی خویش را ای کم ز مور   زان ندیدی آن موکل را تو کور

اس سے ۵۱ ناصح نے کہا کہ بے خبر   سوچ آخر کو جو رکھتا ہے ہنر
عقل سے دیکھ اول و آخر کو تو   شمع پروانہ جلا مت آپ کو
جو بخارا جائے دیوانہ ہے تو   لائق زنجیر اور زندان کے تو
دانت چابے ہے وہ تجھ پر خشم سے   بیس آنکھوں سے وہ ڈھونڈھی ہے تجھے
تیز کرتا ہے چھری تیرے لیئے   قحط کا وہ سگ تو گون آٹے کی ہے
تو چھٹا رستہ تجھے حق نے دیا   پھر تو زندان جائے تجھکو کیا ہوا
تجھ پہ دس گونہ موکل آئے گر   عقل یہ تھی اُنسے تو چھپتا مگر
جو موکل بھی کوئی تجھ پر نہیں   پیش و پس پھانسے ہے کیوں اپنی تئیں
عشق ۵۲ نے پوشیدہ پھانسا اسکو تھا   ذی موکل سوجھتا ناصح کو تھا
ہے موکل پر موکل ذو فنون   قید سگ طبعی میں ہے ورنہ وہ کیون
اُسکی جان پر خشم شاہ عشق تھا   نگہبانی پر اُسے قائم کیا
اسکو مارے ہے کہ مار اب تو اسے   نگہبان خفیہ سے فریاد ہے
جسکو تو دیکھے زیان میں جائے ہے   گرچہ تنہا ہے موکل لائے ہے
گر تو واقف اس سے ہوتا چیختا   آگے اُس شاہ جہان کے پہونچتا
آگے شہ کے خاک سر پر ڈالتا   تا امان اس دیو سے تو دیکھتا
خود ۵۳ کو حاکم جانا کم چیونٹی سے ہے   اس موکل کو نہ دیکھا اس لیئے

۵۱ اس سے الخ شعر اس سے ناصح نے کہا کہ ای بیخبر آخر کو سوچ تو ہنر رکھتا ہے اول و آخر کو عقل سے دیکھ شمع پروانہ کے خود کو مت جلا جو بخارا کو تو جاتا ہے دیوانہ ہے تو لائق زنجیر و زندان کے ہے تجھ پر دانت چابتا ہے غصہ سے اور تجھکو بیس آنکھوں سے ڈھونڈھتا ہے تیرے لیئے چھری تیز کرتا ہے وہ قحط کا سگ ہے اور تو گون آٹے کی ہے جو تو چھٹا حق نے تجھے رستہ دیا تو پھر زندان جاتا ہے تجھکو کیا ہوا اگر تجھ پر دس گونہ موکل آئے عقل چاہتی ہے کہ تو اُنسے چھپتا جو تجھ پر موکل نہین ہے تو خود کو پیش و پس کیوں پھانستا ہے یعنے جبکہ تعلقات دنیا سے چھوٹا پھر کیوں بلائے دنیا میں پھنستا ہے کیونکہ عقل مطلق چاہتی ہے مقیدی نہین چاہتی ہے پھر تجھ پر کون موکل ہے کہ وہ تجھکو ادھر لیئے جاتا ہے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ ۵۲ عشق نے الخ شعر عشق نے اسکو پوشیدہ پھانسا تھا نہ وہ موکل ناصح کو دیکھتا تھا ایک موکل پر موکل پوشیدہ ہے ورنہ سگ طبعی کی قید مین وہ بیان کیون ہے شاہ عشق کا خشم اُسکی جان پر تھا کہ اُسکو نگہبانی پر قائم کیا تھا اُسکو مارتا ہے کہ تو اسکو مار نگہبان پوشیدہ سے فریاد ہے جسکو تو دیکھے کہ زیان مین جاتا ہے اگرچہ وہ تنہا ہے موکل لاتا ہے اگر تو اس سے واقف ہوتا چیختا اور آگے اُس شاہ شاہون کے پہونچتا آگے اُسکے تو خاک سر پر ڈالتا تا اُس دیو سے تو امان دیکھتا یعنے عشق کا ایک موکل پوشیدہ ہے کہ سالک کو جانب یار کھینچتا ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ خود کو الخ یہ شعر تو خود کو حاکم جانتا ہے اور چیونٹی سے تو کم ہے سو واسطے اس موکل کو نہین دیکھتا ہے ان چھ شعرون سے تو غرہ کرتا ہے ایسے پر کو جو تجھکو آفت مین ڈالین بس تو پرون کو سبک رکھ کہ بلندی پر اُڑین جبکہ مٹی سے بھرے ہے تو عاجز رہے گا کوشش کر اور پر مٹی سے نہ بھر تو بہا ہے اور نصیحت میری کمتر ہے یعنے اس جسم عاجز سے تو آسمانون پر کب جا سکتا ہے کوشش کر اور خودی سے خود کو پاک رکھ کر یار تک رسائی ہو آگے رجوع بقصہ ہے القصہ عاشق کو نصیحت بہت کی ناصحون نے مانند ققنس کے یعنے ققنس ایک جانور ہے کہ جب اسکو مستی آتی ہے تو وہ ہیزم جمع کرکے اُسپر بیٹھکر آواز کرتا ہے جو کہ اُسکی منقار مین چند سوراخ ہوتے ہین تو آواز موزون نکلتی ہے اور اُسکے سوز سے ایک آتش پیدا ہوتی ہے کہ وہ ہیزم کے روشن ہونے سے جل جاتا ہے جبکہ بارش ہوتی ہے تو اُس خاک سے پھر ایک وہی جانور پیدا ہوکر اُڑ جاتا ہے بقول بحر العلوم پس اُسکے مانند ناصحون نے سوز نصیحت سے عاشق کو جلایا مگر کچھ اثر نہ ہوا فافہم ۱۲

غرہ گشتی زین دو غین پر و بال / پر و بالے کو کشد سوئے وبال
پر سبک دارد رہ بالا کند / چون گل آلودہ شد گرانیہا کشد
جہد کن پر را گل آلودہ مکن / لیک گوشت کر شد و پندم کہن
پند داد القصہ عاشق را بسے / عاذل بیدرد ہمچون ققنسے

غرہ ان جھوڑے پرون سے کرتا ہی / ایسے پر آفت مین جو ڈالین تجھے
پر سبک کہ تا بلندی پر اڑے / جبکہ مٹی سے بھرے عاجز رہے
کر تو کوشش پر کو مٹی سے نہ بھر / تو ہے بہرا پند میری کہنہ تر
پند القصہ بہت عاشق کو دی / ناصحون نے شل ققنس ای اخی

جواب مرد عاشق عاذلان نصیحت کنندگان را از راہِ عشق — لاابالی کہنا عاشق کا ناصحون کو از راہ عشق کے

گفت ای ناصح خمش کن چند پند / پند کم دہ زانکہ بس سخت ست بند
سخت تر شد بند من از پند تو / عشق را نشناخت دانشمند تو
آنطرف کہ عشق مے افزود درد / بو حنیفہ و شافعی درسے نکرد
تو مکن تہدیدم از کشتن کہ من / تشنہ زارم بخون خویشتن
عاشقان را ہر زمانے مردنیست / مردنِ عشاق خود یک نوع نیست
او دو صد جان دارد از نور ہدے / وان دو صد را می کند ہر دم فدا
ہر یکے جان را ستاند صد بہا / از نبی خوان عشرة امثالہا
گر بریزد خون من آن دوست رو / پای کوبان جان برافشانم برو
آزمودم مرگ من در زندگی ست / چون رہم زین زندگی پایندگی ست
اقتلونی اقتلونی یا ثقات / ان فی قتلی حیاتا فی حیات
یا منیر الخد یا روح البقا / اجتذب قلبی وجدلی باللقا
لی حبیب حبہ یشوی الحشا / لو یشا یمشی علی عینی مشا
پارسی گو گرچہ تازی خوشتر ست / عشق را خود صد زبان دیگر ست

بولا[1] ای ناصح تو چپ کبتک یہ پند / پند کم کر کیون کہ ہی یہ سخت بند
بند میرا سخت تیری پند سے / عشق پہچانا نہ تیری جان نے
اس طرف کہ عشق کو ہو ولولہ / بو حنیفہ شافعی نے نہ پڑھا
مت ڈرا تو مارے جانے سے مجھے / مین پیاسا خون کا ہون آپ کے
عاشقونکو ہر گھڑی اک موت ہے / عاشقون کی موت نہین اک طور پے
اسکو دو سو جان دی نور ہدی / کرتا ہی دو سو کو وہ ہر دم فدا
لیتا ہی ہر ایکجان کی دین بہا / پڑھ قرآن سے عشرة امثالہا
گر بہا[2] دے خون میرا یار وہ / رقص کرتا اسکو دون مین جان کو
آزمایا موت میری زندگی / زندگی کیون چھوڑون ہی پایندگی
اقتلونی اقتلونی یا ثقات / ان فی قتلی حیاتا فی حیات
یا منیر الخد یا روح البقا / اجتذب قلبی وجدلی باللقا
لی حبیب حبہ یشوی الحشا / لو یشا یمشی علی عینی مشا
گرچہ تازی خوب ہے کہ فارسی / عشق کی ہین سو زبانین دوسری

سلہ بولا الخ، شعر عاشق نے کہا کہ اے ناصح تو چپ رہ کب تک یہ نصیحت کریگا اب نصیحت کم کر کیونکہ مین سخت قید ہون میری قید تیری نصیحت سے زیادہ سخت ہے تیری جان نے عشق کو نہین پہچانا اس طرف کہ عشق کو ولولہ ہو بوحنیفہ اور شافعی نے وہان سبق نہین پڑھا تو مجکو مارے جانے سے مت ڈرا مین خود سے پیاسا خون کا ہون ہر دم عاشقون کو ایک موت ہے کیونکہ عاشقون کو ایک طور پر موت نہین ہے نور ہدی اسکو دو سو جانین دے اور ہر دم دو سو کو فدا کرتا ہے ہر ایک جان کی دس بہا لیتا ہی تو قرآن مین پڑھ عشرة امثالہا یعنے عاشق ہر دم جان خداے پر نثار کرتا ہی اور یار ایک کے عوض دس جان دیتا ہی باقی حال اسکا آگے ہی فافہم ۱۲۔

سلہ گر بہا دے الخ، شعر اگر وہ یار میرا خون بہانے مین رقص کرتا ہوا اسکو جان دون آزمایا ہی کہ موت میری زندگی ہی ترجمہ مجکو قتل کرو تم ای دوستو تحقیق قتل مین میرے حیات اندر حیات کے ہی اے روشن منھ اے روح بقا کھینچ میری روح کو اور دے ملاقات اپنی واسطے میرے ایک دوست ہے کہ محبت اسکی نے میرے اعضائے اندرونی کو پھونک دیا ہے اگر چاہے پھرنا اوپر آنکھ تیری کے پھرے اگرچہ تازی خوب ہی اب فارسی کہہ عشق کی سو زبانین دوسری ہین یعنے اگر عاشق کو یار قتل کرے تو حیات اندر حیات کے ہی کیونکہ موت میری زندگی بلکہ پایندگی ہی آگے بیان عشق کا ہی فافہم ۱۲۔ سہ قتل کرو تم مجکو ای دوستو ۱۲ سہ تحقیق قتل مین میرے حیات اندر حیات کے ہی ۱۲۔ سہ ای روشن منھ والی روح بقا ۱۲ سہ جذب کرو روح میری کو اور دے ملاقات اپنی ۱۲ سہ واسطے میرے ایک دوست ہی کہ محبت اسکی نے جلادیا دل میرے کو ۱۲

بوی آن دلبر چو پران می‌شود   این زبانها جمله حیران می‌شود
جو کہ اُس گل رو کی بوئیں اُڑتی ہیں[1]   یہ زبانیں جملہ حیران ہوتی ہیں

بس کنم دلبر در آمد در خطاب   گوش شو واللہ اعلم بالصواب
چپ ہوں کہ یار کرتا ہی خطاب   سن اسے واللہ اعلم بالصواب

چونکہ عاشق توبہ کرد اکنون بترس   کو چو عیاران کند بردار درس
تو یہ عاشق نے کری اب خوف سے   کر کہ جون عیار پڑھ تو دار پہ

گرچہ آن عاشق بخارا میرود   نی بمدرس نی باستا میرود
گرچہ وہ عاشق بخارا جاے ہی   نی سکھانے سے کسی اُستاد کے

خلع کن خود را ز خود بیزار شو   بعد ازان اندر حرم بر کار شو
خود کو چھوڑ اور خود سے تو بیزار ہو   اور حرم مین بعدہٗ باکار ہو

عاشقانرا شد مدرس حسن دوست   دفتر و درس و سبق شان روی اوست
عاشقوں کا ہی مدرس حسن یار   انکے پڑھنے کی کتب روی نگار

خامشند و نعرہ تکرارشان   میرود تا عرش و تخت یارشان
چپ ہین[2] وہ اور دمبدم بس انکی آہ   جاتی ہی تا عرش و تخت بادشاہ

درسشان آشوب و چرخ و ولولہ   نی زیادات ست و باب سلسلہ
درس انکا وجد و حال و ولولہ   نی زیادات و نہ باب سلسلہ

سلسلہ این قوم جعد مشکبار   مسئلہ دورست اما دور یار
سلسلہ اس قوم کا زلف نگار   مسئلہ ہے دور کا پر دور یار

مسئلہ کیس ار بپرسد کس ترا   گو نگنجد گنج حق در کیسہ ہا
تجھسے پوچھے مسئلہ گر کیس کا   کہہ نہ کیسہ مین بھرے گنج خدا

گر دم خلع و مبارا میرود   بد مبین ذکر بخارا میرود
ذکر گر خلع و مبارا کا رہے   بد نہ گن ذکر بخارا ہوتا ہے

ذکر ہر چیزے دہد خاصیتے   زانکہ دارد ہر عرض ماہیتے
ذکر ہر اک چیز کا دی خاصیت   کیونکہ رکھتا ہر عرض ہے ماہیت

در بخارا در ہنرہا بالغے   در بخواری دہی زو فارغے
تو[3] بخارا مین ہنرمندی رکھے   جبکہ خواری پائی فارغ اس سے ہی

آن بخاری غصہ دانش نداشت   چشم بر خورشید بینش می‌گماشت
اُس بخاری کو نہ دانش سے اثر   شمس بینش پر وہ رکھتا تھا نظر

ہر کہ در خلوت بہ بینش یافت راہ   او ز دانشہا نجوید دستگاہ
جسکو خلوت مین ہوئی بینش سے راہ   وہ نہین دانش سے ڈھونڈھی دستگاہ

با جمال جان چو شد ہم کاسہ   باشدش ز اخبار دانش تاسہ
جو جمال جان سے ہم پیالہ ہوا   مضطرب اخبار دانش سے رہا

دید بر دانش بود غلبت فزا   زین ہمی دنیا بچربد عامہ را
دید جو دانش پہ غلبہ رکھتی ہے   عام کو دے دھوکہ دنیا اس لیے

---

[1] جو کہ الخ یہ شعر جو کہ اُس گل رو کی بوئیں اُڑتی ہین تو یہ جملہ زبانین حیران ہوتی ہین مین چپ رہوں یار خطاب کرتا ہے تو اسے سن اللہ خوب جانتا ہی جو عاشق توبہ نہین کرتا ہو خوف سے کہہ دو کہ عیار کے مانند چڑھ دار پر اگرچہ وہ عاشق بخارا کو جاتا ہی کسی اُستاد کے سکھانے سے نہین تو خودی کو چھوڑ اور خود سے بیزار ہو اور حرم مین بعدہٗ کام کر کیونکہ عاشقوں کا مدرس حسن یار ہے اور اُنکے پڑھنے کی کتاب روے نگار ہی یعنے عاشق حسن پرست ہی اور رُخ محبوب سے معرفت حاصل کرتا ہی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ [2] چپ ہین وہ الخ یہ شعر وہ چپ ہین اور دمبدم اُنکی آہ جاتی ہی تا عرش و تخت بادشاہ انکا درس وجد و حال و ولولہ ہی نہ زیادہ و نہ باب سلسلہ باب کتابوں کا ہی اس قوم کا سلسلہ زلف یار ہی اور مسئلہ دور کا دور یار ہی یعنے عاشقوں کو علم وجد و حال مشاہدہ و روے نگار سے حاصل ہوتا ہی نہ درس کتابوں سے و قیل و قال سے اگر تجھ سے پوچھین مسئلہ کیس کا کہدی کہ کیسہ نہین بھرتا ہی گنج خدا کا اگر ذکر خلع و مبارا کا رہے تو بد نہ کہہ ذکر بخارا ہوتا ہی ہر ایک چیز کا ذکر خاصیت دیتا ہی کیونکہ ہر ایک عرض ماہیت رکھتا ہی یعنے اگر ذکر اطلاق کا ہووی تو اسکو بات جان کہ وہ ذکر بخارا ہی کہ تو اس سے علیحدہ ہوا ہی یعنے عاشق کے وجود ذکر ہر شی کا ہی وہ اُس سے متلذذ ہوتا ہی فافہم ۱۲ [3] تو بخارا مین الخ یہ شعر تو ہنرمندی بخارا مین رکھتا ہی جبکہ خواری پائی اُس سے فارغ ہی اُس بخاری کو دانش سے اثر نہین وہ شمس بینش پر نظر رکھتا ہی جسکو خلوت مین بینش سے راہ ہوئی وہ دانش سے دست قدرت نہین ڈھونڈھتا ہی یعنے جو بخاری کہ علم ہنر رکھتا ہی بعد مرنے کے وہ علم و ہنر اسکا نہین رہتا ہی اور جو کہ اہل معنی ہے وہ دانش سے یعنی علم الیقین سے اثر نہین رکھتا ہی الا شمس بینش یعنے عین الیقین پر نظر رکھتا ہی بس جسکو عین الیقین حاصل ہی وہ علم الیقین سے دست قدرت نہین چاہتا ہی جو شخص جان کے جمال سے ہم پیالہ ہوا اخبار دانش سے وہ مضطرب رہا جو دید دانش پر غلبہ رکھتی ہے اس لیے دنیا عام کو دھوکا دیتی ہی کیونکہ وہ دُنیا کو عین دیکھتے ہین اور اُس جہان کو قرض و دین جانتے ہین اِس جہان کو نقد دیکھتے ہین اور اُس جہان کو اُدھار دیکھتے ہین یعنے ظاہر بین دُنیا کو عین جانتے ہین اور اُس جہان کو قرض اُدھار سمجھتے ہین جانب قصہ اس جوان کے پھر جا کر صدر جہان کے غم سے پڑ جاتا ہی آگے قصہ عاشق کا ہی فافہم ۱۲—

زانکہ دنیا را ہمی بینند عین	وان جہانی را ہمے دانند دین	دیکھتے ہین کیونکہ دنیا کو وہ عین	جانتے ہین اُس جہانکو قرض و دین
کاین جہان نقدی ہمی بینند فاش	وان جہان نسیہ ہمے بینند لاش	اس جہان کو دیکھتے ہین نقد کار	اس جہانکو دیکھتے ہین بس اُدھار
باز رو سوی حدیث آن جوان	کز غم صدر جہان شد ناتوان	سو قصہ اُس جوان کے پھر تو جا	ہے غم صدر جہان سے پُر جفا

رو نہادن آن عاشق بسوئے بخارا — متوجہ ہونا اُس عاشق کا طرف بخارا کے

رو نہاد آن عاشق خونابہ ریز	دل طپان سوی بخارا گرم و تیز	سلہ وہ ہوا متوجہ عاشق اشک ریز	دل طپان سوئے بخارا گرم و تیز
ریگ آمون پیش او ہم چو حریر	آب جیحون پیش او چون آبگیر	ریگ آمون اُسکے آگے جون حریر	آب جیحون اُسکے آگے جون غدیر
آن بیابان پیش او چون گلستان	میفتاد از خندہ اش چون گلستان	وہ بیابان اُسکے آگے جون چمن	کرتا تھا گلچین سا وہ خندہ زن
در سمرقند ست قند اما لبش	از بخارا یافت و آن شد مذہبش	قند ہے اندر سمرقند اُسکا لب	لے بخارا سے وہی مذہب ہے اب
اے بخارا عقل افزا بودہ	لیک از من عقل و دین بربودہ	سکہ اے بخارا عقل افزا تو تھا	عقل و دین کو مجھ سے لیکن لے لیا
بدر می جویم ازانم چون ہلال	صدر می جویم درین صف نعال	بدر ڈھونڈھون اسلیئے ہون جون ہلال	ڈھونڈتا ہون صدر و صف نعال
چون سواد آن بخارا را بدید	در سواد غم بیاضے شد پدید	جو بخارا کی اُسے سرحد ملی	غم کی ظلمت مین سفیدی اک کھلی
ساعتے افتاد بیہوش و دراز	عقل او پرید در بستان راز	ایک ساعت اسکو بیہوشی رہی	راز کے بستان مین عقل اسکی گئی
بر سر و رویش گلابے می زدند	از گلاب عشق او غافل بدند	بس گلاب اُسکے چہرے چھڑکتے منہ پہ تھے	اُسکے غافل تھے گلاب عشق کے
او گلستانے نہانی دیدہ بود	غارت عشقش ز خود ببریدہ بود	اُسنے دیکھا تھا گلستان نہان	عشق نے لوٹا تھا خودی اُسکو یہان
تو فسردہ در خور این دم نہ	با شکر مقرون نہ گر خود نے	عشق کے لائق نہ افسردہ تو ہے	گرچہ خود نی ہے شکر کو نے رکھے
رخت عقلت با تو ہست و عاقلی	کز جنود الم ترد ہا غافلی	تو ہے عاقل رکھے سامان عقل کا	پر جنود الم ترد ہا جانے کیا
این سخن پایان ندارد تیز ران	تا رود سوی بخارا آن جوان	بات یہ بیحد ہے جلدی ہو روان	تا کہ جائے وہ بخارا کو جوان

سلہ وہ ہوا الخ ۹ شعر وہ عاشق متوجہ ہوا اشک ریز اور دل طپان جانب بخارا کے گرم و تیز ریگ صحرا کی اُسکے آگے مانند حریر کے اور آب جیحون کا اُسکے آگے مانند چمن کے تھا اور وہ مثل گلچین کے خندہ زنی کرتا تھا سمرقند مین قند ہے مگر اُسکا لب بخارا سے قند لیتا ہے وہی مذہب اُسکا ہے آگے بخارا کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

سکہ اے بخارا الخ ۹ شعر اے بخارا تو تو عقل افزا تھا لیکن مجھسے عقل و دین کو لے گیا بدر ڈھونڈھتا ہون اس لیئے مانند ہلال کے ہون اور ابتدا مین ڈھونڈھتا ہون انجام کار کو یعنے اے بخارا تو تو عقل افزا تھا میری عقل تو نے کیون کھو دی آگے رجوع بقصہ ہے جو اُسکو بخارا کی سرحد دکھائی دی ظلمت غم مین ایک سفیدی معلوم ہوئی اُسکو ایک ساعت بیہوشی رہی بستان راز مین اُسکی عقل گئی بس اُسکے منہ پر گلاب چھڑکتے تھے مگر اُسکے گلاب عشق سے غافل تھے اُسنے گلستان نہان دیکھا تھا اسکو عشق نے خود سے لوٹا تھا آگے حقائق ہین اے افسردہ تو عشق کے لائق نہین ہے اگرچہ تو خود سے نے ہے ولے شکر کو نہین رکھتا ہے تو عاقل ہے اور سامان عقل کا رکھتا ہے لیکن جنود الم ترد ہا کیا جانے یعنے اے افسردہ دل تو عشق کے لائق نہین ہے بلکہ چہرہ عاشقونکی صورت رکھتا ہے ذوق عشق سے بے بہرہ ہے بات یہ بے انتہا ہے جلد روان ہو تاکہ وہ بخارا کو جائے آگے عاشق کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

درآمدن آن عاشق لاابالی در بخارا و تهدید کردن دوستان او را از پیدا شدن

اندر آمد در بخارا شادمان / پیش معشوق خود و دار الامان
همچو آن مستے کہ پرّد بر اثیر / مہ کنارش گیرد و گوید کہ گیر
ہر کہ دیدش در بخارا گفت خیز / پیش از پیدا شدن منشین گریز
کہ ترا می جوید آن شہ خشمگین / تا کشد از جان تو دہ سالہ کین
اللہ اللہ در میا در خون خویش / تکیہ کم کن بر دم و افسون خویش
شحنۂ صدر جہان بودے و راد / معتمد بودے مہندس اوستاد
ہم مشیرش بودی و ہم محترم / گشتہ از ہر گناہے متہم
عذر کردی در جزا بگریختی / رستہ بودی باز چون آویختی
از بلا بگریختی با صد حیل / ابلہی آوردتت اینجا یا اجل
ای کہ عقلت بر عطارد دق کند / عقل و عاقل را قضا احمق کند
نحس خرگوشے کہ باشد شیر جو / زیرکی و عقل و چالاکیت کو
ہست صد چندین فسونہائے قضا / گفت اذا جاء القضا ضاق الفضا
صد رہ و مخلص بود از چپ و راست / از قضا بستہ شود گر اژدہاست

آنا اس عاشق لاابالی کا بخارا مین اور ڈرانا دوستونکا اسکو ظاہر ہونے سے

وہ[1] بخارا مین پس آیا شادمان / پاس یار اپنے کے تھی جا امان
مثل ایسے مست کے کہ چرخ پے / پس اُڑے اور مہ بغل مین ہکو لے
جسنے دیکھا پس بخارا مین اُسے / بولا بھاگ اول سے نے دیکھے تجھے
کہ[2] ترا جو یا ہے شاہ خشمگین / دس برس کا تیری جان سے لیوے کین
اللہ اللہ خون مین اپنے مت پڑے / مت بھروسا کر تو اپنے مکر پے
شحنۂ صدر جہان تھا یار تھا / معتمد تھا ہندسہ کا اوستا
بس مشیر اُسکا تھا تو بھی محترم / اک گنہ سے ہو گیا تو متہم
عذر کرکے تو جزا سے تھا چھٹا / بچ گیا تھا پھر بلا مین کیون پڑا
تو بلا سے بھاگا سو حیلہ کرے / بے وقوفی یا اجل لائی تجھے
عقل تیری پیچ عطارد کو رکھے / عقل و عاقل کو قضا احمق کرے
شیر کو ڈھونڈھے وہ خرگوش اب بڑا / عقل تیری کیا ہوئی ہمکو بتا
سیکڑون حیلون سے آتی ہے قضا / سچ ہے اذا جاء القضا ضاق الفضا
بھاگنے کے رستے ہین بے انتہا / پر قضا پھانسے اگرچہ ہے اژدہا

جواب دادن عاشق عاذلان و تہدید کنندگان را

گفت من مستسقیم آبم کشد / گرچہ میدانم کہ ہم آبم کشد

جواب دینا عاشق کا ملامت کرنیوالون و ڈرانیوالونکو

بولا[3] مستسقی ہون کھینچے مجھکو آب / گرچہ مین جانون کہ مارے مجھکو آب

[1] وہ بخارا مین الخ ۳ شعر بس وہ بخارا مین خوش خوش آیا کہ اپنے یار کے پاس جگہ امن کی تھی آگے اسکی مثال ہے ایسے مست کی مانند کہ چرخ پر اڑے اور ماہ اسکو بغل مین لے جسنے بخارا مین اسے دیکھا کہا تو اول سے بھاگ کہ تجکو یار نے ابھی نہین دیکھا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[2] کہ ترا الخ ۱۰ شعر اگر وہ بادشاہ خشمگین تجھے دیکھے دس برس کا کینہ تیری جان سے لیوے اللہ اللہ تو اپنے خون مین مت پڑ اور بھروسا مت کر اپنے مکر پر تو صدر جہان کا شحنہ تھا اور یار تھا معتمد اور ہندسہ کا اُستاد تھا ہی تو مشیر بھی تھا اور محترم تھا اسا ایک گناہ سے تو متہم ہوگیا تو عذر کرکے جزا سے چھٹا تھا بچ گیا تھا پھر بلا مین کیون پڑا تو نے سو حیلے کئے و بلا سے بھاگا بیوقوفی یا اجل تجکو لائی ہے تیری عقل عطارد کو پیچ رکھے عقل و عاقل کو قضا احمق کرے آگے اسکی مثال ہے جو شیر کو ڈھونڈھے وہ خرگوش بڑا ہے تیری عقل و چالاکی کہان ہے بتلا قضا کے حیلے و فریب بہت سے ہین جس وقت آتی ہے قضا تنگ ہو جاتا ہے میدان بھاگنے کا سو رستے ہین ہر جگہ ولیکن اگرچہ اژدہا ہے لیکن تو بلا سے بچا اب کیون بلا کی طرف خود جاتا ہے معلوم ہوا کہ تجکو قضا آگے لے جاتی ہے آگے جواب عاشق کا ہے فافہم ۱۲۔

[3] بولا الخ ۲ شعر کہا کہ مین مستسقی ہون مجھے آب کھینچتا ہے اگرچہ مین جانتا ہون کہ مجکو آب مار دیگا کوئی مستسقی آب سے نہ بھاگے اگرچہ وہ سو بار اسکو آب خراب کرے اگر ہاتھ پاؤن و پیٹ میرے سوجین عشق پانی کا مجھکو کم نہ ہووے جو میرے باطن سے پوچھین تو کہون کاش میرے اندر دریا ہوتا باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔

هیچ مستسقی نگریزد ز آب / گر دو صد بارش کند مات و خراب
گر بر آماسد مرا دست و شکم / عشق آب از من نخواهد گشت کم
گویم آنگه گر بپرسند از بطون / کاشکی بحرم روان بودی درون
خیک اشکم گو بدر ز موج آب / گر بمیرم هست مرگم مستطاب
من بهر جای که بینم آب جو / رشکم آید بودمی من جای او
دست همچون دف شکم همچون دهل / طبل عشق آب می کوبم چو گل
گر بریزد خونم آن روح الامین / جرعه جرعه خون خورم همچون زمین
چون زمین و چون جنین خونخواره‌ام / تا که عاشق گشته‌ام این کاره‌ام
شب همی جوشم در آتش همچو دیگ / روز تا شب خون خورم مانند ریگ
من پشیمانم که مکر انگیختم / از مراد خشم او بگریختم
گو بران بر جان مستم خشم خویش / عید قربان اوست عاشق گاو میش
گاو اگر خسپد دگر چیزی خورد / بهر عید و ذبح خود می پرورد
گاو موسی دان مرا جان داده‌ای / جزو جزوم حشر بر آزاده‌ای
گاو موسی بود قربان گشته‌ای / کمترین جزوش حیات کشته‌ای
بر جهید آن کشته ز آسیبش ز جا / در خطاب اضربوه ببعضها
یا کرامی اذبحوا هذا البقر / ان اردتم حشر ارواح النظر
از جمادی مردم و نامی شدم / پس چه ترسم کز مردن کم شدم
مردم از حیوانی و آدم شدم / وز نما مردم بحیوان سر زدم

کوئی مستسقی نہ بھاگے آب سے / گر دو صد بار اسکو ابتر وہ کرے
ہاتھ پاؤں پیٹ گر سوجیں مرے / عشق پانی کا نہ کم ہو کچھ مجھے
میرے باطن سے جو پوچھیں تو کہوں / کاش ہوتا میرے دریا اندرون
مشک میرے پیٹ کی گو پھاڑے آب / گر مروں ہے مرگ میری مستطاب
جس جگہ دیکھوں ہوں نالا آب کا / رشک آتا ہے میں ہوتا اسکی جا
ہاتھ جوں دف پیٹ ہے مثل دہل / ڈھول کوٹوں عشق پانی کا چو گل
خون ڈھووے میرا وہ روح الامین / قطرہ قطرہ خون پیئں میں جوں زمین
جوں زمین و بچہ خونخواری مجھے / جیسے عاشق ہوں مرا یہ کام ہے
آگ میں پر جوش شب کو مثل دیگ / خون دن بھر کھاؤں میں مانند ریگ
ہوں پشیمان مکر میں نے کیوں کیا / کیوں مراد خشم سے اسکے پھرا
کینہ و غصہ میری جان پر وہ کرے / عید قربان وہ یہ عاشق گاؤ ہے
گاؤ سوئے گر دیا خود کچھ چرے / پالا عید اور ذبح کرنے کے لئے
گاؤ موسیٰ ہوں مجھے جان کی عطا / جزو میرا حشر ہر آزاد کا
گاؤ موسیٰ کا تھا بس قربان ہوا / اسکا کمتر جز حیات کشتہ تھا
اسکے صدمہ سے وہ کشتہ جی اٹھا / اضربوہ ببعضہا کہتا ہوا
اے مکرم اذبحوا ہذا البقر / ان اردتم حشر ارواح النظر
میں جمادی سے مرا نامی ہوا / کیوں ڈروں مرنے سے میں کب کم ہوا
میں جو حیوان سے مرا آدم ہوا / اور سبزے سے ہوا حیوان بڑھا

ف ۱۱ یعنی بریزد خونم ۱۲ ط گاو اگر خسپد ای فرو رود در خواب و خسپیدن ۱۲

سلہ مشک الخ یعنی شعر میرے پیٹ کی مشک کو آب پھاڑے اگر میں مروں میری مرگ پاک ہے جس جا نالا آب کا دیکھتا ہوں رشک آتا ہے کہ میں اسکی جا ہوتا ہاتھ مثل دف و پیٹ مثل دہل کے ہے عشق آب کا ڈھول کوٹوں مانند گل کے وہ روح الامین خون میرا بہووے میں قطرہ قطرہ خون پیوں مانند زمین و بچہ کے خونخواری مجھکو ہے جیسے میں عاشق ہوں میرا یہ کام ہے آگ میں پر جوش شب کو مانند دیگ ہوں اور دن بھر خون کھاتا ہوں مانند ریگ کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ہوں پشیمان الخ یعنی شعر میں پشیمان ہوں کہ مکر میں نے کیوں کیا اور کیوں اسکی مراد خشم سے میں پھرا کینہ و غصہ میری جان پر غصہ کرے وہ عید قربان اور عاشق گاؤ ہے اگر گائے سوئے دیا آپ کچھ چرے پالا ہے عید اور ذبح کے لیے اسکے حقائق میں میں گاؤ موسیٰ کا ہوں مجھے جان عطا کی ہے اور میرا جزو حشر ہر ایک آزاد کا ہے گاؤ موسیٰ کا تھا کہ قربان ہوا جزو کمتر حیات کشتہ کا تھا یعنے عاشق واسطے قربانی یار کے ہے کہ یار کے کشتہ کرنے سے زندگی پاتا ہے جیسے گاؤ موسیٰ سے کشتہ زندہ ہوا آگے اسکی حقیقت کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ اسکے الخ یعنی شعر وہ کشتہ اسکے صدمہ سے جی اٹھا ترجمہ مارو بعضے جز اسکے کو کہتا ہوا ترجمہ ای مکرم ذبح کرو تم اس گاؤ کو اگر تم حشر ارواح نظر کا دیکھنا چاہتے ہو میں جماد یعنی نباتی ہوا اور نباتی سے مرا حیوان بنا اور میں جو حیوان سے مرا آدم ہوا میں کیوں مرنے سے ڈروں کب کم ہوا پھر دوبارہ جو بشر سے میں مروں تا فرشتہ بن کے میں آڑوں اور فرشتہ سے بھی جستجو چاہوں ترجمہ کل شی ہے مگر ذات خدا مالک نہیں ہے پھر ملائک سے جو قربان ہوؤں تو وہ ہوں کہ وہم میں نہ آئے یعنے ذات حق آخر کو ہوؤں کیونکہ اول بھی ذات تھا آخر کو بھی ذات ہو جاؤنگا پس عدم ہوں مانند ارغنون کے عدم مجھکو کہے ترجمہ تحقیق ہم طرف اللہ کے رجوع ہونے والے ہیں پس رجوع سے مراد آخر کو حق ہو جانا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

حملۂ دیگر بمیرم از بشر	تا برآرم از ملائک بال و پر	پھر دوبارہ جو بشری مین مرون	تا ملائک بن کے یادمین اڑون
وز ملائک بایدم ہم جستجو	کل شی ہالک الا وجہہ	اور ملائک سے بھی چاہون جستجو	کل شی ہالک الا وجہہ
بار دیگر از ملک قربان شوم	آنچہ اندر وہم ناید آن شوم	پھر ملائک سے جو قربان ہوون مین	ہوون مین وہ جو نہ آئے وہم مین
پس عدم گردم عدم چون ارغنون	گویدم کانا الیہ راجعون	پس عدم ہوون عدم مثل ارغنون	کہہ مجھے انا الیہ راجعون
مرگ دان کان اتفاق امت است	کاب حیوانی نہان در ظلمت است	اتفاق[1] امت کا ہے وہ مرگ جان	آب حیوان ہے کہ ظلمت مین نہان
ہمچو نیلوفر وزین طرف جو	ہمچو مستسقی حریص و آب جو	نیلوفر سا جو مین ساحل سے تو جا	مثل مستسقے ہو جویا آب کا
مرگ او آبست او جویای آب	می خورد واللہ اعلم بالصواب	مرگ اسکی آب ہے وہ جویاے آب	پیتا ہے واللہ اعلم بالصواب
اے فسردہ عاشق ننگین نمد	گو ز بیم جان ز جانان می رمد	ای نمدپوش عاشق افسردہ خو	بھاگتا ہے باخوف جان جانان سے تو
سوی تیغ عشقش اے ننگ زنان	صد ہزاران جان نگر دستک زنان	اسکی تیغ عشق کی سو ہر زمان	دیکھ دستک زن ہزارون لاکھ جان
جوی دیدی کوزہ اندر جوی ریز	آب را از جوی کے باشد گریز	بس[2] تو کوزہ جو دیکھے نہر تو	نہر سے کب ہووے نفرت آب کو
آب کوزہ چون در آب جو شود	محو گردد در وے و جو او شود	نہر مین جو آب کوزہ جا ملے	محو ہو کر نہر وہ خود اک بنے
وصف او فانی شود ذاتش بقا	زین سپس نے کم شود نی بدلقا	وصف فانی ذات ہو اسکی بقا	بعدہ نے کم ہو نے ہو بدنما
خویش را بر نخل او آویختم	عذر آنرا کہ از و بگریختم	خود کو اسکے نخل پر لٹکا دیا	عذر کی خاطر جو بھاگا اس سے تھا
ہمچو گوی سجدہ کن بر روی سر	جانب آن صدر شد با چشم تر	سجدہ کرتا گیند کی صورت چلا	پس طرف اس صدر کے روتا ہوا
با رخ چون زعفران اشک روان	رفت آن بیدل سوی صدر جہان	زعفران سا زرد و اشک روان	وہ گیا عاشق سوے صدر جہان

رسیدن آن عاشق بمعشوق چون دست از جان بشست | پہنچنا اس عاشق کا پاس معشوق کے جو ہاتھ جان سے دھویا

ہم کفن ہم تیغ اندر دست او	چونکہ بود او عاشق سرمست او	وہ[3] لیے تھا ہم کفن ہم تیغ کو	کیونکہ تھا اک عاشق سرمست وہ

[1] اتفاق الخ یہ شرامت کا اتفاق ہے اسکو تو مرگ جان آب حیوان کہ ظلمت مین پوشیدہ ہے نیلوفر کے مانند نہر مین تو ساحل سے جا وہ مثل مستسقے کے ہے جو بندہ آب کا اسکی مرگ آب اور وہ خواہندہ آب ہے اللہ خوب جانتا ہے اے عاشق نمدپوش وافسردہ خو تو جانان سے بھاگتا ہے بخوف جان اسکی تیغ عشق کی طرف ہردم دیکھ دستک زن ہزارون جان کو تیغ صدہا جان اسکی تیغ عشق کی طرف دستک زن ہین کہ ہمکو جلدی کشتہ کرکر واصل ہو دینا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔ [2] بس ہوا الخ شعر پس کوزہ کو تو جو تو نہر دیکھے آب کو نہر سے کب نفرت ہووے جو نہر مین آب کوزہ جا ملے وہ محو ہو کر خود نہر ایک بنے وصف فانی ہو اور ذات اسکی باقی ہو بعدہ نہ کم نہ بدنما ہو یعنے تو اپنے کوزۂ تن کو نہر معنے مین ڈبوئے کہ آب جان تیرا خود نہر بن جاے کہ پھر کم و زیادہ نہو آگے رجوع بقصہ ہے اسکے نخل پر خود کو لٹکا دیا بسبب عذر کے جو اس سے بھاگا تھا پس سجدہ کرتا گیند کے مانند چلا جانب اس صدر جہان کے روتا ہوا مثل زعفران زرد رو و اشک روان گیا عاشق جانب صدر جہان کے آگے بیان رسیدگی عاشق کا ہے فافہم ۱۲۔

[3] وہ لیے تھا الخ شعر ہم تیغ و ہم کفن لیے کیونکہ ایک عاشق سرمست تھا سواسطے مخلوق منتظر تھی کہ وہ جلائے یا لٹکانے اسکو اس احمق کے ساتھ اسدم وہ کرے کہ زمانہ بدبخت سے کرتا ہے شمع نور کو وہ دیکھا پروانہ کے مانند احمقانہ اسپر گر کر کے جان سے گیا آگے اسکے حقائق ہین لیکن شمع عشق اس شمع کے مانند نہین ہے کہ روشنی اندر روشنی رکھتی ہے یعنے عاشقان مجازی معشوقان دنیا کو کہ مثل شمع کے ہین نور جانکر احمق سے مثل پروانہ کے اسپر گرتے ہین لیکن شمع حقیقی مثل اس شمع کی نہین ہے کہ وہ روشنی مین روشنی رکھتی ہے بظاہر اوہ شمع عشق آتش رکھتی ہے لیکن اصل نزدیت رکھتی ہے آگے معشوقان مجازی کا حال بمثال سجدہ مہمان کش کے فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

جملہ خلقان منتظر سر در ہوا	کش بسوزد یا برآویزد ورا	منتظر مخلوق تھی اسواسطے	کہ جلائے یا وہ لٹکائے اُسے
این زمان این احمق بکلیت را	آن نماید کہ زمان بدبخت را	ساتھ اس احمق کا اسدم وہ کرے	کہ زمانہ کرتا ہے بدبخت سے
ہمچو پروانہ شرر را نور دید	احمقانہ در فتاد از جان برید	نور دیکھا شمع کا پروانہ سا	احمقانہ اُسمین گر جان سے گیا
لیک شمع عشق چون آن شمع نیست	روشن اندر روشن اندر روشنیست	پر شمع عشق جون اُس شمع کے	روشنی مین روشنی روشن رکھے
او بعکس شمعہاے آتشے ست	می نماید آتش و جملہ خوشی ست	آتشی شمعون کے وہ برعکس ہے	دکھتی ہے آتش ولے فرحت رکھے

حکایت آن مسجد کہ مہمان کش بود و آن عاشق

حکایت اُس مسجد کی کہ مہمان کُش تھی اور اُس عاشق کی

یک حکایت گوش کن ای نیک پے	مسجدے بُد در کنارِ شہر رے	ایک[1] حکایت تم سُنو اے نیک پے	ایک مسجد تھی کنارِ شہر رے
ہیچ کس دروے نخفتے شب زبیم	کہ نہ فرزندش شدے آن شب یتیم	کوئی اُسمین سوتا نہ شب خوف سے	کہ یتیم اُسکے پسر نہ ہوگئے
ہر کہ در وے بیخبر چون کور رفت	صبحدم چون اختران در گور رفت	بیخبر اندھون ساجو اُسمین گیا	صبحدم در گور جون اختر ہوا
خویشتن را نیک ازین آگاہ کن	صبح آمد خواب را کوتاہ کن	خود کو اس سے خوب تر آگاہ کر	صبح آئی خواب کو کوتاہ کر
ہر کسے گفتے کہ پریانند تند	اندر ان مہمان کشان با تیغ کند	ہر کوئی[2] کہتا کہ پریان اُسمین ہین	تیغ سے وہ ذبح مہمانکو کرین
وان دگر گفتے کہ سحرست و طلسم	کہ رصد بستہ است بہر جان و جسم	دوسرا کہتا طلسم و سحر ہے	کہ رصد ہے جان و تن کیواسطے
آن دگر گفتے کہ بر نقش فاش	بر درش کای میہمان اینجا مباش	دوسرا کہتا کہ در پہ یہ لکھو	کہ یہان مہمان ہرگز مت ہو
شب مخسب اینجا اگر جان بایدت	ورنہ مرگ اینجا کمین بکشایدت	یان نہ سو شب کو جو جینا جان ہے	ورنہ یان پر موت تیری جان لے
وان دگر گفتے کہ قفلے بر نہید	غافلے کاید شما کم رہ دہید	دوسرا کہتا کہ قفل اک ڈال دو	کوئی غافل آئے تم آنے نہ دو

آمدن مہمانے دران مسجد مہمان کش

آنا ایک مہمان کا اُس مسجد مہمان کش مین

تا یکے مہمان در آمد وقت شب	کو شنیدہ بود آن صیت عجب	تا کہ[3] ایک مہمان آیا وقت شب	کہ سُنی تھی اُسنے شہرت وہ عجیب
از براے آزمون می آزمود	زانکہ بس مردانہ و جانباز بود	آزمایا آزمانے کے لیئے	کیونکہ تھا وہ مرد از بس جان سے
گفت کم گیرم سر و اشکنبہ	رفتہ گیر از گنج زر یک حبہ	بولا ماتم میرا مت کرنا ذرا	گنج زر سے جانو اک پیسہ گیا

اشکنبہ: شکم

[1] ایک حکایت الخ یہ شعر ایک حکایت تو سُن اے نیکو کہ ایک مسجد تھی کنارے شہرِ رے کے شب کو کوئی اسمین خوف سے سوتا نہین تھا کہ اُسکے پسر یتیم نہوگئے جو بیخبر مثل اندھون کے گیا صبح کو مثل اختر کے در گور ہوا آگے اسکے حقائق ہین تو خود کو اس بات سے آگاہ کر صبح آئی خواب کو کوتاہ کر لیجئے یہ جا عقل کی ہے تو غفلت کو کوتاہ کر اور اس راز سے خود کو باخبر کر آگے رجوع بقصّہ ہے فافہم ۱۲۔

[2] ہر کوئی الخ یہ شعر ہر کوئی کہتا تھا کہ اسمین پریان ہین اور تیغ سے وہ مہمان کو ذبح کرتی ہین دوسرا کہتا تھا کہ سحر و طلسم مین کہ جان و تن کے واسطے رصد ہے دوسرا کہتا تھا کہ یہ دروازہ پر لکھو کہ یہان مہمان ہرگز نہ رہے اگر جان چاہتا ہے یہان نہ سو ورنہ موت یہان تیری جان لے گی دوسرا کہتا کہ ایک قفل ڈالدو کہ کوئی غافل اگر آئے تم نہ آنے دو آگے مہمان کا حال ہے فافہم ۱۲

[3] تا کہ الخ یہ شعر تا کہ ایک مہمان شب کو آیا کہ اُسنے وہ شہرت عجیب سنی تھی آزمانے کے لیے وہ آزماتا تھا کیونکہ از بس وہ مرد تھا جان سے کہا کہ میرا ماتم ذرا مت کرنا جان لو کہ ایک پیسہ گنج سے گیا آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲

صورتِ تن گو برو من کیستم	نقش کم ناید چو من باقیستم	نقشِ تن کو کہہ دو جا مین کون ہون[۱]	نقش نے کم ہو جو مین باقی رہون
چون نفخت بود از لطفِ خدا	نفخِ حق باشم ز نائے تن جدا	جو نفخت لطف سے اللہ کے تھا	نفخِ حق ہون نائی تن سے مین جدا
تا نیفتد بانگِ نفخش این طرف	تا رہد آن گوہر از تنگین صدف	نفخ کی نے بانگ جبتک یان سنے	وہ گہر تنگی صدف سے کب چھٹے
چون تمنوا الموت گفت ای صادقین	صادقم جان را برافشانم برین	جو تمنوا الموت کہوے صادقین	مین ہون صادق جان کرون قربان یہین

ملامت کردن اہل مسجد مہمانِ عاشق را از خفتن در انجا | ملامت کرنا اہل مسجد کا مہمان عاشق کو وہانکے سونے سے

قوم گفتندش کہ ہین اینجا مخسپ	تا نگوید جانستانت ہمچو کسپ	قوم[۲] بولی تو نہ سو اس جائے پے	جان ستان یان مثل کھل کر دے تجھے
کہ غریبی و نمی دانی تو حال	کاندرینجا ہر کہ خفت آمد زوال	تو مسافر ہی نہین جانے یہ حال	جو یہان سویا اُسے آیا زوال
اتفاقی نیست اینجا بارہا	دیدہ ایم و جملہ اصحاب نہی	اتفاقی ہی نہ یان بل بارہا	ہمنے دیکھا اور لوگون نے سدا
ہر کہ این مسجد شبے مسکن شدش	نیم شب مرگِ بلاہل آمدش	جو کہ اس مسجد مین شب کو رہ گیا	نیم شب کو موت نے اسکو لیا
از یکی تا پانصد این را دیدہ ایم	نی بہ تقلید از کسے بشنیدہ ایم	پانسو تک ہمنے دیکھا اسکو ہی	نے سنا تقلید سے بس اور کے
گفت الدین نصیحۃ آن رسول	آن نصیحت در لغت ضد غلول	بولے الدین النصیحۃ مصطفےٰ	ضد حق پوشی نصیحت کو لکھا
آن نصیحت راستی در دوستی	در غلولی خائنی سگ پوستی	وہ نصیحت دوستی مین راستی	گر ہے تو حق پوش خائن ہے غبی
بی خیانت این نصیحت از وداد	ہی نمائیمت مگر از عقل و داد	بے خیانت یہ نصیحت ہم تجھے	کرتے ہین تو عقل سے اب مت پھرے

جواب گفتن عاشق ناصحان و ملامت گویان را | جواب دینا عاشق کا ناصحون اور ملامت کرنیوالونکو

گفت او ای ناصحان من بی ندم	از جہانِ زندگی سیر آمدم	بولا[۳] ای ناصح ندامت کے بغیر	ہو گیا مین زندگی سے یان کی سیر

سلہ نقش تن الخ یہ شعر نقش تن کو کہہ دو کہ جا مین کون ہون نقش کم نہین ہوتا ہے اگر مین باقی رہون جو لطف سے اللہ کے نفخت تھا پس مین نفخ حق ہون اور نائے تن سے جدا ہون جب تک نفخ ثانی کی بانگ یہان پر سُنے وہ گوہر تنگی صدف سے کب چھٹے جو آرزو موت کی صادقین نہین مین صادق ہون جان و دین پر قربان یعنے مین نفخ حق ہون اور رسنے وجود سے جُدا ہون اور یہ وجود نہ رہے تو کیا غم ہے کہ مین باقی ہون اسواسطے صادقین تمنا موت کی رکھتے ہین کہ وجود کی جدائی سے انکو اور ترقی ہوتی ہے آگے ملامت کرنے کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ قوم بولی الخ یہ شعر قوم نے کہا کہ تو اس جا نہ سو جان لینے والا مثل کھل کے تجھے کوٹ کر نہ کرے تو مسافر ہے اور یہ حال نہین جانتا ہے جو یہان سویا آنے والا آیا یہان اتفاقی نہین آیا بلکہ بارہا ہمنے و عقلمندون نے ہمیشہ دیکھا ہے جو شخص اس مسجد مین شب کو رہا آدھی رات کو موت نے اُسکو لیا ہمنے پانسو تک دیکھا ہے دوسرے کی تقلید سے نہین سنا ہے آگے اسکے حقائق ہین مصطفےٰ نے کہا ترجمہ بتحقیق دین نصیحت ہے بس نصیحت کو ضد حق پوشی کا دیکھا ہے وہ نصیحت دوستی مین راستی ہے اور اگر تو حق پوش ہے تو خائن ہے اور غبی بغیر خیانت کے یہ نصیحت ہم تجھکو کرتے ہین اب تو عقل سے مت پھر یعنے نصیحت دین ہے کہ ضد ہے حق پوشی کی و لیکن دوستی مین نصیحت راستی ہے اور حق پوشی مین خیانت ہے آگے جواب عاشق کا ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا الخ یہ شعر عاشق نے کہا کہ ای ناصح بغیر ملامت کے مین زندگی سے یہان کی سیر ہوگیا مست ہون اور بغیر زخم کے آرام کب ملے مین عاشق ہون و زخم سے مجھے رغبت ہے تیری سستی زخم کو چاہتی ہے سستی سے تو آزم؛ ملامت چاہ وہ سست ہون کہ اپنی مرگ کو ڈھونڈھتا ہون آگے حقائق ہین وہ سست نہین ہون کہ پیسہ ہاتھ مین لیوے وہ سست بہتر ہے کہ پیسہ چھوڑ دے وہ نہین کہ ہر دکان پر خود پھرے بلکہ دنیا چھوڑ دے اور دین پر قائم رہے یعنے وہ سست

[illegible]

منبلم بے زخم ناساید تنم	عاشقم بر زخمہا برمے تنم
منبلے ام زخم جو در زخم خواہ	عافیت کم جوے از منبل براہ
منبلے نے کو بود خود برگ جو	منبلے ام لاابالی مرگ جو
منبلے نے کو بکف پول آورد	منبلے چستے کزین پل بگذرد
آن نکو بر ہر دکانے مے زند	بل جہد از کون و برکانے زند
مرگ شیرین گشت و نقلم زین سرا	چون قفس ہشتن پریدن مرغ را
آن قفس کہ ہست عین باغ در	مرغ مے بیند گلستان شجر
جوق مرغان از برون گرد قفس	خوش ہمی خوانند ز آزادی قصص
مرغ را اندر قفس زان سبزہ زار	نے خورش ماندست نے صبر و قرار
سر ز ہر سوراخ بیرون مے کند	تا بود کاین بند از پا بر کند
چون دل و جانش چنین بیرون بود	آن قفس را در کشائی چون بود
نے چنان مرغ قفس در اندہان	گرد بر گردش گرفتہ گربگان
کی بود او را دران خوف و حزن	آرزوے از قفس بیرون شدن
او ہمی خواہد کزین ناخوش قفس	صد قفس باشد بگرد این قفس

سست ہون بے زخم کب آرام ہے	ہون مین عاشق زخم پر رغبت مجھے
میری سستی چاہتی ہے زخم کو	سست سے آرام رہ مت چاہ تو
سست نے کہ ڈھونڈھے سامان مرگ کو	سست مین ہون ڈھونڈھون پی مرگ کو
سست نے جو وہ ہاتھ مین پیسہ کو لے	سست وہ بہتر کہ پیسہ چھوڑ دے
وہ نہین کہ ہر دکان پر خود پھرے	بلکہ دنیا چھوڑ دی اور دین پر رہے
مرگ شیرین ہے مجھے نقل سرا	جون قفس ٹوٹا وہ مرغ اس سے اڑا
ہو وہ پنجرہ عین در پر باغ کے	مرغ دیکھے باغ کو اس جاے سے
گرد پنجرہ کے ہجوم مرغ ہو	قصے آزادی کے خوش پڑھتے ہین وہ
مرغ کو پنجرہ سے اس گلزار مین	نے قرار اور نے خورش بالکل رہے
سر ہر اک سوراخ سے باہر کرے	تا رہائی اس اسیری سے ملے
جان و دل جو باہر اسکا ایسا ہو	کھلنا در پنجرے کا اسکو کیسا ہو
مرغ نے ایسا کہ وہ پنجرے مین ہے	بلیون نے اسکو گھیرا گرد سے
ہو نہ ایسے خوف مین اسکو کبھی	آرزو پنجرے سے جانے کی اجی
وہ یہی چاہے کہ پنجرے کے پرے	گرد سو پنجرے ہون اسکے دوسرے

عشق جالینوس برین حیات دنیا بود کہ در ہمین عالم بکار آید و ہنرے نہ ورزیدہ کہ دران بازار بکار آید از عوام ممتاز باشد

بیان مین اسکی کہ عشق جالینوس کا اس حیات دنیا پر تھا کہ اسی عالم مین بکار آوے وہ ہنر نہ سیکھا کہ اس بازار مین بکار آوے اور عوام سے ممتاز ہووے

آنچنان کہ گفت جالینوس راد	از ہوائے این جہان و از مراد
جیسے جالینوس عاقل نے کہا	اس جہان کی خواہشون سے برملا

سلہ مرگ شیرین الخ یہ شعر مجھکو نقل سرا مرگ شیرین ہے جیسے قفس ٹوٹا اور مرغ اس سے اڑا وہ قفس عین دروازہ باغ پر ہو اور مرغ باغ کو دیکھے اس جگہ سے اور گرد قفس کے ہجوم مرغ ہو اور قصے آزادی کے وہ پڑھتے ہون قفس مین مرغ کو اس گلزار سے نہ قرار اور نہ بالکل خورش رہے وہ سر ہر ایک سوراخ سے نکالے تا اس قید سے رہائی ملے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ جان الخ یہ شعر جو باہر جان و دل اسکا ایسا ہو تو دروازہ پنجرے کا کھلنا کیسا ہو نہ مرغ ایسا کہ وہ پنجرے مین رہے اور بلیون نے گھیر اگرد سے اسے ایسے خوف مین اسکو کبھی نہو آرزو پنجرے سے جانے کی اور وہ یہی چاہے کہ میرے پنجرے کے گرد سو پنجرے دوسرے مثل اسکے ہون جیسے وہ مرگ اولیاء اللہ کی ہے کہ وہ مرگ سے اسقدر خوش ہوتے ہین اور یہ موت غافلان دنیا کی ہے کہ موت سے بھاگتے ہین اور دنیا کو اس جہان سے بہتر جانتے ہین چنانچہ اسکی مثال مین عشق جالینوس کا آگے بیان ہے فافہم ۱۲۔

سلہ جیسے الخ یہ شعر جیسے جالینوس ہوشمند نے کہا اس جہان کی خواہشون سے ظاہرا مین راضی ہون کہ نیم جان رہون کون سے بچہ نکے یہ جہان دیکھین آگے اسکے حقائق این بلیون کو خوب گرد دیکھتا ہے کہ مرغ اسکا نا امید اڑنے سے ہوا ہے یا عدم دیکھا جہان کے سوا عدم مین حشر کا ہونا دیکھا آگے اسکی مثال ہے جیسے کرم باہر کھینچے جنین کو اور وہ الٹا بھاگے جانب رحم کے لطف اسکا منہ کے جانب کرے وہ پشت مادر مین الٹا جا کر رہے کہ اگر باہر ایک قدم رکھون اس شہر سے اے عجب کہ مین پھر نہ دیکھون یہ جگہ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

ر جنیم گر من بمانم نیم جان ... گر ز کون استرے بینم جہان
گر بہ می بیند بگرد خود قطار ... غرش آن کش گشتہ بودہ است از مطار
یا عدم دیدہ است غیر این جہان ... در عدم نادیدہ او حشر نہان
چون جنین کش می کشد بیرون کرم ... می گریزد او سپس سوے شکم
لطف رویش سوی مصدر مے کند ... او مقر در پشت مادر مے کند
کہ اگر بیرون نہم زین شہر گام ... ای عجب دیگر نہ بینم این مقام
یا درے بودے درین شہر رحم ... تا نظارہ کردمے اندر رحم
یا چو چشم سوزنے راہم بدے ... کز برون آن رحم دیدہ شدے
این جنین ہم غافلست از عالمے ... ہمچو جالینوس او نامحرمے
او نداند کان رطوباتے کہ ہست ... آن مدد از عالم بیرونی است
آن چنان کہ چار عنصر در جہان ... صد مدد دارد ز شہر لامکان
آب و دانہ در قفس گر یافتہ است ... آن ز باغ و عرصہ دریافتہ است
جانہاے انبیا بینند باغ ... زین قفس در وقت نقلان و فراغ
پس ز جالینوس و عالم فارغند ... ہمچو ماہ اندر فلکہا بازغند
ور ز جالینوس این قول افتریست ... پس جوابم بہر جالینوس نیست
این جواب آنکس آمد کین بگفت ... کہ نبودستش دلے با نور جفت
مرغ جانش موش شد سوراخ جو ... چون شنید از گربگان او غرہ جو
زان سبب جانش وطن دید و قرار ... اندرین سوراخ دنیا موش دار
ہم درین سوراخ بنائی گرفت ... در خور سوراخ دانائی گرفت

مین جنینی کہ رہوں نیم جان ... کونسے خچر کے دیکھون یہ جہان
بلیوں کو گرد خود ہے دیکھتا ... نا امید اڑنے سی مرغ اسکا ہوا
یا عدم دیکھا جہان کے ماسوا ... نی عدم مین دیکھا ہوتا حشر کا
جیسے باہر کھینچے بچہ کو کرم ... اور الٹا بھاگے وہ سوی رحم
در کے جانب لطف منہ اسکا کرے ... پشت مادر مین وہ الٹا جا رہے
گر قدم باہر رکھوں اس شہر سے ... یہ جگہ ہرگز نہ پھر مجھکو ملے
یا کہ ہوتا[1] ایک در اس شہر مین ... دیکھتا اندر رحم سے تا کہ مین
یا برابر ہوتا ناکے سوئی کے ... کہ رحم باہر عیان ہوتا مجھے
ایسا غافل ہے جہان اک خلق سے ... مثل جالینوس نامحروم ہے
وہ جانتا نہ یہ رطوبت سب جو ہین ... پس مدد باہر کے عالم سے رکھین
اس جہان مین چار عنصر جیسے خود ... لامکان کے شہر سے رکھین مدد
آب[2] و دانہ جو کہ پنجرے مین ملے ... باغ اور صحرا کی بس وہ آئی ہے
انبیا کی دیکھتے ہین جان باغ ... مرتے دم پنجرے سے جو ہووین فراغ
ہین جدا عالم و جالینوس سے ... مثل مہ روشن ہین وہ افلاک پے
گرچہ جالینوس پہ بہتان ہین ... نی جواب ہے میرا اسکے واسطے
یہ جواب اسکے لئے جسنے کہا ... کہ نہین پر نور دل اسکا ہوا
ہی چو بل ڈھونڈھے اسکا مرغ جان ... جو سنا بلی کا غرانا بیان
اس سبب دیکھا وطن جان اسکی نے ... موش سان سوراخ مین دنیا کی ہی
اور کی تعمیر اس سوراخ مین ... لائق سوراخ لین دانائین

سلہ یا کہ ہوتا الخ۔ شعر یا کہ ایک دروازہ اس شہر مین ہوتا تا کہ رحم مین سے دیکھتا یا کہ سوئی کے ناکے کے برابر ہوتا کہ رحم باہر سے مجکو دکھائی دیتا آگے حقائق ہین ایک جہان خلق سے ایسا غافل ہے مثل جالینوس کے نامحرم وہ ہے وہ نہین جانتا کہ جو یہ سب رطوبت ہین باہر کے عالم سے مدد رکھتی ہین جیسے اس جہان مین خود چار عنصر لامکان کے شہر سے مدد رکھتے ہین جیسے اس عالم دنیا مین جو کچھ رطوبات رکھتی ہین وہ سب اس جہان سے آئی ہین جیسے چار عنصر لامکان سے مدد چاہتے ہین آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔

سلہ آب و دانے الخ۔ شعر جو کہ آب و دانہ پنجرے مین ملے وہ باغ و صحرا سے آتا ہے انبیا کی جان باغ دیکھتی ہین وقت مرنے کے پنجرے سے جو فارغ ہوتی ہے وہ جدا ہین عالم و جالینوس سے ماہ اور ماہ کے مانند روشن ہین افلاک اگرچہ یہ جالینوس پہ بہتان ہے اسکے واسطے میرا جواب نہین ہے یہ جواب اسکے واسطے ہے جسنے کہا ہے اسکا دل پر نور نہین ہوا ہے اسکا مرغ جان چوہا ہے کہ سوراخ ڈھونڈھتا ہے جو بلی کا غرانا سنا اس سبب سے وطن دیکھا اسکے جان نے موش کے مانند سوراخ دنیا مین ہے ایک سوراخ مین اور تعمیر کے لائق سوراخ کے دانائیاں لین یعنے اہل دنیا مثل موش کے ہین کہ گربہ اجل سے بھاگتے ہین اور لائق سوراخ کے عقل لیتے ہین آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

پیشہ ہائے کہ مراد او درمزید	اندرین سوراخ کار آید گزید	ایسے پیشے کہ زیادہ بس اسے[۱]	کام اس سوراخ مین آئین لیئے
زانکہ دل برکند از بیرون شدن	بستہ شد راہ رہیدن از بدن	کیونکہ دل اکھڑا نکلنے جسم سے	بند جانے کی کری رہ جسم نے
عنکبوت ار طبع عنقا داشتے	از لعابے خیمہ کے افراشتے	طبع عنقا رکھتی گر مکڑی کبھی	کب لعابون سے وہ خیمہ تانتی
گربہ کردہ چنگ خود اندر قفس	نام چنگش درد و سرسام و مغص	چنگ گربہ نے قفس اندر کیا	نام چنگل درد و سرسام اک کہا
حصبہ و قولنج و مالیخولیا	سکتہ و سل و جذام ماشرا	چیچک و قولنج و مالیخولیا	سکتہ و سل و جذام و ماشرا
گربہ مرگست و مرض چنگال او	میزند بر مرغ و پر و بال او	موت گربہ چنگ ہی بیماریان	مرغ و پر اسکے پہ مارے وہ بیان
گوشہ گوشہ مے دود سوئے دوا	مرگ چون قاضی و رنجوری گوا	کونے کونے دوڑے وہ سوئے دوا	مرگ جون قاضی و بیماری گوا
چون پیادہ قاضی آمد این گواہ	کہ ہمی خواند ترا تا حکمگاہ	آیا قاضی کا پیادہ یہ گویا	کہ بلائے تجھکو تا دار القضا
مہلتے خواہی تو از وی در گریز	گر پذیرہ شد و گرنہ گفت خیز	چاہی مہلت اس سے بس تو بھاگ کے[۲]	مانے گر پھر جاے ورنہ کہ چلے
جستن مہلت دوا و چارہ ہا	کہ زنی بر خرقۂ تن پارہ ہا	چاہنا مہلت کا ہی دارو دوا	سینا خرقہ تن پہ ہی پیوند کا
عاقبت آید صباحے خصم وار	چند باشد مہلت آخر شرم دار	مثل دشمن آخر اک دن آے وہ	کب تلک مہلت ہو رکھ تو شرم کو
عذر خود از شہ بخواہ اے پُر حسد	پیش از ان کہ آنچنان روز رسد	عذر اپنا شہ سے کر اے نیکبخت	اس سے پہلے کہ یہ آئے تجھ پہ وقت
وانکہ در ظلمت براند بارگے	برکند زان نور دل یکبارگے	جو کہ ظلمت مین بھگائے اسپ کو	نور کو بس چھوڑ دے اکبار وہ
می گریزد از گواہ و مقصدش	کان گواہ سوے قضا می خواندش	ہے وہ مقصد سے گواہ کے بھاگتا[۳]	کہ بلاتا ہی اسے سوئے قضا
ناگہان گیرند او را خوار و زار	کشکشان تا پیش قاضی شرمسار	ناگہان پکڑین اسے زار و نزار	پیش قاضی کھینچ لائین شرمسار
زین گذر کن جانب آن شخص ران	کو بمسجد آمد آن شب میہمان	چھوڑ اسکو اب جوان کی سمت جا	مہمان جو مسجد مین اس شب کو ہوا

ملامت کردن اہل مسجد مہمان را از ان مسجد نہ خسپد

ملامت کرنا اہل مسجد کا مہمان کو تاکہ اس مسجد مین نہ سوئے

قوم گفتندش مکن جلدی برو	تا نگردد جامۂ جانت گرو	قوم بولی اس سے اب جلدی تو جا[۴]	قید تا جامہ نہو جان کا ترا

[۱] ایسے الخ شعر ایسے پیشے لیے کہ زیادہ اس سوراخ مین کام آئین کیونکہ دل اکھڑا ہوا جسم کے نکلنے سے پس جسم نے راہ بند کی اگر مکڑی طبع عنقا کی کبھی رکھتی کب خیمہ لعابون سے تانتی پنجہ بلی نے قفس مین ڈالا نام پنجہ کا درد و سرسام رکھا چیچک و قولنج و مالیخولیا و سکتہ و سل و جذام و ماشرا بلی موت اور پنجہ بیماریان کہ مرغ اور اسکے پر پر پوشیدہ وہ حملہ کرتی ہے وہ کونے کونے دوڑتا ہے دوا کی طرف مرگ مانند قاضی کے اور بیماری گواہ ہے یہ گواہ قاضی کا پیادہ ہے کہ تجھکو بلائے دار القضا تک باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲- [۲] چاہے الخ شعر تو اس سے مہلت چاہے بھاگ کر وہ مان لے واپس پھرے ورنہ لے چلے مہلت کا چاہنا دارو دوا ہے اور خرقہ تن پر سینا پیوند کا ہے مثل دشمن کے ایک دن وہ آخر آئے کب تک مہلت ہو تو شرم رکھ آگے اسکے حقائق ہین اے نیکبخت عذر اپنا شاہ سے کر اس سے پہلے کہ یہ وقت تجھپر آئے جو شخص ظلمت مین گھوڑا بھگائے یکبارگی وہ نور کو چھوڑے یعنے توجہ کر طرف یار اپنے کے کہ اس بلائے موت سے نجات پائے بموجب حدیث موتوا قبل ان تموتوا یعنے مرو تم اول مرنے سے اور جو ظلمت دنیا کی طرف گیا اسنے نور باطن کو نہ چھوڑا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲- [۳] ہے وہ الخ ۳ شعر وہ گواہ کے مقصد سے بھاگتا ہے کہ اسکو بلاتا ہے طرف قضا کے ناگہان اسے پکڑین زار و نزار آگے قاضی کے کھینچ کر لائین شرمسار اسکو چھوڑ اور اس جوان کی طرف جا کہ اس شب وہ مہمان مسجد مین ہوا آگے مہمان مسجد کا بیان ہے فافہم ۱۲- [۴] قوم بولی کہ تو جلدی کر اور جا کہ تا تیری جان کا جامہ قید نہو دور سے آسان معلوم ہوتی ہے تو غور کر کہ وہ راہ آخر ہو وے سخت تر ہے آگے اسکے حقائق ہین اول تو خود گرویدہ ہوے اور وقت پھنسنے کے بریت ڈھونڈھتے ہین اول دانتے سے تو آسان ہو خیال بد دل مین مردم کے نیک ہو یعنے اول بری سے اچھی معلوم ہوتی ہے اور بعدہ آفت لاتی ہو آگے اسکی مثال ہی فافہم ۱۲-

آن ز دور آسان نماید به نگر	که بآخر سخت باشد رہگذر	دور سے آسان ہے تو غور کر	کہ جو آخر راہ ہووے سخت تر
پس کسان کاو سخت خود را از بخت	وقت پیچاپیچ دستاویز جست	پہلے اکثر خود تو گرویدہ ہوئے	وقت پھنسنے کے رسیت ڈھونڈھتے
پیشتر از واقعه آسان بود	در دل مردم خیال نیک و بد	واقعہ سے پہلے تو آسان ہو	دل مین مردم کے خیال بد نکو
چون درآید اندرون کارزار	آن زمان گردد بر آنکس کار زار	جب لڑائی کے وہ اندر جا پھنسے	اس گھڑی اس شخص پر مشکل پڑے
چون نه شیری هین منه تو پای پیش	کان اجل گرگست جان تست میش	تو نہین ہے شیر آگے مت بڑھے	کہ تری جان بز اجل ہی گرگ ہے
ور تو ابدالی و میشت شیر شد	آمن آ که گرگ تو سر زیر شد	گر تو ابدال اور تری بز شیر ہے	آ تو بے ڈر گرگ تیرا زیر ہے
کیست ابدال آنکه او مبدل شود	خمرش از تبدیل یزدان خل شود	کون ہی ابدال کہ مبدل جو ہے	سرکہ ہو تبدیل حق سے اسکی مے
لیک مستی شیرگیری در گمان	شیر نداری تو خود را این مران	پر تو مست و شیرگیر از وہم سے	شیر جانے خود کو ہرگز مت چلے
گفت حق ز اہل نفاق ناسدید	باسهم ما بینهم باس شدید	بولا حق بہر نفاق ناسدید	باسهم ما بینهم باس شدید
در میان همدگر مردانه اند	در غزا چون عورتان خانه اند	اپنے آپس مین تو ہین مردانہ وہ	اور غزا مین جون زنان خانہ وہ
گفت پیغمبر سپهدار غیوب	لا شجاعت یا فتی قبل الحروب	بولے پیغمبر کہ ہین شاہ غیوب	لا شجاعت ای جوان قبل الحروب
وقت لاف غزو مستان کف زنند	وقت جوش جنگ چون کف بی زنند	وقت دعوی غزو کے شرطین کرین	عین وقت جنگ عاجز وہ رہین
وقت ذکر غزو شمشیرش دراز	وقت کر و فر تیغش چون پیاز	وقت ذکر غزو تیغ انکی دراز	معرکہ مین تیغ انکی جون پیاز
وقت اندیشه دل او زخم جو	پس بیک سوزن تهی شد مشک او	وقت اندیشہ دل انکا زخم خواہ	مشک انکی سوئی سے خالی ہوا
من عجب دارم ز جویای صفا	کو رمد در وقت صیقل از جفا	اس سے حیران ہون ڈھونڈھی صفا	اور جفا سے بھاگے وہ وقت جلا
عشق چون دعوی جفا دیدن گواه	چون گواهت نیست شد دعوی تباه	عشق ہون دعوی جفا نا گواہ	جو گواہ تیرا نہین دعوی تباہ

ملہ جب لڑائی الخ یہ شعر جبکہ لڑائی مین جا پھنسے اس دم اس شخص پر مشکل پڑتی تو شیر نہین ہے آگے مت بڑھ کہ تیری جان بز اور اجل گرگ ہے اگر تو ابدال ہے اور بز تیرا شیر ہے یعنی بے خوف و خطر آ کہ وہ تیرا بز ہے ابدال کون ہے کہ جو بدل جاوے انکی مے تبدیل حق سے سرکہ ہو جاوے لیکن تو مست و شیرگیر ہے اور وہم سے شیر جانے خود کو ہرگز مت چلیئے ابدال وہ شخص ہے کہ جسکی صفات بشری بدل گئی ہون آگے اسکا حال ہی فافہم ۱۲-

سلہ بولا حق الخ یہ شعر حق نے کہا واسطے نفاق نامبارک کے ترجمہ انکی لڑائی آپس مین سخت ہے اپنے آپس مین وہ مردانہ ہین اور غزا مین مانند زنان خانہ کے ہین نبی علیہ السلام نے کہا کہ جو بادشاہ غیب کے ہین ترجمہ نہین ہے مردانگی اول لڑائی سے کہ وقت دعوی غزا کی شرطین کرتے ہین اور وقت لڑائی کے وہ عاجز رہتے ہین وقت ذکر غزا کے انکی تیغ دراز ہے اور معرکہ مین تیغ انکی مانند پیاز کے ہے بوقت اندیشہ کے انکا دل زخمی چاہنے والا ہے ورانکی مشک ایک سوئی سے خالی ہو افسوس ہے یعنے مدعیان ریاکار آپس مین بوقت بزم شیر قالین ہین اور ہنگام معرکہ روباہ سے بدتر ہین بسبب ہونے معنی کے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ ملہ اس سے الخ یہ شعر یعنی اس بات سے حیران ہون کہ صفائی ڈھونڈھتا ہے اور وقت جلا کے جفا سے بھاگتا ہے عشق مانند دعوی کے ہے اور جفا پانا گواہ کا ہے جو گواہ نہین ہے تو دعوی تباہ ہے جیسے قاضی گواہ سے تو رنجیدہ ہو سانپ پر بوسہ دے وہ گنج پاوے وہ تجھ مین جفا نہین ہے بلکہ وصف بد ہے کہ جو تجھ مین ہے آگے اسکی مثال ہے اگر کوئی لاٹھی نمدے پہ مارے وہ نمدے پر نہین مارتا ہے بلکہ گرد ان پر مارتا ہے اگر کوئی غصہ سے سپ کو مارے وہ عیب کو مارتا ہو دابہ کو تاکہ عیب کو چھوڑے وہ خوش رفتار ہووے کیونکہ شیرہ قند سے بادہ گلاب ہوتا ہے یعنے جفا باعث صفا ہے کیونکہ بعد رنج کے راحت ہو اور جفا پیر کے اخلاق ذمیمہ کے صاف کرنے کو آئی ہے کہ پاک ہو تا اسکے تکلیف دینے کو آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲-

چون گواہی داد این قاضی مرنج	بوسہ دہ بر مار تا یابی تو گنج	تجھسے قاضی ہے گواہ مت کر تو رنج	بوسہ دے تو سانپ پر تا پاوے گنج
آن جفا با تو نباشد اے پسر	بلکہ با وصف بدے اندر تو در	وہ جفا تجھ مین نہین ہے جان لے	بلکہ وصف بد سے جو کہ تجھ مین ہے
بر نمد چوبے کہ آن را مرد زد	بر نمد آن را نزد بر گرد زد	ملے لاٹھی کوئی نمدے پر اگر	مارے نمدے پر نہ مارے گرد پر
گر بزد مر اسپ را آن کینہ کش	آن نزد بر اسپ زد بر سکسکش	گر کوئی غصہ سے مارے اسپ کو	مارے اسکے عیب کو نہ اسپ کو
تا ز سکسک وا رہد خوش پی شود	شیرہ را زندان کنی تا مے شود	تا کہ چھوٹے عیب خوش رفتار ہو	قید سے شیرہ مئے گلنار ہو
آن یکے میزد یتیمے را بہ قہر	قند بود آن لیک بنمودے چو زہر	[1] مارتا اک تھا یتیم اک کو بہ قہر	قند تھا وہ پر دکھے تھا مثل زہر
دید مردے آن چنانش زار زار	آمد و بگرفت زودش در کنار	مرد نے دیکھا جو اسکو بر ملا	دوڑ کر گودی مین جلدی لے لیا
گفت چندان آن یتیمک را زدے	چون نترسیدی ز قہر ایزدی	بولا اتنا تو یتیمون کو نہ مار	قہر حق سے کیون نہین ڈرتا ہے یار
گفت او را کے زدم اے جان دوست	من بران دیو زدم کو اندر وست	بولا اسکو مین نے کب مارا ہے جان	دیو کو مارا جو اسمین ہے نہان
مادر ار گوید ترا مرگ تو باد	مرگ آن خو خواہد و مرگ فساد	گر کہے مان موت تجھکو ہو جیو	چاہتی ہے موت خوئے بد کی وہ
آن گروہے کز ادب بگریختند	آب مردے آب مردان ریختند	وہ گروہ بھاگا ہے جو آداب سے	آبروئے مردی مردان کھوئی ہے
غازیان شان از دغا وا راندند	تا چنین حیز و مخنث ماندند	[2] غازیون نے انکو خارج کر دیا	جنگ سے کہ ہون مخنث پست پا
لاف و غرہ ژاژ خا را کم شنو	با چنینہا در صف ہیجا مرو	مت سن بیہودون کی تو شیخی ذرا	جنگ مین نہ ساتھ نامردون کے جا
زانکہ زادوکم خبالا گفت حق	کز رفیق سست برگردان ورق	کیونکہ زادوکم خبالا حق کہے	کہ رفیق سست سے منہ پھیر لے
کر گر ایشان با شما ہمرہ شوند	غازیان بے مغز ہمچون کہ شوند	کہ ہمارے وہ اگر ہمراہ ہون	غازی سب بے مغز مثل کاہ ہون
خویشتن را با شما ہم صف کنند	پس گریزند و دل صف بشکنند	خود تمھارے ساتھ صف مین وہ رہین	پیش ہی بھاگین دلکو صف کے توڑ دین
پس سپاہی اندکے بے این نفر	بہ کہ با اہل نفاق آید حشر	پس سپہ تھوڑی بغیر ان حیز کے	بہتر اس سے کہ وہ بھاگین خوف سے
ہست بادام کم خوش بیختہ	بہ ز بسیارے بہ تلخ آمیختہ	تھوڑے سے بادام بہتر ہین چھنے	ان بہت سے جو کہ ہون کڑوے ملے

[1] مارتا تھا الخ، شعر ایک شخص ایک یتیم کو قہر سے مارتا تھا وہ مارنا قند تھا ولیکن زہر دکھائی دیتا تھا جو اسکو مرد نے دیکھا بر ملا دوڑ کر گود مین جلدی سے لے لیا کہا کہ تو اسقدر یتیمون کو مت مار قہر خدا سے تو کیون نہین ڈرتا ہے کہا کہ مین نے اسکو کب مارا ہے مین نے تو دیو کو مارا کہ جو اسمین پوشیدہ ہے اگر کوئی بچہ کو کہے کہ تجھے موت ہو جیو پس وہ موت خوئے بد کی چاہتی ہے آگے حقائق ہین وہ گروہ جو آداب سے بھاگتا ہے آبرو مردی و مردون کی کھوتا ہے یعنے جس نے آداب چھوڑا گویا آبرو مردی و مردون کی کھوئی آگے اسکے حقائق کا بیان ہے فافہم ۱۲

[2] غازیون الخ، شعر انکو غازیون سے خارج کر دیا جنگ نے کہ مخنث پست پا ہون تو بیہودون کی شیخی مت سن اور جنگ کو ان نامردون کے ساتھ مت جا کیونکہ حق نے کہا ترجمہ نہ زیادہ کیا تمکو مگر تباہی رفیق سست سے تو منہ پھیر لے کہ اگر وہ ہمارے ہمراہ ہون سب غازی مانند گھانس کے ہون اگر وہ خود تمھارے ساتھ رہین بھاگین اور تمھارے صف دل کو توڑین تھوڑی سپاہ بے ان حیزون کے بہتر ہے اس سے کہ وہ خوف سے بھاگین آگے اسکی مثال ہے تھوڑے بادام چھنے ہوئے بہتر ہین ان بادامون سے کہ جو کڑوے ملے ہون یعنے تھوڑے مردان حق بہتر ہین ان بہت ریاکارون سے کہ جو آفت لائین اور گمراہی مین ڈالین آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

تلخ و شیرین گر بصورت یکشے اند | نقص ازان افتاد که هم دل نیند
کبر ترسان دل بود که از گمان | می زید در شک ز حال آن جهان
می رود او ره نداند منزلے | گام ترسان می نهد اعمی دلے
چون نداند ره مسافر چون رود | با تردد ها و دل پر خون شود
هر که گوید هاے این سو راه نیست | او کند از بیم آنجا وقف و ایست
ور بداند ره دل با هوش او | کے رود هر هاے و هو در گوش او
پس مشو همراه این اشتر دلان | زانکه وقت ضیق و بیم اند آفلان
پس گریزند و ترا تنها هلند | گرچه اندر لاف سحر بابل اند
تو ز رعنایان مجو هین کارزار | تو ز طاؤسان مجو صید و شکار
طبع طاؤسیت وسوست کند | دم زند تا از مقامت بر کند

میٹھے کڑوے ایک صورت میں ہیں | جو نہیں یکدل ہیں ضد باہم رکھیں
گھبر ڈرتا ہی گمان سے زندہ ہے | شک میں اس عالم کے وہ احوال سے
راہ چلتا ہے نہ منزل جانتا | اور قدم ڈر کے رکھے مثل عمی
جو نہ جانے راہ وہ کیونکر چلے | ہو پریشان اور دل پر خون رکھے
جو کہے ہائے ادھر رستہ نہیں | ٹھہر جائے ڈر سے وان کرکے یقین
جو دل پر ہوش جانے راہ کو | کب سنے ہر ایک ہائے ہو کو وہ
ان شتر کینوں کے تو ہمرہ نجا | کیونکہ وقت خوف یہ ہوویں جدا
پس وہ بھاگیں تجھکو تنہا چھوڑ دین | سحر بابل گرچہ دعوی میں رکھیں
خشک بانکوں سے تو مت لے کارزار | اور نہ طاؤسوں سے چہ تو کچھ شکار
طبع طاؤسی تری خطرہ کرے | دھوکا دے تجھکو اکھیڑے جا سے

گفتن شیطان با قریش که بجنگ احمد علیه السلام آئید که من یاریها کنم و قبیلۂ خود را بمدد خوانم و گریختن او در ملاقات صفین

کہنا شیطان کا قریش کو کہ تم احمد علیہ السلام سے لڑو میں تمھاری مدد کروں اور اپنی قوم کو واسطے مدد کے لاؤں اور بھاگنا اسکا عین مقابلہ میں

همچو شیطان کو سوے قریش | دم دمید و گفت گرد آرید جیش
تا که در احمد هزیمت افگنیم | بیخ و بنیادش از زمینش بر کنیم
چونکه شیطان در سپه شد هم یکم | خواند افسون را انی جار لکم
چون سپه گرد آمد از گفت او | کرد ایشان بحیلت گفتگو

اور قریشون کو دیا شیطان نے دم | مکر سے بولا کرو لشکر بہم
تاکہ احمد کو شکست اب دیوین ہم | اور زمین سے جڑ انکی کھودیں ہم
جبکہ شیطان فوج میں آکر ملا | انی جار لکم کہنے لگا
جمع لشکر اسکے کہنے سے ہوا | مکر و حیلہ سے انھیں دھوکا دیا

سلہ میٹھے الخ۔ اشعر میٹھے وکڑوے ایک سی صورت میں ہیں جو ایک دل نہیں ہیں ضد باہم رکھتے ہیں گبر ڈرتا ہے اور گمان سے زندہ ہے وہ شک میں اس عالم کے احوال سے راہ چلتا ہے اور منزل نہیں جانتا ہے اور قدم رکھتا ہے مثل اندھوں کے جو راہ نہ جانے وہ کیونکر ✱ پریشان ہووے اور دل پر خون رکھے جو کوئی کہے کہ افسوس ادھر راستہ نہیں ہے وہاں ٹھہر جائے یقین کرکے جو دل پر ہوش کر راہ جانے کب وہ سنے ہر ایک ہائے ہو کو ان شتر کینہ والوں کے ہمراہ نہ جا کیونکہ وقت خوف کے وہ جدا ہو پس وہ بھاگیں اور تم کو تنہا چھوڑ دین اگرچہ سحر بابل وہ دعوی میں رکھیں خشک بانکوں سے تو مت لے کام لڑائی کا اور طاؤسوں سے مت چاہ کچھ شکار تیری طبع طاؤسی خطرہ کرے تجکو دھوکا دے اور جگہ سے اکھیڑ دے یعنے ان ریاکاروں سے تو بھاگ اور ظاہر آرایوں سے طمع مت رکھ کہ تجھکو یہ گمراہ کرین و بلا میں ڈالیں جیسے ابلیس نے قریشیوں کو دھوکا دے کر بلا میں ڈالا چنانچہ انکا قصہ مثال میں آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سلہ جو قریشون الخ ہم شعر جیسے قریشوں کو شیطان نے دم دیا اور مکر و حیلہ سے کہا کہ لشکر جمع کرو تاکہ ہم احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شکست دیں اور زمین سے جڑ انکی اکھیڑیں رستم بن کر اس خر کی دم نے سپاہ میں دم دیا کہ میں تحقیق ہمسایہ مددگار تمھارا ہوں اسکے کہنے سے لشکر جمع ہوا اور انکو مکر و حیلہ سے کہا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ تحقیق ہمسایہ مددگار تمھارا ہوں ۱۲

گر بیارم من قبیلۂ خویش را — تا کہ در ہیجا بود پشت شما
مر شما را عون و یاریہا کنم — تا سپاہ دشمنان را بشکنم
چون قریش از گفت او حاضر شدند — ہر دو لشکر در ملاقات آمدند
از ملائک دید شیطان انبہی — سوی صف مومنان اندر رہی
آن جنود الم تروہا صف زدہ — گشت جان او ز بیم آتشکدہ
پای خود واپس کشیدہ برگرفت — کہ ہمی بینم سپاہی بس شگفت
کہ اخاف اللہ مالی منہ عون — اذہبوا انی اری ما لا ترون
گفت حارث ای سراقہ شکل ہین — دی چرا تو می نگفتی اینچنین
گفت این دم من ہمی بینم حرب — گفت می بینی جعاشیش عرب
می نہ بینی غیر این لیک ای تو ننگ — آن زمان لاف بود این وقت جنگ
دی ہمی گفتی کہ پایندان شدم — کہ بودتان فتح و نصرت دمبدم
دی زعیم الجیش بودی ای لعین — وین زمان ناچیز و نامرد و مہین
تا بخوردیم آن دم تو و آمدیم — تو بتون رفتی و ما ہیزم شدیم
چونکہ حارث با سراقہ گفت این — از عتابش خشمگین شد آن لعین
دست خشمین ز دست او کشید — چون ز گفت اوش درد دل رسید
سینہ اش را کوفت شیطان و گریخت — خون آن بیچارگان زین مکر ریخت
چونکہ ویران کرد چندین عالم او — پس بگفت انی بری منکم

کہ بلاتا ہوں میں اپنی قوم کو — تا مدد لڑنے میں ان سے تم کو ہو
اور مددگاری تمہاری میں کروں — تا شکست اب لشکر دشمن کو دوں
جمع کہنے سے قریش اسکے ہوئے — دونوں لشکر آ مقابل ہو گئے
دیکھا انبوہ ملک شیطان نے — مومنوں کی صف کی جانب ہیں کھڑی
وہ جنود الم تروہا صف بندی — ڈر سے اسکی جان آتش میں جلی
پاؤں اپنا پیچھے کھینچا اور ہٹا — کہ میں دیکھوں ہوں سپاہ نادرا
کہ اخاف اللہ مالی منہ عون — اذہبوا انی اری ما لا ترون
بولا حارث جو سراقہ شکل ہاں — کیوں نہ کل ایسا کیا ہے بیان
بولا دیکھوں ہوں لڑائی سخت اب — بولا دیکھے تو گدایان عرب
تو نہ دیکھے ان سوا اے شوخ و ننگ — اس گھڑی دعوی تھا اور ہے وقت جنگ
کل یہ کہتا تھا کہ ہوں ثابت قدم — کہ تمہیں ہو فتح و نصرت دمبدم
کل تو تھا سردار لشکر کا لعین — آج ہے ناچیز نامرد و حزین
تیرا دھوکا کھا کے ہم یاں آئے ہیں — ہم ہوں ہیزم تو گیا حمام میں
جو یہ حارث نے سراقہ سے کہا — اسکی خفگی سے لعین غصہ ہوا
کھینچا اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے — درد دل پہونچا جو اسکی بات سے
سینہ اسکا کوٹ شیطان چل دیا — مکر سے ان عاجزوں کا خون کیا
ویران اک عالم کیا ہے اسنے جو — پس کہا انی بری منکم

سلہ کہ بلاتا ہوں الخ یہ شعر کہ میں اپنی قوم کو بلاتا ہوں تا اُنسے تم کو لڑنے میں مدد ہووے اور میں تمہاری مدد کروں تاکہ لشکر دشمن کو شکست دوں انکے کہنے سے قریش جمع ہوے اور دونوں لشکر آکر مقابل ہوے شیطان نے انبوہ ملائک کو دیکھا کہ جانب صف مومنین کے کھڑے ہیں ترجمہ وہ سپاہ کہ دکھلائی نہ دے صف بندی اور انکے ڈر سے جان شیطان کی آتش میں جلی اپنا پاؤں پیچھے کھینچا اور ہٹا کہ میں سپاہ نادر دیکھتا ہوں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ کہ اخاف الخ یہ شعر ترجمہ میں خدا سے ڈرتا ہوں کہ مجکو اُنسے مددگاری نہیں جاؤ تم میں نے تحقیق دیکھا جو تم کو نہیں دکھائی دیتا ہے حارث نے کہا کہ اے سراقہ شکل ہاں تو نے کل ایسا کیوں نہ کہا کہا کہ میں اب لڑائی سخت دیکھتا ہوں کہا کہ تو گدایان عرب کو دیکھتا ہے تو انکے سوا نہیں دیکھتا ہے وہ وقت دعوی کا تھا اور یہ وقت جنگ کا ہے باقی حال آئے ہے فافہم ۱۲ سلہ کل الخ یہ شعر کل تو یہ کہتا تھا کہ میں ثابت قدم ہوں اور تمہیں دم بدم فتح و نصرت ہو کل تو سردار لشکر کا تھا آج تو نامرد و ناچیز ہے ہم یہاں تیرا دھوکا کھا کر آئے ہیں پس ہم ہیزم ہوئے اور تو حمام میں گیا جو حارث نے سراقہ سے کہا اسکی خفگی سے وہ لعین غصہ ہوا اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے کھینچا جو درد دل اسکی بات سے پہونچا اُسکا سینہ کوٹ کر شیطان چل دیا اور مکر سے ان عاجزوں کا خون کیا ایک عالم جو ویران کیا پس کہا ترجمہ تحقیق میں علیحدہ ہوں تم سے سینہ کو مارا اور گرایا اسکو بھی بچا کا جو ہیبت بھاگنے کی ہوئی آگے اسکے حقائق ہیں فافہم ۱۲۔

عہ وہ سپاہ کہ دکھلائی نہ دیے ۱۲۔ عہ ڈرتا ہوں میں خدا سے کہ مددگاری اسنے مجکو نہیں ۱۲۔ عہ جاؤ تم تحقیق میں نے دیکھا جو تم کو نہیں دکھائی دیتا ۱۲۔ عہ تحقیق میں علیحدہ ہوں تم سے ۱۲۔

کوفت اندر سینه و انداختش	پس گریزان شد چو هیبت تاختش	کوٹا سینہ اور گرایا اسکو بھی	بھاگا کہ ہیبت بھاگنے کی جو ہوئی
نفس و شیطان هر دو یک تن بوده اند	در دو صورت خویش را بنموده اند	نفس و شیطان[۱] ایک تن دونون ہوے	خود کو دو صورت مین دکھلایا تجھے
چون فرشته و عقل کایشان یک بدند	بهر حکمتهاش دو صورت شدند	جس طرح عقل و فرشتہ ایک تھے	واسطے حکمت کے دو صورت بنے
دشمنے داری چنین در سر خویش	مانع عقل ست و خصم جان و کیش	ایسے دشمن کو تو باطن مین رکھے	مانع عقل و عدوے جان ہے
یک نفس حمله کند چون سوسمار	پس بسوراخے گریزد در فرار	اک دفعہ حملہ کرے جون سوسمار	پھر گھسے سوراخ مین کرکے فرار
در دل او سوراخها دارد کنون	سر ز هر سوراخ می آرد برون	دلمین سوراخین وہ رکھتا ہی وے	سر ہر اک سوراخ سے باہر کرے
نام پنهان گشتن دیو از نفوس	و اندران سوراخ رفتن شد خنوس	گھستے[۲] سوراخون وہ چھپتے نفس سے	پس خنوس اس دیو کا اک نام ہے
که خنوسش چون خنوس قنفذ ست	چون سر قنفذ ورا آمد شد ست	چھپنا اسکا مثل چھپنے سیہ کے ہی	باہر اندر مثل سیہ سر کو رکھے
که خدا آن دیو را خناس خواند	کو سر آن خارپشتک را بماند	کہ کہا خناس حق نے دیو کو	اسکا سر مانند سیہ کے جان تو
می نهان گردد سر آن خارپشت	دمبدم از بیم صیاد درشت	سر نہان اس سیہ کا جو ہوے ہی	دمبدم پر خوف سے صیاد کے
تا چو فرصت یافت سر آرد برون	زین چنین مکری شود مارش زبون	جب ملے فرصت نکالے سر کو وہ	مکر اسکا ایسا پھانسے سانپ کو
گر نه نفس از اندرون راهت زدی	رهزنان را بر تو کے دستے بدی	نفس رہ تیری نہ اندر مارتا	رہزنون کا ہاتھ کیسے پہونچتا
زان عوان مقتضی که شهوت ست	دل اسیر حرص و آز و آفت ست	اس[۳] سپاہی سے کہ شہوت ہے دلا	دل ہی قیدی حرص اور آفات کا
زان عوان بدتر شدی تو دزد و تباه	تا عوانان را بقهر تست راه	اس سپاہی سے ہوا تو چور ہے	قہر تجھپر وہ سپاہی جو کرے
در خبر بشنو تو این پند نکو	بین جنبیکم لکم اعدا عدو	سن حدیثون مین تو یہ پند نکو	بین جنبیکم لکم اعدا عدو
طمطراق این عدو مشنو گریز	کو چو ابلیس ست در رنج و ستیز	اس عدو کا کر و فر مت سن تو جا	ہی خصومت عجز مین ابلیس سا
بر تو او از بهر این دنیاے سرد	آن عذاب سرمدے را سهل کرد	تجھپے دنیاے لیئے آسان کیا	اسنے وہ رنج و عذاب دائما
چه عجب گر مرگ را آسان کند	او ز سحر خویش صد چندان کند	کیا عجب گر مرگ کو آسان کرے	سحر اپنے کو وہ سو چندان کرے

[۱] نفس الخ ۔ شرح نفس او شیطان دونون ایک تن ہوے اور خود کو دو صورت مین دکھلایا جیسے عقل و فرشتہ ایک تھے مگر واسطے حکمت کے دو صورت بنے تو ایسے دشمن کو باطن مین رکھتا ہے جو منع عقل و عدو جان کا ہے ایک دفعہ حملہ کرے مانند سوسمار کے پھر سوراخ مین گھسے بھاگ کر دل مین سوراخین دور رکھتا ہے ولیکن سر ہر ایک سوراخ سے نکالتا ہے یعنے نفس و شیطان ایک ہین پس نفس بھی مانند شیطان کے دھوکا دیتا ہے اور وہ تیرے دل مین رہتا ہے تو اس سے ہوشیار رہ آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۔ [۲] گھستے الخ ۔ شرح نفس کے سوراخون مین گھستے اور چھپنے سے خنوس اس دیو کا نام رکھا اسکا چھپنا مثل چھپنے سیاہی کے ہے کہ اندر باہر مثل سیاہی کے سر کو رکھتا ہے کہ حق نے خناس کہا ہے دیکھو اسکا سر مانند سیاہی کے جان یعنے خناس خنوس سے ہے اور خنوس چھپنے والی چیز کو کہتے ہین چونکہ نفس بھی دل مین چھپتا ہے اسواسطے نفس کو حق نے خناس کہا ہے سر پوشیدہ اس سیاہی کا جو ہوتا ہے دمبدم ولیکن خوف سے صیاد کے جب فرصت ملے وہ سر کو نکالے اسکا ایسا مکر سانپ کو پھانسے تیری کا نفس باطن مین نہ مارتا تو رہزنون کا کیسے ہاتھ پہونچتا ہے باقی حال آگے فافہم ۱۲ ۔ [۳] اس سپاہی الخ ۔ شرح اس سپاہی سے کہ وہ شہوت ہے دل قیدی ہے حرص و آفات کا اس سپاہی سے تو چور ہوا ہے تا وہ سپاہی تجھپر قہر کرے تو سن حدیثون مین نصیحت نیک ترجمہ درمیان دو پہلو تمہارے کے بڑا دشمن تمہارا ہے اس عدو کا کر و فر مت مان اور وہ عجز مین خصومت ابلیس کے مانند ہے تجھپر دنیا کے واسطے آسان کیا اسنے وہ رنج و عذاب ہمیشہ کیا تعجب ہے کہ اگر مرگ آسان کرے وہ اپنے سحر سے سو چندان کرے سو گنا صفت سے کہ کر دے کہ مانند کاہ کے کر دے یعنے نفس کا مکر مانند ابلیس کے ہے کہ رنج تجھپر دنیا کے واسطے اسنے آسان کر دیا ہے کیا تعجب ہے کہ وہ تجھکو بے ایمان کر دے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۔ [۴] درمیان پہلو تمہارے کے

سحر کابے را بہ صنعت کہ کُند	بازکوہی را چو کاہے مے نہد	سحر کردے کاہ کو صنعت سے کوہ	کوہ کو جوں کاہ پھر کر دیوے وہ
زشتہا را نغز گرداند بہ فن	نغزہا را زشت گرداند بہ ظن	زشت کو کردے ہنر سے خوبرو	زشت ہی کر دے گمان سے خوب کو
آدمی را خر نماید ساعتے	آدمی سازد خرے را ز آیتے	آدمی کو ایک دم میں کردے خر	اک علامت سے کرے خر کو بشر
کار سحر اینست کہ دم می زند	ہر نفس قلب حقائق مے کند	سحر کا یہ کام کہ دم دیوے وہ	ہر گھڑی پلٹے حقائق کو ہر دو
اینچنین ساحر درون تست سر	ان فی الوسواس سحرًا مستتر	ایسا ساحر تجھ میں ہے تو پا یہ سر	انَّ فی الوسواس سحرًا مستتر
اندران عالم کہ ہست این سحرہا	ساحران ہستند جادوے کشا	اندر اس عالم کے بھی یہ سحر ہیں	اور ساحر جو سحر کو کھول دیں
اندران صحرا کہ رُست این زہر تر	نیز روئیدست تریاق ای پسر	اندر اس عالم کے یہ سم ہے اگا	اے پسر تریاق بھی پیدا ہوا
گویدت تریاق از من جو سپر	کز زہرم من تو نزدیک تر	کہتا ہے تریاق مجھ سے لے سپر	زہر سے میں تیرے ہوں نزدیک تر
گفت او سحرست و ویرانے تو	گفت من سحرست دفع سحر او	کہتا اسکا سحر تیرے حق میں ہے	کہتا میرا سحر توڑے اسکا سحر
گفت پیغمبر کہ ان فی البیان	سحر او حق گفت آن خوش پہلوان	بولے پیغمبر کہ ان فی البیان	سحر حق اسکو کہے وہ پہلوان
لیک سحرے دفع سحر ساحران	مایۂ تریاک باشد در بیان	سحر ہے پر دفع سحر ساحران	مایۂ تریاق ہے اندر بیان
آن بیان اولیاء و اصفیاست	کز ہمہ اغراض نفسانی جداست	وہ بیان ہے اولیا کا برملا	کہ وہ نفسانی غرض سے ہی جدا
حاصل آن کز زہر نفس دون گریز	نوش کن تریاق مرشد چست و تیز	الغرض کہ بھاگ زہر نفس سے	نوش کر تریاق مرشد جلد لے
این طلسم سحر نفس اندر شکن	سوے گنج پیر کامل نقب زن	یہ طلسم سحر نفس اب توڑ تو	نقب کامل پیر کے دے گنج کو
بس بود از سحر این سو آغاز زان	جانب مہمان و مسجد باز ران	طول ہے یہ لوٹ سوئے ابتدا	جانب اس مہمان مسجد کے تو جا

مکر کردن عاذلان پند را بہ مہمان مسجد مہمان کُش — مکر کرنا نصیحت ملامت کرنے والوں کا اس مہمان مسجد مہمان کُش کو

ہین مکن جلدی برو ای بو الکرم	مسجد ما را مکن زین متہم	مت کرو جلدی تو جا اے بو الکرام	تو نہ کر مسجد ہماری متہم

سلہ زشت کو اچھا، شعر زشت کو ہنر سے خوبرو کرے اور خوبرو کو گمان سے زشت کردے آدمی کو دم بھر میں خر کردے اور خر کو ایک علامت سے بشر کردے سحر کا یہ کام ہے کہ دم دیوے اور ہر گھڑی وہ حقائق کو پلٹتا ہے ایسا ساحر تجھ میں ہے تو اس بھید کو پا ترجمہ تحقیق وسواس میں سحر ہے ہمیشہ یعنے وہ سحر نفس یہ خیالات ہیں کہ انسان کو ہر ترکرتے ہیں پس تمام عالم میں بھی یہ سحر ہیں اور ساحر بھی کہ سحر کو کھول دیں اس صحرا میں یہ سم اگا ہے اور تریاق بھی پیدا ہوا ہے تریاق کہتا ہے کہ مجھ سے سپر لے تیرے زہر سے نزدیک تر ہوں اسکا کہنا سحر تیرے حق میں زہر ہے میرا کہنا سحر اسکا توڑتا ہے یعنے خطرات نفسانی بھی سحر ہیں اور ہدایت اولیا بھی سحر ہیں پس سحر اولیاء اللہ سے نفس کو توڑتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ یعنے اچھا شعر جناب رسول مقبول صلعم نے فرمایا ترجمہ تحقیق بیان میں سحر ہے پس سحر حق اسکو کہیں مصطفےٰ سحر ہے ولیکن دفع سحر ساحران ہے اور مایۂ تریاق بیان ہے وہ بیان اولیاء اللہ کا ہے ظاہر ہے کہ نفسانی غرض سے جدا ہے الغرض کہ بھاگ زہر نفس سے جلد تریاق مرشد لے و نوش کر یہ طلسم نفس اب تو توڑ اور گنج پر نقب کامل دے یہ بات طول ہے تو لوٹ جانب ابتدا کے اور جانب اس مہمان مسجد کے جا یعنے زہر نفس سے تو بھاگ اور تریاق ہدایت مرشد نوش کر کہ منزل مقصود کو پہونچے آگے بیان اہل نصیحت مسجد مہمان کش کا ہے فافہم ۱۲ سلہ مت کرے اچھا شعر تو جلدی مت کر اور جا اے ابو الکرم اور ہماری مسجد کو تو متہم نہ کر اگر دشمن کے ازراہ دشمنی کے اور ہم پر کل طعنہ زنی کرے کہ کسی ظالم نے کلام کر کے تو شا مسجد کا بعید کرکے وہ تو صحیح سالم تھا قتل کے حیلہ کو مسجد پر رکھا کہ یہ مسجد بدنام ہے اس لئے اے سخت جان تو بہر تہمت مت رکھ ہمکو مکر دشمن سے امن نہیں ہے جا جلدی مت کر اور سودا مت پکا عالم ہمیں سے تو تاپ نہ سکے بھرسے شکی کر نیالے بخت نے ڈاڑھی نوچی اپنے آپ اب تو جا اور کہ یہ جنگ و قال خود پر اور بے سر مت لا و بال آگے جواب مہمان کا ہے فافہم ۱۲ سلہ تحقیق وسواس میں سحر ہے ہمیشہ سلہ تحقیق کہ بیان میں سحر ہے ۱۲

گر بگوید دشمنے از دشمنے — آتشے در ما زند فرد او نے
گر بتاساید او را ظالمے — بر بہانہ مسجد او بد سالمے
تا بہانہ قتل بر مسجد نہد — چونکہ بدنام ست مسجد او جہد
تہمتے بر ما منہ اے سخت جان — کہ نہ ایم ایمن ز مکر دشمنان
ہین برو جلدی مکن سودا مپز — کہ نتان پیمود کیوان را بہ گز
چون تو بسیاران بلافیدہ ز بخت — ریش شان بر کندہ یک یک لخت لخت
ہین برو کوتاہ کن این قیل و قال — خویش و ما را در میفگن در وبال

گر کہے دشمن زراہ دشمنی — اور وہم پر کل کرے طعنہ زنی
کہ گلا گھونٹا کسی ظالم نے آ — حیلہ گر مسجد کا وہ تو خوب تھا
قتل کے حیلہ کو مسجد پر رکھے — کہ یہ ہے بدنام مسجد اس لیے
ہم پہ تہمت رکھ نہ تو اے سخت جان — ہو نہ ہمکو مکر دشمن سے امان
جا نہ کر جلدی تو مت سودا پکا — نے سکے تو گز سے عالم ناپنیا
تجھسے شیخی کرنیوالے بخت نے — ڈاڑھی نوچی اپنی آخر آپ سے
اب تو جا کوتاہ کر یہ قیل و قال — خود پر اور ہم پر نہ لا تو بس وبال

جواب گفتن مہمان ایشان را و مثل آوردن بدفع حارس کشت بابانگ دف از کشت شتری را کہ کوس محمودی بر پشت او میزدندے

جواب دینا مہمان کا انکو اور مثال لانا سادف کرنے کھیت والے کے کھیت سے اونٹ کو آواز دف سے کہ نقارہ محمودی اسکی پیٹھ پر بجتا تھا

گفت اے یاران از آن دیوان نیم — کہ ز لا حولے ضعیف آید بہم
کودکے کو حارس کشتے بدے — طبلکے در دفع مرغان می زدے
تا رمیدے مرغ از ان طبلک ز کشت — کشت از مرغان سلامت میگذشت
چونکہ سلطان شاہ محمود کریم — بر گذر زد آن طرف خیمہ عظیم
با سپاہے ہمچو استارہ اثیر — انبہ و قیر و زن و صفدر ملک گیر
اشترے بد کو بدے حمال کوس — بختی بد پیشرو ہمچون خروس
بانگ کوس و طبل بر وے روز و شب — میزدندے در رجوع و در طلب
اندران مزرع در آمد آن شتر — کودک آن طبلک بزد در حفظ بر
عاقلے گفتش مزن طبلک کہ او — پختۂ طبل ست با آن است خو

بولا یارو وہم نہیں اس دیو سے — کہ قدم لاحول سے عاجز رہے
تھا نگہبان ایک لڑکا کھیت کا — دف بجا کر مرغ دفع کرتا تھا
بھاگتی تھی مرغ دف سے کھیت کے — کھیت رہتا تھا سلامت مرغ سے
جو کہ سلطان وشہ محمود نے — اس طرف خیمہ کیا بس راہ پے
مثل تارون کے سپاہ ہمراہ تھی — ملک گیر و صف شکن باجاہ تھی
تھا شتر نقارہ اسپے لادتے — پیشرو وہ اونٹ تھا جون مرغ کے
اور نقارہ بجاتے اسپے تھے — رات دن کوچ و مقام اندر وے
اونٹ وہ اس کھیت کے اندر گیا — دف کو وہ لڑکا بجانے بس لگا
ایک عاقل نے کہا دف مت بجا — اونٹ نقارہ کا ہے یہ شاہ کا

(حارس

سلہ بولا الخ ۳ شعر کہا کہ ای یارو مین اس دیو سے نہین ہون کہ لاحول سے قدم عاجز ہو آگے اسکی مثال ہے ایک نگہبان طفل کھیت کا تھا کہ دف بجاکر مرغ کو ہانکتا تھا مرغ بھاگتے تھے کھیت کے دف سے کھیت سلامت رہتا مرغ سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔
سلہ جو کہ الخ ۵ شعر جو کہ سلطان محمود نے اس طرف خیمہ کیا راہ پر مانند ستارون کے ہمراہ سپاہ تھی ملک گیر اور صف شکن باجاہ تھی ایک شتر تھا کہ اسپر نقارہ لادتے تھے اور وہ اونٹ پیشرو تھا مانند مرغ کے اسپر نقارہ بجاتے تھے رات دن کوچ و مقام مین وہ اونٹ اس کھیت مین آیا اور وہ لڑکا دف بجانے لگا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ایک الخ ۶ شعر ایک عقلمند نے کہا کہ دف نہ بجا یہ اونٹ نقارہ بادشاہی کا ہے اسکے آگے ڈگڈگی کیا شے ہے نوبت شاہی ہمیشہ بار اٹھائی ہے آگے اسکے حقائق ہین مین عاشق کشتہ قربان کا ہون میری جان نوبتگاہ طبل بلا کی ہے یہ ڈھانا ایک ڈگڈگی ہے اس سے زیادہ دیکھا ہے جو کچھ کہ ہوا ہے اسے حرتغیو مین آتین نہین ہون کہ خیالون سے اس راہ مین رہ جاؤن آگے اسکی مثال ہے مثل اسمٰعیلؑ کے آزاد ہون یعنے مین عاشق حق ہون اور میری جان پر صدہا بلائین آتی ہین بیہودہ ناچکو کب راہ سے پھیر سکتا ہے فافہم ۱۲۔ عہ حارث ۔ کاشتکار ۔ حارس ۔ نگہبان ۱۲ مصحح

پیش او چہ بود تو راکہ تو طفل / گر گشاد او طبل سلطان بہست کمل
عاشقم من کشتۂ قربان لا / جان من نوبتگہ طبل بلا
خود تو راکست این بتدید ہا / پیش بچہ دیدہ است این دیدہا
ای حریفان من ازانہا نیستم / کز خیالاتے درین رہ بایستم
من چو اسمعیلیانم بے حذر / بل چو اسمعیل آزادم ز سر
فارغم از طمطراق و از ریا / قل تعالوا گفت جانم را بیا
گفت پیغمبر کہ جاد فی السلف / بالعطیہ من تیقن بالخلف
ہر کہ بیند مر عطا را صد عوض / زود در بازد عطا را زین غرض
جملہ در بازار ازان گشتند بند / تا چو سودا فتاد مال خود دہند
چون بہ بیند کالہ در ربح پیش / سرد گردد عشقش از کالای خویش
گرم زان ماندست با او کو ندید / کالہای خویش را ربح و مزید
ہمچنین علم و ہنرہا در حرف / چون ندید افزون ازانہا در شرف
تا بہ از جان نیست جان باشد عزیز / چون بہ آمد نام جان شد چیز چیز
لعبت مردہ بود جان طفل را / تا نگشت او در بزرگی طفل زا
این تصور وین تخیل لعبت است / تا تو طفلی پس بدانت حاجت است
چون ز طفلی رست جان شد در وصال / فارغ از حس است و تصویر و خیال
نیست محرم تا بگویم بے نفاق / تن زدم واللہ اعلم بالوفاق
زر ولا بانہا نشستہ منتظر / تا کہ سود آید بہ بذل آید مصر

اُسکے آگے گڈگی کیا شی ہی یار / نوبت شاہی اٹھائی بیس بار
میں ہون عاشق کشتۂ قربان لا / جان ہی نوبتگہ مری طبل بلا
بیٹرا ناڈگڈگی ہے خود بھلا / دیکھا افزون اس سے ہی جو یہ ہوا
ای حریفو ہون نہیں انیں سے میں / کہ خیالون سے رہون ہٹ آ ادھین
مثل اسمعیل نے ڈر مین رکھون / سر سے اسمعیل سا آزاد ہون
کرّ و فر نے رکھتا ہون اور نے ریا / قل تعالوا بولا میری جان کو آ
بولے پیغمبر کہ جاد فی السلف / بالعطیہ من تیقن بالخلف
جو عطا کی سو عوض کو دیکھ لے / اس غرض سے وہ عطا جلدی کرے
اس لیے بازار مین سب پھنس گئے / دیتے ہین مال اپنا جو کہ سود ہے
دیکھے سامان نفع کا جو دوسرا / سرد ہو عشق اپنے بس سامان کا
گرم بازار اس لیے اس سے رہا / اپنے سامان کا نہ دیکھا فائدا
اس طرح پیشہ ہنر اور علم کو / جو نہ دیکھا اُنسے زیادہ بس نکو
تا نہ بہتر جان سے ہو جان ہے عزیز / جانا جو بہتر اُسے جان ہے ناچیز
مردہ گڑیا دختروں کی جان ہے / نوجوان جبتک ہو وہ بچہ جنے
ان خیالون کو تو گڑیان جان لے / ہے ضرورت تجھکو جب تک طفل ہے
جو ہی طفلی ہوا جان کو وصال / نہ رہا یہ حس و تصویر و خیال
نہ کوئی محرم کہون تا بے حجاب / چپ ہون واللہ اعلم بالصواب
منتظر بیٹھا ہے ہمیانی مین زر / تا کہ ہووے سود جلدی صرف کر

سلہ کرّ و فر الخ، شعر کرّ و فر رکھتا ہون اور نہ ریا میری جان کو کہا ترجمہ نہ بوٹ آؤ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کہا ترجمہ کہ بخشش کرتا ہے گذشتہ مین سامنے بخشش کے وہ کوئی کہ یقین رکھتا ہے عوضکا عوض کا جو کوئی عطا کے عوض کو دیکھے تو اس غرض سے وہ جلدی عطا کرے آگے اسکی مثال ہے اسواسطے سب بازار مین پھنس گئے مال اپنا دیتے ہین جو کہ نفع ہے زر ہمیانی مین منتظر بیٹھا ہے تاکہ نفع ہووے جلدی خرچ کر جبکہ دوسرا سامان نفع کا دیکھے اپنے سامان کا عشق سرد ہووے اس لیے بازار اس سے گرم رہا کہ اپنے سامان کا فائدہ نہ دیکھا یعنے جو ایک بخشش کے عوض سو فائدہ دیکھے وہ بخشش جلدی کرے بس یہ حال اہل سخا کا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

سلہ اس طرح الخ، شعر اس طرح پیشے و ہنر و علم کو ان سے بہتر اچھا نہ دیکھا جب تک جان سے بہتر نہو جان عزیز ہے جبکہ بہتر جانا اُسے جان ناچیز ہے آگے اسکی مثال ہے گڑیا مُردہ دختروں کی جان ہے جب تک جوان نہوں اور بچہ نہ جنیں پس تو ان خیالون کو گڑیا جان لے جبتک تجکو حاجت ہے کہ تو طفل ہے طفلی کی جان کو جبکہ وصال ہوا یہ حس و تصور و خیال نہ رہا کوئی محرم نہیں تا بے حجاب کہون اللہ خوب جانتا ہو یعنے جان کو جبتک عزیز جانتا ہے کہ یار کو نہیں دیکھا ہے جبکہ یار کو دیکھا جان اسوقت ناچیز ہے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲

بال وتن برفند ریزان فنا … حق خریدارش کہ اللہ اشتری
برفنا زان از ثمن اولیستت … گر تو در شکے یقینے نیستت
وین عجب ظنیست در تو اے مہین … کہ نمی پرد بہ بُستان یقین
ہر گمان تشنہ یقین ست اے پسر … مے زند اندر تزاید بال وپر
چون رسد در علم پس پر پا شود … مر یقین را علم او بوپا شود
زانکہ ہست اندر طریق مفتتن … علم کمتر از یقین و فوق ظن
علم جویائے یقین باشد بدان … وان یقین جویای دید ست عیان
اندر الہکم بجو این را کنون … از پس کلا پس لو تعلمون
میکشد دانش بہ بینش اے علیم … گر یقین بودے بدیدندے جحیم
دید زاید از یقین بے امتہال … آنچنان کز ظن ہمی زاید خیال
اندر الہکم بیان این ببین … کہ شود علم الیقین عین الیقین
از گمان و از یقین بالاترم … وز ملامت برنمے گردد سرم
چون دہانم خورد از حلوائے او … چشم روشن گشتم و بینائے او
بازگستاخانہ چون خانہ روم … پا نہ لرزانم نہ کورانہ روم
آنچہ گل را گفت حق خندانش کرد … بر دل من گفت صد چندانش کرد
آنچہ زد بر سرو کہ قدش راست کرد … وانچہ از وے نرگس و نسرین بخورد
آنچہ نی را کرد شیرین جان و دل … وانچہ خاکی یافت ازان نقش چگل
آنچہ ابرو را چنان طرار ساخت … چہرہ را گلگونہ و گلنار ساخت

بال و تن ہی برف فانی لابقا … حق خریدار اسکا اللہ اشتری
برف اس باعث ہے جنت سے ہوا … گر تو شک مین ہے یقین تجھکو ہوا
یہ عجب شک ہے تجھے اے اہل کین … کہ نہین اُڑتا سوی باغ یقین
ہر گمان تشنہ یقین ہے اے پسر … اور افزونی مین کھولی بال و پر
پہونچے اندر علم کے قائم رہے … اور یقین کی سمت علم اُسکا بڑھے
کیونکہ ہے اندر طریق عشق کے … کم یقین سے علم افزون شک سے ہے
علم ڈھونڈھے ہے یقین کو تو جان … اور یقین ڈھونڈھے ہے بس دید عیان
اسکو الہکم کے ڈھونڈھو اندرون … اور پس کلا پس لو تعلمون
کھینچے دانش سوی بینش اے علیم … گر یقین ہوتا عیان ہوتا جحیم
دید ہوتی ہے یقین سے بس فزون … جیسے شک سے بڑھتا ہے خیال و جنون
دیکھ الہکم مین یہ قول مبین … تاکہ ہو علم الیقین عین الیقین
مین گمان اور یقین سے دور ہون … اور ملامت سے نہ سر کو پھیرون
میرے منہ نے کھایا حلوا اسکا ہے … چشم روشن اُسکی ہون بینائی سے
ہوؤن پھر گستاخ مین گھر کو پھرون … مثل لنگڑون اور اندھون کے چلون
گل کو قول حق نے جو خندان کیا … میرے دل پر اسنے سو چندان کیا
سرو کو کہ کرکے سیدھا قد کیا … نرگس و نسرین نے اس سے حسن لیا
جو کہ شیرین جان و دل نے کا کیا … نقش خوش خاکی ہے جو اس سے ملا
جو کہ ایسا تیز ابرو کو کیا … رخ کو بس گلنار و گلگون کر دیا

سلہ بال وتن الخ، شعر بال وتن ایک برف فانی لابقا ہے اور حق اسکا خریدار ہے اللہ اشتری ہے اس سبب سے برف جنت سے ہوا ہے کہ تو شک مین ہے اور یقین تجکو نہوا یہ عجب تجکو شک ہے اے اہل کین کہ طرف باغ یقین کے نہین اُڑتا ہے ہر ایک گمان تشنہ یقین ہے اور زیادتی مین بال و پر کھولے ہے علم مین پہونچے تو قائم رہے اور علم اُسکا یقین کی سمت بڑھے کیونکہ طریقہ عشق مین یقین سے علم کم اور شک سے سوا ہے پس علم ڈھونڈھتا ہے یقین کو اور یقین ڈھونڈھتا ہے دید کو یعنے شک علم کو چاہتا ہے اور علم یقین کو چاہتا ہے اور یقین دید کی تلاش مین رہتا ہے گویا یقین یا شک پہونچاتا ہے باقی حقائق آگے ہین فافہم ۱۲ سلہ اسکو الخ، شعر اس حال کو سورہ الہکم مین ڈھونڈھ اور بعد کلا و بعد لو تعلمون کے دیکھو دانش کھینچے ہے طرف بینش کے اگر یقین تجکو ہوتا دوزخ دکھائی دیتی پس دید یقین سے سوا ہوتی ہے جیسے شک سے خیال بڑھتا ہے الہکم مین یہ قول مبین دیکھ کہ وہ علم الیقین عین الیقین ہو یعنے علم الیقین سے عین الیقین ہوتا ہے حق الیقینی اسکا کمال ہے پس مین گمان یقین سے دور ہون اور ملامت سے سر کو نہ پھیرون میرے منہ نے اسکا حلوا کھایا ہے اور اسکا بینائی سے مین چشم روشن ہون یعنے یہ مقام اہل دید کا ہے کہ ہدایت مرشد علم الیقینی ہے اور مشاہدہ عین الیقینی ہے آگے مشاہدہ کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ہوون الخ، شعر پھر مین گستاخ ہوون اگر گھر کو پھرون مثل لنگڑون اندھون کے چلون جو قول حق نے گل کو خندان کیا میرے دل پر اُسنے سو چندان کیا کہ سرو کو سیدھا قد کیا نرگس و نسرین نے اس سے حسن لیا جو نے کا جان و دل شیرین کیا جو نقش خوش خاکی کو اس سے ملا خوش کیا جو ابرو کو ایسا تیز کیا اور رخ کو گلنار و گلگون کیا جو زبان کو سوا فہم و گری دی ہے اور کان کو [illegible]

هر زبان را داد صد افسونگری — وانچه کان را داد از زر جعفری
چون در بند او خانه باز شد — غمزه های چشم تیرانداز شد
بر دلم زد تیر و سوداییش کرد — عاشق شکر و شکر خاییش کرد
عاشق آنم که هر آن آن اوست — عقل و جان جاندار یک مرجان اوست
من نلافم ور بلافم همچو آب — نیست در آتش کشی ام اضطراب
چون بدزدم چون حفیظ مخزن اوست — چون نباشم سخت رو پشت من اوست
هر که از خورشید باشد پشت گرم — سخت رو باشد نه بیم او را نه شرم
همچو روی آفتاب بی حذر — گشت رویش خصم سوز پرده در
هر پیمبر سخت رو بد در جهان — یکسواره کوفت بر جیش شهان
رو نگردانید از ترس و غمی — یک تنه تنها بزد بر عالمی
سخت رو شد سنگ ثابت تا رسوخ — او نترسد از جهان پر کلوخ
کان کلوخ از خشت زن یک لخت شد — سنگ از صنع خدایی سخت شد
گوسفندان گر برون اند از حساب — ز انبهی شان کی بترسد آن قصاب
کلکم راع نبی چون راعی ست — خلق مانند رمه او ساعی ست
از رمه چوپان نترسد در نبرد — لیکشان حافظ بود از گرم و سرد
گر زند بانگی ز قهر او بر رمه — دان ز مهرست آنکه دارد بر همه
هر زمان گوید بگوشم بخت تو — گر ترا غمگین کنم غمگین مشو

جو زبان کو دی ہے سو افسونگری — اور دیا ہے کان کو زر جعفری
جو[1] سلح خانہ کا دروازہ کھلا — غمزہ تیر انداز آنکھون کا ہوا
تیر مار عاشق مجھے اسکا کیا — عاشق شکر و شکر خا کیا
عاشق اسکا جسکی ہر دم ملک ہے — عقل و جان جاندار اسکی جان سے
نہ مجھے دعوی دگر ہے مثل آب — نہ مجھے آتش کشی مین اضطراب
کیون چراؤن وہ ہے حافظ گنج کا — سخت رو ہون کہ وہ ہے پشت پناہ
جو کوئی خورشید سے ہو پشت گرم — سخت رو ہووے نہ خوف اسکو نہ شرم
مثل روے شمس بےخوف و خطر — اسکا رو ہو خصم سوز پردہ در
ہر پیمبر[2] سخت رو عالم مین تھا — اسنے حملہ تنہا شاہون پر کیا
منہ نہ پھیرا غم سے اور نہ خوف سے — ایک تن تنہا وہ عالم پر گرے
سنگ ثابت جو ہوا ہے سخت رو — ہو جہان پر ڈھیلے سے نہ خوف جو
خشت پر سے جو کہ ڈھیلا مل گیا — صنع حق سے سنگ سخت اک وہ ہوا
بکریان گرچہ ہین از حد بیحساب — انکے انبوہ سے نہ ڈرتا ہے قصاب
کلکم راع نبی جون راعی ہے — خلق مثل گلہ اور وہ ساعی ہے
جنگ گلہ سے نہ چروا ہا ڈرے — ہے نگہبان انکا گرم و سرد سے
چیخے گلے پر اگر وہ قہر سے — مہر سے وہ ہے کہ جو سب پر رکھے
کہتا[3] ہر دم کان مین ہے بخت تو — گر تجھے غمگین کرون غمگین نہو

[1] جو سلح خانہ الخ، شعر جو دروازہ سلح خانہ کا کھلا آنکھون کا غمزہ تیر انداز ہوا مجکو تیر مار کر اسکا عاشق کیا اور عاشق شکر و شکر خا کیا مین عاشق اسکا ہر دم جسکی ملک ہے اور عقل و جان جاندار ہے اسکی جان سے مجکو دعوی نہین ہے اگرچہ مثل آب کے آتش کشی مین بیقراری نہین ہے مین کیون چراؤن وہ حافظ گنج کا ہے سخت رو ہون کہ وہ پشت پناہ ہے یعنے یار نے ہر ایک شے کو خود سے پر کیا ہے اور اہل دید کو اسس پردہ مین خود کو دکھاتا ہے جیسے شمع پردہ فانوس مین رکھتی ہے اسکو مشاہدہ کہتے ہین جو کوئی خورشید سے پشت گرم ہو سخت رو ہو اسکو نہ خوف ہو نہ شرم ہو مانند روے آفتاب کے بے خوف و خطر اسکا رو ہو خصم سوز اور پردہ در یعنے جبکہ حق میرا مددگار ہے پھر مجکو کس سے خوف ہے بلکہ مثل شمس کے مین دشمن سوز و پردہ در ہون آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲-
[2] ہر پیغمبر الخ، شعر ہر ایک پیغمبر سخت رو عالم مین تھا کہ اسنے تنہا حملہ شاہون پر کیا منہ غم سے و خوف سے نہ پھیرے ایک تن تنہا وہ عالم پر گرے آگے مثال ہے جو سنگ سخت رو ثابت ہوا ہے جہان پر ڈھیلے سے نہ خوف ڈھونڈھے جو کہ خشت پر سے ڈھیلا مل گیا صنع حق سے ایک سنگ سخت ہو گیا اگرچہ بکریان از حد بیحساب ہین انکے انبوہ سے قصاب نہین ڈرتا ہے ترجمہ تم سب گلہ ہو اور نبی مانند چروا ہے کے ہے خلق مانند گلہ کے ہے اور وہ شاہ ہے گلہ کے ڑنے سے چروا ہا نہ ڈرے انکا نگہبان گرم و سرد سے ہے گلہ پر قہر سے اگرچہ چیخے وہ محبت ہے کہ جو سب پر رکھتا ہے یعنے نبی اللہ مانند چروا ہے کے ہین اور امت مانند گلہ کے ہے اگر وہ امت پر سختی کرین وہ محبت ہے نہ قہر آگے مقولہ شیخ کا ہے فافہم ۱۲-
[3] کہتا الخ، شعر بخت تو ہر دم کان مین کہتا ہے اگر تجکو غمگین کرون تو غمگین نہو مین تجکو غمگین کرتا ہون اس لئے تاکہ تو چشم بد دن سے بچے جو تیری خوشی کو نظر کرتا ہون اس لیے تاکہ چشم بد سے تو بچے تو میرا جو یا صیاد نہ تھا میری راہ کا بندہ و عاجز تھا تو حیلے کرتا تھا کہ مجھ تک پہونچے تو طلب فرقت مین میری عاجز تھا یعنے حق کہتا ہے کہ مین تجکو غمگین کرتا ہون کہ تا تو بلاے دنیا سے بچے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲-

من ترا غمگین و گریان زان کنم	تا کت از چشم بدان پنہان کنم	مین تجھے کرتا ہون غمگین اس لیئے	تا کہ تو چشم بدون سے بس بچے
تلخ گردانم ز غمہا خوے تو	تا بگردد چشم بد از روے تو	تلخ کرتا ہون مین غم سی خو تری	چشم بد سے تا کہ تو ہووی بری
نی تو صیادے و جویائے منی	بندۂ و افگندۂ رائے منی	تو نہ تھا صیاد اور جویا مرا	بندۂ و عاجز تو میری رائے کا
حیلہ اندیشی کہ در من در رسی	در فراق و جستن من بیکسی	حیلے کرتا تھا کہ مجھ تک پہونچے تو	تھا طلب فرقت مین عاجز میری تو
چارہ مے جوید پے من درد تو	مے شنودم دوش آہ سرد تو	درد[1] تیرا میری خاطر چارہ جو	سنتا کل شب تھا مین تیری آہ کو
من توانم ہم کہ بے این انتظار	رہ دہم بنمایمت راہ گذار	سکتا ہون اس انتظاری کے بغیر	راہ بتلاتا مین تجھکو اب دلیر
تا کزین گرداب دوران وارہی	بر سر گنج وصالم پا نہی	تا کہ اس گرداب دوران سے چھٹے	میرے گنج وصل پر پانون رکھے
لیک شیرینی و لذات مقر	ہست بر اندازۂ رنج سفر	ٹھہرنے کی اتنی لذت ہے بشر	جسقدر ہی زیادہ تکلیف سفر
آنگہ از شہر و ز خویشان برخوری	کز غریبی رنج و محنتہا بری	اسدم انہون شہر سے پھل کھائے تو	کہ سفر سے رنج و محنت پائے تو
در نخود بنگر کہ اندر دیگ چون	می جہد بالا چو شد ز آتش زبون	دیگ مین تو دیکھ کہ کیونکر چنین	جو کہ آتش سے اچھل باہر گرین
ہرچہ آسان یافتی آسان دہی	درد مشکل یاب در جان نہی	جو کہ آسان پائے تو آسان تو دے	درد مشکل یاب کو جان پر رکھے
بشنو این تمثیل و قدر خود بدان	از بلا رو بر مگردان ای جوان	سن تو یہ تمثیل و اپنی قدر جان	اور بلا سے منھ نہ پھیر اے جوان

تمثیل گریختن مومن و بے صبری در بلا با ضطراب و بیقراری نخود بجوش تا بیرون جہد و منع کدبانو

تمثیل بھاگنا مومن کا اور بے صبر ہونا بلا مین اضطرابی سے اور بیقرار ہونا نخود کا جوش سے تا باہر نکلے اور منع کرنا پکانیوالی کا

ہر زمانے مے بر آید وقت جوش	بر سر دیگ و بر آرد صد خروش	ہر گھڑی[2] نکلے ہی باہر وقت جوش	دیگ سے اور کرتا ہی وہ سو خروش
کہ چرا آتش بمن در مے زنی	چون خریدی چون نگونم می کنی	کہ مجھے آتش مین ڈالا کس لیئے	جو خریدا کیون کری عاجز مجھے
مے زند کفگیر کدبانو کہ نے	خوش بجوش و بر مجہ ز آتش کنے	گھر کی بی بی مار کو چمچہ کہے	خوب پکا اور مت نکل تو آگ سے

سلہ درد الخ۔ شعر تیرا درد میری خاطر چارہ جو ہے مین کل شب کو سنتا تھا تیری آہ کہ اس انتظاری کے بغیر سکتا ہو تجکو راہ بتانا تاکہ تو اس گرداب دوران سے چھٹے و میرے گنج وصل پر پاؤن کو رکھے اتنی لذت ٹھہرنے کی ہے کہ جسقدر تکلیف مین زیادہ ہے اسدم عزیز اور شہر سے تو پھل کھاسے کہ سفر سے رنج و محنت تو پائے آگے اسکے مثال ہے تو دیگ مین دیکھ کہ نخود کیونکر جوش آتش سے اُبل کر باہر گرتے ہین جو کہ تو آسان پائے تو آسان دیوے اور درد مشکل یاب کو جان پر رکھے تو یہ تمثیل سُن اور اپنی قدر جان اور بلا سے مُنھ مت پھیر اے جوان لینے تو جسقدر تکلیف اٹھائیگا اتنی لذت وصل پائے گا جیسے نخود تکلیف خوشی سے آخر کار انسان ہوتے ہین آگے قصۂ انکا مثال مین کہتے ہین فافہم ۱۲-

سلہ ہر گھڑی الخ۔ شعر ہر دم نخود باہر نکلتے ہین وقت جوش کے دیگ سے اور سو خروش وہ کرتا ہے کہ مجھے آتش مین کس واسطے ڈالا ہے اور جو خریدا کیون مجھے عاجز کرتا ہے گھر کی بی بی چچہ مار کر کہے کہ خوب پک اور آتش سے مت نکل باقی قصہ آگے ہے فافہم ۱۲-

زان نہ جوشانم کہ مکروہ منی ۔ بلکہ تا گیری تو ذوق و چاشنی
تا غذا گردی بیامیزی بجان ۔ بہر خواری نیستت این امتحان
آب میخوردی به بستان سبز و تر ۔ بہر این آتش بدست آن آبخور
رحمتش سابق بدست از قہر زان ۔ تا ز رحمت گردد اہل امتحان
رحمتش بر قہر ازان سابق شدست ۔ تا کہ سرمایہ وجود آید بدست
تا کہ بی لذت نروید لحم و پوست ۔ چون نروید چہ گدازد عشق دوست
زان تقاضا گر بیاید قہرہا ۔ تا کنی ایثار آن سرمایہ ہا
باز لطف آید برائے عذر او ۔ کہ بکردی غسل و بر جستی زجو
با نخود گوید چو پیدے در بہار ۔ رنج مہمان تو شد نیکوش دار
تا کہ مہمان باز گردد شکر ساز ۔ پیش شہ گوید ایثار تو باز
تا بجائے نعمت منعم رسد ۔ جملہ نعمتہا برد بر تو حسد
من خلیلم تو پسر پیش بچک ۔ سر بنہ انی ارانی اذبحک
سر بہ پیش قہر نہ دل بر قرار ۔ تا ببرم حلقت اسمٰعیل وار
سر ببرم لیک این سر آن سریست ۔ کز بریدہ گشتن و کشتن بریست
لیک مقصودم ازان تسلیم تست ۔ ای مسلمان بایدت تسلیم جست
ای نخود مے جوش اندر ابتلا ۔ تا نہ ہستی و نہ خود ماند ترا
اندران بستان اگر خندیدۂ ۔ تو گل بستان جان و دیدۂ

دشمنی[۱] سے نے پکاتی ہون تجھے ۔ بلکہ ذوق چاشنی تجکو ملے
تا غذا ہو کر ملے تو جان سے ۔ امتحان تیرا نہ خواری کے لیئے
سیر بستان مین تو پیتا آب تھا ۔ آب وہ اس آگ کی خاطر پیا
اس سبب رحمت ہے اول قہر سے ۔ تا کہ اہل امتحان رحمت کو لے
اس لیئے رحمت ہے پہلے قہر سے ۔ تا کہ سرمایہ وجود آخر ملے
کیونکہ بے لذت نہ اوگے گوشت پوست ۔ جب نہ اوگے کب گلائے عشق دوست
اس تقاضا گر سے آئے قہر ہے ۔ تا کہ اس سرمایہ کو قربان کرے
لطف پھر آئے پس اسکے عذر کو ۔ کہ کرے تو غسل چھوٹے نہر کو
وہ[۲] نخود سے کہوے جو اندر بہار ۔ تو چرا اب رنج ہے مہمان و یار
تا کہ مہمان جائے واپس شکر کو ۔ شہ کے آگے کہوے تیری جود کو
تا کہ منعم آئے نعمت کی جگہ ۔ جملہ نعمت بس حسد تجھ پر رکھے
مین خلیل اور تو پسر خنجر تلک ۔ سر کو لا انی ارانی اذبحک
سر رکھ آگے قہر کے دل رکھ قرار ۔ تا ترا سر کاٹون اسمٰعیل وار
سر مین کاٹون لیک ہے وہ سر وہ سر ۔ کہ نہ پھٹتا ہے نہ کٹتا ہے پسر
اس ہی مقصد پر تری تعلیم ہے ۔ ای مسلمان چاہیئے تسلیم لے
ای[۳] نخود اب امتحان مین پک ذرا ۔ تا نہ ہستی و نہ خود رہوے ترا
اندر اس بستان کے گر تو ہے کھلا ۔ تو گل گلزار جان ہے خوش بقا

سلہ دشمنی الخ شعر مین دشمنی سے تجھے نہین پکاتی ہون بلکہ ذوق چاشنی تاتجکو ملے تاکہ تو غذا ہو کر جان سے ملے امتحان تیرا خواری کے لیئے نہین ہے تو تو سبز بستان مین آب پیتا تھا وہ آب اس آگ کے خاطر پایا تھا آگے اسکے حقائق ہین اس سبب سے رحمت اول قہر سے ہے تاکہ اہل امتحان بہت سے کرپائین اس لیئے رحمت قہر سے اول ہے تاکہ سرمایۂ وجود آخر کو ملے کیونکہ بغیر لذت کے گوشت و پوست نہین اگتا ہے جو اگے عشق دوست کب گلائے اس تقاضا سے قہر کب آتا ہے تاکہ اس سرمایہ پر قربان کرے پھر لطف آئے اسکے عذر کو کہ تو غسل کرے و نہر کو چھوڑے یعنے رحمت اول ہے قہر سے اسواسطے کہ وجود آخر کو ملے و لذت عشق دوست سے پائے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ وہ نخود الخ شعر وہ نخود سے کہتی ہے کہ جو اندر بہار کے تو چرا ہے اب تیرا رنج مہمان و یار ہے آگے اسکے حقائق ہین تاکہ مہمان واپس شکر کرتا جائے اور شاہ کے آگے تیرے جود کو کہے تاکہ منعم نعمت کی جگہ آئے اور سب نعمت تجھ پر حسد کرے مین خلیل اور تو پسر کہ خنجر تک سر کو لائے ترجمہ تحقیق دیکھا مین نے ذبح کیا تجکو سر کو آگے قہر کے رکھ اور دل کو قرار رکھ تاکہ سر تیرا کاٹون اسمٰعیل کے مانند مین سر کاٹون لیکن یہ سر وہ ہے نہ پھٹتا ہے نہ کٹتا ہے اس سے مقصد تیری تعلیم ہے ای مسلمان تسلیم اختیار کرنا چاہیئے یعنے جو رنج تجکو آئے تو اسکا شکر گذار ہو کہ وہ یار کی طرف سے تیرا امتحان آیا ہے تاکہ وہ واپس یار کے پاس پھر جاکر تیرا شکر کرے اور تیرے ابتلا کا حال کہے تا نعمت کی جگہ خود منعم آئے اور تیرا مقصد پورا ہو پس رضا و تسلیم بلائے یار پر تو اختیار کر آگے رجوع بقصہ بطور حقائق کے ہے فافہم ۱۲ سلہ ای نخود الخ شعر ای نخود تو امتحان مین پک تا ہستی و خودی تیری نہ رہے اگر تو اندر بستان کے کھلا ہے تو گل گلزار جان کا خوش بقا ہے اگر تو باغ آب و گل سے باہر گیا لیکن غذا ہو کر تو زندہ ہوا یعنے ای شخص اگر تو باغ دنیا سے مثل نخود کے گیا ہے غذا ہو کر زندۂ جاوید ہوا تو وقت و غذا اندیشہ کا ہو تو شیر تھا اب شیر بیشہ کا ہو تو اول اسکی صفات مین جلدی سے جا لینے تو مقامات سے پیدا ہوا ہے جلد پھر تو مقامات حق مین فنا ہو کر یہ تیری ترقی ہے

گر جدا از باغ آب وگل شدی — لقمہ گشتی اندر احیا آمدی
شو غذا و قوت اندیشہ ہا — شیر بودی شیر شو در بیشہ ہا
از صفاتش رستہ اللہ نخست — در صفاتش پاک و چالاک و چست
زابر و خورشید و زگردون آمدی — پس شدی صاف و زگردون بر شدے
آمدی در صورت باران و آب — میروی اندر صفات مستطاب
جزو شمس ابر و باران بدے — نفس و فعل و قول و فکرہا شدی
ہستی حیوان شد از مرگ نبات — راست آمد اقتلونی یا ثقات
چون چنین بردیست مارا بعد مات — راست آمد ان فی قتلی حیات
قول و فعل صدق شد قوت ملک — تا بدین معراج شد سوئے فلک
آنچنان کان طعمہ شد قوت بشر — از جمادی بر شد و شد جانور
این سخن را ترجمہ پہناورے — گفتہ آید در مقام دیگرے
کاروان دائم زگردون میرسد — تا تجارت مے کند وامی رود
پس برو شیرین و خوش با اختیار — نے بتلخی و کراہت زرد وار
زان حدیث تلخ مے گویم ترا — تا زتلخیہا فرو شویم ترا
زاب سرد انگور افسردہ رہد — سردی و افسردگی بیرون نہد
تو زتلخی چونکہ دل پر خون شوی — پس زتلخیہا ہمہ بیرون روی
آنزمان شیرین شوی ہمچون عسل — فارغ آئی گر بریزند خلل
ہر کہ او اندر بلا صابر نشد — مقبل این درگہ فاخر نشد

باغ آب وگل سے گر باہر گیا — تو غذا ہو کر کے بس زندہ گیا
ہو غذا اور قوت اندیشہ کا ہو — شیر تھا تو شیر بس بیشہ کا ہو
تو صفات اسکی سے اول تھا اگا — پھر صفات اسکی مین تو جلدی سے جا
آیا ابر و شمس اور گردون سے تھا — صاف ہو کر چرخ سے بالا ہوا
شکل باران آب مین آیا ہے تو — پھر صفات پاک مین جاتا ہے تو
جزو ابر و شمس اور باران کا تھا — نفس و فعل اور قول و فکر اب تو ہوا
مرگ نامی سے تو بس حیوان ہوا — اقتلونی پر راست آیا اے دلا
بر دو ایسی ہمکو ہے جو بعد مات — راست آیا ان فی قتلی حیات
قول و فعل صدق ہے قوت ملک — پہونچا اس معراج سے وہ تا فلک
وہ غذا جیسے ہوئی قوت بشر — ہوئی جمادی سے نکل کر جانور
ترجمہ اس بات کا بس طول ہے — دوسری جا پہ یہ کہنا چاہیے
کاروان اک آسمان سے آئے ہے — اور تجارت کرکے واپس جائے ہے
خوش و شیرین اختیار اپنے سے جا — مثل حنظل کے نہ کڑوا ہوکے جا
تلخ بات اسواسطے تجھکو کہون — پاک تلخی سے تجھے تاکہ کرون
پیدا ہوا انگور آب سرد سے — سردی و افسردگی باہر رکھے
تو جو تلخی سے دل پر خون ہو — تلخیون سے دور کرے آپ کو
مثل شہد اسدم تو ہو شیرین تر — ڈالین گر سرکہ نہو تجھ مین اثر
جو بلا مین نے کوئی صابر رہا — وہ نہ اس درگاہ کا مقبل ہوا

۵۱ ابر آیا الخ ۔ شعر تو ابر و آفتاب و گردون سے آیا تھا صاف ہو کر چرخ سے بالا ہوا تو بشکل باران آب مین آیا پھر صفات پاک مین تو جاتا ہے تو ابر و شمس و باران کا جزو تھا نفس و قول و فعل و فکر اب تو ہوا نبات سے مرکر تو حیوان ہوا ترجمہ قتل کرو مجکو یہ سچ ہوا ہمکو ایسی بردے بعد مات کے کہ یہ سچ ہوا ترجمہ تحقیق مرنے مین زندگی ہے قول و فعل صدق و قوت ملک ہے کہ اس معراج سے وہ پہونچا فلک تک یعنے بخود براہ ابر و شمس بیان آتا ہے اور غذاے انسان ہوکر انسان بنتا ہے اور پھر ہمراہ روح انسان آسمان کو جاتا ہے اسی طرح عشاق خود کو وہ کرتے ہین اور مرگ سے زندگی جاوید پاتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

۵۲ وہ غذا الخ ۔ شعر وہ غذا جیسے قوت بشر ہوئی اور جمادی سے نکل کر جانور ہوئی ترجمہ یہ بات از بس طول ہے یہ دوسری جا پر کہنا چاہیے ایک کاروان آسمان پر سے آتا ہے اور تجارت کرکے واپس جاتا ہے اپنے اختیار سے خوش و شیرین جا اور مانند حنظل کے کڑوا ہو کر مت جا اسواسطے تجکو تلخ بات کہتا ہون تاکہ تلخی سے تجکو پاک کرون آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔

۵۳ پیدا ہوا الخ ۔ شعر انگور پیدا ہوا آب سرد سے اور سردی و افسردگی باہر کرے آگے اسکے حقائق ہین جو تو تلخی سے دل پر خون ہو آپکو تلخیون سے دور کر اسدم مانند شہد کے تو شیرین تر ہو اگر سرکہ ڈالین تجھ مین اثر نہو جو کہ بلا مین صابر نہ رہا اس درگاہ کا مقبل نہوا نہ شکاری سگ ہے نہ اسکا طوق ہے جو خام ہین پکا اسکو ذوق نہین ہے یعنے رنج ریاضت تو اختیار کر کر رنج دنیا سے تجکو نجات ہو اور مثل شہد کے پھر ایسا شیرین کا رہو کہ تلخی زمانے کی تجھ مین اگر آئی اثر نہ کرے آگے صبر کرنے کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

سگ شکاری نیست او را طوق نیست	خام ناجوشیده جز بی ذوق نیست	نہ شکاری سگ ہے نہ اسکو ہے طوق	نہ پکا جو خام نہ اسکو ہے ذوق

تمثیل صابر شدن مومن چون بر سر بلا واقف شد

تمثیل صابر ہونا مومن کا جو بلا پر واقف ہوا

آن نخود گفت ار چنین است ای ستی	خوش بجوشم یاریم ده راستی	۵۱ وہ نخود بولا اے بی بی گر یہ ہے	پس پکا اور راستی تو مجھکو دے
تو درین جوشش چو معمار منی	کفچلیزم زن که بس خوش میزنی	تو میری اس جوش مین معمار ہی	مار تو چمچہ کہ بہتر کار ہے
ہمچو پیلم بر سرم زن زخم و داغ	تا نه بینم خواب ہندوستان و باغ	پیل سا ہون سر پہ دے تو زخم و داغ	تا نہ دیکھون خواب ہندوستان و باغ
تا که خود را در دہم در جوش من	تا رہے یابم دران آغوش من	تا کہ خود کو ڈالو مین اس جوش مین	تا مین رستہ پاؤن ہی آغوش مین
زانکه انسان در غنا طاغی شود	ہمچو پیل خواب بین یاغی شود	۵۲ جو غنا مین آدمی طاغی بنے	خواب دیکھے پیل سا باغی بنے
پیل چون در خواب بیند ہند را	پیلبان را نشنود آرد دغا	خواب مین جو پیل دیکھے ہند کو	پیلبان کی نہ سُنے سرکش ہو دغا
آن ستی گوید ورا که پیش ازین	من چو تو بودم ز اجزائے زمین	کھو کی بی بی آکہ پہلے اس سے بھی	مثل تیری مین زمین کی جزو تھی

عذر گفتن کدبانو با نخود و حکمت در جوش داشتن او

عذر کرنا پکانیوالی کا نخود سے اور حکمت اُسکے پکانے مین

چون بنوشیدم جہاد آذری	پس پذیرا گشتم و اندر خوری	۵۳ پہنا مین نے جو لباس آتشی	مین خورش مین بس قبول آخر ہوئی
مدتے جوشیده ام اندر زمن	مدتے دیگر درونِ دیگ تن	ایک مدت مین زمانہ مین پکی	ایک مدت دیگ تن مین مین پکی
زین دو جوشش قوتِ حسہا شدم	روح گشتم پس ترا استا شدم	ان دو پکنے سے قوت حس کی ہوئی	روح ہوئی اُستاد مین تیری ہوئی
در جمادی گفتمے زان مے دوی	تا شوی علم و صفاتِ معنوی	اس لیے بحث اب جمادی مین کری	تا تو ہو علم و صفات معنوی
چون شدی تو روح پس بار دگر	جوش دیگر کن ز حیوانے گذر	جو ہوا تو روح پھر تو جوش کر	اور حیوانی کے درجہ سے گذر
از خدا مے خواہ تا زین نکتہ ہا	در نلغزی و رسی در منتہا	چاہ خالق سے کہ ان نکتون سے جا	ہو نہ لغزش اور پائے انتہا

۵۱ وہ نخود الخ ۹ شعر اس نخود نے کہا کہ اے بی بی اگر یہی بات ہے پس تو پکا اور مجھکو راستی دے تو میرے اس جوش مین معمار ہے چمچہ مار کہ کام بہتر ہے پیل کے مانند ہون تو میرے سر پر زخم و داغ دے تا نہ دیکھون خواب ہندوستان و باغ کے تاکہ مین خود کو ڈالون اس جوش مین تاکہ مین راہ پاؤن اُس آغوش مین آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ ۵۲ جو غنا الخ ۳ شعر جو آدمی غنا مین طاغی بنے جو پیل خواب مین ہندوستان دیکھے پیلبان کی نہ سُنے اور سرکش ہوئے بی بی کہے کہ آ اس سے پہلے بھی مین تیرے مانند زمین کی جزو تھی یعنے انسان بسبب غنائے دنیا کے باغی ہوتا ہے اور اپنے مالک سے پھر جاتا ہے وہ سرکشی کرتا ہے آگے بی بی کے عذر کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

۵۳ پہنا الخ ۶ شعر جو مین نے لباس آتشی پہنا آخر مین خورش مین قبول ہوئی ایک مدت مین زمانہ مین پکی اور ایک مدت مین دیگ تن مین پکی ان دو پکنے سے مین قوت حس کی ہوئی روح ہوئی اور تیری استاد ہوئی اسلیے بحث وہ جمادی مین کرے تاکہ تو علم و صفات معنوی ہو جبکہ تو روح ہوا پھر تو جوش کر اور حیوانی سے گذر اللہ سے چاہ کہ تا ان نکتوں سے لغزش نہو اور انتہا پائے کیونکہ بہت قرآن سے گمراہ ہوے اور اکثر اسی رسّی سے چاہ مین گرے اس رسی کا جرم نہین سربلندی کا تجکو عشق نہ تھا یعنے جبکہ ریاضت سے تو صاحب علم و صفات معنوی ہو تو حق سے چاہ کہ اُس علم سے لغزش نہووے کیونکہ قرآن سے گمراہی مین پڑ گئے ہین بسبب ناسمجھی کے آگے مہمان مسجد کا قصہ بیان ہے فافہم ۱۲۔

زانکه از قرآن بسے گمره شدند | زان رسن قومی درون چه شدند
مر رسن رانیست جرمی ای عنود | چون ترا سودای سر بالا نبود
جانب آن عاشق ز خویش اوفتاد | کو دران مسجد چه کرد از امتحان

کیونکہ قرآن سے بہت گمراہ ہوے | اکثر اُس رسی سے بس چہ مین گرے
ہے نہ اُس رسی کا جرم ای پرجفا | سر بلندی کا نہ تجھکو عشق تھا
کر تو اب اُس مست عاشق کا بیان | کہ کیا مسجد مین کیا کچہ امتحان

بقیہ قصۂ آن مہمان مسجد و ثبات و صدق عزم او

قصہ اُس مہمان مسجد کا اور ثابت و صادق ہونا ارادے اُسکے کا

آن غریب شهر و سر بالا طلب | گفت می خسپم درین مسجد بشب
مسجدا گر کربلاے من شوی | کعبهٔ حاجت روائے من شوی
هین مرا بگذار ای بگزیده یار | تا رسن بازی کنم منصور وار
گر شدید اندر نصیحت جبرئیل | می نخواهد غوث در آتش خلیل
جبرئیلا رو که من افروخته | بهترم چون عود و عنبر سوخته
جبرئیلا گرچه یاری مے کنی | چون برادر پاسداری می کنی
اے برادر من برآذر چابکم | من نه آن جانم که گردم بیش و کم
جان حیوانی فزاید از علف | آتشے بود او چو هیزم شد تلف
گر نه گشتے هیزم او مثمر بُدے | تا ابد معمور و هم عامر بُدے
باد سوزانست این آتش بدان | پرتو آتش بود نے عین آن
عین آتش در اثیر آمد یقین | پرتو و سایه وَیست اندر زمین
لاجرم پرتو بپاید ز اضطراب | سوی معدن باز میگردد شتاب
قامت تو بر قرار آمد بساز | سایه ات کوته دمی یکدم دراز

وہ غریب شہر و سر بالا طلب | بولا اس مسجد مین سوؤن آج شب
گر اے مسجد کربلا ہو تو مری | کعبۂ حاجت روا ہو تو مری
چھوڑ مجھکو اب تو ای مقبول یار | کھیلون تا رسی سے مین منصور وار
گر نصیحت مین ہو تم چون جبرئیل | نہ کرون فریاد آتش چون خلیل
جبرئیلا جا کہ مین روشن ہوا | ہون مین بہتر جیسے ہون عنبر جلا
جبرئیلا گرچہ تو یاری کرے | مثل بھائی کے مددگاری کرے
اے برادر آگ سے مجھکو نہ غم | مین وہ جان نہ کہ ہوون بیش و کم
جان حیوانی ہوا افزون گھاس سے | آگ ہو جاوے کہ جو ہیزم جلے
گر نہ ہیزم ہوتی ہوتی باثمر | تا ابد آباد رہتی بیشتر
باد سوزان ہے یہ آتش جان لے | آگ کا سایہ ہے نے وہ عین ہے
عین نار اپنی کرہ مین آئی ہے | سایہ اُسکا ہے زمین و خاک پے
اس لئے سایہ کو رہتا اضطراب | جلے ہے اپنے کرہ کو پھر شتاب
تیرا قد قائم ہے اپنی جائے پر | سایہ تیرا دم مین گھٹتا اور بڑھے

سلہ وہ غریب الخ، شعر اس مسافر شہر و اسرار طلب نے کہا کہ مین مسجد مین سوؤن آج شب کو اگر ای مسجد تو کربلا میری ہو مجھکو اب تو چھوڑ ای مقبول یار تا رسن بازی کرون مین منصور کے مانند اگر نصیحت مین تم مانند جبرئیل علیہ السلام کے ہو فریاد آتش کی نہ کرون مانند خلیل اللہ کے ای جبرئیل علیہ السلام تو جا کہ مین روشن بہتر ہون کہ جیسے عنبر جلا ای جبرئیل علیہ السلام اگر تو مددگاری کرے اور مانند بھائی کے یاری کرے ای برادر مجھکو آتش سے غم نہین ہے مین وہ جان نہین ہون کہ کم زیادہ ہون آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ جان الخ، شعر جان حیوانی زیادہ گھانس سے ہوا اور ہوے ہیزم جلے تو آتش ہو جاوے اگر ہیزم نہوتی تو باثمر ہوتی اور ابد تک آباد رہتی بیشتر یہ آتش باد سوزان ہے اور آتش کے مانند ہے وہ عین نہین عین آتش اپنے کرہ مین آئی ہے اور اسکا سایہ ہے زمین اور خاک پر اس لئے سایہ کو بیقراری رہتی ہے کہ اپنے کرہ کو جلد جاتا ہے یعنے جان حیوانی اس غذائے دنیا سے زیادہ ہوتی ہے مگر بے سبب ہونے سے مثل ہیزم کے آتش مین جلتی ہے اور اگر باسعی ہوتی مثل شاخ سبز کے باثمر ہوتی اور ہمیشہ قائم رہتی پس یہ آتش دنیا اس آتش کرہ کا سایہ ہے عین نہین ہے اسواسطے سایہ کو اپنی اصل کی جانب جانے کی بیقراری ہے اسیطرح جان انسانی پرتو روح کی ہے عین روح نہین ہے اور جدائی اصل سے ملنے کا نام موت ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ تیرا قد الخ، شعر جیسے تیرا قد اپنی جگہ پر قائم ہے سایہ دم مین گھٹتا ہے تو دم مین بڑھتا ہے ایسے سایہ مین کسے قرار ہے انجام کار عکس اپنی اصل کو پھر جاتا ہے اب لب فتنہ نے کھولا ہے تو جواب دو کہ پھر کہنا اللہ خوب جانتا ہے فتنہ نے عالم تباہ کیا اور ایک عذاب مین رکھا و تنگ ہے مرتبون کے ہو جانے سے کہ ہر ایک آپس مین لڑنے لگے جب گفتگو بڑھ گئی مین چپ ہا اور مسئلہ تسلیم کا مین نے اختیار کیا اگر تو پوچھے کہ فتنہ کا کیا باعث ہے مین پھر کہو نگا تم سنتا ہے غم بڑھ گیا ہے یعنے مرتبون کے ہونے سے دو تنگ ہے کہ ہر ایک اپنی کمی بیشی مرتبہ سے جاتا ہے اسواسطے مین خاموش ہوا اور تسلیم کو اختیار کیا آگے حال بدگوئی اہل حسد کا بیان ہے فافہم ۱۲

زانکہ در پرتو نیابد کس ثبات   عکسہا واگشت سوئے امہات
ہین دہان بربند فتنہ لب کشاد   باز گو واللہ اعلم بالرشاد
فتنہ زاد و کرد عالم را خراب   شرق و غرب افتاد اندر اضطراب
چون مراتب گشت دلہا تنگ شد   ہر یکے با دیگرے در جنگ شد
گفتگو بسیار شد خامش شدم   مسئلہ تسلیم کردم قم تو دم
در تو گوئی موجب فتنہ چہ بود   باز گویم گوش کن چون غم فزود

اس لیے سایہ مین کس کو ہو قرار   اصل کو پھر جاے عکس انجام کار
کھولا لب فتنہ نے تو روک اب جواب   کہنا پھر واللہ اعلم بالصواب
فتنہ نے آکر کیا عالم تباہ   اضطراب مین اک عالم کو رکھا
مرتبون کے ہونے سے دل تنگ ہے   کہ ہر اک آپس مین پس لڑنے لگی
گفتگو جو بڑھ گئی مین چپ ہوا   مسئلہ تسلیم کا مین نے لیا
گر تو پوچھے فتنہ کا باعث ہے کیا   پھر کہونگا سننا تم اب غم بڑھا

ذکر بد اندیشیدن قاصر فہمان و طاعنان

ذکر برائی سوچنا کم فہمون و طعنہ زنون کا

پیش ازان کین قصہ تا مخلص رسد   دود گندے آمد از اہل حسد
من نمی رنجم ازین لیک این لگد   خاطر سادہ دلے را پے کند
خوش بیان کرد آن حکیم غزنوی   بہر محجوبان مثال معنوی
کز قرآن گر نہ بیند غیر قال   این عجب نبود ز اصحاب ضلال
کز شعاع آفتاب پر ز نور   غیر گرمی مے نیابد چشم کور
خربطے ناگاہ از خرخانۂ   سر برون آورد چون طعانۂ
کاین سخن پست ست یعنی مثنوی   قصۂ پیغمبر ست و پیروی
نیست ذکر بحث و اسرار بلند   کہ دوانند اولیا زان سو سمند
از مقامات تبتل تا فنا   پایہ پایہ تا ملاقات خدا
شرح و حد ہر مقام و منزلے   کہ بپر زو بر پرد صاحبدلے

پہلے[1] اس سے کہ یہ قصہ ہو بیان   گندگی کا آیا حاسد سے دھوان
مین نہ رنجیدہ ہون اس سے پر یہ جو   کوتہین کا ڈول کی احمق کی مگر
خوب کہتا ہے حکیم غزنوی   خاطر اندھون کی مثال معنوی
دیکھے گر قرآن کو غیر از فال کے   نے تعجب ہووے یہ گمراہ سے
کہ شعاع شمس پر انوار سے   نے بجز گرمی کے اندھا پاسکے
ناگہ[2] خرخانہ سے اک نادان نے   سر نکالا طعنہ زن کے طور سے
کہ یہ پوچ ہی بات یعنی مثنوی   ہے نبی کا قصہ ذکر پیروی
نے یہ بحث و ذکر ہے اسرار کا   کہ ادھر گھوڑا اڑاکر امین اولیا
اور مقام تارکی سے تا فنا   درجہ درجہ تا وصال کبریا
حد منزل اور مقامون کا بیان   کہ اڑین اس سے پر بس صاحبدلان

[1] پہلے الخ و فی اس سے پہلے کہ قصہ بیان ہو حاسد سے گندگی کا دھوان آیا مین اس سے رنجیدہ ہون ولیکن یہ مردون کی احمق کی کوتہین کا خاطر ہو حکیم غزنوی خوب کہتا ہو اندھون کی خاطر ایک مثال معنوی کی اگر قرآن کو بجز فال کے نہ دکھائی دے یہ تعجب گمراہ سے نہین ہو آگے مثال ہے شعاع آفتاب پر انوار سے بجز گرمی کے اندھا نہ پاسکے یعنے چند احمقون نے بد بختی و عدم راز دانی سے مثنوی مولانا پر لعن و طعن کی ہے اسواسطے مولانا منکرون کا حال مثل منکر قرآن کے حال مین بیان فرماتے ہین کہ یہ مثنوی میری مثل قرآن کے پر از اسرار ہے اگر ناواقف برا کہتے ہین مین رنجیدہ اس سے نہین ہون آگے اسکا بیان ہو فافہم ۱۲ [2] ناگاہ الخ شعر ناگاہ ایک نادان نے خرخانہ سے سر نکالا طعنہ زنون کی مانند کہ یہ بات یعنی مثنوی پوچ ہو ایک قصہ انبیاء و پیروی کا ذکر ہے یہ بحث و ذکر اسرار کا نہین ہے کہ اولیا اسطرف گھوڑا اڑاتے ہین اور مقام تارک ہونے سے فنا تک درجہ بدرجہ وصال حق تک انتہائے منزل و مقامون کا بیان کہ اسپر سے صاحب دل اڑین یعنے حکایت و قصے جا بجا ہین جس طرح لڑکے کہانی کہتے ہین یعنے ایک نادان نے مثنوی پر طعنہ کیا کہ یہ مثنوی قصہ و کہانی ہے اور ذکر پیروی انبیا کا حال ہے کچھ بحث منازل سلوک کا ذکر و اسرار اولیا کا اسمین بیان نہین ہے کہ اس سے سالک کو منزل مقصود حاصل ہو حالانکہ یہ مثنوی علم سلوک مین ہو اور ساتون منازل سلوک مین ہو اور ساتون منازل سلوک کا شمہ بیان ہو یعنے اول دفتر مین طلب عشق و دفتر دوم مین معرفت و دفتر سوم مین غنا و دفتر چہارم مین وحدت و دفتر پنجم مین حیرت و دفتر ششم مین فقر و فنا ہو اور ہر ایک مقام کے موافق اسکی توحید و نقصان و ترقی سالک و علاج اسکا بخوبی بیان ہو پس مولانا تمثیل قرآن آگے اسکا جواب فرماتے ہین فافہم ۱۲-

جملہ سرتاسر فسانہ است و فسون | کودکانہ قصہ بیرون و درون
چون کتاب اللہ بیامد ہم بران | اینچنین طعنہ زدند آن کافران
کہ اساطیرست و افسانہ نژند | نیست تعمیقے و تحقیقے بلند
کودکان خرد فہمش مے کنند | نیست جز امرے پسند و ناپسند
ذکر آدم گندم و ابلیس و مار | ذکر ہود و باد و ابراہیم و نار
ذکر نوح و کشتی و طوفان و تن | ذکر کنعان و سر از خط تافتن
ذکر یوسف ذکر زلف پر خمش | ذکر یعقوب و زلیخا و غمش
ذکر اسمٰعیل ذبح و جبرئیلؑ | ذکر قصۂ کعبہ و اصحاب فیل
ذکر بلقیس و سلیمان و سبا | ذکر داؤد و زبور و اوریا
ذکر طالوت و شعیب و صوم او | ذکر یونس ذکر لوط و قوم او
ذکر حمل مریم و نخل و مخاض | ذکر یحییٰ و زکریا و ریاض
ذکر صالح ناقہ و تقسیم آب | ذکر ادریس مناجات و جواب
ذکر الیاس و عزیر و موت او | ذکر قارون در زمین رفتن فرو
ذکر ایوب و صبورے در بلا | ذکر اسرائیلیان در تیہ لا
ذکر موسےٰ و شجر طور و عصا | خلع نعلین و خطابات و عطا
ذکر عیسےٰ و عروجش بر سما | ذکر ذوالقرنین و خضر و اولیا
ذکر فضل احمد و خلق عظیم | کہ قمر از معجزاتش شد دو نیم
ظاہرست و ہر کسے پے می برد | کو بیان کہ گم شود دروے خرد

بس حکایت اور قصے جملہ ہین | جس طرح لڑکے کہانی کو کہین
جیسے[۵۱] قرآن آیا یونہی اس زمان | مارتے تھے طعنے اسپر کافران
کہ اساطیر اور قصے ہین ذلیل | نے ہین نکتے اور نہ تحقیق جلیل
چھوٹے بچونکی سمجھ مین آئے ہے | جز پسند و ناپسند اک امر کے
ذکر گیہون آدم اور ابلیس و مار | ذکر ہود و باد و ابراہیم و نار
ذکر نوح و کشتی اور طوفان کا | ذکر نافرمانی کنعان کا
ذکر یوسف ذکر انکی زلف کا | ذکر یعقوب اور زلیخا کی جفا
ذکر اسمعیل[۵۲] ذبح و جبرئیل | ذکر قصہ کعبہ و اصحاب فیل
ذکر بلقیس و سلیمان و سبا | ذکر داؤد و زبور و اوریا
ذکر طالوت و شعیب اور انکا صوم | ذکر یونس ذکر لوط اور انکی قوم
ذکر مریم و ضع حمل و نخل کا | ذکر یحییٰ و زکریا کی جفا
ذکر صالح ناقہ و تقسیم آب | ذکر ادریس و مناجات و جواب
ذکر الیاس و عزیر و انکی موت | ذکر قارون انکا زمین مین جا ہو فوت
ذکر ایوب اور صبور اندر بلا | ذکر اسرائیلیان در تیہ لا
ذکر موسیٰ و شجر طور و عصا | ترک نعلین و خطابات و عطا
ذکر عیسےٰ انکا جانا چرخ کا | ذکر ذوالقرنین خضر و انبیا
ذکر فضل احمد و خلق عظیم | معجزہ سے مہ ہوا جنکے دو نیم
ہے[۵۳] وہ ظاہر کہ ہر اک سمجھے اُسے | کب ہے مشکل عقل جو اسمین گمے

۵۱ جیسے الخ شعر جیسے قرآن آیا اور یون ہی اس زمانے مین کافر طعنے مارتے تھے اسپر کہ اساطیر اور قصے ہین ذلیل معنے ہین اور نہ تحقیق جلیل ہر چھوٹے بچون کی سمجھ مین آیا ہے سوائے پسند و ناپسند ایک امر کے ذکر گندم و آدم اور ابلیس و مار کا ذکر ہود و باد اور ابراہیم و نار کا ذکر نوح و کشتی اور طوفان کا ذکر نافرمانی کنعان کا و ذکر یوسف و ذکر انکی زلف کا ذکر یعقوب و زلیخا کی جفا کا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

۵۲ ذکر الخ اشعر ذکر اسمعیل و ذبح اور جبرئیل کا ذکر قصہ کعبہ و اصحاب فیل کا ذکر بلقیس و سلیمان و سبا کا ذکر داؤد و زبور کا اور دریا کا ذکر طالوت و شعیب اور انکی قوم کا ذکر یونس و لوط اور انکی قوم کا ذکر مریم و وضع حمل و نخل کا ذکر یحییٰ و زکریا کی جفا کا ذکر صالح و ناقہ اور تقسیم آب کا ذکر ادریس و مناجات و جواب کا ذکر الیاس و عزیز و انکی موت کا ذکر قارون کا زمین مین قوت کا ذکر ایوب و صبور اندر بلا کا ذکر موسیٰ و شجر طور و عصا کا ترک نعلین و خطابات و عطا کا ذکر عیسےٰ و انکے چرخ جانے کا ذکر ذوالقرنین و خضر و انبیا کا ذکر فضل احمد و خلق عظیم کا کہ انکے معجزہ سے ماہ دو نیم ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

۵۳ ہے وہ الخ یہ شعر وہ ظاہر ہے کہ ہر ایک اسکو سمجھتا ہے یہ کب مشکل ہے کہ جو عقل اسمین گم ہو جائے آگے قول حق تعالیٰ کا ہے کہا حق نے کہ اگر وہ آسان معلوم ہوتا ہے ایسی آسان صورت تم کو انسان و جنات و اہل کار کو دیکھو کہ ایسی آسان ایک صورت وہ لائین ظاہر حروف کو قرآن نہ تو جان اس ظاہر کے نیچے باطن ہین یعنے قرآن یہ حروف نہین ہین بلکہ اس ظاہر کے نیچے پوشیدہ ہین پس اسکو قرآن کہتے ہین کچھ یہ ظاہر حروف ہی قرآن نہین ہین آگے بواطن قرآن کا بیان ہو فافہم ۱۲۔

گفت اگر آسان نماید این تو — ہمچنین آسان یکے سورہ بگو
جنیان و انسیان و اہل کار — گو یکے آیت ازین آسان بیار
حرف قرآن را بدان کہ ظاہر ست — زیر ظاہر باطنے ہم قاہر ست

بولا اگر آسان تمھین معلوم ہو — ایسی آسان ایک سورۃ تم کہو
جن اور انسان و اہل کار کو — کہ یہ آسان ہے تو آیت لائین دو
حرف قرآن کو نہ ظاہر جان تو — نیچے اس ظاہر کے باطن ہین نکو

تفسیر این حدیث ان للقرآن ظہرًا و بطنًا و لبطنہ بطنًا الی سبعۃ ابطن و فی روایۃ الی سبعین بطنًا

تفسیر اس حدیث کی ان للقرآن ظہرًا و بطنًا و لبطنہ بطنًا الی سبعۃ ابطن و فی روایۃ الی سبعین بطنًا

زیر آن باطن یکے باطن دگر — خیرہ گردد اندرو فکر و نظر
زیر آن باطن یکے بطن سوم — کہ درو گردد خردہا جملہ گم
بطن چارم از نبی خود کس ندید — جز خدای بے نظیر و بے ندید
ہمچنین تا ہفت بطن ای بو الکرم — مے شمر تو زین حدیث معتصم
تو ز قرآن ای پسر ظاہر مبین — دیو آدم را نہ بیند غیر طین
مرد را صد سال عم و خال او — یک سر موئے نہ بیند حال او
آنکہ گویند اولیا در کہ بُدند — تا ز چشم مردمان پنہان بدند
پیش خلق ایشان فراز صد کنند — گام خود بر چرخ ہفتم مے نہند

نیچے اس باطن کے باطن دوسرا — فکر حیران ہووے اسمین بھی دلا
نیچے اس باطن کے باطن تیسرا — ہے خرد گم اسمین از سر تا بپا
دیکھا چوتھا بطن قرآن بیشتر — نے کسی جز خداے بے نظر
سات باطن تک تو گن لے ایسے ہی — اس حدیث معتبر سے ای اخی
ظاہر امت دیکھ قرآن سے پسر — دیکھتا ہے دیو مٹی سے بشر
سو برس تک مرد کا ماموں چچا — حال سے اسکے نہ واقف ہو ذرا
اولیا کہ کُہ مین ہین یون کہتے ہین — چشم مردم سے وہ تا پنہان رہین
خلق مین تو وہ کوہ سے بڑھکر ہین — ساتوین افلاک پر پانون رکھین

بیان آنکہ رفتن انبیا و اولیا علیہم السلام بکوہہا و غارہا بہر پنہان کردن خویش نیست و جہت خوف و تشویش خلق نیست بلکہ بارشاد خلق ست بقطع از دنیا

بیان اسکا کہ جانا انبیا و اولیا علیہم السلام کا پہاڑون و غارون مین اسواسطے پوشیدہ کرنے اپنے کی نہین اور بسبب خوف و تشویش خلق کے نہین بلکہ تعلیم خلق کے واسطے ترک دنیا کے

ف نیچے الخ یہ شعر اس باطن کے نیچے دوسرا باطن ہے کہ اسمین فکر حیران ہووے اس باطن کے نیچے تیسرا ہی کہ عقل اسمین گم ہے سر سے پانون تک چوتھا باطن قرآن کا کسی بشر نے نہین دیکھا بجز خداے عزوجل کے ایسے ہی تو سات باطن گن لے اس حدیث معتبر سے قرآن سے ظاہر مت دیکھ کہ دیو دیکھتا ہے آدم کو مٹی سے نیچے تو قرآن کا ظاہر مت دیکھ کیونکہ ظاہر مین شیطان ہے تو باطن کر دیکھ اگر اہل معنی ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ ف ظاہر الخ یہ شعر ظاہر قرآن مانند جسم آدمی کے ہے کہ نقش ظاہر ہین وجان پوشیدہ ہے سو برس تک مرد کا چچا ماموں اسکے حال سے ذرا واقف نہووے اولیاء اللہ کوہ مین رہتے ہین تو یون کہتے ہین کہ چشم مردم سے تو وہ پنہان رہتے ہین وہ خلق ہین سو کوہ سے بڑھ کے ہین اور ساتوین آسمان پر پانون رکھتے ہین یعنے اولیاء اللہ کا حال کسی کو نہین معلوم ہوتا ہے گو وہ مخلوق مین شامل ہون آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲- ف تحقیق واسطے قرآن کے ظاہر و باطن ہین سات باطن تک اور دوسری روایت مین ستر باطن تک ۱۲-

پس چرا پنہان شود کہ چو بود | کو ز صد دریا ؤ کہ آن شو بود
آفتابش تو و بسوی کہ گر بریخت | کز ہمیش کرد ننگ صد بغل بریخت
چرخ گردید و ندید او گردشان | تعزیت جامہ بپوشید آسمان
گر بظاہر آن پری پنہان بود | آدمی پنہان تر از پریان بود
نزد عاقل آن پری گر مضمرست | آدمی صد بار خود پنہان ترست
آدمی نزدیک عاقل چون خفی ست | چون بود آدم کہ در غیب او صفی ست

کس لیے ہوتے ہین پنہان کوہ مین | وہ سو دریاؤ کے ہین پار مین
کہ کہ جانے کی نہ انکو جا تھین | انکے پیچھے چرخ کو سو گردشین
چرخ گھوما پر نہ گرد انکی ملی | ماتمی پوشش فلک نے پہن لی
گرچہ ظاہر مین ہے پوشیدہ پری | پر پری سے زیادہ پنہان آدمی
ہر پری نزدیک عاقل کے نہان | آدمی سو بار تر اُس سے نہان
آدمی نزدیک عاقل ہے خفی | کب کھلے جو غیب مین ہو وہ صفی

تشبیہ اولیا و کلام اولیا بہ عصای موسی و فسون عیسیٰ

تشبیہ اولیا و کلام اولیا کی تھا عصاے موسیٰ و فسون عیسیٰ علیہم السلام کے

آدمی ہمچون عصای موسی ست | آدمی ہمچون فسون عیسی است
در کف حق بہر داد و بہر دین | قلب مومن ہست بین الاصبعین
ظاہرش چوبی و لیکن پیش او | کون یک لقمہ چو بکشاید گلو
تو مبین افسون عیسی حرف و صوت | آن ببین کز وی گریزان گشت موت
تو مبین افسونش آن لہجات پست | آن نگر کہ مردہ برجست و نشست
تو مبین مر آن عصا را سہل یافت | آن ببین کہ بحر اخضر را شگافت
تو ز دوری دیدہ چتر سیاہ | یک قدم پا پیش نہ بنگر سپاہ
تو ز دوری می نہ بینی غیر گرد | اندکے پیش آ ببین در گرد مرد
دیدہ ہا را گرد او روشن کند | کوہہا را مرد او برکند

آدمی مثل عصا موسیٰ کے ہے | آدمی مثل دم عیسیٰ کے ہے
قلب مومن ہے کرے تالین بین | ہاتھ مین حق کے دو بیچ لا اصبعین
ظاہر الاٹھی وا اُس کے روبرو | یہ جہان اک لقمہ جو کھولے گلو
دیکھ مت عیسیٰ کے دم کو حرف و صوت | دیکھ وہ کہ بھاگتی ہے اس سے موت
دیکھ مت آہستہ دم کو وہ پڑھی | دیکھ وہ کہ مردہ زندہ وہ کرے
دیکھ مت اُس عصا کو سہل تو | دیکھ وہ کہ پھاڑے بحر نیل کو
تو نے دیکھی دور سے ٹوپی سیاہ | دیکھ بڑھ کے اک قدم آگے سپاہ
تو نے دیکھا دور سے ہی گرد کو | دیکھ بڑھ کے گرد مین تو مرد کو
آنکھ کو گرد اسکی روشن کرتی ہے | مردی اُسکی کوہ کو جا سے کھوتی ہے

سلے کس لیے الخ ۶ شعر انبیا کوہ مین کس واسطے پوشیدہ ہوتے ہین کہ وہ سو دریاؤ کے پار ہین انکو وہ کے جانے کی جاجتین نہین ہین چرخ کو انکے پیچھے سو گردشین ہین چرخ بہت گھوما لیکن انکی گرد نہ پائی اسواسطے پوشش ماتمی فلک نے پہن لی آگے اسکی مثال ہے اگرچہ ظاہر مین پری پوشیدہ ہے لیکن آدمی پری سے زیادہ پوشیدہ ہے پری عاقل کے نزدیک پوشیدہ ہے لیکن آدمی سو بار اس سے زیادہ پوشیدہ ہے آدمی نزدیک عاقل کے پوشیدہ ہے کب کھلے جو غیب مین آدمی مخفی ہو یعنے اولیاء اللہ پری سے بھی زیادہ پوشیدہ ہین کہ سب عالم حق مین شامل ہین اور کوئی انکو نہین جانتا و پہچانتا ہے آگے تشبیہ اولیا کا بیان ہے فافہم ۱۲

سلے آدمی الخ ۹ شعر آدمی مانند عصاے موسیٰ کے ہے اور آدمی مثل دم عیسیٰ کے ہے واسطے لین دین کے قلب مومن دست حق مین ہے ترجمہ درمیان دو انگلیون حق کے ظاہر الاٹھی ہے اُسکے روبرو دو جہان ایک لقمہ ہے جو وہ منہ کھولے دم عیسیٰ کو حرف و صوت مت دیکھ بلکہ یہ دیکھ کہ اس سے موت بھاگتی ہے دم کو آہستہ پڑھنا تو نہ دیکھ وہ دیکھ کہ مردہ کو زندہ کرتا ہے اس عصا کو تو سہل مت دیکھ کہ دریاے نیل کو پھاڑتا ہے آگے اسکی مثال ہے تو نے دور سے ٹوپی سیاہ دیکھی ایک قدم آگے بڑھ کے تو سپاہ کو دیکھ تو نے دور سے گرد کو دیکھا تو گرد مین دیکھ مرد کو آنکھ کو اسکی گرد روشن کرتی ہے یعنے تو مردان حق کو ظاہر ابشر جانتا ہے مگر نہین جانتا ہے کہ وہ بشر ہین مگر انمین بشریت نہین ہے چنانچہ آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلے درمیان دو انگلیون کے ۱۲

تفسیر قوله تعالی یا جبال اوبی معه والطیر

چون درآمد موسی از اقصای دشت	کوه طور از مقدمش رقاص گشت
روی داود از فرش تابان شده	کوهها اندر پیش نالان شده
کوه با داود گشته همرهی	هر دو مطرب مست در عشق شهی
یا جبال اوبی امر آمده	هر دو هم آواز هم پرده شده
گفت داودا تو هجرت دیده	بهر من از همرهان ببریده
ای غریب فرد بی مونس شده	آتش شوق از دلت شعله زده
مطربان خواهی و قوال و ندیم	کوهها پیشت آرد آن قدیم
تا که قوالی و سرنائی کنند	تا به پیشت بادپیمائی کنند
تا بدانی ناله چون کُه راه راست	بی لب و دندان ولی را ناله هاست
نغمهٔ اجزای آن صافی جسد	هر شبی در گوش حسش میرسد
همنشینان نشنوند او بشنود	ای خنک جان کو بغیبش بگرود
بنگرد در نفس خود صد گفتگو	همنشین او نبرده هیچ بو
صد سوال و صد جواب اندر دلت	می رسد از لامکان تا منزلت

تفسیر قولہ تعالی یا جبال اوبی معہ والطیر

موسیٰ آئے سمت سے جب دشت کے	ناچا بس کوہ طور آنے انکے سے
فر سے داؤد اسکے روشن وہ ہوا	کوہ نے انکے لیے نالہ کیا
کوہ بس داؤد کے ہمرہ ہوا	دونون مطرب عشق شہ مین مبتلا
حکم آیا یا جبال اوبی	ہم صدا دونون ہوئے ہمراز بھی
بولا اے داؤد تو میرے لیے	اپنے ہمراہون سے بس فرقت رکھی
تو مسافر تنہا بے مونس ہوا	دل سے تیرے شوق کا شعلہ اٹھا
چاہے تو مطرب و قوال و ندیم	کوہ تیرے پاس بھیجے وہ قدیم
تاکہ گانا اور بجانا وہ کرین	اور تیرے دمساز وہ ہردم رہین
تا تو جانے کوہ کا نالہ روا	بے زبان نالہ ولی کو ہے صدا
اُس تن صافی کے نغمے عضو سے	ہر شب اسکا گوش حس ظاہر کرے
ہمنشین نے سنتے ہین اور وہ سنے	جان وہ بہتر آشنا ہو غیب سے
دیکھے اپنے نفس مین سو گفتگو	ہمنشین نے لیا کچھ اُس سے بو
دل مین تیری سو سوال اور سو جواب	لامکان سے آتے ہین جتنی ہی تاب

جواب طعنه زننده مثنوی از قصور فهم خود

مثنوی تو نشنود زان گوش ها	گر به نزدیک تو آرد گوش را

جواب طعنہ زنون مثنوی کا اور قصور سمجھ اپنی کر

تو سنے اور نہ سنین وہ کان سب	لائین گر وہ کان کو نزدیک لب

سلہ موسیٰ الخ ۲ شعر موسیٰ جب دشت کے جانب سے آئے کوہ طور ناچا انکے آنے سے اور داؤد روشن ہوا اور کوہ نے انکے لیے نالہ کیا پس کوہ داؤد کے ہمراہ ہوا اور دونو مطرب عشق شاہ مین مبتلا ہوئے باقی قصہ آگے ہے فافہم ۱۲۔

ملہ حکم آیا الخ ۵ شعر حکم آیا ترجمہ اے پہاڑو رجوع کرو ہم صدا ہم راز دونون ہوئے حق نے کہا اے داؤد تو میرے واسطے اپنے ہمراہیون سے بس فرقت رکھتا ہے تو تنہا و مسافر بے مونس ہوا اور تیرے دل سے شوق کا شعلہ اٹھا تو مطرب و قوال و ندیم چاہتا ہے وہ قدیم تیرے پاس کوہ بھیجے تاکہ وہ گانا اور بجانا کرین اور ہردم تیرے دمساز رہین آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

سلہ تا تو الخ ۵ شعر تاکہ تو جانے نالہ کوہ کو روا ہے بغیر دہن کے نالہ ولی اللہ کو ہمیشہ ہے اس تن صافی کے نغمے ہر عضو سے ہر شب گوش حس اسکا ظاہر سنتا ہے ہمنشین نہین سنتا ہے اور وہ سنتا ہے بس بہتر جان ہے کہ جو آشنا غیب سے ہے اپنے نفس مین کہ وہ گفتگو دیکھے ہمنشین اس سے کچھ بو نہ لیگا تیرے دل مین سو سوال اور سو جواب لامکان سے آتے ہین تجکو طاقت ہے جتنے جبکہ ذاکر کے ذکر کو کمال پہونچتا ہے اس دم اسکے ہر عضو سے ذکر جاری ہوتا ہے اسی کو سلطان الاذکار اہل سلوک کہتے ہین جو کہ نتیجہ ذکر کا فکر ہے اسوقت سالک کے جاری ہونے اس ذکر سے فکر پیدا ہوتی ہے اور اس فکر مین خطرات روحانی لامکان سے اسکے دل مین ہردم و ہر لحظہ آتے ہین جبکہ وہ شرکے اور اسی کو اہل سلوک القا و الہام کہتے ہین اور وہ خطرات دہواجس صحیح ہوتے ہین گر اسمین دھوکا بھی ہوتا ہے کہ ہوا جس نفسانی بہت پڑ جاتے ہین ہوشیاری ضرور ہے آگے جواب طعنہ زنون کا ہے فافہم ۱۲۔

سلہ تو سنے الخ ۱ شعر تو سنین اور نہ سنین سب کان اگر وہ کان کو نزدیک لب کے لائین یہ مانا کہ بہرے کہ اسکو نہ سنے تو اسکی مثال کچھے تو چپ کیون نہ بتا ہے اے گم

گیرم ای کر خود تو آن را نشنوی ‖ چون مثالش دیدۂ چون نگروی
ای سگ طاعن تو عو عو می کنی ‖ طعن قرآن را برون شو می کنی
این نہ آن شیرست کز وے جان بری ‖ بازنجہ قہر او ایمان بری
تا قیامت می زند قرآن ندا ‖ کای گروہ جہل را گشتہ فدا
مر مرا افسانہ می پنداشتید ‖ تخم طعن و کافری می کاشتید
خود بدیدید ای خسیسان زمن ‖ کہ شما بودید افسانہ زمن
تا بدیدید ای کہ طعنہ می زدید ‖ کہ شما فانی و افسانہ بُدید
من کلام حقم و قائم بذات ‖ قوت جان جان و ذی قوت زکات
نور خورشیدم فتادہ بر شما ‖ لیک از خورشید ناگشتہ جدا
ہمچو منبع آن آب حیات ‖ تا رہانم عاشقان را از ممات
گر چنان گند آز تان ننگیختے ‖ جرعہ بر گورتان حق ریختے
نی بگیرم گفت و پند آن حکیم ‖ دل نگردانم ز ہر قول سقیم
تا بیابد درد من از او دوا ‖ فارغ آیم من ز ہر طعنے جدا
آنکہ فرمودست او اندر خطاب ‖ کرۂ مادر ہمے خوردند آب

مانا ای بہرے تو اسکو سُنے ‖ جو مثال اسکی دکھی کیون چپ تو ہی
طعنہ زن ای سگ تو ہی کیون ہو نکتا ‖ کرتا ہی قرآن پہ طعنے تو جا
شیر شہ وہ ہی نہ اُس سے جان بچے ‖ اور نہ پنجہ قہر سے ایمان بچے
تا قیامت کرتا ہی قرآن ندا ‖ کہ ہوئے تم جہل پر لوگو فدا
مجکو اک قصہ ہو تم بس جانتے ‖ کفر و طعنہ کی ہو جڑ تم گاڑتے
دیکھا تمنے ای خسیسان زمان ‖ کہ ہوئے تم مجھسے اک قصہ جہان
جیسے دیکھا تم تھے طعنہ مارتے ‖ کہ کہانی اور فانی تم ہوئے
مین کلام حق ہون اور قائم بذات ‖ قوت جان جان ہون ذی قوت زکوۃ
نور خورشید اک ہون اور تمپر پڑا ‖ پر نہین خورشید سی مین ہون جُدا
آب حیوان کا مین چشمہ ہون لی ‖ عاشقونکو ہون بچاتا اُس سے
گندگی منہ سے نہ گر تم ڈالتے ‖ ڈالتا حق نور رحمت گور پے
نی سُنون وہ قول اور پند حکیم ‖ نی کلام بد سے دل پھیرون کلیم
درد میرا اُس سے تا پائے دوا ‖ ہوؤن ہر طعنہ سے فارغ اور جُدا
اُسنے فرمایا ہی جو اندر خطاب ‖ کہ بچھیڑے نی پیا اور ماں نی آب

مثل زدن در رمیدن کرۂ اسپ از خوردن آب

مثال دینا بھاگنے مین بچہ اسپ کے پانی پینے سے

می شخولیدند ہر دم آن نفر ‖ بہر اسپان کہ ہلا زین آب خور
آن شخولیدن بکرہ می رسید ‖ سر ہمی برداشت وز خوردن رمید

سیٹی دیتے تھے وہ ہر دم سب نفر ‖ تا پئین پانی وہ گھوڑے سب مگر
یون بچھیڑے کو وہ سیٹی پہونچتی ‖ سر اُٹھاتا ہوتی دہشت اُس سے تھی

سلہ شیر یا الخ یہ شعر یہ وہ شیر ہے کہ اس سے جان بچے اور اُسکے پنجے سے ایمان بچے قیامت تک قرآن ندا کرتا ہی کہ ای لوگو تم جہل پر فدا ہوے مجکو ایک قصہ تم جانتے ہو اور کفر و طعنہ کی تم جڑ گاڑتے ہو تم نے ای خسیسان جہان دیکھا کہ تم مجھ سے ایک قصہ جہان ہو گئے ہو جب سے دیکھا کہ تم طعنہ مارتے تھے تم کہانی اور فانی ہو گئے مین کلام حق قائم بذات ہون قوت جان کی جان کا ہون یا قوت صفات ہون ایک نور خورشید ہون کہ تم پر پڑا ہون مگر خورشید سے جدا نہین ہون مین آب حیوان کا چشمہ ہون ولیکن عاشقین کو بچاتا ہون آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

سلہ گندگی الخ یہ شعر اگر تم منہ سے گندگی نہ ڈالتے تو حق نور رحمت گور پر ڈالتا نہ سُنون وہ قول و پند حکیم کو اور نہ کلام بد سے دل پھیرون ای کلیم یعنے پند حکیم تو نہ سُنون اور کلام بد سے دل پھیرون تا اُس سے درد میرا دوا پاوے اور ہر طعنہ سے فارغ و جدا ہون جو اُسنے فرمایا ہی اندر خطاب کے کہ بچھیڑے نے اور ماں نے پانی پیا ہی یعنے یہ مثنوی بسبب طعنہ زنون کے کہتی ہی کہ مین کلام حق ہون اور حق سے جدا نہین ہون مثل نور خورشید کے تمپر پڑی ہون اگر تم یہ گندگی طعنہ کی منہ سے نہ ڈالتے حق تمہاری گور پر نور ڈالتا کیونکہ تم بایمان مرتے پس یہ کہنا تمہارا ایک سیٹی منہ کی ہو گیا اُس سیٹی کا حال آگے بیان فرماتے ہین تم ۱۲۔

سلہ سیٹی الخ یہ شعر وہ سب نفر سیٹی دیتے تھے ہر دم کہ تا سب گھوڑے پانی پیئین جو سیٹی بچھیڑے کو پہونچتی اُس سے دہشت ہوتی اور سر اُٹھاتا ماں نے پوچھا کہ ای بچھیڑے تو کس واسطے ہر دم پانی سے بھاگتا ہی بچے نے کہا کہ جو سیٹی دیتے ہین اتفاق بانگ سے خوف ہو جاتا ہی میرا دل کانپتا ہی بھاگتا ہی اتفاق مانگ سے ڈر ہوتا ہی ماں نے کہا کہ جب سے جہان ہوا ایسے ہی کام کرتے ہین سب کوئی زمین پر آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

مادرش پرسید کای کرّہ چرا | می رمی ہر ساعتے زین استقا
گفت کرّہ می شخولند آن گروہ | زاتفاق بانگشان در ام شکوہ
پس دلم می لرزہ از جا می رود | زاتفاق نعرہ خوفم مے رسد
گفت مادر تا جہان بودست این | کارافزایان بدند اندر زمین
ہین تو کار خویش کن ای ارجمند | زود کایشان ریش خود بر می کنند
وقت تنگ و میرود آب فراخ | پیش زان کز ہجر گردی شاخ شاخ
شہرہ کاریزیست پر آب حیات | آب کش تا بر دمد از تو نبات
آب خضر از جوئے نطق اولیا | می خوریم اے تشنۂ غافل بیا
گر نہ بینی آب کورانہ بفن | سوی جو آور سبو در جوی زن
چون شنیدی کاندرین جو آب ہست | کور را تقلید باید کار بست
جو فرو بر مشک آب اندیش را | تا گران بینی تو مشک خویش را
چون گران بینی شوی تو مستدل | رست از تقلید خشک آنگاہ دل
گر نہ بیند کور آب جو عیان | لیک بیند چون سبو گردد گران
کہ ز جو اندر سبو آبے برفت | کاین سبک بود و گران شد آب و زفت
زانکہ ہر بادی مرا در مے ربود | باد مے نربایدم ثقلم فزود
مر سفیہان را رباید ہر ہوا | زانکہ نبودشان گرانے قوی
کشتی بے لنگر آمد مرد شر | کہ ز باد کژ نیابد او حذر

ماں نے پوچھا ای بچھیرے کس لیے | بھاگتا ہر دم ہے کیوں تو آپ سے
بولا بچہ سیٹی وہ دیتے ہیں جو | اتفاق بانگ سے ڈرتا ہوں سو
کانپتا اور بھاگتا ہے دل مرا | اتفاق بانگ سے ڈر ہو سوا
بولی ماں جیسے جہان ہے ایسے ہی | کام کرتے ہیں زمین پر سب کوئی
کام اپنا کر تو جلد ای ہوشیار | نوچیں وہ ڈاڑھی اپنی یہ بیہودہ کار
وقت تنگ اور جائے ہے پانی سوا | پہلے اس سے کہ فراق ہووے بلا
ہے عیان کاریز پر آب حیات | آب لے تا کہ اگے اس سے نبات
آب حیوان اولیا کے نطق سے | ہم ہیں پیتے آ کے تشنہ تو بھی لے
مثل اندھوں کے نہ دیکھے آب تو | نہر میں آکر ڈبو اپنا سبو
جو سنا اس نہر میں کہ آب ہے | کور کو تقلید کرنا چاہیے
نہر میں تو مشک ای تشنہ ڈبو | تا تو بھاری پائے اپنی مشک کو
بھاری جو پائے تو بدلے تیرا حال | دل سے ہو تقلید ظاہر کو زوال
گر نہ ظاہر دیکھے اندھا آب کو | دیکھے لیکن جبکہ بھاری ہو سبو
کہ سبو میں نہر سے پانی بھرا | جو تھا ہلکا بھاری پانی سے ہوا
کیونکہ لے جاتی تھی مجھکو ہر ہوا | نہ ہوا لیجاتی میں بھاری ہوا
ہلکے لوگوں کو اڑاتی ہے ہوا | کیونکہ نہ رکھتے ہیں وہ بھاری کوئی
کشتی بے لنگر کے ہے مرد شریر | کہ ہوائے بد سے نہ اسکو گریز

سلہ کام اپنا الخ شعر ای ہوشیار جلد اپنا کام کر کہ یہ بیہودہ کار آپ نوچیں گے اپنی ڈاڑھی کو وقت تنگ ہے اور پانی سوا ہے تا ہے اس سے پہلے کہ فراق بلا ہووے یہ ظاہر ہے کہ آبحیات کا ریزہ پر ہے تو آب لے کہ اس سے سبزہ اُگے یعنے کلام اولیا جاری ہے اس سے تو معرفت حاصل کر آب حیوان اولیا واللہ کا کلام ہے ہم پانی پیتے ہیں تو بھی ای تشنہ پی اس سے مثل اندھوں کے تو نہ دیکھے تب اپنا سبو لا کر نہر میں ڈبو جو سنا کہ اس نہر میں پانی ہے بس اندھے کو تقلید ہی کرنا چاہیے یعنے ای مولانا تو طعنہ زنی کی طرف مت دیکھ اور اپنا کام کر کہ وقت جاتا ہے یہ طعنہ زن خود پشیمان ہو جائیں گے کلام اولیاء اللہ کا خود ظاہر ہے حق لینے فیض حاصل کر کہ اگر وہ آب حیات تجکو نہیں رکھتا ہے تو مثل اندھوں کے تقلید کر کہ فائدہ ہوگا آگے شناخت فیضان اولیاء اللہ کا بیان ہے فافہم ۱۲-
سلہ نہر میں الخ شعر ای تشنہ نہر میں تو مشک اپنی ڈبو تو اپنی مشک کو بھاری پائے جو تو بھاری پائے تو حال تیرا بدلے اور تقلید ظاہری کو زوال ہووے اگرچہ ظاہر اندھا آب کو نہیں دیکھتا ہے و لیکن جبکہ سبو بھاری ہووے تو دیکھے کہ سبو میں نہر سے پانی بھرا ہے جو ہلکا تھا وہ پانی سے بھاری ہوا ہے کیونکہ مجکو ہر ہوا لے جاتی تھی اب ہوا نہیں لے جاتی میں بھاری ہوا ہلکے لوگوں کو ہوا اڑا کرتی ہے کیونکہ وہ بھاری قوی نہیں رکھتے ہیں یعنے جبکہ اپنے دلکو طالب صحبت مرشد سے بھاری پاوے جان لے کہ فیض صحبت مرشد نے مجھ میں اثر کیا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲-
سلہ کشتی الخ شعر مرد کشتی بے لنگر ہے کہ ہوائے بد سے اسکو گریز نہیں لنگر عقل ہے عقلمند کو امن ہے پس عاقلوں سے بھاری پن مانگ لے عقل کی مدد سے جو دریا کو ہر در پاسے کرم کے گنج سے یعنے مرشد سے فیض حاصل کیا پس ایسی مرادوں سے دل پر نور ہوا اور دماغ کو دے اور آنکھوں کو روشن کرے کیونکہ دل کا نور آنکھ پر آتا ہے جو دل گیا آنکھ بیکار ہے اور دلکو پر نور کیا عقل ہے اس سے حصہ دونوں آنکھوں کو ملتا ہے چرخ سے آب مبارک کو جان و دل کو وحی ہو اور جان کو صدق بیان ہووے یعنے مرشد سے دل روشن ہوتا ہے اور دل سے آنکھ کو نور ملتا ہے پس چشم اور دل دونوں مرشد سے روشن ہیں آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲-

لشکر عقلست عاقل را امان — لشکری در یوزه کن از عاقلان
از مددهای خرد چون در ربود — از خزینه گنج دریای وجود
زانچنین امداد دل پر فن شود — بعد از آن دل چشم هم روشن بود
زانکه نور از دل برین دیده نشست — تا چو دل شد دیده تو عاطل ست
دل چو پر انوار عقلی پر بزد — زان نصیبی هم بدو دیده رسد
پس بدان کاب مبارک ز آسمان — وحی دلها باشد و صدق بیان
ما چو آن کره هم آب جو خوریم — سوی آن وسواس طاعن ننگریم
پیرو پیغمبران رہ سپر — طعنهٔ خلقان همه بادی شمر
آن خداوندان که ره طی کرده اند — گوش کی بر بانگ سگان کرده اند

عقل کے لشکر سے عاقل کو امان — عاقلوں سے مانگ لشکر ای جوان
لے گیا امداد سے جو عقل کے — موتی دریای کرم کے گنج سے
ایسی امدادوں سے دل پُر نور ہو — دل سے پھر دی کرنے روشن آنکھ کو
کیونکہ دل سے نور بیٹھا آنکھ پے — جو گیا دل آنکھ بس بیکار ہے
دل کیا پُر نور عقل پیر نے — اس سے حصہ دونوں آنکھوں کو ملا
چرخ سے آب مبارک کو تو جان — وحی ہووے دلکا اور صدق بیان
جون بچھیڑا آب نہر اب پوین ہم — طعنہ زن کے وسوسے نہ دیکھین ہم
پیروانِ انبیا کی راہ جا — طعنہ مخلوق کو جان اک ہوا
کرتی ہی جن صاحبوں نے راہ طے — کان نہ رکھین سگونکی بار پے

بقیہ قصۂ مہمان مسجد مہمان کش

باقی قصہ مہمان مسجد مہمان کش کا

باز گو کان پاکباز آن شیر مرد — اندران مسجد چه بنمود و چه کرد
خفت در مسجد خود او را خواب کو — مرد غرقه گشته چون خسپد نکو
خواب مرغ و ماهیان باشد همی — عاشقان را زیر غرقاب غمی
نیم شب آواز باهولی شنید — کایم آیم بر سرت ای مستفید
پنج کرت این چنین آواز سخت — میرسید و دل همی شد لخت لخت

پھر کہو اس شیر مرد پاک نے — کیا کیا مسجد مین کیا دیکھا ارے
سویا مسجد مین اسے کب آئی خواب — مرد ڈوبے کو نہین ہوتا ہی خواب
مرغ اور مچھلی کو ہوتا خواب ہے — عاشقوں کو غرق غم مین بس رکھے
نیم شب آواز آئی خوفناک — کہ مین آؤن پاس تیرے ای پاک
پانچ بار آواز ایسی ہی سنی — سنتے ہی لینے ہوئی اک کھلبلی

تفسیر آیہ واجلب علیهم بخیلک ورجلک

تفسیر آیہ واجلب علیہم بخیلک و رجلک

تو که عزم دین کنی با اجتهاد — دیو بانگت بر زند اندر نهاد

تو ارادہ دین کی کوشش کا کرے — دیو تجھکو جسم کے اندر رکھے

سلہ جون بچھیڑا الخ یہ شعر بچھیڑے کے مانند آب نہر کو ہم کھائین اور طعنہ زنون کے وسوسے ہم نہ دیکھین پیروان انبیا کی راہ چل مخلوق کے طعنوں کو ایک ہوا جان جن صاحبوں کو راہ طے کرتی ہے وہ کتوں کی آواز پر کب کان رکھتے ہین یعنے تو اب طعنہ زنون کے کہنے پر مت کان رکھ اور طریقہ مرشدوں پر چل منزل مقصود کو پہونچ اور جنہنے کہ راہ سلوک طے کر لی ہے وہ کتون کے بھونکنے کو کب مانتے ہین یعنے ریاکاروں کی بات کب سنتے ہین آگے مہمان مسجد کا بیان ہی فافہم ۱۲ سلہ پھر کہو الخ یہ شعر پھر کہو اس شیر مرد پاک نے کیا مسجد مین کیا اور کیا کیا دیکھا یعنے اس حکایت مین مسجد سے مراد وجود انسان اور مہمان سے مراد روح اور آواز سے مراد دیو ہے اس مسجد وجود مین صدہا مہمان روح مارے گئے ہین پس وہ مسجد مین سویا اُسے نیند کب آتی ہے مرد ڈوبے کو ڈوبنے مین نیند نہین آتی ہی مرغ مچھلی کو خواب ہوتا ہی اور عاشق کو غرق غم رکھتا ہی آدھی رات کو آواز خوفناک آئی کہ ای پاک مین تیرے پاس آؤن ایسی ہی پانچ بار آواز سنی خوف سے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوا آگے اُسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ تو ارادہ الخ یہ شعر تو دین کی کوشش کا ارادہ کرے اور تجھکو دیو اندر جسم کے رکھے تو اس سمت سے جا اور سوچ لے کہ رنج درویشی کا تو قیدی ہے تو مفلس ہو اور یاروں سے چھپے اور تو خوار ہو اور تجھے پشیمانی رہے اس دیو کی آواز کے خوف ایمان سے تو طرف گمراہی کے بھاگے یعنے جان مبارک کر بانگ دیو سے بھاگ کر اتفاقا سے گمراہی مین پڑے پس سالک کو چاہیے کہ ہر آواز پر کان رکھے اور یقین مرشد پر چلا جائے کہ اس راہ مین ہزاروں غول ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۔ عہ حملہ کر او پر انکے سواروں اور پیادوں اپنے کا فافہم ۱۲ ۔

گر مرو زان سو بیندیش ای غوی — کہ اسیر رنج درویشی شوی
کہ نہ جا اُس سمت اور تو سوچ لے — رنج درویشی کا تو قیدی بنے

بینوا گردے زیاران وا رہی — خوار گردی و پشیمانی خوری
تو ہو مفلس اور یاروں سے چھُٹے — خوار ہو تو ہو پشیمانی تجھے

تو ز بیم بانگ آن دیو لعین — وا گریزی در ضلالت از یقین
خوف سے اُس دیو کی آواز کے — بھاگے گمراہی مین تو ایقان سے

کہ ہلا فردا و پس فردا مراست — راہ دین پویم کہ مہلت پیش ماست
کہ یہ آج و کل و پرسون مجکو ہے — رہ چلونگا دین کی مہلت ہی مجھے

مرگ بینی باز کو از چپ و راست — میکشد ہمسایہ را تا بانگ خواست
موت کو دیکھے کہ گرداگرد سے — مارے ہمسایہ کو تا رونے لگے

باز عزم دین کنی از بیم جان — مردہ سازی خویشتن را یکزمان
خوف جان سے عزم دین تو پھر کرے — اک زمانہ آپ کو مردہ رکھے

پس سلح بر بندی از علم و حکم — کہ من از خوفے نیارم پائے کم
تو سلح باندھے حکم اور علم کے — کہ قدم میرا نہ دہشت سے کٹے

باز بانگے بر زند بر تو ز مکر — کہ بترس و باز گرد از تیغ فقر
پھر تجھے آواز دیوے مکر سے — کہ تو ڈر اور بھاگ تیغ فقر سے

باز بگریزے ز راہ روشنی — آن سلاح علم و دین را افگنی
راہ روشن سے تو بھاگے اور پھر — علم ہتھیار اور دین کے پھینکدے

سالہا او را بہ بانگے بندۂ — در چنین ظلمت نمد افگندۂ
برسوں اس آواز کا بندہ ہی تو — ایسی ظلمت مین تو ڈالے آپ کو

ہیبت بانگ شیاطین خلق را — بندہ کردست و گرفتہ حلق را
بانگ شیطانوں کی ڈرنے خلق کو — کر دیا بندہ و پکڑا حلق کو

تا چنان نومید شد جانش ز نور — کہ روان کافران ز اہل قبور
جان ہوئی نومید انکی نور سے — جیسے جان کفار کی مُردوں سے ہے

آن شکوہ بانگ آن ملعون بود — ہیبت بانگ خدائی چون بود
بانگ شیطان کا ہے جب خوف اسطرح — بانگ حق کا خوف ہو پھر کسطرح

ہیبت باز ست بر کبک نجیب — مر مگس را نیست زان ہیبت نصیب
باز کی ہوتی ہے ہیبت کبک پے — اور نہ مکھی اس سے ہیبت کچھ رکھے

زانکہ نبود باز صیاد مگس — عنکبوتان می مگس گیرند و بس
کیونکہ نے مکھی پکڑتا باز ہے — مکڑیاں پکڑیں ہیں مکھی جان لے

عنکبوت دیو بر چون تو ذباب — کرّ و فر دارد نہ بر کبک و عقاب
دیو ستہ جون مکڑی کہ مکھی تجھ سی پہ — دبدبہ رکھے نہ اوپر کبک کے

بانگ دیوان گلہ بان اشقیاست — بانگ سلطان پاسبان اولیاست
بانگ شیطان اشقیا کی نگہبان — بانگ سلطان اولیا کی پاسبان

تا نیامیزد دو بانگ دور — قطرۂ از بحر خوش یا بحر شور
تا نہ اس دو بانگ سے باہم ملے — قطرہ بحر شیرین بحر شور سے

سلہ کہ یہ الخ، شعر کہ یہ آج و کل و پرسون مجھے حاصل ہو دین کا راستہ چلونگا مجکو مہلت ہی موت کو دیکھے کہ گرداگرد سے ہمسایہ کو مارے یہانتک رونے لگے یعنی تو طول عمل مین پڑے اور موت ہمسایہ سے پھر خوف کرے پر خوف جان سے تو دین کا ارادہ کرے اور ایک زمانہ تک خود کو مردہ کرے تو حکم و علم سے ہتھیار باندھتا ہی اور بجا آوری حکم کی کرتا ہی اور وہ تجکو دیوے کہ تو بھاگ و ڈر تیغ فقر سے تو راہ روشن سے بھاگے و پھرے ہتھیار علم کے اور دین کے پھینک دے تو برسوں اس آواز کا بندہ ہو وے ظلمت مین تو آپ کو ڈالے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔
ستہ بانگ الخ ۵ شعر بانگ شیطانوں کے خوف نے مخلوق کو بندہ کر دیا و پکڑا حلق کو نور سے جان انکی نومید ہوئی جیسے جان کفار کی مردون سے ہے جبکہ بانگ شیطان کا خوف اس طرح سے پھر بانگ حق کا کس طرح کا ہوگا باز کی ہیبت کبک کو ہوتی ہے اور مکھی کو کچھ ہیبت نہین ہوتی ہے کیونکہ باز کچھ مکھی نہین پکڑتا ہے مکھیان مکڑی پکڑتی ہین یعنے حق سے اولیاء اللہ ڈرتے ہین غافلان دُنیا نہین ڈرتے ہین کیونکہ غافلان دُنیا کو دیو پکڑتے ہین باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔
ستہ دیو الخ ۳ شعر دیو مانند مکڑی کے تجھسی مکھی پر دبدبہ رکھے نہ کبک پر بانگ شیطان شقیون کا نگہبان ہے اور بانگ سلطانی اولیا کی نگہبان ہی تاکہ دونون بانگون سے باہم نہ ملے قطرہ دریائے شیرین کا دریائے شور سے یعنے بانگ شیطان کی شقیون کی نگہبانی کرتی ہی اور بانگ ہاتف کی اولیا کی نگہبانی کرتی ہی تا ان دونون بانگون سے ایک قطرہ باہم نہین مل سکتا ہو جیسے قطرہ دریائے شور کا دریائے شیرین سے نہین ملتا ہو جیسے شان جمالی شان جلالی سے نہین ملتی ہو پس سالک کو شناخت ان دونون بانگون کی شرط ہے آگے عاقل مسافر مسبی کا بیان ہی فافہم ۱۲۔

رسیدن بانگِ طلسم نیم شب مہمان مسجد را

بشنو اکنون قصۂ آن بانگ سخت — کہ نرفت از جا بدان آن نیکبخت
گفت چون ترسم چو ہست آن طبل عید — تا دہل ترسد کہ زخم او را رسید
ای دہلہای تہی بی برگ کوب — قسمتان از عید جان شد زخم چوب
شد قیامت عید بیدینان دہل — ما چو اہل عید خندان ہمچو گل
بشنو اکنون این دہل چون بانگ زد — دیگ دولتہا چگونہ مے پزد
چونکہ بشنود آن دہل آن مرد دید — گفت چون ترسد دلم از طبل عید
گفت با خود ہین ملرزان دل گزین — مرد جان بد دلان بے یقین
وقت آن آمد کہ حیدروار من — ملک گیرم یا بپردازم بدن
بر جہید و بانگ بر زد کای کیا — حاضرم اینک اگر مردے بیا
در زمان بشکست ز آواز آن طلسم — زر ہمی ریزید ہر سو قسم قسم
ریخت چندان زر کہ ترسید آن پسر — تا بگیرد زر بپرے راہ در
پر شد آن مسجد ز زر ہر جایگاہ — مرد حیران شد ز تقدیر اِلٰہ
بعد ازان برخاست آن شیر عتید — تا سحرگہ زر بہ بیرون مے کشید
دفن می کرد و ہمے آمد بزر — با جوال و توبرہ بار دگر
گنجہا بنہاد و آن جانبازان — کوری ترسانی و واپس خزان
این زر ظاہر بخاطر آمدست — در دل ہر کور دونِ زرپرست

پہونچنا بانگِ طلسم آدھی رات کا مہمان مسجد سے

اب سنو[1] وہ قصہ بانگِ سخت کا — کہ نہ گھبرایا وہ مردِ باصفا
بولا کب ڈرتا ہون طبلِ عید سے — طبل کو ڈر ہو صدا جو کرتے
ای دہل زر سے خالی پرزکوب — عید کو تجھکو ملی کیون زخمِ چوب
ہوئی قیامت عید و بیدین دہل — ہم مثالِ عید خندان مثلِ گل
اب سنو اس طبل نے کیون بانگ دی — دیگ پکے کیسے دولت آش کی
جو سنا اس طبل کو اس مرد نے — بولا ڈر کیون عید کے ہو طبل سے
بولا خود سے مت تو ڈر ای مردِ دین — مر گئین جانین انکی جو تھے بے یقین
وقت وہ آیا کہ حیدر کی مثال — ملک لون یا جان تن سے دون نکال
اٹھ کے دی آواز ای فرخندہ پے — مین ہون حاضر آ اگر تو مرد ہے
ٹوٹا[2] اسدم وہ طلسم آواز سے — زر برسنے بس لگے ہر قسم سے
اسقدر برسا وہ زر کہ ڈر گیا — تا ہو در بند اور جانے کی ہو جا
زر سے مسجد پر ہوئی جو ہر جگہے — مرد حیران ہو گیا تقدیر سے
بعدہٗ وہ مرد اٹھا تا سحر — بھر کے لیجاتا تھا باہر اس سے زر
دفن کرتا تھا وہ لے کے جا کے زر — توبڑہ خرجی مین سب بار دگر
گنج رکھا اس لیئے جانباز نے — تا کہ اندھا ہین وہ ڈر جاتا رہے
دل مین اسکو جانا بندہ زر کا ہے — زر پرست و تیرہ دل ہر ایک نے

---

[1] اب سنو از شعر ب وہ قصہ سنو بانگ سخت کا کہ وہ مرد باصفا نہ گھبرایا کہتا ہے کہ مین کب ڈرتا ہون طبل عید سے طبل کو ڈر ہو جو کہ صدا کرتا ہے اے دہل خالی و ضربون سے بھرے عید کو زخم چوب قسمت مین کیون ہے قیامت عید ہوئی اور بیدین دہل ہوئے ہم مثل عید کے اور خندان مثل گل کے ہین اب سنو اس طبل نے کیون آواز دی کیسے دیگ پکے آش دولت کی جو اس مرد نے اس طبل کو سنا کہا کیون عید کے طبل سے ڈرون کہا کہ خود سے مت ڈر اے مردِ دین انکی جانین مر گئین جو بے یقین تھے وہ وقت آیا ہے کہ مانند حیدر کے ملک لون یا جان تن سے نکال دون اٹھ کر آواز دی کہ اے فرخندہ پے مین حاضر ہون اور اگر تو مرد ہے تو سامنے آ آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

[2] ٹوٹا الخ ۵ شعر اسدم وہ طلسم آواز سے ٹوٹا زر ہر قسم سے برسنے لگا اسقدر وہ زر برسا کہ ڈر گیا تا در بند نہ ہو جائے اور راہ جانے کی نہ ہو جو ہر جگہ سے زر برسا تو مرد تقدیر سے حیران ہو گیا بعدہٗ وہ مرد اٹھا تا سحر تک زر بھر کے لے جاتا تھا اس سے باہر دفن کرتا تھا وہ زر لے کے جا کر توبڑے اور خرجی مین بار بار اسواسطے گنج رکھا تھا جانباز نے کہ اندھا پن وخوف جاتا رہے دل مین اسکو جانا ہر ایک نے زرپرست و تیرہ دل یعنے وہ دوست معنے بھی اور ظاہر پرستان دنیا نے اسکو زر ظاہری جانا الغرض وہ آواز معنے کا داعیہ امتحان کے تھا مسجد وجود مین جو ڈر بار گیا اور چونکہ وہ طالب یار تھا اور راہ جانباز کو آسنے طے کیا ایک طلسم ٹوٹا اور دولت حق برسنا شروع ہوئی کہ مالامال ہو گیا پس اہل ظاہر نے اس زر معنے کو زر ظاہری جانا اسکی مثال آگے ہی بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲

کودکان اسفالها را بشکنند | نام زر بنهند و در دامن کنند
اندران بازی چو گوئی نام زر | آن کند در خاطر کودک گذر
بل زر مضروب ضرب ایزدی | کو نگردد کاسد آمد سرمدی
آن زری کین زر ازان زر تاب یافت | گوهر و تابندگی و آب یافت
آن زری که دل ازو گردد غنی | غالب آمد بر قمر در روشنی
شمع بود آن مسجد و پروانه او | خویشتن انداخت آن پروانه نو
سوخت پرش را ولیکن ساختش | پس مبارک آمد آن انداختش
همچو موسی بود آن مسعود بخت | آتشی دید او بسوی آن درخت
چون عنایتها برو موفور بود | نار می پنداشت و آن خود نور بود
مرد حق را چون ببینی ای پسر | تو گمان داری برو نار بشر
تو ز خود آئی و او در تو بهست | نار غار [illegible] آن سو تافت
آن درخت موسی است پر ضیا | نور خوان نارش مخوان باری بیا
از خدا این جهان ناری نمود | سالکان رفتند آن خود نور بود
پس بدانکه شمع دین بر می شود | آن نه همچون دیگر آتشها بود
این نماید نور و سوزد یار را | وان بصورت نار و گل زوار را
این چو سازنده ولے سوزنده | وان گه وصلت دل افروزنده
شمع شعله نور پاک ساز دار | محرمان را نور و زان را چو نار

ٹھیکروں کے ٹکڑے بس لڑکے توڑ تیا | نام زر کا رکھ کے دامن میں بھرتے
گر تو اس بازی میں زر کا نام لے | وہ اثر لڑکوں کے دل میں آتی ہے
بلکہ جس زر پے ہو سکہ ایزدی | وہ نہو کھوٹا کہ ہے وہ سرمدی
ایسا وہ زر اس سے تاباں زر نے لی | اور آب و گوہر تابندگی
ایسا وہ زر کہ ہو دل جس سے غنی | چاند پر غالب ہوا کی روشنی
شمع وہ مسجد تھی اور پروانہ وہ | ڈالا اس پروانہ نے اپنے آپ کو
پر جلا اسکا ولیکن بن گیا | [illegible]
مثل موسی کے تھا بس نیک بخت | دیکھی اسنے آتش کی سوی درخت
جو عنایت حق کی اس پر ہو | جانتا تھا نار اور وہ نور تھا
مرد حق کو دیکھے تو اے پسر | ہو گمان اسپر تجھے نار بشر
تو ز خود آ دیکھ ورد تجھ میں ہی | وہ گمان نار ہے اس سمت سے
وہ درخت موسی کا ہے پر ضیا | نور کہہ اور نار مت کہہ اسکو آ
حق نے دنیا نار سے انکو یہ تھی | ہو گئے سالک میں وہ خود نور تھی
شمع دین کی آتش روشن ہوئی ہے | وہ نہیں مانند دیگر نار کے
یہ ہے نور اور جلائے یار کو | وہ بشکل نار وگل زوار کو
یہ ہے سازندہ ولے پر سوز ہے | وہ بوقت وصل دل روشن کرے
نور پاک ایک شکل شعلہ آشکار | [illegible]

ٹھیکروں [illegible] نام زر [illegible] دامن بھرتے اگر تو اس بازی میں زر کا نام لے وہ اثر [illegible] کو دل میں آتی [illegible] جس [illegible] سکہ ایزدی ہے وہ کھوٹا نہیں ہوتا ہے کہ سرمدی ہے وہ ایسا زر ہے کہ اس سے زر نے تاب [illegible] اور آب و گوہر تابندگی [illegible] ایسا زر ہے کہ اس سے دل غنی ہو اور چاند پر اسکی روشنی غالب ہو وہ مسجد شمع تھی اور وہ پروانہ تھا اس [illegible] پر اسکا جلا [illegible] بن گیا [illegible] مبارک ہو [illegible] نے تنگ ہو کر جان دینے کو اس مسجد پر خود کو ڈالا اگر وہ ڈالنا ہی [illegible] کے واسطے [illegible] جو عاشق صادق [illegible] آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

[illegible] مثل موسی [illegible] ایک آتش دیکھی جانب درخت کے جو عنایت خدا کی اسپر سوار تھی وہ نار جانتا [illegible] آگے [illegible] میں جو تو مرد حق کو دیکھے تجھے اسپہ گمان بشر کا ہو تو نے خود [illegible] دیکھا وہ تجھ میں ہے وہ گمان نار سے ہے [illegible] وہ ایک [illegible] ہے پر ضیا [illegible] نور کہہ [illegible] اور نار مت کہہ [illegible] معلوم ہوئی کہ وہ سالک ہو گئے [illegible] اور خود وہ نور تھی [illegible] حقیقت [illegible] نور تھا تجھے شمع دین کی روشن ہوتی ہے وہ سب نار کے مانند نہیں [illegible] کہ دنیا کا نقصان ہو فافہم [illegible] نور معلوم ہوتی ہے اور یار کو جلاتی ہے اور وہ بشکل نار ہے مگر [illegible]
[illegible] زندہ ہے ولیکن پر سوز ہے اور وہ بہنگام وصال [illegible] روشن کرتی ہے نور پاک ایک شکل شعلہ ظاہر [illegible] نور اور دور والوں کو نار [illegible] کیونکہ نا اہلوں کو توفیق [illegible] اس بات کی ظاہر نہیں [illegible] عاشق اور [illegible] بیان کرا [illegible]
[illegible] نار بظاہر نور دکھائی دیتے ہیں لیکن نار ہیں کہ خلق آتش بلا میں ڈالتے اور اولیاء اللہ بظاہر نار ہیں ولیکن حقیقت میں نور ہیں [illegible]

حاضران از غایبان خوشحال تر	غایبان را نیست توفیق خبر	حاضر البتہ ہیں خوشحال تر	غائبوں کو ہے نہ توفیق خبر
این سخن را نیست پایان ای پدر	گو حدیث عاشق و صدر کبیر	انتہا ہے [illegible] کی دنیا میان	عاشق و صدر جہان کا ذکر [illegible]

مُلاقات عاشق با صدر جہان

آن بخاری نیز خود بر شمع زد ｜ گشته بود از عشقش آسان آن کبد

آه سوزانش سوی گردون شده ｜ در دل صدر جہان مہر آمده

گفت با خود در سحرگہ کای احد ｜ حال آن آوارهٔ ما چون بود

او گناہی کرد و ما دیدیم لیک ｜ رحمت ما را نمی‌دانست نیک

خاطر مجرم ز ما ترسان شود ｜ لیک صد امید در ترسش بود

من بترسانم وقیح یاوه را ｜ وانکہ ترسد من چہ ترسانم ورا

بہر دیگ سرد آذر مے رود ｜ نے بدان کہ جوشش از سر می‌رود

ایمنان را من بترسانم بحلم ｜ خائفان را ترس بردارم بحلم

پاره دوزم پاره بر موضع نہم ｜ ہر کسے را شربت اندر خور دہم

ہست سر مرد چون بیخ درخت ｜ زان بروید برگہا از چوب سخت

درخور آن بیخ رستہ برگہا ｜ در درخت و در نفوس و در نہی

بر فلک پرہاست ز اشجار وفا ｜ اصلہا ثابت و فرعہا فی السما

چون برفت از عشق پر بر آسمان ｜ چون نروید در دل صدر جہان

موج میزد در دلش عفو گنہ ｜ کہ ز ہر دل تا دل آمد روزنہ

مُلاقات عاشق کی صدر جہان سے

[1] وہ بخاری بھی گرا تھا شمع پے ｜ رنج وہ آسان ہوا تھا عشق سے

اسکی آہ سوز گردون پر گئی ｜ دل میں جب صدر جہان [illegible]

بولا خود سے صبح کو کہ اے خدا ｜ حال کیا آوارہ میرے کا ہے [illegible]

میں نے دیکھا جو گنہ اُسنے کیا ｜ میری رحمت کو نہیں دیکھا [illegible]

مجھسے مجرم کا اگرچہ دل ڈرے ｜ پُر وہ سو اُمید ڈر میں بس رکھے

میں ڈراؤن بیحیا گمراہ کو ｜ اور ڈرے کو کیون ڈراؤن دوستو

[2] جائے آتش سرد ہانڈی کے نیچے ｜ اسکی خاطر نے کہ وہ پُر جوش ہے

میں ڈراؤن خشم سے بیخوف کو ｜ ڈر نکالون حلم سے خائف جو ہو

جای ہر پیوند کی ہر میں سیون ｜ شربت ہر اک کو میں لائق اُسکے دون

جون شجر کی بیخ راز مرد ہے ｜ ویسے ہی برگ اسکے نکلیں شاخ سے

لائق اُس جڑ کے نکلتے برگ ہیں ｜ نخل میں و نفس میں اور عقل میں

شاخ پر ہیں پر وفا کے نخل کا ｜ اصلہا ثابت و فرعہا فی السما

ہوگیا جب عشق سے فلک پے ｜ کیون دل صدر جہان میں نہ اُگے

[3] موج دل میں عفو اُسکے مارتا ｜ کہ ہر دل سے دل تلک روزن کھلا

[1] وہ بخاری [illegible] آخر وہ بخاری بھی شمع پر گرا تھا کیونکہ وہ رنج آسان ہوا تھا [illegible] اُسکی آہ سوزان گئی جب [illegible] جہان کے دل میں [illegible] آگئی صبح کو صدر جہان نے کہا اے خدا [illegible] حال میرے آوارہ کا کیا ہوا میں نے دیکھا اُسنے گناہ کیا میری رحمت کو اُسنے نہ دیکھا جو مجرم مجھسے دل میں ڈرتا ہے [illegible] سو اُمیدیں دل میں رکھتا ہے میں گمراہ بیحیا کو ڈراتا ہوں اور ڈرے کو کیون ڈراؤن [illegible] [2] جائے آتش [illegible] سرد ہانڈی کے نیچے جاتی ہے اور اسکی خاطر نہیں جاتی کہ جو پُر جوش ہے [illegible] کو میں ڈراتا ہون [illegible] ڈر نکالتا ہون حلم سے جو کہ خائف ہے [illegible] جا پر میں سیون اور ہر ایک کو شربت اُسکے لائق میں دون [illegible] ڈر نکالتا ہون [illegible] حلم کے [illegible] حق تعالی فرماتا ہے [illegible] بے خوف ہے اُسکو ڈراتا ہون [illegible] اسکی مثال [illegible] مانند شجر [illegible] ویسے ہی برگ [illegible] لائق اس جڑ کے برگ نکلتے ہیں [illegible] اور نفس میں اور عقل میں [illegible] جڑ اسکی زمین پر ثابت اور شاخین اسکی آسمان پر [illegible] عشق سے آسمان پر گیا وہ کیون نہ دل صدر جہان میں [illegible] جیسا [illegible] ویسے ہی [illegible] سرزد ہوتے ہیں [illegible] عشق [illegible] آسمان پر گیا [illegible] دل معشوق میں کیون نہ اثر کرے [illegible] باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ [3] موج [illegible] شرح اسکے دل میں عفو [illegible] ایک دل سے دل تک ایک روزن کھلا ہے اگرچہ تن میں [illegible] لیکن جدا نہیں آگے اسکی مثال [illegible] گھر میں [illegible] ایک ہوتے [illegible] عاشق وصل کو ڈھونڈتا ہے کہ معشوق اسکا ہو [illegible] عشق عاشق کو دبلا کرتا ہے [illegible] معشوق کو موٹا کرتا ہے [illegible] دلمیں پیدا ہوا [illegible] محبت حق کی جو تیرے دلمیں پیدا ہوتی ہے وہ محبت تیری اُنکو ہے [illegible] عشق عاشق و معشوق کے [illegible] عاشق طالب معشوق کا [illegible] معشوق [illegible] طالب عاشق کا [illegible] اسکی مثال [illegible] فہم ۱۲ [illegible] جڑ اسکی ثابت [illegible]

کز دل تا دل یقین روزن بود نی جدا و دور چون دو تن بود
متصل نبود سفال دو چراغ نورشان ممزوج باشد در مساغ
ہیچ عاشق خود نباشد وصل جو کہ نہ معشوقش بود جویای او
لیک عشق عاشقان تن زہ کند عشق معشوقان خوش و فربہ کند
چون درین دل برق مہر دوست جست اندران دل دوستی میدان کہ ہست
در دل تو مہر حق چون شد دو تو ہست حق را بیگمانی مہر تو
ہیچ بانگ کف زدن آید بدر از یکی دست تو بی دست دگر
تشنہ می نالد کہ ای آب گوار آب ہم نالد کہ کو آن آبخوار
جذب آبست این عطش در جان ما ما ازان او و او ہم زان ما
حکمت حق در قضا و در قدر کردہ ما را عاشقان یکدگر
جملہ اجزای جہان زان حکم پیش جفت جفت و عاشقان جفت خویش
ہست ہر جفتی ز عالم جفت خواہ راست ہمچون کہربا و برگ کاہ
آسمان گوید زمین را مرحبا با توام چون آہن و آہن ربا
آسمان مرد و زمین زن در خرد ہر چہ آن انداخت این می پرورد
چون نماند گرمیش بفرستد او چون نماند تریش نم بدہد او
برج خاکی جزو ارضی را مدد برج آبی تریش اندر دہد
برج بادی ابر سوی او برد تا بخارات وخم را می درد کند
برج آتش گرمی خورشید ازو ہمچو تابہ سرخ ز آتش پشت و رو
ہست سرگردان فلک اندر زمن ہمچو مردان گرد کسب بہر زن

دل سے دل تک روزن اک ہے بالیقین گرچہ دو تن مین جدا لیکن نہین
دو چراغون کی سکورے ہو دین نور گھر میں مل کر ایک ہووی انکا نور
نی فقط عاشق ہی ڈھونڈھے وصل کو گر نہ معشوق اسکا جویا اسکا ہو
عاشقون کو عشق جو دبلا کرے عشق معشوقون کو بس موٹا کرے
جو محبت پیدا انکے دل مین ہو انکے دلمین بھی ہو پیدا جان لو
مہر حق دونی جو دلمین تیرے ہو مہر بیشک تیری ہے اللہ کو
نہ نکلتی[1] ہی صدا ایک ہاتھ سے تال کی بے دوسری بس ہاتھ کے
تشنہ روتا ہی کہ آب خوش کہان آب روئے تشنۂ دلکش کہان
جذب آب ایک تشنگی ہے جان کو ملک ہم اسکی ہماری ملک وہ
حق کی حکمت نے ازل مین بس نہان کر دیا آپس مین ہمکو عاشقان
جملہ اجزای جہان اس حکم سے جفت مین شیدا ہین اپنے جفت کے
جفت[2] ہر عالم سے چہتا جفت ہی برگ کہ کو کہربا جس طور سے
آسمان کہوے زمین کو مین ترے ساتھ ہون جون لوہا مقناطیس کے
آسمان مرد و زمین زن عقل سے جو کہ وہ ڈالے یہ پالے اسکو ہی
جو نہ گرمی اسمین ہوی تو وہ دے جو تری اسمین نہ رہوی تو وہ دے
برج خاکی بس زمین کو دے مدد برج آبی دے تری اسکو مدد
برج بادی ابر لائے اسکے سو تاکہ کہووے وہ بخار خبث کو
برج آتش دیوی گرمی شمس کو جون توا سرخ آگ سی ہی پشت و رو
آسمان[3] عالم مین سرگردان ہی مرد کرتا کسب جون زن کے لئے

[1] نہ نکلتی الخ۔ شعر ایک ہاتھ سے تالی نہین بجتی ہی بغیر دوسرے ہاتھ کے تشنہ روتا ہی کہ آب خوش کہان ہی آب روتا ہی کہ تشنۂ دلکش کہان ہی جذب آب ایک تشنگی ہی ہم ملک اسکی اور وہ ملک ہماری ہے حق کی حکمت نے ازل مین پوشیدہ ہمکو آپس مین عاشق کر دیا تمام اجزا جہان کے اس حکم سے جفت ہین اور جفت کے شیدا ہین یعنی جو خدا کا ہو گیا خدا اسکا ہے حدیث من کان اللہ کان اللہ لہ یعنی جو واسطے اللہ کے ہی اللہ اسکے واسطے ہی آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲ [2] جفت الخ۔ شعر جفت ہر ایک عالم سے جفت چاہتا ہی جیسے برگ کاہ کو کاہ ربا آسمان زمین کو کہے کہ مین تیرے ساتھ ہون جیسے آہن مقناطیس کے ہمراہ ہے آسمان مرد ہی زمین زن ہی عقل سے جو بیج وہ ڈالتا ہی یہ اسکو پالتی ہی جو گرمی اسمین نہ رہے وہ دے اور جو گرمی اسمین نہ ہووے تو وہ اسمین دے برج خاکی زمین کو مدد دے برج آبی ترنی دے از حد اسکو برج بادی ابر لائے اسکی طرف تاکہ وہ بخار گندگی کو کہووے برج آتشی گرمی شمس کو دے مانند توے کے پشت و رو تک سرخ ہی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ [3] آسمان الخ۔ شعر آسمان عالم مین سرگردان ہی جیسے مرد زن کی طرف کسب کرتا ہی اور زمین مانند جورو کے گھر کرتی دودھ دیتی اور جنتی ہی رہی تو زمین اور آسمان کو ہوشیار جان جو وہ کام ہوشیارون کا کرتے ہین اگر یہ باہم مزا دو یار نہین کس واسطے مانند جوڑے کے وہ باہم ملین بغیر زمین کے گل و لالہ کب اُگتے و آسمان کی آب و تاب سے کب جنتے اس لئے مادہ کو رغبت نر سے ہی ایک کا کام تا دوسرے سے بنے یعنے اللہ تعالی نے جہان مین ہر ایک کو دوسرے کے ساتھ جوڑا کیا ہی کہ تا باہم ملکر کام ظہور مین آئین اسواسطے اللہ تعالی نے دوئی کو پیدا کیا ہی مگر یہ دوئی اصل مین ایک ہی اسکو توحید کہتے ہین پس شرکت کی بنا اس دوئی پر ہی کہ حقیقت مین ایک ہی شعر آگے اس دوئی کا بیان ہی فافہم ۱۲

وین زمین کدبانوئیہا می کند — بر ولادات و رضاعش می تند
پس زمین و چرخ را دان ہوشمند — چونکہ کار ہوشمندان می کنند
گر نہ از ہم این دو دلبری مزند — پس چرا چون جفت در ہم می خزند
بی زمین کی گل بروید ارغوان — پس چہ زاید آب و تاب آسمان
بہر آن میل ست در مادہ بہ نر — تا بود تکمیل کار ہمدگر
میل و اندر مرد و زن حق زان نہاد — تا بقا یابد جہان زین اتحاد
میل ہر جزوی بجزوی ہم نہد — ز اتحاد ہر دو تولید جہد
شب چنین با روز اندر اعتناق — مختلف در صورت اما اتفاق
روز و شب ظاہر دو ضد و دشمن اند — لیک ہر دو یک حقیقت می تنند
ہر یکی خواہان دگر را ہمچو خویش — از پی تکمیل کار و فعل خویش
زانکہ بی شب دخل نبود طبع را — پس چہ اندر خرج آرد روزہا

اور زمین گھر کرنا جو وہ پن کرے — دودھ دینے اور جننے میں رہے
جان ہشیار اب زمین و چرخ کو — کام ہشیارونکا جون کرتی ہیں دو
گر نہ ہون دو یار یہ باہم نہ لین — اس لیے جون جفت باہم وہ ملین
بے زمین کب گل و لالا اگے — آب و تاب آسمان سے کب بنے
اس لیے مادہ کو رغبت نر سے ہی — کام اُنکا دوسرے سے تا بنے
حق نے رغبت مرد و زن میں اس لیے — رکھی تا باقی جہان اس سے رہے
رغبت ہر اک جز کی جز سے تھی کبھی — وصل سے دونون کی پیدایش ہی
رات ہم آغوش رہتی دن سے ہی — مختلف صورت میں پر شرکت رکھے
رات دن ظاہر میں دو ضد ہیں ولے — ہیں حقیقت میں تو دونون ایک سے
ایک چاہے دوسرے کو جون عزیز — تا ہو پورا کام اپنا باتمیز
کیونکہ ز آمد ہو بے شب طبع کو — روز میں پھر کیا کریگی خرچ وہ

جذب ہر عنصری جنس خود را کہ در ترکیب آدمی محتبس ست

جذب کرنا ہر عنصر کا جنس اپنی کو کہ جو وجود میں آدمی کے قید ہے

خاک گوید خاک تن را باز گرد — ترک جان گو سوی ما آ ہمچو درد
جنس مائی پیش ما اولیٰ تری — بہ کزان تن را بری این سو پری
گوید آری لیک من پابستہ ام — گرچہ ہمچون تو ز ہجران خستہ ام
تری تن را بجویند آبہا — کای تری باز آ ز غربت پیش ما
گرمی تن را ہمی خواند اسیر — کز زناری راہ اصل خویش گیر

خاک کہوے خاک تن کو لوٹ جا — چھوڑ جان جون گل تو میری سمت آ
جنس میری ہے مرے پاس اچھی تو ہی — یان تو آ بہتر ہی وہ تن چھوڑ دے
وہ کہے سچ ہی ولے پابستہ ہون — مثل تیرے ہجر سے دل خستہ ہون
ڈھونڈھی پانی بس تری کو جسم کی — کہ مری پاس آ سفر سے اے تری
گرمیٔ تن کو یہ کہتی نار ہے — کہ اب اپنی اصل کو آ نار سے

سلہ حق نے الخ، شرح حق نے مرد وزن میں اس لیۓ رغبت رکھی ہے کہ تا جہان اس سے باقی رہے رغبت ہر ایک جزو کی جزو سے بھی رکھی وصل سے دونون کی پیدایش ہو رات ہم آغوشی دن سے رکھتی ہے لیکن مختلف صورت میں اتفاق رکھتی ہے رات دن ظاہر میں دونون ضد ہیں ولیکن حقیقت میں دونون ایک ہیں ایک دوسرے کو چاہتے ہیں مانند ہو عزیز کے تا اپنا کام پورا ہو باتمیز کیونکہ طبع کو بغیر شب کے آمد نہوئی تو روز میں وہ کیا خرچ کریگی جتنے جوڑے سے قیام اس جہان کا ہی کہ ایک سے دوسرے کو آمد خرچ کی رہے پس ہر شے اپنی جنس کو اخذ کرتی ہے آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲۔

سلہ خاک الخ، شرح خاک کہتی ہے خاک تن کو لوٹ جا چھوڑ جان کو مانند گل کے اور میری سمت آ تو جنس میری میرے پاس تو اچھی ہی تو یہان آئے تو بہتر ہے اور تن چھوڑ دے وہ کہے کہ یہ سچ ہی ولیکن میں پابند ہون اور تیرے مانند ہجر سے دل خستہ ہون پانی ڈھونڈھے تری چشم کہ میرے پاس آ سفر سے اے تری گرمی تن کو نار یہ کہتی ہے کہ تو اپنی اصل کو آ نار سے پس اس جسم سے بہتر علتین جان عنصرون کے جذب بے رسی سے ہیں جتنے عناصر تن کی طرف انکی اصل کھینچتی ہے کہ تم قید میں اصل میں آکر مل جاؤ پس کشش عناصر سے بہتر علتین اس جسم میں پیدا ہوتی ہیں چنانچہ آگے علتون کا بیان ہی فافہم ۱۲۔

هست بیقیاسی و علت در بدن ‌ کشمکش های عناصر بی رسن
علت آید تا بدن را بگسلد ‌ تا عناصر همدگر را وا درد
چار مرغ اند این عناصر بسته پا ‌ مرگ و رنجوری و علت پاگشا
پایشان از همدگر چون باز کرد ‌ مرغ هر عنصر یقین پرواز کرد
جذبهٔ این اصلها و فرعها ‌ هر دمی رنجی نهد در جسم ما
تا که این ترکیبها را بر درد ‌ مرغ هر جزوی باصل خود پرد
حکمت حق مانع آید زین عجل ‌ جمعشان دارد بصحت تا اجل
گوید ای اجزا اجل مشهود نیست ‌ پر زدن پیش از اجلتان سود نیست
چونکه هر جزوی بجوید ارتفاق ‌ چون بود جان عزیز اندر فراق
جان جان جان را بخواند نیز هم ‌ که بیا این بند و زین سو نه قدم
چونکه جان را این ندا آید بگوش ‌ ز اشتیاق حق بدرد عقل و هوش

پس بتر علتین اس جسم سے ‌ عنصرون کے جذب بے رسی سے ہی
علت[1] آئی تا بدن کو توڑ دے ‌ عنصر آپس مین ہر اک کو چھوڑ دے
چار مرغ عنصر کے بس پابند ہین ‌ موت علت پانون انکا کھولدین
پانون جو آپس سے انکا بس کھلا ‌ مرغ ہر عنصر کا جانو بس اڑا
جذب ان اصلون کا اور اس فرع کا ‌ رنج رکھتے ہین ہمارے جسم پے
تاکہ اس ترکیب کو وہ توڑ دین ‌ مرغ ہر جزو اپنی اصلون کو اڑین
حکمت حق مانع اس جلدی کی ہے ‌ تا اجل وہ جمع صحت مین رکھے
کہوے[2] ای اجزا اجل دکھتے نہین ‌ مت اجل سے آگے اڑو خوبی نہین
جبکہ ہر جزو ڈھونڈھتا ہے اتفاق ‌ کیسے ہو جان عزیز اندر فراق
جان جان بھی کہتی ہے اس جان کو ‌ کہ ہمارے پاس آ زندان سے تو
جان جو کہ اس ندا کو سنتی ہے ‌ شوق حق مین چھوٹتی ہے عقل سے

منجذب شدن جان نیز بعالم ارواح و تقاضا و میل او بمقر خود و منقطع شدن از اجزاء اجسام که کند او بند

کھینچنا جان کا بھی طرف عالم ارواح کے اور راغب ہونا اسکا طرف جا قرار اپنی کے اور چھٹنا اجزا جسمون سے کہ قید اسکی ہے

گوید ای اجزای پست فرشیم ‌ غربت من تلخ تر من عرشیم
میل تن در سبزه و آب روان ‌ زان بود که اصل او آمد از آن
میل جان اندر حیات و در حیست ‌ زانکه جان لامکان اصل ویست

جان[3] کہوے اے جزو فرشی مرے ‌ ہون نہین عرشی میری غربت تلخ ہے
میل تن آب روان و سبزہ ہے ‌ اسلیے کہ اصل اسکی اس سے ہے
میل جان ہے زندگی و زیست سے ‌ کیونکہ جان کی لامکان بس اصل ہے

[1] علت الخ یعنی شعر علت آئی تا بدن کو توڑ دے آپس مین عنصر ہر ایک کو چھوڑ دے چار مرغ عنصر کے پابند ہین موت و علت انکا پانون کھولدے جو پانون آپس مین کھلا جانو کہ مرغ ہر ایک عنصر کا اڑا جذب ان اصلون کے اور ان فرعون کے رنج رکھتے ہین ہمارے جسم پر تاکہ اس ترکیب کو توڑ دین مرغ ہر ایک جزو کے اپنی اصلون کو اڑین حکمت حق اس جلدی کی مانع تا اجل ترکیب سے تن جمع رکھے باقی حال آگے ہو فافہم ۱۲۔
[2] کہوے الخ یعنی حکمت حق کہتے کہ ای جزو اجل دکھائی نہین دیتی اجل سے آگے اڑو کوئی فائدہ نہین جبکہ ہر ایک جزو اتفاق ڈھونڈھتا ہے پھر کیسے جان عزیز فراق مین ہو جان جان بھی اس جان کو کہتے ہین کہ ہمارے پاس تو زندان سے آ چونکہ جان اس ندا کو سنتی ہے عشق حق مین عقل سے چھوٹتی ہے یعنی جبکہ ہر ایک جزو آپس مین اتفاق ڈھونڈھتا ہے تو جان عزیز کو جان جان کی طرف کشش کیون نہووے کہ جان جان اس جان کی اصل ہے پس بس کشش جان کا نام نشتی ہے آگے اب کشش جان کا بیان ہو فافہم ۱۲۔
[3] جان کہوے الخ یعنی جان کہوے کہ ای جزو فرشی میرے مین عرشی ہون میری غربت تلخ ہے رغبت تن کی آب رواں و سبزے سے ہے اسواسطے کہ اصل اسکی اس سے ہے اور رغبت جان کی زندگی و زیست سے ہے کیونکہ لامکان جان کی اصل ہے رغبت جان کو ہے حکمت و علم سے رغبت تن کو باغ و انگور سے تھی یعنی لامکان سے ہے کہ وہ اسکی اصل ہے اور تن کو رغبت باغ اور انگور سے ہے کہ یہ اسکی اصل ہے بموجب حدیث کل شیء یرجع الی اصلہ تھے سب اپنی اصل کو رجوع کرتی ہے آگے اسکا بیان ہو فافہم ۱۲۔

میل جان در حکمت است و در علوم | میل تن در باغ و راغ است و کروم
میل جان اندر ترقی و شرف | میل تن در کسب اسباب علف
میل و عشق آن شرف هم سوی جان | زین یحب را و یحبون را بدان
گر بگویم شرح این بیحد شود | مثنوی هشتاد من کاغذ شود
آدمی حیوان نبات و جماد | هر مرادی عاشق هر بی مراد
بی مرادان بر مرادی می تنند | وان مرادان جذب ایشان می کنند
لیک میل عاشقان لاغر کند | میل معشوقان خوش و خوش فر کند
عشق معشوقان دو رخ افروخته | عشق عاشق جان او را سوخته
کهربا عاشق بشکل بی نیاز | کاه می کوشد در آن راه دراز
این رها کن عشق آن تشنه دهان | تافت اندر سینهٔ صدر جهان
دود آن عشق و غم آتشکده | رفته در مخدوم او مشفق شده
لیکش از ناموس و بوش و کبر و فر | شرم می آید که او جوید اثر
رحمتش مشتاق آن مسکین شده | سلطنت زین لطف مانع آمده
عقل حیران کاین عجب او را کشید | یا کشش زان سو بدین جانب رسید
ترک عجلت کن کزین ناواقفی | لب ببند الله اعلم بالخفی
لب ببندم برگشاید زین سخن | تو به آرم هر زمان صد بار من
کاین سخن [illegible] کنم | آن کشنده می کشد من چون کنم

میل جاں ہے حکمتوں اور علم سے | میل تن باغ اور انگوروں سے ہے
میل جاں افزونی اعلیٰ پن سے ہے | میل تن اسباب کے ہی کسب سے
میل عشق برتری رکھتی ہے جان | پس یحب و یحبون سے جان
شرح اسکی گر کہوں تو ہو بڑی | ہووے ستر سیر کاغذ مثنوی
آدمی حیوان نبات اور ہے جماد | ہر مراد عاشق کی ہے ہر بے مراد
بے مراد الفت مرادوں پر کریں | وہ مرادیں جذب انکو ہیں کریں
لیک میل عاشقاں لاغر کرے | میل معشوقوں کا بس خوشتر کرے
عشق نے معشوق کو خوش کیا | عشق نے جانسوز عاشق کو کیا
کہربا عاشق ہے شکل بے نیاز | کاہ کوشش سے ہے پیچھے وہ رہ دراز
چھوڑ اسکو عشق عاشق کا وہ جان | چمکا اندر سینہ صدر جہان
دود اس عشق و غم آتش کدہ کا | جو گیا مخدوم میں مشفق ہوا
لیک اسکو ننگ اور ناموس سے | شرم آتی تھی کہ وہ ڈھونڈے
رحم اسکا تھا خواہاں اس مسکین کی تھی | سلطنت اس لطف کی مانع ہوئی
عقل حیران کسنے کھینچا ہے اُسے | یا کشش ہے ادھر جان سے آتی ہے
جلدی مت کر اس سے تو ناواقفی | چپ ہو واللہ اعلم بالخفی
ہر گھڑی چپ [illegible] بات میں | تو یہ ہر دم کرتا ہوں سو بار میں
بعدہ اسباب کو میں چھوڑ دوں | کھینچنے والا ہے کھینچے کیا کروں

سلہ میل جان الخ یہ شعر جان کی رغبت فزونی [illegible] تن کی رغبت کسب [illegible] عشق برتری کا جان جان رکھتی ہے جان تو ترجمہ انشاء اللہ [illegible] کہ اگر شرح اسکی کروں تو بڑی ہو اور مثنوی ستر سیر کاغذ ہو آدمی وحیوان و نبات ہر مراد عاشق کی ہے بے مراد [illegible] مرادوں پر [illegible] ہیں وہ مرادیں جذب [illegible] تلاش ہے اور مراد عاشق کی بے مراد ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

سلہ لیک الخ یہ شعر لیکن خواہش عاشقوں کی لاغر کرتی ہے اور رغبت معشوقوں کی خوشی دیتی ہے عشق نے معشوق کو خوش کیا اور عشق نے عاشق کو جانسوز کیا عاشق کہربا ہے شکل [illegible] کاہ کوشش [illegible] عشق عاشق چمکا سینہ میں صدر جہان کے آتش عشق و غم کی [illegible] مخدوم میں گیا مشفق ہوا [illegible] عاشق کو [illegible] اور معشوق کو خوش کیا پس عاشق و معشوق میں جو کچھ ہے عشق ہی [illegible] صدر جہان [illegible] فافہم ۱۲

سلہ لیکن الخ یہ شعر لیکن صدر جہان کو ننگ و ناموس سے شرم آتی تھی [illegible] رحمت خواہاں اس مسکین کی تھی مگر سلطنت مانع اس لطف کی ہوتی عقل حیران تھی کہ [illegible] کشش [illegible] جلدی مت کر اس ناواقفی سے چپ رہ اللہ پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے [illegible] ہر دم تن چپ ہوا [illegible] ہر دم سو بار توبہ کرتا ہوں [illegible] بعدہ اسباب کو چھوڑ دوں کھینچنے والا کھینچتا ہے کیا کروں [illegible] فافہم ۱۲

کیست کت آن میکشد ای مقتضی	آنکہ می نگذاردت کہ دم زنے	کون ہی کہ تجھکو بس ہے کھینچتا	اور نہ چھوڑے کہ تو دم مارے ذرا
صد عزیمت مے کنی بہر سفر	مے کشاند مر ترا جاے دگر	سوار دے تو سفر کے جو کرے	دوسری جا کھینچتا ہی وہ تجھے
زان بگرداند بہر سو آن لگام	تا خبر یابد ز فارس اسپ خام	اس لیے پھیرے ہی وہ ہر سو لگام	جان لے اسوار کو تا اسپ خام
اسپ زیرک سار زان نیکو پی است	کو ہمی داند کہ فارس بر وی است	اسپ زیرک نیک پے ہی اس لیے	جانتا ہی کہ سوار اک مجھپے ہے
او دلت را بر دو صد سودا ببست	بیمرادت کرد و پس دل را شکست	تیرے دل کو اسنے سو سودا دیا	بے مراد اور دل شکستہ کر دیا
چون شکست او بال آن رای نخست	چون نشد ہستی بال اشکن درست	توڑا بازو اسنے تیری رائے کا	کیون نہو بازو شکن ہستی بروا
چون قضایش حبل تدبیرت شکست	چون نشد بر تو قضاے او درست	توڑین تدبیرین قضا نے جو تری	کیون نہو تجھپر قضا قائم اخی

فسخ عزائم و نقض قصدہا جہت باخبر کردن آدمی ست	توڑنا ارادیکا واسطے خبردار کرنے آدمی کے ہے کس واسطے
ازانکہ مالک و قاہر وست گاہ گاہ عزمہا او فسخ ناکردن	کہ وہ مالک اور حاکم ہی اور کبھی کبھی اسکے ارادے کو نہ توڑنا
تا طمع او در ابرام عزم کردن دارد تا او را تنبیہ باشد	کہ طبیعت اسکی ارادے پر رہے تا اسکو تنبیہ ہو

عزمہا و قصدہا در ماجرا	گاہ گاہ راست مے آید ترا	جملہ عزم و قصد اندر ماجرا	گاہی گاہ درست آتا ہی ترا
تا بطبع آن دلت نیت کند	بار دیگر نیتت را بشکند	تا طمع سے دل ترا نیت کرے	پھر وہ نیت کو بھی تیری توڑدے
ور بکلی بے مرادت داشتے	دل شدے نومید امل کے کاشتے	ہی مراد اب تجھکو بالکل رکھتا وہ	کرتا مایوسی سے کب اُمید کو
ور نکاریدے امل از عور لیش	کے شدے پیدا بر و مقہوریش	اپنی غوری سے نہ بوتا گر امل	کرتی مقہوری کب اسکی بس خلل
عاقلان از بیمرادیہای خویش	با خبر گشتند از مولای خویش	عاقل اپنی بیمرادی سے ہوئے	باخبر مولا سے اپنے جان لے
بیمرادی شد قلاوز بہشت	حفت الجنة شنوای خوش سرشت	بے مرادی خلد کی ہو رہنما	حفت الجنة کو سن اے خوش لقا

سلہ کون ہی الخ ، سو وہ کون ہی کہ تجھکو کھینچتا ہی اور نہ چھوڑے کہ ذرا دم مارے جو تو سوار ہوے سفر کرے وہ دوسری [illegible] تجھکو کھینچتا ہی اسواسطے وہ ہر طرف [illegible] لگام کو کہ تا اسپ خام اسوار کو جان لے اسواسطے اسپ زیرک نیک پے ہی جانتا ہی کہ ایک سوار مجھپر ہی تیرے دل کو اُسنے سو سودا دیا بے مراد اور دل شکستہ کر دیا تیری رائے کا اسنے بازو توڑا بازو شکن ہی روا کیون نہو تیری تدبیرین جو قضا نے توڑدین تجھپر قضا کیون نہ قائم ہو یعنے حق تعالی ارادہ اسواسطے توڑتا ہی تاکہ وہ جان لے کہ میرا اور کوئی حاکم ہی اور میرے کچھ اختیار مین نہین ہی پس [illegible] ارادے سے معرفت حق کی ہوتی ہی بقول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عرفت ربی بفسخ العزائم یعنے پہچانا مین نے رب اپنے کو توڑنے ارادون سے آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲۔

سلہ جملہ الخ و شعر سب عزم ارادے ماجرے مین کبھی کبھی تیرے راست آتے ہین تا دل تیرا طمع سے نیت کرے پھر وہ تیری نیت کبھی توڑدیگا [illegible] تجھکو بالکل اب نامراد رکھتا تو پھر تو ناامید ہو رہتا اگر مایوسی سے اُمید نہ رکھتا اسکی مقہوری کب خلل کرتی ہی عاقل اپنی بیمرادی سے ہوئے باخبر اپنے مولا سے بیمرادی جنت کی رہنما ہوئی ترجمہ سُن لے گھیری گئی جنت تکلیفات سے یعنے بیمرادی باعث حصول مقصد ہی کیونکہ بے مرادی سے شکستگی خاطر کو ہوتی جو وہ شکستگی ہوگی آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲۔

سہ گھیری گئی جنت تکلیفات سے ۱۲۔

چون مراد است ہمہ شکستہ پا است	پس کسے باشد کہ کار او روا است	جو مرادین ہون شکستہ پا پڑی	کام جاری اسکا ہی کہ ہے کوئی
پس شدند اشکستہ وش این عاقلان	لیک کو خود آن شکست بیدلان	پس شکستہ وضع ہین یہ عاقلان	پر کہان ہی وہ شکست بیدلان
عاقلان اشکستہ اش از اضطرار	عاشقان اشکستہ با صد اختیار	ہین شکستہ عاقلان با اضطرار	ہین شکستہ عاشقان با اختیار
عاقلانش بندگان بندی اند	عاشقانش شکری قندی اند	عاشق اُسکے بندگان محبسی	عاشق اُسکے قندی اور ہین شکری
ائتیا کرہا بہار عاقلان	ائتیا طوعا بہار بیدلان	ائتیا کرہا ہی عاقل کی بہار	ائتیا طوعا ہے بیدل کی بہار

نظر کردن پیغمبر علیہ السلام باسیران و تبسم نمودن و این حدیث گفتن کہ عجبت من قوم یجرّون الی الجنۃ بالسلاسل والاغلال

دیکھنا پیغمبر علیہ السلام کا قیدیونکو اور تبسم کرنا اور یہ حدیث فرمانا کہ عجبت من قوم یجرّون الی الجنۃ بالسلاسل والاغلال

دید پیغمبر یکے جوق اسیر	کہ ہمے بردند ایشان در نفیر	دیکھا حضرت نے گروہ قیدیان	کہ لیے جاتے تھے وہ تھے با فغان
دیدشان در بند آن آگاہ شیر	می نظر کردند سوے زیر زیر	دیکھا انکو قید مین جو آپ نے	تم کن آنکھون سے تھے انکو دیکھتے
تا ہمی خائید ہر یک از غضب	بر رسول صدق دندانہا و لب	تا رسول پاک پہ از رہ غضب	چابتا ہر اک تھا اپنے دانت و لب
زہرہ نے با آن غضب کہ دم زنند	زانکہ در زنجیر قہر دہ من اند	کیا مجال اس غصہ سے کچھ کہہ سکین	کیونکہ تھے وہ قہر کی زنجیر مین
میکشد شان ہر موکل سوے شہر	می برد از کافرستان شان بقہر	کھینچتے انکو سپاہی سوئے شہر	کیونکہ کفرستان سے لے جاے بقہر
نی فدا می ستاند نے زری	نی شفاعت میرسد از سروری	نی زر و نے فدیہ لیتا ہی کوئی	نی شفاعت آئے ہی سردار کی
رحمت عالم ہمے گویند و او	عالمے را مے برد حلق و گلو	رحمت عالم یونہین کہتے ہین وہ	کاٹتے ہین اک جہان کی حلق کو
باہزار انکار مے رفتند راہ	زیر لب طعنہ زنان بر کار شاہ	جاتے تھے وہ باہزار انکار کے	طعنہ زن ہونٹھون مین شہ کے کام پے

سلہ جو مرادین الخ، شعر جو تیری مرادین شکستہ پا ہون کام اسکا جاری ہو کوئی ہی یہ عاقل شکستہ پا ہین لیکن وہ شکست بیدلان کہان ہی عاقل شکستہ مین اضطرار سے اور عاشق شکستہ ہین اختیار سے عاقل اسکے بندگان قیدی ہین اور عاقل اسکے قندی و شکری ہین ترجمہ تقدیر کو بجبر ماننا عاقل کی بہار ہے ناخوشی سے ماننا بیدل کی بہار ہو تیتے اہل شریعت کو شکستگی اضطرار سے و اہل حال کو شکستگی اختیار سے ہی پس کشش عاقل کی جبر سے بیدل کی خوشی سے ہو آگے اس کشش کا حال قصہ قیدیون مین شامل ہو فافہم ۱۲۔

سلہ دیکھا الخ، شعر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے گروہ اسیر دیکھا کہ انکو لیے جاتے تھے اور وہ چلاتے تھے جو آپ نے انکو قید مین دیکھا تو کن انکھیون سے انکو دیکھتے تھے یہانتک کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر ازرہ غضب کے ہر ایک دانت چابتا تھا اور لب کیا مجال کہ اس غصہ سے کچھ کہہ سکین کیونکہ وہ قہر کی زنجیر مین ہین سپاہی انکو کھینچتے تھے شہر کی طرف اور انکو کفرستان سے لیے جاتے تھے ازراہ قہر کی نہ زر نہ فدیہ کوئی لیتا ہو نہ سردار کی شفاعت آتی ہو باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

سلہ رحمت عالم الخ، شعر انکو رحمت عالم یون ہی کہتے ہین وہ ایک جہان کے گلے کو کاٹتے ہین وہ ہزار دن انکار کے ساتھ جاتے تھے طعنہ زن ہونٹھون مین تھے شاہ کے کام پر کیا علاج کہ بیان علاج نہین کہ یہ مرد سنگدل ہوا ای ہمنشین ہم ہزارون مرد شیر جنگی چند مفلس کے قید مین پڑے ہین بجر دی سے ہم ایسے عاجز ہوئے ہین کہ قسمت سے دیا کہ سحر سے ہمارا بخت پھاڑا انکے بخت نے ہمارا تخت اُلٹا انکے تخت نے انکا کام جادہ سے کارگر ہوا ہمارا جادو نہ چلا جو ہے کیا خدا سے وثنون سے یہ دعا کی کہ ہمکو آگمیشر اگر ہم کچھ ادا ہین آگے دعا کا بیان ہی فافہم ۱۲۔

عہ کہ تعجب کرتا ہون مین اک قوم سے کہ کھینچے جاتے ہین جنت کے جانب ساتھ بیڑی کے و طوق کے ۱۲

چاره باکردیم وانیجا چاره نیست — خود دل این مرد کم از خاره نیست
باهزاران مرد شیر الپ ارسلان — بادو سه عریان وسست نیم جان
اینچنین درمانده ایم از کجروی ست — یاز اختر ماست یا خود جادوی ست
بخت ما را بر درید آن بخت او — تخت ما شد سرنگون از تخت او
کار او از جادوی گر گشت زفت — جادوی کردیم ماهم چون نرفت
از بتان و از خدا درخواستیم — که بکن مارا اگر ناراستیم

کہ ہی کیا چارہ یہان چارہ نہین — سنگدل یہ مرد ہی ای ہمنشین
ہم ہزارون مرد جنگی شیر ہین — چند مفلس کی پڑی ہین قید مین
ایسے عاجز کجروی سے ہم ہوئے — یاکہ قسمت سے دیا کہ سحر سے
بخت ہمارا پھاڑا انکے بخت نے — تخت ہمارا الٹا انکے تخت نے
کارگر جادو سے کام انکا ہوا — نے چلا جادو ہمارا جو کیا
کی بتون سے او خدا سے یہ دعا — کہ اکھیڑ ہمکو اگر ہین کج ادا

تفسیر آیه ان تستفتحوا فقد جاءکم الفتح طاعنان گفتند که از ما و محمد صلعم آنکه حق ست فتح و نصرتش بده واین بدان میگفتند که گمان داشتند خود بر حق اند وطالب حق بے غرض اکنون محمد منصور شد

تفسیر آیه ان تستفتحوا فقد جاءکم الفتح طعنہ زن کہتے تھے کہ ہم سے و محمد صلعم سے جو کہ حق پر ہی فتح و نصرت دے اسکو اور یہ اسلیے کہتے تھے کہ گمان رکھتے تھے کہ ہم حق پر ہین اور طالب حق کے بے غرض ہین اب محمد منصور ہوئے

آنکه حق درست است زما و او — نصرتش ده نصرت او را بجو
این دعا بسیار کردیم و صلوٰة — پیش لات پیش عزی و مناة
که اگر حق ست او پیداش کن — ورنه باشد حق زبون لاش کن
چونکه وادیدیم او منصور بود — ما همه ظلمت بدیم او نور بود
این جواب ماست کانچه خواستید — گشت پیدا که شما ناراستید
باز این اندیشه را از فکر خویش — کور میکردند دفع از ذکر خویش
کاین تفکر ماهم از ادبار رست — که صواب او شود در دل درست
خود چه شد گر غالب آمد چند بار — هرکسے را غالب آرد روزگار

ہم سے اور اس سے جو کوئی حق پہ ہی[1] — فتح اسکی چاہ و نصرت اسکو دے
یہ بہت ہمنے دعا کی اور صلوٰۃ — آگے لات اور آگے عزی و مناۃ
کہ اگر وہ حق ہی غالب اسکو کر — ورنہ حق ہی اسکو مغلوب آپ کر
دیکھا ظاہر ہمنے وہ منصور تھا — ہم تھے ظلمت بالکل اور وہ نور تھا
ہی جواب اسکا کہ تم تھے چاہتے — ہو گیا ظاہر کہ تم بے راہ تھے
پھر اس اندیشہ کو اپنی فکر سے — تھے بھلاتے دفع کرتے ذکر سے
یہ بھی اپنا فکر ہے ادبار سے — کہ صواب اسکا درست اب دل مین ہے
کیا ہوا اگر غالب آیا چند بار — کرتا غالب ہی ہر اک کو روزگار

سلہ ہم سے اور اس سے جو کوئی حق پر ہے اسکی فتح چاہ اور نصرت اسکو دے یہ ہمنے بہت دعا کی آگے عزی و لات و منات کے کہ اگر وہ حق پر ہے اسکو غالب کر اور حق پر نہیں ہو مغلوب کر ہمنے ظاہر دیکھا کہ وہ منصور تھا ہم بالکل ظلمت تھے اور وہ نور تھا اب یہ اسکا جواب ہے جو تم چاہتے تھے جو ظاہر ہو گیا کہ تم بے راہ تھے اپنی فکر سے پھر اس اندیشہ کو بھلاتے اور دفع کرتے تھے ذکر سے یہ بھی اپنا فکر ہے ادبار کہ اسکا صواب درست اب ہمارے دل مین ہے کیا ہوا اگر غالب آیا چند بار ہر ایک کو روزگار غالب سے کرتا ہے باقی حال آگے ہوگا فہم ۱۲۔ عہ اگر دعا فتح کی کرو پس آئی تم کو فتح ۱۲۔

ما هم از ایام بخت آور شدیم	بارها بر روے مظفر آمدیم	ہم بھی بخت آور زمانے سے ہوئے	بار ہا ان پے مظفر ہم رہے
بازمی گفتند اگرچه او شکست	چون شکست ما نبود او زشت و پست	پھر وہ کہتے گرچہ انکو دی شکست	وہ شکست اندر ہو پھر یون نہ پست
زانکه بخت نیک او را در شکست	داد صد شادی پنهان زیر دست	نیکبختی نے شکست اندر کھین	شادیان پنہان بہت دین کیا کرین
گویا شکسته نمی دانست هیچ	گر نه غم بودش دران نی پیچ پیچ	گو شکستون سے وہ عاجز ہو گئے	گر نہ غم نے فکر انکو اسمین ہے
چون نشان مومنان مغلوبی ست	لیک در اشکست مومن خوبی است	جو ہے مغلوبی نشان مومنان	خوبی مومن کی شکست اندر عیان
گر تو مشک و عنبرے را بشکنی	عالمے از ریح ریحان پر کنی	مشک و عنبر کو کہین توڑے جو تو	اک جہان خوشبو سے پر کر دے نکو
ور شکستے ناگهان سرگین خر	خانها پر گند گردد سر بسر	گر تو توڑے ناگہان سرگین خر	گھر کو بد بو سے تو بھر دے سر بسر
کر کند خود مشک با سرگین قیاس	آب را با بول و اطلس با پلاس	مشک کو گوبر سے جانے کون ہے	آب کو پیشاب و اطلس ٹاٹ سے

بیان آنکه مراد باز گشتن رسول علیه السلام از حدیبیه حق تعالے نقب آن فتح کرد انا فتحنا لک فتحا مبینا بصورت غلق بود و بمعنی فتح چنانچه شکستن نافه بمعنی درستی اوست

بیان اسکا کہ مراد رسول علیہ السلام حدیبیہ سے لوٹے حق تعالی نے نقب اسکا فتح رکھا کہ انا فتحنا لک فتحا مبینا صورت مین قبض و معنی مین فتح تھا جیسے ٹوٹنا نافہ کا معنی مین درستی اسکی ہے

وقت واگشت حدیبیه رسول	در تفکر بود غمگین و ملول	جو حدیبیہ سے پھرتے تھے رسول	فکر مین تھے اور غمگین و ملول
ناگهان آمد ز حق شمع رسل	دولت انا فتحنا زد دہل	حق سے جبریل آ کے دی نا گہان	دولت انا فتحنا کی بیان
آمدش پیغام از دولت که رو	تو ز منع این ظفر غمگین مشو	حق سے پیغام آیا انکو کہ تو جا	مت ہو غمگین نے ہی نصرت کیا ہوا
کاندرین خواری نقد فتحهاست	نک فلان قلعه فلان بقعه تراست	نقد فتحین اس شکست اندر کھین	اس فلان قلعہ فلان بقعہ کے ہین

سلہ ہم بھی الخ یہ شعر ہم بھی زمانہ سے بخت آور ہوئے وبارہا ہم انپر ہم مظفر رہے پھر وہ کہتے تھے کہ اگرچہ انکو شکست دے وہ شکست مین پھر کیون نہ پست ہوئے انکو نیکبختی نے شکست بہت شادیان پوشیدہ دین کیا کرین گو کہ وہ شکستون سے عاجز ہو گئے مگر انکو نہ غم نہ فکر اسمین ہوا گے اسکے حقائق ہین جو کہ مومنون کا نشان مغلوبی ہے اور شکست مین خوبی مومن کی ظاہر ہے آگے اسکی مثال ہے اگر مشک وغیرہ کو تو توڑے اک جہان خوشبو سے پر کر دے اگر تو ناگہان توڑے سرگین خر کو گھر کو بد بو سے بالکل بھر دے مشک کو گوبر سے کون جانتا ہے اور آب کو پیشاب و ٹاٹ کو اطلس کے برابر کون مانتا ہے تیسے پیران ریاکار و مرشد کون جانتا ہے کہ ان مین فرق کرے جیسے صلح حدیبیہ کے راز کم لوگ جانتے ہین چنانچہ اسکا حال آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

سکہ جو حدیبیہ الخ یہ شعر جو حدیبیہ سے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پھرتے وقت فکر مین تھے اور غمگین و ملول تھے جبرئیل علیہ السلام حق تعالی کی طرف سے ناگہان آئے اور دولت انا فتحنا کی بیان کی کہ حق تعالی سے پیغام آیا کہ انکو کہہ تو غمگین مت ہو فتح نہین ہوئی تو کیا ہوا نقد اس شکست مین تمکو فتحین ہین اس فلانے قلعہ و فلان قلعہ کی باقی حال آگے ہو فافہم ۱۲۔

بنگر آخر چونکہ واگردید و تفت — بر قریظہ و بر نضیر از وی چہ رفت
قلعہا ہم گرد آن دو بقعہا — شد مسلم در غنائم نفعہا
ور نباشد آن تو بنگر این فریق — از غم و رنج اند مفتون و عشیق
زہر خواری را چو شکر می خورند — خار غمہا را چو اشتر می چرند
بہر عین غم نہ از بہر فرج — این تسافل مثل ایشان چون درج
آنچنان شاد اند اندر قعر چاہ — کہ ہمی ترسند از تخت و کلاہ
در فقیری ہر یکی صد شہریار — در خزان فاقہ صد ہمچون بہار
ہر کہ با دلبر بود او ہمنشین — فوق گردون است نی زیر زمین

دیکھ آخر کو پھرے جب مصطفیٰ [۱] — کیا قریظون اور نضیرون پر کیا
قلعہ بھی اور گرد اُسکے شہر بھی — چھینے اور ملک غنیمت بسکہ لی
گو نہین ہو وہ تو دیکھ اس قوم کو — رنج و غم پر عاشق و والہ ہین وہ
زہر کو مثل شکر کھاتے ہین وہ — خار غم مثل شتر چرتے ہین وہ
واسطے غم کے نہ عشرت کے لیے — انکو پستی بلندی مثل ہے
ہین بہت ہی شاد اندر چاہ کے — ایسے ہی ڈرتے ہین تخت و تاج سے
ہین فقیری مین وہ جون سو شہریار — ہین خزان فاقہ مین جون بہار
جو کہ ہے ہمراہ دلبر ہمنشین — آسمان پر ہے وہ نہ زیر زمین

تفسیر خبر لا تفضلونی علی یونس بن متی الی آخرہ

تفسیر حدیث لا تفضلونی علی یونس بن متی الی آخرہ

گفت پیغمبر کہ معراج مرا — نیست از معراج یونس اجتبا
آن من بالا و آن او بشیب — زانکہ قرب حق برونست از حسیب
قرب نی پائین نہ بالا جستن است — قرب حق از حبس ہستی رستن است
نیست را چہ جای بالا پست و زیر — نیست را نی زود و نی دور و نہ دیر
کارگاہ صنع حق در نیستی ست — غرہ ہستی چہ دانی نیست چیست
حاصل این اشکست ایشان ای کیا — می نماند ہیچ با اشکست ما
آنچنان شاد اند در ذل و تلف — ہمچو ما در وقت اقبال و شرف
برگ بی برگی ہمہ اقطاع اوست — فقر و خواری افتخارست و علو

بولے پیغمبر کہ معراج اب مری [۲] — ہے نہین معراج یونس سے بڑی
میری اوپر انکے نیچے ملک ہے — کیونکہ قرب حق فزون اعداد سے
جانا اسفل سے اعلا پر قرب نے [۳] — چھوڑنا ہستی کو اپنی قرب ہے
نیست کو ذی جا بلندی کی نہ زیر — نیست کو نے دور جلدی اور دیر
کارگاہ صنع حق کی نیستی — جانے کیا مغرور ہستی نیستی
رکھتی وہ حاصل ہے اب انکی شکست — کب مقابل انکے ہوا اپنی شکست
اسطرح یہ خوش ہین ذلت مین وہ شاد — جیسے ہم ہنگام اقبال و وداد
مفلسی انکی ہے کھیتی اور غلو — فقر و خواری انکی ہے جاہ و علو

[۱] دیکھ الخ یہ شعر دیکھ آخر کو جب مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پھرے کیا قوم قریظہ اور قوم نضیر پر گیا قلعے اور بھی اُنکے گرد کے شہر چھینے اور ملک غنیمت از بسکہ لے آگے حقائق ہین اگر تو اس گروہ سے نہین ہے تو اس قوم کو دیکھ کہ رنج و غم پر وہ عاشق و والہ ہین زہر کو مثل شکر کے وہ کھاتے ہین اور خار غم کو مثل شتر کے چرتے ہین واسطے غم کے نہ عشرت کے لیئے انکو پستی ہے مانند بلندی کے ہے وہ بہت خوش ہین چاہ مین اور ایسے ہی ڈرتے ہین تخت و تاج سے وہ فقیری مین ہین مانند سو بادشاہون کے اور خزان فاقہ مین مانند بہار کے ہین جو کہ دلبر کے ہمراہ ہمنشین ہے وہ نہ آسمان پر ہے اور نہ زمین پر ہے یعنے اولیاء اللہ انبیاء مین مانند صحابہ کرام کے ہین کہ رنج مین خوشی اور فقر مین بادشاہی کرتے ہین آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [۲] بولے الخ یہ شعر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب میری معراج یونس علیہ السلام کی معراج سے بڑی نہین ہے میری اوپر اور انکی نیچے معراج ہے کیونکہ قرب حق اعداد سے زیادہ ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲-
[۳] جانا الخ یہ شعر جانا اسفل سے اعلا پر قرب نہین ہے بلکہ اپنی ہستی کو چھوڑنا قرب ہے نیست کو جگہ بلندی کی نہ اسفل کی ہے نیست کو نہ دور نہ جلدی و دیر ہے صنع حق کی کارگاہ نیستی ہے مغرور ہستی کیا جانے نیستی آگے رجوع بقصہ ہے انکی شکست اب وہ حاصل رکھتی ہے کہ مقابل انکے کب ہماری شکست ہو یہ ذلت مین اس طرح خوش و شاد ہین جیسے ہم وقت اقبال پر انکی کھیتی ہے مفلسی و غلو اور انکی فقر و خواری ہے جاہ و علو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ عہ مت فضیلت دو مجھکو اوپر بیٹے یونس بیٹے متی کے ۱۲-

آن یکی گفت ازخیانست آن فرید — چون بخندید او کہ ما را بستہ دید
چونکہ او مبدل شدہ ہست شاد ویش — نیست زین زندان کنون آزادیش
پس بقہر دشمنان چون شاد شد — چون ازو فتح و ظفر برباد شد
شاد شد جانش کہ بر شیران نر — یافت آسان نصرت و فتح و ظفر
پس بدانستیم کو آزاد نیست — جز بدنیا دل خوش و دلشاد نیست
ورنہ چون خندد کہ اہل آن جہان — جز بد و نیک اند مشفق مہربان

ایک[1] بولا اس طرح پر گروہ مین — کیون ہنسے وہ جو بندھا دیکھا ہمین
کیونکہ وہ بدلا گیا اور شاد ہی — پر نہین آزاد اس زندان سے
دشمنون کے قہر پر کیون شاد ہی — اور کیون اس فتح سے آباد ہی
جان شیرون پر جو اسکی خوش ہوئی — فتح و نصرت اسکو پس آسان ملی
جانا ہمنے وہ نہین آزاد ہے — نے ہی دنیا مین جو دل شاد کیے
ورنہ کیون ہنستا کہ اہل لا مکان — ہین بدون نیکون پہ مشفق مہربان

آگاہ شدن پیغمبر از طعن طاعنان و شماتت ایشان

آگاہ ہونا پیغمبر کا اور طعن طعنہ زنونکے و بدگوئی انکی کے

این ہمی گفتند در زیر زبان — آن اسیران باہم اندر بحث آن
تا موکل نشنود بر ما جہد — خود سخن در گوش آن سلطان نہد
گرچہ نشنید آن موکل این سخن — رفت در گوشے کہ آن بد من لدن
بوئی پیراہان یوسف را ندید — آنکہ حافظ بود یعقوبش شنید
آن شیاطین بر عنان آسمان — نشنوند آن سر لوح غیب دان
آن محمد خفتہ و تکیہ زدہ — آمدہ سر گرد او گردان شدہ
آن خورد حلوا کہ روزیش ست باز — آن کہ انگشتان او باشد دراز
نجم ثاقب گشتہ حارس دیو زن — کہ بہل وزدی ز احمد سر شان
او دوید سوی دکان از پگاہ — ہین بمسجد رو بجو رزق الہ

چپکے[2] چپکے قیدی وہ سب کہتے تھے — بات یہ آپس مین اندر بحث کی
تا سپاہی سن کے پس غصہ نہو — اور کہے یہ بات وہ سلطان کو
ز سنا گرچہ سپاہی نے سخن — پر سنا اسنے کہ وہ تھا من لدن
نہ ملی یوسف کے پیراہن کی بو — لانیوالے کو ملی یعقوب کو
آسمان پر نہ شیاطین نے سنا — بھید لوح غیب دان کا بر ملا
سوئے تھے بستر پہ اپنے مصطفے — بھید نے انکو جگایا گرد آ
کھا وہ حلوا کہ روزی اسکی ہے — ہے نہ اسکو جو دراز انگلی رکھے
نجم ثاقب ہی نگہبان دیو کا — کہ چرائے وہ نہ سر مصطفے
جانیوالے صبح سے دکان پے — ڈھونڈھ جا مسجد مین رزق اللہ سے

جواب رسول علیہ السلام ضمیر آن اسیران را

جواب دینا رسول علیہ السلام کا قیدیونکو دلکی بات کا

[1] ایک الخ یعنی ایک قیدی نے کہا کہ اگر اس طرح پر ہین کیون ہنسے جو ہمکو بندھا دیکھا کیونکہ وہ بدل گئے اور خوش ہین تو اس زندان سے آزاد نہین ہین پھر دشمنون کے قہر پر کیون خوش ہین اور کیون اس فتح سے آباد ہین انکی جان شیرون پر خوش ہوتی ہی کہ فتح و نصرت انکو آسان ملی ہی ہمنے جانا کہ آزاد نہین ہین کیونکہ دنیا مین دل شاد نہین ہین ورنہ کیون ہنستے کہ اہل لامکان نیک و بد پر مشفق و مہربان ہین آگے آگاہ ہونا پیغمبر صلے اللہ والہ وسلم طعنہ زنون پر بیان ہی فافہم ۱۲ [2] چپکے چپکے الخ یعنی وہ سب قیدی چپکے چپکے کہتے تھے یہ بات آپس مین بحث کی اندر تاکہ سپاہی سنکر خفا نہو اور یہ بات سلطان کو کہدے اگرچہ سپاہی نے یہ بات نہ سنی لیکن حضرت نے سنی کہ وہ خدا کی طرف سے آگاہی رکھتے تھے آئے۔ سکی مثال ہو بوئے پیراہن یوسف کی لانیوالے کو نہ ملی مگر یعقوب کو ملی کیونکہ حقائق بین تھے شیاطین نے آسمان پر نہ سنا بھید لوح غیب دان کا ظاہر مصطفے صلی اللہ والہ وسلم اپنے بستر پر سوتے تھے بھید نے اسکو جگایا گرم حلوا وہ کھائے جسکی روزی ہو اور نہ اسکی کہ جو انگلی دراز رکھے نگہبان دیو کا نجم ثاقب ہی کہ وہ سر مصطفے صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نہ چرائے او جانیوالے صبح سے دکان پر جا مسجد مین ڈھونڈھ رزق اللہ سے یعنی اولیاء اللہ راز و نیاز الٰہی کو جانتے اور جو شیاطین ہین وہ راز آسمان پر بھی نہین سمجھتے ہین آگے جواب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے فافہم ۱۲ اعلم آیندہ

پس رسول آن گفت شان را فہم کرد ۔ گفت آن خندان نبودم از نبرد
بولے[1] احمد بھید انکا جان کے ۔ وہ نہ تھا میرا تبسم جنگ سے

مردہ اند ایشان و پوسیدہ فنا ۔ مردہ کشتن نیست مردی پیش ما
وہ ہین مُردہ اور بوسیدہ فنا ۔ کب ہے مردی وہ مُردے کو مارنا

خود کیند ایشان کہ مہ گردد شگاف ۔ چونکہ من پا بفشرم اندر مصاف
وہ ہین کیا مین مہ کو بلکہ پھاڑ دون ۔ مین لڑائی مین جو پاؤن گاڑ دون

آنگہے کازاد بودید و مکین ۔ من شما را بستہ می دیدم چنین
جبکہ تم آزاد تھے اور خود رہا ۔ دیکھا تھا ایسا ہی مین تمکو بندھا

ای بنازیدہ بملک و خانمان ۔ نزد عاقل اشتری بر نردبان
تم ہو نازان خانمان و ملک سے ۔ اونٹ کو ٹھے پر ہین عاقل جانتے

نقش تن را تا فتاد از بام طشت ۔ پیش چشمم کل آت آت گشت
نقش[2] تن کا بھید جبکہ کھل گیا ۔ آنے والی شے کو دیکھا ظاہر

بنگرم در غورہ مے بینم عیان ۔ بنگرم در نیست شی بینم عیان
دیکھتا ہون غورہ مین مے کو عیان ۔ دیکھتا ہون نیستی مین شے عیان

بنگرم سر عالمے بینم نہان ۔ آدم و حوا نرستہ از جہان
دیکھتا ہون عالم سر کو نہان ۔ آدم و حوا نہ تھے اسدم عیان

من شما را وقت ذرات الست ۔ دیدہ ام پابستہ و منکوس و پست
مین نے تمکو وقت ذرات الست ۔ دیکھا ہے پابند اور منکوس و پست

از حدوث آسمان بے عمد ۔ آنچہ دانستہ بدم افزون نشد
مین نے پیدایش سے اس افلاک کے ۔ جو کہ جانا تھا نہ افزون اس سے ہی

من شما را سرنگون می دیدہ ام ۔ پیش ازان کز آب و گل بالیدہ ام
مین نے تمکو سرنگون دیکھا جو ہے ۔ اس سے پہلے کہ ہون پیدا خاک سے

نو ندیدم تا کنم شادی بدان ۔ این ہمی دیدم دران اقبال تان
نے[3] نیا دیکھا کہ اب کچھ خوش ہو مین ۔ یہ تمہارے دیکھا بس اقبال مین

بستہ قہر خفی آنگہ چہ قہر ۔ قند میخوردید و در وی درج زہر
قہر مخفی مین تھے اسدم قہر کو ۔ قند سا کھانے مین کھاتے زہر کو

چون چنین قندی پر از زہر عدو ۔ خوش نبو شد چت حسد آید برو
قند پر زہر ایک ہی سا کھائے جو ۔ ہو کے خوش تجکو حسد کیا اسپہ ہو

با نشاط آن زہر می کردید نوش ۔ مرگ تان خفیہ گرفتہ ہر دو گوش
کھاتے تھے خوش ہو کہ تم اس سم کو ۔ کان پکڑا موت نے پوشیدہ ہو

من نمی کردم غزا از بہر آن ۔ تا ظفر یابم فرا گیرم جہان
مین[4] نہ کرتا تھا غزا کچھ اس لیئے ۔ تا جہان لون اور فتح ہو حاصل مجھے

این جہان جیفہ ست مردار و رخیص ۔ بر چنین مردار چون باشم حریص
یہ جہان مردار و نہ قیمت رکھے ۔ کب ہو اس مردار پر رغبت مجھے

[1] بولے الخ ہ شعر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انکا بھید جانکر کہ وہ میرا تبسم از راہ جنگ کے تھا وہ مردہ و بوسیدہ و فنا ہین کب جوانمردی ہے مردے کو مارنا وہ کیا چیز ہین بلکہ مین ماہ کو پھاڑ دون جو لڑائی مین پاؤن گاڑ دون جبکہ آزاد اور خود رہا تھے مین نے تمکو ایسا ہی بندھا دیکھا تھا تم نازان ہو ملک و خانمان پر اور عاقل اس بات کو ایسا جانتے ہین جیسے کہ اونٹ کو کوٹھے پر جانتے ہین یعنی ایک خیال محال باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ [2] نقش تن الخ ہ شعر جبکہ نقش تن کا بھید کھل گیا آنیوالی شے کو ظاہر کیا یعنے جس نے اپنی جان کو پہچانا اسپر راز و نیاز کھل گیا آگے کشود کا بیان ہے مین غورہ مین شراب کو دیکھتا ہون ظاہر اور نیستی مین شے کو دیکھتا ہون ظاہر عالم سر کو دیکھتا ہون پوشیدہ کہ اسدم آدم و حوا عیان نہ تھے مین نے تمکو وقت ذرات الست کے پابند دیکھا ہے و منکوس پست مین نے بوقت پیدایش افلاک کے جو کہ جانا تھا اس سے زیادہ نہین ہے مینے تمکو سرنگون دیکھا ہے اس سے اول کہ پیدا ہون خاک سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] نے الخ ہ شعر نیا نہین دیکھا کہ اب مین خوش ہوؤن یہ تباہی تمھارے احوال مین دیکھی تھی قہر مخفی مین تھے کہ اسدم قہر کو قند کی مانند کھاتے تھے جو ایک قند کہ اسمین زہر ملا تھا جو قند پر از زہر دشمن جو کھائے خوش ہو کر اسپر تجکو حسد کیا ہوے تم خوش ہو کر کھاتے تھے اس زہر کو اور موت نے پوشیدہ ہو کر کان پکڑ رکھا تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [4] مین نہ کرتا الخ ہ شعر مین جو غزا اس لیئے نہین کرتا تھا کہ تا جہان لون اور فتح مجکو ہو یہ جہان مردار قیمت نہین رکھتا ہے پس ایسے مردار پر مجھے کیا رغبت ہو مین سگ نہین کہ تا مُردہ کو ٹکڑے کردن مین عیسےٰ ہون کہ تا زندہ کردن جنگ مین صف شکن اسواسطے ہون کہ تا ہلاکت سے تمکو چھڑاؤن اسواسطے ذبح نہین کرتا اس لیئے جنگ مین کہ مجھے کچھ کر و فر ہو بلکہ اسواسطے مین تمھارا گلا کاٹتا ہون کہ اس گلے سے ایک عالم رہا ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سنگ نیم تا پر چم مرده کنم   علیسیم آیم که تا زنده اش کنم
زان همی کردم صفوفِ جنگ چاک   تا رہانم من شما را از ہلاک
زان همی برّم گلوہاے بشر   تا مرا باشد ز کرّ و فرّ حشر
زان همی برّم گلوئے چند تا   زان گلوہا عالمے یابد رہا
گر شما پروانه وار از جہلِ خویش   پیش آتش می کنید این حمله کیش
من همی رانم شما را ہمچو مست   ز در افتادن با آتش با دو دست
آنکه خود را فتحہا پنداشتید   تخم منحوسی خود مے کاشتید
یکدگر را جد جدمے خواندید   سوی اژدرہا فرس می راندید

سنگ نہین جو نکر ڈالے مُردی کرون   مین ہون عیسی تا کہ مین زندہ کرون
اسلیئے مین صف شکن ہون جنگ مین   تا ہلاکت سے چھڑاؤن مین تمھین
اس لیئے ذبح کرتا جنگ مین   کرّ و فرّ ہو تا مرے آہنگ مین
اس لیئے کاٹون تمھارا مین گلا   اس گلے سے ایک عالم ہو رہا
کہ تم اپنی جہل سے پروانہ وار   پیش آتش حملہ کرتے ہو ہزار
اس لیئے مین ہانکون تمکو مثل مست   آگ مین گرنے سے اپنی باد و دست
اپنی فتحین جو کہ تم تھے جانتے   تخم منحوسی کا تم تھے گاڑتے
باپ دادا کو بُرا کہتے تھے تم   اژدہا کے سمت بس جاتے تھے تم

بیان آنکه طاغی درغیر قاهری در مقهوری ست

بیان اُسکا کہ باغی آسودگی سے مقہوری مین ہی

قہر میکرد او و اندر عین قہر   خود شما مقہور قہر شیر دہر
دزد قہرِ خواجه کرد و زر کشید   او بدان مشغول بُد والی رسید
گر ز خواجه آن زمان بگریختے   بر دو والی حشر انگیختے
قاہری دزد مقہوریش بود   ز آنکه قہرِ او سر او را ربود
غالبی بر خواجه دامِ او شود   تا رسد والی و بستاند قود
ای که تو بر خلق چیره گشتهٔ   در نبرد و غالبے آغشتهٔ
آن بقاصد منہزم کردست شان   تا ترا در حلقه می آرد کشان
ہین عنان درکش پئے این منہزم   در مران تا تو نه گردی منخزم

غصہ تم ہوتے ہو اندر قہر کے   قہر سے تم حق کے خود مقہور تھے
زر چُرایا قہر خواجہ پر کیا   وہ چُراتا تھا کہ مالک آگیا
وہ اگر خواجہ سے اسدم بھاگتا   مالک اسپر حشر کب رکھتا روا
قاہری مقہوری بس تھی چور کی   قہر نے اسکے بس اسکی جان لی
غالبی خواجہ پہ ہوئے اسکے دام   تا کہ مالک آکے لیوے انتقام
اے کہ تو ہر مخلوق پر غالب ہوا   اور جنگ غالبی مین تو پڑا
اسنے بس قصداً بھگایا انکو ہی   تا تمھین حلقہ مین لائین کھینچ کے
ٹھہر تو مت پیچھے ان بھاگو نکو جا   تا نہو حلقہ بگوش انکا سدا

سلہ کہ تم اخیر شعر کہ تم اپنی جہل سے پروانہ کے مانند آگے آتش کے ہزار حملے کرتے ہو تم کو اسواسطے مانند مست کے ہانکتا ہون آگ مین گرنے سے اپنے دونون ہاتھون سے جو کہ تم اپنی فتحین جانتے تھے وہ تخم منحوسی کا گاڑتے تھے باپ دادا کو تم بُرا کہتے تھے اور اژدہا کی سمت تم جاتے تھے آگے بغاوت آسودگی کا حال ہی فافہم ۱۲ سلہ غصہ الخ شعر تم غصہ ہوتے ہو قہر مین قہر سے حق کے مقہور رہتے آگے مثال ہی زر چُرایا اور قہر خواجہ پر کیا وہ چُراتا تھا کہ مالک آگیا اگر وہ خواجہ سے اسدم بھاگتا مالک اُسپر کب حشر دار رکھتا قاہری چور کی مقہوری تھی بس قہر نے اسکی جان لی اسکی غالبی خواجہ پہ دام ہوا تاکہ مالک آکر انتقام لیوے یعنے چور صاحب مال پر غصہ ہوکر اسکا مال چُراتا تھا وہ غصہ ہونا چور کا عین مقہوری ہی کہ مالک مال نے آکر اُس سے انتقام لیا بس قیدیون کا غصہ انکی مقہوری تھی اپنے غصہ سے آپ گرفتار ہوئے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

سلہ ای کہ تو الخ شعر اے کہ تو مخلوق پر غالب ہوا اور جنگ اور غالبی مین پڑا اسنے قصداً انکو بھگایا ہے کہ صحابہ کرام جو تم کو حلقہ مین لائین کھینچ کر تو ٹھہر اور پیچھے ان بھاگون کے مت جا تا حلقہ بگوش انکا ہمیشہ نہو تم کو اس حیلہ سے پھانسنے دام مین کہ تو سب کو بھگا کر دیکھے دام مین عقل اس غالبی سے کب شاد ہوئے جو دیکھا اس غالبی بہ فساد عقل دور بین تیز چشم آئی ہمت نے کی اپنے سُرمے سے سرگین یعنے عقل دور بین تیز چشم ہی کہ حق نے اسکو نور دیا ہے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

چون کشانندت بدین حیلہ بدام — جملہ بینی بعد ازان اندر زحام
عقل ازین غالب شدن کی گشت شاد — چون درین غالب شدن دید او فساد
تیز چشم آمد خرد بینائی بیش — کہ خدایش سرمہ کرد از کحل خویش
گفت پیغمبر کہ ہستند از فنون — اہل جنت در خصومتہا زبون
از کمال حزم و سوءِ ظن خویش — نے ز نقص و بد دلی و ضعف کیش
در فرہ دادن شنودہ در کمون — حکمتِ لولا رجال مومنون
دست کوتاہی ز کفارِ لعین — فرض شد بہر خلاص مومنین
قصۂ عہد حدیبیہ بخوان — کف ایدیکم تمامت آن بدان
نیز اندر غالبی ہم خویش را — دید او مغلوب دام کبریا
ما رمیت اذ رمیت آمد خطاب — گم شد او و اللہ اعلم بالصواب
زان نمی خندم من از زنجیرتان — کہ بگیرم ناگہان شبگیرتان
زان ہمی خندم من از زنجیر و غل — میکشم تان سوی سروستان و گل
ای عجب کز آتش بے زینہار — بستہ می آریم تان تا سبزہ زار
از سوی دوزخ بہ زنجیرِ گران — میکشم تان تا بہشت جاودان
ہر مقلد را درین رہ نیک و بد — ہمچنان بستہ بحضرت مے کشد
جملہ در زنجیر و بیم و ابتلا — مے روند این رہ بغیرِ اولیا
می کشند این راہ را بیکار وار — جز کسانے واقف از اسرارِ کار

پھانسین اُن حیلوں سے تمکو دام مین — دیکھیے تو تمکو سبھو نکو ہام مین
عقل کب اس غالبی سے ہوئی شاد — دیکھا جو اس غالبی مین یہ فساد
تیز چشم آئی ہے عقل دور بین — حق نے کی سُرمہ سے اپنے سرمگین
بولے پیغمبر کہ از راہِ فنون — اہل جنت دشمنی مین ہین زبون
اپنے حزم و سوءِ ظن کے دہیان سے — نے ہین ضعف دین و نے نقصان سے
یہ سُنا پوشیدہ جو اندر فزون — حکمتِ لولا رجال مومنون
دست کوتاہی ہوئی کفار سے — مومنون کی بس خلاصی کے لیے
قصۂ عہدِ حدیبیہ کہو — کف ایدیکم سب اس سے جان تم
خود کو غالب پایا اندر جنگ کے — اُس خدا کے دام کے مغلوب نے
ما رمیت اذ رمیت آیا خطاب — گم ہوا او واللہ اعلم بالصواب
اسلیے نے ہنستا ہون زنجیر پے — کہ تمھین ناگاہ پکڑا مین نے ہے
اسلیے ہنستا ہون مین زنجیر پے — کھینچتا ہون تمکو جانب باغ کی
ای عجب لے امن آتش سے تمھین — سوی گلشن کھینچکر لاتا ہون مین
پھانس زنجیرون مین دوزخ سے تمھین — سوی جنت کھینچکر لاتا ہون مین
ہر مقلد کو سوئے حق ایسے ہی — نیک و بد سب راہ مین کھینچین سبھی
خوف کی زنجیر مین یہ راستا — جملہ جاتے ہین بغیرِ اولیا
جنگ کے مانند یہ رہ طے کرین — اُن سوا جو واقفِ اسرار ہین

سلہ بولے الخ یہ شعر پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ از راہ فنون کے اہل جنت دشمنی سے زبون ہین ترجمہ اپنی ہوشیاری بدگمانی کے دہیان سے نہ ضعف دین و نہ نقصان سے۔ یہ جو یہ سُنا پوشیدہ درفتح مین حکمت کو ترجمہ کہ اگر نہوتے آدمی مسلمان قتل کرنا فرض نہ ہوتا کفار سے مگر مومنون کی خلاصی کے لیے لیعنے جنگ حدیبیہ مین جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صحابہ کو فرمایا کہ جب کفار حملہ کرین تم پس پا ہونا اور انکو لگا کرنا چنانچہ بظاہر صحابہ بھاگے اور کفار نے انکو لگایا چنانچہ جبکہ رسول اللہ نے یہ پوشیدہ سُنا کہ مکہ مین مسلمان پوشیدہ ہین اسواسطے حدیبیہ مین صلح کی کہ وہ مسلمان قتل ہون آگے اسکا بیان ہے لا فہم ١٢ سلہ قصۂ الخ یہ شعر قصۂ حدیبیہ کے عہد کا کہو ترجمہ نہین پھینکا تو نے جبوقت کہ پھینکا تو نے خطاب آیا گم ہوا وہ اللہ خوب جانتا ہے ترجمہ باز رکھے ہاتھون کفار سے کو اس لڑائی مین خود کو غالب پایا مغلوب دام خدا نے لیعنے دوست خدا کے خدا سے جدا نہین ہین لڑائی و صلح مین انکی عین حکمت ہے آگے رجوع بقصۂ ہے اسواسطے نہین ہنستا ہون زنجیر پر کہ تمھین ناگاہ پیچ پایا بلکہ اسلیے ہنستا ہون کہ تمکو کھینچتا ہون جانب باغ کے تعجب ہے کہ بغیر امن کے آتش سے تمکو طرف گلشن کے مین کھینچکر لاتا ہون دوزخ سے تمکو زنجیرون مین پھانس کر جنت کی طرف مین کھینچ کر لاتا ہون آگے حقائق ہین فافہم ١٢ سلہ شعر ہر مقلد کو ایسے ہی طرف حق کے نیک و بد سے راہ مین کھینچتے ہین یہ راستہ خوف کی زنجیر مین جملہ جاتے ہین بغیر اولیا کے جنگ کے مانند یہ راہ طے کرین اُنکے سوا جو واقف اسرار ہین تو کوشش کر کہ تو تیرا روشن ہو کر تیرا راستہ چلنا آسان ہو آگے اسکی مثال ہے لڑکے کو جبر سے مکتب مین لیجاتے ہین کیونکہ واقف وہ فائدے سے نہین ہے جبکہ واقف ہو تو مکتب کو شوق سے جاتا اور اسکی جان خوش رہے پاتے ہین جو طفل ناخوش مکتب کو جاتا ہو اُسنے اپنے نفع کو نہین دیکھا ہے تیسنے راہ خوف و حق جوئی کی طرف عام ناخوشی سے جاتا ہے اور اولیا اشرار الخ

جہد کن تا نور تو رخشان شود
تا سلوک خدمتت آسان شود

کودکان را می بری مکتب بزور
زانکہ ہستند از فوائد چشم کور

چون شود واقف بمکتب می دود
جانش از رفتن شگفتہ مے شود

میرود کودک بمکتب پیچ پیچ
چون ندید از مزد کار خویش ہیچ

چون کند در کیسہ دانگی دست مزد
آنگہے بیخواب گردد شب چو دزد

جہد کن تا مزد طاعت در رسد
بر مطیعان آنگہت آید حسد

ائتیا کرہا مقلد گشتہ
ائتیا طوعا صفا بسرشتہ

این محب حق ز بہر علتے
وان دگر را بیغرض خود خلتے

این محب دایہ لیک از بہر شیر
وان دگر دل دادہ بہر آن ستیر

طفل را از حسن او آگاہ نے
غیر شیر او را ازو دلخواہ نے

وان دگر خود عاشق دایہ بود
بیغرض در عشق یکرایہ بود

پس محب حق بامید و بترس
دفتر تقلید مے خواند بدرس

وان محب حق ز بہر حق کجاست
کہ ز اغراض و ز علتہا جداست

گر چنین و گر چنین چون طالبست
جذب حق او را سوی حق جاذبست

گر محب حق بود لغیرہ
کے ینال دائما من خیرہ

یا محب حق بود لعینہ
لا سواہ خائفا من بینہ

کر تو کوشش نور روشن ہو ترا
تا سلوک راہ آسان ہو بھلا

جبر سے لیجاتے ہیں مکتب طفل کو
فائدہ سے کیونکہ ناواقف ہی وہ

جب ہو واقف جائے مکتب شوق سے
جان خوش جانے سے اسکی بس ہے

جاتا ہی مکتب کو ناخوش طفل جو
گر نہ دیکھا اسنے اپنے نفع کو

جیب میں جو تھوڑی اجرت کو رکھے
رات بھر ہوں چور جگتا رہے

کر تو کوشش اجرت طاعت ملے
تب مطیعوں پر حسد ہووے تجھے

ائتینا کرہا مقلد تو ہوا
ائتینا طوعا ہوے اہل صفا

یہ محب حق کا ہی علت کے لیے
بے غرض وہ دوسرا محبوب ہے

دودھ کے خاطر یہ دائی دوست ہے
دوسرا عاشق ہے بی بی کے لیے

طفل اسکے حسن سے آگاہ نہیں
اور سوا دودھ اسکے وہ دلخواہ نہیں

دوسرا عاشق ہے خود ہی دائی کا
بے غرض ہے عشق میں اک رنگ سا

پس محب حق کا ہے باخوف و رجا
دفتر تقلید پڑھتا ہے سدا

وہ محب حق کا کہاں حق کیلئے
کہ غرض علت سے بالکل دور ہے

کہ یہ ہے یا وہ ہے طالب بس ہے
جذب حق کا سوی حق لیجا ہے

گر محب حق کا ہے وہ لغیرہ
کے ینال دائما من خیرہ

یا محب حق کا ہے وہ لعینہ
لا سواہ خائفا من بینہ

جذب معشوق عاشق را

من حیث لا یعلمہ العاشق ولا یرجوہ ولا یخطر بالہ ویظہر من ذلک الجذب اثر فی العاشق الا الخوف الممزوج بالباس مع دوام الطلب

جذب معشوق کا عاشق کو

من حیث لا یعلمہ العاشق ولا یرجوہ ولا یخطر بالہ ویظہر من ذلک الجذب اثر فی العاشق الا الخوف الممزوج بالباس مع دوام الطلب

سلہ جیب میں الخ، شعر جیب میں تھوڑی اجرت رکھے رات بھر چور کے مانند جگتا ہے تو کوشش کر کہ اجرت طاعت کے لیے تب مطیعوں پر تجکو حسد ہووے تو آتا جبر سے مقلد کا ہوا اور تا اہل صفا کا یعنی اور راضی ہو کر ہے یہ محب کا حق علت کے واسطے ہے وہ دوسرا محبوب بے غرض ہے یہ دائی دودھ کی خاطر دوست ہے اور دوسرا اسکے واسطے عاشق ہے کیونکہ طفل اسکے حسن سے آگاہ نہیں اور سوا دودھ کے اسکے دلخواہ نہیں ہے دوسرا عاشق ہے وہ اس دائی کا عشق میں بے غرض ہے مثل ایک رنگ کے یعنی اولیا بے غرض عاشق ہیں رنگ کے فافہم ۱۲۔

سلہ پس محب الخ، شعر پس محب حق کا خوف و رجا سے ہے اور دفتر تقلید ہمیشہ پڑھتا ہے وہ محب حق کا کہاں ہے حق کے واسطے کہ بالکل غرض و علت سے جدا ہے اگر یہ ہے یا وہ ہے طالب اسنے جذب حق کا طرف حق کے لے جاتا ہے اگر محب حق کا وہ ہے ترجمہ واسطے غیر کے کب پہونچے ہمیشہ نیکی اسکی کے یا محب حق کا وہ ہے واسطے حق کے نہیں ہے اسکے سوا ڈرنے والا درمیان سے ہے یعنی اولیاء اللہ خاص عبادت خدا کے واسطے کرتے ہیں اور مقلد طاعت دوزخ و جنت کے لیے کرتے ہیں مگر دو صورتوں میں جذب حق طالب کو لے جاتا ہے کھینچا جذب معشوق کا عاشق کو بیان ہے فافہم ۱۲۔

عہ واسطے غیر کے ۱۲ عہ کب پہونچے ہمیشہ نیکی سے ۱۲ عہ نہیں ہے اسکے سوا اور کوئی ڈر نہ والا کسی سے ۱۲ عہ اس طرح سے کہ عاشق نہیں جانتا ہے نہ امید رکھتا ہے

هر دو را این جستجوها در سرست — این گرفتاری دل زان دلبرست
آمدیم اینجا که در صدر جهان — گر نبودی جذب آن عاشق نهان
ناشکیبا کی بدی او از فراق — کی دوان باز آمدی سوی وثاق
میل معشوقان نهانست و ستیر — میل عاشق با دو صد طبل و نفیر
یک حکایت هست اینجا ز اعتبار — لیک عاجز شد بخاری ز انتظار
ترک آن کردیم کو در جستجوست — تا که پیش از مرگ بیند روی دوست
تا رهد از مرگ یابد او نجات — زانکه دید دوست هست آب حیات
هر که دید او نباشد دفع مرگ — دوست نبود که نه میوستش نه برگ
کار آن کارست ای مشتاق مست — کاندران کار ار رسد مرگت خوش است
شد نشان صدق ایمان ای جوان — آنکه آید خوش ترا مرگ اندران
گر نشد ایمان تو ای جان چنین — نیست کامل رو بجو اکمال دین
هر که اندر کار تو شد مرگ دوست — بر دل تو بی کراهت دوست اوست
چون کراهت رفت آن خود مرگ نیست — صورت مرگست نقلان کردنیست
چون کراهت رفت مردن نفع شد — پس درست آمد که مردن دفع شد
دوست حق است و کسی کش گفت او — کہ توئی آن من و من آن تو

یہ تلاش ان دو کی پس اس سوے ہی — یہ کشش دل کی بس من جو سے ہی
آیا مین اس جا کہ وہ صدر جہان — گر نہ رکھتا جذب عاشق کا نہان
ہو تا کب بے صبر مجبوری سے دو — آتا کب پھر دوڑ کر بازار کو
میل معشوقون کا ہی خفیہ نہان — میل عاشق کا ہی با دہل و فغان
اک حکایت اس جگہ ہے معتبر — لیکن از بس ہی بخاری منتظر
چھوڑا مین نے جو ہی اسکو جستجو — دیکھے تا مرنے سے پہلے یار کو
تا وہ چھوٹے موت سے پای نجات — کیونکہ دید یار ہی آب حیات
جبکہ دید اسکی نہووی دفع مرگ — دوست نہو کہ نہ میوہ ہی نہ برگ
کام ہی وہ کام ای شائق تمہین — موت آنا ہووے خوش اس کام سے
صدق ایمان کی نشانی اسکو جان — جو تجھے خوش آوے مرگ ای پہلوان
گر نہ حاصل تجھکو یہ ایمان ہو — تو نہ کامل ہے مکمل ڈھونڈھ تو
کام مین تجھکو ہوئی جب مرگ یار — یار وہ ہووی پسند اور ہو نہ بار
ناپسندی جو گئی نے مرگ ہی — مرگ کی صورت ہی او بدلی جگہ
ناپسندی جو گئی مرنا بھلا — سچ ہوا کہ مرنا بس جاتا رہا
دوست حق ہی وہ کوئی کہ تجھے — کہ مین تیری ملک اور میری تو ہے

رسیدن بخاری عاشق در بندگی صدر جهان — پہونچنا عاشق بخاری کا خدمت مین صدر جہان کے

سلہ یہ تلاش الخ یہ شعر یہ تلاش ان دونون کی اُس طرف سے ہی اور یہ کشش دل کی اس دلجوئی کی طرف سے ہے مین اُس جگہ آیا کہ جہان صدر جہان ہی اگر جذب عاشق کا پوشیدہ نہ رکھتا آگے حقائق مین وہ بے صبر مجبوری سے کب ہوتا پھر دوڑکر کب بازار آتا معشوق کی رغبت پوشیدہ ہی اور رغبت عاشقون کی باشور و فغان ہی اس جگہ ایک حکایت معتبر ہی لیکن از بس بخاری منتظر ہے مین نے چھوڑا جو اسکو جستجو ہے تا کہ مرنے سے اول یار کو دیکھنے تا کہ وہ موت سے چھوٹے اور نجات پائے کیونکہ دید یار آب حیات ہی جس کو اُسکی دید دافع مرگ نہووے نہ اسکو یار نہو اور نہ میوہ و برگ ہووے کام وہ کام ہی اے شائق تجکو کہ موت آنا اس کام مین خوش ہووے جیسے جسکو دید یار کی آب حیات ہو اُسکو مرنا اچھا ہی آسان کیونکہ مرنا عاشق کو معراج ہی باقی وصال آگے ہی فافہم ۱۲۔

سلہ صدق الخ یہ شعر اسکو صدق ایمان کی نشانی جان جو تجکو مرنا خوش آئے اگر تجکو یہ ایمان حاصل نہو تو کامل نہین ہی مکمل ڈھونڈھ جب تجکو کام مین مرگ یار ہوتی ہے پس یار وہ ہی کہ پسند ہو اور جب کہ ناپسندی گئی وہ مرگ نہین ہی فقط مرگ اسکا نام ہی باقی جگہ کا بدلنا ہی جبکہ ناپسندی گئی مرنا بہتر ہے سچ ہوا کہ مرنا جاتا رہا یا وہ دوست حق کا ہی کہ یہ کہے کہ مین تیری ملک ہون تو میری ملک ہی تیسے جبکہ طالب کو ناپسندی نہ رہی تو وہ مرگ اسکو نہین ہی بلکہ ایک نقل مکان ہی آگے حال عاشق بخاری کا بیان ہی فافہم ۱۲۔

گوش دِہ اکنون کہ عاشق میرسد	بستۂ عشق او ز حبل من مسد	سن تو عاشق آ ذہی کہ عشق نے	باندھا حبل من مسد سی بس اُسے
چون بدید او چہرۂ صدر جہان	گوئیا پرید از تن مرغ جان	اسنے دیکھا جو رُخ صدر جہان	گویا اُسکا اڑ گیا بس مرغ جان
جان بجانان داد از خود باز رست	بر سریر ملک جاویدان نشست	جان دی جانان کو خودی چھوٹ کر	بیٹھا ملک جاودان کے تخت پر
ہمچو چوب خشک افتاد آن تنش	سرد شد از فرق سر تا ناخنش	خشک لکڑی کی طرح وہ تن گرا	سرد سر سے پاؤن تک وہ ہو گیا
ہر چہ کردند از بخور و از گلاب	نے بجنبید و نہ آمد در خطاب	چھڑکی خوشبو اسپے ہر چند اور گلاب	نے کری کچھ حرکت اسنے نے خطاب
کار نامد از بخار و از بخور	جز کہ بوئے آن شہ با فر و نور	کام نے آیا بخار و نے بخور	جز بوئے شہ کہ وہ ہی با فر و نور
شاہ چون دید آن مزعفر روئے او	پس فرود آمد ز مرکب سوئے او	زرد رو دیکھا جو اُسکا شاہ نے	بس گیا پاس اُسکے اُترا اسپ سے
گفت عاشق دوست جوید تیز دو	چونکہ معشوق آمد آن عاشق برفت	بولا عاشق یار کو ہی ڈھونڈھتا	جبکہ معشوق آیا وہ عاشق گیا
عاشق حق و حق آنست کو	چون بیاید از تو نبود تار مو	حق کا تو عاشق ہی اور بس حق یہ ہی	جو وہ آئے نے خودی تجھ مین رہی
صد چو تو فانی ست پیش آن نظر	عاشقی بر نفی خود خواجہ مگر	جون ترے سے فانی اُسکے رو برو	نفی پر عاشق ہی اپنی خواجہ تو
سایۂ و عاشقی بر آفتاب	شمس آید سایہ لا گردد شتاب	سایہ اور عاشق ہی تو خورشید کا	شمس آئے جلد ہو سایہ فنا
چونکہ سر برزد ز مشرق قرص خور	نہ ستارہ ماند و نے از شب اثر	نکلے جو خورشید باہر شوق سے	نے ستارہ اور نہ شب باقی رہے
اندرون دل چونکہ عشق آید درون	عقل رخت خویش اندازد برون	عشق اندر دے دل کے آئے جو	عقل باہر لائے بس سامان کو
ہمچو شیرے خورد با آہو دوچار	گشت آہو بیخبر افتاد زار	جس طرح شیر آکے آہو سے ملا	بے خبر آہو ہوا بے خود گرا
ہمچو در پشہ پیش تند باد	فہم کن واللہ اعلم بالسداد	جیسے مچھڑ نے ہوا کی لائے تاب	تو سمجھ واللہ اعلم بالصواب

داد خواستن پشہ از باد بحضرت سلیمان علیہ السلام

انصاف چاہنا مچھر کا سلیمان علیہ السلام سے بسبب ظلم ہوا کے

پشہ آمد از حدیقہ و از گیاہ	وز سلیمان نبی شد داد خواہ	مچھڑ آیا باغ سے حال تباہ	اور سلیمان سے ہوا وہ داد خواہ

۱؎ سن تو اٰنچہ شعر تو سن کہ عاشق آتا ہی کیونکہ عشق نے اسکو باندھا ہد رسی کھجور سے اسنے جو منھ صدر جہان کا دیکھا گویا اسکا مرغ جان اڑ گیا جان دی جانان کو خودے چھوٹ کر ملک جاودان کے تخت پر بیٹھا وہ تن خشک لکڑی کی طرح گر سر سے پانون تک سرد ہو گیا اسپر خوشبو و گلاب ہر چند چھڑکا نہ اسنے حرکت کی نہ خطاب نہ کام آیا بخار و نہ بخور سوائے بو شاہ کے کہ وہ ہے با فر و نور باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

۲؎ تند درو الخ ۹ شعر شاہ نے جو زرد رو اُسکا دیکھا گھوڑے سے اُترا اور پاس اُسکے گیا کہا کہ عاشق معشوق کو ڈھونڈھتا ہے جبکہ معشوق آیا وہ عاشق گیا آگے حقائق ہین تو عاشق حق کا ہی اور یہ حق ہی جو وہ آئے تجھ مین خودی نہ رہے تیرے مانند اسکے روبرو سو فانی ہین اے خواجہ تو اپنے نفی پر عاشق ہی تو سایہ ہی اور عاشق ہی خورشید کا خورشید آئے تو سایہ جلد فنا ہو خورشید جو باہر نکلے مشرق سے نہ ستارہ رہے اور نہ شب باقی رہے جو عشق درون دل سے اندر آئے عقل سامان کو باہر لائے یعنے آفتاب عشق جب باہر نکلے تو سایۂ عقل فنا ہووے آگے مثال ہی جس طرح شیر آہو سے آکے ملا آہو بے خبر ہوا اور بے خود ہو کر گرا جیسے مچھڑ تاب ہوا کی نہ لا سکے تو سمجھ کہ اللہ خوب جانتا ہی آگے مچھڑ کا بیان ہی فافہم ۱۲۔

۳؎ مچھڑ الخ ۲ شعر مچھڑ آیا باغ سے باحال تباہ اور سلیمان علیہ السلام سے داد خواہ ہوا کہ اے سلیمان تیرا عدل جاری ہے شیطان و انسان و جنات پر مرغ و ماہی پناہ عدل تیرے ہین تیرا فضل جسے نہ ڈھونڈھے وہ گمراہ کون ہین تو ہمکو داد دے کہ ہم لاچار ہین اب نصیحت باغ و گلزار سے ہین باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔ ۴؎ رسی کھجور سے ۱۲۔

کاؤ سلیمان معدلت می‌پروری　　بر شیاطین آدمی زاد و پری
مرغ و ماہی در پناہ عدل تست　　کیست آن گم گشتہ کش فضلت نجست
دادہ مارا کہ بس زاریم ما　　بی نصیب از باغ و گلزاریم ما
مشکلات ہر ضعیفی از تو حل　　پشہ باشد در ضعیفی خود مثل
شہرہ ما در ضعف و اشکستہ پری　　شہرہ تو در لطف و مسکین پروری
ای تو در اطباق قدرت منتہی　　منتہی ما در کمی و گمرہی
دادہ مارا زین غم کن جدا　　دستگیر ای دست تو دست خدا
پس سلیمان گفت ای انصاف جو　　داد و انصاف از کہ میخواہی بگو
کیست آن ظالم کہ از باد بروت　　ظلم کردہ است و خراشیدہ است روت
ای عجب در عہد ما ظالم کجاست　　کو نہ اندر حبس و در زنجیر ماست
چونکہ ما زادیم ظلم آن روز مرد　　پس بعہد ما کہ ظلمی پیش برد
چون بر آمد نور ظلمت نیست شد　　ظلم را ظلمت بود اصل و عضد
نک شیاطین کسب و خدمت می‌کنند　　دیگران بستہ باصفاد و بند
اصل ظلم ظالمان از دیو بود　　دیو در بندست استم چون نمود
ملک زان دادست مارا کن فکان　　تا نہ نالد خلق سوی آسمان
تا بالا بر نیاید دودہا　　تا نگردد از ستم چرخ و سہا
تا نہ لرزد عرش از نالہ یتیم　　تا نگردد از ستم جانے سقیم

ای سلیمان جاری تیرا عدل ہی　　شیطان اور انسان اور جنات پے
مرغ و ماہی ہین پناہ عدل مین　　فضل نے ڈھونڈھین نہ کیا وہ کون ہی
داد دے ہمکو کہ ہم لاچار ہین　　بے نصیب باغ اور گلزار ہین
ہر ضعیفونکی ہی مشکل تجھ سے حل　　اور ضعیفی مین ہے مچھر خود مثل
ضعف و کم اڑنے مین ہی شہرت ہمین　　دستگیری لطف مین شہرت تمہین
ای تو قدرت زیادتی مین منتہی　　ہم کمی اور گمرہی مین منتہی
داد دے اس غم سے کر ہمکو جدا　　دست تیرا ہمکو ہی دست خدا
پس سلیمان بولے ای انصاف جو　　چاہتا ہی داد کیا مجھسے کہو
کون ظالم ہی کہ نخوت سے ترا　　ظلم کرکے ہوگیا ایذا رسا
ای کہان ظالم ہمارے عہد مین　　کہ ہمارے وہ نہین زندان مین ہین
جو ہوا مین پیدا ظلم اسدن ہوا　　ظلم کس نے عہد میرے مین کیا
نور نکلا نیست ظلمت ہوگئی　　ظلم کی ظلمت ہی اصل ای ملتجی
اب شیاطین میری خدمت کرتے ہین　　دوسرے پابند ہین زنجیر مین
ظالمون کے ظلم کی جڑ دیو تھا　　دیو قیدی ظلم اب کیون کر گیا
ملک اس باعث دیا حق نے مجھے　　تا نہ روئے خلق جانب چرخ کے
آسمان پر تا نہ جاوے دود آہ　　تا نہووے مضطرب افلاک و ماہ
نے یتیمون کی ہلائے عرش آہ　　ظلم سے نے ہو کوئی حال تباہ

سلہ ہر ضعیفون الخ۔ شعر ہر ایک ضعیف کی مشکل تجھ سے حل ہی اور ضعیفی مین خود مچھر ضرب المثل ہی ضعیف و کم اڑنے مین شہرت ہمکو ہی اور دستگیری و لطف مین شہرت تم کو ہی ای تو قدرت زیادتی مین منتہی ہے اور ہم گمرہی مین منتہی ہین اس غم سے داد دے ہم کو جدا کر تیرا دست ہمکو ہی دست خدا پس سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ ای انصاف جو کس کی داد چاہتا ہی مجھ سے کہو کون ظالم ہے تیرا نخوت سے ظلم کرکے ایذا رسان ہی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

سلہ ای کہان الخ۔ شعر اے ظالم ہمارے عہد مین کہان ہی کہ وہ ہمارے زندان مین نہین ہی جو مین پیدا ہوا ظلم اسدن مرا کس نے ظلم میرے عہد مین کیا نور نکلا ظلمت نیست ہو گئی ظلم اصل ظلمت ہی اب شیاطین میری خدمت کرتے ہین دوسرے پابند زنجیر مین ہین ظالمون کو ظلم کی دیو تھا سو دیو قیدی ہی اب ظلم کیونکر ہوا اس باعث ملک حق نے دیا مجکو کہ تا خلق روئے جانب آسمان کے مینے حق نے مجکو اسواسطے بادشاہ کیا کہ تا ظالم میرے عہد مین نہ رہے اور کسی مظلوم کا نالہ آسمان پر نہ جاے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ سلہ آسمان پر الخ۔ شعر آسمان پر تا دود آہ نہ جائے فلک و ماہ مضطر نہووے کوئی حال تباہ اس لئے خدا نے ایک مذہب رکھا ہی کہ تا یارب، افلاک پر نہ جائے ای مظلوم طرف آسمان کے مت دیکھ تو شاہ آسمان کو یہان رکھتا ہی یعنے ای مظلوم تو بجوے آسمان فریاد مت کر کہ خدا یہین ہی وہ ہر دم موجود ہی مچھر نے کہا کہ مجکو داد دو ای شاہ کہ مچھر بولنے ظلم از بس کیا ہی ہم ظلم سے ازبس تنگ ہین اس سے ہم خون کے گھونٹ اور خاموش ہین اسکا ظلم ہم پر ظاہر ہی ہمکو علاج نہین ہی بجز بیان کرنے کے ہماری داد تو اس لئے ای کریم عادل دے ای کریم خواتے کہ سلیمان کا بیان ہی فافہم ۱۲۔

زان نهادیم از ممالک مذهبی تا نیاید بر فلکها یارب‌ی
منگر ای مظلوم سوی آسمان کآسمانی شاه داری در زمان
گفت پشه داد من از دست باد کو دو دست ظلم بر ما برگشاد
ما ز ظلم او به تنگی اندریم با لب بسته از او خون می‌خوریم
ظلم او بر ما صریح است و عیان نیست ما را چاره جز کردن بیان
داد ما وا انصاف ما بستان از او ای کریم و عادل و اکرام خو

مذہب اک رکھا خدا نے اسلیے تا نہ یارب جائے بس افلاک پے
دیکھ مت مظلوم سوئے آسمان آسمانی شہ کو تو رکھتا ہے یان
بولا مچھڑ داد مجھکو دے شہا کہ ہوا نے مجھ پہ ظلم از بس کیا
ظلم سے ہم اسکے از بس تنگ ہیں اس سے خون کھائیں وہ خاموشی کہیں
ظلم اسکا ہمپہ ظاہر ہے عیان ہے علاج ہمکو بجز کرنے بیان
لے ہماری داد و انصاف اس سے تو ای کریم عادل ای اکرام خو

امر کردن سلیمان علیه السلام پشهٔ مظلوم را باحضار خصم بدیوان و

حکم دینا سلیمان کا مچھر مظلوم کو واسطے حاضر کرنے دشمن کے انکی درگاہ میں

پس سلیمان گفت ای زیبا دوی امر حق باید که از جان بشنوی
حق بمن گفته است هان ای دادور مشنو از خصمی تو بی خصم دگر
تا نیاید هر دو خصم اندر حضور حق نیاید پیش حاکم در ظهور
خصم تنها گر برآرد صد نفیر هان و هان بی خصم قول او مگیر
من نیارم روز فرمان تافتن خصم خود را رو بیاور سوی من
گفت قول تست برهان و درست خصم من باد است و او در حکم تست
بانگ زد آن شه که ای باد صبا پشه افغان کرد از ظلمت بیا
هین مقابل شو تو با خصم و بگو پاسخ خصم و بکن دفع عدو
باد چون بشنید آمد تیز تیز پشه بگرفت آن زمان راه گریز
پس سلیمان گفت کای پشه کجا باش تا بر هر دو رانم من قضا
گفت ای شه مرگ من از بود اوست خود سیاه این روز من از دود اوست
او چو آمد من کجا یابم قرار کو برآرد از نهاد من دمار

پس سلیمان بولا ای زیبا صدا[۱] جان سے سننا چاہیے حکم خدا
بولا مجھسے حق کہ گر یاد دشمن ہے تو مت سنے بن دوسرے دشمن کے تو
تا نہ حاضر ہوویں دشمن دونوں تو حق نہ ظاہر ہوتا ہے حکام کو
گر اکیلا دشمن آکر سو کہے دوسرے دشمن سوا تو مت سنے
میں نہیں[۲] منہ پھیر سکتا حکم سے اپنے دشمن کو تو لا جانب مرے
بولا تم کرتے ہو یہ حجت بجا ہے تمھارے حکم میں دشمن مرا
آپ نے آواز دی کہ ای صبا ظلم سے مچھڑ ترے چیخے ہے آ
ہو مقابل اپنے دشمن کے کہو دفع دشمن کو جوابوں سے کرو
جو ہوا نے یہ سنا تیز آئی وہ مچھر اسدم اڑگیا بیتاب ہو
بولے مچھر کیوں تو جاتا ہے اڑا ٹھہر دونوں پر کروں تا میں قضا
بولا میری موت آنے سے اسکے ہے دل سیہ میرا دھوئیں سے اسکے ہے
وہ جو آئے کب قرار آوے مجھے کر نکالے مغز میرا جسم سے

[۱] پس سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ ای زیبا صدا جان سے سننا چاہیے حکم خدا کو حق نے مجھ سے کہا کہ ایک دشمن سے مت سن بغیر دوسرے دشمن کے جب تک کہ حاضر دونوں دشمن ہوں حکام کو حق ظاہر نہیں ہوتا ہے اگر دشمن تنہا ہو سو کہے تو دوسرے دشمن کے سوا مت سن تینے مدعی مدعا علیہ دونوں جب تک حاضر ہونگے بقول استاد کہ ہر کہ تنہا پیش قاضی رود راضی آید آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲۔

[۲] میں نہیں الخ اس شعر میں حکم سے منہ نہیں پھیر سکتا تو اپنے دشمن کو میرے پاس لا مچھڑ نے کہا تم حجت بجا کرتے ہو تمھارے حکم میں میرا دشمن ہے آپ نے آواز دی کہ ای صبا تیرے ظلم سے مچھر چیختا ہے اپنے دشمن کے مقابل ہوکر کہہ اور دشمن کو جوابوں سے دفع کر ہوا نے یہ سنا تیز آئی مچھر اسدم اڑگیا بیتاب ہوکر فرمایا کہ اے مچھر تو کیوں اڑا جاتا ہے تو ٹھہر کہ میں دونوں پر قضا کروں مچھر نے کہا کہ میری موت ہے اسکے آنے سے اور میرا دن سیاہ ہے دھوئیں سے جبکہ وہ آئے مجھے کب قرار ہووے کہ میرا مغز تن سے نکالے آگے اسکے حقائق ہیں فافہم ۱۲۔

همچنین جویای درگاه خدا — چون خدا آید شود جوینده لا
گرچه آن وصلت بقا اندر بقاست — لیک ز اول آن بقا اندر فناست
سایهائی که بود جویای نور — نیست گردد چون کند نورش ظهور
عقل کے ماند چو باشد سرده او — کل شیٔ هالک الا وجهه
هالک آید پیش وجهش هست و نیست — هستی اندر نیستی خود طرفه ایست
اندرین محضر خردها شد ز دست — چون قلم اینجا رسید و سر شکست
باز گردم جانب صدر جهان — در نوازش عاشق خود را نهان
میکشید از بیهشی اش در بیان — اندک اندک از کرم صدر جهان

ایسے ہی طالب ہے ذات خدا — جب خدا آئے تو طالب ہو فنا
وصل ہے گرچہ بقا اندر بقا — پر ہی اول سے بقا اندر فنا
جس طرح ہو سایہ متلاشی نور کا — نیست ہو جو نور کا ہووے ظہور
عقل کب ہو جب وہ گھیرے جسم کو — کل شیٔ هالک الا وجهه
پیش وجہ هالک آیا ہست و نیست — ہی عجب کہ رکھتا ہی ہستی کو نیست
عقل اس دفتر میں گم ہی ہاتھ سے — اور قلم ٹوٹا جو آیا اس جگے
پھر پھرا میں جانب صدر جہان — اپنے عاشق کو نوازا بس نہان
لایا بیہوشی سے اسکو کر بیان — تھوڑا تھوڑا جود سے صدر جہان

نواختن معشوق عاشق بیهوش خود را تا بهوش آید — نوازنا معشوق کا عاشق بیہوش اپنے کو تا ہوش میں آئے

بر گرفتش سر نهاد اندر کنار — بر رخش می کرد اشک تر نثار
بانگ زد در گوش او شه کای گدا — زر نثار آوردمت دامن گشا
جان تو کاندر فراقم می طپید — چونکه زنهارش رسیدم چون رمید
ای بدیده در فراقم گرم و سرد — با خود آ از بیخودی و باز گرد
مرغ خانه اشتری را بے خرد — رسم مهمانش بخانه مے برد
چون بخانه مرغ اشتر پا نهاد — خانه ویران گشت و سقف اندر فتاد
خانه مرغ است عقل و هوش ما — هوش صالح طالب ناقه خدا

سر اٹھایا گود میں اسکا رکھا — رخ پر اسکے اشک کو قربان کیا
کان میں چیخا وہ شہ کہ ای گدا — لایا زر قربان میں دامن تو لا
میری فرقت میں تھی تڑپی جان جی — آیا میں اسکی پنہ کیوں رہ گئی
دیکھے رنج و غم ہیں فرقت میں مرے — بیہشی سے ہوش میں آ لوٹ کے
مرغ خانہ اونٹ وا اپنے یہان — لے گیا مہمان کر جوں احمقان
مرغ کے گھر پر شتر نے پا رکھا — گھر ہوا ویران اور بالکل گرا
عقل و ہوش اک مرغ کا گھر ہی مرا — ہوش صالح چاہے ہی ناقہ خدا

ف ایسے ہی الخ ۸ شعر ایسے ہی طالب ذات خدا کا جبکہ خدا آئے طالب خدا فنا ہو جاتا ہو وصل ہی اگرچہ بقا اندر بقا کے ولیکن اول بقا میں فنا ہی یعنے جبکہ ذات حق طالب میں آتی ہی تو طالب فنا ہو جاتا ہی اور بشریت نہیں رہتی ہی اسواسطے نفس بشری کو ضد خدا کہتے ہیں کہ شناخت ضد کی ضد سے ہوتی ہی چنانچہ لا الہ اسواسطے نفی نفس کے ہے کہ الا اللہ اثبات ہو آگے مثال ہی جیسا کہ سایہ نور کا متلاشی ہی نیست ہو جائے جو نور کا ظہور ہووے عقل کب ہی کہ جب وہ جسم کو گھیرے ترجمہ کل شیٔ ہالک ہونیوالی ہی سواے ذات خدا کے آگے اسکے وجہ کے سب ہلاک ہوتا ہے الا الوجہ یہ عجب ہی کہ ہستی کو نیست کرتا ہی یعنے ذات حق کے مقابل میں سب نیست ہیں مگر یہ تعجب ہی کہ ہست روح حق نیست میں جلوہ گر ہی آگے اسکی تعریف ہی فافہم ۱۲۔

ف عقل الخ ۲ شعر عقل اس دفتر میں ہاتھ سے گم ہی اور قلم ٹوٹا جو اس جگہ آیا میں پھر جانب صدر جہان پھرا کہ اپنے عاشق کو پوشیدہ نوازا بیان کرکے اسکو بیہوشی سے لایا یہ تھوڑا تھوڑا ہوش میں صدر جہان جود سے لائے آگے نوازش معشوق کا بیان ہی فافہم ۱۲۔

ف سر اٹھایا الخ ۴ شعر یعنی سر اٹھایا گود میں رکھا اشکوں کو اسکے رخ پر قربان کیا وہ شاہ کے کان میں چیخا کہ اے گدا میں زر قربان کو لایا ہوں تو دامن لا تیری جان فرقت میں میری تڑپی تھی میں اسکی پناہ میں آیا وہ کیوں گئی رنج و غم فرقت میں میرے دیکھی ہیں بیہوشی سے ہوش میں لوٹ کر آ آگے اسکی مثال ہی فافہم ۱۲ ف مرغ الخ ۳ شعر مرغ خانگی شتر کو اپنے یہاں لے گیا مہمان کرکے مانند احمقوں کے جس وقت شتر نے گھر میں مرغ کے پاؤں رکھا بالکل گھر ویران ہوا اور گر گیا آگے اسکے حقائق ہیں عقل و ہوش ہمارا ایک مرغ کا گھر ہی ہوش صالح چاہتا ہی ناقہ خدا کو ناقہ نے آب و گل میں تاثیر کی نہ اسکی گل رہی اور نہ جان وہاں باقی رہی عشق کے فضل سے انسان فضول ہی اس بڑائی سے ظالم مظلوم جاہل ہی یعنے جبکہ ہمکے آنے سے مچھر اڑ گیا اور ذات حق کے نزول سے طالب گم ہوا تو عقل و جان عشق کے آنے سے کب رہ سکتی ہی پس اس عشق کے ہونے سے انسان ظالم و جاہل ہوا

ناقہ چون سر کرد در آب و گلش / نی گل آنجا ماند نی جان و دلش
همچنین فضل عشق انسان را فضول / زین فزون جوئی ظلوم ست و جهول
جاهل ست و اندرین مشکل شکار / می کشد خرگوش شیری در کنار
کی کنار اندر کشیدی شیر را / گر بدانستی و دیدی شیر را
ظالم ست و بر خود و بر جان خود / ظلم بین کز عدلها گو می برد
جهل او مر علمها را اوستاد / ظلم او مر عدل را شد رشاد
دست او بگرفت کاین رفته دمش / آنگهی آید که من دم بخشمش
چون بمن زنده شود آن مرده تن / جان من باشد که رو آرد بمن
من کنم او را ازین جان محتشم / جان که من بخشم ببیند بخششم
جان نامحرم نبیند روی دوست / جز همان جان کاصل او از کوی اوست
در دمم قصاب وار این دوست را / تا هلد آن مغز نغزش پوست را
گفت ای جان رمیده از بلا / وصل را مادر گشادیم الصلا
ای خودی ما بیخودی و مستیت / ای ز هستت ما همارہ هستیت
با تو بی لب این زمان من نو بنو / رازهای کهنه می گویم شنو
زانکه این لبها ازان دم می رمند / بر لب جوی نهان بر می دمند
گوش بی گوشی درین دم برگشا / بهر راز یفعل الله ما یشا

آب و گل نے ناقہ کے تاثیر کی / تو وہان گل اسکی اور نہ جان رہی
عشق کے ہے فضل سے انسان فضول / اس بڑائی سے ظلوم اور ہے جہول
جاہل اس مشکل شکار دنیا مین ہے وہ / گود مین خرگوش لے ہے شیر کو
گود مین کب لیتا وہ نر شیر کو / جانتا اور دیکھتا اگر شیر کو
ظالم اپنی جان پر اور خود پر ہے / ظلم دیکھو عدل پر غلبہ رکھے
جہل اسکا علم کا ہے اوستاد / ظلم اسکا عدل کا ہے رشاد
ہاتھ پکڑا کہ یہ دم از خود گیا / آئے ہے دم کہ مین دم بخشون ذرا
مردہ تن زندہ ہو میرے ساتھ جو / جان میری ہو مرا راغب جو ہو
محتشم اسکو کرون اس جان سے مین / جان جو بخشون میری دیکھے بخشش من
جان نامحرم نہ دیکھے روئے یار / ہے وہ جان کہ اصل اسکی ہے یار
پھونکون جون قصاب مین اس دوست کو / تاکہ چھوڑے مغز اسکا پوست کو
بولا اے جان رمیدہ پھیر رو / وصل کا در کھولا مین نے آؤ تو
اے خودی میری سے تجھکو بیخودی / اے مری ہستی سے ہستی ہے تری
بے زبانی سے نئے اسدم تجھے / راز کہنہ کہتا ہون تو سن اسے
کیونکہ اسدم سے یہ لب ہین بھاگے / اور لب جو پر ہین پنہان اُگے
گوش بے گوشی کو کر اسدم مین وا / بہر راز یفعل اللہ ما یشا

سله جاہل است الخ یعنی اس مشکل شکار دنیا مین وہ جاہل ہے خرگوش گود مین لیتا ہے شیر کو وہ گود مین کب لیتا ہے اگر دیکھتا و جانتا شیر کو وہ اپنی جان پر خود ظالم ہے ظلم دیکھو کہ عدل پر غلبہ رکھتا ہے اسکا جہل علم کا استاد ہے اور اسکا ظلم عدل کا مرشد ہے ہاتھ پکڑا کہ یہ دم از خود گیا اسدم آئے مین کہ مین ذرا دم بخشون اسکو وہ مردہ تن زندہ ہو میرے ساتھ اور میری جان ہو جو میرا راغب ہو اسکو محتشم کرون اس جان سے اور جو جان بخشون تو میری بخششین دیکھے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سله جان ے الخ یعنی شعر جان نامحرم روئے یار نہ دیکھے سوے ہین جان کے اسکی اصل یار ہے قصاب کے مانند مین پھونکون اس دولت کو تاکہ اپنا مغز پوست کو چھوڑ دے آگے رجوع الحقۃ ہے صدر جان کے کہ بولا اے جان رمیدہ کہ منہ پھیر مین نے وصل کا دروازہ کھولا تو آ اے میرے خودی سے تجکو بیخودی ہے اے میری ہستی سے تیری ہستی ہے تجکو بے زبانی سے نو بنو اسدم راز کہنہ کہتا ہون تو سن اسے کیونکہ اسدم سے یہ لب بھاگے ہین اور لب جو سے پنہان آگئے ہین یعنے راز حقانی اس لب و دہان سے بیان نہین ہو سکتے ہین آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سله گوش الخ یعنی شعر بیگوشی اسدم سے کھول واسطے راز کے کہ اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے جبکہ صداے وصل کو سننے لگا وہ مردہ تھوڑا تھوڑا ہلنے لگا آگے اسکی مثال ہے خاک سے کم نہین کہ عشوہ باد سے سر نکالے سبز جامہ پہن کے آب نطفہ سے کم نہین کہ حکم سے یوسفان ماہ رخ پیدا کرے ہوا سے کم نہین کہ وہ امر کن سے ایک رحم مین مرغ خوش لحان ہو آتش سے کم نہین کہ امر سلام سے باغ ہووے اور خلیل اللہ کے لاٹھی سے کم نہین کہ وہ حکم خدا سے دفع دشمن مین اژدہا ہووے پتھر سے کم نہین کہ ناقہ جنے ناقہ سے ناقہ جنا ایک۔ اسنے ہے ان سب کو چھوڑا کہ وہ عدم نہین ایک جہان جنتا ہے جو کہ یہ عدم تینے انسان اشیا و دنیا کے نہین ہے کہ دم یار سے یہ تو باخبر ہون اور انسان نہو بلکہ انسان تو ان سب سے زیادہ دم یار سے جلد مبدل ہوتا ہے کیونکہ طالب وصل ہے پس وہ کودا اور [illegible] پا اور خوش ہوا اور ایک دو چکر کھا کر سجدہ مین گرا تینے جب یار کو عاشق نے پایا سجدہ مین گرا اس سے ثابت ہے کہ مقام فنا مین عاشق کو وہاں یار ہے تا ہے کہ اس سبب سے وہ بیخودی مین ہوتا ہے اور کسی کی اسکو پرواہ نہین ہوتی ہے آگے عاشق کے ہوش مین آنے کا بیان ہے فافہم ۱۲

چون صلاے وصل بشنیدن گرفت	اندک اندک مردہ جنبیدن گرفت	بجہ صدائے وصل کو سننے لگا	تھوڑا تھوڑا مردہ وہ ہلنے لگا
نے کم از خاک ست کز عشوۂ صبا	سبز پوشد سر بر آرد از قبا	خاک سے نے کم کہ عشوہ باد سے	سر نکالے سبز جامہ پہن کے
کم ز آب نطفہ بود کز خطاب	یوسفان زاید رخ چون آفتاب	آب نطفہ سے نہ کم کہ حکم سے	یوسفان ماہ رخ پیدا کرے
کم ز بادے نے کہ شد از امر کن	در رحم طاؤس مرغ خوش سخن	نے ہوا سے کم کہ امر کن سے وہ	اک رحم مین مرغ خوش الحان ہو وہ
کم ز نارے نیست کز امر سلام	گلستان شد بہر خلیل خوش کلام	کم نہ آتش سے کہ با امر سلام	باغ تھی بہر خلیل خوش کلام
کم ز چوبے نیست در دفع عدو	گشت اژدرہائے منکر زامر او	کم نہ لاٹھی سے کہ حکم حق سے وہ	دفع دشمن مین ہوئی اژدر ہر دہ
کم ز کوہ و سنگ نبود کز ولاد	ناقۂ کان ناقہ ناقہ زاد زاد	کم نہ پتھر سے کہ جننے ناقہ سے	ناقے سے ناقہ جنا اک اسنے ہی
زین ہمہ بگذر نہ آن مایۂ عدم	عالمے زاد و زاید دمبدم	چھوڑ ان سب کو نہ وہ مایہ عدم	اک جہان جنتا ہی جو کہ دمبدم
بر جہید و بر طپید او شاد شاد	یکدو چرخے زد بسجود اندر فتاد	بس وہ کودا اور تڑپا خوش ہوا	اک دو چکر کھا کے سجدہ مین گرا

باخویش آمدن عاشق بیہوش و روے آوردن بہ ثنا و شکر

ہوش مین آنا عاشق بیہوش کا اور متوجہ ہونا ساتھ شکر و ثنا کے

بشگفید از روے او دلشاد شد	در وصال از بند ہجر آزاد شد	اسکے رخ سے شاد اور خوشدل ہوا	وصل مین بس قید ہجران سے چھٹا
گفت اے عنقای حق جانرا مطاف	شکر کہ باز آمدی زان کوہ قاف	بولا اے عنقا خدای پاک کے	شکر کہ پھر آیا تو کہ قاف سے
اے سرافیل قیامت گاہ عشق	اے تو عشق عشق واے دلخواہ عشق	اے تو اسرافیل محشر عشق کا	اے تو عشق عشق و دلبر عشق کا
اولین خلعت کہ خواہے داد نم	گوش خواہم کہ نہی بر روزنم	پہلا خلعت دینا چاہے مجکو تو	چاہتا ہون کہ تو سن اس بات کو
گرچہ میدانی بصفوت حال من	بندہ پرور گوش کن اقوال من	گرچہ تو پاکی سے جانے میرا حال	بندہ پرور اب تو سن لے میرا اقوال
صد ہزاران بار اے صدر فرید	ز آرزوے گوش تو ہوشم پرید	پس ہزارون بار اے صدر علا	تھا ترے سننے سے ہوش اپنا اڑا
آن سمیعے تو و آن اصغای تو	وان تبسمہاے جان افزای تو	وہ ترا سننا لگانا کان کا	وہ تبسم جملہ جان افزا ترا
آن بنوشیدن کم و بیش مرا	عشوۂ جان بد اندیش مرا	اور سننا کم زیادہ وہ مرا	اور جان بد مین کا وہ عشوہ مرا
قلبہاے من کہ آن معلوم تست	پس پذیرفتی تو چون نقد درست	کھوٹی باتین کہ مری ہی جانتا	نقد بہتر سا قبول انکو کیا
بہر گستاخی و شوخی غرۂ	حلمہا در پیش حلمت ذرۂ	شوخی و گستاخی غرہ کے لیے	حلم ذرے آگے تیرے حلم کے

سلہ اسکے رخ سے الخ ۔ شعرا سکے منہ سے خوش و شاد ہوا اور وصل مین قید ہجران سے چھوٹا کہا کہ اے عنقا خدا کا شکر ہی کہ پھر تو آیا کوہ قاف سے ؛ اے تو اسرافیل محشر عشق کا ہی اے تو عشق کا عشق اور دلبر عشق کا ہی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲-

سلہ پہلا الخ ۔ شعرا اول خلعت جو مجکو دینا چاہے تو مین چاہتا ہون کہ تو اس بات کو سن اگر تو پاکی سے میرا حال چاہتا ہی بندہ پرور اب تو میرا اقوال سن لے ہزارون بار اے صدر جہان تیرے سننے سے اپنا ہوش اڑا اتھا وہ تیرا سننا اور کان کا لگانا اور وہ تبسم جملہ جان فزا تیرا سننا کم و زیادہ میرا اور جان بد مین کا وہ عشوہ میرا کھوٹی باتین کہ میری جانتا ہی عمدہ نقد کے مانند انکو قبول کیا شوخی و گستاخی غرہ کے واسطے اور حلم ذرہ ہین آگے تیرے حلم کے آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲-

اولاً بشنو کہ چون دم تو رست	اول و آخر ز پیش من بجست	پہلے سن جو تیری پھندے سے چھٹا	اول آخر میرے آگے سے گیا
ثانیاً بشنو تو اے صدر ودود	کہ بسے گشتم ترا ثانے نبود	دوسرے سن تو کہ اے صدر علا	مین پھرا بس نے تیرا ثانی ملا
ثالثاً از تو بہ بیرون رفتہ ام	گوئیا ثالث ثلاثہ گفتہ ام	تیسرے جیسے کہ مین تجھ سے گیا	گویا یہ ثالث ثلاثہ ہے کہا
رابعاً چون سوخت مارا مزرعہ	مے ندانم خامسہ از رابعہ	چوتھے کھیتی کو جلایا میری جو	مین نہ جانون چار سے بس پانچ کو
خامساً در ہجرت ای صدر جہان	از حواس خمسہ بودم در زمان	پانچوین فرقت مین ای صدر جہان	تھا حواس خمسہ سے اندر زمان
سادساً از شش جہت بی روے تو	گوئیا بارید بر من غم دو تو	اور چھٹی اس شش جہت سے بے ترے	گویا بارش غم کی برسے مجھپے ہی
سابع از ثامن ندانم حالاام	خون ہمی گرید فلک از نالہ ام	ساتوین کو مین نہ جانون آٹھ سے	آسمان روتا ہے رونے پر مرے
ہر کجا یابی تو خون بر خاکہا	پے بری باشد یقین از چشم ما	جس جگہ تو خون پائے پاک پے	یہ سراغ اب جان میری چشم سے
گفت من رعد است و این بانگ و حنین	ز ابر خواہد تا ببارد بر زمین	کہنا میرا رعد اور نالہ مرا	ابر سے چاہے زمین پر برسنا
من میان گفت و گریہ می تنم	یا بگریم یا بگویم چون کنم	مین پھنسا کہنے مین اور رونے مین ہون	یا کرُون یا کہون مین کیا کرون
گر بگویم فوت مے گردد بکا	ور بگریم چون کنم مدح و ثنا	کہتا ہون تو جاتا ہے گریہ مرا	روتا ہون تو کیسے ہو مدح و ثنا
می فتد از دیدہ خون دل شہا	این چہ افتاد ست از دیدہ مرا	خون دل ٹپکے ہے دیدے سے شہا	دیکھ میری آنکھ سے گرتا ہے کیا
این بگفت و گریہ در شد آن نحیف	کہ برو بگریست ہم دون ہم شریف	یہ کہا از بسکہ وہ رونے لگا	کہ بس اسپر رویا ہر چھوٹا بڑا
از دلش چندان بر آمد ہاے ہو	حلقہ کرد اہل بخارا گرد او	اسقدر وہ ہاے ہو کرنے لگا	حلقہ گرد اہل بخارا نے کیا
خیرہ گویان خیرہ گریان خیرہ خند	مرد و زن خرد و کلان جمع آمدند	کہتے ہنستے اور بد روتے ہوئے	جمع آئے مرد و زن چھوٹے بڑے
شہر ہم ہمرنگ او شد اشک ریز	مرد و زن درہم شدہ چون رستخیز	شہر کل اسکی طرح رونے لگا	مرد و زن کا حشر سا مجمع ہوا
آسمان میگفت آندم با زمین	گر قیامت را ندیدستی ببین	آسمان کہتا تھا اسدم خاک سے	گر نہ دیکھا حشر ہو تو دیکھ لے
عقل حیران کہ چہ عشق ست و چہ حال	یا فراق او عجب تر یا وصال	عقل حیران کہ کیسا عشق و حال	یا فراق اسکا عجب تر یا وصال

سلہ پہلے سن الخ۔ شعر اول تو سن کہ تو تیرے پھندے سے چھٹا اول و آخر میرے آگے سے گیا دوسرے تو سن کہ اے صدر جہان مین پھرا لیکن تیرا ثانی نہ ملا تیسرے جبکہ مین تجھ سے گیا گویا یہ تین خدا کا تیسرا کہا ہے چوتھے میری کھیتی کو جو جلایا مین چار سے پانچوین کو نہ جانون پانچوین فرقت مین ای صدر جہان حواس خمسہ سے زمان مین تھا چھٹے اس شش جہت سے بغیر تیرے گویا غم کی بارش مجھپر برسی ہے ساتوین کو مین آٹھ سے نہ جانون آسمان روتا ہے میرے رونے پر تو خاک پر جس جگہ خون پاے بس جان یہ سراغ میری چشم کا ہے یعنے تیرے فراق مین یہ حال میرا ہوا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ کہنا میرا الخ۔ شعر میرا کہنا رعد اور میرا نالہ ابر سے چاہے زمین پر برسے مین کہنے اور رونے مین پھنسا ہون یا مین روؤن یا کہون مین کیا کرون کہتا ہون تو گریہ جاتا ہے میرا اور روتا ہون تو کیسے نعت و ثنا ہو خون دل ٹپکتا ہے دیدہ سے شاہا دیکھ میری آنکھ سے کیا گرتا ہے یہ کہا اور رونے لگا کہ اسپر رویا ہر ایک چھوٹا بڑا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اسقدر الخ۔ شعر اسقدر وہ ہاے ہو کرنے لگا گرد حلقہ اہل بخارا نے کیا اور بد کہتے اور بد ہنستے اور روتے ہوئے مرد و زن جمع ہوئے چھوٹے بڑے اسکی طرح کل شہر رونے لگا حشر کی مانند مرد و زن کا مجمع ہوا آسمان اسدم خاک سے کہتا تھا کہ حشر نہ دیکھا ہو تو دیکھ لے عقل حیران تھی کہ یہ کیسا عشق و حال ہے یا فراق اسکا عجب تر ہے یا وصال یعنے اسکی بیقراری و گریہ سے سب لوگ حیران تھے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲

چرخ برخوانده قیامت نامه را | تا مجره بر دریده جامه را
با دو عالم عشق را بیگانگی ست | وندران هفتاد و دو دیوانگی ست
سخت پنهانست و پیدا حیرتش | جان سلطانان جان در حسرتش
غیر هفتاد و دو ملت کیش او | تخت شاهان تخته بندی پیش او
مطرب عشق این زند وقت سماع | بندگی بند و خداوندی صداع
پس چه باشد عشق دریای عدم | در شکسته عقل را آنجا قدم
بندگی و سلطنت معلوم شد | زین دو پرده عاشقی مکتوم شد
کاشکی هستی زبانی داشتی | تا ز هستان پرده‌ها برداشتی
هر چه گوئی ای دم هستی ازان | پردهٔ دیگر برو بستی بدان
آفت ادراک آن حال ست و قال | خون بخون شستن محال ست و محال
من چو با سودائیانش محرمم | روز و شب اندر قفس در میدمم
سخت مست و بیخودی آشفته | دوش ای جان بر چه پهلو خفته
هان و هان هشدار بر ناری دمے | اولاً برجه طلب کن محرمے
عاشق و مستی و بگشاده زبان | الله الله اشتری بر ناودان
چون ز راز و ناز او گوید زبان | یا جمیل الستر خواند آسمان
ستر چه در پشم و پنبه آذرست | تو همی پوشی و او رسوا ترست
چون بکوشم تا سرش پنهان کنم | سر برآرد چون علم کاینک منم

آسمان[1] نے حشر نامہ کو پڑھا | کہکشان نے چاک جامہ کو کیا
دو جہان سے عشق کو بیگانگی | اور بہتر اسمین ہین دیوانگی
حیرت اُسکی سخت ظاہر اور نہان | حسرت اسکی مین ہی جان شاہ جان
ہے بہتر ملتون سے وہ جُدا | تختہ بند اسکے ہی آگے تخت شاہ
گائے مطرب عشق یہ وقت سماع | بندگی قید اور خداوندی صداع
عشق کیا ہی ایک دریای عدم | عقل کا ٹوٹا ہی اس جا پر قدم
بندگی[2] اور صاحبی ظاہر ہوئی | عاشقی ان دونون پردون سے چھپی
کاشکے ہستی اگر رکھتی زبان | کھولتی تا پردہ ہستون کا عیان
جو کہے تو اس سے ہستی ہو عیان | پردہ اک پردہ مین اور ہووے نہان
حال کے ادراک کا آفت ہی قال | خون سے خون دھونا ہی مشکل از بس محال
اسکے دیوانون کا جو محرم ہون مین | رات دن مشغول ہون مین جسم مین
سخت غمگین مست اور بیخود ہون مین | کل کی شب سوتا تھا کس پہلو پہ مین
آگ پر رکھ ایکدم تو ہوش کو | پہلے ہستی چھوڑ محرم ڈھونڈھ تو
عاشقی[3] و مستی اور کرنا کلام | الله الله اونٹ ہی بالاے بام
راز جو کرتا زبان سے وہ عیان | یا جمیل الستر پڑھتا آسمان
ستر کیا ہی روئی مین اک آگ ہی | وہ ہی رسوا اور تو پنہان کرے
جو کرون کوشش کہ ہو اسرار نہان | سر نکالے جون علم کہ مین یہان

[1] آسمان نے الخ، شعر آسمان نے حشر نامہ کو پڑھا اور کہکشان نے جامہ کو چاک کیا عشق کو دو جہان سے بیگانگی اور بہتر اس مین دیوانگی ہین حیرت عشق کی سخت ظاہر و نہان ہین حسرت اسکی مین جان شاہ جان ہی بہتر ملتون سے وہ جُدا ہی اور تخت شاہ اسکے آگے تختہ بند ہی مطرب عشق کا گاتے وقت سماع کے یہ گاتا ہی کہ بندگی قید اور خداوندی درد سر عشق کیا ہی ایک دریاے عدم ہی عقل کا اس جگہ قدم ٹوٹا ہی تیئے عشق عدم ہی کہ عقل کُل وہان جا نہین سکتی ہی آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲ [2] بندگی الخ، شعر بندگی اور صاحبی ظاہر ہوئی عاشقی ان دونون پردون سے چھپی کاش کے ہستی اگر زبان رکھتی تو پردہ ظاہر ہستیون کا کھولتی جو تو کہے تو اس سے ہستی عیان ہو پردہ ایک پردہ مین اور نہان ہوے حال کے ادراک کو قال آفت ہی خون سے خون دھونا محال ہی تیئے قال پردہ حال کا ہی کہ قال بسبب حال کے پوشیدہ ہو جاتا ہی آگے مقولا مولانا کا ہی مین اسکے دیوانون کا جو محرم ہون رات دن مین مشغول جسم مین ہون تو بخت غمگین اور بیخود ہی تو کل کی شب کس پہلو سوتا تھا تو ہوش کو آتش پر ایکدم رکھ اول ہستی کو چھوڑ اور محرم الٰہی تیئے اولیا کو ڈھونڈھ کہ تیری رہبری کرین باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ [3] عاشقی الخ، شعر عاشقی اور مستی اور کلام کرنا الله الله یہ شتر بالاے بام ہی جو راز زبان سے عیان کرتا ہی ترجمہ ای اللہ چھپا آسمان پڑھتا ہی ستر کیا ہی آتش اندر سینہ کے ہی وہ رسوا ہی اور تو پوشیدہ کرتا ہی جو کوشش کرون راز پوشیدہ ہو مانند علم کے سر نکالے کہ مین یہان ہون یعنی کان پکڑے برعکس غم کے میرا کان مروڑ کیسے چھپتا ہی اسکو کہون کہ تو جا اگر پوشیدہ ہی مثل جان کے تو ظاہر پوشیدہ پردہ کئے کہ یہ تن میرا قید غم ہی اور بزم مین مانند بادہ کے دستک زنان ہون تیئے عشق مین اہل اللہ کے مانند باتین کرنا محال ہی جیسے شتر کا بام پر ہونا محال ہی پس عشق خود بخود ظاہر ہوتا ہی چھپانے سے نہین چھپتا ہی آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲ -

زعم آن النغم گیرم او ہر دو گوش / کای منغ چونش می پوشی بپوش
گو ہمیشہ رد گرچہ پر پوشیدہ / ہمچو جان پیدای و پوشیدہ
گو بیا او محبوس جسم ست این تنم / چون می اندر بزم خنبک میزنم
گو ہمیش زان پیش کہ کردی گرو / تا نیاید آفتِ مستی برو
گفت از جام لطیف آشام من / یار روزم تا نمازِ شام من
چون بیاید شام دزدد جام من / گویدش وادہ کہ نامد شام من
زان عرب بنہاد نام مے مدام / زانکہ سیری نیست می خور را مدام
عشق جوشد بادۂ تحقیق را / او بود ساقی نہان صدیق را
چون بجوئی تو بتوفیقِ حسن / بادہ آبِ جان بود ابریق تن
چون بیفزاید مے توفیق را / قوتِ مے بشکند ابریق را
آب گردد ساقی و ہم مست آب / خود بگو واللہ اعلم بالصواب
پرتو ساقی ست کاندر شیرہ رفت / شیرہ بر جوشید و رقصان گشت و زفت
اندرین معنی بپرس آن خیرہ را / کہ چنان کے دیدہ بودی شیرہ را
بے تفکر پیش ہر دانندہ ہست / آنکہ با گردندہ گردانندہ ہست

کان پکڑے وہ بلکس غم مرا / ای منغ کیسے چھپتا ہے چھپا
مین کہون اسکو تو جاگر ہی خفا / مثل جان کی تو ہی ظاہر اور چھپا
وہ کہے ہی قید جسمی تن مرا / بزم مین جون بادہ ہون دستک زنا
مین کہون کسنے گرو پہلے کیا[1] / تا نہ آئے اسپہ مستی کی بلا
وہ کہے جو جام نوشی ہی ہمین / یار دن ہون تا نماز شام مین
شام جو آئے چرائے میرا جام / مین کہون واپس دی ذ آتی ہی شام
اس لئے کہتے عرب کو مے مدام / کیونکہ نہ سیری ہی مے خوار کو مدام
عشق چاہے بادۂ تحقیق کو / کہ نہان صدیق کا ساقی ہی وہ
تو جو ڈھونڈھو ساتھ مین توفیق کے / بادۂ آب جان و تن ابریق ہی
جو کرے[2] زیادہ مے توفیق کو / قوت مے توڑ دے ابریق کو
آپ ہو ساقی بھی ہو اور مست آب / خود کہو واللہ اعلم بالصواب
پرتو ساقی کا شیرہ مین پڑا / شیرہ پر جوش اور پر رقصان ہوا
پوچھ اس معنی مین تو اس خیرہ کو / کہ کبھی دیکھا تھا ایسے شیرہ کو
بے تامل جانے عاقل ہے یہ بات / پھیرنے والا ہی پھرنے والے سات

حکایت آن عاشق دراز ہجران و بسیار امتحان

حکایت اُس عاشق دراز ہجران و بہت امتحان کی

یک جوانے بر زنے عاشق شدست / روز و شب بیخواب و بیخور آمد است
بیدل و شوریدہ مجنون دست / می ندادش روزگار وصل دست

اک جوان[3] عورت پہ اک عاشق ہوا / رات دن نہ سوتا اور بیہوش تھا
بے دل و مجنون و آوارہ ہوا / نے زمانہ وصل کا اسکو ملا

[1] مین کہون الخ، شعر مین کہون کہ پہلے کس نے گرو کیا تا نہ آئے اسپر بلا مستی کی وہ کہے کہ جو جام نوشی بجکو ہی مین یار دن کا ہون نماز شام تک جبکہ جام آئے میرا جام چرائے مین کہون واپس دے شام ہین آئی ہی اس لیے اہل عرب شراب کو مدام کہتے ہین کیونکہ شراب خوار کو مدام سیری نہین ہی عشق بادۂ تحقیق کو چاہتا ہی کہ وہ پوشیدہ صدیق کا ساقی ہی جو تو ڈھونڈھے خوش توفیق کے ساتھ کہ بادۂ آب جان تن ابریق ہی یعنے عشق بادہ حقیقت کو ہر دم چاہتا ہی اور شراب اسکی جان عشق ہی کہ اس سبب ہر دم عشق کا ولولہ و غلبہ زیادہ ہوتا ہی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲

[2] جو کرے الخ، شعر جو زیادہ کرے بادہ توفیق کو قوت بادہ کی ابریق کو توڑ دے آپ ہو ساقی و مست آپ بھی ہو خود کہے اللہ خوب جانتا ہی یعنے بادہ جان خود ساقی و خود بادہ ہی کہ قوت بادہ جان کی ابریق کے وجود کو توڑ دیگی ساقی کا پرتو شیرہ مین پڑا شیرہ پر جوش و رقصان ہوا یعنے پرتو مرشد کا جو قلب طالب پر پڑا جوش دل مین طالب کے بڑھا اس معنی مین تو اس خیرہ و خود کو پوچھ کہ کبھی دیکھا تھا ایسے شیرہ کو عاقل یہ بات بے تامل جانتا ہی کہ پھرانے والا پھرنیوالے کے ساتھ ہی یعنے وجود بشر مین حق موجود ہی اور یہ سب حرکات و سکنات بشر کے عین حکم خدا ہے کیونکہ روح ازلی ہی امر آمر کا کیا فرق ہی چنانچہ اسکی مثال بھی آگے حکایت عاشق کی بیان کی ہی فافہم ۱۲

[3] ایک جوان الخ، شعر ایک جوان ایک عورت پر عاشق ہوا وہ رات دن نہ سوتا تھا بیہوش تھا بیدل اور مجنون اور آوارہ ہوا ہی زمانہ وصل کا اسکو نہ ملا عشق نے اسکو شکنجہ مین کھینچا عشق ابتدا مین کینہ کیون رکھے آگے اسکے حقائق مین عشق اول سرکش و خونی بنے تاکہ بو الہوس اس کام سے بھاگ جائے آگے رجوع توجہ ہی جو عورت کے نزدیک قاعدہ کو بیجا رشک سے وہ قاعدہ ہزان

پس شکنجہ کرد عشقش بر زمین خود چہ دارد در ازل عشق کین
عشق ز اول سرکش و خونی بود تا گریزد آنکہ بیرونی بود
چون فرستادے رسولے پیش زن آن رسول از رشک گشتی راہزن
ور بسوئے طن نبشتے کاتبش نامہ را تصحیف خواندی نائبش
ور صبا را پیک کردے در وفا از غبارے تیرہ گشتے آن صبا
رقعہ گر بر پر مرغے دوختے پر مرغ از تف رقعہ سوختے
راہہائے چارہ را غیرت ببست لشکر اندیشہ را رایت شکست
بود اول مونس غم انتظار آخرش بشکست کو ہم انتظار
گاہ گفتی کاین بلائے بے دواست گاہ گفتی کاین حیات جان ماست
گاہ ہستی زو برآوردے سرے گاہ او از نیستی خوردے برے
گاہ فریادش بگردون بر شدے گہ خیال دلبرش ہمدم بدے
چونکہ بر وی سرد گشتی این نہاد جوش کردے گرم چشمۂ اتحاد
چونکہ با بے برگی غربت بساخت برگ بے برگی بسوی او بتافت
خوشہ ہائے فکرتش بیگاہ شد شیر وان را رہنما چون ماہ شد
ای بسا طوطی گویائے خمش ای بسا شیرین روان رو ترش
رو بگورستان دمی خامش نشین آن خموشان سخنگو را ببین
لیک گر یکرنگ بینی خاک شان نیست یکسان حالت چالاک شان
لحم و شحم زندگان یکسان بود آن یکے غمگین دگر شادان بود
تو چہ دانی تا نیوشی قال شان زانکہ پنہانست بر تو حال شان

عشق نے کھینچا شکنجہ مین اُسے ابتدا مین عشق کیون کینہ رکھے
عشق اول سرکش و خونی بنے تاکہ بھاگے بوالہوس اس کام سے
بھیجتا قاصد کو جو نزدیک زن رشک سے ہوتا وہ قاصد راہزن
کاتب اسکا سوی زن لکھتا اگر پڑھتا نامہ کو بدل کر نامہ بر
گر صبا کو بھیجتا اندر وفا تیرہ ہوتی وہ غبار دن سے صبا
پر[1] پہ رقعہ باندھتا گر مرغ کے جلتا پر رقعہ کے سوز گرم سے
راہ چارہ گرنے کی گر بند و کم فکر کے لشکر کا توڑا بس علم
انتظار اول تھا غم کا یار غار آخر اُسنے توڑا کب تک انتظار
یہ بلا ہی بے دوا کہتا کبھی ہی حیات جاودان کہتا کبھی
گاہ ہستی اُس سے باہر کرتی سر گاہ کھاتا نیستی سے وہ ثمر
گاہ فریاد اُسکی جاتی چرخ پہ گہ خیال یار ہمدم تھا اُسے
سرد اسپر جبکہ ہوتا یہ بدن جوش کرتا چشمۂ اُلفت کا معًا
یار[2] بے برگی غربت کا ہوا برگ بے برگی کا بس اسکو ملا
خوشہ اُسکی فکر کا ابتر ہوا مثل مہ چور ون کا بس رہبر ہوا
ای بہت طوطی ہین گویا اور خمش ای بہت شیرین ہین جان افروز ترش
چپ تو گورستان مین اکدم جاکے بیٹھ اور سخن گویان خاموشان کو دیکھ
گرچہ دیکھے خاک اُنکی ایک رنگ کب ہے حال اکسان کہان ہی ایک ڈھنگ
گوشت چربی ایکسان زندگی ہی ایک غمگین دوسرا شادی رکھے
تو نہ جانے[3] نہ سنے تا انکا قال کیونکہ پوشیدہ ہی تجھسے انکا حال

[1] پر پے الخ، شعر اگر مرغ کے پر پے رقعہ باندھتا رقعہ کی سوزش سے پر جلتا راہ چارہ گرنے تنگ و بند کی لشکر کا علم توڑا اول انتظار غم کا یار غار تھا آخر اُسنے توڑا انتظار کب تک رہے کبھی کہتا کہ یہ حیات جانفزا ہی کبھی کہتا یہ بلا ہی کبھی ہستی اس سے سر نکالتی کبھی وہ ہستی سے ثمر کھاتا فریاد اُسکی کبھی چرخ پہ جاتی کبھی خیال یار کا اسے ہردم رہتا جبکہ یہ بدن اُسپر سرد ہوتا ہی چشمۂ الفت کا معًا جوش کرتا باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲-

[2] یار الخ، شعر بے سرو سامانی غربت کا یار ہوا سامان بے سامانی کا اسکو ملا اسکی فکر کا خوشہ ابتر ہوا ماہ کے مانند چور کا راہبر ہوا آگے اسکے حقائق ہین اے بہت طوطے ہین گویا اور خاموش ای بہت جان شیرین وزود ترش ہین ایک دم گورستان مین جاکر چپ بیٹھ اور سخن گویان خاموش کو دیکھ اگر انکی خاک ایک رنگ دیکھے اسکا حال کب ایکسان و ایک ڈھنگ ہی آگے اسکی مثال ہی گوشت و چربی ایکسان زندگی ہے مگر ایک غمگین دوسرا خوشی کرتا ہی یعنے اولیاء اللہ بہت گویا اور خموش ہین اگرچہ ظاہر مین ہمرنگ غافلون کے دکھائی دیتے ہین مگر باطن مین انکے جدا ہین آگے اسی کا حال ہی فافہم ۱۲ [3] تو نجانے الخ، شعر تو انکا قال نہ جانے و نہ سنے کیونکہ تجھپر پوشیدہ ہی انکا حال تونے قال کو باہو سے سنا اور اہل گور کو نہ دیکھا لغش، ایکسان ہی لیکن ضدین متصف ہین اور خاک ایکسان ہین تاثر مین و ندہ دین ایک دوسرے سے آواز گھوڑون کی وقت لڑنے مین اور آواز تو مرغون کی سنے پھرنے مین ایک سے کینہ اور دوسرے سے ارتباط ایک سے رنج دوسرے سے نشاط جو کوئی دور ہو وے انکے حال سے سکتے آگے یا سان آواز ہی فافہم ۱۲-

بشنوے از قال ہائے ہوی را | ہے ببینی حالتِ صد توے را
ہاے ہو کو قال سے تونے سُنا | اور نہ دیکھا حال اہل گور کا

نفسہا یکسان بضدہا متصف | خاک ہم یکسان و ان شان مختلف
ایکسان ہین نفس ضد مین متصف | خاک ایکسان جان انکی مختلف

ہمچنین یکسان بود آوازہا | آن یکے پُر درد و آن پُر نازہا
ایسی ہی آواز یکسان ہوتی ہین | ناز مین اک دوسرا بس درد مین

بانگ اسپے بشنوی اندر مصاف | بانگ مرغان بشنوی اندر مطاف
بانگ گھوڑونکی سُنے لڑنے مین تو | بانگ مرغونکی سُنے پھرنے مین تو

آن یکے از حقد و دیگر زارتباط | آن یکے از رنج و دیگر از نشاط
کینہ اک سے دوسرے سے ارتباط | رنج اک سے دوسرے سے بس نشاط

ہر کہ دور از حالت ایشان بود | پیش آن آوازہا یکسان بود
دور ہوتے جو کہ انکے حال سے | آگے اُسکے ایکسان آوازہے

آن درختے جنبد اندر ضرب تبر | وان درختِ دیگر از بادِ سحر
سلہ اک شجر ہلتا تبر کی ضرب سے | دوسرا ہلتا ہوا سے صبح کے

بس غلط گشتم ز دیگِ مردہ ریگ | زانکہ سرپوشیدہ می جوشید دیگ
دیگ مفلس سے مجھے دھوکا ہوا | کیونکہ سرپوشیدہ اسکو جوش تھا

جوش و نوش ہر کست گوید بیا | جوش صدق و جوش تزویر و ریا
جوش و نوش ہر اک کا کہتا ہی کہ آ | جوش صدق اور جوش حیلہ و ریا

گر نداری نور جان روشناس | رو دماغے دست آور بوشناس
گر نہ رکھے نور جان تو روشناس | جا دماغ اک کر تو حاصل بوشناس

آن دماغے کہ بر آن گلشن تند | چشم یعقوبان ہم او روشن کند
وہ دماغ ایسا کہ گلشن سے کھلے | دیدۂ یعقوب وہ روشن کرے

ہین بگو احوال آن خستہ جگر | کز بخاری دور ماندیم اے پسر
حال اُس خستہ جگر کا اب کہو | کہ بخاری سے ہا مین دور ہون

یافتن عاشق معشوق را و بیان آنکہ جوینده الخ | پانا عاشق کا معشوق کو اور بیان اُسکا جو ڈھونڈھے

کان جوان در جستجو بُد ہشت سال | از خیالِ وصل گشتہ چون خیال
سٹہ جستجو مین وہ جوان تھا آٹھ سال | تھا خیال وصل سے مثل خیال

سایۂ حق بر سرِ بندہ بود | عاقبت جوینده یابندہ بود
ہوتا ہی بندے پہ بس سایہ خدا | پاتا ہی آخر کو جو ہے ڈھونڈھتا

گفت پیغمبر کہ چون کوبی درے | عاقبت زان در برون آید سرے
بولے پیغمبر جو کوٹے کوئی در | آخر اس در سے کوئی نکلے بشر

چون نشینی بر سرِ کوے کسی | عاقبت بینی تو ہم روے کسی
جو کسی کی بیٹھے آخر راہ پر | مُنہ کسی کا دیکھے آخر اے بشر

چون ز چاہے میکنی ہر روز خاک | عاقبت اندر رسی در آب پاک
جو کنوین سے کھودی تو ہر روز خاک | پہونچے آخر کار اندر آب پاک

سلہ ایک شجر الخ شعر ایک شجر تبر کی ضرب سے ہلتا ہے اور صبح کی ہوا سے ہلتا ہے مفلس کی دیگ سے مجکو دھوکا ہوا کیونکہ اُسکو سرپوشیدہ جوش تھا اور جوشش حیلہ دریا کا اے روشناس تو نور جان نہ رکھے اور اے بوشناس تو جا اور ایک دماغ حاصل کر کہ زمانہ میں ہو اور ایسا ہو کہ گلشن اُسکو لے اور دیدۂ یعقوب کو وہ روشن کرے اب اُس خستہ جگر کا حال کہو کہ بخاری سے دور ہو کر مین رہا یعنے اگر تجکو وہ دماغ حاصل نہین ہے کہ جس سے بوے یار ملے پس تو وہ دماغ حاصل کر کہ بوے یار مثل یعقوب علیہ السلام کے تجکو بینا کرے آگے وصال عاشق کا بیان ہے فافہم ۱۲-

سٹہ جستجو مین الخ شعر وہ جوان آٹھ برس سے جستجو مین تھا اور خیال وصل سے مانند خیال کے تھا بندہ پر سایہ خدا کا ہوتا ہی جو ڈھونڈھتا ہے آخر کو پاتا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی دروازہ کوٹے آخر کار اُس دروازہ سے کوئی نکلے آگے اسکے حقائق ہین جو کسی کی راہ پر آگے بیٹھے آخر کسی بشر کا منہ دیکھے جو خاک ہر روز چاہ سے کھودے آخر کار آب تک پہونچے سب جانتے ہین اگر تو نہین جانتا ہے جو کر تو بوئے گا آخر پائیگا یعنی جو کریگا سو آخر ملیگا آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲-

جملہ دانند این اگر تو نگروی — ہرچہ پیکاریش روزے بدردی
سنگ بر آہن زدی آتش بجست — این بباشد ور نباشد نادرست
آنکہ روزی نیستش بخت و نجات — ننگرد عیش نگردد نادرات
کان فلان کس کشت کرد و بر نداشت — وان صدف برد و صدف گوہر نداشت
بلعم باعور و ابلیس لعین — سود نامدشان عبادتہا و دین
صدہزاران انبیا و رہروان — ناید اندر خاطر آن بدگمان
این دو را گیرد کہ تاریکی دہد — در دلش ادبار جز این کے نہد
بس کسا کہ نان خورد دل شاد او — مرگ او گردد بگیرد در گلو
پس تو ای ادبار رو نان ہم مخور — تا نیفتی ہمچو او در شور و شر
صدہزاران خلق نانہا می خورند — زور مے یابند و جان می پرورند
تو بدان نادر کجا افتادہ — گر نہ محرومی و ابلہ زادہ
این جہان پر آفتاب و نور ماہ — تو بہشتہ سر فرو بردہ بچاہ
کہ اگر حق ست پس کو روشنی — سر ز چہ بردار و بنگر ای دنی
جملہ عالم شرق و غرب آن نور یافت — تا در چاہے نخواہد بر تو تافت
چہ رہا کن رو بایوان و کروم — کم ستیزہ اینجا بدان کالج شوم
ہین مگو کانیک فلانی کشت کرد — در فلان سال و ملخ کشتش بخورد
پس چرا کارم کہ اینجا خوف ہست — پس چرا افشانم این گندم ز دست

جانتے سب ہین تو گرنے جانتا — جو کہ تو بوے گا آخر پاے گا
مارے[سلہ] آہن سنگ پر آتش جھڑکے — ہوتا یہ ہے گر نہو نادر وہ ہے
جسکی قسمت مین نہین بخت و نجات — عقل نے دیکھے پر اندر نادرات
کہ فلان نے بویا نے پایا ثمر — وہ صدف لایا نہ تھا اُسمین گہر
بلعم باعور و ابلیس لعین — نے ہوے نافع عبادت اور دین
اور[سکہ] ہزارون انبیا اور سالکان — نے شمار اُنکو کرے وہ بدگمان
لیوے ان دو کو کہ تیرہ دل کرے — اس سوا ادبار اسکو کون دے
روٹی کھا کر آدمی بس شاد ہین — موت ہو اُسکی جو اٹکے حلق مین
پس تو اے بدبخت روٹی بھی نہ کھا — مثل اُنکے تو نہ پھنس اندر بلا
روٹی کھاتی سیکڑون مخلوق ہے — اور پاے زندگانی بس کرے
پس تو اُس نادر مین اب کیون ہی پھنسا — گر نہ محروم اور تو احمق ہوا
یہ جہان پر آفتاب و نور ماہ — تو ہے اُلٹا لٹکا اندر قعر چاہ
کہ اگر[سکہ] حق ہے کہان وہ روشنی — تو نکل کر چاہ سے دیکھ ای غبی
سارے عالم مین وہ چمکے نور ہے — چہ مین تو جبتک چمکنے ہو تجھے
چاہ کو تو چھوڑ اور جا بام پے — یان پہ مت لڑ کہ کالج شوم ہے[سلہ]
مت کہو کہ کین فلانے کھیتین — کاٹی ٹیڑی نے فلانے سال مین
کس لیے بوؤن کہ یان پر خوف ہے[سلہ] — کس لیے گیہون کو ڈالون ہاتھ سے

سلہ مارے الخ یہ شعر تو پاتھر پر مارے آتش جھڑے یہ ہوتا ہے اور اگر نہووے تو وہ نادر ہے جسکی قسمت مین بخت و نجات نہین ہی عقل نہین دیکھتی ہے ولیکن نادرات ہین کہ فلانے نے بویا اور ثمرہ نہ پایا اور وہ صدف لایا اُس مین گوہر نہ تھا بلعم باعور اور ابلیس لعین کو نافع نہین ہوا عبادت اور دین سے یعنی اگرچہ جو کرتا ہے وہ پاتا ہے اور کبھی نادر بھی ہوتا ہے کہ بموجب عمل کے نتیجہ نہین پاتا ہے کبھی تو نادرات کا پابند نہ رہ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سکہ اور ہزارون الخ، شعر اور ہزارون انبیا اور سالکون کو شمار نہ کرسکے وہ بدگمان ان دونون کو لیوے کہ تیرہ دل کرے اس سوا اسکو ادبار کون دے یعنی بلعم باعور و ابلیس کو بدبختی اپنی سے شمار کرے اور ہزارون انبیا و اولیا کو نہ دیکھے کہ ان کو ریاضت سے کیا کیا مراتب ملے آگے اسکی مثال ہے آدمی روٹی کھاکر شاد ہین اُسکو موت ہو کہ جو حلق مین اٹکے ۔ پس ای بدبخت تو روٹی بھی مت کھا انکی مثل مت پھنس بلا مین سیکڑون مخلوق روٹی کھاتی ہے زور پاتی و زندگانی کرتی ہے پس تو اُس نادر مین کیون اب پھنسا ہے اگر تو محروم و احمق نہین ہوا ہے یہ جہان پر ہے آفتاب و نور ماہ سے تو اُلٹا لٹکا ہے جو چاہ مین یعنی تو نادرات کے درپے مت ہو کہ آفت مین پڑے کیونکہ تو دنیا مین پھنسا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سکہ کہ اگر حق ہے الخ شعر کہ اگر حق ہے وہ روشنی کہان ہے تو چاہ سے نکل کر دیکھ وہ نور تمام عالم مین چمکتا ہے تو جب تک چاہ مین ہے تجکو چمک نہووے تو چاہ کو چھوڑ اور بام پر جا یہان مت لڑ کہ جیسے لجاجت بُری ہے یہ مت کہہ کہ فلانے کھیتیان کرتے این اور فلانے سال مین ٹیڑی نے کھائی ہین مین کسواسطے بوؤن کہ یہان پر خوف ہے اور کسواسطے گندم ڈالون ہاتھ سے تکرار مت کر اور جا اپنا کام کر توکل پر بو تو سن لے ای شیر یعنی بسبب نادر ہونے کام کے تو کام مت چھوڑ اور توکل پر کام کر خدا نتیجہ دینے والا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ جیسے لجاجت بری ہے

هین مکن استیزه رو در کار کن ‖ با توکل کشت کن بشنو سخن
هر که استیزه کند بر رو فتد ‖ آنچنان کو بر نخیزد تا ابد
وانکه رو نگذاشت کشت کار را ‖ پر کند کوری تو انبار را
زین بیان بگذار بازی باز ران ‖ جانب احوال آن عاشق جوان
چون زرے می کوفت او از سوئے ‖ عاقبت دریافت از ترسے فتوحی
جست از بیم عسس او شب بباغ ‖ یار خود را یافت با شمع و چراغ
گفت سازنده سبب را آن نفس ‖ اے خدا تو رحمتے کن بر عسس
ناشناسا تو سببها کردهٔ ‖ از در دوزخ بهشتم بردهٔ
بهر آن کردی سبب این کار را ‖ تا ندارم خوار من یک خار را
در شکست پاے بخشد حق پرے ‖ هم ز قعر چاه بکشاید درے
هر چه آن بر تو کراهیت بود ‖ چون حقیقت بنگری رحمت بود
تو مبین که بر درختے یا بچاه ‖ تو مرا بین که منم مفتاح راه
گر تو خواهی باقی این گفتگو ‖ اے اخی در دفتر چارم بجو

مت کرے تکرار جا کام اپنا کر ‖ بہ توکل پر تو سن لے اے پسر
جس[1] نے کی تکرار منھ کے بل گرا ‖ اسطرح کہ تا ابد تک وہ نہ اٹھا
جس نے کھیتی کی و کام اپنا کیا ‖ کو بھتون کو غلۂ نو سے بھرا
یہ بیان چھوڑ اور جا تو اسکے سو ‖ کر بیان احوال اس عاشق کا تو
کوٹتا در بےغمی سے تھا جو وہ ‖ پایا اکدن آخر اسنے وصل کو
ڈر[2] سے شحنہ کے گیا شب کو باغ ‖ یار پایا اپنا با شمع و چراغ
تب سبب کے کرنیوالے سے کہا ‖ رحمت اس شحنہ پے کر تو ای خدا
کر سبب تو نے اچانک بس کیے ‖ لیگیا دوزخ سے جنت کو مجھے
اس لیے تو یہ سبب لایا بکار ‖ تا نہ رکھوں خوار اپنا ایک خار
پانوں جو ٹوٹے تو حق بخشے ہے پر ‖ قعر چہ سے کھولتا ہے بھی وہ در
تجھپہ جو کچھ کہ کراہیت ہو وہ ‖ جو حقیقت دیکھے تو رحمت ہو وہ
دیکھ مت کہ نخل پر ہوں یا بچاہ ‖ دیکھ مجکو کہ میں ہوں مفتاح راہ
باقی اس قصہ کو چہتا گر تو ہے ‖ چوتھے دفتر میں ای بھائی ڈھونڈ لے

[1] جس نے کی الخ یہ شعر جس نے تکرار کی منھ کے بل گرا اس طور پر کہ ابد تک وہ نہ اٹھا جس نے کھیتی کی اور اپنا کام کیا نئے غلے کو ٹھیون کو بھرا یعنی جس نے کوشش کی اور ریاضت اختیار کی آخر کو مالامال ہوا آگے رجوع بمقصد ہے تو یہ بیان چھوڑ اور اسکی طرف جا اور اس عاشق کا احوال تو بیان کر جو وہ دروازہ بےغمی سے کوٹتا تھا آخر اس نے ایک دن وصل پایا آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔

[2] ڈر سے الخ یہ شعر شحنہ کے خوف سے شب کو باغ میں گیا اپنا یار پایا با شمع و چراغ تب سبب کرنے والے سے کہا تو رحمت اس شحنہ پر کر اے خدا کہ تو نے سبب وضع کیے کہ مجکو دوزخ سے جنت کو لے گیا اسواسطے تو یہ سبب کام میں لایا کہ تا خوار اپنا ایک خار نہ رکھوں پانوں جو ٹوٹے تو حق پر بخشتا ہے اور قعر چاہ سے دروازہ کھولتا ہے تجھپر جو کچھ کہ وہ کراہیت ہووے یہ مت دیکھ کہ میں نخل پر ہوں یا چاہ میں مجکو دیکھ کہ میں کھولنے والا راہ کا ہوں باقی اس قصہ کو اگر تو چاہتا ہے چوتھے دفتر میں اے بھائی ڈھونڈھ لے یعنی جو سعی و کوشش کرتا ہے آخر کو وہ اپنی مراد پاتا ہی پس سالک کو چاہیے کہ بے مرادوں کو دیکھکر راہ سلوک کو نہ چھوڑے اور کوشش کرے کہ منزل مقصود کو پہونچے الحمد للہ کہ دفتر سوم تمام ہوا۔ اللہ تعالی مثل اس عاشق کے میری مراد بھی پوری کرے اور وصال یار دیوے آمین یا رب العالمین فافہم ۱۲۔

تمام شد

تتمۂ مترجم

سر جھکا تو شکر مین اسکے قلم — چرخ چوتھے پر ترا ہو پہنچا قدم
کردے روشن اب تو رازِ معنوی — پیرہن سے آئے بوی یوسفی
چار سے جو کہ بنایا ہے تجھے — چار یارون کی محبت چاہیے
کر شروع چوتھی تو جلدِ مثنوی — ہو اللہ ہو ترا اے یوسفی
روشنائی کیون نہ پیدا تجھ سے ہو — معنوی کے شمس کا مداح ہے جو
گرچہ فرماتا ہے حق حب الوتر — مصطفی کے چار پر ہے پر نظر
طاق سے ہی جنت مین لذت سوا — تو نکل حد سے اب کثرت مین آ
تیسرے دفتر کو کرتا ہون قبول — ختم با نامِ رسول آلِ رسول

اطلاع ضروری

خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ مثنوی مولانا روم کے منظوم ترجمے پیراہن یوسفی کے تیسرے دفتر کا اختتام ہوا اور آج اُن ہزارون مشتاق آنکھون کو جو اس لاجواب کتاب کی ایک عرصہ دراز سے آرزومند اور مشتاق تھین وہ سرور و راحت حاصل ہوئی جسکا بیان صرف دل ہی کر سکتا ہے اور دل ہی اُسکو سمجھ سکتا ہے سچ یہ ہے کہ مثنوی کے مشتاقون کے لیے یہ سلیس حیرت افزا منظوم ترجمہ ایک رہنما اور ہادی کا کام کرتا ہے - ابتدا مین چونکہ کام کرنے والون کی غلطیون کی وجہ سے اس کتاب مین غلطیان اور خامیان باقی رہ گئی تھین لہذا اس مرتبہ سعی بلیغ کرکے اصل و ترجمہ پر نظر ثانی کی گئی اور جہان تک ممکن تھا اغلاط کو دور کیا گیا - اسکے سوا بعض بعض جگہ ترجمہ مین بھی کافی تصرف ہوا کیونکہ بعض محاورے متروک الاستعمال تھے اور بعض جگہ سہواً مترجم سے فروگذاشتین بھی ہوئی تھین - الحمد للہ کہ ان تمام مشکلات پر قابو حاصل کرکے آج یہ کتاب ناظرین کی خدمت مین پیش کی جاتی ہے - والحمد للہ علی ذلک سبحنک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم -

المشتہر

منیجر نولکشور پریس صیغہ بکڈپو لکھنؤ